دُنیا کی قدیم ترین تاریخ

بابائے تاریخ کی شہرہ آفاق اور قدیم تصنیف

PDFBOOKSFREE.PK
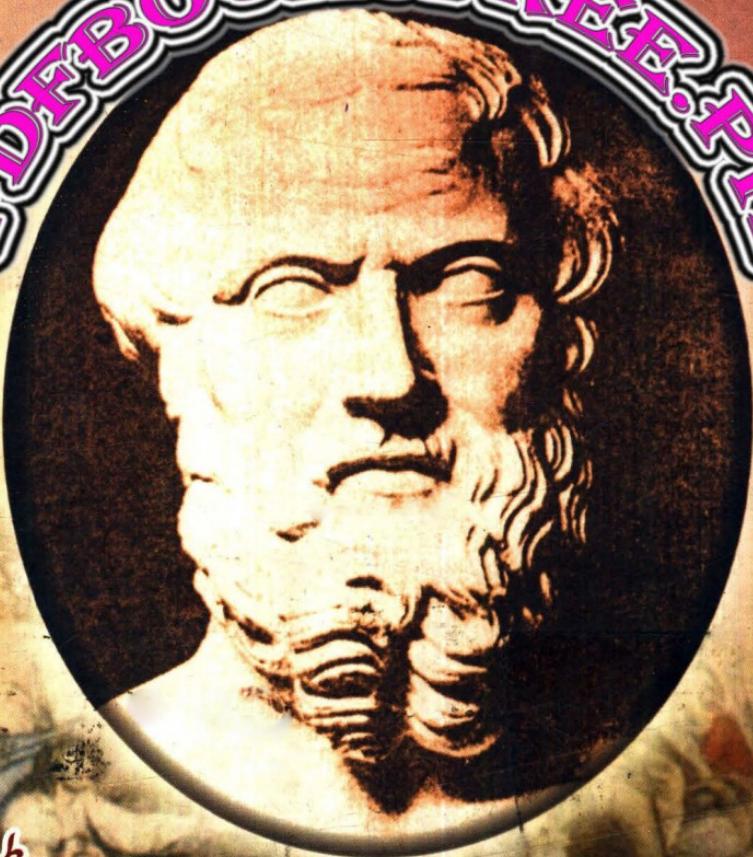
ہیروڈوٹس

ترجمہ: یاسر جواد

بابائے تاریخ کی شہرۂ آفاق اور قدیم تصنیف

دنیا کی قدیم ترین تاریخ

مصنف: ہیروڈوٹس

ترجمہ: یاسر جواد

نگارشات

24- مزنگ روڈ لاہور۔ PH:0092-42-7322892 FAX:7354205

e-mail:nigarshat@yahoo.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک ضروری گزارش!

معزز قارئینِ کرام! اس کتاب کو عام قاری کے مطالعہ، اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی اور ثوابِ دارین کے خاطر پاکستان ورچوئل لائبریری پر شائع کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری یہ کاوش پسند آئی ہے یا آپ کو اس کتاب کے مطالعے سے کوئی راہنمائی ملی ہے تو برائے مہربانی میرے اور میرے والدین کی بخشش کے لئے اللہ رب العزت سے دُعا ضرور کیجئے گا۔ شکریہ

طالبِ دُعا سعید خان

ایڈمن پاکستان ورچوئل لائبریری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"HISTORIES"

Written By:
Herodotus
Translated By:
Yasir Javvad
Published By:
Asif Javed

All rights reserved. No part of this book may be reproduced in any form or by any means, electronic or mechanical, including photocopying, recording or by any information storage retrieval system, without prior permission from the publisher.

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: دنیا کی قدیم ترین تاریخ
مصنف: ہیروڈوٹس
ترجمہ: یاسر جواد
کمپوزنگ: آزاد کمپوزنگ سنٹر' لاہور
ناشر: آصف جاوید
برائے نگارشات پبلشرز' 24- مزنگ روڈ' لاہور
PH:0092-42-7322892 FAX:7354205
مطبع: المطبعۃ العربیہ' لاہور
سال اشاعت: 2005ء
قیمت: =/450روپے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

24/16

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

24116

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھٹی کتاب "ایراتو" 425

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتویں کتاب ”پولائمنیا“

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آٹھویں کتاب ''یورینیا'' 581

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیباچہ

سِسرو (Cicero) نے ہیروڈوٹس کو "بابائے تاریخ" قرار دیا۔ وہ واقعی اپنے سے بعد کے مورخین کا جد امجد تھا۔ اگرچہ اُس کا طریقہ کار موجودہ محققین کی توقعات کے مطابق نہیں، مگر ماضی کے ایک قابل بھروسہ بیان کے لیے اُس کی کھوج (جو دیوتاؤں کے بجائے انسانوں پر مرکوز ہے) گزرے زمانے کے تنقیدی مطالعہ کا نکتہ آغاز ہے۔ اُس کی "Histories" کو کسی ایک زمرے میں رکھنا آسان نہیں کیونکہ یہ جغرافیہ، نسلیات اور حیاتیات کا ملغوبہ ہیں۔ اور ہیروڈوٹس سے بعد کی صدیوں میں مورخین کا زیادہ رجحان نسل در نسل سیاسی سرگزشت بیان کرنے کی جانب تھا--- مثلاً تھیوسی ڈائیڈز جو مثالی نمونہ بن گیا۔ مگر تھیوسی ڈائیڈز، کی کاوش ہیروڈوٹس کے سامنے ہیچ ہے۔ جب ہیروڈوٹس نے قلم اٹھایا تو تاریخ نویسی کی کوئی روایت موجود نہ تھی، اور پانچویں صدی ق-م کے قارئین کے لیے اُس کی تحریر، جو اگرچہ گڈمڈ ہے، نے اُن کے سامنے لازماً ماضی کی ایک واضح تصویر پیش کی۔

پانچویں صدی کے وسطی برسوں کے دوران--- فارسی جنگوں کے بعد کی نسل سے لے کر 420 ق-م کی دہائی تک--- ہیروڈوٹس ایتھنز میں سرگرم تھا۔ یہ ایتھنی بالادستی اور پیریکلیز کا عہد تھا۔ اُس کا اصلی وطن ایشیائے کوچک میں ایک یونانی شہرہالی کارناسس تھا جو اِس وقت مغربی ترکی میں Bodrum ہے۔ "تواریخ" یا ایشیاء اور یورپ کی قدیم تاریخ میں مصنف نے اُن متعدد برائیوں کا ذکر کیا ہے جو تین فارسی بادشاہوں--- داریوش، زرکسیز اور ارتازرکسیز--- کے ادوارِ حکومت میں یونان پر نازل ہوئی تھیں۔ ان تینوں بادشاہوں کا مجموعی عہد 522 تا 424 ق-م ہے۔ اِس کا مطلب ہے کہ جب 431 ق-م میں پیلوپونیشیائی جنگ چھڑی تو مصنف زندہ تھا۔

ہیروڈوٹس 490 اور 480 تا 479 ق-م کے دوران یونان پر فارسی حملوں کی تاریخ کو بیان کرتا ہے۔ دیگر تمام یونانیوں کی طرح اُس نے بھی اِن واقعات کو فارسی غلامی کے خلاف یونانی آزادی کی فتح کی کہانی کے طور پر دیکھا۔ لیکن اُس کی یہ کتاب محض فارسی جنگوں کا بیان نہیں،

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیونکہ وہ جھگڑے کی ابتدائی وجوہ بھی تلاش کرتا ہے۔ اُس نے فارسی توسیع پسندی کو مرکزی خیال بنا کر اُن لوگوں کے متعلق بھی مسحور کن تفصیلات دیں جن کا فارسیوں کے ساتھ رابطہ ہوا' جیسے مصری اور سیتھی۔ وہ تہہ در تہہ تفصیلات کی پرتیں کھولتا ہے۔ اُس نے تمام واقعات کو ایک اخلاقی سطح پر دیکھا ہے' مثلاً ادلے کا بدلہ' مکافات ِعمل وغیرہ۔ اس کی نظر بہت وسیع ہے۔ یونانیوں اور بربریوں کے جھگڑے کو مرکزی موضوع بنا کر وہ کامیاب انداز میں دیگر بہت سی تفصیلات بھی بیان کرتا ہے۔

ہیروڈوٹس کی واحد تصنیف "تواریخ" ہے۔ اس نے جو لفظ استعمال کیا ہے اصل میں اس کے معنی "تفتیش" ہیں۔ اس بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ہیروڈوٹس نے "تواریخ" کب اور کس ترتیب سے لکھی تھی۔ اس نے اسے جس طرح لکھا ہو گا موجودہ ترتیب غالباً اس سے مطابقت نہیں رکھتی۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ جن حصوں میں ایران اور یونان کی جنگ کا بیان ہے وہ پہلے تحریر کیے گئے تھے اور ایرانی شہنشاہی کے عروج کی داستان اور بیسیوں اِدھر اُدھر کے قصے بعد کا اضافہ ہیں۔ "تواریخ" کی نو کتابوں یا بابوں میں تقسیم میں بھی ہیروڈوٹس کا کوئی دخل نہیں۔ یہ سب سکندریہ کے عالموں کا کیا دھرا ہے۔ انہوں نے متن کو نو حصوں میں بانٹ دیا تاکہ ہر جُز کو شاعری کی نو دیویوں میں سے کسی نہ کسی سے منسوب کیا جا سکے۔ تاہم متن کی یہ تقسیم بے تکی نہیں۔ مرتبین نے ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔

موضوع کے طور پر یونان اور ایران کی آویزش کا انتخاب کرنے کی ایک وجہ غالباً اور بھی تھی۔ ہیروڈوٹس کو ایتھنز اور اس کی اقدار اور روایات بہت عزیز تھیں۔ لیکن جب اس نے "تواریخ" لکھنی شروع کی تو آدھا یونان ایتھنز سے متنفر ہو چکا تھا اور سپارٹا کا لشکر ایتھنز کے علاقے کو تاراج کرتا پھر رہا تھا۔ ہیروڈوٹس یونانیوں کو شاید یہ احساس دلانا چاہتا ہو کہ ایتھنز نے تو یونان کی آزادی کی خاطر اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا لیکن اہل یونان' طوطا چشمی کا ثبوت دے کر' ایتھنز ہی سے برسرِ پرخاش ہیں۔

"تواریخ" کی طوالت' تنوع' شاخ در شاخ واقعوں اور فروعی نکتوں کی وجہ سے اس کا خلاصہ تیار کرنا یا اس پر کوئی محاکمہ دینا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ ناقدوں کی آراء بھی افراط و تفریط سے خالی نہیں۔ انہوں نے کبھی اسے ایک خوش باش مگر قدرے سطحی قصہ گو سمجھا تو کبھی انسانی تقدیر کے بارے میں ژرف بین مفکر اور کبھی ایسا مؤرخ قرار دیا جسے ٹھیک ٹھیک علم تھا کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ بہرکیف' ہیروڈوٹس کے ماخذ اور تصورات اور اس کے کام کی تاریخی اور ادبی اہمیت کے بارے میں بحث کے آغاز سے پیشتر "تواریخ" کے بہت مختصر سے خلاصے کا اندراج افادیت سے خالی نہ ہو گا۔ پہلی کتاب میں لیڈیا کے بادشاہ' کروسس کی کہانی ہے جس نے ایرانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تاج دار، سائرس سے ٹکر لے کر اپنی تباہی کا آپ سامان کیا۔ اسی ضمن میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سائرس کی سربراہی میں ایرانی کس طرح ایک عظیم طاقت بن کر اُبھرے۔ دوسری کتاب مصر کے بارے میں ایک طویل بیان پر مشتمل ہے۔ تیسری میں ایرانی شہنشاہوں، کمبوجیہ اور داریوش کی فتوحات کا احوال ہے۔ چوتھی میں سیتھیا اور شمالی افریقہ کا بیان اور سیتھی قبائل پر داریوش کی چڑھائی کا ذکر ہے۔ پانچویں میں ایونیا میں آباد یونانیوں کی بغاوت کی تفصیل ہے جو ایرانی حاکموں کی چیرہ دستیوں سے تنگ آ چکے تھے۔ چھٹی کتاب میراتھن کی جنگ سے متعلق ہے۔ ساتویں میں ایرانی شہنشاہ، زرکسیز کی یونان پر یلغار اور تھرموپائلے کے معرکے کا بیان ہے۔ آٹھویں میں ارٹمیسئم اور سلامس کے محاربوں کا حال ہے اور نویں میں پلیٹیا اور مائیکالے کی ان لڑائیوں کا ذکر ہے جن میں یونانیوں نے حملہ آور ایرانیوں کو مزید شکست دی۔

مندرجات کے اس سرسری خلاصے سے واضح ہے کہ موضوع تصنیف کو بالکل جکڑ کر تو نہیں رکھ سکا لیکن کتاب کے دروبست پر فیصلہ کن طور پر اثر انداز ضرور ہوا ہے۔ آخری تین کتابیں، جن میں تاریخ ساز ماجروں اور معرکوں کا ذکر ہے، ساخت کے اعتبار سے پہلی چھ کتابوں سے کہیں زیادہ مربوط اور چست ہیں۔ ان میں اِدھر اُدھر کی باتیں کم ہیں، اور جو ہیں ان میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

ہیروڈوٹس کی مورخانہ حیثیت کا منصفانہ جائزہ "تواریخ" کے ماخذوں پر نظر ڈالے بغیر ممکن نہیں۔ محققین نے تحریری ماخذوں پر زیادہ توجہ دی ہے۔ بدقسمتی سے وہ حتمی طور پر کچھ بھی ثابت نہیں کر سکے۔ پُرانے تحریری ماخذ اول تو موجود ہی نہیں یا بالکل تتر بتر حالت میں ملتے ہیں، اور یہ بھی یقینی طور پر معلوم نہیں کہ انہیں ہیروڈوٹس کے زمانے سے پہلے تحریر کیا گیا تھا یا بعد کی تصانیف ہیں۔ ایسی صورت میں یہ سمجھنے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ "تواریخ" قلم بند کرتے وقت انہیں سامنے رکھا گیا ہو گا۔ البتہ یہ فرض کرنے میں مضائقہ نہیں کہ ہیروڈوٹس نے تحریری ماخذوں سے کچھ نہ کچھ مدد ضرور لی ہو گی۔ اس سے پہلے بھی سیاح گزرے تھے اور زبانی روایات اور لوگوں نے بھی اکٹھی کی تھیں۔ کہیں کہیں ہیروڈوٹس نے بدیہی طور پر دستاویزات سے استفادہ کیا ہے۔ مثلاً تیسری کتاب میں ایرانی سلطنت کے صوبوں کی جو تفصیل ہے وہ لامحالہ کسی سرکاری فہرست سے نقل کی گئی ہو گی۔ بعض مقامات پر اس نے کتبوں کی عبارتوں سے بھی مواد اخذ کیا ہے۔

اس کے خیال میں حقائق معلوم کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ذاتی تدقیق اور پڑتال سے کام لیا جائے۔ اس بات سے مراد یہ تھی کہ جہاں تک ممکن ہو ہر جگہ خود جا کر عینی شاہدوں سے پوچھ گچھ کرنی چاہیے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کسی واقعے کے بارے میں دو متضاد شہادتوں کو قلم بند کرنے میں اسے کوئی تامل نہیں ہوتا لیکن اس تقابل سے وہ، ہمیشہ نہ سہی، عموماً کوئی نتیجہ نکالنے سے باز رہتا ہے۔ ہاں، کبھی کبھار طنز ملیح کی مدد سے کسی شہادت کی ثقاہت کو متزلزل کر دیتا ہے۔ اس نے ایسے قصے یا واقعے بھی درج کر دیئے ہیں جن کو وہ صحیح نہیں سمجھتا۔ اس نے خود ایک جگہ کہا ہے: "میرے پاس اس کے سوا چارہ نہیں کہ لوگ مجھے جو بتائیں اسے نقل کر دوں لیکن ایسی کوئی مجبوری میرے سامنے نہیں کہ ان کے کہے پر ہر بار ایمان لے آؤں۔" یہ طریق کار ہمارے نقطۂ نظر سے سائنسی نہ سہی لیکن اتنا تو اسے بھی پتہ تھا کہ سنی سنائی باتوں کو من و عن تسلیم کر لینا دانش مندی سے بعید ہے۔

اسے دعویٰ تو یہی ہے کہ اس نے تقریباً تمام تر زبانی ماخذوں پر تکیہ کیا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ محض افسانہ ہے کیونکہ تحریری ماخذوں سے اکتساب کو یکسر مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ یہ بجا ہے کہ اس نے جہاں نوردی کے دوران میں بہت کچھ آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا تھا۔ خود اس کا کہنا ہے کہ معلومات جمع کرنے کے سلسلے میں اسے یونان کے چالیس سے زیادہ شہروں کے باسیوں اور ایشیاء اور افریقہ کے کم و بیش تیس ملکوں کے باشندوں سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا۔

اس کتاب میں جن دو ادبی اصناف کا رنگ صاف نظر آتا ہے وہ المیہ ڈراما اور رزمیہ ہیں۔ موضوعات کی وسعت اور طنطنے کے اعتبار سے ہیروڈوٹس کی تصنیف رزمیے کی یاد دلاتی ہے۔ اس تصور میں کہ تاریخ کا موضوع لازمی طور پر جلیل القدر ہونا چاہیے، بذاتِ خود ہومری روح کار فرما ہے۔ اس کتاب میں ہومری خصوصیات جا بجا نظر آتی ہیں۔ کردار نہ صرف بارعب بلکہ افسانوی عظمت کے حامل بھی ہیں۔ انسانی معاملات میں الوہی مداخلت کو روا رکھا گیا ہے۔ تقریروں اور مکالموں کی کوئی کمی نہیں۔ حد یہ کہ مدمقابل لشکروں کی فہرستیں بھی، رزمیے کے تتبع میں، فراہم کر دی گئی ہیں۔ ہومر کی طرح ہیروڈوٹس بھی ایک شاندار ماضی کو نئی جگمگاہٹ بخشنا چاہتا ہے۔

ہیروڈوٹس نے المیہ ڈراموں کا اثر بھی قبول کیا۔ ڈراموں میں جو باتیں اسے اپنے مطلب کی ملی ہوں گی انہیں ادل بدل کر ہی اپنانا پڑا ہوگا۔ اس کی ڈرامائی کہانیاں، جن میں اس نکتے پر زور ہے کہ حکمرانوں کا اقتدار اور خوشحالی محض "چلتی پھرتی چھاؤں" ہے، ایتھنز کی سٹیج پر پیش ہونے والے ڈراموں کے خلاصے یقیناً نہیں ہیں۔ اس نے المیے کے بعض خاص عناصر، مثلاً ہاتف، شگون، تقریریں اور گرما دینے والے مکالمے، چن کر اپنی تصنیف میں سجائے ہیں۔ یہ ادبی رنگارنگی اپنی جگہ خوب ہے، لیکن اس کی وجہ سے مطالب کی تاریخی معنویت قاری سے اوجھل بھی ہو سکتی ہے۔

یونانیوں کے نزدیک سب سے عظیم نثر نگار ہونے کا شرف افلاطون کو حاصل ہے۔ افلاطون

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی عظمت سے انکار ممکن نہیں لیکن اس کے لکھے کی مدد سے صرف اس کی روح اور ذہن سے رابطہ قائم ہو سکتا ہے۔ اس کے برعکس، ہیروڈوٹس ہمیں ساتھ لیے پھرتا ہے تاکہ دنیا کی رنگارنگی اور دنیا والوں کی گوناگونی ہماری نظر میں سما جائے۔ بظاہر ایران اور ایشیائے کوچک کی تاریخیں اور لوگوں نے بھی لکھی تھیں۔ البتہ یونانی تاریخ میں ہیروڈوٹس کو اولیت حاصل ہے اور مشرقی تاریخ کے عظیم دھارے میں یونانی روایت کا اضافہ تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز تھا۔ ہیروڈوٹس کی نثر اس کی شخصیت کی آئینہ دار ہے۔ وہ پہلا یونانی بلکہ پہلا یورپی ہے جس نے نثر سے ایک فن پارہ تحریر کرنے کا کام کیا۔ اظہار کے اس نئے وسیلے پر ہیروڈوٹس کا عبور اس کی عبقریت کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔

چاہے پرانے وقتوں کی بات ہو یا آج کے دور کی، ہیروڈوٹس کی نثر کو ان لوگوں نے بھی تحسین کی نظر سے دیکھا ہے جو اس کی تاریخ نویسی کے اصولوں سے مطمئن نہیں۔ ایک قدیم یونانی نقاد نے اس کی نثر کی دل کشی اور شیرینی کو سراہا ہے۔ زیر نظر کتاب ایونیائی بولی میں ہے جسے اُس دور میں معیاری نثری وسیلے کا رُتبہ حاصل تھا۔ تاہم، المیہ ڈرامے اور رزمیئے کے رنگوں کی آمیزش سے ہیروڈوٹس نے بولی کے عمومی مزاج کو بدل کر رکھ دیا۔ سیدھے سادے جملوں پر مشتمل یہ نثر پُر فریب انداز میں سادہ ہے۔

"تواریخ" کا پہلا ایک پہلو ایسا ہے جسے محض تاریخ کے خانے میں نہیں رکھا جا سکتا۔ ہیروڈوٹس کو جغرافیائی، معاشرتی، تعمیراتی بلکہ ہر طرح کی چونکا دینے والی معلومات اکٹھی کرنے کی بڑی لگن تھی۔ وہ انسانوں کو، چاہے وہ کہیں کے رہنے والے ہوں، قریب جا کر دیکھنا اور ان کے رہن سہن کے طریقوں سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کتنے ہی ملکوں کے موسموں، جانوروں، عمارتوں، مجسموں، معبدوں اور فن پاروں کی تفصیل بیان کی ہے اور بہت سی قوموں کے جسمانی خصائص، لباس، خوراک، رسم و رواج (خصوصاً تدفین کی رُسوم)، زراعت، تجارت، نقل و حمل کے ذرائع اور مناسک پر روشنی ڈالی ہے۔ اس بے پایاں تجسس کے پیش نظر اسے بابائے انسانیات کا خطاب بھی دیا جا سکتا ہے۔

ہیروڈوٹس کے عیب گنانے والوں کی کبھی کمی نہیں رہی اور ان کے بعض اعتراضات ہیں بھی وزنی۔ معترضین کو ایک بڑی شکایت یہ ہے کہ "تواریخ" کے ابتدائی ابواب میں چھان پھٹک سے کام لیے بغیر بہت سی کہانیاں ایسی درج کر دی گئی ہیں جو رومانی نقطۂ نظر سے تو ممکن ہے دل آویز ہوں لیکن ان کی تاریخی حیثیت یا ثقاہت نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہیروڈوٹس کی سب سے نمایاں کمزوری یہ ہے کہ اسے فوجی یا سیاسی امور کی کوئی سوجھ بوجھ نہیں۔ اس نے فریقین کی جنگی حکمت عملی کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ ایک فاش غلطی تو یہی ہے کہ حملہ آور ایرانی فوج کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تعداد سترہ لاکھ بتائی ہے جسے عقل تسلیم نہیں کر سکتی۔

خوبیوں اور خامیوں سے قطع نظر، اس حقیقت کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا کہ ہیروڈوٹس کی تاریخ، جس میں فسانے کا سا مزہ ہے، انتہائی خواندنی ہے۔ یہ امر بھی ناقابل تردید ہے کہ اس نے ایسی تاریخ کو رواج دیا جس پر کسی عظیم الشان تعمیر کا گمان ہوا اور بعد میں آنے والے مؤرخین نے، جن میں سکندر اعظم کے سوانح نگار بھی شامل ہیں اور لیویوس اور تاکی توس جیسے رومی مشاہیر بھی، اس کے نقش قدم پر چلنے میں فخر محسوس کیا۔

اس کتاب کا ترجمہ جارج رالنسن نے کیا جو پہلی مرتبہ 1858ء میں شائع ہوا۔ جارج رالنسن (1902ء۔1812ء) آکسفورڈ میں 1861ء سے 1889ء تک قدیم تاریخ کے پروفیسر رہے۔ اُن کی نمایاں تصانیف میں "قدیم مشرقی دنیا کی پانچ عظیم سلطنتیں"، "قدیم مصر کی تاریخ" اور "فنیقیا کی تاریخ" شامل ہیں۔ برٹش لائبریری نے یہ کتاب نئی صدی کے حوالے سے شائع کی ہے۔

(نوٹ: دیباچہ کا تقریباً آخری 80 فیصد حصہ محمد سلیم الرحمٰن کی کتاب "مشاہیر ادب" (یونانی) سے لیا گیا ہے۔ انڈیکس اگلے ایڈیشن میں شامل کیا جائے گا۔

مترجم
یاسر جواد
2001ء۔ لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہلی کتاب

کلیو
(تاریخ کی دیوی)

یہ ہالی کارناسس کے ہیروڈوٹس[1] کی تحقیقات ہیں جو اُس نے انسانوں کے کارناموں کو فراموشی سے بچانے اور یونانیوں و بربریوں کے قابل ذکر و عظیم کاموں کو جائز مقام دینے کے علاوہ اُن کے جھگڑے کی بنیادیں بھی بتانے کی غرض سے شائع کی ہیں۔

1۔ تاریخ میں بہترین معلومات کے حامل فارسیوں کے مطابق جھگڑا فینیقیوں نے شروع کیا۔ بحرِہند اور اریتھریئن سمندر[2] (Erythrean Sea) کے ساحلوں پر آباد لوگ ہجرت کر کے مدیترانہ (ابیض المتوسط Mediterranean) چلے گئے اور ان علاقوں میں سکونت اختیار کی جہاں وہ آج بھی رہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے فوری طور پر طویل بحری مہمات کا آغاز کیا اور اشیاء سے بھرے جہاز لے کر مصر اور اشوریہ جانے لگے۔ وہ ساحل پر مختلف مقامات پر ٹھہرے اور آرگوس (یونان) بھی گئے جو اُس وقت بھی اُن تمام ریاستوں پر غالب تھا جنہیں اب ہیلس نام کے تحت شمار کیا جاتا ہے۔[3] یہاں انہوں نے اپنا سامان تجارت نمائش پر رکھا اور پانچ یا چھ دن تک کاروبار کرتے رہے۔ آخر کار جب سارا سامان بک چکا تو ساحل پر کچھ خواتین آئیں جن میں بادشاہ کی بیٹی بھی شامل تھی۔ یونانیوں اور فارسیوں کی متفقہ رائے کے مطابق یہ لڑکی اِناکس (Inachus) کی بیٹی اِیو (Io) تھی۔ خواتین ایک جہاز کے دُنبالے پر خریداری میں مصروف تھیں کہ فینیقی شور و غل مچاتے ہوئے ان کی جانب بھاگے۔ زیادہ تر خواتین بچ نکلیں لیکن کچھ ایک اُن کے ہتھے چڑھ گئیں۔ خود اِیو بھی مغویوں میں شامل تھی۔ فینیقیوں نے خواتین کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنے جہاز پہ چڑھایا اور مصر کی جانب چل دیئے۔ فارسی[۴] کہانی کے مطابق یوں اِیو مصر پہنچی اور لڑائی جھگڑوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ فنیقیوں کی بیان کردہ کہانی مختلف ہے۔

2۔ بعد کے دور میں کچھ یونانی (جن کے نام انہیں معلوم نہیں لیکن وہ غالباً کریٹ[۵] کے تھے) فنیقی ساحل پر الصور (Tyre) میں اترے اور بادشاہ کی بیٹی یوروپے کو اٹھا کر لے گئے۔ اس پر انہوں نے صرف احتجاج کیا؛ لیکن بعد ازاں یونانیوں کو دوسری زیادتی کا الزام دیا۔ انہوں نے ایک جنگی بحری جہاز میں فوجی بھرے اور دریائے فاسس (Phasis) کے کنارے کولکس (Colchis) کے ایک شہر ایا (Aea) کی جانب چل دیئے۔ وہاں لین دین سے فراغت کے بعد علاقہ کے بادشاہ کی بیٹی میڈیا کو اغواء کر لیا۔ بادشاہ نے اس غلط کاری کے ہرجانے اور بیٹی کی واپسی کا مطالبہ کرنے کے لیے اپنا نمائندہ یونان بھیجا۔ لیکن یونانیوں نے جواب دیا کہ انہیں اِیو کے اغواء کا ہرجانہ نہیں ملا تھا اس لیے وہ بھی ہرگز اپنی خطا کا معاوضہ نہیں بھریں گے۔

3۔ اِنہی روایات کے مطابق اگلی پشت میں پریام کے بیٹے الیگزینڈر (سکندر) نے ان واقعات کو ذہن میں رکھ کر ارادہ کیا کہ وہ جبراً یونان سے اپنے لیے ایک بیوی حاصل کرے گا۔ اسے معلوم تھا کہ یونانیوں نے اپنی دست درازیوں کا ہرجانہ ادا نہیں کیا تھا اس لیے اُسے بھی ہرجانے کی ادائیگی پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ اس نے ہیلن (Helen) کو اٹھا لیا اس پر یونانیوں نے فیصلہ کیا کہ دیگر اقدامات کرنے سے پہلے وہ شہزادی کی بازیابی اور ہرجانے کی طلبی کے لیے ایلچی روانہ کریں۔ جواب میں انہیں میڈیا کے ساتھ کی گئی زیادتی کا واقعہ یاد دلایا اور پوچھا گیا کہ وہ اب کس منہ سے مطالبات کر رہے ہیں جبکہ پہلے انہوں نے خود ہی اس قسم کے مطالبات کو یکسر مسترد کیا تھا۔[۶]

4۔ بہر کیف فریقین کے نقصانات عمومی جبر و زیادتی کے اقدامات تھے۔ لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا اُس کے لیے اہل فارس اہل یونان کو زیادہ مورد الزام ٹھہراتے ہیں کیونکہ وہ یورپ پر کوئی حملہ ہونے سے پہلے ہی اپنی فوج لے کر ایشیاء میں گئے۔ جہاں تک عورتوں کے اغواء کا معاملہ ہے تو وہ اسے ایک بد معاش کا کام قرار دیتے ہیں؛ لیکن اُن کے خیال میں مغوی عورتوں کی خاطر لڑنے والا آدمی بیوقوف ہے۔ سمجھدار مرد اس قسم کی عورتوں کی پروا نہیں کرتے، کیونکہ صاف بات ہے کہ اغواء ہونے میں ان کی اپنی رضامندی بھی شامل تھی۔ جب اہل یونان ایشیائیوں کی عورتوں کو بھگا کر لے جاتے تو وہ اس مسئلے پر ذرہ بھی پریشان نہ ہوتے؛ لیکن یونانیوں نے محض ایک (Lacedaemonian) لڑکی کی خاطر وسیع فوج جمع کی، ایشیا پر حملہ کیا اور پریام کی سلطنت تباہ کر ڈالی۔ تب سے وہ یونانیوں کو اپنے کھلے دشمن تصور کرنے لگے۔ اہل فارس ایشیاء کو وہاں آباد بربریوں کے تمام قبائل سمیت اپنا سمجھتے ہیں؛ لیکن یورپ اور یونانی نسل کو جدا اور اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے مختلف خیال کرتے ہیں۔[7]

5۔ یہ تھا ان معاملات کے بارے میں اہل فارس کا بیان۔[8] وہ ٹرائے پر اپنے حملے کا تعلق یونانیوں کے ساتھ اپنی پرانی دشمنی سے جوڑتے ہیں۔ تاہم اِیو کے معاملے میں فینیقیوں کے بیانات اہل فارس سے مختلف ہیں۔ وہ اس امر سے منکر ہیں کہ وہ اُسے زبردستی مصر لے کر گئے تھے: ان کے مطابق جب اُن کا جہاز آرگوس میں لنگرانداز تھا تو وہ (اِیو) کپتان کی قربت میں آئی اور اپنے حاملہ ہونے کا پتا چلنے پر اپنی مرضی سے فینیقیوں کے ساتھ ہی چلی آئی تاکہ بن بیاہی ماں بننے کی ندامت اور والدین کی لعنت ملامت سے بچ سکے۔ معاملہ چاہے یہی رہا ہو یا اس کے برعکس ہو' بہرکیف یہاں میں اس بارے میں مزید بات نہیں کروں گا۔ اب میں اُس شخص کے متعلق بات کروں گا جس نے میری معلومات کے مطابق سب سے پہلے اہل یونان کو نقصان پہنچایا۔ اس کے بعد میں اپنی تاریخ سے رجوع کرتے ہوئے چھوٹے اور بڑے شہروں کو برابر بیان کروں گا۔ کیونکہ جو شہر کبھی عظیم تھے ان میں سے زیادہ تر اپنی اہمیت کھو بیٹھے: اور جو شہر اِس وقت عظیم ہیں وہ پرانے وقتوں میں بہت کم اہمیت اور طاقت کے مالک تھے۔ چنانچہ میں دونوں کے ساتھ مساوی بنیادوں پر سلوک کروں گا۔ میں پوری طرح قائل ہوں کہ انسانی مسرت کا ایک دور ہمیشہ جاری نہیں رہتا۔

6۔ الیاتیس کا بیٹا کروسس پیدائشی لیڈیائی تھا۔ وہ دریائے ہیلس (Halys) کے مغربی کنارے کی تمام اقوام کا حکمران تھا۔ سیریا[9] کو پیفلاگونیا سے جُدا کرنے والا یہ دریا جنوباً شمالاً بہتا اور آخر کار بحراسود (Euxine) میں جا گرتا ہے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے' وہ پہلا ایسا بربری تھا جس نے یونانیوں کے ساتھ معاملات کیے' ان میں سے کچھ کو اپنا باج گزار بننے اور دیگر کو اپنے ساتھ معاہدے کرنے پر مجبور کیا۔ اس نے ایشیا کے ایولیاؤں (Aeolians)' ایونیاؤں اور ڈوریوں کو فتح کیا اور ریسڈیمونیوں کے ساتھ معاہدہ طے کیا۔ اُس وقت تک تمام یونانی آزاد ہوا کرتے تھے۔ کروسس سے بھی پہلے ایونیا پر سمیریوں (Cimmerian) کا حملہ شہروں کی تسخیر کے لیے نہیں بلکہ صرف لوٹ مار کی خاطر تھا۔

7۔ ہیراکلیدیس کے لیڈیا کی حاکیت کروسس کے خاندان کو مل گئی جنہیں مرمنادے (Mermnadae) کہا جاتا تھا جس کی وجہ میں ذیل میں بیان کروں گا۔ سار دیس کا ایک بادشاہ کینڈولس ہوا کرتا تھا جسے اہل یونان مائرسیلس کہتے تھے۔ وہ ہیراکلیس کے بیٹے السیئس کی اولاد میں سے تھا۔ اس سلطنت کا پہلا بادشاہ اگیرون بن نی نس بن بیل بن السیئس تھا: مائرسس کا بیٹا کینڈولس آخری بادشاہ تھا۔ اگیرون سے پہلے کے بادشاہ اتمیں کے بیٹے لائیڈس کی اولاد تھے' اس کی نسبت سے علاقہ کے میونیائی لوگ لیڈیائی کہلانے لگے۔ ہیراکلیس اور جارڈانس کی غلام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکی کے گھر پیدا ہونے والے ہیراکلیدیس کو ان بادشاہوں کی جانب سے مختلف ذمہ داریاں ملتی رہیں اور اس نے سلطنت ایک معجزہ کے ذریعہ حاصل کی۔ ان کی حکومت بائیس انسانی پشتوں' 505 سال تک کے عرصہ تک چلتی رہی۔ اس ساری مدت کے دوران اگیرون سے کینڈولس تک تاج باپ سے بیٹے کو ملتا رہا۔

8۔ اب ہوا یوں کہ کینڈولس اپنی بیوی پر فریفتہ تھا' یہی نہیں' بلکہ وہ اسے دنیا کی خوبصورت ترین عورت خیال کرتا تھا۔ اس خیال نے عجیب و غریب صورتحال پیدا کر دی۔ اس کے محافظ دستے میں ڈیسکائیلس کا بیٹا گائجس بھی شامل تھا جسے وہ بہت عزیز رکھتا تھا۔ کینڈولس اہم موقعوں پر اسی گائجس کو تمام امور کا نگران مقرر کرتا۔ اب وہ اسے اپنی بیوی کی دلکشی کا معترف بھی بنانا چاہتا تھا۔ کچھ وقت تک معاملہ یونہی چلتا رہا۔ آخر کار' ایک روز بدقسمت کینڈولس نے اپنے عزیز گائجس سے کہا: "میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے منہ سے میری بیوی کی دلکشی کا ذکر سن کر اس کی تعریف نہیں کرتے۔ آدمیوں کے کان اُن کی آنکھوں کی نسبت خوش اعتقاد ہوتے ہیں' اس لیے آؤ کوئی ایسا طریقہ سوچیں کہ تم اُسے برہنہ حالت میں دیکھ سکو۔" یہ سُن کر گائجس نے حیرت سے کہا' "میرے آقا' آپ نے یہ غیر دانشمندانہ بات کیسے سوچ لی؟ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں آپ کی بیوی کو برہنگی میں دیکھوں؟ ذرا سوچیں کہ عورت اپنے کپڑوں کے ساتھ شرم و حیا کو بھی اتار کر ایک طرف رکھ دیتی ہے۔ ہمارے باپ داداؤں نے غلط اور درست میں امتیاز قائم کیا اور اب یہ ہماری دانشمندی ہے کہ ہم ان کی سکھائی ہوئی باتوں پر عمل کریں۔ ایک پرانی کہاوت ہے کہ ہر ایک کو اپنا معاملہ نمٹانے دو۔ میں آپ کی بیوی کو دنیا بھر کی عورتوں میں خوبصورت ترین قرار دیتا ہوں۔ بس میری اتنی درخواست ہے کہ مجھے اس دھوکا بازی کے لیے نہ کہیں۔"

9۔ یوں گائجس نے متوقع مصیبت کے خوف سے کانپتے ہوئے اپنے بادشاہ کی تجویز مسترد کرنے کی کوشش کی۔ لیکن بادشاہ نے اسے جواب دیا: "بہادر دوست' اس شبہ کو اپنے دل میں جگہ نہ دو کہ میں اس طرح تمہیں پھنسانا چاہتا ہوں۔ اپنی ملکہ کے غصہ کا بھی خوف نہ کرو۔ اس کے ہاتھوں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ یقین رکھو! میں ایسا انتظام کروں گا کہ اسے تمہارے دیکھنے کا علم بھی نہ ہو گا۔ میں تمہیں اپنی خوابگاہ کے کھلے دروازے کے پیچھے چھپا دوں گا۔ جب میں اندر جاؤں گا تو وہ بھی میرے پیچھے پیچھے آ جائے گی۔ دروازے کے قریب ہی ایک کرسی رکھی ہے جس پر وہ اپنے کپڑے اتار کر رکھتی جائے گی۔ اس طرح تم بڑی آسانی کے ساتھ اس کا معائنہ کر لو گے۔ پھر جب وہ کرسی سے بستر کی جانب بڑھے گی اور اس کی پشت تمہاری جانب ہو گی تو تم اس کی نظروں میں آئے بغیر دروازے سے گذر کر باہر چلے جانا۔"

10۔ گائجس نے چار و ناچار رضامندی ظاہر کر دی۔ سونے کا وقت ہوا تو کینڈولس گائجس کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی خواب گاہ میں لے گیا اور کچھ ہی دیر بعد ملکہ بھی اندر آ گئی۔ وہ اندر آئی اور کپڑے اتار کر کرسی پر رکھ دیئے۔ گائجس نے اُسے غور سے دیکھا۔ لمحہ بھر بعد وہ بستر کی جانب بڑھی تو گائجس دبے پاؤں کمرے میں سے سرک گیا۔ ابھی وہ باہر جا ہی رہا تھا کہ ملکہ نے اسے دیکھ لیا اور سارا معاملہ فوراً بھانپ لینے کے باعث نہ تو وہ شرم کے مارے چیخی اور نہ ہی اپنے چہرے پر کوئی غیر معمولی تاثر آنے دیا۔ اس نے اپنے دھوکا باز شوہر سے انتقام لینے کا عزم کیا۔ کیونکہ اہل لیڈیا اور عموماً بربریوں میں بھی کسی مرد کا برہنہ حالت میں دیکھ لیا جانا سنگین ہتک سمجھا جاتا ہے۔[۱۱]

11۔ اُس موقع پر تو ملکہ نے کوئی آواز یا اشارہ نہ دیا' لیکن اگلے روز صبح سویرے اپنی نہایت وفادار کنیزوں کو بلوایا۔ انہیں اپنے سارے منصوبے سے آگاہ کیا اور گائجس کو اپنے حضور بلوا بھیجا۔ ملکہ پہلے بھی مشاورت کے سلسلہ میں گائجس کو اپنے پاس اکثر بلوایا کرتی تھی اور وہ بھی اس کے بلاوے کا عادی تھا۔ چنانچہ اس نے حکم کی تعمیل کی اور اس بارے میں کوئی شبہ نہ کیا کہ ملکہ سارے واقعے سے آگاہ ہے۔ تب ملکہ نے اسے یوں مخاطب کیا: "گائجس اپنے سامنے کھلی دو راہوں میں سے کوئی ایک منتخب کر لو۔ کینڈولس کو قتل کر کے میرے شوہر بن جاؤ اور لیڈیا کا تخت و تاج حاصل کر لو' یا پھر اسی کمرے میں موت کو گلے لگا لو۔ یوں تم پھر کبھی اپنے حاکم کے تمام احکام پر عمل کرتے ہوئے وہ چیز نہیں دیکھو گے جسے دیکھنا تمہارے لیے ناجائز ہے۔ لازمی ہے کہ یا تو اس کام کی تجویز دینے والا شخص قتل ہو جائے یا پھر تم موت قبول کر لو جس نے مجھے برہنہ دیکھ کر قواعد کو توڑا۔" یہ سن کر گائجس کچھ دیر تو متحیر خاموشی میں کھڑا رہا; کچھ دیر بعد حواس بحال ہوئے تو ملکہ سے پُر زور درخواست کرنے لگا کہ وہ اسے اتنا سنگین اور مشکل انتخاب کرنے پر مجبور نہ کرے' مگر بے سود۔ اسے پتہ چل گیا کہ مارنے یا مرنے کے سوا اور کوئی راہ موجود نہیں۔ اس نے اپنے لیے زندگی کا انتخاب کیا اور جواب میں پوچھا: "اگر ایسا ہونا ہی ہے' اور آپ مجھے اپنے بادشاہ کو مارنے پر زبردستی مائل کر رہی ہیں تو ذرا میں بھی سنوں کہ آپ انہیں کس طرح میرے شکنجے میں لائیں گی۔" ملکہ نے جواب دیا: "اس پر اُس جگہ سے حملہ کرنا جہاں اس نے تمہیں چھپا کر میری عریانی دکھائی تھی۔ جب بادشاہ سو جائے تو تم دھاوا بول دینا۔"

12۔ حملے کی تمام تیاری کر لی گئی۔ گائجس نے دیکھا کہ بچاؤ کی کوئی راہ نہیں' بلکہ اسے کینڈولس کو قتل کرنا یا خود مرنا ہو گا۔ لہٰذا وہ ملکہ کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا خواب گاہ میں آیا۔ ملکہ نے اس کے ہاتھ میں ایک خنجر پکڑا کر دروازے کے پیچھے چھپا دیا۔ جب بادشاہ سو گیا تو گائجس دبے پاؤں مسہری میں داخل ہوا اور اسے مار ڈالا۔ اس طرح کینڈولس کی بیوی اور سلطنت گائجس کی ملکیت میں آ گئیں۔ تقریباً اسی دور[۱۲] کے پاریائی آرکی لوکس نے اپنی ایک نظم میں گائجس کا ذکر کیا ہے۔

13۔ بعد ازاں ایک ڈیلفیائی کہانت کے جواب کے ذریعہ گائجس کی حاکمیت کی توثیق ہو گئی۔ لوگوں نے اپنے بادشاہ کے قتل پر غصہ میں آ کر ہتھیار اُٹھا لیے لیکن گائجس کے فوجیوں نے جلد ہی انہیں سیدھا کر لیا اور یہ طے پایا کہ اگر ڈیلفیائی کہانت اُسے اہل لیڈیا کا بادشاہ بنانے کا اعلان کر دے تو اُس کی حکومت قائم رہے گی؛ بصورت دیگر اسے تخت و تاج ہیراکلیدیس کے سپرد کرنا ہو گا۔ فال سازگار نکلنے کی وجہ سے گائجس بادشاہ بن گیا۔ تاہم' کاہنہ کے مطابق گائجس کے بعد پانچویں پیڑھی میں ہیراکلیدیس کا انتقام لیا جائے گا؛ اہل لیڈیا اور نہ ہی ان کے بادشاہوں نے اس پیشگوئی پر کوئی دھیان دیا' حتیٰ کہ یہ پوری ہو گئی۔ تو یوں مرمنادے نے ہیراکلیدیس کو معزول کیا اور خود حاکم بن گئے۔

14۔ تخت سنبھالنے کے بعد گائجس نے ڈیلفی کو بیش بہاء تحائف بھیجے' جیسا کہ ڈیلفیائی معبد میں موجود چاندی کے متعدد چڑھاوے تصدیق کرتے ہیں۔ اس نے بہت سے سونے کے برتن بھی دیئے جن میں سب سے زیادہ قابل ذکر چھ جام ہیں؛ ان کا مجموعی وزن 30 ٹیلنٹ ہے اور وہ اُس کے کورنتھی خزانے میں پڑے ہیں۔ میں نے اِسے کورنتھی خزانہ کہا مگر تیکنیکی لحاظ سے یہ تمام کورنتھی باشندوں کا نہیں بلکہ صرف Eetion کے بیٹے سپیلس کا خزانہ ہے۔ فریجیا کے بادشاہ گورڈیاس [13] ابن میڈاس کی استثنا کے ساتھ گائجس وہ پہلا بربری تھا (ہماری معلومات کے مطابق) جس نے ڈیلفی میں چڑھاوے بھیجے۔ میڈاس نے اپنا شاہی تخت بھینٹ کیا جس پہ بیٹھ کر وہ امور انصاف سرانجام دیتا تھا' یہ تخت بڑی قابل دید چیز ہے۔ یہ بھی اسی جگہ پہ رکھا ہے جہاں گائجس کے بھینٹ کردہ جام رکھے ہیں۔ اہل ڈیلفی گائجس کی جانب سے بھینٹ کی ہوئی تمام چاندی اور سونے کو اس کے نام کی مناسبت سے Gygian یا گائیجیائی کہتے ہیں۔

گائجس نے بادشاہ بنتے ساتھ ہی ملیتس اور سمرنا پر دھاوا بولا اور کولوفون شہر لے لیا۔ تاہم' بعد ازاں' اگرچہ وہ 38 برس حکومت کرتا رہا لیکن اُس نے ایک بھی شاہی مہم نہ کی۔ چنانچہ میں اس کا مزید ذکر نہیں کروں گا' بلکہ اس کے بیٹے اور جانشین آردیس کی جانب آؤں گا۔

15۔ آردیس نے پرائینے کو لیا اور ملیتس کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔ اس کے عہد میں سیتھی خانہ بدوشوں کے ہاتھوں وطن بدر کردہ سمیری ایشیا میں داخل ہوئے اور قلعے کے سوا سارے ساردیس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے 49 برس حکومت کی' اس کی جگہ اس کا بیٹا سدیاتیس حکمران بنا اور بارہ برس حکومت کرتا رہا۔ اس کی موت پر اس کا بیٹا الیاتیس تخت نشین ہوا۔

16۔ اس بادشاہ نے میڈیوں سے جنگ کی جو دیوسیس [14] کے پوتے سائیکسارس کے ماتحت تھے۔ اس نے سمیریوں کو ایشیاء سے بیدخل کیا' کولوفون کی کالونی [15] سمرنا کو فتح کیا اور **کلازومینے** پر دھاوا بولا۔ اس آخری مجادلے میں وہ اپنی خواہش کے برعکس شدید شکست

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے دو چار ہوا; تاہم 'اس نے اپنے عہد حکومت کے دوران دیگر قابل ذکر اور اہم کام کیے جن کو میں ذیل میں بیان کروں گا۔

17۔ مِلیشیاؤں (اہل مِلیتس) کے ساتھ لڑائی ورثہ میں حاصل کر کے اس نے مندرجہ ذیل انداز میں حملہ کرتے ہوئے شہر کو محاصرہ میں لیا۔ جب فصل پک گئی تو اس نے مردانہ اور زنانہ نفیریوں [16] 'باجوں اور بانسریوں کی آواز پر اپنی فوج کو مِلیشیا میں مارچ کروایا۔ اس نے علاقہ کی عمارات کو توڑا پھوڑا اور نہ ہی جلایا 'ان کے دروازوں کو بھی نہ توڑا' بلکہ جوں کا توں چھوڑ گیا۔ تاہم 'اس نے سارے علاقے کے درخت اور فصلیں تباہ کر دیں 'اور پھر اپنی مملکت میں واپس لوٹ آیا۔ اس کی فوج کا وہاں بیٹھے رہنا بیکار تھا کیونکہ اہل مِلیشیائی سمندر کے ماہر تھے۔ ان کی عمارات مسمار نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ہو سکتا ہے باشندے انہیں اپنے عارضی گھروں کے طور پر استعمال کرنے پر مائل ہو جائیں اور وہاں سے نکل کر اپنی زمینوں میں کھیتی باڑی کیا کریں; اور یوں علاقہ میں ہر مرتبہ حملہ کرنے پر اُسے لوٹنے کے لیے کچھ نہ کچھ مل جائے۔

18۔ اس طریقہ کے تحت وہ گیارہ برس تک مِلیشیاؤں کے ساتھ جنگ کرتا رہا 'اور اس دوران انہیں دو مرتبہ شدید نقصان پہنچایا; ایک انہی کے علاقہ میں Limeneium کے مقام پر اور دوسرا میاندر کے میدان میں۔ ان گیارہ میں سے چھ برس کے دوران آردیس کا بیٹا سدیاتیس لیڈیا کا بادشاہ تھا جس نے سب سے پہلے اس جنگ کے شعلے بھڑکائے اور حملے کیے۔ آخری پانچ برس ہی سدیاتیس کے بیٹے الیاتیس کے عہد حکومت سے تعلق رکھتے ہیں جس نے (جیسا کہ میں نے پہلے کہا) جنگ ورثہ میں پا کر خود کو اس میں منہمک کر لیا۔ مقابلہ کے اس سارے عرصہ میں مِلیشیاؤں کو کسی ایونیائی سے کوئی مدد نہ ملی 'ماسوائے کیاس (Cios) کے جس نے انہیں ایسی ہی ایک مدد کا احسان چکانے کی خاطر فوجی دستے ادھار دیئے۔

19۔ جنگ کے بارہویں برس میں کھیتوں کو آگ لگانے سے مندرجہ ذیل بدقسمتی کا سامنا ہوا۔ ابھی سپاہیوں نے غلے کو آگ دکھائی ہی تھی کہ تیز ہوا شعلوں کو اسینا ایسیا کے معبد تک لے گئی اور اُسے جلا کر راکھ کر دیا۔ اس وقت تو کسی کو صورت حال کا علم نہ ہوا 'مگر بعد میں 'جب فوج ساردیس پہنچی تو الیاتیس بیمار پڑ گیا۔ اس کی علالت طوالت اختیار کر گئی تو کسی دوست کے مشورے پر یا اپنے ہی کسی خیال کے تحت اس نے قاصدوں کو ڈیلفی بھیجا تاکہ وہ دیوتا سے اس کے مرض کے متعلق دریافت کر سکیں۔

20۔ ڈیلفیوں نے مجھے بس یہی معلومات فراہم کیں 'باقی کہانی مِلیشیاؤں نے بتائی۔ کہانت کے ذریعہ آنے والا جواب سپیلس کے بیٹے پریاندر کے کانوں میں پڑا جو مِلیتس کے حاکم وقت تھریسی بیولس کا قریبی دوست تھا۔ اس نے اسے کہانت کے بارے میں بتانے کے لیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فوراً ایک قاصد روانہ کیا تاکہ تھریسی بیولس آئندہ معاملات سے نمٹنے کی پیشگی تیاری کر سکے۔

21۔ الیاتمیں نے ندائے غیب کے الفاظ' ساتھ ہی ملیتس کی جانب ایک قاصد روانہ کیا۔ وہ تھریسی بیولس اور ملیشیاؤں کے ساتھ جنگ بندی کرنا چاہتا تھا تاکہ اُسے معبد کی تعمیر نو کے لیے وقت مل جائے۔ قاصد اپنی راہ پر چل دیا; لیکن دریں اثناء تھریسی بیولس کو ہربات کا علم ہو گیا اور الیاتمیں کے ارادوں کا اندازہ کر کے اس نے یہ چال چلی۔ وہ اپنے یا دیگر لوگوں کے پاس موجود تمام غلہ منڈی میں لے آیا اور حکم جاری کیا کہ ملیشیائی بالکل تیار رہیں' اور اشارہ ملنے پر سب کے سب شراب نوشی اور نشاط انگیزی میں کھو جائیں۔

22۔ ان احکامات کا مقصد یہ تھا۔ اسے امید تھی کہ سار دیس کا نمائندہ غلے کے ڈھیر لگے اور سارے شہر کو رنگ رلیوں میں محو دیکھ کر الیاتمیں کو اس بارے میں مطلع کرے گا اور یوں اس کے اندازے غلط ثابت ہوں گے۔ قاصد نے سب صورتحال کا مشاہدہ کیا اور اپنا پیغام دے کر واپس سار دیس چلا گیا۔ جیسا کہ میں نے کہا' بس یہی ایک صورتحال بعد کے امن و امان کا باعث بنی۔ الیاتمیں کا خیال تھا کہ اب ملیتس میں غلے کی شدید قلت ہو گی اور لوگ شدید بدحالی کا شکار ہوں گے' لیکن قاصد نے توقعات کے قطعی برعکس معاملات بتائے۔ لہٰذا اس نے اپنے دشمن کے ساتھ معاہدہ امن کر لیا جس کے ذریعہ دونوں اقوام قریبی دوست اور حلیف بن گئیں۔ تب اس نے ایسس کے مقام پر ایتھنا کے ایک کی بجائے دو[7] معبد بنوائے اور جلد ہی صحت یاب ہو گیا۔ یہ تھی اُس جنگ کی اہم صورتحالات جو الیاتمیں نے تھریسی بیولس اور ملیشیاؤں کے خلاف لڑی۔

23۔ تھریسی بیولس کو ندائے غیبی سے مطلع کرنے والا پریاندر سپیلس کا بیٹا اور کورنتھ کا فرمانروا[8] تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس موقع پر ایک نہایت حیرت انگیز واقعہ رُونما ہوا۔ کورنتھی اور لسبوسی روایت میں کافی اتفاق پایا جاتا ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ میتھائمنا (Methymna) کا بربط نواز آریونؔ اپنے دور کا بے مثل آدمی تھا' اور ہماری اطلاعات کے مطابق وہ پہلا شخص تھا جس نے آزاد نظم (dithyrambic measure) کو ایجاد[9] کیا' اسے اپنے نام سے منسوب کیا' کورنتھ میں اس اسلوب کی نظمیں پڑھیں اور ڈالفن پہ بیٹھ کر تینارم (Taenarum) واپس گیا۔

24۔ اس نے پریاندر کے دربار میں کئی برس گذارے' تب اسے جہاز پر اٹلی اور سسلی جانے کا شوق ستانے لگا۔ اُن علاقوں میں بھاری منافع کمانے کی وجہ سے وہ سمندر پار کر کے دوبارہ کورنتھ جانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک بحری جہاز کرائے پر لیا جس کا عملہ کورنتھی افراد پر مشتمل تھا کیونکہ اس کے خیال میں وہ کسی اور قوم کے لوگوں کو اپنا رازدار نہیں بنا سکتا تھا۔ وہ جہاز پہ سوار ہو کر تیرنتم سے روانہ ہوا۔ تاہم' جب وہ کھلے سمندر میں پہنچے تو ملاحوں نے اسے پانی میں پھینکنے اور اس کے مال و اسباب پر قبضہ کرنے کی سازش تیار کی۔ اُن کے ارادوں کا پتہ چلنے پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ گھٹنوں کے بل جھک گیا' زندگی کی بھیک مانگی اور اپنی دولت بخوشی پیش کر دی۔ لیکن وہ نہ مانے اور تقاضا کیا کہ یا تو وہ سوکھی زمین میں دفن ہونے کی خاطر خود کو مار لے یا پھر نیچے سمندر میں کود جائے۔ آریون نے ان سے درخواست کی کہ وہ اسے پورا لباس پہن کر بالائی عرشے کے پچھلے حصہ پہ بیٹھ کر بربط بجانے اور گانے دیں' اور وعدہ کیا کہ وہ اپنا گانا ختم ہوتے ہی خود کو ہلاک کر لے گا۔ دنیا کے بہترین بربط نواز کو سننے کی خوشی میں وہ مان گئے اور عرشے سے پیچھے ہٹ کر جہاز کے وسط میں آ گئے؛ جبکہ آریون نے اپنے پیشے کا باقاعدہ اور مکمل لباس پہنا' بربط اٹھایا اور بالائی عرشے پہ کھڑا ہو کر اورتھیان [۲۰] (Orthian) بجایا۔ اپنا نغمہ ختم ہونے پر وہ سر کے بل سمندر میں کود گیا۔ کورنتھی کورنتھ کی جانب روانہ ہو گئے۔ جہاں تک آریون کا معاملہ ہے تو ان کا کہنا ہے کہ ایک ڈالفن نے اُسے اپنی پشت پہ سوار کیا اور تینارم لے گئی جہاں وہ ساحل پر گیا اور موسیقار کے لباس میں کورنتھ کی جانب چل دیا۔ اس نے وہاں پہنچ کر اپنی بپتا سنائی۔ تاہم' پریاندر کو کہانی پر یقین نہ آیا اور آریون کو نظربند کر دیا تاکہ وہ کورنتھ سے باہر نہ جا سکے اور بے چینی کے ساتھ ملاحوں کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ جب وہ واپس آئے تو پریاندر نے انہیں اپنے پاس بُلوایا اور پوچھا کہ کیا وہ اسے آریون کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں۔ جواب میں انہوں نے بتایا کہ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک اور اٹلی میں ہے' اور یہ کہ وہ اسے تیرنتم [۲۱] چھوڑ کر آئے تھے جہاں وہ اچھا بھلا تھا۔ ان کی بات ختم ہوتے ہی آریون ان کے سامنے آ گیا: ملاح حیران رہ گئے اور ان کے ڈھول کا پول کھل گیا۔ یہ کورنتھیوں اور اہل لسبوس کا روایت کردہ بیان ہے؛ اور آج بھی تینارم کے مقام پر ایک درگاہ میں آریون کی بھینٹ کردہ ایک چھوٹی سی کانسی کی مورتی رکھی ہے جس میں ایک آدمی کو ڈالفن پہ سوار دکھایا گیا ہے۔ [۲۲]

25۔ الیاتیس ملیشیاؤں کے ساتھ جنگ ختم کر کے اور سرزمین لیڈیا پر ستاون برس حکومت کرنے کے بعد مر گیا۔ وہ اپنے گھرانے کا دوسرا بادشاہ تھا جس نے ڈیلفی کو بھینٹ چڑھائی۔ علالت سے صحت یابی پر اس کے بھیجے ہوئے تحائف خالص چاندی کے ایک بہت بڑے پیالے اور نہایت نفاست سے مرصع شدہ طباق پر مشتمل تھے جو ڈیلفی کی تمام بھینٹوں میں بہترین قابل دید کام ہے۔ اسے گلاکس (the Chain) نے بنایا جو لوہے کی مرصع کاری کے فن کا موجد ہے۔

26۔ الیاتیس کی موت پر اس کا 35 سالہ بیٹا کروسس تخت پر بیٹھا۔ اس نے یونانی شہروں میں سب سے پہلے افیسس پر حملہ کیا۔ جب اس نے شہر کا محاصرہ کیا تو اہل شہر نے فصیل سے لے کر ارتمس دیوی کے معبد [۲۳] تک (جو قدیم شہر سے سات فرلانگ کے فاصلے پر [۲۴] تھا) رسہ باندھ کر اپنے شہر کو دیوی کی نذر کیا۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا' اس نے سب سے پہلے اِنہی یونانیوں پر حملہ کیا۔ بعد میں اس نے کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ہر ایونیائی اور ایولیائی ریاست پر حملہ کیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

27- یوں وہ ایشیاء میں تمام یونانی شہروں کا مالک بن گیا اور انہیں اپنا باج گزار بننے پر مجبور کیا' اس کے بعد وہ بحری جہاز تعمیر کرنے اور جزیروں پر حملہ کرنے کا سوچنے لگا۔ اس مقصد کے تحت تمام تیاری مکمل کر لی گئی کہ اچانک پرائینے کے بیاس یا کچھ کے مطابق متیلی پٹاکس نے سارا منصوبہ ختم کر دیا۔ بادشاہ نے کچھ ہی عرصہ پہلے سار دیس آنے والے اس شخص سے یونان کی خبریں معلوم کرنا چاہیں تو اس نے جواب دیا: "جی ہاں' اعلیٰ حضرت' جزیرے والوں نے دس ہزار گھوڑے جمع کیے ہیں اور آپ کے خلاف ایک مہم بھیجنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔" کروسس نے اس کی بات کو سنجیدگی سے لیا اور غصہ میں بولا: "آہ' شاید دیوتاؤں نے ان کے دماغ میں یہ خیال پیدا کیا ہے کہ وہ گھڑسواروں کے ساتھ اہل لیڈیا پر حملہ کریں!" دوسروں نے کہا: "اے بادشاہ' لگتا ہے کہ آپ براعظم پر جزیرے والوں کو گھوڑوں کی پشت پر ہی دبوچ لینے کے خواہشمند ہیں۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ جزیرہ باشوں کو معلوم ہے کہ آپ بحری جہاز تعمیر کر کے ان پر چڑھائی کرنے والے ہیں۔ لیکن کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جزیرہ باش اہل لیڈیا کو سمندر میں پکڑنے سے زیادہ بہتر خواہش بھی کوئی کر سکتے ہیں تاکہ وہ براعظم پر اپنے بھائیوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا بدلہ لے سکیں؟" کروسس اس بات سے بہت مسحور ہوا؛ اور اس کی منطق کو درست سمجھ کر جہاز تعمیر کرنے کا کام چھوڑ دیا اور جزیروں کے ایونیاؤں کے ساتھ امن و آشتی قائم کر لی۔

28- بعد کے کئی برس کے دوران کروسس نے ہیلس (Halys) کے مغرب کی تقریباً سبھی اقوام کو زیر کیا۔ صرف لائشی اور سلیشیائی ہی آزاد رہے: باقی سب قبائل اس کے ماتحت آ گئے جن میں مندرجہ ذیل شامل تھے: لیڈیائی' فریجی' مائشی' ماریانڈائنی' کیلابئی' پیفلونی' تھائنی اور بتھائنی' تھریسی' کیری' ایونیائی' ڈوری' ایولیائی اور پیمفائلی۔

29- جب یہ تمام مفتوحات لیڈیائی سلطنت میں شامل ہو گئیں اور سار دیس کی خوشحالی اپنے عروج کو پہنچ گئی تو وہاں اس دور کے تمام یونانی رشی (Sages) یکے بعد دیگرے آئے اور ان میں ایتھنی سولون [25] بھی شامل تھا۔ وہ اپنے اسفار کے سلسلہ میں دس برس سے ایتھنز سے باہر تھا۔ اس نے بہانہ تو دنیا دیکھنے کا بنایا تھا۔ لیکن اس سیاحت کا اصل مقصد ان قوانین کو منسوخ کرنے سے گریز کرنا تھا جو اس نے ایتھنیوں کی درخواست پر ان کے لیے بنائے تھے۔ اس کی منظوری کے بغیر اہل ایتھنز ان قوانین کو منسوخ نہیں کر سکتے تھے کیونکہ انہوں نے سولون کی جانب سے خود پر لاگو کردہ قوانین پر دس برس تک عمل کرنے کی قسم کھائی تھی۔ [26]

30- اس وجہ کے علاوہ دنیا دیکھنے کی غرض سے سولون اپنے سفر پر روانہ ہوا جس کے دوران وہ مصر میں اماسس [27] کے دربار میں گیا اور سار دیس میں کروسس سے ملنے بھی آیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کروسس نے اسے بطور مہمان خوش آمدید کہا اور شاہی محل میں ٹھہرایا۔ تیسرے یا چوتھے دن اس نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ سولون کو خزانے [۲۸] اور محل کی شان و شوکت دکھائیں۔ جب وہ سب کچھ دیکھ چکا اور دستیاب وقت میں جتنا معائنہ ممکن تھا کر چکا تو کروسس نے اس سے یہ سوال پوچھا: "او ایتھنز کے مسافر، ہم نے تمہاری دانائی اور مختلف علاقوں میں سیاحت کے متعلق بہت کچھ سن رکھا ہے۔ تم نے علم کے شوق میں اور دنیا دیکھنے کی خواہش کے تحت طویل سفر کیے۔ میں تم سے یہ معلوم کرنے کا مشتاق ہوں کہ تم اپنے دیکھے ہوئے تمام افراد میں سے کسے سب سے زیادہ خوش سمجھتے ہو؟" اس نے یہ سوال اس لیے پوچھا کہ وہ خود کو فانی انسانوں میں سب سے زیادہ خوش تصور کرتا تھا۔ لیکن سولون نے کسی خوشامد کے بغیر اور اپنے حقیقی خیالات کے مطابق جواب دیا: "جناب، ایتھنز کا ٹیلس مسرور ترین شخص ہے۔" حیرت زدہ کروسس نے تیز آواز میں پوچھا: "اور تم ٹیلس کو کس بناء پر مسرور ترین قرار دیتے ہو؟" سولون نے جواب دیا: "ایک تو اس لیے کہ اُس کے دور میں اس کا ملک خوشحال تھا، اور اُس کے خوبصورت اور نیک بیٹے تھے، اور وہ ان سب کی اولادیں دیکھنے تک زندہ رہا، اور وہ تمام بچے بڑے ہوئے: دوسرے اِس لیے کہ وہ ایک ایسی زندگی گزارنے کے بعد بھی شاندار انداز میں فوت ہوا جسے ہمارے لوگ تعیش کہتے ہیں۔ ایتھنیوں اور ایلیوسس کے نزدیک ان کے پڑوسیوں کی جنگ میں وہ اپنے ہم وطنوں کی مدد کو آیا، دشمن کو بھگایا اور میدان جنگ میں جراتمندانہ موت مرا۔ ایتھنیوں نے اس کے مقام قتل پر عوامی جنازہ پڑھایا اور اسے اعلیٰ ترین تکریم و اعزازات سے نوازا۔"

31- یوں سولون نے ٹیلس کی مثال کے ذریعہ کروسس کو فہمائش کی اور اس کی مسرت کی کثیرالجہت تفصیلات بیان کیں۔ اس کی بات ختم ہونے پر کروسس نے دوسری مرتبہ پوچھا کہ اس کی نظر میں ٹیلس کے بعد کون شخص سب سے زیادہ مسرور ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ سولون اسے پہلا نہیں تو دوسرا نمبر ہی دیدے۔ سولون نے جواب دیا: "کلیوبس اور بیٹو۔ وہ آرگوسی نسل سے تھے۔ ان کی دولت ان کی خواہشات پوری کرنے کے لیے کافی تھی اور اس کے علاوہ اُن میں اتنی جسمانی طاقت بھی تھی کہ انہوں نے کھیلوں میں انعامات جیتے۔ اُن کے بارے میں یہ کہانی بھی بیان کی جاتی ہے:--- آرگوس کے مقام پر جُونو دیوی کے اعزاز میں ایک عظیم تیوہار ہوا۔ لازمی تھا کہ وہ اپنی ماں کو گاڑی میں بٹھا کر میلے تک لے جائیں۔ [۲۹] لیکن بیل بروقت کھیتوں سے واپس نہ آئے۔ چنانچہ ان دونوں نوجوانوں نے تاخیر کے خوف سے اپنے گلے میں جُوا ڈالا اور گاڑی کھینچنے لگے جس میں ان کی ماں بیٹھی تھی۔ انہوں نے گاڑی کو 45 فرلانگ تک کھینچا اور معبد کے سامنے جا کر رُکے۔ پُجاریوں کے سارے مجمعے نے ان کا یہ فعل دیکھا، اور تب ان کی زندگی بہترین ممکنہ انداز میں انجام کو پہنچی۔ یہاں بھی خدا نے واضح طور پر دکھایا کہ انسان کے لیے موت زندگی کی

Courtesy-www.pdfbooksfree.pk

نسبت کتنی زیادہ بہتر چیز ہے' کیونکہ گاڑی کے گرد کھڑے آرگوسی آدمیوں نے نوجوانوں کی زبردست طاقت کو سراہا; اور آرگوسی عورتیں ان کی ماں کی مدح سرائی کرنے لگیں جسے ایسے بیٹے نصیب ہوئے; اور خود ماں بھی بیٹوں کے اس کارنامے اور لوگوں کی ستائش سے خوش ہوئی اور اس نے دیوی کی شبیہہ کے سامنے کھڑے ہو کر درخواست کی کہ وہ اس کے سعادت مند بیٹوں کلیوبِس اور بیٹو کو اس اعلیٰ ترین رحمت سے نوازے جو فانیوں کے لیے قابل حصول ہے۔ اس کی دعا ختم ہوئی' انہوں نے بھینٹ چڑھائی اور مقدس ضیافت میں شریک ہوئے' جس کے بعد وہ دونوں معبد میں سو گئے۔ وہ پھر کبھی نہ جاگے بلکہ زمین میں سما گئے اہل آرگوس نے انہیں بہترین انسان خیال کرتے ہوئے ان کے مجسمے بنوائے اور ڈیلفی کے معبد کو دے دیئے۔"

32۔ یوں جب سولون نے اِن نوجوانوں کو دوسرا مقام دیا تو کردسس بھنا کر بولا' "او ایتھنز کے مسافر! تو پھر میری مسرت کا کیا مقام ہے جس پر تم نے عام لوگوں کی خوشی کو فوقیت دی؟"

سولون بولا' "اوہ! کروسس' آپ نے انسانی حالت کے حوالے سے سوال پوچھا' ایسے آدمی کے متعلق دریافت کیا جو جانتا ہے کہ ہم سے بالا قوت حسد سے بھرپور ہے[30] اور ہمارے مقدر میں مشکلات پیدا کرنے کی مشتاق بھی۔ طویل زندگی دیکھنے اور تجربہ کرنے کے لیے بہت کچھ دیتی ہے کہ آپ انتخاب نہیں کر سکتے۔ میرے خیال میں انسانی زندگی کی حد ستر برس ہے۔[31] ان ستر برس میں 25 ہزار دو سو دن شامل ہیں (زائد مہینوں کو شمار کیے بغیر)۔ ہر سال بعد ایک ماہ کا اضافہ کر لیں تاکہ موسم موزوں وقت پر لوٹ آئیں۔ یوں 35 ماہ یعنی 1050 دن مزید مل جائیں گے۔ یوں ستر سالہ زندگی میں دنوں کی کل تعداد 26,250 ہو جائے گی[32]' مگر ہر دن کے واقعات دوسرے دن سے مختلف ہوں گے۔ چنانچہ انسان مکمل طور پر ایک حادثہ ہے۔ اے کردسس! جہاں تک آپ کا معاملہ ہے تو میں نے دیکھا ہے کہ آپ نہایت امیر ہیں اور بہت سی اقوام آپ کی محکوم ہیں; لیکن آپ کے سوال کا جواب میں اس وقت تک نہیں دے سکتا جب تک مجھے یہ پتہ نہ چل جائے کہ آپ کی زندگی کا اختتام مسرت انگیز انداز میں ہوا یا نہیں۔ بھرے خزانوں کا مالک شخص اس شخص سے زیادہ مسرور نہیں ہوتا جس کے پاس اپنی روزمرہ ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی رقم ہو۔ کیونکہ بہت سے امیر کبیر لوگوں کی قسمت نے ساتھ نہ دیا اور بہت سے معتدل ذرائع کے مالک لوگ زبردست قسمت کے مالک نکلے۔ اول الذکر لوگ موخر الذکر قسم کے لوگوں سے بہتر تھے ماسوائے دو باتوں کے; جبکہ موخر الذکر کو اول الذکر پر کئی ایک برتریاں حاصل تھیں۔ امیر آدمی اپنی خواہشات کو تسکین دینے کا زیادہ' بہتر طور پر اہل ہوتا ہے اور وہ کسی اچانک مصیبت سے نمٹنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ غریب آدمی میں ان برائیوں کو برداشت کرنے کی قابلیت کم ہوتی ہے' تاہم خوش قسمتی انہیں دور رکھتی ہے اور وہ تمام مندرجہ ذیل عنایات سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مزہ اٹھاتا ہے: وہ عوارض سے بیگانہ' بدقسمتی سے آزاد' اپنے بچوں میں خوش' اور خوبصورت ہوتا ہے۔ ان سب باتوں کے علاوہ اگر اس کی زندگی کا اختتام بھی بہتر ہو تو وہ حقیقی معنوں میں وہی آدمی ہے جس کے آپ متلاشی ہیں' وہ آدمی جسے موزوں طور پر خوش قرار دیا جا سکتا ہے۔ تاہم' موت آنے تک اسے خوش نہیں بلکہ خوش قسمت کہا جاتا ہے۔ حقیقتاً کوئی آدمی شاذونادر ہی ان تمام امتیازات کو یکجا کر سکتا ہے; کیونکہ کوئی ایسا علاقہ موجود نہیں جو اپنی تمام ضروریات پوری کر سکتا ہو' بلکہ ہر ایک کچھ نہ کچھ چیزوں کا مالک ہے اور اسے کچھ دیگر چیزوں کی احتیاج ہوتی ہے۔ بہترین ملک وہ ہے جو زیادہ سے زیادہ چیزوں کا مالک ہو; سو کوئی بھی فرد واحد ہر حوالے سے مکمل نہیں--- ہر ایک میں کوئی نہ کوئی کمی ہے۔ فضیلتوں کی بڑی سے بڑی تعداد کو یکجا کرنے' انہیں تادم مرگ برقرار رکھنے اور پھر پرسکون موت مرنے والا شخص ہی میری نظر میں "خوش" کہلوانے کا حقدار ہے۔ لیکن ہر معاملے میں ہمیں بہترین انجام کا خیال رکھنا پڑتا ہے: کیونکہ اکثر و بیشتر خدا انسانوں کو تھوڑی سی مسرت دیتا اور پھر انہیں تباہی سے دوچار کر دیتا ہے۔"

33۔ سولون نے کروسس کو نہ تو سرفراز کیا اور نہ ہی بے توقیر۔ بادشاہ نے اسے لاپروا انداز میں واپس جاتے دیکھا' کیونکہ اس کے خیال میں وہ شخص ضرور ایک بیوقوف ہو گا جو حال کی مسرت کو کوئی اہمیت نہیں دیتا بلکہ ہمیشہ انسانوں کو انجام کا فکر کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

34۔ سولون کے واپس جانے کے بعد خدا کی جانب سے کروسس پر خوفناک عتاب نازل ہوا جس کا مقصد غالباً اسے خود کو مسرور ترین آدمی خیال کرنے کی سزا دینا تھا۔ پہلے تو اسے ایک خواب آیا جس میں ان مصیبتوں کی جھلک دکھائی گئی جو اس کے بیٹے کی شکل میں اس پر نازل ہونے والی تھیں۔ کروسس کے دو بیٹے تھے; ایک پیدائشی طور پر گونگا بہرہ تھا' جبکہ دوسرا بیٹا ہر شعبہ میں اپنے تمام ہم جماعتوں پر فضیلت رکھتا تھا۔ موخرالذکر کا نام اتمیں تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ اتمیں ایک لوہے کے ہتھیار کی ضرب سے ہلاک ہو گیا ہے۔ بیدار ہو کر وہ بہت پریشان ہوا' فوراً اس کی شادی کر دی اور اسے میدان جنگ میں جانے سے منع کر دیا حالانکہ پہلے وہ لیڈیائی افواج کی قیادت کیا کرتا تھا۔ کروسس نے مردانہ رہائش گاہ میں سے تمام نیزے بھالے نکلوائے اور زنان خانے میں ان کا ڈھیر لگا دیا کہ کہیں دیوار پر لٹکا ہوا کوئی ہتھیار اتمیں کی موت کا بہانہ نہ بن جائے۔

35۔ اتفاق سے جب وہ شادی کی تیاریاں کر رہا تھا تو بدقسمتی سے ایک آدمی سارڈیس میں آیا جس کے لباس پر خون کا داغ تھا۔ وہ فریجیائی نسل اور شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ کروسس کے دربار میں حاضر ہو کر اس نے درخواست کی کہ اسے بھی ملک کے رواج کے مطابق رسم تطہیر میں شامل کیا جائے۔ اہل لیڈیا کا انداز تطہیر بھی کافی حد تک اہل یونان جیسا ہے۔ کروسس نے درخواست منظور کی اور تمام رسوماتی مراحل مکمل ہونے کے بعد اس کا نام پتہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دریافت کیا۔۔۔ "او! اجنبی، تم کون ہو، اور تم فریجیا کے کس علاقے سے بھاگ کر یہاں پناہ لینے آئے ہو؟ تم کون ہو اور تم نے کس مرد یا عورت کو قتل کیا ہے؟" فریجیائی نے جواب دیا: "جناب عالی! میں میڈاس کے بیٹے گورڈیاس کا بیٹا ہوں۔ میرا نام ایڈراسٹس[۴۳] ہے۔ میں نے نادانستہ طور پر اپنے ہی بھائی کو مار ڈالا۔ اس جرم میں باپ نے مجھے ملک سے نکال دیا اور میرا سب کچھ کھو گیا۔ پھر میں بھاگ کر آپ کے پاس چلا آیا۔" کروسس بولا: "تم میرے دوست خاندان کی اولاد ہو اور تم دوستوں کے پاس آئے ہو۔ میرے ملک کے قوانین کا احترام کرتے رہنے تک تمہیں کسی شئے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اپنی بد قسمتی کو ہر ممکن آسانی کے ساتھ برداشت کرو۔" تب سے ایڈراسٹس شاہی محل میں رہنے لگا۔

36۔ اتفاقاً یوں ہوا کہ عین انہی دنوں میں مائشی اولمپس میں ایک جنگلی سور کا دیو قامت بد روح تھا جو اکثر پہاڑی علاقے سے نکل کر ماشیوں کی فصلیں اجاڑ دیا کرتا تھا۔ مائشی اس جانور کو مارنے کے لیے کئی مرتبہ اکٹھے ہوئے لیکن ہر مرتبہ اپنا ہی کوئی نقصان کروا کر واپس آئے۔ آخر کار انہوں نے کروسس کے پاس اپنے سفیر بھیجے جنہوں نے اسے یوں پیغام دیا: "اے بادشاہ! ہمارے علاقوں میں ایک خوفناک جنگلی سور گھس آیا ہے جو ہماری محنت تباہ کر ڈالتا ہے۔ ہم نے اسے پکڑنے کی بہت کوشش کی مگر بے کار۔ اس لیے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو کچھ منتخب جوانوں اور شکاری کتوں کے ساتھ ہمارے ہمراہ روانہ کریں تاکہ ہم اس جانور سے نجات حاصل کر سکیں۔"

لیکن کروسس کو اپنا خواب یاد آ گیا اور اس نے جواب دیا "میرے بیٹے کو ساتھ لے کر جانے کی اب کوئی بات منہ سے نہ نکالنا؛ یہ کسی بھی طرح درست نہ ہوگا۔ اس کی شادی ہونے والی ہے اور وہ اس سلسلہ میں کافی مصروف ہے۔ میں تمہیں لیڈیاؤں کا ایک منتخب دستہ، اپنے تمام شکاری اور شکاری کتے دیتا ہوں؛ میں ان سب کو ہدایت کر دوں گا کہ وہ تمہارے علاقے کو اس وحشی جانور سے بچانے کے لیے ہر ممکن جوش و خروش سے کام لیں۔"

37۔ مائشی اس جواب سے مطمئن ہو گئے؛ لیکن ماشیوں کی التجا سن کر بادشاہ کا بیٹا ایک دم اندر آیا اور اپنے بادشاہ باپ سے بولا: "محترم والد، سابق دنوں میں تو مجھے جنگوں اور شکاری مہمات پر بھیجنا نہایت مناسب اور باعث فخر خیال کیا جاتا تھا؛ لیکن اب آپ مجھے ان چیزوں سے دور رکھتے ہیں، حالانکہ آپ نے مجھ میں کبھی بزدلی یا کم ہمتی نہیں دیکھی۔ میں فورم میں آتے یا واپس جاتے وقت کس منہ سے لوگوں کا سامنا کروں؟ اہل شہر اور نئی دلہن میرے بارے میں کیا رائے قائم کرے گی؟ وہ کیا سوچے گی کہ اس کا شوہر کس قسم کا آدمی ہے؟ اس لیے آپ مجھے اس سور کے شکار پر جانے دیں، یا پھر وجہ بتائیں کہ میرا آپ کی خواہشات کے مطابق چلنا بہترین کیوں ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

38۔ تب کروسس نے جواب دیا: "میرے بیٹے' اس کی وجہ یہ نہیں کہ میں نے تم میں کوئی بزدلی یا نافرمانی دیکھی ہے اور تمہیں پیچھے رکھنا چاہتا ہوں: بلکہ اس کا باعث ایک خواب ہے جس میں مجھے خبردار کیا گیا کہ تم نوجوانی میں ایک آہنی ہتھیار کے وار سے مرو گے۔۔ اسی لیے میں نے پہلے تو تمہارے بیاہ میں عجلت کی اور اب تمہیں اس مہم پر بھیجنے سے ہچکچا رہا ہوں۔۔ تم میرے اکلوتے بیٹے ہو: دوسرے بہرے بیٹے کو تو میں یوں سمجھتا ہوں کہ جیسے وہ پیدا ہی نہیں ہوا۔۔"

39۔ نوجوان نے جواب دیا: "آہ' محترم والد' میں آپ کو یہ الزام نہیں دیتا کہ آپ نے ایک خوفناک خواب دیکھنے کے بعد میری نگرانی شروع کر دی: لیکن اگر آپ غلطی پر ہیں' اگر آپ خواب کو درست نہیں سمجھے' تو یہ عیاں کرنے میں میرے اوپر الزام نہیں آتا کہ آپ کہاں غلطی پر ہیں۔۔ آپ نے خود کہا کہ خواب میں آپ نے میری ایک آہنی ہتھیار کے ذریعہ موت کی پیش بینی کی۔۔ لیکن کیا سور کے ہاتھ ہوتے ہیں کہ وہ مجھ پر ہتھیار سے وار کر دے گا؟ وہ کونسا آہنی ہتھیار استعمال کرتا ہے؟ تاہم' آپ کو میرے حوالے سے یہی خوف ہے۔۔ کیا خواب میں کہا گیا تھا کہ میں سور کے نوکیلے دانت کا شکار بنوں گا۔۔ اس مہم میں ہمارا مقابلہ آدمیوں سے نہیں بلکہ ایک جنگلی جانور سے ہے۔۔ اس لیے میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے جانے دیں۔۔"

40۔ کروسس نے کہا' "میرے بیٹے' تمہاری تعبیر میری کی ہوئی تعبیر سے بہتر ہے۔۔ میں تمہاری دلیل مان کر تمہیں جانے کی اجازت دیتا ہوں۔۔"

41۔ تب بادشاہ نے فریجیائی ایڈراسٹس کو بلوایا اور اس سے کہا' "ایڈراسٹس' جب تمہارے دامن پہ خون کے داغ لگے تھے تو میں نے تمہاری تطہیر کی اور اپنے ساتھ شاہی محل میں رکھا اور ہر اہم کام سونپا۔۔ چنانچہ' اب ضروری ہے کہ تم اس شکاری مہم پر میرے بیٹے کے ہمراہ جانے اور اس کی نگرانی کرنے پر رضامندی ظاہر کر کے میرے احسانات کا بدلہ چکاؤ' کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ڈاکوؤں کی ٹولی اس پارٹی پر حملہ کر دے۔۔ اس کے علاوہ یہ تمہارے لیے بھی مناسب ہے کہ تم نیک اعمال کر کے شہرت کماؤ۔۔ یہ تمہارے خاندان کا ورثہ ہیں اور تم خود بھی اس قدر بہادر اور طاقتور ہو۔۔"

42۔ ایڈراسٹس نے جواب دیا' "محترم بادشاہ! اگر آپ کا حکم نہ ہوتا تو میں اس شکاری مہم سے دور ہی رہتا: کیونکہ میرے خیال میں میرے جیسے بدقسمتی کا شکار شخص کا اپنے مسرور ساتھیوں کے ہمراہ جانا درست نہیں: اس کے علاوہ میرے دل میں اس کی کوئی خواہش نہیں۔۔ میں کئی مرتبہ میدان جنگ میں پیچھے ہی ٹھہرا رہا: لیکن آپ کے اصرار اور خوشی کی خاطر آپ کی ہر خواہش پوری کرنے کو تیار ہوں۔۔ آپ نے اپنے بیٹے کو میری نگرانی میں دیا ہے۔۔ یقین رکھیے کہ وہ بالکل حفاظت سے آپ کے پاس واپس آئے گا۔۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

43۔ اس یقین دہانی پر کروسس نے انہیں الوداع کہا اور منتخب نوجوانوں کا ایک دستہ بھی ساتھ کیا جن کے پاس تعاقب کرنے والے کتے تھے۔ جب وہ اولمپس پہنچے تو سور کی تلاش میں ادھر ادھر بکھر گئے؛ وہ جلد ہی مل گیا اور شکاریوں نے اس کے گرد گھیرا بنا کر اپنے ہتھیار اس کی طرف کھینچ مارے۔ ایڈراسٹس نے بھی اپنا نیزہ مارا لیکن نشانہ چوک گیا اور وہ اتمیس کو جا لگا۔ یوں کروسس کا بیٹا آہنی ہتھیار کے باعث ہلاک ہوا اور خواب درست ثابت ہوا۔ تب ایک شخص بادشاہ کو اس حادثے کی خبر دینے سار دیس کی جانب بھاگا اور اسے اتمیس کے انجام سے آگاہ کیا۔

44۔ بیٹے کی موت کی خبر باپ کے لیے ایک بھاری صدمہ تھی۔ اس سے بھی زیادہ صدمہ اس بات کا تھا کہ جس شخص کی اس نے تطہیر کی تھی یہ کام اسی کے ہاتھوں سرزد ہوا۔ اپنے غم کی شدت میں اس نے زیئس کیتھار سیئس [۳۴] کو آواز دی کہ وہ اس واقعہ کی گواہی دے۔ اس کے بعد اس نے اسی دیوتا کو زیئس ایفس ٹیئس اور ہیتار یئس کہہ کر پکارا۔۔۔ ایک اصطلاح اس لیے استعمال کی کہ اس نے اپنے ہی بیٹے کے قاتل کو گھر میں پناہ دینے کی بیوقوفی کی؛ اور دوسری اصطلاح اس لیے کہ اس کے بیٹے کا محافظ ہی ظالم ترین دشمن ثابت ہوا۔

45۔ اہل لیڈیا اتمیس کی نعش اٹھائے ہوئے پہنچے اور ان کے پیچھے قاتل بھی چلا آ رہا تھا۔ وہ بادشاہ کے سامنے آ کھڑا ہوا اور اِس پُرزور التجا کے ساتھ خود کو اس کے حوالے کر دیا کہ وہ اسے اپنے بیٹے کی لاش پر قربان کر دے۔۔۔ "میری سابق بدقسمتی کم نہ تھی؛ اب میں نے اس میں ایک اور کا اضافہ کر لیا' اور اپنی تطہیر کرنے والے شخص کو ہی تباہی سے دوچار کیا' میں زندگی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔" یہ الفاظ سن کر کروسس کو ایڈراسٹس پر رحم آ گیا اور بولا: "بہت ہو چکا میرے دوست؛ میں نے مطلوبہ انتقام لے لیا' کیونکہ تم نے خود ہی اپنے آپ کو سزائے موت سنا دی۔ لیکن حقیقت میں تم نے مجھے نقصان نہیں پہنچایا' تمہاری غلطی صرف یہ ہے کہ تم نے بغیر سوچے سمجھے ہتھیار چلایا۔ کوئی دیوتا میری بدقسمتی کا موجب ہے' اور مجھے کافی پہلے خبردار کر دیا گیا تھا۔" اس کے بعد کروسس نے اپنے بیٹے کو دفن کیا۔ گورڈیاس کا بیٹا' میڈاس کا پوتا' اپنے بھائی کو تباہ کرنے والا' اپنے محسن کو نقصان پہنچانے والا ایڈراسٹس خود کو بدبخت ترین انسان سمجھنے لگا' اور محل میں ہلچل کم ہوتے ہی اس نے قبر کے اوپر خودکشی کر لی۔ اپنے بیٹے کی جدائی کے دکھ میں مبتلا کروسس پورے دو سال تک سوگ مناتا رہا۔

46۔ اس عرصہ کے اختتام پر جاسوسوں کی خبروں نے کروسس کے غم میں تعطل پیدا کیا۔ اسے پتہ چلا کہ کیمبائسس کے بیٹے سائرس نے سائیکسارس کے بیٹے استیاجیس کی بادشاہت کو تباہ کر ڈالا تھا؛ اور یہ کہ اہل فارس روز بہ روز طاقتور ہوتے جا رہے تھے۔ وہ یہ سوچنے پر مائل ہوا کہ آیا ان لوگوں کی طاقت کو بے قابو ہونے سے روکنا ممکن ہے یا نہیں۔ اس مقصد کے تحت اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے فوری طور پر یونان میں کئی دارالاستخارہ کو آزمانے کا عزم کیا' اور لیبیا[۵] والے کو بھی۔ چنانچہ اس نے اپنے ایلچیوں کو مختلف سمتوں میں بھیجا: ڈیلفی' فوسس میں ایبیے 'ڈوڈونا' ایمفی آروس 'ٹروفونیئس' ملیشیا میں برانکیدے۔[۶] یہ تھے وہ یونانی دارالاستخارہ جن سے اس نے رجوع کیا۔ ایک اور ایلچی کو لیبیا بھیجا تاکہ آمن کی کہانت معلوم کی جاسکے۔ ان قاصدوں کو ہاتفوں کا علم جانچنے بھیجا گیا تھا کہ اگر انہیں واقعی درست جواب ملے تو وہ انہیں دوبارہ بھجوا کر پوچھے گا کہ اہل فارس پر حملہ کرنا چاہیے یا نہیں۔

47۔ ہاتفوں کی آزمائش کے لیے روانہ کردہ قاصدوں کو مندرجہ ذیل ہدایات دی گئیں: انہیں ساردیس سے روانگی کے وقت سے دن گننا تھے اور 100 ویں دن ہاتفوں سے پوچھنا تھا کہ اس وقت لیڈیا کا بادشاہ' الیاتیس کا بیٹا کروسس کیا کر رہا ہے۔ انہیں حاصل ہونے والے جوابات کو تحریری صورت میں اس تک لانا تھا۔ ڈیلفی کے ہاتف والے جواب کے سوا اور کوئی جواب ریکارڈ میں نہیں رہا۔ جب لیڈیائی وہاں مقدس زیارت گاہ میں[۷] داخل ہوئے اور اپنے سوالات پیش کیے تو کاہنہ نے بحرمسدس میں یوں جواب دیا:

میں ریت کے ذرے گن سکتی ہوں' اور میں سمندر کا پانی ناپ سکتی ہوں:
میرے پاس خاموشیوں کی سماعت ہے' اور گونگوں کی بات سمجھ سکتی ہوں:
سنو! خول دار کچھوے کی مہک میری حس پر اثر انداز ہوتی ہے'
جواب مینڈھے کے گوشت کے ساتھ ایک دیگ میں 'بھن رہا ہے'---
برتن پیتل کا ہے' اور اس کے اوپر ڈھکن بھی پیتل کا۔

48۔ لیڈیا والوں نے کاہنہ کی اس پیشگوئی کو لکھا اور واپس ساردیس روانہ ہو گئے۔ جب تمام قاصد اپنے جواب لے کر واپس آئے تو کروسس نے انہیں کھول کر پڑھا۔ اس نے صرف ڈیلفی والی پیشگوئی کو منظور کیا۔ اس نے یہ پیشگوئی سنتے ہی اعلان کیا کہ ڈیلفی کا معبد ہی حقیقی معنوں میں غیب گوئی کا اہل تھا۔ قاصدوں کی روانگی کے بعد وہ سوچ میں پڑ گیا تھا کہ ایسا کونسا کام ہے جس کا ادراک کرنا سب سے زیادہ ناممکن ہے۔[۸] تب اس نے مجوزہ یعنی 100 دن تک انتظار کرنے کے بعد ایک کچھوا اور مینڈھا لیا اور انہیں اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ایک پیتل کی دیگ میں ابالا جس کے اوپر پیتل کا ہی ڈھکن تھا۔

49۔ یہ تھا وہ جواب جو کروسس کو ڈیلفی سے ملا۔ جو لیڈیائی ایمفی آروس کے معبد میں گئے' وہاں رسوم ادا کیں' اور پیشگوئی وصول کی' اس کے بارے میں کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ بس اتنا معلوم ہے کہ کروسس کو وہاں بھی ایک سچی پیش بینی ملنے کا یقین تھا۔

50۔ اس کے بعد کروسس نے ڈیلفیائی دیوتا کو ایک شاندار بھینٹ دینے کے لیے تمام قسم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے قربانی کے جانور تین تین ہزار کی تعداد میں بھینٹ چڑھائے' اس کے علاوہ ایک بہت بڑا ڈھیر لگایا اور اس کے اوپر سونا اور چاندی منڈھی نشستیں' طلائی جام' ارغوانی عبائیں رکھیں: پھر انہیں اس اُمید میں نذر آتش کر دیا کہ دیوتا اس کے حق میں ہو جائے گا۔ مزید بر آں اس نے اپنے ملک کے تمام لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے وسائل کے مطابق قربانی چڑھائیں۔ قربانی کے اختتام پر بادشاہ نے بہت بڑی مقدار میں سونا پگھلایا اور اسے چھ ہاتھ لمبے' تین ہاتھ چوڑے اور ایک ہاتھ موٹے ڈلوں کی صورت میں ڈھالا۔ کل 170 ڈلے بنے' چار ڈلے مصفی سونے کے اور اڑھائی ٹیلنٹ وزنی تھے' کچھ دیگر زرد سونے کے اور دو ٹیلنٹ وزن کے تھے۔ اس نے مصفی سونے کا ایک شیر کا مجسمہ بھی بنوایا جس کا وزن دس ٹیلنٹ تھا۔ جب ڈیلفی کا معبد جل کر خاک [39] ہوا تو یہ شیر سونے کے ڈلوں سے نیچے گر پڑا' اور اب کورنتھی خزانے میں پڑا ہے اور اس کا وزن ساڑھے چھ ٹیلنٹ رہ گیا ہے کیونکہ تین ٹیلنٹ آگ کی نذر ہو گیا۔

51۔ ان کاموں کی تکمیل پر کروسس نے انہیں ڈیلفی بھجوایا اور ان کے ساتھ سونے اور چاندی کے دو بہت بڑے پیالے بھی بھجوائے جو معبد کے مدخل پر دائیں اور بائیں جانب رکھے ہوتے تھے۔ آتشزدگی کے وقت وہ بھی وہاں سے ہٹ گئے' اور اب سونے کا پیالہ کلازومینیائی خزانے میں ہے اور اس کا وزن 8 ٹیلنٹ 42 منے ہے: جبکہ نقرئی پیالہ عبادت گاہ کے ایک کونے میں رکھا ہے۔ یہ مشہور ہے کیونکہ اہل ڈیلفی "دیدار الہی" (Theophania) [40] کے موقعہ پر اسے بھرا کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ساموس کے (Samian) تھیوڈورس نے بنایا [41]' اور میرے خیال میں ڈیلفیوں کی یہ بات درست ہے' کیونکہ یہ یقیناً کسی عام فنکار کا کام نہیں۔ کروسس نے چار نقرئی ڈبے بھی بھیجے جو کورنتھی خزانے میں ہیں' اور ان کے علاوہ دو صیقل شدہ برتن (ایک سونے اور چاندی کا) بھی نذر کیے۔ طلائی برتن پر لیسیڈیمونیوں کا نام کھدا ہے اور وہ اسے اپنی طرف سے بھیجا ہوا تحفہ قرار دیتے ہیں' لیکن ان کا دعویٰ درست نہیں کیونکہ یہ واقعی کروسس نے دیا تھا۔ اس کے اوپر کھدی تحریر ایک ڈیلفیائی نے لیسیڈیمونیوں کو خوش کرنے کی خاطر لکھی تھی۔ میں اس کا نام جانتا تو ہوں لیکن یہاں نہیں لکھوں گا۔ جس لڑکے کے ہاتھوں میں سے پانی بہہ رہا ہے' وہ یقیناً لیسیڈیمونیائی تحفہ ہے۔ ان مختلف بھینٹوں کے علاوہ کروسس نے ڈیلفی میں دیگر کم قابل ذکر تحائف بھی بھیجے ہیں جن میں متعدد گول نقرئی چلمچیاں (Basins) بھی شامل ہیں۔ اس نے ایک تین کیوبٹ اونچی سونے کی زنانہ مورتی بھی نذر کی جو ڈیلفیوں کے مطابق اس کی نانبائن کا مجسمہ ہے: مزید بر آں اس نے اپنی بیوی کا گلوبند اور کمربند پیش کیے۔

52۔ یہ تھیں وہ بھینٹیں جو کروسس نے ڈیلفی بھیجیں۔ ایمفی آروس والی زیارت گاہ کو اس نے مکمل سونے کی ڈھال' ٹھوس سونے کا نیزہ بھی بھیجا۔ وہ میرے دور تک تھیبس میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِسمینائی اپالو کے معبد میں بدستور موجود ہیں۔

53۔ ان خزائن کو معبد تک پہنچانے کے ذمہ دار قاصدوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ ہاتف سے پوچھیں کہ کروسس کو اہل فارس کے ساتھ جنگ کرنے جانا چاہیے یا نہیں' اور اگر جانا چاہیے تو کیا کسی حلیف کی امداد حاصل کرنا ضروری ہے۔ جب وہ اپنی اپنی منزل مقصود پر پہنچے اور تحائف نذر کیے تو اپنا مدعا بیان کیا: "لیڈیا اور دیگر ممالک کے بادشاہ کروسس کو یقین ہے کہ ساری دنیا میں صرف یہیں حقیقی ہاتف ہیں' چنانچہ انہوں نے آپ کی غیب بینیوں کے شایان شان تحائف بھیجے ہیں' اور یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آیا وہ اہل فارس کے ساتھ جنگ کرنے جائیں یا نہیں' اور اگر جائیں تو کیا کسی بھروسہ مند حلیف کی مدد بھی حاصل کرلیں۔" دونوں ہاتفوں کے جواب میں ہم آہنگی پائی جاتی تھی کہ اگر کروسس نے اہل فارس پر حملہ کیا تو وہ ایک طاقتور سلطنت کو تباہ کرے گا' اور اسے چاہیے کہ یونانیوں میں سے طاقتور ترین کو اپنا حلیف بنالے۔

54۔ ان غیبی جوابات کی موصولی پر کروسس بہت خوش ہوا اور فارسیوں کی سلطنت کو تباہ کرلینے کے یقین کے ساتھ اس نے ایک مرتبہ پھر پائتھو سے رجوع کیا اور اہل ڈیلفی کے ہر فرد کو دو طلائی سکے [۲۴] پیش کیے۔ اس کے بدلہ میں اہل ڈیلفی نے کروسس اور اہل لیڈیا کو کہانت میں اولیت کی سہولت' تمام الزامات سے استثنا' تیوہاروں کے موقع پر معزز ترین عہدہ اور جب چاہے اپنے شہر کے باشندے بننے کا دائمی حق عنایت کیا۔

55۔ کروسس نے یہ تحائف ڈیلفی بھجوانے کے بعد تیسری مرتبہ استخارہ کروایا۔ اب وہ اس سوال کا جواب چاہتا تھا۔۔۔ "کیا میری بادشاہت طویل مدت تک رہے گی؟" کاہنہ نے مندرجہ ذیل جواب دیا:۔۔۔

اس وقت تک انتظار کرو کہ جب ایک ٹٹو میڈیا کا حکمران بن جائے گا:
اے نفیس لیڈیائی' تب ہرمس کے کنکروں سے دور چلے جانا:
او جلدی! تم جلدی چلے جانا' بزدلی دکھانے پر شرمسار نہ ہونا۔

56۔ موصول شدہ تمام جوابات میں سے اس جواب نے اسے بہت زیادہ خوش کیا' کیونکہ میڈیا پر ایک ٹٹو کی حکومت قائم ہونا ناممکن لگتا تھا۔ چنانچہ اس نے نتیجہ اخذ کیا کہ وہ یا اس کی اولاد ہمیشہ حاکم رہے گی۔ پھر اس نے حلیف بنانے کے مسئلے پر توجہ مرکوز کی اور معلوم کرنا چاہا کہ یونانی ریاستوں میں سے طاقتور ترین کون ہے۔ پتا چلا کہ دو ریاستیں باقی سب سے ممتاز اور غالب ہیں یہ لیسیڈیمونی اور ایتھنی تھے۔۔۔ ایک ڈوری اور دوسرے ایونیائی نسل کے' اور واقعی ان دونوں کو بہت قدیم وقتوں سے یونان میں ممتاز ترین مقام حاصل تھا۔۔۔ ایک پیلاجی اور دوسرے ہیلینیائی لوگ تھے' ایک نے کبھی اپنا اصل وطن نہیں چھوڑا تھا اور دوسرے بہت زیادہ ہجرت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرتے رہے: کیونکہ ڈیوکالیون کے دور حکومت میں فتھیوتس کا مالک ہیلینیائیوں کا مسکن تھا، مگر ہیلن کے بیٹے ڈورس کے دور میں وہ اوسا اور اولمپس کے دامن والے خطے میں چلے گئے جو ہستیاؤتس کہلاتا ہے: کادمیوں ۴۳ نے انہیں اس علاقے سے باہر نکالا اور میسیڈنی کے نام سے پنڈس کے سلسلہ کوہ میں مقیم ہوئے۔ تب وہ ایک مرتبہ پھر نکالے گئے اور ڈرائیوپس میں آئے۔ اور ڈرائیوپس سے پیلوپونیسیے میں داخل ہوئے اور ڈورین یا ڈوری کہلانے لگے۔

57۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ پیلاجی کی زبان کونسی تھی۔ تاہم، اگر ہم موجودہ دور کی پیلاجی بولی یا ان شہروں میں سے کسی ایک کی بولی سے رائے قائم کریں جو بالاصل پیلاجی تھے (لیکن اب یہ نام ترک کر چکے ہیں) تو ہم یہی قرار دیں گے کہ پیلاجی ایک بربری زبان بولتے تھے۔ اگر واقعی ایسا تھا اور ساری پیلاجی نسل یہی زبان بولتی تھی تو اتھنیوں نے (جو یقیناً پیلاجی تھے) ضرور اپنی زبان عین اس وقت تبدیل کی ہوگی جب وہ ہیلینیائی تنظیم میں شامل ہوئے: کیونکہ یہ امر یقینی ہے کہ کرسٹن کے لوگ اپنے تمام پڑوسیوں سے مختلف زبان بولتے ہیں اور یہ بات پلاسیانیوں کے معاملے میں بھی درست ہے، جبکہ یہ دونوں لوگ ایک ہی زبان بولتے تھے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ وہ آج بھی اپنے وہ محاوراتی فقرے (Idioms) قائم رکھے ہوئے ہیں جنہیں وہ اپنے ملکوں سے لے کر یہاں آئے تھے۔

58۔ ہیلینیائی نسل نے کبھی اپنی بولی تبدیل نہیں کی۔ کم از کم یہ بات مجھے بدیہی لگتی ہے۔ یہ پیلاجی کی ایک شاخ تھی جو مرکزی تنے سے جدا ہو گئی اور شروع میں اس کی تعداد کم اور طاقت قلیل تھی: لیکن یہ درجہ بدرجہ پھیلی اور اقوام کے انبوہ کثیر کی صورت اختیار کر گئی۔ اس میں اضافہ کی بڑی وجہ بربریوں کے کثیرالتعداد قبائل کی شمولیت تھی۔ دوسری طرف، میرے خیال میں، پیلاجی ایک بربری نسل تھے جن کی تعداد کبھی بہت زیادہ نہیں ہوئی۔

59۔ ان دونوں اقوام کے حالات معلوم کرنے پر کروسس کو پتا چلا کہ اتھنی شدید دباؤ اور انتشار کی حالت میں تھے اور اُس وقت بقراط کا بیٹا پسی سٹراٹس ایتھنز کا فرمانروا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ جب ہپوکریٹس ایک پرائیویٹ شہری تھا تو ایک دفعہ کھیلیں دیکھنے اولمپیا گیا جب اس کے ساتھ ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔ وہ قربانی دینے میں مصروف تھا کہ قریب ہی مجرموں کے گوشت اور پانی سے بھری ہوئی دیگیں آگ کی مدد کے بغیر ابلنے لگیں اور پانی برتنوں سے باہر گرنے لگا اتفاق سے وہاں موجود لیسیڈیمونی چیلون نے یہ عجوبہ دیکھ کر ہپوکریٹس کو مشورہ دیا کہ اگر وہ غیر شادی شدہ ہے تو کبھی ایسی عورت کو بیوی نہ بنائے جو بچے کی ماں بن سکتی ہو اگر اس کے گھر میں بیوی موجود ہے تو اسے واپس بھیج دے: اگر اس کا کوئی بیٹا ہے تو اس سے لاتعلقی اختیار کرلے ہپوکریٹس نے چیلون کی نصیحت کو ناگواری کے ساتھ نظرانداز کر دیا اور کچھ عرصہ بعد پسی سٹراٹس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا باپ بنا۔ جب ایٹیکا میں "ساحل سمندر" کی جماعت الکماؤن کے بیٹے میگا کلیس اور "میدان" کی جماعت ایک ارسطو پسند لائی کرگس کی سرکردگی میں باہم برسرپیکار تھیں تو اس پسی سٹرائس نے فرمانروا بننے کا منصوبہ بنایا اور اس خیال کے تحت تیسری جماعت قائم کی۔ [۴۴] اس نے بھاڑے کے فوجیوں کا ایک دستہ اکٹھا کیا' خود کو "پہاڑی باشندوں" کا محافظ بنایا اور مندرجہ ذیل حکمت عملی اپنائی۔ اس نے خود کو اور اپنے خچروں کو زخمی کیا اور پھر اپنا رتھ منڈی میں لے گیا تاکہ لوگ سمجھیں کہ وہ دشمنوں کے ساتھ لڑائی میں جان بچا کر آیا ہے۔ اس نے لوگوں سے درخواست کی کہ وہ اس کی حفاظت کے لیے ایک محافظ دیں' اور انہیں اپنی جرات و شجاعت کے واقعات یاد دلائے (یعنی میگاریوں پر حملے کی رہنمائی' نسایا کا شہر لینا [۴۵] اور اس کے علاوہ کئی اور مہمات سرانجام دینا)۔ ایتھنیوں نے اس کہانی سے فریب کھا کر شہریوں کے ایک دستے کو اس کا محافظ مقرر کیا جو نیزوں کی بجائے بھالے اٹھائے ہوئے ہر کہیں اس کے ساتھ جاتے۔ یوں مستحکم ہو کر پسی سٹرائس نے بغاوت کی اور قلعے پر قبضہ کر لیا۔ اسے ایتھنز پر حاکمیت حاصل ہو گئی جسے اس نے پہلے سے موجود محکمے توڑے یا قوانین میں کوئی تبدیلی لائے بغیر جاری رکھا۔ اس نے ریاست کا نظم و نسق منظور عام انداز میں چلایا اور اس کے انتظامات اعلیٰ تھے۔

60۔ تاہم' مختصر وقت کے بعد میگا کلیس اور لائی کرگس کے کرائے کے فوجیوں نے باہمی اختلافات بھلانے کا معاہدہ کیا اور اُسے باہر نکالنے کے لیے متحد ہو گئے۔ پسی سٹرائس اپنی طاقت مضبوط ہونے سے پہلے ہی کھو بیٹھا۔ تاہم' ابھی وہ معزول ہوا ہی تھا کہ اُسے بید خل کرنے والے دھڑے دوبارہ لڑنے لگے اور آخر کار میگا کلیس نے تھک کر پسی سٹرائس کو اِس شرط پر دوبارہ تخت نشین کرنے کی پیشکش کی کہ وہ اس کی بیٹی سے شادی کرے گا۔ پسی سٹرائس مان گیا اور اِن شرائط پر دونوں کے درمیان ایک سمجھوتہ طے پایا۔ اِس کے بعد اُسے دوبارہ حاکم بنانے کی حکمت عملی پر کام شروع ہو گیا۔ اُن کا سوچا ہوا منصوبہ نہایت احمقانہ تھا' بالخصوص اس حوالے سے کہ یونانی بہت قدیم وقتوں سے ہی اپنی اعلیٰ دانش کی بنیاد پر بربریوں سے ممتاز رہے ہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ انہوں نے جن لوگوں کو فریب دینا چاہا تھا وہ نہ صرف یونانی بلکہ چالاکی میں تمام یونانیوں سے افضل ایتھنی تھے۔ ضلع پیانی میں ایک فایا (hya) نامی عورت [۴۶] تھی جس کا قد چار کیوبٹس سے صرف تین انگلی کم تھا اور جو دیکھنے میں بہت دلکش تھی۔ انہوں نے اُسے پوری طرح مسلح کیا اور رتھ کو بھی اُسی کے شایان شان بنایا اور اسے رتھ میں بٹھا کر شہر میں لے گئے۔ اُس کے آگے آگے نقیبوں کو یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا گیا: "ایتھنز کے شہریو' دوستانہ خیالات کے ساتھ پسی سٹرائس کا دوبارہ استقبال کرو۔ تمام انسانوں میں اُس کی سب سے زیادہ عزت کرنے والی ایتھنا بذات خود اُسے اپنے قلعے میں واپس لائی ہے۔" انہوں نے یہ منادی ہر سمت میں کی' اور فوراً

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سارے علاقہ میں افواہ پھیل گئی کہ ایتھنا اپنے پسندیدہ ترین شخص کو واپس لے آئی تھی۔ خود شہر والوں نے بھی عورت کو مجسم دیوی خیال کیا' اس کے سامنے احتراماً جھکے اور پسی سٹراٹس کو واپس قبول کیا۔

61۔ پسی سٹراٹس نے اپنی حاکمیت کی بحالی کے بعد معاہدے کے مطابق میگا کلیس کی بیٹی سے شادی کی۔ تاہم' اس کے خاندان میں پہلے بھی جوان بیٹے موجود تھے' اور الکماؤنی ایک سراپ کے زیر اثر تصور کیے جاتے تھے[۴۷]' اِس لیے اُس نے فیصلہ کیا کہ شادی سے کوئی اولاد نہیں ہونی چاہیے۔ اُس کی بیوی نے یہ معاملہ پہلے تو اپنے تک رکھا' لیکن کچھ عرصہ بعد ماں نے سوال کیا یا پھر اس نے خود ہی سب کچھ بتا دیا۔ بہر صورت اس نے اپنی ماں کو مطلع کیا اور ساری بات باپ کے کانوں تک پہنچی۔ اس گستاخی پر غضب ناک میگا کلیس نے غصے میں مخالف دھڑے کے ساتھ اپنے اختلافات دور کر لیے۔ جب پسی سٹراٹس کو اپنے خلاف اس منصوبہ بندی کا علم ہوا تو علاقے سے باہر چلا گیا۔ اِریٹریا پہنچ کر اُس نے یہ فیصلہ کرنے کے لیے اپنے بچوں سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے۔ ہپیاس کی رائے غالب رہی اور طے پایا کہ حاکمیت واپس لینے کو اپنا مطمع نظر بنایا جائے۔ پہلا قدم اپنی احسان مند ریاستوں سے رقم لینا تھا۔ ان ذرائع سے انہوں نے متعدد ممالک سے بہت بڑی رقم جمع کی' بالخصوص تھیبیوں نے سب سے بڑھ کر رقم دی۔ وقت گزرتا رہا اور واپسی کی تمام تیاری مکمل ہوگئی۔ کرائے کے آرگوسی سپاہیوں کا ایک جتھہ پیلوپونیسے سے آیا' اور لیگڈامس نامی لیکسوسی نے بھی رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات مہیا کیں۔

62۔ پسی سٹراٹس کا خاندان اپنی جلاوطنی کے گیارھویں سال میں اِریٹریا سے واپس وطن روانہ ہوا۔ وہ ایٹیکا کے ساحل پر میراتھن کے قریب گئے' وہاں پڑاؤ ڈالا' اور اُن کے کرائے کے فوجی دارالحکومت اور مختلف علاقوں سے ان کے پاس آ گئے جو استبدادیت کو آزادی سے زیادہ پسند کرتے تھے۔ جب پسی سٹراٹس ایتھنز میں رقم جمع کر رہا تھا' حتیٰ کہ اس کے میراتھن میں اترنے کے بعد بھی ایتھنز میں کسی نے اِس پیشرفت پر توجہ نہ دی۔ تاہم' جب اطلاع ملی کہ وہ میراتھن سے نکل کر شہر کی جانب پیش قدمی کر رہا ہے تو مدافعت کی تیاریاں کی گئیں' ریاست کی ساری طاقت بروئے کار لائی اور وطن پلٹ جلاوطنوں کے خلاف صف آراء کر دی گئی۔ دریں اثناء' پسی سٹراٹس کی فوج' جو میراتھن سے باہر آ چکی تھی' پالینی ایتھنا[۴۸] کے معبد کے نزدیک دشمنوں سے دُوبدو ہوئی اور ان کے سامنے ڈیرے ڈال لیے۔ یہاں ایک ایمفی لائٹس نامی اکارنانی غیب بین نے اُلوہی تحریک کے تحت پسی سٹراٹس کے پاس حاضری دی اور آتے ہی مخمس میں اپنی پیشگوئی کی:

اب سانچا بن چکا ہے' جال پانی میں پھیلایا جا چکا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روشن چاندنی رات میں ٹونا مچھلیاں جال میں داخل ہوں گی۔

63۔ اس پیشگوئی میں اُلوہی القاء کا رنگ شامل تھا۔ پسی سٹراٹس نے اس کا مطلب سمجھ کر ندائے غیبی کو قبول کرنے کا اعلان کیا اور فوراً اپنی فوج کی قیادت سنبھالی۔ شہر کے ایتھنیوں نے ابھی اپنا دوپہر کا کھانا ختم ہی کیا تھا' کچھ ایک پانسہ کھیلنے لگے اور کچھ سو گئے' جب پسی سٹراٹس اپنے دستوں کے ساتھ اُن پر ٹوٹ پڑا۔ لڑائی شروع ہوتے ہی پسی سٹراٹس نے ایک نہایت عقلمندانہ تدبیر سوچی جس کے تحت ایتھنیوں کا اتحاد منتشر کیا جا سکتا تھا۔ اس نے اپنے بیٹوں کو گھوڑوں پہ سوار کیا اور بھگوڑوں کی طرف بھیجا تاکہ انہیں گفتگو کے ذریعہ اپنے ساتھ ملایا جا سکے۔ ایتھنیوں نے مشورہ مان لیا اور پسی سٹراٹس تیسری مرتبہ ایتھنز کا حکمران بنا۔

64۔ تب وہ کرائے کے سپاہیوں کی ایک کثیر التعداد تنظیم کی مدد اور مکمل محکمہ خزانہ بنانے کے ذریعے اپنی طاقت کو مستحکم کرنے میں مصروف ہو گیا۔ خزانے کے ذرائع کچھ تو مقامی اور کچھ دریائے سٹرائی مون کے آس پاس والے ممالک تھے۔ [۴۹] اُس نے گھر بیٹھے رہنے والے بہت سے ایتھنیوں کی جان بخشی کا معاوضہ طلب کیا: انہیں یرغمال بنا کر لیکسوس بھیجا اور لیکسوس کو لائی گڈامس کے حوالے کر دیا۔ مزید برآں' ایک استخارے کے مطابق اس نے جزیرۂ ڈیلوس کی تطہیر مندرجہ ذیل انداز میں کی۔ اس نے معبد سے نظر آنے والے تمام علاقے میں دفن لاشوں کو کھدوایا اور جزیرے [۵۰] کے کسی اور حصے میں دفنا دیا۔ یوں ایتھنز میں پسی سٹراٹس کی مطلق العنانیت قائم ہوئی' بہت سے ایتھنی جنگ میں مارے گئے تھے' اور بہت سے دیگر الکماؤن کے بیٹے کے ساتھ علاقہ چھوڑ کر بھاگ چکے تھے۔

65۔ یہ تھی ایتھنیوں کی حالت جب کروسس نے ان کے متعلق دریافت کیا۔ [۵۱] لیسیڈیمونیوں کے حوالے سے معلومات حاصل کرنے پر اسے پتہ چلا کہ وہ ایک شدید استحصال کے دور سے گذرنے کے بعد ٹیجیا (Tegea) کے لوگوں کے ساتھ جنگ میں فتح یاب ہوئے تھے. کیونکہ شاہان سپارٹا لیو اور اگا سیکلیز کے مشترکہ دور حکومت کے دوران لیسیڈیمونی (جو اپنی تمام دوسری جنگوں میں کامیاب رہے) لوگوں نے ٹیجیاؤں کے ہاتھوں متواتر شکست کا سامنا کیا۔ اس سے بھی پہلے کے دور میں ان کی حکومت پورے یونان میں اندرونی انتظامیہ اور خارجہ تعلقات کے حوالے سے بدترین تھی۔ ان کے ہاں اچھی حکومت کے قیام کا باعث بننے والے حالات مندرجہ ذیل تھے: اہل سپارٹا کا ایک ممتاز آدمی لائی کرگس استخارہ کے سلسلہ میں ڈیلفی گیا تھا۔ ابھی وہ اندرونی حصہ میں داخل ہی ہوا تھا کہ کاہنہ کی آواز آئی:

اولائی کرگس' تم جو میرے خوبصورت مسکن میں آئے ہو'

تم جو Jove اور اولمپس کے ایوانوں میں بیٹھنے والے تمام دیوتاؤں کو عزیز ہو'

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے نہیں پتا کہ تمہیں دیوتا سمجھوں یا محض ایک فانی انسان '
لیکن مجھے قوی امید ہے کہ لائی کرگس 'تم ایک دیوتا ثابت ہوگے ۔

کچھ کا کہنا ہے کہ کاہنہ نے اسے قوانین کا پورا ایک نظام بتایا جس پر اہل سپارٹا اب بھی عمل کرتے ہیں ۔ تاہم ' خود لیسیڈیمونی کہتے ہیں کہ جب لائی کرگس اپنے بھتیجے سپارٹا کے بادشاہ لابوٹاس کا نائب السلطنت اور درباری تھا تو اس نے انہیں کریٹ میں متعارف کروایا؛ کیونکہ اس نے نائب السلطنت بنتے ساتھ ہی تمام مروج رسومات کو تبدیل کر کے ان کی جگہ نئی کو رواج دیا اور جن پر سب سے عمل بھی کروایا ۔ پھر اس نے جنگ کے حوالے سے سب کچھ ترتیب دیا 'Enomotiae' Triacades اور Syssita قائم کیا ' سینیٹ [۵۲] اور ephoralty یعنی ضلعی انتظامیہ کو متشکل کیا ۔ یوں لیسیڈیمونی لوگ ایک خوش اسلوب حکومت کے ماتحت آئے ۔

66۔ لائی کرگس کی وفات پر انہوں نے اس کا ایک معبد تعمیر کیا اور تب سے ہی اسے نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ پوج رہے ہیں ۔ زرخیز مٹی اور آبادی کثیر ہونے کے باعث وہ بہ سرعت مستحکم ہوئے اور خوشحال لوگ بن گئے ۔ نتیجتاً انہیں پُر امن بیٹھنے پر بے سکونی محسوس ہونے لگی؛ اور انہوں نے آرکیڈیوں کو اپنے سے بہت کمتر خیال کرتے ہوئے سارے آرکیڈیا کو تسخیر کرنے کے لیے استخارہ کروایا ۔ کاہنہ نے انہیں جواب دیا:

تم آرکیڈی کے آرزومند ہو؟ تمہاری خواہش بے باک ہے ۔ میں اس کی اجازت نہیں دوں گی ---
آرکیڈی میں بہت سے آدمی رہتے ہیں 'جن کی خوراک بلوط کا پھل ہے ---
وہ تمہیں کبھی تسلیم نہیں کریں گے ۔ کنجوس میں نہیں ہوں ۔
میں تمہیں تیجیا میں بھاری قدموں کے ساتھ ناچنے کودنے کا موقع دوں گی
اور پیائشی لکیر کے ساتھ شاندار مہم کا حصہ بانٹ لینا ۔

یہ جواب سن کر لیسیڈیمونیوں نے آرکیڈیا کو جوں کا توں چھوڑا ' ٹیجیاؤں پر چڑھائی کی ۔ وہ استخارے پر اس قدر پُر یقین تھے کہ انہیں پابند سلاسل کرنے کے لیے بیڑیاں بھی ساتھ لے گئے ۔ تاہم ' جنگ ان کے خلاف رہی اور بہت سے لیسیڈیمونی دشمن کے ہاتھ لگ گئے ۔ پھر یہ لوگ اپنے ساتھ لائی ہوئی بیڑیاں ہی پہن کر قطار کی صورت میں تیجیائی میدان میں محنت و مشقت کرتے رہے ۔ ان کی وہ بیڑیاں آج بھی تیجیا میں اس مقام پر محفوظ ہیں جہاں انہیں ایتھنا الیا [۵۳] کے معبد کی دیواروں کے گرد لٹکایا گیا تھا ۔

67۔ ٹیجیاؤں کے ساتھ اس تمام ابتدائی لڑائی کے دوران لیسیڈیمونیوں کو صرف شکست

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا سامنا ہوا: لیکن کروسس کے عہد میں 'اناکساندریدیس (Anaxandrides) اور آریستو کے بادشاہوں کے دور حکومت میں 'قسمت ان کے اوپر مہربان ہو گئی' جیسا کہ میں اب بیان کروں گا۔ انہوں نے ہر مقابلہ میں اپنے دشمنوں کے ہاتھوں درگت بننے پر ڈیلفی سے یہ استخارہ پوچھا کہ وہ ٹیجیاؤں کے خلاف جنگ میں غالب آنے کے لیے کس دیوتا کی خوشنودی حاصل کریں۔ کاہنہ کا جواب تھا کہ غالب آنے سے قبل انہیں اگامیمنن کے بیٹے اوری سٹینز کی ہڈیاں سپارٹا منتقل کرنا ہوں گی۔ اس کا مدفن ڈھونڈنے میں ناکامی پر انہوں نے کاہنہ سے دوبارہ رجوع کیا اور دیوتا سے پوچھا کہ اس سورما کو کہاں دفن کیا گیا تھا۔ انہیں مندرجہ ذیل جواب ملا:

آرکیڈی ٹیجیا ایک ہموار اور مسطح میدان قائم ہے۔
وہاں ہمیشہ سے دو ہوائیں چل رہی ہیں'
ایک جھونکا دوسرے کا جواب دیتا ہے' اور بدی پر بدی پڑتی ہے۔
وہاں نہایت زرخیز مٹی اتریدیس کے بیٹے کی پناہ گاہ ہے:
تم اُسے اپنے شہر میں لاؤ اور ٹیجیا کے آقا بن جاؤ۔

اس جواب کے بعد بھی لیسیڈیمونیوں کو جائے دفن کا پتا لگانے میں کوئی مدد نہ ملی 'مگر وہ بڑے جوش و جذبے کے ساتھ تلاش میں سرگرم رہے: آخر کار ایک آدمی لائیکس نے اس کا سراغ لگالیا۔ وہ Agathoergi نامی اہل سپارٹا میں سے ایک تھا۔ اگاتھوئیرگی وہ شہری ہیں جو بطور شہ سوار ملازمت کرتے ہیں۔ ہر سال پانچ معمر ترین شہ سوار (نائٹس) باہر روانہ ہوتے ہیں' اور وہ اس بات کے پابند ہیں کہ روانگی کے بعد ریاست انہیں جہاں بھی بھیجے' وہاں جائیں اور اُس کی خدمت میں مستعد رہیں۔

68۔ جب اس جتھے نے جزوا خوش قسمتی اور جزوا اپنی عقلمندی کے ساتھ مدفن تلاش کر لیا تو لائیکس بھی اُن پانچ میں شامل تھا۔ دونوں ریاستوں کے مابین اُن دنوں میل ملاپ موجود تھا۔ وہ ٹیجیا گیا اور اتفاقاً ایک لوہار کی ورکشاپ میں داخل ہونے پر اُسے کوئی چیز ڈھالتے دیکھا۔ جب وہ کھڑا یہ دیکھ رہا تھا[۵۴] تو لوہار کی نظر اُس پر پڑ گئی جو اپنا کام چھوڑ کر اُس کے پاس آیا اور بولا'

"او سپارٹائی مسافر' تم یہاں لوہے کا کام دیکھ کر حیرت زدہ کھڑے ہو' لیکن اگر میرے پاس موجود ایک چیز دیکھ لو تو تمہاری حیرت کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ رہے۔ میں نے اِس کمرے میں ایک کنواں کھودنا چاہا اور یہاں کھدائی کرنے لگا۔ جانتے ہو تب کیا ہوا؟ میرے سامنے ایک سات کیوبٹ (گیارہ فٹ) لمبا تابوت آگیا۔ مجھے کبھی یقین نہیں آیا تھا کہ پرانے وقتوں کے آدمی آج کی نسبت زیادہ طویل القامت تھے' لہٰذا میں نے تابوت کھول لیا۔ اندر موجود جسم بھی اتنی ہی لمبائی کا تھا: میں نے اسے ناپا اور گڑھا دوبارہ بھر دیا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ سُن کر لائیکس کے ذہن میں خیال آیا کہ ہو نہ ہو یہ اوری سٹیز کا ہی جسم تھا جس کے متعلق استخارہ میں اشارہ کیا گیا تھا۔ اس کو یہ خیال اس لیے بھی سوجھا کیونکہ اُسے لوہار کے پاس دو دھونکنیاں نظر آئیں۔ غالباً دو ہواؤں کا مطلب یہی تھا۔ اور ہتھوڑا اور آہرن کی تشبیہ جھونکوں یا ضربوں سے دی گئی، اور تہہ در تہہ برائی سے مراد کوٹا جانے والا لوہا تھا۔ یہ اندازے لگا کر وہ واپس سپارٹا کی طرف بھاگا اور سارا معاملہ اپنے ہم وطنوں کے سامنے رکھ دیا۔ جلد ہی انہوں نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اُس پر ایک الزام عائد کیا اور قانونی کارروائی کا آغاز کر دیا۔ لائیکس ٹیجیا چلا گیا اور آکر لوہار کو اپنی بد قسمتی کے متعلق بتایا اور اُس کا کمرہ کرائے پر مانگا۔ لوہار پہلے تو انکار کرتا رہا، لیکن آخر کار لائیکس نے اُسے راضی کر لیا اور وہاں رہنے لگا۔ تب اُس نے قبر کھولی، ہڈیاں جمع کیں اور انہیں لے کر سپارٹا واپس گیا۔ اُس وقت کے بعد جب بھی اہل سپارٹا اور ٹیجیاؤں نے جنگ آزمائی کی، ہمیشہ اول الذکر کو سبقت نصیب ہوئی: اور وہ اس وقت تک، جس کا ذکر ہم کر رہے ہیں، زیادہ تر پیلوپونیسے کے حکمران رہے۔

69۔ یہ تمام حالات معلوم کر کے کروسس نے اپنے قاصدوں کو تحائف دے کر سپارٹا بھیجا تاکہ انہیں اُس کا حلیف بننے پر آمادہ کر سکیں۔ انہیں سخت ہدایات دی گئیں کہ انہیں سپارٹا جا کر کیا کہنا ہے:

"اہل لیڈیا اور دیگر اقوام کے بادشاہ کروسس نے ہمیں آپ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا ہے: اولیسیڈیمونیو، دیوتا نے مجھے یونان کے ساتھ دوستی کرنے کا حکم دیا ہے؛ چنانچہ استخارہ کے مطابق، یہ جان کر کہ آپ یونان میں اول درجہ رکھتے ہیں، اور تمام تر ایمانداری اور خلوص کے ساتھ آپ کو اپنا دوست اور حلیف بنانے کے لیے میں آپ سے رجوع کرتا ہوں۔"

لیسیڈیمونیوں کو اس استخارہ کے متعلق پہلے سے علم تھا۔ وہ قاصدوں کی آمد پر خوشی سے بھر گئے اور فوراً دوستی و وفاداری کا حلف اٹھا لیا۔ اس سے پہلے انہوں نے معاہدے کرنے میں کبھی اتنی تیزی نہ دکھائی تھی۔ ایک مرتبہ انہوں نے اپالو کے مجسمے میں استعمال کے لیے کچھ سونا خریدنے کے لیے اپنے کارندے سار دیس بھجوائے--- یہ مجسمہ آج بھی لاکونیا میں تھورناکس کے مقام پر موجود ہے[۵۵]--- تو کروسس نے انہیں مطلوبہ سونا بلا قیمت تحفہ میں دے دیا۔

70۔ اسی وجہ سے لیسیڈیمونی سمجھوتہ کرنے پر اس قدر آمادہ تھے: ایک اور وجہ یہ تھی کہ کروسس نے انہیں تمام یونانیوں پر ترجیح دے کر اپنی دوستی کے لیے منتخب کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی آواز پر نہ صرف لبیک کہا بلکہ کروسس کو تحائف کے جواب میں کانسی کا ایک بہت بڑا مرتبان بھی بھجوایا جس پر گولائی میں جانوروں کی تصاویر تھیں اور وہ اتنا بڑا تھا کہ اُس میں تین سو امفورے آ سکتے تھے۔ تاہم وہ مرتبان کبھی سار دیس نہ پہنچ سکا۔ اس کی گمشدگی کے بارے میں دو

قطعی مختلف کہانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ لیسیڈیمونیائی کہانی یہ ہے کہ جب یہ ساموس پہنچا تو سامیوں کو اس کی خبر مل گئی' انہوں نے جہاز سمندر میں ڈالے اور اسے لوٹ لیا۔ لیکن سامیوں کا کہنا ہے کہ مرتبان پہنچانے کے ذمہ دار لیسیڈیمونی تاخیر سے پہنچے اور سار دیس کی شکست اور کروسس کے قید ہونے کی خبر سن کر انہوں نے اسے اُن کے جزیرے میں فروخت کر دیا۔ خریداروں نے اسے ہیرا[۵۶] کے معبد میں بھینٹ چڑھا دیا۔ عین ممکن ہے کہ فروخت کنندگان نے سپارٹا واپس پہنچنے پر کہا ہو کہ انہیں سامیوں نے لُوٹ لیا۔ یہ تھی مرتبان کی سرگزشت۔

71۔ دریں اثناء' کروسس استخارے کا مطلب غلط سمجھ کر اپنی فوجوں کے ہمراہ کیپاڈوشیا پر چڑھائی کر بیٹھا۔ اسے پوری اُمید تھی کہ وہ سائرس کو شکست دے کر فارسیوں کی سلطنت کا خاتمہ کر دے گا۔ ابھی وہ حملہ کے لیے اپنی فوجیں تیار کرنے میں ہی مصروف تھا کہ سینڈانیس نامی ایک لیڈیائی (جو کافی دانا تھا' لیکن اس واقعہ کے بعد اسے اپنے ہم وطنوں میں حقیقی مقبولیت اور عزت حاصل ہو گئی) نے آگے آ کر بادشاہ کو ان الفاظ میں مشورہ دیا:

"محترم بادشاہ' آپ اُن لوگوں کے خلاف جنگ پر جانے والے ہیں جو چمڑے کے پاجامے پہنتے ہیں اور اُن کے باقی تمام ملبوسات بھی چمڑے کے ہیں:[۵۷] جو غذا اپنی مرضی کی نہیں بلکہ صرف وہ کھاتے ہیں جو بنجر اور نامہربان زمین سے انہیں حاصل ہو سکے: جو شراب نہیں بلکہ صرف پانی پیتے ہیں: جن کے پاس نہ تو انجیر اور نہ ہی کھانے کی کوئی اور لذیذ چیز ہے۔ اگر آپ انہیں تسخیر بھی کر لیں تو اُن سے کیا حاصل کر سکیں گے کیونکہ ان کے پاس کچھ بھی تو نہیں؟ لیکن اگر آپ نے انہیں فتح کر لیا تو اچھی طرح سوچ لیں کہ آپ کو اس کی کیا قیمت چکانا پڑے گی: اگر ایک مرتبہ انہوں نے ہماری مزیدار چیزوں کا ذائقہ چکھ لیا تو اُن پر یوں قبضہ جمالیں گے کہ ہم کبھی اُن کی گرفت ڈھیلی کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ میں دیوتاؤں کا شکر ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے فارسیوں کے دلوں میں لیڈیا پر حملہ کرنے کا خیال پیدا نہیں کیا۔"

یہ بات اگرچہ کافی حد تک درست تھی' لیکن کروسس مائل نہ ہوا: کیونکہ لیڈیا کی تسخیر سے پہلے فارسیوں کے پاس زندگی کی کوئی آسائش یا مسرت موجود نہ تھی۔

72۔ اہل یونان کیپاڈوشیوں کو سیریوں[۵۸] کے نام سے جانتے ہیں۔ فارسی طاقت کے اقبال سے پہلے وہ میڈیوں کے محکوم تھے: لیکن زمانہ حال میں سائرس کی سلطنت کی حدود میں آ گئے تھے' کیونکہ دریائے ہیلس میڈیائی اور لیڈیائی سلطنتوں کی سرحد تھا۔ آرمینیا کے پہاڑی علاقہ سے نکلنے والا یہ دریا پہلے سلیشا (Cilicia) میں سے گزرتا ہے: اور پھر ماتیانی (Matieni) اور فریجیاؤں کے درمیان میں کچھ دیر تک بہتا ہے: ان سے آگے گذر کر یہ شمالی راستہ اختیار کرتے ہوئے کیپاڈوشی سائریوں کو بائیں کنارے پر قابض پیفلاگونیوں سے جدا کرتا اور یوں تقریباً سارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یلی ایشیا کی --- قبرص کے سامنے والے سمندر سے لے کر بحرا سود تک --- سرحد تشکیل دیتا ہے۔
گر کوئی مستعد پیادہ پانچ دن کا سفر کرے تو جزیرہ نما کی گردن آجاتی ہے۔[59]

7۔ کیپاڈوشیا پر کروسس کے حملہ کے دو محرکات تھے: اول' وہ اپنی قلمرو میں مزید زمین شامل کرنے کا آرزو مند تھا: لیکن بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ سائرس سے استیاجز (Astyages) کی غلط کاریوں کا بدلہ لینا چاہتا تھا' اور ایسا کرنے کے لیے اُسے استخارہ کی توثیق بھی حاصل تھی: دراصل سائیکسارس کے بیٹے اور میڈیا کے بادشاہ استیاجز کو کیمبائسس کے بیٹے سائرس نے معزول کیا۔ یہ استیاجز کروسس کا سالا تھا۔ اس شادی کے حالات میں اب بیان کروں گا۔ سیتھی خانہ بدوشوں کی ایک ٹولی نے میڈیا میں پناہ لے رکھی تھی: وہ کسی افراتفری کے موقعہ پر اپنا وطن ترک کر آئے تھے۔ اُس وقت فراوَرتیس کا بیٹا اور دیوسس کا پوتا سائیکسارس علاقے کا بادشاہ تھا۔ انہیں حاجت مند خیال کر کے وہ ان کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا اور اُن کی بڑی عزت کرنے لگا۔ اُس نے بہت سے لڑکوں کو اُن کی خدمت پر لگایا۔ پناہ گزینوں نے ان لڑکوں کو اپنی زبان اور فن تیراندازی سکھاتا تھا۔ وقت گذرتا رہا' اور سیتھی دن بدن شکار کھیلنے میں مصروف ہوتے گئے' اور ہمیشہ کچھ نہ کچھ شکار کر کے لاتے: لیکن ایک دن انہیں کوئی شکار نہ مل سکا۔ خالی ہاتھ واپس آنے پر تیز مزاج سائیکسارس نے ان کے ساتھ بڑا سخت اور توہین آمیز رویہ اپنایا۔ وہ خود کو اس سلوک کے مستحق نہ سمجھتے تھے' لہٰذا انہوں نے فیصلہ کیا کہ اپنے زیر نگرانی لڑکوں میں سے ایک کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بادشاہ کو بطور شکار پیش کر دیں: اس کے بعد انہوں نے پوری رفتار کے ساتھ سدیاتیس کے بیٹے الیاتیس کے دربار میں ساردیس بھاگ جانا تھا۔ منصوبہ پر عملدر آمد ہوا: سائیکسارس اور اُس کے مہمانوں نے سیتھیوں کا تیار کردہ گوشت کھایا۔ سیتھی اپنا یہ مقصد پورا ہو جانے پر پناہ گزینوں کے روپ میں الیاتیس کے پاس چلے گئے۔

7۔ سائیکسارس نے الیاتیس سے پناہ گزینوں کی واپسی کا مطالبہ کیا تو اُس کے انکار پر لیڈیاؤں اور میڈیوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور پانچ برس تک جاری رہی۔ جنگ کے دوران میڈیوں کو لیڈیاؤں پر بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں اور لیڈیاؤں نے بھی میڈیوں پر فتوحات حاصل کیں۔ اُن کی دیگر لڑائیوں میں ایک رات کی لڑائی بھی شامل تھی۔ تاہم' لڑائی کا پلڑا کسی فریق کے حق میں بھارا نہ ہونے پر چھٹے سال میں ایک اور مقابلہ ہوا جس کے دوران' جب جنگ گرم ہو رہی تھی' دن ایک دم رات میں تبدیل ہو گیا۔ ملیشیا کے تھیلس نے پہلے ہی اس واقعہ (سورج گرہن) کی پیشگوئی کرتے ہوئے ایونیاؤں کو خبردار کر دیا تھا کہ یہ آئندہ کن سالوں میں وقوع پذیر ہو گا۔[60] میڈیوں اور لیڈیاؤں نے یہ تبدیلی دیکھ کر لڑائی روک دی اور دونوں امن قائم کرنے کے خواہشمند ہوئے۔ فریقین کے درمیان سلیشا[61] کے سائی نیسس[62] اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بابل کے لیبی نیتس [۶۳] نے ثالثی کی، جنھوں نے ساری کارروائی جلدی جلدی نمٹادی۔ انہوں نے ہی تجویز دی کہ الیاتیس اپنی بیٹی آری انیس کی شادی سائیکسارس کے بیٹے استیاجز سے کر دے۔ انہیں علم تھا کہ کسی شدید ضرورت کے یقینی بندھن کے بغیر آدمیوں کے معاہدے بہت کم محفوظ ہوتے ہیں۔ ان لوگوں نے حلف بالکل یونانیوں والے انداز میں اٹھائے، بس اپنے بازوؤں پر ہلکا سا زخم لگالیا اور فریقین نے ایک دوسرے کے زخم سے خون چوسا۔ [۶۴]

75۔ سائرس نے اپنے نانا استیاجز کو قیدی بنالیا جس کی وجہ میں آگے چل کر اپنی تاریخ کے ایک اور باب میں بیان کروں گا۔ اس قید نے سائرس اور کروسس کے درمیان جھگڑے کی وجہ مہیا کی جس کے نتیجہ میں کروسس نے فارسیوں پر حملہ کے لیے اپنے ملازموں کو کہانت لینے بھیجا۔ کروسس کہانت کے لفظی ہیرپھیر والے جواب کو اپنے حق میں خیال کر بیٹھا اور اپنی فوجوں کو فارسی علاقہ میں لے گیا۔ دریائے ہیلس پہ پہنچ کر اُس نے اپنی فوج کو تاحال موجود پُلوں کے ذریعہ پار اُتارا: لیکن یونانیوں کا عمومی طور پر خیال ہے کہ ملیشیا کے تھیلس نے اُس کی مدد کی تھی۔ کہانی یوں ہے کہ کروسس اپنی فوج کو دریا پار کروانے کے بارے میں متفکر تھا، کیونکہ اُس وقت تک پُل تعمیر نہیں ہوئے تھے۔ کیمپ میں اتفاقاً تھیلس بھی موجود تھا جس نے دریا کے بہاؤ کو تقسیم کر کے فوج کے صرف بائیں طرف کی بجائے دونوں طرف بہادیا۔ یہ کام اُس نے یوں سرانجام دیا: اُس نے پڑاؤ سے کچھ اُوپر ایک گہری نہر کھودی اور اسے نیم دائرے میں اِس طرح نیچے تک لایا کہ وہ پڑاؤ کے پیچھے سے ہو کر گزرے: دریا کا قدرتی بہاؤ نہر میں منتقل ہوا اور فوج کے پیچھے سے ہو کر دوبارہ پرانے والے بہاؤ میں گرنے لگا۔ یوں دریا کے دو بہ آسانی قابل گزر بہاؤ بن گئے۔ کچھ کا کہنا ہے کہ دریا کی فطری گزرگاہ کا پانی مکمل طور پر نئی گزرگاہ میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ لیکن میری رائے مختلف ہے: کیونکہ ایسی صورت میں وہ واپسی پر اسے کیسے پار کرتے۔

76۔ کروسس اپنی زیرِ قیادت فوج کے ساتھ دریا پار کر کے کیپاڈوشیا کے ضلع پتیریا [۶۵] (Pteria) میں داخل ہوا۔ یہ بحر اسود اسے اوپر سینوپے [۶۶] شہر کے نواح میں واقع ہے اور اس کی پوزیشن سارے ملک میں مضبوط ترین ہے۔ یہاں کروسس نے پڑاؤ ڈالا اور سیریوں کے کھیت تباہ و برباد کرنے لگا۔ اُس نے پیتریوں کے مرکزی شہر کا محاصرہ کر کے تسخیر کر لیا اور باشندوں کو غلام بنالیا: اسی طرح نواحی دیہات پر بھی قبضہ جمایا۔ یوں اُس نے سائریوں کو برباد کر ڈالا جو اُس کے خلاف کسی جرم کے مرتکب نہ تھے۔ دریں اثناء، سائرس نے ایک فوج مرتب کر کے کروسس کی جانب مارچ کیا، اور اپنے راستہ میں آنے والی اقوام کے دستوں کو بھی شامل کر کے اپنی طاقت بڑھاتا گیا۔ مارچ شروع کرنے سے پہلے اس نے ایونیاؤں کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ وہ لیڈیائی بادشاہ کے خلاف بغاوت کر دیں: تاہم، وہ رضامند نہ ہوئے۔ بایں ہمہ، سائرس نے دشمن کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خلاف خروج کیا اور ضلع پیتریا میں اُن کے سامنے پڑاوَ ڈالا جہاں مقابل طاقتوں کے درمیان قوت کا امتحان ہوا۔ ٹکراوَ شدید اور خونیں تھا: دونوں طرف کے بہت سے آدمی کھیت رہے۔ دونوں میں سے کسی کو بھی فیصلہ کن فتح حاصل نہ ہوئی تھی کہ میدان جنگ میں رات اُتر آئی۔

77۔ کروسس نے اپنی ناکامیابی کا الزام اپنے کچھ دستوں کو دیا جو دشمنوں سے کافی دور رہے تھے: اگلے دن چونکہ سائرس نے دوبارہ حملہ نہ کیا اس لیے وہ سار دیس کی جانب واپس روانہ ہو گیا تاکہ اپنے حلیفوں کو اکٹھا کر کے موسم بہار میں نئے سرے سے مقابلہ کر سکے۔ وہ مصریوں کو اپنی مدد کے لیے لانا چاہتا تھا' کیونکہ اس نے لیسیڈیمونیوں کے ساتھ اتحاد سے قبل اماسس کے ساتھ سمجھوتہ طے کیا تھا۔ [۶۷] وہ لیبی نیتس [۶۸] بادشاہ کے ماتحت بابلیوں کو بھی اپنے ساتھ ملانے کا خواہشمند تھا کیونکہ وہ بھی ایک معاہدے کے تحت اُس کی مدد کرنے کے پابند تھے۔ مزید بر آں' وہ سپارٹا کو بھی پیغام بھیج کر نمائندوں کی ملاقات کا دن مقرر کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ان طاقتوں کو بھی اپنی فوج کے ساتھ ملا کر سردیوں کے بعد موسم بہار میں فارسیوں کے خلاف ایک مرتبہ خروج کیا۔ کروسس نے ان اِرادوں کے ساتھ واپس آتے ہی مختلف حلیفوں کی جانب قاصد روانہ کیے اور ان سے درخواست کی کہ وہ قاصدوں کی روانگی سے بعد پانچ ماہ کے دوران سار دیس میں اُس کے ساتھ آن ملیں۔ تب اُس نے اپنے فوجیوں کو گھر جانے کی اجازت دیدی
اُسے گمان تک نہ تھا سائرس برابر کی ٹکر لینے کے بعد سار دیس پر چڑھائی کر دے گا۔

78۔ ابھی کروسس اسی خیال میں گم تھا کہ سار دیس کے نواح کی تمام آبادیوں میں سانپ رینگنے لگے' جنہیں دیکھ کر گھوڑے چراگاہوں سے نکل بھاگے' اور انہیں کھانے کے لیے آبادیوں میں جمع ہونے لگے۔ یہ غیر معمولی منظر دیکھ کر بادشاہ نے اسے بالکل درست طور پر ایک بدفال قرار دیا۔ چنانچہ اُس نے اس کی وجہ معلوم کرنے کے لیے قاصدوں کو تیلمیسس کے ساحروں کی جانب روانہ کیا۔ [۶۹] قاصد وہاں گئے اور تیلمیسیوں سے معلوم کیا کہ اس بدفال کا مطلب کیا تھا' لیکن انہیں اجازت نہ دی کہ اپنے بادشاہ کو اِس سے آگاہ کر سکیں: کیونکہ واپسی پر جب وہ سار دیس میں داخل ہوئے تو کروسس قیدی بن چکا تھا۔ تیلمیسیوں نے قرار دیا تھا کہ کروسس اپنے علاقے میں غیر ملکی حملہ آوروں کے خطرے سے ہوشیار رہے' اور جب وہ آئیں گے تو مقامی باشندوں کو مغلوب کر لیں گے: انھوں نے کہا کہ سانپ زمین کا بچہ اور گھوڑا ایک جنگجو اور غیر ملکی ہے۔ جب تیلمیسیوں نے یہ جواب دیا تو کروسس قید ہو چکا تھا' لیکن انہیں سار دیس کی صورتحال یا کروسس کی قسمت کا علم نہ تھا۔

79۔ تاہم' جب کروسس نے پیتریا میں جنگ کے بعد اس قدر اچانک پسپائی اختیار کی تو سائرس نے خیال کیا کہ وہ کچھ سوچ بچار کے لیے اپنی فوج پیچھے لے کر گیا ہے۔ لہٰذا اُس کو یہی بہتر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگا کہ سار دیس پر ہر ممکن تیزی کے ساتھ حملہ کر دیا جائے' قبل اس سے کہ لیڈیائی دوسری مرتبہ اپنی فوج اکٹھی کر سکیں - یہ فیصلہ کر کے اس نے منصوبہ بندی میں کوئی وقت ضائع نہ کیا - وہ اس قدر تیزی سے آگے بڑھا کہ خود ہی لیڈیائی بادشاہ کو اپنے آنے کی سب سے پہلے اطلاع دی - واقعات کے بہاؤ کے نتیجہ میں کروسس شدید مشکل سے دو چار ہو گیا' بایں ہمہ اس نے اہل لیڈیا کو جنگ کے لیے خروج پر مائل کر لیا - وہ گھوڑے کے اوپر بیٹھے بیٹھے لڑتے تھے: وہ لمبے نیزے اٹھائے رہتے اور اپنے گھوڑوں کو منظم کرنے میں نہایت ہوشیار تھے -

80 -- دونوں فوجیں سار دیس کے سامنے صف آراء ہوئیں - یہ وسیع و عریض' بے آب و گیاہ میدان ہائیلس اور متعدد دیگر ندی نالوں سے سیراب ہوتا ہے جو سب ایک نسبتاً بڑے دریا ہرمس میں آکر گرتے ہیں - [ل] یہ دریا ڈنڈی مینیائی ماں [ل] کے مقدس پہاڑ میں سے نکلتا اور فوکایا [ل] قصبہ کے نزدیک سمندر میں جا گرتا ہے -

جب سائرس نے دیکھا کہ لیڈیائی لوگ اس میدان میں جنگ کے لیے اپنی صف بندی کر رہے ہیں' تو اس نے ان کی گھوڑ سوار فوج کی طاقت سے خوف کھا کر ایک میڈیائی ہرپاگس کے مشورے پر ایک طریقہ کار اپنایا - اس نے اپنی فوج کے ساتھ سامان برداری کے لیے لائے گئے تمام اونٹ جمع کیے' ان کا بوجھ اتارا' سواروں کو ان کے اوپر بٹھایا اور حکم دیا کہ دیگر دستوں کے آگے آگے لیڈیاؤں کے خلاف بڑھیں - ان کے پیچھے پیادے اور سب سے آخر میں گھوڑ سوار تھے انتظامات مکمل کر کے اس نے اپنی ساری فوج کو حکم دیا کہ وہ اپنی راہ میں آنے والے ہر لیڈیائی کو بلا رحم قتل کر دیں' لیکن کروسس کو ہرگز نہ ماریں' چاہے وہ کتنی ہی مزاحمت کرے - سائرس نے اپنے اونٹوں کو دشمنوں کے گھوڑوں کے سامنے اس لیے رکھا کیونکہ گھوڑا فطری طور پر اونٹ سے ڈرتا ہے اور اسے دیکھنا یا اس کی خوشبو سونگھنا بھی برداشت نہیں کر سکتا - اسے امید تھی کہ اس حکمت عملی کے نتیجہ میں کروسس کے گھوڑے بیکار ہو جائیں گے جن پر وہ زیادہ بھروسہ کر رہا تھا - تب دونوں فوجیں ٹکرائیں اور لیڈیائی جنگی گھوڑے اونٹوں کو دیکھ اور سونگھ کر پلٹے اور سرپٹ بھاگنے لگے: یہاں تک کہ کروسس کی تمام امیدیں دم توڑ گئیں - تاہم' لیڈیاؤں نے مردانگی دکھائی - وہ معاملہ سمجھ آتے ہی اپنے گھوڑوں سے اترے اور پیدل فارسیوں کے ساتھ الجھ گئے - مقابلہ طویل تھا: لیکن آخر کار دونوں اطراف کی زبردست قتل و خونریزی کے بعد لیڈیائی پلٹے اور بھاگ کھڑے ہوئے - انہیں شہر کی دیواروں میں پناہ لینا پڑی اور اہل فارس نے سار دیس کا محاصرہ کر لیا -

81 -- چنانچہ محاصرہ شروع ہوا - دریں اثناء کروسس نے اپنے حلیفوں کو امداد کا پیغام بھجوایا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ شہر کی دیواریں زیادہ عرصہ تک انہیں محفوظ نہیں رکھ سکیں گی -

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے سابق قاصدوں نے حلیفوں کو پانچویں ماہ کے دوران سار دیس میں جمع ہونے کا پیغام دیا تھا۔ کروسس نے اپنے دیگر حلیفوں سے مدد مانگتے وقت لیسیڈیمونیوں کی طرف بھی قاصد بھیجا۔

82۔ تاہم، عین اسی وقت خود سپارٹائی بھی تھائریا [۳۴] نامی ایک مقام (جو آرگولس کی حدود تھا لیکن لیسیڈیمونیوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا) کے مسئلے پر اہل آرگوس کے ساتھ برسرپیکار تھے۔ درحقیقت، کیپ میلیا تک مغربی سمت کا سارا علاقہ کبھی آرگوس کا تھا، اور نہ صرف وہ مکمل خشکی کا خطہ بلکہ کائتھیرا اور دیگر جزائر بھی اس کے زیر ملکیت تھے۔ آرگوس والوں نے تھائریا پر قبضہ کی مدافعت کرنے کے لیے فوجی دستے جمع کیے، لیکن تلوار اٹھنے سے پہلے فریقین میں سمجھوتہ طے پا گیا کہ تین سو سپارٹائی اور تین سو آرگوسی دوبدو مقابلہ کر کے جگہ پر حق ملکیت کا فیصلہ کر لیں۔ یہ بھی قرار پایا کہ ہر فریق کی باقی فوجیں اپنے گھر واپس لوٹ جائیں اور لڑائی کا نظارہ نہ کریں کیونکہ ان کے وہاں ٹھہرنے سے خطرہ تھا کہ وہ اپنے ہموطنوں کو شکست سے دوچار ہو کر خود بھی میدان میں کود پڑیں گی۔ ان شرائط پر مصالحت کے بعد دونوں افواج کوچ کر گئیں، اور انہوں نے اپنے تین تین سو جنگجوؤں کو علاقہ کا فیصلہ کرنے کے لیے وہاں چھوڑ دیا۔ جنگ شروع ہوئی اور حریف اس قدر ہم پلہ تھے کہ دن ڈھلے جب اندھیرا ہونے کے باعث لڑائی روکنا پڑی تو چھ سو میں سے صرف تین جنگجو زندہ تھے--- دو آرگوسی، الکانور اور کرومیئس، اور ایک سپارٹائی اوتھریاداس۔ دونوں آرگوسی خود کو فاتح سمجھ کر آرگوس کی طرف بھاگے جبکہ سپارٹائی میدان جنگ میں ہی ٹھہرا اور مقتول آرگوسیوں کے جسم سے زرہیں اتار کر سپارٹائی کیمپ میں لے گیا۔ اگلے دن دونوں فریقین نتائج معلوم کرنے واپس آئے۔ وہ دونوں ہی فتح کے دعویدار تھے، کیونکہ ایک کے زندہ لڑاکوں کی تعداد زیادہ تھی جبکہ دوسرے فریق یعنی سپارٹا کا جنگجو میدان جنگ میں ہی کھڑا رہا تھا اور اس نے مقتولوں کی زرہیں اتاری تھیں۔ لیکن انجام کار وہ باتوں سے مکوں پر آگئے اور ایک جنگ لڑی گئی جس میں دونوں حریفوں کا بھاری نقصان ہوا، البتہ آخر میں لیسیڈیمونیوں نے فتح حاصل کر لی۔ آرگوسی بہت لمبے بال رکھا کرتے تھے، لیکن اس شکست کے بعد انہوں نے اپنے بال کاٹ ڈالے اور قسم کھائی کہ وہ تھائریا واپس لے لینے تک بال نہیں بڑھائیں گے اور نہ ہی ان کی عورتیں سونا پہنیں گی۔ ساتھ ہی لیسیڈیمونیوں نے اس کے عین برعکس قانون بنایا کہ وہ لمبے بال رکھا کریں گے، حالانکہ پہلے ان کے بال چھوٹے ہوا کرتے تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ تین سو میں سے واحد زندہ بچنے والا سپارٹائی اوتھریاداس اپنے تمام ساتھیوں کی شکست کے بعد وطن واپس نہ گیا اور اس نے تھائریا میں خود کو پیٹا۔

83 جب سار دیس سے قاصد آیا تو اہل سپارٹا نے ان معاملات میں مصروف ہونے کے باوجود محصور بادشاہ کو مدد بھجوانے کا کام شروع کر دیا۔ انہوں نے اپنی تیاریاں مکمل کیں اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بحری جہاز روانہ ہونے ہی والے تھے کہ کروسس کے قید ہونے کی خبر آن پہنچی۔ سپارٹا والوں نے اس بری خبر کے بعد اپنی کوششیں روک دیں۔

84۔ سار دیس کی شکست مندرجہ ذیل انداز میں ہوئی۔ محاصرے کے چودھویں دن سائرس نے کچھ گھوڑ سواروں کو حکم دیا کہ وہ ساری فوج میں منادی کر دیں کہ سب سے پہلے دیوار پہ چڑھنے والے شخص کو انعام دیا جائے گا۔ اس کے لیے اس نے ایک یورش کی مگر بے سود۔ دستے واپس آ گئے، مگر ایک Mardian ہاروئدیس نے قلعے تک پہنچنے کا عزم کیا اور ایسے مقام پر ہمت آزمائی جہاں کوئی محافظ تعینات نہیں کیے گئے تھے۔ اس طرف کی چٹان اس قدر عمودی تھی اور قلعہ اس قدر محفوظ لگتا تھا کہ بادشاہ کو یہاں سے کوئی خطرہ محسوس نہ ہوا۔ بوڑھا بادشاہ میلیز (Meles) صرف اسی حصے سے شیر کو لے کر نہیں گزرا تھا۔ کیونکہ جب تیلمیسیوں نے اعلان کیا کہ اگر شیر کو دفاعی دیوار کا چکر لگوایا جائے تو سار دیس ناقابل نفوذ ہو جائے گا۔ نتیجتاً میلیز شیر کو فصیل کے ان تمام حصوں پر لے کر گیا جہاں سے حملے کا خطرہ تھا، بس ایک عمودی چٹان والا حصہ چھوڑ دیا۔ تاہم، ہاروئدیس نے ایک روز قبل ایک لیڈیائی سپاہی کو اپنے نیچے گرے ہوئے ہیلمٹ کی خاطر چٹان سے نیچے اترتے دیکھا تھا۔ اس نے سپاہی کو نیچے آتے اور ہیلمٹ لے کر واپس جاتے دیکھ کر اپنا منصوبہ تشکیل دیا۔ وہ خود چٹان پر چڑھا اور دیگر فارسی بھی پیچھے پیچھے چڑھنے لگے، حتیٰ کہ ان کی کافی بڑی تعداد چوٹی پہ پہنچ گئی۔ یوں سار دیس نے شکست کھائی[۴۵] اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔

85۔ جہاں تک خود کروسس کا معاملہ ہے تو شہر کو شکست ہونے پر اس کے ساتھ مندرجہ ذیل سلوک ہوا۔ اس کا ایک بیٹا تھا (جس کا ذکر اوپر کیا گیا) جس میں صرف گونگے اور بہرے پن کا نقص تھا۔ کروسس نے اپنی خوشحالی کے دور میں اس کی خاطر سب کچھ کیا تھا اور ڈیلفی سے اس کے بارے میں استخارہ کروانے کا بھی سوچا تھا۔ کاہنہ نے اسے یوں جواب دیا:

اے لیڈیا کے وسیع السلطنت، عالی شان حکمران کروسس،
اپنے محل میں وہ آواز سننے کی خواہش کبھی نہ کرنا جس کے لیے تم نے دعائیں کی۔
تمہارے بیٹے کے لیے عقلمندی کی باتیں کرنے کی بجائے خاموش رہنا کہیں بہتر ہے!
آہ! وہ بد قسمت دن جب تمہارے کان پہلی مرتبہ اس کے الفاظ سنیں گے۔

شہر کی شکست کے بعد ایک فارسی کروسس کو مارنے ہی والا تھا، اسے اس کی پہچان نہ تھی۔ کروسس نے اس کو آتے دیکھا، لیکن اس کے وار سے بچنے کی کوشش نہ کی۔ تب اس کا گونگا بیٹا فارسی کو کروسس کی جانب بڑھتے دیکھ کر خوف اور دہشت کے مارے بول پڑا، "او شخص،

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کروسس کو مت مارو۔" یہ اس کی زبان سے نکلنے والے اولین الفاظ تھے' لیکن وہ اپنی باقی ساری زندگی قوت گویائی کا بدستور مالک رہا۔

86۔ فارسیوں نے سارڈیس پر قبضہ کرلیا' اور خود کروسس بھی چودہ سال حکومت کرنے اور دارالحکومت کے چودہ روزہ محاصرہ کے بعد ان کے ہاتھ لگ گیا۔ کروسس نے اس پیشگوئی کو بھی پورا کیا کہ وہ خود کو تباہ کرکے ایک طاقتور سلطنت کو تباہ کرڈالے گا۔ تب اسے پکڑنے والے فارسیوں نے اسے سائرس کے حضور پیش کیا۔ اب اس کے حکم پر ایک بہت بڑا ڈھیر لگایا گیا اور پابہ زنجیر کروسس کو اہل لیڈیا کے سات بیٹوں کے ساتھ اوپر بٹھایا گیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا سائرس نے کسی نہ کسی دیوتا کو بھینٹ چڑھانے کا سوچا تھا یا پھر کوئی قسم پوری کی' یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس نے کروسس کی تقدیس کے بارے میں سن رکھا ہو اور وہ یہ دیکھنا چاہتا ہو کہ آسمانی قوتیں اُسے آگ سے بچانے آتی ہیں یا نہیں۔ بہرحال' کروسس ڈھیر پر پہنچ چکا تو اسے سولون کے منہ سے سنے ہوئے الفاظ میں ایک الوہی تنبیہہ یاد آئی' "کوئی بھی جیتے جی خوش نہیں ہوسکتا۔" یہ خیال ذہن میں آتے ہی اُس نے ایک گہری سانس لی اور بہ آواز بلند تین مرتبہ سولون کا نام پکارا۔ سائرس نے آواز سن لی اور پوچھا کہ سولون کون ہے۔ مترجموں نے کروسس کے قریب جاکر اُس سے پوچھا' لیکن وہ خاموش رہا' اور کافی دیر تک اُن کے سوالات کا کوئی جواب نہ دینے کے بعد آخرکار کچھ کہنے پر مجبور ہوا' "جس کے ساتھ گفتگو کرنے کو میں ہر حکمران کی نسبت زیادہ ترجیح دیتا ہوں۔" کچھ سمجھ نہ آنے پر مترجمین نے اُس سے درخواست کی کہ وہ اپنی بات کا مفہوم واضح کرے: جواب کے لیے اصرار پر کروسس نے انہیں بتایا کہ کیسے کافی عرصہ پہلے ایک ایتھنی سولون اُس کی شان و شوکت دیکھنے آیا: کیسے اُس کی کہی ہوئی ہر بات درست نکلی' حالانکہ اُس کی باتیں ساری نوع انسانی اور بالخصوص ان لوگوں کے لیے تھیں جو خود کو مسرور سمجھتے ہیں۔ اس گفتگو کے دوران ہی ڈھیر کو آگ دکھادی گئی اور بیرونی حصہ جلنے لگا۔ مترجموں کے وسیلے سے کروسس کا جواب سننے پر سائرس نے سوچا کہ وہ خود بھی ایک انسان ہے اور اپنے ہی ساتھی انسان کو زندہ جلارہا ہے: مزید برآں' وہ مکافات عمل کے خوف اور اِس سوچ کا شکار ہوا کہ ہر انسانی چیز غیر محفوظ ہے۔ چنانچہ اُس نے فوری طور پر آگ بجھانے اور کروسس اور دیگر لیڈیاؤں کے نیچے اُتارنے کا حکم دیا' مگر آگ قابو سے باہر ہو چکی تھی۔

87۔ اہل لیڈیا کا کہنا ہے کہ کروسس نے آگ بجھانے کی کوششوں کو دیکھ کر جان لیا کہ سائرس کا ارادہ بدل گیا ہے۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ اب آگ بجھانا ممکن نہیں رہا۔ لہٰذا بلند آواز میں اپالو دیوتا کو پکارا اور دعا کی کہ اگر اُس نے کبھی اُس کے ہاتھوں سے کوئی گرانقدر تحفہ وصول کیا ہے تو اب اُس کی مدد کو آئے اور اسے موجودہ خطرے سے نجات دلائے۔ جب وہ اشکوں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ یہ التجا کر رہا تھا تو اُس وقت آسمان بالکل صاف اور ہوا ساکت [۵] ہونے کے باوجود ایک دم کالے بادل گھر آئے اور اس قدر تیز بارش برسنے لگی کہ شعلے فوراً بجھ گئے۔ سائرس قائل ہو گیا کہ کروسس ایک نیک آدمی اور آسمان کا حمایت یافتہ تھا۔ اُس نے کروسس سے پوچھا کہ "وہ کون ہے جس نے تمہیں میرے ملک پر چڑھائی کرنے اور دوست کی بجائے دشمن بننے کی ترغیب دی۔" کروسس نے اِس کے جواب میں کہا' "او بادشاہ' میں نے جو کچھ بھی کیا اُس میں تمہارا فائدہ اور میرا نقصان تھا۔ اگر کوئی مجرم ہے تو وہ یونانیوں کا دیوتا ہے جس نے مجھے جنگ شروع کرنے پر اُبھارا۔ کوئی بھی اتنا بیوقوف نہیں کہ جنگ کو امن پر فوقیت دے جس میں باپ اپنے بیٹوں کو دفناتے ہیں' نہ کہ بیٹے باپ کو۔ لیکن دیوتاؤں کی یہی منشاء تھی۔[۶]"

88۔ تب سائرس نے اُس کی بیڑیاں اُتارنے کا حکم دیا' اسے اپنے قریب بٹھایا' اور بہت عزت و احترام دیا۔ سوچ میں غرق کروسس کوئی لفظ نہ بولا۔ کچھ دیر بعد جب اُسے شہر میں فارسی لشکر کی لوٹ مار کا علم ہوا تو اُس نے سائرس سے کہا' "اے بادشاہ' کیا اب میں تمہیں اپنے ذہن میں موجود خیال سے آگاہ کروں' یا پھر خاموشی ہی بہتر ہے؟" سائرس نے اُسے بلا خوف و خطر بات کرنے کی اجازت دی۔ تب کروسس نے سوال پوچھا: "او سائرس' تمہارے آدمی وہاں اُدھر کیا کرنے میں مصروف ہیں؟" سائرس نے جواب دیا: "وہ تمہارے شہر اور مال و دولت کو لوٹ رہے ہیں۔" اس کے جواب میں کروسس نے کہا: "میرا شہر نہیں اور نہ ہی میرا مال و دولت۔ اب وہ میرے نہیں رہے۔ وہ اصل میں تمہاری دولت لوٹ رہے ہیں۔"

89۔ کروسس کی بات پر حیرت زدہ سائرس نے تخلیہ کا حکم دیا اور کروسس سے پوچھا کہ اُس کے خیال میں لوٹ مار کے حوالے سے بہترین طرز عمل کیا ہے۔ کروسس نے جواب دیا: "اے سائرس' اب دیوتاؤں نے مجھے تمہارا غلام بنا دیا ہے' اس لیے میں اسے اپنا فرض خیال کرتا ہوں کہ جس چیز میں بھی تمہارا فائدہ دیکھوں اُس کے بارے میں تمہیں ضرور آگاہ کروں۔ تمہارے محکوم فارسی لوگ غریب مگر بلند حوصلہ ہیں۔ اگر تم نے انہیں لوٹ مار کرنے اور بہت زیادہ دولت سمیٹنے کی اجازت دیدی تو میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ کیا کریں گے۔ زیادہ مال حاصل کرنے والا آدمی تمہارے خلاف بغاوت کا سوچنے لگے گا۔ اب' اگر میرے الفاظ خوشگوار ہیں تو ایسا ہی کرو' اے بادشاہ۔۔۔ اپنے کچھ محافظوں کو شہر کے تمام پھاٹکوں پر کھڑا کر دو اور انہیں حکم دے دو کہ جب فوجی شہر سے باہر جائیں تو وہ اُن سے مال غنیمت لے لیں' اور اُن سے کہیں کہ ایسا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عشر زیئس کا ہے۔ اگر لوٹ کا مال اُن سے زبردستی چھین لیا گیا تو تم اُن کی نفرت کا نشانہ بننے سے بچ جاؤ گے؛ پھر وہ اسے منصفانہ سمجھ کر خود ہی اس پر تیار ہو جائیں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

90۔ سائرس اس مشورے پر بے انتہاء خوش ہوا۔ اُس نے کروسس کی بہت تعریف کی اور اپنے محافظوں کو اس کے مشورہ کے مطابق احکامات صادر کیے۔ پھر وہ کروسس سے مخاطب ہوا اور بولا "اے کروسس' میں نے دیکھا ہے کہ تم نے اپنے قول و فعل میں پائیداری کے ذریعہ خود کو ایک نیک بادشاہ ثابت کیا ہے۔ اس لیے جو چاہیے تحفتاً مانگ لو۔" کروسس نے جواب دیا: "اے میرے بادشاہ' کیا تم پسند کرو گے کہ میں یہ زنجیریں یونانیوں کے دیوتا کو بھجوادوں' جسے میں کبھی سب دیوتاؤں سے زیادہ احترام دیا کرتا تھا' اور اس سے پوچھوں کہ کیا وہ اپنے بھگتوں کو دھوکا دینے کا عادی ہے... اگر تم مجھے ایسا کرنے کی اجازت دیدو تو یہ میرے اوپر بہت بڑی عنایت ہوگی۔" اِس پر سائرس نے پوچھا کہ وہ دیوتا کے خلاف کیا شکایت کرنا چاہتا ہے۔ تب کروسس نے اُسے اپنے تمام منصوبوں' استخاروں کے جوابات' اپنی چڑھائی ہوئی بھینٹوں کے متعلق تفصیل سے بتایا' اور یہ بھی کہ کیسے استخارے سے ملنے والی حوصلہ افزائی کے تحت اس نے فارس پر چڑھائی کا فیصلہ کیا تھا۔ آخر میں ایک مرتبہ پھر درخواست کی کہ اُسے دیوتا پر ملامت کرنے کی اجازت دی جائے۔ سائرس نے ہنس کر جواب دیا: "وہ تو میں تمہیں دے چکا ہوں' اس کے علاوہ جب بھی جو چاہو مانگ لینا۔" اجازت ملنے پر کروسس نے کچھ لیڈیاؤں کو یہ ہدایت کرکے ڈیلفی بھیجا کہ وہ اُس کی بیڑیاں معبد کے دروازے پر رکھ دیں اور دیوتا سے پوچھیں "کیا وہ اُسے فارس کے خلاف جنگ کرنے کی ترغیب دینے پر شرمسار نہیں ہے؟" یہ کہتے وقت وہ بیڑیوں کی جانب اشارہ کریں' اور مزید پوچھیں کہ "کیا ناشکری کرنا یونانی دیوتاؤں کی عادت ہے؟"

91۔ لیڈیائی ڈیلفی گئے اور اپنا پیغام سنایا' جس پر کاہنہ نے یہ جواب دیا... "تقدیر کے فیصلے سے بچنا کسی دیوتا کے لیے بھی ممکن نہیں۔ کروسس کو اپنے پانچویں پیڑھی کے جد[43] کے سرزد کردہ گناہ کی سزا ملی' جو ہیرا کلیدس کا باڈی گارڈ تھا: اُس نے ایک عورت کے ساتھ مل کر اپنے بادشاہ کو قتل کیا اور تخت پر قبضہ کر لیا۔ اپالو چاہتا تھا کہ ساردیس کو کروسس کی زندگی میں شکست نہ ہو' بلکہ یہ کام اُس کے بیٹے کے دور میں ہو: تاہم' وہ تقدیر کو تبدیل نہ کر سکا۔ وہ جو کچھ دے سکتے تھے کروسس کو دیدیا۔ کروسس جان لے کہ اپالو نے ساردیس لینے میں پورے تین سال تاخیر کی' اور یہ کہ وہ اپنی تقدیر کے برخلاف تین برس تاخیر سے قید ہوا۔ مزید برآں' اپالو نے ہی اُسے آگ میں جلنے سے بچایا۔ کروسس کو استخارہ کے جواب کے حوالے سے شکایت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ کیونکہ جب دیوتا نے اُسے یہ بتایا تھا کہ اگر اُس نے فارسیوں پر حملہ کیا تو وہ ایک بہت طاقتور سلطنت کو تباہ کر دے گا' تب اگر اس میں عقل ہوتی تو وہ دوبارہ یہ ضرور پوچھتا کہ کونسی سلطنت تباہ ہوگی... سائرس کی یا اس کی اپنی: لیکن اس نے نہ تو خود صحیح طور پر ادراک کیا اور نہ ہی وضاحت مانگنے کی تکلیف گوارا کی' اس لیے نتائج کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ علاوہ ازیں' اُس نے خچر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے متعلق دیئے گئے آخری جواب کو غلط سمجھا تھا۔ وہ خچر سائرس تھا' کیونکہ سائرس کے والدین مختلف نسلوں اور مختلف حالات کی پیداوار تھے۔۔۔ اُس کی ماں ایک میڈیائی شہزادی' بادشاہ استیاجز کی بیٹی' جبکہ باپ ایک فارسی غلام تھا' جس نے اپنی شاہی محبوبہ سے ہر معاملہ میں کمتر ہونے کے باوجود شادی کی۔"

یہ تھا کاہنہ کا جواب۔ لیڈیاؤں نے واپس آکر کروسس کو اس سے آگاہ کیا جس نے اپنی غلطی تسلیم کرلی۔ یوں ایونیا پہلی مرتبہ مسخر ہوا اور کروسس کی سلطنت اپنے انجام کو پہنچی۔

92۔ اوپر مذکور بھینٹوں کے علاوہ ایسی اور بھی بہت سی ہیں جو کروسس نے یونان کے مختلف حصوں میں بھیجیں; مثلاً بیوشا میں تھیبس کے مقام پر جہاں ایک سنہری تپائی اسمینیائی اپالو [۷۸] کی نذر کی گئی; ایفی سس میں طلائی بچھڑیاں اور زیادہ تر ستون اُس کے بھیجے ہوئے تحائف ہیں; اور ڈیلفی کے مقام پر پرونایا [۷۹] کے معبد میں اُس نے ایک بہت بڑی سونے کی ڈھال بھیجی۔ یہ سب تحائف میرے دور تک سلامت تھے' اور متعدد دیگر نابود ہو گئے۔ ڈیلفی والے اور ایمفی آروس کو بھیجے گئے تحائف اس کی ذاتی دولت میں سے تھے' کیونکہ یہ اُسے اپنے باپ سے ورثہ میں ملی ہوئی جائیداد کا اولین ثمر تھے۔ دیگر نذریں ایک دشمن کی دولت سے ہوئیں جس نے کروسس کی تخت نشینی سے پہلے پنتالیون کے لیے لیڈیا کا تاج حاصل کرنے کی غرض سے اُس پر ایک جتھہ لے کر حملہ کیا تھا۔ یہ پنتالیون الیاتیس کا ایک بیٹا تھا لیکن کروسس والی ماں سے نہیں' کیونکہ کروسس کی ماں ایک کیریائی عورت تھی جبکہ پنتالیون کی ماں ایونیائی تھی۔ باپ کی جانب سے نامزدگی کے تحت جب کروسس نے شاہانہ عظمت حاصل کرلی [۸۰] تو اپنے خلاف سازش کرنے والے شخص کو پکڑ کر مروا دیا۔ اس کی جائیداد کو' جو قبل ازیں دیوتاؤں کی خدمت کے لیے مختص تھی' کروسس نے اوپر مذکور انداز میں استعمال کیا۔ بھینٹوں کے بارے میں بس مجھے اتنا ہی کہنا ہے۔

93۔ بیشتر دیگر ممالک کے برخلاف لیڈیا نے شاذ و نادر ہی کوئی ایسی انوکھی چیز نذر کی کہ مورخ اُسے بیان کرے' ماسوائے سنہری گرد کے جو تمولس کے سلسلہ کوہ سے لائی گئی تھی۔ تاہم' یہاں ایک دیو قامت عمارت موجود ہے جس پر صرف مصر [۸۱] و بابل کے مقبروں کو برتری حاصل ہے۔ یہ کروسس کے باپ الیاتیس کا مقبرہ ہے [۸۲] جس کا نچلا حصہ پتھر کے دیو قامت بلاکس سے بنا ہے' باقی کا مقبرہ مٹی کا ایک وسیع ڈھیر ہے۔ یہ کاروباری افراد' کاریگروں' سار دیس کی طوائفوں نے مشترکہ محنت سے بنایا' اور اس کی چوٹی پر پتھر کے پانچ ستون تھے جو میرے دور تک سلامت ہیں اور ان پر کندہ تحریروں میں بتایا گیا ہے کہ ہر طبقے کے مزدوروں نے کتنا کتنا کام سرانجام دیا۔ پیمائش کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ طوائفوں کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔ لیڈیا میں عام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لوگوں کی تمام بیٹیوں نے اپنے حصے کی دولت جمع کرنے کی خواہش میں اس کاروبار میں دلچسپی لی۔ وہ اپنی شادی تک یہ کام کرتیں؛ اور وہ شادی کا معاہدہ کیا کرتی تھیں۔ مقبرے کا قطر تقریباً ایک میل ہے؛ اور چوڑائی تیرہ Plethron۔ مقبرے کے نزدیک ہی ایک بہت بڑی جھیل ہے جو لیڈیاؤں کے مطابق کبھی خشک نہیں ہوتی۔ ۸۳؎ وہ اسے جھیل گائی جیا کہتے ہیں۔

94۔ اہل لیڈیا کی رسوم بھی کافی حد تک یونانیوں جیسی ہیں، بس ایک فرق یہ ہے کہ یونانی اپنی بیٹیوں کی پرورش لیڈیاؤں کی طرح نہیں کرتے۔ ہمیں میسر معلومات کے مطابق وہ پہلی قوم تھے جنہوں نے سونے اور چاندی کے سکوں ۸۴؎ کا استعمال شروع کیا اور پہلی مرتبہ پرچون پر چیزیں فروخت کیں۔ وہ ان تمام کھیلوں کو ایجاد کرنے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں جو ان میں اور یونانیوں میں مشترک ہیں۔ ان کے مطابق انہوں نے یہ کھیلیں اس وقت ایجاد کیں جب ترہینیا کو کالونی بنایا۔ وہ اس واقعہ کا مندرجہ ذیل بیان دیتے ہیں۔ مینس کے بیٹے اتمیں کے دور میں لیڈیا کے سارے ملک میں بڑی شدید قلت ہوگئی۔ لیڈیائی کچھ دیر تک تو یہ مشکل جھیلتے رہے، لیکن آخر تنگ آکر اِس مصیبت سے نجات پانے کی خاطر کام شروع کیا۔ مختلف افراد نے مختلف قسم کی تفریحات دریافت کیں: پانسہ، huckle bones، ball ۸۵؎ اور ایسی ہی تمام کھیلیں ایجاد کی گئیں، ماسوائے tables کے جس کی ایجاد کا وہ دعویٰ نہیں کرتے۔ قحط کے خلاف کی گئی منصوبہ بندی یہ تھی کہ ایک دن کھیلوں میں اس قدر مشغول رہا جائے کہ کھانے کی طلب نہ ہو، اور اگلے دن کھایا اور کھیلوں سے اجتناب کیا جائے۔ انہوں نے اٹھارہ برس اِس طرح گذارے۔ مشکل پھر بھی جاری رہی، بلکہ مزید خوفناک ہوگئی۔ چنانچہ بادشاہ نے قوم کو دو حصوں میں بانٹنے کا فیصلہ کیا: ہر حصے کو پرچی ڈالنی تھی جس کے نتیجہ میں ایک وہیں رہتا جبکہ دوسرا ہجرت کر جاتا۔ بادشاہ اس حصے کے لوگوں کا حکمران بنتا جو وہیں ٹھہرتے: مہاجروں کو اُس کے بیٹے ترہینس کو اپنا رہنما بنانا تھا۔ پرچی ڈالی گئی اور مہاجر حصہ سمرنا کی جانب چلا گیا: انہوں نے اپنے بحری جہاز بنا کر اُن میں تمام ضروری اشیاء رکھیں اور نئے گھروں کی تلاش میں چل پڑے۔ کئی ممالک کے ساحلوں سے گذرنے کے بعد وہ اُمبریا ۸۶؎ آئے، وہاں اپنے لیے شہر تعمیر کیے اور مستقل گھر بنائے۔ انہوں نے لیڈیائی کہلوانا ترک کیا اور بادشاہ کے بیٹے کی نسبت سے ترہینی کہلانے لگے۔

95۔ ابھی تک میں یہ عیاں کرنے میں لگا رہا کہ کیسے لیڈیائی لوگ فارسی جُوئے کی گرفت میں آئے۔ اپنی تاریخ کا دھارا اب مجھے یہ کھوج لگانے پر مائل کرتا ہے کہ یہ سائرس کون تھا جس کے ہاتھوں لیڈیائی سلطنت کا خاتمہ ہوا، اور فارسی کن ذرائع سے ایشیاء کے نمایاں ترین فرمانروا بنے۔ آئندہ صفحات میں، میں اُن فارسی راویوں پر تکیہ کروں گا جنہوں نے میرے خیال میں سادہ سچائی بیان کی، نہ کہ سائرس کی کامیابیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے رہے۔ اس کے علاوہ میرے

پاس سائرس کی کہانی کی تین قطعی مختلف روایتیں ہیں۔

اشوریوں نے بالائی ایشیاء کی سلطنت پر 520 سال کے عرصہ تک قبضہ قائم رکھا، حتیٰ کہ میڈیوں نے ان کی حاکمیت کے خلاف سرکشی کی مثال قائم کی۔ انہوں نے اپنی آزادی بحال کرنے کے لیے ہتھیار اٹھائے اور اشوریوں کے ساتھ ایک جنگ لڑے جس میں انہوں نے اس قدر شجاعت و بہادری دکھائی کہ غلامی کا طوق اتار پھینکا اور آزاد لوگ بن گئے۔ ان کی کامیابی پر دیگر اقوام نے بھی علم بغاوت بلند کیا اور اپنی کھوئی ہوئی آزادی حاصل کر لی۔

96۔ یوں علاقے کے طول و عرض کی اقوام نے خود مختار حکومت کی برکت پائی، لیکن وہ دوبارہ بادشاہوں کے ماتحت آگئیں، جس کے بارے میں، میں اب بیان کروں گا۔ فرااورتیس کا بیٹا، دیوسس نامی میڈی بہت عقلمند آدمی تھا جس کے دل میں حاکم بننے کی خواہش پیدا ہوئی۔ چنانچہ اُس نے مندرجہ ذیل سکیم بنائی اور اُس پر عمل کیا۔ چونکہ اُس وقت میڈیائی لوگ مرکزی حاکمیت سے محروم دیہاتوں میں بکھرے ہوئے تھے، اور نتیجتاً سارے ملک میں لاقانونیت کا دور دورہ تھا۔ دیوسس اپنے گاؤں میں ممتاز حیثیت حاصل کر چکا تھا۔ اُس نے بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اپنے ہم وطنوں میں انصاف رائج کرنے کی کوشش شروع کی۔ اس کا عقیدہ تھا کہ انصاف اور ناانصافی ایک دوسرے کے ساتھ دائمی پیکار میں مصروف ہیں۔ چنانچہ اُس نے یہ طرز عمل اپنایا، اور گاؤں والوں نے اُس کی ایمانداری دیکھ کر اُسے اپنے تمام جھگڑوں کا ثالث مقرر کر دیا۔ اقتدار حاصل کرنے کی غرض سے اُس نے خود کو ایک ایماندار اور صادق منصف ثابت کیا اور اِن ذرائع سے اپنے ہم وطنوں میں اس قدر اعتماد قائم کر لیا کہ آس پاس کے دیہات میں آباد لوگ بھی اُس کی جانب متوجہ ہوئے۔ وہ طویل عرصہ سے غیر منصفانہ اور جبری فیصلوں کی اذیت جھیل رہے تھے؛ چنانچہ جب اُنہوں نے دیوسس کی بے مثال حق گوئی اور اس کے فیصلوں کی دیانتداری کے متعلق سنا تو وہ اپنے مختلف جھگڑے اور مقدمے نمٹانے کے لیے خوشی خوشی اُس کے پاس آنے لگے، حتیٰ کہ انہیں اُس کے سوا کسی پر اعتبار نہ رہا۔

97۔ اُس کے پاس لائی جانے والی شکایات کی تعداد شہرت کے ساتھ ساتھ بڑھتی گئی۔ اب دیوسس نے خود کو اہم ترین خیال کر کے اعلان کیا کہ اب وہ پہلے کی طرح بیٹھ کر جھگڑے نہیں نمٹایا کرے گا۔ اُس نے کہا، "اپنے ذاتی امور کو نظرانداز کر کے سارا سارا دن دوسروں کے معاملات درست کرنا میرے مفادات کے منافی ہے۔" اِس کے بعد ڈاکہ زنی اور لاقانونیت دوبارہ شروع ہو گئی؛ جس پر میڈیائی تمام علاقوں سے جمع ہوئے اور صورتحال پر باہمی مشاورت کی۔ میرے خیال میں زیادہ تر مقررین دیوسس کے دوست تھے۔ انہوں نے کہا، "اگر حالات یونہی رہے تو ممکن ہے کہ ہم اس علاقہ میں نہ رہ سکیں؛ اس لیے آؤ اپنا ایک بادشاہ بنا دیں تاکہ ملک کا نظام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حکومت چلایا جاسکے اور ہم خود بھی اپنے معاملات پر توجہ دے سکیں' نہ کہ طوائف الملوکی کے باعث ملک چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں۔" شرکائے اجلاس نے اِن دلائل کو تسلیم کر کے ایک بادشاہ مقرر کرنے کا فیصلہ کیا۔

98۔ معاملہ یہ پیش آیا کہ بادشاہ کا عہدہ کسے دیا جائے۔ جب یہ بحث شروع ہوئی تو دیوسس کا نام اور تعریفیں ہر ایک کی زبان پر تھیں؛ چنانچہ سب نے اُسے بادشاہ بنانے پر اتفاق کیا۔ اُس نے اپنے شایانِ شان ایک محل بنانے اور ذاتی حفاظت کے لیے محافظوں کی فراہمی کا مطالبہ کیا۔ میڈیائی مان گئے اور اُس کی بتائی ہوئی جگہ پر ایک طاقتور اور وسیع محل [87] تعمیر کر دیا' اسی طرح اُسے یہ آزادی بھی دی کہ وہ پوری قوم میں سے اپنے لیے ایک محافظ چُن لے۔ یوں تخت نشینی کے بعد اُس نے مزید تقاضا کیا کہ ایک ہی وسیع و عریض شہر تعمیر کیا جائے اور چھوٹے موٹے سابق رہائشی قصبات کو ترک کر کے نئے دارالحکومت کو ہی توجہ کا مرکز بنایا جائے۔ میڈیاؤں نے پھر تعمیل کی اور اگباتانا [88] نامی شہر تعمیر کیا جس کی دیواریں بہت چوڑی اور مضبوط ہیں اور گولائی میں ایک کے بعد دوسری دیوار آتی ہے۔ جگہ کا نقشہ یہ ہے کہ ہر دیوار اپنی اگلی دیوار سے اونچی ہو۔ ہلکی سی ڈھلوانی زمین کچھ حد تک اِس انتظام کے لیے سازگار ہوئی' لیکن اصل کام مہارت کا تھا۔ فصیلوں کی کل تعداد سات ہے اور شاہی محل و خزانے آخری دائرے کے اندر ہیں۔ بیرونی دیوار کا محیط تقریباً تقریباً ایتھنز جتنا ہے۔ اِس دیوار کے مورچے سفید ہیں [89]؛ اِس کے بعد بالترتیب کالے' بنفشی' نیلے اور نارنجی رنگ کے مورچے ہیں؛ اِن سب پر پینٹ کیا گیا ہے۔ آخری دو دیواروں کے مورچے نقرئی اور طلائی رنگوں کے ہیں۔ [90]

99۔ دیوسس نے یہ تمام فصیلیں اپنے اور اپنے محل کے لیے تعمیر کیں۔ لوگوں کو اپنے مکان دیواروں سے باہر بنانے کا کہا گیا۔ جب شہر کی تعمیر مکمل ہوئی تو اُس نے رسومات کی ادائیگی کا انتظام کیا۔ کسی کو بھی بادشاہ کی ذات تک براہ راست رسائی کی اجازت نہ تھی' بلکہ یہ پیغام قاصدوں کے ذریعہ جاتا تھا' اور محکوموں کو اپنے بادشاہ کو دیکھنے سے بھی منع کر دیا گیا۔ بادشاہ کی موجودگی میں کسی بھی شخص کا ہنسنا یا تھوک پھینکنا بھی جرم قرار دیا گیا۔ یہ آداب و رسوم' جن کا موجد دیوسس تھا' اُس نے اپنی حفاظت کے نکتہ نظر سے قائم کیں۔ اُسے ڈر تھا کہ اُس کے ساتھ پرورش پانے والے اچھے خاندان کے اور باصلاحیت ساتھی حسد کا شکار ہو جائیں گے اور اُس کے خلاف سازش کرنے پر مائل ہوں گے؛ اگر وہ (دیوسس) اُن کی نظروں کے سامنے نہ آیا تو وہ اُسے اپنے سے مختلف قسم کی ہستی خیال کرنے لگیں گے۔

100۔ یہ انتظامات مکمل اور اپنی شاہی بنیادیں مضبوط کرنے کے بعد دیوسس نے پہلے جیسی سختی کے ساتھ ہی عدل و انصاف کا سلسلہ جاری رکھا۔ شکایات تحریری شکل میں بادشاہ کو بھجوائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاتیں جو اپنا فیصلہ صادر کرتا اور متعلقہ فریقین کو فیصلوں سے آگاہ کر دیا جاتا: اِس کے علاوہ مملکت کے تمام علاقوں میں شاہی جاسوس اور مخبر موجود تھے' جو کسی بھی ظلم و زیادتی کے متعلق سن کر ملزم کو بلواتے اور سزا دیتے۔

101۔ یوں دیوسس نے میڈیوں کو ایک قوم کی شکل دی اور بلا شرکت غیرے حکومت کرنے لگا۔ اُس کی قلمرو میں مندرجہ ذیل قبائل شامل ہیں: بیوسے' پاریتا کینی' سٹروکاتیں' آریزانتی' بُوڈی اور میگی۔

102۔ 53 سال حکومت کرنے کے بعد جب دیوسس مرا تو اُس کا بیٹا فرااورتیس تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ صرف میڈیوں کی ایک قوم پر ہی مشتمل قلمرو سے مطمئن نہ تھا' اُس نے فارسیوں پر حملے شروع کر دیئے؛ اُس نے اُن کے ملک پر چڑھائی کی' اور انہیں سب سے پہلے میڈیائی طوق پہنایا۔ اِس کامیابی کے بعد دو طاقتور اقوام کا سربراہ بننے پر اُس نے ایک کے بعد دوسرے علاقہ پر چڑھائی کر کے ایشیاء کو فتح کرنا شروع کیا۔ آخر کار وہ اشوریوں کے ساتھ جنگ آزما ہوا۔۔۔ اُن اشوریوں سے جن کا تعلق نینوا سے تھا[91] اور جو ایشیاء کے سابق حکمران تھے۔ اِس وقت تک وہ اپنے حلیفوں کی بغاوت اور بے تعلقی کے باعث تن تنہا تھے' پھر بھی اُن کے اندرونی حالات ہمیشہ کی طرح خوشحالی کی جانب گامزن تھے۔ فرااورتیس نے اُن پر حملہ کیا' لیکن اِس مہم میں اپنی فوج کا بہت بڑا حصہ تباہ کروا بیٹھا۔ اُس نے میڈیوں پر 22 سال حکومت کی۔

103۔ فرااورتیس کی موت پر اُس کا بیٹا سائیکسارس تخت پر بیٹھا۔ اُس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ جنگ پسند تھا' اور سب سے پہلے اُسی نے ایک ایشیائی فوج ترتیب دی' دستوں کو رسالوں میں تقسیم کیا اور نیزہ بازوں' تیراندازوں اور گھوڑ سواروں کے الگ الگ جتھے بنائے جو قبل ازیں ہجوم کی صورت میں گڈمڈ ہو کر لڑا کرتے تھے۔ اُس وقت سائیکسارس ہی لیڈیاؤں کے خلاف لڑ رہا تھا جب دن اچانک رات میں تبدیل ہو گیا' وہی ہیلس پار کے سارے ایشیاء کو اپنی قلمرو میں لایا۔[92] اس بادشاہ نے اپنی زیر حکومت تمام اقوام کو جمع کر کے اپنے باپ کا بدلہ لینے کی خاطر نینوا پر حملہ کیا اور فتح کی امید باندھی۔ لڑائی میں اشوریوں کو شکست ہوئی' اور جب سیتھیوں کا ایک کافی بڑا لشکر اپنے بادشاہ پروتوتھائیس کے بیٹے میدائیس[93] کی قیادت میں ایشیاء میں آیا تو سائیکسارس اُس جگہ کو محاصرہ میں لے چکا تھا۔ سیتھی سِمیریوں کا پیچھا کر رہے تھے جنہیں انہوں نے یورپ سے باہر نکالا تھا۔

104۔ پالس میوتس سے لے کر دریائے فاسس اور کولکیوں تک کا فاصلہ تیس دن میں طے ہوتا ہے۔ کولکس سے میڈیا میں جانے میں زیادہ دیر نہیں لگتی۔۔۔ درمیان صرف ایک قوم ساسپیری[94] آتی ہے جسے پار کر کے آپ خود کو میڈیا میں پاتے ہیں۔ تاہم' سیتھی اِس راستے سے

نہیں آئے تھے'انہوں نے سیدھا راستہ اپنانے کی بجائے بالائی راستہ اختیار کیا جو کاکیشیا کے بائیں طرف چلتا ہے[۹۵] اور کہیں زیادہ طویل ہے۔ یوں سیتھیوں نے میڈیا پر حملہ کیا تو میڈیوں نے مدافعت کی'لیکن شکست کھا کر اپنی سلطنت سے محروم ہو گئے۔ سیتھی ایشیا کے مالک بن گئے۔

105۔ اس کے بعد انہوں نے مصر پر یلغار کی نیت سے کوچ کیا۔ تاہم'جب وہ فلسطین پہنچ گئے مصری بادشاہ پسامیٹی کس تحائف اور دعاؤں کے ساتھ اُن سے ملا اور مزید پیش قدمی نہ کرنے کی استدعا کی۔ سیریا کے ایک شہر اسکالون[۹۶] کے راستے واپس جاتے ہوئے اُن کا بڑا حصہ کوئی نقصان کیے بغیر گزر گیا؛ لیکن کچھ ایک پیچھے رہ جانے والوں نے آسمانی ایفرودتی[۹۷] کا معبد لوٹا۔ تحقیق پر مجھے معلوم ہوا کہ اسکالون والا معبد اِس دیوی کے تمام معبدوں سے زیادہ قدیم ہے؛ کیونکہ سائپریوں کے مطابق سائپرس والا معبد اُس کی نقل پر بنایا گیا؛ اور کائی تھیرا کا معبد فنیقیوں نے بنایا جو سیریا کے اِس علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ دیوی نے اپنا مندر لُوٹنے والے سیتھیوں کو نسوانی بیماری کے ذریعہ سزا دی جو اُن کی اولادوں میں ہنوز باقی ہے۔ وہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ انہیں بیماری اس مذکورہ وجہ سے ہی لگی'اور سیتھیا جانے والے مسافر دیکھ سکتے ہیں کہ یہ بیماری کیسی ہے۔ اس میں مبتلا افراد کو ایناریس (Enarees) کہا جاتا ہے۔

106۔ ایشیا پر سیتھیوں کا غلبہ 28 برس تک رہا؛ اس عرصہ کے دوران ان کے ظلم و جبر نے ہر طرف تباہی پھیلائی۔ انہوں نے باقاعدہ خراج کے علاوہ کئی اقوام سے اضافی محصول بھی لیے جن کی شرح من مانی تھی؛ مزید برآں'انہوں نے ملک میں ہر کسی کو لوٹا۔ حتیٰ کہ سائیکسارس اور میڈیوں نے اُن کے بہت بڑے حصے کو ایک دعوت میں بلایا' شراب کے نشے میں مدہوش کیا اور اس کے بعد سب کو قتل کر ڈالا۔ تب میڈیوں نے اپنی سلطنت بازیاب کی اور اُن کی قلمرو پہلے جتنی ہی وسیع ہو گئی۔ انہوں نے نینوا لیا--- یہ واقعہ میں آگے چل کر بیان کروں گا--- اور ضلع بابل کے سوا سارا اشوریہ فتح کیا۔ اس کے بعد سائیکسارس مر گیا۔ اگر ہم سیتھی دور حکومت کو بھی شمار کر لیں تو اس نے میڈیوں پر 40 سال حکومت کی۔

107۔ سائیکسارس کے بعد اُس کا بیٹا استیاجز تخت نشین ہوا۔ اُس کی ایک بیٹی میندانے تھی'جس کے حوالے سے اُسے ایک انوکھا خواب آیا۔ اُس نے دیکھا کہ اُس میں سے نکلنے والے ایک پانی کے دھارے نے نہ صرف دارالحکومت کو بھر دیا' بلکہ سارے ایشیاء کو ڈبو دیا ہے۔ اُس نے یہ خواب خوابوں کے مفسر میگی (کاہن) کو سنایا جس نے اِس کا مطلب پوری طرح سمجھایا۔ استیاجز بہت خوفزدہ ہوا۔ اسی لیے جب اُس کی بیٹی پختہ عمر کو پہنچی تو اُس نے اُسے کسی موزوں رتبے کے حامل میڈی سے نہ بیاہا'کہ کہیں خواب پورا نہ ہو جائے؛ بلکہ اسے ایک اچھے خاندان کے[۹۸] مگر سرد مزاج فارسی کے ساتھ بیاہا جسے وہ اوسط درجہ کے میڈی سے بھی کہیں پست خیال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرتا تھا۔

108۔ یوں فارسی کیمبائسس کی شادی میندانے سے ہوئی[99] اور وہ اسے اپنے گھر لے آیا، جس کے بعد پہلے سال میں ہی استیاجز نے ایک اور خواب دیکھا۔ خواب میں اس نے اپنی بیٹی کی کوکھ سے ایک انگور کی بیل نکل کر سارے ایشیاء پر غالب آتے دیکھی۔ مفسرین کو اس خواب کے متعلق بتانے کے بعد اُس نے میندانے کو فارس سے بلوایا جو اب حاملہ تھی اور بچے کی پیدائش میں بہت کم وقت رہ گیا تھا۔ استیاجز نے اُس پر پہرہ لگا دیا تاکہ بچے کو پیدا ہوتے ہی مار دے، کیونکہ مفسرین نے اس امر کی پیش بینی میں بتایا تھا کہ میندانے کا بیٹا اُس کی جگہ پر سارے ایشیاء کا حکمران بنے گا۔ چنانچہ استیاجز نے بطور حفظ ماتقدم سائرس کے پیدا ہوتے ہی ہرپاگس کو بلوایا جو اُس کے گھر کا اور میڈیوں میں سے وفادار ترین آدمی تھا اور وہ اپنے سارے معاملات اسی کے سپرد کیا کرتا تھا۔ اُس نے ہرپاگس سے کہا۔۔۔ "میں استدعا کرتا ہوں کہ جو کام میں تمہارے ذمہ لگانے والا ہوں تم اس میں کوتاہی ہرگز نہ کرنا؛ نہ ہی کسی اور کے مفادات کی خاطر اپنے بادشاہ کے مفادات کو پس پشت ڈالنا، مبادا تم مستقبل میں اپنا سر کٹوا بیٹھو۔ میری بیٹی میندانے کا نومولود بیٹا اُٹھا کر اپنے گھر لے جاؤ اور اسے قتل کر ڈالو۔ پھر اُسے دفن کر دینا۔" ہرپاگس نے جواب دیا، "بادشاہ معظم، آج تک ہرپاگس نے آپ کا کوئی حکم نہیں ٹالا، اور یقین رکھیں کہ میں آیندہ بھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔ اگر یہ کام ہونا آپ کی خواہش ہے تو اِسے پوری ہوشیاری کے ساتھ انجام دینا میرا فرض ہے۔"

109۔ ہرپاگس کے اس جواب پر بچہ موت کے لباس میں لپیٹ کر اُس کے ہاتھوں میں دے دیا گیا اور وہ اُسے روتے ہوئے اپنے گھر لے گیا۔ وہاں اُس نے اپنی بیوی کو استیاجز کے حکم سے آگاہ کیا۔ بیوی بولی "تو اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟" اس نے جواب دیا "وہ نہیں جو استیاجز چاہتا ہے؛ وہ اور بھی زیادہ دیوانہ اور بے وقوف ہو جائے گا، لیکن میں اس کی خواہش کے مطابق کام نہیں کروں گا، اور نہ ہی اس قسم کے قتل میں کوئی معاونت کروں گا۔ بہت سی باتیں مجھے اُس کے قتل سے روکتی ہیں۔ اول یہ کہ لڑکا میرا اپنا عزیز رشتہ دار ہے؛ دوسرے استیاجز بوڑھا ہو گیا ہے اور اُس کا کوئی بیٹا نہیں۔[100] اگر اُس نے اِسے مروا دیا تو تاج اُس کی بیٹی کے سر پہ سجے گا۔۔۔ وہی بیٹی جس کے بیٹے کو اب وہ مروانا چاہتا ہے۔۔۔ ایسی صورت میں میرے لیے بھیانک خطرے کے سوا اور کیا باقی رہ جائے گا؟ یقیناً میرے اپنے تحفظ کی خاطر بچے کو لازماً مرنا چاہیے، لیکن اس کی زندگی کا خاتمہ مجھے یا میرے کسی آدمی کی بجائے استیاجز کے کسی آدمی کو کرنا چاہیے۔"

110۔ یہ کہہ کر اُس نے استیاجز کے ایک گلہ بان متراد تس[101] کو لانے کی خاطر قاصد بھیجا جس کی چراگاہیں اس کام کے لیے موزوں ترین تھیں۔ پہاڑوں کے درمیان واقع اِن چراگاہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں بہت سے جنگلی جانور تھے۔ یہ شخص بادشاہ کی ایک کنیز کا شوہر تھا جس کا میڈیائی نام سپاکو اور یونانی تلفظ سائنو تھا کیونکہ میڈیائی زبان میں "سپاکا" کا مطلب کتیا ہے۔ اس کی چراگاہ کے کناروں پر واقع پہاڑ Euxine کی طرف آگبا تانا کے شمال میں ہیں۔ میڈیا کا ساپیریوں کے ساتھ سرحد تشکیل دینے والا حصہ ایک مرتفع کوہستانی اور جنگلوں سے بھرا ہوا خطہ ہے' جبکہ باقی کا میڈیائی علاقہ ہموار میدان ہے۔ گڈریئے کی فوری آمد پر ہرپاگس نے اُس سے کہا۔۔۔ "استیاجز چاہتا ہے کہ تم اِس بچے کو لے جا کر پہاڑوں میں پھینک آؤ جہاں یہ فوراً مر جائے گا۔ اور اس نے مجھے تمہیں یہ بتانے کا حکم دیا ہے کہ اگر تم نے بچے کو نہ مارا بلکہ کسی نہ کسی طرح اسے زندہ چھوڑ دیا تو وہ تمہیں خوفناک ترین موت دے گا۔ مجھے بذات خود بچے کو مارنے کے کام کی نگرانی پر تعینات کیا گیا ہے۔"

111۔ یہ سن کر گڈریئے نے بچے کو گود میں اُٹھایا اور واپس چراگاہ میں پہنچا۔ وہاں اتفاقاً اس کی بیوی نے ایک بچے کو جنم دیا ہوا تھا۔ گڈریا اور اس کی بیوی دونوں ایک دوسرے کے معاملے میں پریشان تھے۔۔۔ گڈریئے کو خوف تھا کہ بیوی کی زچگی کا وقت بہت قریب تھا' اور بیوی اس لیے تشویش کا شکار تھی کہ ہرپاگس کا اس کے شوہر کو بلوانا ایک نئی بات تھی۔ چنانچہ جب وہ واپس گھر آیا تو بیوی نے اُسے غیر متوقع طور پر دیکھ کر پوچھا کہ ہرپاگس نے اُسے اس قدر عجلت میں کیوں طلب کیا تھا۔ اس نے کہا' "شہر پہنچ کر میں نے ایسی چیزیں دیکھی اور سُنی ہیں کہ خدا کسی کو نہ دکھلائے۔ ہرپاگس کے گھر میں ہر کوئی اشکبار تھا۔ میں بہت گھبرایا لیکن اندر داخل ہوا۔ اندر قدم رکھتے ہی میں نے فرش پر پڑے ایک بچے کو روتے چلاتے دیکھا' وہ سونے کے زیور اور نہایت خوبصورت رنگوں کے کپڑوں میں لپٹا ہوا تھا۔ ہرپاگس نے مجھے دیکھا اور حکم دیا کہ میں اِس بچے کو اٹھا کر لے جاؤں۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اب میں اُس کے ساتھ کیا کروں گا؟ کیوں' اسے پہاڑوں میں پھینک آؤں جہاں جنگلی درندے بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ اور اُس نے مجھے بتایا کہ یہ خود بادشاہ کا حکم ہے' اور اس کام میں ناکامی پر میرا انجام خوفناک ہو گا۔ چنانچہ میں نے بچے کو گود میں اُٹھایا اور یہاں لے آیا۔ میرے خیال میں یہ کسی گھریلو کنیز کا بیٹا ہو گا۔ میں سونے کے زیور اور بچے کے کپڑے دیکھ کر یقیناً حیران ہوا' اور یہ سمجھ نہ آیا کہ ہرپاگس کے گھر میں رونا دھونا کیوں ہو رہا تھا۔ مگر واپس آتے ہوئے جلد ہی میں سچائی تک پہنچ گیا۔ انہوں نے میرے ساتھ ایک ملازم کو بھیجا کہ مجھے شہر سے باہر جانے کا راستہ دکھا آئے اور بچہ میرے ہاتھوں میں دیدے۔ اور اُس نے مجھے بتایا کہ یہ بچہ بادشاہ کی بیٹی میندانے کا ہے اور اس کا باپ کیمبائسس ابن سائرس ہے: بادشاہ نے اسے ہلاک کرنے کا حکم دیا ہے' یہ ہے وہ بچہ۔"

112۔ یہ کہہ کر گڈریئے نے نومولود کے اوپر سے کپڑا ہٹا دیا۔ بیوی نے بچے کی خوبصورتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو دیکھا تو روتے ہوئے اپنے شوہر کے گھٹنے پکڑ کر التجا کی کہ وہ اسے ہرگز قتل نہ کرے۔ گڈریئے نے جواب دیا کہ اس کے لیے یہ ممکن نہیں کیونکہ ہرپاگس یقیناً کسی کو رپورٹ لینے بھیجے گا' اور یوں حکم عدولی پر اسے نہایت ظالمانہ موت دے گا۔ شوہر کو مائل کرنے کی پہلی کوشش میں ناکامی کے بعد وہ دوبارہ بولی اور کہا "اگر تم میری بات ماننے پر تیار نہیں ہو' اور ایک بچے کو پہاڑوں پر پھینکنا لازمی ہے تو ایسا ہی کرو۔ میں نے ابھی ابھی جس بچے کو جنم دیا ہے وہ مردہ ہے؛ اُسے لے جا کر پہاڑوں میں پھینک دو اور استیاجز کی بیٹی کے بچے کی پرورش ہم اپنی اولاد کے طور پر کریں گے۔ یوں تم پر اپنے آقا کی حکم عدولی کا الزام نہیں آئے گا اور نہ ہمارے ساتھ برا سلوک ہو گا۔ ہمارے مردہ بچے کو شاہانہ انداز میں دفنایا جائے گا اور یہ زندہ بچہ اپنی زندگی سے ہاتھ نہیں دھوئے گا۔"

113۔ گڈریئے کو یہ مشورہ اس صورتحال میں بہترین لگا۔ چنانچہ وہ فوراً اس پر عملدرآمد کے لیے تیار ہو گیا۔ اس نے قتل کی غرض سے لایا ہوا بچہ اپنی بیوی کو دے دیا' اور اپنے مردہ بچے کو اس کا مہنگا لباس پہنا کر اپنی گود میں اٹھایا اور پہاڑوں میں رکھ آیا۔ تین روز بعد وہ اپنے ایک مددگار کو لاش کی نگرانی پر مقرر کر کے شہر میں ہرپاگس کے گھر گیا اور اسے ساتھ چل کر بچے کی لاش دیکھنے کو کہا۔ ہرپاگس نے اپنے بااعتماد ترین محافظ کو بھیج کر تصدیق کروائی اور پھر تجہیز و تکفین کا حکم دیا۔ یوں گڈریئے کا بیٹا دفن ہوا اور دوسرا بچہ گڈریئے کی بیوی نے گود لے لیا۔ یہ موخر الذکر بچہ سائرس کے نام سے مشہور ہوا' تاہم اس کی ماں اسے کسی اور نام سے بلاتی تھی۔

114۔ جب لڑکے کی عمر دس سال ہوئی تو ایک واقعہ کے نتیجہ میں اسے اپنی حقیقت کا علم ہو گیا۔ واقعہ یوں تھا۔ ایک روز وہ گاؤں میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا جہاں مویشیوں کا ایک باڑہ تھا۔ لڑکوں نے کھیل کھیل میں گڈریئے کے بیٹے کو اپنا بادشاہ چن لیا۔ تب وہ انہیں احکامات دینے لگا۔۔۔ کسی کو اپنے لیے گھر بنانے کا حکم' کسی کو محافظ بننے کا' ایک کو ولی عہد بننے کا اور ایک کو پیغام پہنچانے کا' سب کو کوئی نہ کوئی کام دیا گیا۔ لڑکوں میں ایک ممتاز میڈیائی ارتم باریس کا بیٹا بھی تھا جس نے سائرس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ سائرس نے دوسرے لڑکوں سے کہا کہ اُسے حراست میں لے لیں اور پھر نافرمان کو کوڑے سے سخت سزا دی۔ ارتم باریس کے بیٹے نے اس ہتک آمیز سلوک پر غصے میں آ کر اپنے باپ کو سائرس کی حرکت کے متعلق سب کچھ بتایا۔ یقیناً اس نے اس لڑکے کو "سائرس" کے نام سے نہ بتایا بلکہ صرف بادشاہ کے گڈریئے کا بیٹا کہا۔ ارتم باریس شدید غصے کے عالم میں اپنے بیٹے استیاجز کے پاس گیا اور شکایت کی۔ اس نے لڑکے کے شانوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا: "آپ کے غلام گڈریئے کے بیٹے نے میری توہین کی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

115۔ استیاجز نے یہ دیکھ اور سن کر گڈریئے اور اُس کے بیٹے کو بُلوایا تاکہ ارتم باریس کا بیٹا اپنا بدلہ لے سکے۔ جب وہ دونوں حاضر ہوئے تو استیاجز نے سائرس پر نظر جما کر کہا "او' گھٹیا آدمی کے بیٹے' کیا تو نے ایک معزز شخص' میرے دربار میں درجہ اول کے حامل شخص کے بیٹے سے یہ نامناسب رویہ اپنانے کی جرات کی ہے؟" لڑکے نے جواب دیا: "میرے مالک' میں نے اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جو ہونا چاہیے تھا۔ لڑکوں نے کھیل میں مجھے بادشاہ منتخب کیا تھا کیونکہ میں ان کے خیال میں اس کام کے لیے بہترین تھا۔ خود یہ بھی مجھے چننے والوں میں شامل تھا۔ باقی سب نے میرے حکم کی تعمیل کی؛ لیکن یہ نافرمانی کا مرتکب ہوا اور آخر کار قرار واقعی سزا پائی۔ اگر اِس بنیاد پر میں سزا کا حقدار ہوں تو میں اُسے بھگتنے کو تیار ہوں۔"

116۔ استیاجز لڑکے کی بات سُن کر سوچنے لگا کہ وہ کون تھا۔ اُسے لگا کہ وہ خود اُسی جیسے کردار کا حامل تھا' اور اُس کے دیئے ہوئے جواب میں ایک شاہانہ جھلک تھی؛ اس کے علاوہ لڑکے کی عمر وہی تھی جو اس کے نواسے کی ہوتا تھی۔ اِس سب پر حیران ہو کر استیاجز کچھ دیر تک بول نہ سکا۔ آخر کار' بمشکل اپنے حواس بحال کر کے اور ارتم باریس کو رخصت کرنے کی خواہش میں اُس نے کہا' "ارتم باریس میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اِس معاملے کا فیصلہ اِس طرح کروں گا کہ تمہیں یا تمہارے بیٹے کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔" ارتم باریس وہاں سے رخصت ہوا اور خدمتگار بادشاہ کے حکم پر سائرس کو محل کے اندرونی حصے میں لے گئے۔ تب استیاجز نے علیحدگی میں گڈریئے سے پوچھا کہ اُس نے یہ لڑکا کہاں سے اور کس سے لیا؛ گڈریئے نے اُسے اپنی اولاد بتایا اور یہ بھی کہا کہ اس کی ماں اب بھی زندہ ہے اور ان کے ساتھ گھر میں رہتی ہے۔ استیاجز نے کہا کہ وہ خود کو مصیبت سے دوچار کر رہا ہے اور محافظوں کو اسے قابو کرنے کا اشارہ کیا۔ جب محافظ گڈریئے کو گھسیٹ رہے تھے تو اُس نے کچھ بھی چھپائے بغیر بادشاہ کو الف تا یے ساری کہانی سنا دی اور آخر میں منت و ساجت کی کہ اُسے معاف کر دیا جائے۔

117۔ معاملے کی حقیقت جان کر استیاجز کو گڈریئے پر تو بہت کم مگر ہرپاگس پر شدید غصہ آیا۔ اُسے فوری حاضر کرنے کا حکم دیا گیا۔ جب وہ آیا تو استیاجز نے پوچھا: "ہرپاگس' تم نے میری بیٹی کے بیٹے کو کس موت سے مارا تھا؟" ہرپاگس نے کمرے میں گڈریئے کو موجود دیکھ کر جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کی بلکہ مندرجہ ذیل جواب دیا: "جناب' جب آپ نے بچہ میرے حوالے کیا تو میں نے اچھی طرح غور و خوض کیا کہ ایسا کونسا طریقہ ہو سکتا ہے جسے اپنا کر میں آپ کی خواہش کو پورا کر دوں اور میرے ہاتھ بھی آپ کے اور آپ کی بیٹی کے خون سے محفوظ رہیں۔ چنانچہ میں نے گڈریئے کو بلوایا اور بچہ اُس کے حوالے کرتے ہوئے بتایا کہ بادشاہ کے حکم پر اسے موت کے گھاٹ اُتارنا ہے۔ اِس میں کوئی جھوٹ نہیں تھا' کیونکہ آپ نے یہی حکم دیا تھا۔ مزید برآں' میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے بچہ اسے دیتے وقت کہا تھا کہ اسے جا کر کہیں پہاڑوں میں پھینک آئے اور قریب ہی کہیں کھڑے ہو کر اِسے موت آنے تک دیکھتا رہے؛ ناکامی کی صورت میں اُسے ہر قسم کی سزا سے بھی ڈرایا۔ بعد میں جب اُس نے میرے حکم پر عمل کیا اور بچہ مر گیا تو میں نے اپنے نہایت قابل بھروسہ ہیجڑے کو بھیجا جس نے ساری لاش کا جائزہ لیا اور پھر اُسے دفنا دیا۔ جناب یہ واضح سچائی ہے' اور وہ بچہ اسی موت سے مرا۔"

118۔ یوں ہرپاگس نے ساری کہانی سادہ' واشگاف انداز میں بیان کی؛ جس پر استیاجز نے اپنے غصے کی کوئی علامت ظاہر کیے بغیر گذر رہیئے سے سنی ہوئی ساری بات دوہرائی اور آخر میں کہا' "تو لڑکا زندہ ہے' اور یہی بات سب سے اچھی ہے کیونکہ بچے کی موت میرے لیے ایک عظیم دکھ تھی اور بیٹی کی لعنت و ملامت میرے دل کو پارہ پارہ کرتی تھی۔ قسمت نے ہمیں ایک اچھا موقع دیا ہے۔ اب گھر جاؤ' اور اپنے بیٹے کو نووارد کے ساتھ بھیج دو؛ آج رات میں بچے کی سلامتی کے لیے دیوتاؤں کے حضور قربانی دینا چاہتا ہوں اس لیے تم بھی دعوت میں بطور مہمان آنا۔"

119۔ یہ سن کر ہرپاگس نے اطمینان کا سانس لیا اور نافرمانی کا انجام خوش قسمتی کی صورت میں نکلنے کی خوشی میں گھر گیا' کیونکہ اُسے سزا دینے کی بجائے ایک پُر مسرت ضیافت میں مدعو کیا گیا تھا۔ اس نے گھر پہنچتے ہی اپنے اکلوتے تیرہ سالہ بیٹے کو 'بلوایا' اُسے محل جانے اور استیاجز کا ہر حکم ماننے کی ہدایت کی۔ پھر وہ خوشی خوشی اپنی بیوی کے پاس گیا اور اُسے سارا واقعہ سنایا۔ دریں اثناء' استیاجز نے ہرپاگس کے بیٹے کو پکڑ کر قتل کیا' اس کی لاش کے کچھ ٹکڑوں کو آگ پر بھونا اور کچھ کو اُبالا؛ اور جب وہ سب تیار ہو گئے تو انہیں کھانے کے لیے رکھ چھوڑا۔ ضیافت کے وقت ہرپاگس دوسرے مہمانوں کے ہمراہ آیا اور سب کھانے بیٹھ گئے۔ استیاجز اور باقی افراد کو گوشت پیش کیا گیا' لیکن ہرپاگس کی میز پر اُس کے اپنے ہی بیٹے کے گوشت کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ ہاتھوں' پاؤں اور سر کو علیحدہ ایک ٹوکری میں رکھ کر ڈھانپ دیا گیا۔ جب لگا کہ ہرپاگس پیٹ بھر کر کھا چکا ہے تو استیاجز نے اُسے بلا کر پوچھا کہ کھانا کیسا لگا۔ جواب میں اُس نے زبردست تعریف کی تو بادشاہ کے ملازم ہدایت کے مطابق وہ ٹوکری لے آئے جس میں اُس کے بیٹے کے ہاتھ' پیر اور سر پڑا تھا؛ بادشاہ نے اُسے ٹوکری کھولنے اور اپنی خوشی سے جو چیز چاہے لینے کو کہا۔ ہرپاگس نے ٹوکری پر سے کپڑا ہٹایا اور اپنے بیٹے کے جسم کے حصے دیکھے۔ تاہم' اس منظر نے اُسے خوفزدہ کیا اور نہ ہی بدحواس کیا۔ استیاجز نے پوچھا' کیا وہ جانتا ہے کہ اُس نے آج کس جانور کا گوشت کھایا ہے' تو ہرپاگس نے جواب دیا کہ وہ بہت اچھی طرح جانتا ہے اور بادشاہ نے جو کچھ کیا وہ درست ہے۔ اِس جواب کے بعد اُس نے بیٹے کے بچے کھچے حصے لیے اور غالباً انہیں دفنانے کی نیت سے گھر لے گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

120۔ اِس طرح استیاجز نے ہرپاگس کو سزا دی: اُس نے اپنے نواسے سائرس سے نمٹنے پر غور کرتے ہوئے میگی کو بلوایا جنھوں نے اُس کے خواب کی تعبیر کی تھی; اور اِس تعبیر کی وجہ پوچھی۔ میگی نے اپنی پہلی کہی ہوئی بات سے انحراف کیے بغیر جواب دیا کہ "اگر لڑکا جوان ہوا تو لازماً بادشاہ بنے گا' اور اسے موت اتنی جلدی نہیں آئے گی۔" تب استیاجز نے اُن سے کہا' "لڑکے کی جان بچ گئی; اُس نے ایک گاؤں میں پرورش پائی اور گاؤں کے لڑکوں نے اُسے اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اُس نے بادشاہوں والا ہی رویہ اختیار کیا۔ اُس نے اپنے محافظ' دربان' قاصد اور باقی افسران بنائے۔ تم مجھے بتاؤ کہ تمہارے خیال میں یہ باتیں کس چیز کی جانب اشارہ کرتی ہیں؟" میگی نے جواب دیا' "اگر لڑکا زندہ بچ گیا' اور اُس نے کسی تربیت کے بغیر بطور بادشاہ حکومت کی ہے تو ایسی صورت میں ہم آپ کو خوشی منانے کا مشورہ دیتے ہیں; اُس کی جانب سے پریشانی والی کوئی بات نہیں۔ وہ دوسری مرتبہ حکمران نہیں بنے گا; کیونکہ ہم نے کبھی کبھی کہانتوں کو بھی ایک غیر ضروری انداز میں پورا ہوتے دیکھا ہے; اور عموماً خوابوں کی تعبیریں حیرت انگیز حد تک غیر اہم ہوتی ہیں۔" استیاجز نے کہا' "میرا اپنا یہی خیال ہے; لڑکا ایک دفعہ بادشاہ بن چکا ہے اس لیے اب مجھے اُس سے کوئی خطرہ نہیں۔ بایں ہمہ اچھی طرح سوچ بچار کے بعد مجھے مشورہ دو کہ میں اپنے گھر اور مفادات کی حفاظت کے لیے کیا اقدامات کروں؟" میگی نے جواب میں کہا' "آپ کی بادشاہت کا مستحکم رہنا ہمارے اپنے مفاد میں ہے; اگر یہ لڑکا بادشاہ بنا تو بادشاہت بھی غیروں کے پاس چلی جائے گی کیونکہ وہ ایک فارسی ہے: یوں ہم میڈیوں کی آزادی کھو جائے گی اور فارسی ہمیں غیر ملکیوں کے طور پر حقیر جانیں گے۔ لیکن جب تک آپ' ہمارے ہم وطن تخت نشین ہیں' ہمیں ہر قسم کی عزت و احترام حاصل ہے' اور حکومت میں ہمارا حصہ بھی قائم ہے۔ اس لیے ہم آپ کے اور آپ کی حاکیت کے لیے پیش بینی کرنے میں کوتاہی کیوں کریں گے! اگر ہمیں حالیہ خطرے کے لیے کوئی وجہ نظر آئی تو یقین رکھیں ہم آپ کو اُس سے ضرور آگاہ کریں گے۔ لیکن ہم واقعی پوری طرح قائل ہیں کہ آپ کا خواب نہایت بے ضرر انداز میں پورا ہو چکا ہے; اب ہمیں کوئی فکر نہیں رہی' آپ بھی فکر چھوڑ دیں۔ لڑکے کے بارے میں ہمارا مشورہ ہے کہ اُسے فارس میں اُس کی ماں اور باپ کے پاس بھیج دیں۔"

121۔ استیاجز اُن کے جواب سے خوش ہوا' اور سائرس کو بلوا کر کہا' "میرے بچے' میں نے ایک خواب کی وجہ سے تمہارے ساتھ بہت غلط سلوک کیا جو حقیقت میں کچھ بھی نہیں نکلا: تم اپنی خوش قسمتی سے بچ گئے۔ اب بے فکر ہو کر فارس جاؤ; میں تمہیں شاہی دستہ مہیا کر دوں گا۔ جاؤ' اور سفر کے اختتام پر تم اپنے باپ اور ماں کو دیکھو گے جو گڈریئے اور اس کی بیوی سے بالکل مختلف قسم کے لوگ ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

122۔ ان الفاظ کے ساتھ استیاجز نے اپنے نواسے کو روانہ کیا۔ کیمبائسس کے گھر پہنچنے پر والدین نے اُس کا استقبال کیا اور اُسے گلے سے لگایا؛ وہ ہمیشہ یہی سمجھتے رہے تھے کہ اُن کا بیٹا پیدا ہوتے ہی مرگیا تھا۔ ماں باپ اور بیٹے نے ایک دوسرے کو اپنی اپنی سرگذشت سنائی۔ لڑکے کو اپنی ساری کہانی میڈیا سے آتے ہوئے راستے میں معلوم ہوئی تھی۔ قبل ازیں اُسے پورا یقین تھا کہ وہ بادشاہ کے گڈریئے کا بیٹا ہے، لیکن شاہی ملازم نے اُسے ساری سچائی سے آگاہ کیا اور سارے راستے گڈریئے کی بیوی کی تعریفیں کرتا رہا اور اس کا ذکر بھی بار بار کیا۔ لہٰذا لڑکے نے ماں باپ کو اپنے متعلق بتاتے وقت بار ہا سائنو (گڈریئے کی بیوی) کا نام لیا۔ والدین نے لڑکے زندہ رہنے میں اُلوہی ہاتھ کی خصوصی کار فرمائی کے بارے میں اہل فارس کو قائل کرنے کے لیے یہ خبر پھیلائی کہ جب سائرس کو پہاڑوں میں پھینکا گیا تو ایک کتیا نے اُسے دودھ پلایا۔ یہی اِس افواہ کی واحد وجہ ہے۔

123۔ جب سائرس جوان ہوا اور اپنی دلیری کے لیے مشہور و مقبول ہو گیا تو استیاجز سے انتقام لینے کے خواہشمند ہرپاگس نے اُسے تحائف اور پیغامات بھیجنا شروع کر دیئے۔ اس کا اپنا عہدہ اتنا کمتر تھا کہ وہ کسی بیرونی امداد کے بغیر انتقام لینے کی امید نہیں لگا سکتا تھا۔ چنانچہ جب اُس نے سائرس کی صورت میں اپنے مددگار کو جوان ہوتے دیکھا تو اُسے اپنے ساتھ ملانے کے کام میں مصروف ہو گیا۔ وہ اپنے عزائم کی راہ ہموار کرنے کے لیے کئی بڑے میڈیائی امراء کو اپنا ہم خیال بنا چکا تھا (جو اپنے حاکم کی ظالمانہ حکومت سے نالاں تھے) کہ سائرس کو تخت پر بٹھانا اور استیاجز کو معزول کرنا ہی بہترین راہ ہے۔ ان اقدامات کے بعد بغاوت کے لیے بے قرار ہرپاگس فارس میں مقیم سائرس کو اپنی خواہشات سے آگاہ کرنا چاہتا تھا؛ لیکن میڈیا اور فارس کے درمیان سڑکوں پر پہرہ ہونے کی وجہ سے پیغام بھیجنے پر ہی اکتفا کیا، جس کے لیے مندرجہ ذیل طریقہ استعمال کیا۔ اُس نے ایک خرگوش لے کر اُس کا پیٹ چاک کیا، اپنا مطمع نظر لکھ کر اندر ڈالا اور احتیاط کے ساتھ کھال کو ٹانکے لگا دیئے۔ پھر اُس نے اپنے ایک وفادار ترین غلام کو وہ خرگوش دیا اور اُسے یہ شکار سائرس تک بطور تحفہ پہنچانے کی خاطر شکاری کے روپ میں فارس بھیجا۔ ساتھ ہی یہ ہدایت کی کہ سائرس کو خرگوش کا پیٹ بذات خود چاک کرنے کو کہے، اور یہ کام تنہائی میں کرے۔

124۔ سب کچھ اس کی خواہش کے مطابق ہوا اور سائرس کو خرگوش کا پیٹ چاک کرنے پر اندر رکھا خط ملا جس کا مضمون یوں تھا: "کیمبائسس کے بیٹے، دیوتا یقیناً تمہارے محافظ ہیں، ورنہ تم اپنی حیرت انگیز مہمات میں سے کسی ایک میں بھی سرخرو نہ ہوتے۔۔۔ اب وقت آ گیا ہے کہ تم اپنے قاتل استیاجز سے انتقام لو۔ اس نے تمہیں مارنا چاہا تھا؛ دیوتاؤں کی اور میری نظر میں تم خوش قسمت ہو کہ اب تک زندہ ہو۔ میرے خیال میں تم اپنے ساتھ اس کے کیے ہوئے سلوک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے لاعلم نہیں اور نہ ہی میرے اوپر اس کے مظالم سے بے خبر ہو کیونکہ میں نے تمہیں جان سے مارنے کے بجائے گڈریئے کے حوالے کر دیا تھا۔ اب میری بات سنو اور میری بات پر عمل کرو، تم اسیتاجز کی ساری سلطنت کے مالک بن جاؤ گے۔ فارس میں بغاوت کی آگ بھڑکاؤ اور پھر سیدھے میڈیا کی جانب کوچ کرو۔ چاہے استیاجز مجھے تمہارے خلاف فوج دے کر بھیجے یا میڈیوں کے کسی اور بادشاہ کو اس کام پر مامور کرے، لیکن سب کچھ تمہاری خواہش کے عین مطابق ہوگا۔ وہ تمہارے ساتھ مل کر استیاجز کی حکومت کا خاتمہ کریں گے۔ یقین رکھو کہ ہماری جانب سے ساری تیاری مکمل ہے: تم اپنے حصے کا کام فوری طور پر کرو۔"

125۔ اس خط کو پڑھ کر سائرس سوچنے لگا کہ وہ اہل فارس کو بغاوت پر آمادہ کرنے کی کونسی بہترین حکمت عملی اختیار کر سکتا ہے۔ کافی سوچ بچار کے بعد اسے مندرجہ ذیل طریقہ موثر ترین لگا: اس نے ایک طومار پر اپنی دانست کے مطابق مناسب سی تحریر لکھی اور پھر فارسیوں کا اجلاس بلا کر طومار پڑھا کہ استیاجز نے اسے ان کا جرنل مقرر کیا ہے۔ اس نے کہا "اس لیے اب میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ہر آدمی اپنی اپنی درانتی لے کر آئے۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی اجلاس برخاست ہو گیا۔

فارسی قوم متعدد قبائل سے مل کر بنی ہے۔ [۲۰۱] جنہیں سائرس نے جمع کر کے میڈیوں کے خلاف بغاوت کرنے کی ترغیب دی تھی وہ سرکردہ قبائل میں سے تھے: پسرگادے [۲۰۳]، مرافی اور ماسپی جن میں سے اول الذکر اعلیٰ ترین ہے۔ [۲۰۴] اکیمینیدے [۲۰۵] اُن کے ذیلی قبائل میں سے ایک ہے۔ باقی کے فارسی قبائل یہ ہیں: پینتھیالے، دیروسیئے، جرمانیے جو کاشتکاری کرتے ہیں۔ دان، مردیان، ڈروپی کن اور سیگارتی جو خانہ بدوش ہیں۔ [۲۰۶]

126۔ سائرس کے حکم کی تعمیل میں فارسی اپنی درانتیاں لے کر آئے: سائرس انہیں ایک تقریباً اٹھارہ یا بیس مربع فرلانگ خطے میں لے گیا جو کانٹے دار جھاڑیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اُس نے انہیں یہ تمام جھاڑیاں دن ڈھلنے سے پہلے صاف کرنے کو کہا۔ فارسیوں نے اپنا کام مکمل کیا تو سائرس نے انہیں دوسرا حکم دیا کہ اگلے روز نہا کر دوبارہ وہاں آئیں۔ دریں اثناء، اُس نے اپنے باپ کے تمام ریوڑ جمع کیے --- ساری بھیڑیں، بکریاں اور بیل --- اور انہیں ذبح کر کے ساری فارسی فوج کو دعوت دینے کی تیاری کی۔ موقع کے لیے شراب اور اعلیٰ ترین قسم کی روٹیاں بھی تیار کی گئیں۔ اگلے روز فارسی آئے، سائرس نے انہیں گھاس پر تشریف رکھنے کو کہا۔ دعوت کے بعد اُس نے اُن سب سے درخواست کرتے ہوئے پوچھا کہ اُنہیں آج کے کام اور گزشتہ روز کے کام میں سے کونسا زیادہ پسند آیا؟" انہوں نے جواب دیا کہ "فرق بہت عیاں ہے: گزشتہ روز کے کام نے تھکن اور محنت کے سوا کچھ نہیں دیا، جبکہ آج کا کام ہر لحاظ سے اچھا ہے۔" سائرس نے یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جواب سنتے ہی اپنا مقصد اِن الفاظ میں بیان کیا: "اے فارس کے رہنے والو' تمہارے سامنے یہ معاملہ ہے۔ اگر تم میرے الفاظ غور سے سنو تو ہزاروں قسم کی ایسی ہی لذتوں سے لطف اندوز ہو گے اور تمہیں کبھی غلاموں کی طرح زمین نہیں کھودنا پڑے گی; لیکن اگر تم نے میری بات نہ سنی تو گزشتہ روز جیسی لاتعداد محنتوں کے لیے خود کو تیار کر لو' اب تم میری بات مانو اور آزاد ہو جاؤ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں الوہی منشاء کے تحت تمہیں آزادی دلانے کا ذمہ دار ہوں; اور مجھے یقین ہے کہ تم کسی بھی چیز میں میڈیوں سے کمتر نہیں' اور شجاعت میں تو ذرا بھی نہیں۔ اس لیے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر استیاجز کے خلاف بغاوت کر دو۔"

127۔ اہل فارس میڈیائی حکومت سے طویل عرصہ سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ اب ایک لیڈر مل جانے پر انہوں نے خوشی سے غلامی کا طوق اُتار پھینکا۔ دریں اثناء' استیاجز نے سائرس کی کارروائیوں کا پتا لگنے پر اُسے حاضر ہونے کا پیغام بھیجا۔ سائرس نے جواب دیا: "استیاجز کو بتا دو کہ میں اس کے سامنے بہت جلد حاضری دوں گا۔" یہ پیغام ملتے ہی استیاجز نے اپنی تمام رعیت کو مسلح کیا' اور جیسے خدا نے اس کی عقل پر پردہ ڈال دیا ہو' ہرپاگس کو اُن کا سالار مقرر کیا۔ چنانچہ جب دونوں افواج صف آراء ہوئیں تو صرف چند ایک میڈی ایسے تھے جو راز میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے لڑے; باقیوں نے فارسیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے' جبکہ بہت بڑی تعداد ڈر کر بھاگ گئی۔

128۔ استیاجز اپنی فوج کا شرمناک رویہ سُن کر سائرس کے خلاف دھمکیاں دیتے ہوئے بولا' "سائرس کبھی خوش نہ رہ سکے گا"; پھر اُس نے مفسرین خواب کو پکڑا اور اُن کی کھال کھنچوا دی کیونکہ انہوں نے سائرس کو جانے کی اجازت دینے کا مشورہ دیا تھا: تب اُس نے شہر میں باقیماندہ بوڑھے و جوان میڈیوں کو جمع کیا اور فارسیوں کے خلاف لڑائی پر لے کر گیا; اسے شکست فاش ہوئی' فوج تباہ ہو گئی اور وہ خود دشمن کے ہاتھ لگ گیا۔

129۔ تب ہرپاگس محصور استیاجز کے قریب آیا اور اسے طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا۔ اور بہت سی کٹیلی باتوں کے علاوہ اُس نے اپنے بیٹے کے گوشت سے پکائے ہوئے کھانے کی ضیافت کا ذکر بھی کیا' اور استیاجز سے پوچھا کہ ابھی فوراً جواب دے: اُسے بادشاہ کی بجائے غلام بننا کیسا لگتا ہے؟ استیاجز نے اُس کے چہرے کی طرف دیکھا اور جواب میں پوچھا کہ وہ سائرس کی کامیابی کو اپنی کیوں قرار دے رہا ہے؟ ہرپاگس بولا' "اس لیے کہ میرے خط نے ہی بغاوت کی چنگاری سلگائی' اس لیے میں مہم کی کامیابی پر خوش ہونے کا حق دار ہوں۔" تب استیاجز نے اُسے "بیوقوف ترین اور نہایت غیر منصفانہ آدمی" قرار دیا۔ "بیوقوف اس لیے کہ اگر بغاوت مکمل طور پر اُسی نے کروائی تھی تو اس کا پھل بھی اسے ہی کھانا چاہیے تھا' مگر اُس نے تاج کسی اور کے سر پہ رکھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیا؛" اور "غیر منصفانہ اس لیے کہ اُس نے اپنے بیٹے کے قتل کا بدلہ لینے کی خاطر تمام میڈیوں کو غلام بنا ڈالا۔ بالفرض اگر وہ اقتدار کسی اور کو سونپنا چاہتا تھا تو انصاف کا تقاضا یہی تھا کہ ایک فارسی کی بجائے میڈیائی کو یہ عظمت دی جاتی۔ تاہم 'اب بے قصور میڈی حکمرانوں کی بجائے غلام بن گئے' اور غلام بھی اُن کے جو کچھ دن پہلے تک اُن کی رعایا تھے۔"

130۔ یوں استیاجز 35 سالہ دور حکومت کے بعد تخت و تاج سے محروم ہوا اور اُس کے ظلم کے نتیجہ میں میڈیوں کے گلے میں فارسیوں کی غلامی کا طوق پڑ گیا۔ ہیلس کے اُس پار ایشیائی علاقوں پر اُن کی سلطنت 128 برس رہی [۷ حاشیہ] 'ماسوائے اُس دور کے جب سیتھئیوں نے اقتدار سنبھالا۔ بعد میں میڈیوں کو اپنی اطاعت گذاری پر پچھتاوا ہوا اور انہوں نے داریوش (دارا) کے خلاف بغاوت کی لیکن جنگ میں شکست کھائی اور دوبارہ محکوم بن گئے۔ [۸ حاشیہ] تاہم 'اب استیاجز کے دور میں فارسیوں نے ہی سائرس کی سرکردگی میں میڈیوں سے سرکشی برتی اور اُس کے بعد ایشیاء کے حکمران بن گئے۔ سائرس نے استیاجز کو تاحیات اپنے دربار میں رکھا اور مزید کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ یہ تھے سائرس کی پیدائش' پرورش اور تخت نشینی کے حالات۔ بعد میں کروسس نے حملہ کر کے اُسے معزول کیا۔ (جیسا کہ میں پیچھے بیان کر چکا ہوں۔) کروسس اُس کی معزولی کے بعد سارے ایشیاء کا مالک بن گیا۔

131۔ میری معلومات کے مطابق فارسیوں کی رسوم و رواج مندرجہ ذیل ہیں۔ اُن کے ہاں دیوتاؤں کی مورتیاں' معبد یا قربان گاہیں نہیں ہیں اور وہ ان چیزوں کو بیوقوفی کی علامت خیال کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اِس کی وجہ اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ دیوتاؤں کی فطرت انسانوں سے مختلف ہے' جیساکہ یونانیوں کا تصور ہے۔ تاہم' وہ بلند ترین پہاڑوں کی چوٹیوں پہ چڑھ کر زیئس کو بھینٹ چڑھاتے ہیں--- یہ نام وہ آسمان کے سارے محیط کو دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ سورج اور چاند' زمین' آگ' پانی اور ہواؤں کو بھی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ انہی دیوتاؤں کی عبادت کی روایت قدیم وقتوں سے اُن تک پہنچی ہے۔ ایک بعد کے دور میں انہوں نے عربوں اور اشوروں سے مستعار لی ہوئی [۹ حاشیہ] یورانیا کی پوجا شروع کی۔ اشوری اس دیوی کو مِلیتا کے نام سے جانتے ہیں' عربی اسے آلیتا جبکہ فارسی مِترا (متھرا) کہتے ہیں۔ [۱۰ حاشیہ]

132۔ اہل فارس اِن دیوتاؤں کو مندرجہ ذیل انداز میں نذر کرتے ہیں: وہ قربان گاہ بناتے آگ جلاتے اور نہ ہی شراب گراتے ہیں; بربط و نے' پھولوں کے گجرے اور مقدس جو کی روٹی وغیرہ کچھ بھی نہیں ہوتا; بلکہ قربانی کرنے کا خواہشمند آدمی اپنی قربانی کی چیز کو صاف ستھری زمین پر لاتا اور اُس دیوتا کا نام پکارتا ہے جس کے حضور قربانی پیش کی جا رہی ہو۔ سر پر عموماً ایک زرد رنگ کی پگڑی باندھی جاتی ہے۔ قربانی کرنے والے کو اکیلے ہی رحمت کی دعا مانگنے کی اجازت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں ہوتی، بلکہ وہ بادشاہ اور سارے فارسی لوگوں (جس میں بلاشبہ وہ خود بھی شامل ہے) کی بہتری کے لیے دعا کرتا ہے۔ وہ جانور کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے گوشت کو اُبالتا اور نرم ترین بوٹی، ترجیحاً تپتیا پہ رکھ دیتا ہے۔ ساری تیاری مکمل ہو جانے پر کاہن آگے بڑھ کر منتر پڑھتا ہے جس میں دیوتاؤں کا ذکر ہوتا ہے۔ کاہن کی عدم موجودگی میں قربانی پیش کرنا جائز نہیں۔ کچھ دیر انتظار کے بعد قربانی کرنے والا شخص قربانی کے گوشت کو اپنے ساتھ لے جاتا اور جیسے دل چاہے استعمال کرتا ہے۔ [۱۱۱]

133۔ سال کے تمام دنوں میں سے ایک دن ایسا ہے جسے وہ بڑی دھوم سے مناتے ہیں۔۔۔یعنی اُن کی سالگرہ کا دن۔ اِس دن کھانے کا عام دنوں سے زیادہ مقدار میں انتظام کرنے کی روایت ہے۔ امیر فارسی ایک پورا بیل، گھوڑا، اونٹ اور ایک گدھا سالم بھون کر کھاتے ہیں؛ [۱۱۲] جبکہ غریب لوگ چھوٹی قسم کے جانور استعمال کرتے ہیں۔ وہ بہت کم ٹھوس غذا لیکن فوائہ (کھانے کے بعد پیش کی جانے والی کوئی بھی قاب ِ طعام) بہت زیادہ مقدار میں کھاتے ہیں جو ایک وقت میں چند طشتریوں میں میز پر رکھا جاتا ہے؛ اسی لیے وہ کہتے ہیں کہ "یونانی لوگ بھوکے ہی اُٹھ جاتے ہیں، کیونکہ انہیں گوشت کے بعد کوئی قابل ذکر چیز نہیں پیش کی جاتی: اگر اُن کے سامنے مزید کچھ رکھا جائے تو وہ اپنا ہاتھ نہیں روکیں گے۔" وہ شراب کے بڑے رسیا ہیں اور بہت سی شراب پیتے ہیں۔ [۱۱۳] ایک دوسرے کی موجودگی میں قے یا ریح خارج کرنا ممنوع ہے۔ یہ ہیں اِن معاملات میں اُن کے رواج۔

وہ نشے میں مخمور ہونے پر اہم معاملات پر سوچ بچار کرنے کے عادی ہیں: اور اگلی صبح نشہ اترنے پر ے خانے کا مالک اُن کے سامنے گزشتہ رات کا فیصلہ پیش کرتا ہے: اور اگر وہ اسے تسلیم کرلیں تو اُس پر عملدر آمد کرتے ہیں؛ اگر تسلیم نہ کریں تو نظرانداز کردیتے ہیں۔ تاہم، کبھی کبھی وہ اپنی پہلی سوچ بچار کے وقت باہوش ہوتے ہیں، لیکن ایسی صورت میں ہمیشہ شراب پی کر معاملے پر نظرثانی کرتے ہیں۔ [۱۱۴]

134۔ گلیوں بازاروں میں اگر ان کی ملاقات ہو جائے تو آپ مندرجہ ذیل نشانوں کے ذریعہ جان سکتے ہیں کہ کیا ملاقاتی ہم رتبہ ہیں: یعنی ہم رتبہ ہونے کی صورت میں وہ کچھ بولنے کی بجائے ایک دوسرے کے ہونٹ چومیں گے۔ اگر دونوں میں سے ایک کا رتبہ کمتر ہو تو رخسار چوما جائے گا؛ اگر فرق بہت زیادہ ہو تو کمتر شخص زمین پر سجدہ ریز ہو جائے گا۔ [۱۱۵] وہ اپنے قریب ترین پڑوسیوں کا بڑا احترام کرتے ہیں؛ ذرا دور والوں کا احترام دوسرے درجے پر ہے؛ دور جانے کے ساتھ ساتھ احترام گھٹتا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود کو ہر لحاظ سے باقی نوع انسانی سے نہایت برتر سمجھتے اور دوسروں کو اپنے قریب یا دور ہونے کی نسبت سے ہی زیادہ یا کم باکمال خیال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرتے ہیں؛ چنانچہ سب سے زیادہ دُور والے لوگ انسانیت میں گھٹیا ترین ہوئے۔[۶] میڈیوں کی حکومت میں سلطنت کی متعدد اقوام نے اسی نظام کے تحت ایک دوسرے پر حاکمیت چلائی۔ میڈی ان سب کے اوپر حاکم تھے اور اپنی سرحدوں کی اقوام پر حکومت کرتے تھے جو آگے اپنی ملحقہ اقوام پر حکم چلاتی تھیں۔[۷] عزت و وقار کی تقسیم میں اہل فارس بھی اسی نظام کے تحت چلتے ہیں؛ کیونکہ میڈیوں کی طرح وہ لوگ بھی انتظامیہ اور حکومت کا ایک وسیع تر پیمانہ رکھتے ہیں۔

135۔ اور کوئی قوم ایسی نہیں جس نے بیرونی روایات کو اس تیزی کے ساتھ اپنایا ہو جیسا کہ فارسیوں نے اپنایا۔ چنانچہ 'انہوں نے میڈیوں کے لباس کو اپنے لباس سے بہتر خیال کرتے ہوئے اپنا لیا؛[۸] اور جنگ میں وہ مصری سینہ بند پہنتے ہیں۔ وہ کسی تعیش کے بارے میں سنتے ساتھ ہی اُسے اپنا بنا لیتے ہیں؛ چنانچہ انہوں نے یونانیوں سے دیگر رموز کے علاوہ غیر فطری شہوت بھی سیکھی ہے۔ اُن میں سے ہر ایک کی کئی بیویاں اور اس سے بھی زیادہ تعداد میں داشتائیں ہیں۔

136۔ ہتھیاروں میں کمال کے بعد بہت سے بیٹوں کا باپ ہونا ہی مردانگی کا سب سے بڑا ثبوت قرار دیا جاتا ہے۔ بادشاہ ہر سال زیادہ سے زیادہ لڑکوں کے باپ کو زبردست تحائف بھیجتا ہے: کیونکہ اُن کے خیال میں تعداد ہی طاقت ہے۔ اُن کے بیٹوں کو پانچ تا بیس سال کی عمر کے دوران صرف تین باتوں کی محتاط انداز میں تربیت دی جاتی ہے۔۔۔ گھوڑ سواری' تیر اندازی اور سچ بولنا۔[۹] پانچ کی عمر سے پہلے انہیں اپنے باپ کے سامنے آنے کی اِجازت نہیں ہوتی بلکہ وہ عورتوں کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں تاکہ بچے کی کم سنی میں موت کے باعث باپ کو صدمہ نہ پہنچے۔

137۔ میرے خیال میں یہ قانون عقلمندانہ ہے کہ بادشاہ کسی بھی شخص کو صرف ایک خطا کی وجہ سے موت کے گھاٹ نہیں اُتارے گا' اور یہ کہ کوئی بھی فارسی شخص اپنے غلام کو غلطی کی سخت سزا نہیں دے گا؛ بلکہ ہر معاملے میں قصوروار کی خدمات کا موازنہ اُس کی بداعمالیوں سے کیا جائے گا؛ اور اگر موخرالذکر کا وزن زیادہ نکلے تو تبھی مدعی پارٹی تعزیر کے لیے رجوع کر سکتی ہے۔[۲۰]

فارسی کہتے ہیں کہ آج تک کبھی کسی نے اپنے باپ یا ماں کو قتل نہیں کیا؛ لیکن اگر ایسا کوئی واقع ہوا بھی ہے تو معاملات کی گہری جانچ پڑتال پر پتا چلا کہ قاتل اولادلے پالک یا ناجائز تھی؛ اُن کا کہنا ہے کہ حقیقی باپ اپنے بچے کے ہاتھوں نہیں مر سکتا۔

138۔ وہ کسی غیر قانونی کام کے بارے میں بات کرنے کو بھی غیر قانونی سمجھتے ہیں۔ اُن کے خیال میں جھوٹ بولنا دنیا کی سب سے قابل نفرت بات ہے؛ اس کے بعد قرض لینا باعث حقارت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے: کیونکہ دیگر وجوہ کے علاوہ مقروض شخص جھوٹ بولنے پر تیار رہتا ہے۔ اگر کسی فارسی کو کوڑھ کا مرض لگ جائے تو اُسے شہر کے اندر آنے یا دیگر فارسیوں کے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دی جاتی; [۱۲۱] وہ کہتے ہیں کہ اُس نے ضرور سورج کے خلاف کوئی گناہ کیا ہو گا۔ اِس مرض میں مبتلا غیرملکیوں کو ملک سے باہر نکال دیا جاتا ہے; حتیٰ کہ اِسی قصور کے مرتکب سفید کبوتروں کو اکثر بھگایا جاتا ہے۔ وہ کبھی دریا کو اپنے جسم کی رطوبتوں سے گندا نہیں کرتے، بلکہ اپنے ہاتھ تک دریا میں نہیں دھوتے; نہ ہی وہ دوسروں کو ایسا کرنے دیں گے کیونکہ وہ دریاؤں کا زبردست احترام کرتے ہیں۔

139۔ ایک اور بھی خصوصیت ایسی ہے جس پر فارسیوں نے کبھی خود غور نہیں کیا لیکن وہ میری نگاہ سے بچ نہ سکی۔ اُن کے نام (جو کسی جسمانی یا ذہنی کمال کا مفہوم رکھتے ہیں) ہمیشہ ایک ہی لفظ "س" پر ختم ہوتے ہیں۔ غور کرنے والے کسی بھی شخص پر عیاں ہو جائے گا کہ فارسی نام بلا استثنا اسی لفظ پر ختم ہوتے ہیں۔ [۱۲۲]

140۔ ذاتی معلومات کی بناء پر میں فارسیوں کے متعلق پورے وثوق کے ساتھ بس یہی کچھ کہہ سکتا ہوں۔ اُن کے مردوں کے متعلق بھی ایک رواج موجود ہے جس پر کھلے عام نہیں بلکہ خفیہ طور پر بات کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے مرد فارسی کا جسم اتنی دیر تک دفن نہیں کیا جاتا جب تک اِسے کوئی کتا یا شکاری پرندہ نوچ نہ لے۔ [۱۲۳] کاہن اِس دستور پر بلا خوف اور واشگاف انداز میں عمل کرتے ہیں۔ نعشوں پر موم مل کر زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔

مصری پجاریوں سے قطعی مختلف کاہن (Magi) ایک انوکھی نسل ہے; وہ باقی تمام انسانوں سے بھی مختلف ہیں۔ مصری پروہتوں کی نظر میں قربانی کے جانوروں کے سوا کسی بھی اور جاندار کو مارنا مذہبی لحاظ سے ممنوع ہے۔ اِس کے برعکس فارسی کاہن کتوں [۱۲۴] اور انسانوں کے سوا ہر قسم کے جانوروں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرتے ہیں۔ لگتا ہے کہ انہیں اس کام میں مزہ آتا ہے اور وہ دیگر جانوروں کے علاوہ چیونٹیوں اور سانپوں، اور پرندوں اور رینگنے والے جانوروں کو بلا ہچکچاہٹ مارتے ہیں۔ تاہم، یہ اُن کی رسم ہے، اس لیے وہ جو چاہیں کریں۔ اب میں اپنے سابق بیان کی جانب واپس آتا ہوں۔

141۔ لیڈیا پر فارسیوں کی فتح کے فوراً بعد ایونیائی اور ایولیائی یونانیوں نے سارڈیس میں سائرس کی جانب اپنے سفیر بھیجے اور کروسس کے دور والی بنیادوں پر ہی اُس کے وفادار بننے کی درخواست کی۔ سائرس نے اُن کی تجاویز پر اچھی طرح غور کیا اور اُنہیں ایک حکایت کے ذریعہ جواب دیا۔ اس نے کہا، "ایک بانسری نواز ہوا کرتا تھا۔ ایک روز وہ سمندر کے کنارے چہل قدمی کر رہا تھا کہ اُسے مچھلیاں پکڑنے کی خواہش ہوئی۔ وہ یہ سوچ کر بانسری بجانے لگا کہ وہ باہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زمین پر اس کے پاس آ جائیں گی۔ لیکن اپنی اُمید بر نہ آنے پر اس نے ایک جال لیا اور مچھلیوں کی ایک بڑی تعداد کو ساحل پر کھینچ لایا۔ تب مچھلیاں اچھلنے کودنے اور ناچنے لگیں؛ لیکن بانسری نواز نے کہا: اب ناچنا کودنا بند کرو کیونکہ جب میں نے بانسری بجائی تھی تو اس وقت تم نے باہر آ کر ناچنے کی راہ اختیار نہ کی تھی۔" سائرس نے ایونیاؤں اور ایولیاؤں کو یہ جواب اس لیے دیا کیونکہ جب اُس نے قاصد بھیج کر انہیں کروسس کے خلاف بغاوت کرنے پر اُبھارا تھا تو وہ نہ مانے تھے: لیکن اب سارا کام ہو جانے پر وہ وفاداری پیش کرنے آتے تھے۔ چنانچہ اُس نے غصہ میں انہیں یہ جواب دے دیا۔ ایونیائی یہ سن کر اپنے شہروں کو قلعہ بند کرنے میں لگ گئے' اور انہوں نے پانیونیم میں اجلاس منعقد کیے جن میں ملیشیاؤں کے علاوہ سب نے شرکت کی کیونکہ سائرس نے اُن کے ساتھ ایک الگ معاہدہ کر کے کروسس والی شرائط کو برقرار رکھا تھا۔ دیگر ایونیاؤں نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ سپارٹا سے امداد کی درخواست کے لیے سفیر روانہ کیے جائیں۔

142۔ پانیونیم میں اجلاس کرنے والے ایشیاء کے ایونیاؤں نے اپنے شہر ایسے خطے میں تعمیر کیے جہاں آب و ہوا دنیا بھر میں بہترین ہے: کیونکہ کوئی اور خطہ ایونیا جیسا عطا یافتہ نہیں۔ دیگر ممالک میں آب و ہوا یا تو زیادہ سرد اور سیلی ہے یا پھر گرمی اور سُوکھا شدید تکلیف دہ ہے۔ سبھی ایونیائی ایک زبان نہیں بولتے بلکہ مختلف مقامات پر چار مختلف لہجے بولتے ہیں۔ جنوب کی طرف پہلا شہر ملیتس ہے جس سے آگے مائیس اور پرائی اینے ہیں؛[۱۲۵] یہ تینوں کیریا میں ہیں اور ایک ہی لہجہ بولتے ہیں۔ لیڈیا میں واقع شہر مندرجہ ذیل ہیں: افی سس' کولوفون' لیبیڈس' تیوس' کلازومینے اور فوکایا۔[۱۲۶] ان شہروں کے باشندے پیچھے مذکور تینوں شہروں کی بولی کے ساتھ کوئی قدر مشترک نہیں رکھتے۔ تین ایونیائی شہر اور ہیں --- دو جزائر میں یعنی ساموس اور کیاس: اور ایک براعظم پر یعنی اریتھرے اِن میں سے کیاس اور اریتھرے کی بولی ایک ہے جبکہ ساموس کا ایک اپنا مخصوص لہجہ ہے۔ یہ ہیں وہ چار مختلف بولیاں جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔

143۔ اِس عہد کے ایونیاؤں میں سے صرف ایک قوم ملیشیائی حملے کے خطرے سے محفوظ تھی کیونکہ سائرس نے اُنہیں اپنا حلیف بنا لیا تھا۔ ابھی تک جزیروں کے باشندوں کو بھی کوئی خوف نہ تھا کیونکہ فنیقیا ہنوز فارس سے آزاد تھا اور فارسی بذاتِ خود جہاز راں لوگ نہ تھے۔ ملیشیائی صرف ایونیاؤں کی انتہائی کمزوری کی وجہ سے الگ ہوئے تھے: کیونکہ اُس وقت ساری ہیلینیائی نسل کی طاقت کمزور ہونے کے باعث ایونیائی قبائل سب سے زیادہ کمزور اور بے توقیر تھے اور اُن کے پاس ایتھنز کے سوا اور کوئی اہم ریاست موجود نہ تھی۔ ایتھنی اور دنیا کی بیشتر دیگر ایونیائی ریاستوں کو اس نام سے اتنی نفرت ہوئی کہ اسے ترک کر دیا: حتیٰ کہ آج بھی اُن کی ایک بہت بڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تعداد میری نظر میں اِس پر نادم ہے۔ لیکن ایشیاء میں بارہ شہروں نے ہمیشہ اس لقب کو رفعت دی: انہوں نے اپنے لیے تعمیر کردہ معبد کو پانیونیم کا نام دیا اور حکم جاری کیا کہ یہ ہر دوسری ایونیائی ریاست کے لیے کھلا رہنا چاہیے؛ تاہم سمرنا کے سوا کسی ریاست کو اِس خطے میں داخلے کی خواہش نہیں ہوئی۔

144۔ عین اسی طرح پنتاپولس (سابق ڈورک ہیکساپولس) نامی خطے کے ڈوریوں نے اپنے تمام ڈوری پڑوسیوں کو اپنے معبد ٹرایوپیئم [۱۲۷] سے نکال دیا: بلکہ اُنہوں نے تو اپنے ہی علاقہ کے کچھ باشندوں کو بھی نکالنے میں دریغ نہ کیا جو مقامی روایات کی کسی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے تھے۔ ٹرایوپی اپالو کے اعزاز میں منعقد کی جانے والی قدیم کھیلوں میں جیتنے والوں کو پیتل کی تپائیاں دی جاتی تھیں؛ اور اصول تھا کہ اِن تپائیوں کو معبد سے باہر لے جانے کی بجائے وہیں دیوتا کی نذر کر دیا جائے۔ ایک دفعہ ہالی کارناسس کا ایک شخص اگاسی کلیز کھیلوں میں فاتح قرار پایا اور وہ قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنا انعام گھر لے گیا اور وہاں دیوار پہ لٹکا دیا۔ اس غلطی کی سزا کے طور پر پانچ دیگر شہروں لِنڈس، لائیسس، کامیرس، کوس اور کنیڈس نے چھٹے شہر ہالی کارناسس کو معبد میں داخلے کے حق سے محروم کر دیا۔ [۱۲۸]

145۔ ایونیاؤں کو ایشیا میں بارہ شہر ملے اور انہوں اِس تعداد کو بڑھانے سے انکار کر دیا، جس کی وجہ سے میرے خیال میں یہ تھی کہ وہ پیلوپونیسے میں رہتے تھے تو تب بھی اُن کی بارہ ریاستیں تھیں: بالکل موجودہ آکیاؤں کی طرح جنہوں نے انہیں بیدخل کیا تھا۔ سیکایون کے بعد آکیاؤں کا پہلا شہر پالینے ہے، جس سے آگے اِجیریا، اتیجے ہیں--- ہمیشہ رواں دریائے کراتھس کے کنارے۔ اطالوی کراتھس [۱۲۹] کا نام اسی سے منسوب ہے جہاں ایونیاؤں نے آکیائی حملہ آوروں سے شکست کھانے کے بعد پناہ لی تھی۔ بڑے دریا پیرس کے کنارے ایجیئم، راپس، پیتریس، فریس اور اولینس--- ڈائمے اور Tritaceis--- ہیں۔ آخری دو کے سوا تمام بندرگاہ شہر جو بالائی ملک میں واقع ہیں۔

146۔ یہ ہیں وہ بارہ حصے جن پر آج آکیا اور کبھی ایونیا مشتمل تھا: ایونیاؤں نے اس طور سے تقسیم شدہ علاقے سے تعلق ہونے کی وجہ سے ایشیا پر اپنی بارہ ریاستوں کی بنیاد رکھی: کیونکہ یہ کہنا بیوقوفی کی انتہا ہے کہ یہ ایونیائی دیگر ایونیاؤں سے علاوہ یا کسی بھی لحاظ سے بہتر نسل کے ہیں، جبکہ سچائی یہ ہے کہ اُن کا ایک حصہ یوبیا کے ابانتی تھے جو نام کے بھی ایونیائی نہیں: علاوہ ازیں وہاں ہجرتوں کے باعث اور کومینس کے منیے، کیڈمی، ڈرائیوپی، فوسس کے متعدد شہروں سے فوکائی، مولوسی، آرکیڈی، پیلاسجی، ایپی ڈورس سے ڈوری اور کئی دیگر قبائل مل جل گئے تھے۔ ایتھنز کے پرائی تانیم [۱۳۰] سے آئے ہوئے اور خود کو خالص ترین ایونیائی قرار دینے والے بھی نئے

علاقے میں اپنی بیویاں نہیں بلکہ شادی شدہ کیریائی (Carians) لڑکیاں لے کر آئے جن کے باپوں کو انہوں نے قتل کر دیا تھا۔ چنانچہ ان عورتوں نے ایک قانون بنایا' اس پر عمل کرنے کا حلف اٹھایا اور اپنے بعد اپنی بیٹیوں کو بھی سکھائیں; قانون یہ تھا کہ "کبھی کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ گوشت کھانے نہ بیٹھے گی اور نہ ہی اُسے نام لے کر پکارے گی;" کیونکہ حملہ آوروں نے ان کے باپوں' شوہروں اور بیٹوں کو قتل کر کے انہیں جبراً اپنی بیویاں بنالیا تھا۔ یہ واقعات مِلیتس میں ہوئے۔

147۔ اُن کے منتخب کردہ بادشاہ بھی ہپولوکس کے بیٹے گلاکس [۱۳۱] کی اولاد لائی شیوں یا پھر میلانتھس کے بیٹے کوڈرس کی اولاد میں سے تھے; لیکن یہ ایونیائی کسی بھی دوسرے کی نسبت اس نام پر زیادہ تکیہ کرتے ہیں' اس لیے انہیں خالص نسل کے ایونیائی سمجھنا چاہیے; تاہم' وہ سبھی ایونیائی ہیں جن کا اصل وطن ایتھنز ہے اور وہ اپاتوریا (Apaturia) [۱۳۲] کو مانتے ہیں۔ یہ ایک تیوہار ہے جسے سب ایونیائی مناتے ہیں--- ماسوائے ایفی سیوں اور کولوفونیوں کے (جنہیں خونریزی کا ایک واقعہ ایسا کرنے سے روکتا ہے)۔

148۔ پانیونیم [۱۳۳] شمال کے رخ پر مائیکالے کا ایک مقام ہے جسے ایونیاؤں کی مشترکہ رائے کے تحت ہیلی کونیائی پوسیڈون [۱۳۴] کے نام سے منسوب کیا گیا۔ مائیکالے بذاتِ خود مغرب میں ساموس کی جانب پھیلا ہوا براعظم کا ایک بڑھا ہوا حصہ ہے جہاں تمام ریاستوں کے ایونیائی پانیونیا [۱۳۵] کا جشن منانے جمع ہوتے ہیں۔ نہ صرف ایونیاؤں بلکہ تمام یونانیوں کے تیوہاروں کے نام بھی عام فارسی ناموں کی طرح ایک ہی لفظ پر ختم ہوتے ہیں۔

149۔ تو اوپر ایونیوں کے بارہ شہروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایولیائی شہر مندرجہ ذیل ہیں:--- کائمے (دوسرا نام فریکونس)' لاریسا' نیون ٹِیکس' ٹیمنس' کِلا' نوٹیئم' ایگیروئیسا' پِٹانے' ایجیئیے' مِرینا اور گرائینا۔ یہ ایولیوں کے گیارہ قدیم شہر ہیں۔ براعظم پر اُن کے درحقیقت بارہ شہر ہوا کرتے تھے (ایونیاؤں کی طرح) لیکن ایونیاؤں نے انہیں ایک شہر سمرنا سے محروم کر دیا۔ ایولس کی مٹی ایونیا سے بہتر لیکن آب و ہوا کم خوشگوار ہے۔

150۔ سمرنا کا زیاں مندرجہ ذیل انداز میں واقع ہوا۔ کولوفون کے کچھ آدمی وہاں سرکشی میں مصروف ہوئے اور کمزور مقابل ہونے کے باعث دوسروں نے انہیں وطن بدر کر دیا۔ اہل سمرنا نے بھگوڑوں کو اپنے پاس رکھا جنہوں نے کچھ عرصہ بعد موقع تاڑ کر (جب مقامی لوگ دیواروں سے باہر ڈایونی سس کا ایک جشن منا رہے تھے) شہر کے دروازے بند کر دیئے اور یوں شہر پر قابض ہو گئے۔ دیگر ریاستوں کے ایولیائی ان کی اعانت کو آئے اور فریقین کے درمیان شرائط طے پائیں--- ایونیاؤں نے اپنی تمام قابلِ منتقلی اشیاء سے دستبرداری پر رضامندی ظاہر کی

اور ایولیاؤں نے جگہ کا قبضہ چھوڑ دیا۔ جلاوطن سمرنیوں کو ایولیاؤں کی دوسری ریاستوں میں تقسیم کیا گیا اور انہیں ہر کہیں شہریت مل گئی۔

151۔ تو یہ تھے براعظم کے وہ تمام ایولیائی شہر (ماسوائے کوہ Ida کے آس پاس والے شہروں کے) جنہوں نے اس گٹھ جوڑ میں کوئی حصہ نہ لیا۔ جہاں تک جزائر کا معاملہ ہے تو لسبوس پانچ شہروں پر مشتمل ہے۔ چھٹا شہر ارسبا اُن کے قرابت داروں میتھی منیوں نے لے لیا اور مقامی باشندوں کو غلام بنا دیا گیا۔ ٹینی ڈوس میں ایک شہر ہے' اور ایک شہر "سوجزائر" نامی جگہ پر بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ لسبوس اور ٹینی ڈوس کے ایولیائی بھی ایونیائی جزیرہ نشینوں کی طرح بے خوف و خطر رہ رہے تھے۔ دیگر ایولیاؤں نے مشترکہ اجلاس میں ایونیاؤں کی پیروی کا فیصلہ کیا' چاہے وہ کوئی بھی راہ اپنالیں۔

152۔ جب ایونیاؤں اور ایولیاؤں کے ایلچی تیز رفتار سفر کر کے سپارٹا پہنچے تو انہوں نے اپنے میں سے ایک فوکائی شخص پائتھرمس کو اپنا ترجمان بنایا۔ اُس نے زیادہ سے زیادہ سامعین کو متوجہ کرنے کی خاطر کاسنی لباس پہنا اور تقریر کرنے کو کھڑا ہوا۔ اپنے طویل خطاب میں اُس نے اہل سپارٹا سے درخواست کی کہ اُس کے ہم وطنوں کی امداد کو آئیں' لیکن وہ قائل نہ ہوئے اور امداد بھجوانے کے خلاف ووٹ دیئے۔ نمائندے اپنی راہ چل دیئے' جبکہ لیسیڈ یمونیوں نے مدد کی درخواست قبول کرنے سے اپنے انکار کے باوجود ایشیائی ساحل کی جانب ایک پانچ طبقہ جہاز[۱۳۶] پر کچھ سپارٹائیوں کو بھیجا تاکہ وہ سائرس اور ایونیا کو دیکھ آئیں۔ اِن آدمیوں نے فوکایا پہنچ کر اپنے ممتاز ترین رکن لاکرینس کو ساردیس بھیجا تاکہ لیسیڈ یمونیوں کے نام پر سائرس کو یونان کے کسی بھی شہر پر دست درازی سے منع کریں کیونکہ وہ اِس کی اجازت نہ دیں گے۔

153۔ کہا جاتا ہے کہ سائرس نے ایلچی کی تقریر سن کر قریب ہی کھڑے کچھ یونانیوں سے پوچھا' "یہ لیسیڈ یمونی کون ہیں اور ان کی تعداد کیا ہے کہ انہوں نے اس قسم کا پیغام بھیجنے کی جرات کی؟"[۱۳۷] اُن کا جواب وصول کر کے وہ سپارٹائی ایلچی کی جانب مڑا اور بولا: "میں کبھی اُن لوگوں سے خوفزدہ نہیں ہوا' جن کا اپنے شہر کے وسط میں ایک معینہ مقام ہے جہاں وہ اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کو دھوکا دیتے اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ اگر میں زندہ رہا تو اہل سپارٹا کو اتنی تکالیف مل جائیں گی کہ وہ ایونیاؤں کے بارے میں پریشان ہوئے بغیر اُن پر باتیں کریں گے۔" سائرس کے ان الفاظ کا مقصد تمام یونانیوں کی تحقیر کرنا تھا کیونکہ اُن کی منڈیاں ہیں جہاں بیٹھ کر وہ خرید و فروخت کرتے ہیں' جبکہ فارسی لوگ اِس رواج سے ناواقف ہیں کیونکہ وہ کھلی منڈیوں میں ہرگز خریداری نہیں کرتے اور درحقیقت ان کے سارے ملک میں ایک بھی منڈی نہیں ہے۔[۱۳۸]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِس انٹرویو کے بعد سائرس نے سار دیس سے دستبرداری اختیار کی' ٹیبولس نامی فارسی کو شہر پر حاکم مقرر کیا' لیکن ایک مقامی باشندے سے پاکتیاس کو کروسس اور دیگر لیڈیاؤں کا خزانہ اکٹھا کر کے پیچھے پیچھے آنے کی ہدایت کر گیا۔ سائرس بذات خود اگبا تانا کی جانب بڑھا' کروسس کو بھی ساتھ لے گیا اور ایونیاؤں کو اتنی اہمیت نہ دی کہ انہیں اپنی فوری توجہ کا مقصد بناتا۔ زیادہ بڑے منصوبے اُس کے ذہن میں تھے۔ وہ ذاتی طور پر بابل' باکتریوں' سیکائے[139] اور مصر کے خلاف جنگ کرنا چاہتا تھا; چنانچہ اُس نے اپنے ایک جرنیل کو ایونیاؤں پر فتح حاصل کرنے کے لیے مقرر کر دیا۔

154۔ تاہم' ابھی سائرس سار دیس سے رخصت ہی ہوا تھا کہ پاکتیاس نے اپنے ہم وطنوں کو اُس کے اور ٹیبولس کے خلاف کھلی بغاوت پر اُکسایا۔ تب وہ وسیع خزائن لے کر سمندر میں نیچے (جنوب) کی سمت آیا اور کرائے کے فوجی بھرتی کرنے کے ساتھ ساتھ ساحلی علاقہ کے لوگوں کو اپنی فوج میں ملازمتیں بھی دیں۔ تب اُس نے سار دیس پر چڑھائی کر کے ٹیبولس کا محاصرہ کر لیا۔

155۔ سائرس کو اگبا تانا کی جانب جاتے ہوئے راستے میں اس مدوجزر کی خبر ملی تو وہ کروسس کی جانب مڑا اور بولا: "کروسس ذرا سوچو' یہ سب کچھ کہاں جا کر ختم ہو گا؟ لگتا ہے کہ یہ لیڈیائی خود کو اور ہمیں تکلیف دینا بند نہیں کریں گے۔ میں سوچتا ہوں کہ کیا انہیں سب کو غلام بنا کر فروخت کرنا اچھا نہیں رہے گا۔ ابھی تک تو میرا رویہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص باپ کو قتل کر دے اور بچے کو زندہ چھوڑ دے۔ تم اپنے عوام کے لیے باپ سے کچھ زیادہ تھے۔ میں نے تمہیں پکڑا اور ساتھ لے آیا اور لوگوں کو اُن کا شہر سونپ دیا۔ تو کیا تب میں اُن کی سرکشی پر حیران ہو سکتا ہوں؟" یوں سائرس نے کروسس کو اپنے خیالات سے آگاہ کیا; کروسس کو خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں سائرس سار دیس کو نیست و نابود کر دے' چنانچہ اُس نے جواب دیا: "اوہ! میرے بادشاہ' تمہاری باتیں موزوں ہیں; لیکن میری درخواست ہے کہ اپنے غصے کو بے قابو نہ ہونے دو' اور نہ ہی بے دوش قدیم شہر کو تباہی سے دوچار کرنا۔ میں نے ایک شہر کو نیست کیا تھا' اور اب اُس کی قیمت ادا کر رہا ہوں۔ پاکتیاس نے ایک اور شہر اُجاڑا' جسے تم نے سار دیس کا حاکم بنایا; سزا بھی اُسے بھگتنے دو۔ لیڈیاؤں کو معاف کر دو' اور اُن کی آئندہ بغاوت یا سرکشی کو ناممکن بنانے کے لیے انہیں آلات حرب رکھنے سے منع کر دو' انہیں حکم دو کہ اپنے جُبوں کے نیچے کرتی پہنا کریں' اپنی ٹانگوں پر لمبے بوٹ پہنیں اور اپنے بیٹوں کو بربط بجانے اور دکانداری کی تربیت دیں۔ اس طرح وہ بہت جلد مردوں کی بجائے عورتیں بن جائیں گے اور تمہیں اُن کی جانب سے بغاوت کا خطرہ نہیں رہے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

156۔ کروسس نے سوچا کہ اگر لیڈیاؤں کو بطور غلام بیچ دیا جائے تو یہ اُن کے لیے زیادہ اچھا رہے گا؛ چنانچہ اُس نے سائرس کو مندرجہ بالا مشورہ دیا؛ اسے علم تھا کہ کوئی قابل قدر مشورہ دیئے بغیر اُسے اپنا ارادہ بدلنے پر مائل نہیں کیا جا سکے گا۔ اِسی طرح اُسے خطرہ تھا کہ کہیں اہل لیڈیا موجودہ خطرے سے بچ نکلنے کے بعد مستقبل میں کسی موقع پر فارسیوں کے خلاف بغاوت کر کے خود کو تباہ نہ کر لیں۔ سائرس اِس مشورے پر خوش ہوا اور اپنا غصہ چھوڑ کر کروسس کے کہنے کے مطابق عمل کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ پھر اُس نے ایک مزاریس نامی میڈیائی کو بلوایا اور اُسے کروسس کی نصیحت کے مطابق اہل لیڈیا تک احکامات پہنچانے کا کام سونپا۔ مزید بر آں' اُس نے اُسے ہدایت کی کہ سار دیس پر حملے میں اہل لیڈیا کا ساتھ دینے والے تمام افراد کو بطور غلام بیچ دے اور پاکتیاس کو اپنے ساتھ ہر قیمت پر زندہ واپس لائے۔ سائرس نے یہ حکم جاری کر کے فارسی علاقے کی جانب اپنا سفر جاری رکھا۔

157۔ پاکتیاس اپنے خلاف بھیجی گئی فوج کے قریب آنے کی خبر سن کر کائمے کو بھاگ گیا۔ چنانچہ میڈیوں کے جرنیل نے (جو سائرس کی فوج کا ایک دستہ لے کر سار دیس کی جانب روانہ ہوا تھا) پاکتیاس اور اُس کی فوج کو شہر میں نہ پایا۔ سب سے پہلے اُس نے اہل لیڈیا کو اپنے بادشاہ کے احکامات ماننے پر مجبور کیا اور اُن کا سارا انداز حیات بدل دیا۔ اِس کے بعد اُس نے قاصدوں کو کائمے بھیجا اور پاکتیاس کو اپنا آپ پیش کرنے کا کہا۔ اِس پر کائمیوں نے برانکیدے سے رجوع کرنے اور دیوتا کا مشورہ لینے کا فیصلہ کیا۔ برانکیدے مِلیتس کے علاقہ میں پانورمس کی بندرگاہ سے اُوپر واقع ہے۔ *[سکہ]* وہاں قدیم وقتوں کا ایک دارالاستخارہ تھا جہاں ایونیائی اور ایولیائی دونوں اکثر ہدایت لینے جایا کرتے تھے۔

158۔ چنانچہ کائمیوں نے استخارہ کی غرض سے اپنے نمائندوں کو وہاں بھیجا: "دیوتاؤں کے خیال میں ہمیں لیڈیائی پاکتیاس کا کیا کرنا چاہیے؟" جواب میں ہاتف نے کہا کہ اُسے فارسیوں کے سپرد کر دیا جائے۔ قاصد یہ جواب لے کر واپس آئے اور کائمے کے لوگ اِس کی مطابقت میں پسپائی اختیار کرنے کو تیار تھے؛ لیکن ابھی وہ اِس کا ارادہ ہی کر رہے تھے کہ ہیراکلیدس نامی ایک ممتاز شہری کے بیٹے ارسٹوڈیکس نے انہیں روک دیا۔ اُس نے جواب پر بے اعتمادی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ قاصدوں نے غلط بیانی کی تھی؛ آخر کار ایک اور وفد' جس میں خود ارسٹوڈیکس بھی شامل تھا' بھیجا گیا تاکہ دیوتاؤں کی مرضی دوبارہ پوچھی جا سکے۔

159۔ معبد میں پہنچنے پر ارسٹوڈیکس نے سارے وفد کی جانب سے سوال کیا: "اے بادشاہ! فارسیوں کی جانب سے شدید خطرے میں مبتلا لیڈیائی پاکتیاس ہمارے پاس پناہ لینے آیا ہے' اور سنو وہ اُسے واپس مانگتے ہیں۔ فارسی طاقت سے نہایت خوفزدہ ہونے کے باوجود ہم تمہاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مرضی کے بغیر اُسے اُن کے حوالے نہیں کر سکتے' تم بتاؤ کہ ہم کیا کریں۔" اس دفعہ بھی پہلے والا جواب موصول ہوا اور انہیں پاکتیاس کو فارسیوں کے حوالے کرنے کا حکم دیا گیا: جس پر ارسٹوڈیکس نے معبد کا چکر لگایا اور آس پاس کمسن چڑیوں اور دیگر چڑیوں کے جتنے بھی گھونسلے مل سکے جمع کر کے لے آیا۔ وہ اِس کام میں مشغول تھا کہ معبد میں سے آنے والی ایک آواز نے کہا: "او بدبخت ترین انسان' تو کیا کرنے کا اِرادہ رکھتا ہے؟ کیا تو میرے معبد کے پناہ گزینوں کو بے سہارا کرنا چاہتا ہے؟" ارسٹوڈیکس نے بلا تامل جواب دیا' "اے بادشاہ' کیا تم اپنے پناہ گزینوں کی حفاظت پر اس قدر تیار ہو' اور کائمیوں کو حکم دیتے ہو کہ وہ اپنے پناہ گزین کو نکال دیں؟" دیوتا نے جواب میں کہا' "ہاں' یہی میرا حکم ہے' اس گستاخی کی وجہ سے تم بہت جلد تباہ ہو جاؤ گے' اور پناہ گزینوں کو نکالنے کے متعلق پوچھنے کی غرض سے دوبارہ یہاں نہ آنا۔"

160۔ یہ جواب ملنے پر کائمیوں نے پاکتیاس کو فارسیوں کے حوالے کر کے خود کو تباہی سے بچانے کی خاطر اُسے مائتے لینی میں بھیج دیا۔ اِس پر مزاریس نے مائتے لینی والوں کی جانب ایلچی بھیج کر مفرور کا مطالبہ کیا' اور وہ اس کے عوض انعام (یہ نہیں بتا سکتا کہ کتنا) حاصل کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ کائمیوں کو اِس کارروائی کی اطلاع مل گئی' انہوں نے ایک نمائندے کو لسبوس بھیجا اور پاکتیاس کو کیاس بھجوا دیا۔ یہیں سے اُسے فارسیوں کے حوالے کیا گیا۔ کیاس کے شہریوں نے اسے ایتھنا پولیوکس [141] کے معبد سے باہر گھسیٹا اور اتارنیئس کا ضلع لینے کی شرط پر فارسیوں کے حوالے کیا۔۔۔ اتارنیئس لسبوس کے سامنے مائشیا کا ایک خِطہ ہے۔ [142] یوں پاکتیاس اپنے دشمنوں کے ہاتھ لگا' جنہوں نے اُسے سائرس کے حضور پیش کرنے کے لیے کڑے پہرے میں رکھا۔ بعد میں کافی لمبے عرصہ تک اتارنیئس کی جو مجرموں کے سرپر رکھتے رہے یا پھر وہاں اُگنے والی مکئی کی روٹیاں قربانی میں استعمال کرتے رہے' لیکن زمین کی تمام پیداوار اُن کے تمام معبدوں سے مستثنٰی تھی۔

161۔ دریں اثناء' مزاریس نے پاکتیاس کو اہل کیاس سے واپس لے لینے کے بعد ٹیولس پر حملہ میں مدد کرنے والوں سے جنگ کی: سب سے پہلے پریانے پر قبضہ کر کے تمام باشندوں کو بطور غلام بیچا: پھر میاندر کے سارے میدان اور میگنیشیا کے ضلع [143] پر دھاوا بولا اور سپاہیوں کو وہاں لوٹ مار کی کھلی چھٹی دے دی۔ تب وہ اچانک بیمار پڑا اور مر گیا۔

162۔ مزاریس کی وفات پر ہرپاگس اُس کی جگہ لینے آیا۔ وہ بھی میڈیوں کی نسل سے تھا' اُسے میڈیائی بادشاہ استیاجز نے اُسی کے بیٹے کا گوشت کھلایا تھا' اور بعد میں اُس نے انتقاماً سائرس کو تخت پر بٹھانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ اِن علاقوں میں جنگ جاری رکھنے کی غرض سے سائرس کی جانب سے تقرری پر وہ ایونیا میں داخل ہوا اور مٹی کے ڈھیروں کے ذریعہ شہروں پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبضہ کیا۔ دشمن کو اپنے قلعوں میں بند ہونے پر مجبور کر کے وہ دیواروں کے ساتھ مٹی کے ڈھیر لگا دیتا[44] اور یوں شہروں کو حاصل کرلیتا۔ اُس نے پہلا حملہ فوکایا شہر کے خلاف کیا۔

163۔ اہل فوکایا اولین یونانی تھے جنھوں نے طویل بحری سفر کیے' اور انہوں ہی نے یونانیوں کو ایڈریاٹک' ترہینیا اِبیریا اور تارتیسس[45] شہر سے متعارف کروایا۔ انہوں نے اپنے سفروں کے لیے گول شکل کا تجارتی بحری جہاز نہیں بلکہ پانچ ملاحوں والی لمبی کشتی استعمال کی۔ تارتیسس پہنچنے پر علاقے کے بادشاہ ارگانتھونیئس نے انہیں پسند کیا۔ اِس بادشاہ نے اُس علاقے پر اسی برس حکومت کی اور 128 برس زندہ رہا۔ فوکایوں پر وہ اس قدر فریفتہ ہوا کہ پہلے تو انہیں ایونیا چھوڑ کر اپنے ہی ملک میں بسنے کی درخواست پیش کی۔ اس کی پیشکش کو قبولیت حاصل نہ ہوئی اور پڑوس میں میڈیوں کی طاقت میں زبردست اضافہ کی خبریں آنے لگیں تو اُس نے انہیں بہت سی رقم دی کہ وہ اپنے شہر کے گرد ایک دیوار تعمیر کریں' اور اس نے ضرور وسیع القلبی دکھائی ہوگی کیونکہ شہر کا گھیر کئی فرلانگ ہے اور دیوار مکمل طور پر پتھر کے سلوں کو مہارت سے جوڑ کر بنائی گئی۔ یوں دیوار کی تعمیر میں اس کی مدد شامل تھی۔

164۔ ہرپاگس نے اپنی فوج کے ساتھ فوکایوں کے خلاف پیش قدمی کر کے شہر کا محاصرہ کیا' تاہم پہلے انہیں شرائط پیش کردی تھیں۔ اس نے کہا' "اگر فوکائی اپنا ایک مورچہ چھوڑنے پر رضامند ہو جائیں اور ایک رہائشی گھر اپنے بادشاہ کے نام سے منسوب کردیں تو میں مطمئن ہو جاؤں گا۔" فوکائی غلام بننے کے خیال پر شدید پریشان ہوئے' جواب دینے کے لیے ایک دن کی مہلت مانگی اور ہرپاگس سے درخواست کی کہ وہ اس دوران اپنی فوجیں شہر کی دیواروں سے پیچھے لے جائے۔ ہرپاگس نے جواب دیا' "میں اچھی طرح سے سمجھتا ہوں کہ وہ کیا کرنے میں مصروف ہیں' لیکن پھر بھی ان کی درخواست قبول کرتا ہوں۔" لہٰذا فوجیں پیچھے بلالی گئیں اور فوکایوں نے ان کی عدم موجودگی کا فائدہ اٹھا کر اپنی کشتیاں سمندر میں ڈالیں اور اپنی بیویوں' بچوں' گھریلو سامان' حتیٰ کہ اپنے دیوتاؤں کی مورتیوں کو اُن میں سوار کرایا۔۔۔ بس پتھر یا کانسی کے فن پارے ہی پیچھے رہ گئے۔ وہ کیاس کی جانب روانہ ہوئے۔ ان کی واپسی پر فارسیوں نے خالی شہر پر قبضہ کر لیا۔

165۔ کیاس پہنچ کر فوکایوں نے اونیوسے[46] نامی جزائر خریدنے کی پیشکش کی لیکن اہل کیاس نے اس خوف سے انہیں بیچنے سے انکار کردیا کہ کہیں فوکائی وہاں ایک فیکٹری قائم کر کے ان کے تاجروں کو سمندروں کی صنعت و تجارت سے بے دخل نہ کردیں۔ ان کے انکار پر فوکایوں نے (کیونکہ ارگانتھونیئس مرچکا تھا) کائرنس (کورسیکا) کی جانب جہاز رانی کا سوچا' جہاں 20 برس قبل انہوں نے ایک استخارہ پر عمل کرتے ہوئے[47] ایلالیا نامی شہر کی بنیاد رکھی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تاہم' اس سفر پر روانگی سے پہلے وہ ایک مرتبہ پھر فوکایا گئے اور وہاں ہرپاگس کی جانب سے متعین کردہ فارسی دستوں کو حیرت کے عالم میں تہہ تیغ کردیا۔ اس کے بعد انہوں نے پیچھے ہٹنے اور ہتھیار ڈالنے والے شخص پر نہایت بھاری قسمیں عائد کیں اور سمندر میں لوہے کی بہت سی مقدار گرا کر تب تک فوکایا واپس نہ آنے کی قسم کھائی جب تک وہ لوہا دوبارہ سطح پر نہ آ جائے۔ بایں ہمہ' وہ کائرنس کو روانگی کی تیاری کر رہے تھے کہ ان میں سے آدھے افراد اس قدر رنجیدہ اور اپنے شہر کو ایک مرتبہ اور دیکھنے کی اتنے شدید متمنی ہوئے کہ انہوں نے اپنی قسم توڑی اور واپس فوکایا چلے گئے۔

166۔ قسم پر قائم رہنے والے فوکائی رُکے بغیر اپنے سفر پر رواں رہے اور کائرنس پہنچ کر ایلالیا میں سابق آبادکاروں کے ساتھ رہنے لگے اور وہاں معبد تعمیر کیے۔ انہوں نے ہر طرف لوٹ مار کرکے پانچ برس تک اپنے پڑوسیوں کو ناراض کیا' حتیٰ کہ کار تھیجیوں اور ترہینیوں[۱۴۸] نے اُن کے خلاف اتحاد بنایا اور شہر پر حملہ کے لیے ساٹھ ساٹھ بحری جہازوں کا بیڑا بھیجا۔ دوسری طرف فوکایوں نے اپنی ساٹھ کشتیوں پر آدمیوں کو سوار کیا اور سارڈینیائی سمندر میں اپنے دشمن سے پنجہ آزما ہوئے۔ مقابلے میں فوکائی فاتح رہے' لیکن اُن کی کامیابی محض ایک طرح کی کیڈمیائی فتح تھی۔[۱۴۹] ان کی 40 کشتیاں ضائع ہوئیں اور باقی 20 بھی قابل استعمال نہ رہیں۔ چنانچہ فوکائی واپس ایلالیا گئے اور بیوی بچوں کو سوار کیا' اپنی مناسب چیزیں بھی ساتھ لیں' کائرنس کو خیرباد کہا اور رحیئم کی جانب رُخ کرکے بادبان چھوڑ دیئے۔

167۔ تباہ ہونے والی 40 کشتیوں میں سوار فوکائی کار تھیجیوں اور ترہینیوں کے قابو آ گئے' انہوں نے قیدیوں کو ساحل پر اُتارا اور سنگسار کر دیا۔ بعد میں جب اگائیلا (یا اگیلا) ضلع کی بھیڑیں یا بیل یا آدمی بھی اس جائے قتل سے گذرتے تو ان کے جسم مسخ ہو جاتے' یا انہیں لقوہ ہو جاتا' یا پھر ٹانگیں بیکار ہو جائیں۔ اگائیلا کے لوگوں نے ڈیلفی سے استخارہ کروایا کہ وہ اپنے گناہ کا داغ کیسے دھوئیں۔ جواب میں کاہنہ نے تقاضا کیا کہ وہ مردہ فوکایوں کو شاندار تدفینی رسوم اور مقدس کھیلوں کے ساتھ عزت بخشنے کی ایک رسم قائم کریں (جن کے وہ آج بھی پابند ہیں)۔ تو یہ تھا فوکائی قیدیوں کا انجام۔ بھاگ کر رحیئم چلے جانے والے فوکائی کچھ عرصہ بعد اونوٹریا ضلع میں ویلا[۱۵۰] نامی شہر کے بانی ہوئے۔ انہوں نے یہ شہر پوسیڈونیا[۱۵۱] کے ایک آدمی کے کہنے پر آباد کیا جس نے بتایا تھا کہ استخارہ میں انہیں کائرنس جزیرے میں شہر بنانے سے نہیں بلکہ سائرنس ہیرو[۱۵۲] کی پرستش کرنے سے منع کیا گیا تھا۔

168۔ یہ تھی ایونیا میں فوکایا شہر کے آدمیوں کی سرگذشت۔ تیوس[۱۵۳] والوں کی کہانی بھی کافی حد تک یہی ہے' کیونکہ جب ہرپاگس نے ان کی فصیلوں جتنے اونچے مٹی کے ڈھیر لگائے تو وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سب جہاز پر سوار ہوئے، تھریس گئے اور وہاں ابدیرا شہر [154] کی بنیاد ڈالی۔ جائے وقوع وہی تھی جہاں قبل ازیں **کلا ز و مینے** کا تمیسئیس (تھریسیوں کے ہاتھوں بے دخلی کے بعد) آبادی ڈالنے کی ناکام کوشش کر چکا تھا۔ ابدیرا کے تیوسی اب بھی اُسے بطور ہیرو پوجتے ہیں۔

169۔ تمام ایونیاؤں میں سے صرف اِن دو ریاستوں نے ہی غلامی کا طوق پہننے کے بجائے اپنی مادر وطن کو ترک کر دیا۔ مِلیتس کے سوا دیگر نے ہرپاگس کا مقابلہ بڑی بہادری سے کیا، ہتھیاروں کے جوہر دکھائے، اپنے اپنے دفاع میں لڑے لیکن ایک کے بعد دوسری ریاست شکست سے دوچار ہوئی؛ شہر چھن گئے اور باشندے اپنے نئے حاکموں کی اطاعت میں زندگی گذارنے لگے۔ مِلیتس نے (جیسا کہ میں بتا چکا ہوں) سائرس کے ساتھ شرائط طے کر لی تھیں اس لیے وہ پُرامن رہا۔ یوں براعظمی ایونیا ایک مرتبہ پھر غلامی سے دوچار ہوا؛ اور جب جزیروں کے ایونیاؤں نے اپنے براعظمی بھائی بندوں کو شکست خوردہ دیکھا تو وہ بھی ایسے ہی انجام کے خوف سے سائرس کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔ [155]

170۔ ایونیائی اس ابتری میں مبتلا تھے، لیکن اس سب کچھ کے درمیان پرانے دور کی طرح اب بھی پانیونیم میں اپنے اجلاس بلاتے جس کی منظوری جشن میں موجود پریانے کے بیاس نے دی تھی؛ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ زبردست ذہانت کا منصوبہ تھا جسے اگر اپنا لیا جاتا تو ایونیائی یونانیوں میں سے خوشحال ترین اور مسرور ترین بننے کے قابل ہو جاتے۔ اس نے ان کی ہمت افزائی کی کہ "ایک جتھے کی صورت میں سارڈینیا کی جانب بحری سفر پر روانہ ہوں اور وہاں ایک بین الایونیائی (Pan-Ionic) شہر قائم کریں؛ یوں وہ غلامی سے بچ جاتے اور زبردست خوشحالی حاصل کرتے کیونکہ دنیا کے وسیع ترین جزیرے [156] کے مالک بن کر وہ اپنی حدود سے کہیں آگے تک فرمانروائی کرتے؛ جبکہ اسے ان کے ایونیا میں ہی ٹھہرنے میں کھوئی ہوئی آزادی کبھی واپس حاصل ہونے کا امکان نظر نہیں آتا۔" یہ تھا وہ مشورہ جو بیاس نے ایونیاؤں کو ان کے عالم افتاد میں دیا تھا۔ ان کی بدبختیوں کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے مِلیتس کے ایک فینیقی النسل آدمی تھیلس نے مختلف قسم کی تجویز پیش کی تھی۔ اس نے ایک ہی مرکزی حکومت قائم کرنے کا مشورہ دیا اور تیوس کو موزوں ترین صدر مقام بتایا؛ "کیونکہ وہ ایونیا کا مرکز تھا۔ ان کے دیگر شہر چاہیں تو اپنے اپنے قوانین پر عمل کرتے رہیں، جیسے آزاد و خود مختار ریاستیں کرتی ہیں۔" یہ تجویز بھی اچھی تھی۔

171۔ ایونیاؤں کو فتح کرنے کے بعد ہرپاگس کیریاؤں، کونیوں اور لائی شیوں پر حملہ کرنے کے لیے بڑھا۔ ایونیاؤں اور ایولیاؤں کو اس کی فوج میں ملازمت پر مجبور کیا گیا۔ اوپر مذکور اقوام میں سے کیریائی ایسی نسل ہیں جو جزیروں سے براعظم پر آئے۔ قدیم وقتوں میں وہ بادشاہ مینوس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ماتحت تھے اور لیلیجس کے نام سے جزیروں میں رہتے تھے' اور میری معلومات کے مطابق انہوں نے کبھی کسی کو خراج ادا نہیں کیا۔ بادشاہ مینوس کو جب بھی ضرورت پڑتی وہ جہازوں پر خدمات سرانجام دیتے۔ مینوس عظیم فاتح تھا' اِس لیے اُس کے دور میں کیریائی بھی کرۂ ارض کی تمام اقوام سے کہیں زیادہ مشہور تھے۔ اسی طرح وہ تین چیزوں کے موجد تھے جن کا استعمال یونانیوں نے اُن سے سیکھا: سب سے پہلے انہوں نے ہیلمٹوں پر Crests باندھے اور ڈھالوں پر آلات حرب لگائے' اور ڈھالوں کے لیے ہینڈل بھی ایجاد کیے۔ [۵۷] سابق وقتوں میں ڈھالیں دستوں کے بغیر تھیں اور انہیں ایک چمڑے کی پٹی کی مدد سے گردن اور بائیں کندھے پر ڈالا جاتا۔ مینوس سے کافی عرصہ بعد ایونیاؤں اور ڈوریوں نے کیریاؤں کو جزیروں سے باہر نکالا اور براعظم پر آباد ہوئے۔ اوپر کیریاؤں کے بارے میں دیا گیا بیان کریٹ والوں کا ہے: خود کیریاؤں کا بیان کافی مختلف ہے۔ وہ خود کو براعظم پر اپنے موجودہ مقام رہائش کے قدیمی باشندے بتاتے ہیں [۵۸]' اور یہ کہ اُن کا ہمیشہ سے یہی نام تھا۔ اِس کے ثبوت میں وہ اہل میلاسا [۵۹] کے ملک میں کیریائی جوو (Carian Jove) کا ایک معبد دکھاتے ہیں جس میں اہل میلاسا اور لیڈیاؤں کو کیریاؤں کی برادرانہ نسلوں کی حیثیت سے پرستش کرنے کا حق حاصل ہے: کیونکہ اُن کے مطابق لیڈس اور مائسں دونوں کار کے بھائی تھے۔ چنانچہ ان اقوام کو اوپر مذکور حق حاصل تھا: لیکن مختلف نسل کے لوگ' چاہے وہ کیریائی زبان بھی کیوں نہ بولنے لگے ہوں' اِس معبد سے خارج ہیں۔

172۔ میری رائے میں کونیائی [۶۰] قدیمی باشندے ہیں: لیکن وہ خود کو کریٹ سے آیا ہوا بتاتے ہیں۔ اپنی زبان انہوں نے کیریاؤں سے سیکھی یا کیریاؤں نے اُن سے --- اِس بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تاہم' وہ اپنی روایات میں کیریاؤں بلکہ تمام دیگر لوگوں سے بھی مختلف ہیں۔ وہ اِس رواج کو نہایت قابل احترام خیال کرتے ہیں کہ دوست یا ایک ہی عمر کے افراد (چاہے عورتیں یا مرد' یا بچے) بڑی بڑی ٹولیوں میں اکٹھے ہو کر شراب نوشی کریں۔ دوبارہ ایک موقع پر انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب وہ اپنے درمیان طویل عرصہ سے قائم غیر ملکی معبدوں کو استعمال کرنے کی بجائے اپنے پرانے اجدادی دیوتاؤں کو ہی پُوجا کریں گے۔ تب اُن کے تمام نوجوانوں نے ہتھیار اُٹھائے' اپنے نیزے ہوا میں لہرائے اور اِس اعلان کے ساتھ کالندی [۶۱] (Calyndic) سرحد کی جانب کوچ کیا کہ وہ غیر ملکی دیوتاؤں کو باہر نکالنے جا رہے ہیں۔

173۔ یہ بات کافی حد تک درست ہے کہ لائی شیوں کا قدیم تعلق کریٹ سے ہے: یہ جزیرہ اگلے زمانے میں بربریوں سے آباد تھا۔ وہاں یوروپا کے دو بیٹوں سارپیڈون اور مینوس کے مابین تنازعہ کھڑا ہو گیا کہ اُن میں سے کون بادشاہ بنے گا: مینوس کا دھڑا مضبوط تھا' اُس نے سارپیڈون اور اُس کے پیروکاروں کو جلاوطن کر دیا۔ تارکین وطن ایشیا کی جانب روانہ ہوئے [۶۲] اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملیائی (Milyan) علاقے میں ساحل پر اُترے۔ ملیاس اُس ملک کا قدیم نام ہے جہاں اب لائشی رہتے ہیں: موجودہ دور کے ملیائے اُن دنوں سولائی کہلاتے تھے۔ [۱۶۳] سارپیڈون کا عہد حکومت جاری رہنے تک اُس کے پیروکاروں نے وہ نام برقرار رکھا جسے وہ کریٹ سے اپنے ساتھ لائے تھے--- وہ ترمیلے کہلانے لگے' جیساکہ اُن کے پڑوس میں آباد لائشی اب بھی کہلاتے ہیں۔ لیکن جب پانڈیون کا بیٹا لائیکس اپنے بھائی ایجیئس کے ہاتھوں ایتھنز سے جلاوطن ہوا تو اُس نے اِن ترمیلے کے ملک میں سارپیڈون کے ساتھ پناہ لی' اور وقت گزرنے پر وہ اُس کی نسبت سے لائشی کہلانے لگے۔ اُن کی روایات جزواً کریٹی اور جزواً کیریائی ہیں۔ تاہم' اُن کی ایک جداگانہ رسم ایسی ہے جس میں وہ دنیا کی ہر دوسری قوم سے فرق ہیں۔ وہ باپ کی بجائے ماں کا نام اپناتے ہیں۔ اگر کسی لائشی سے پوچھا جائے کہ وہ کون ہے تو وہ جواب میں اپنا نام اپنی ماں اور اس کی ماں کا نام بتائے گا۔ مزید بر آں' اگر کوئی آزاد عورت کسی غلام مرد سے شادی کر لے تو اُن کے بچے مکمل شہری ہوتے ہیں; لیکن اگر کوئی آزاد مرد کسی غیر عورت سے شادی کر لے' یا طوائف کے ساتھ زندگی گزارے (چاہے وہ خود ریاست میں فرد اول ہی ہو) تو بچوں کے تمام شہری حقوق ضبط ہو جاتے ہیں۔

174۔ ان اقوام میں سے کیریاؤں نے کوئی بہادری کا جوہر دکھائے بغیر ہرپاگس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ نہ ہی کیریا میں مقیم یونانیوں نے شجاعت دکھائی۔ اُن میں لیسیڈیمون سے آکر آباد ہونے والے کینڈی بھی تھے جو سمندر کے سامنے واقع ایک ضلع ٹرائیوپیم میں قابض ہیں۔ یہ خطہ بیباسی کیرونیسے سے ملحقہ ہے; اور ایک چھوٹے سے علاقے کو چھوڑ کر سارے کا سارا سمندر میں گھرا ہوا ہے--- شمال میں سیرامک خلیج اور جنوب میں کائمے اور روڈز جزائر کو جانے والی آبنائے ہے۔ ابھی ہرپاگس ایونیا میں فتوحات کرنے میں مصروف تھا کہ کینڈیوں نے اپنے علاقہ کو ایک جزیرہ بنانے کی خواہش میں زمین کی اِس پتلی سی پٹی کو قطع کرنے کی کوشش کی جو ایک سمندر سے دوسرے سمندر تک بمشکل پانچ فرلانگ چوڑی تھی۔ اُن کا سارا علاقہ خاکنائے کی اندرونی طرف تھا; کیونکہ جہاں کینڈیا براعظم کی جانب ختم ہوتا ہے وہاں سے خاکنائے شروع ہوتی ہے--- اب وہ اسی کو قطع کرنے کی کوشش میں تھے۔ کام شروع ہو گیا' بہت سے لوگوں نے کام میں حصہ لیا; دیکھا گیا کہ مزدوروں کے جسموں اور بالخصوص آنکھوں کے پاس (پتھر اُڑ کر لگنے کی وجہ سے) غیر معمولی اور غیر فطری تعداد میں زخم آئے ہیں۔ چنانچہ' کینڈیوں نے ڈیلفی سے یہ جاننے کے لیے رجوع کیا کہ کیا چیز اُن کی کوششوں میں رکاوٹ کا باعث تھی۔ اُن کے اپنے بیان کے مطابق انہیں مندرجہ ذیل جواب ملا:

خاکنائے کا راہ بند نہ کرو' نہ ہی اسے کھودو---

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو وہ اگر چاہتا تو اِسے جزیرہ بنا دیتا۔

کینڈیوں نے کھدائی کا کام روک دیا اور جب ہرپاگس اپنی فوج کے ساتھ آیا تو انہوں نے بلاچوں و چراں خود کو اُس کے سپرد کر دیا۔

175۔ ہالی کارناسس سے اوپر اور ساحل سے آگے تک پیڈاسی[164] تھے۔ جب اِن لوگوں یا ان کے پڑوسیوں پر کوئی آفت آنے والی ہوتی تو ایتھنا کی کاہنہ کے منہ پر ڈاڑھی اُگ آتی۔ یہ معجزہ تین مرتبہ ہوا۔ کیریا کے تمام باشندوں میں سے صرف انہوں نے کچھ دیر تک ہرپاگس سے ٹکر لی اور لیڈا (Lida) نام پہاڑ میں قلعہ بند ہو کر اُسے زحمت سے دوچار کیا؛ لیکن آخر کار وہ بھی ہتھیار پھینکنے پر مجبور ہوئے۔

176۔ اِن کامیابیوں کے بعد ہرپاگس اپنی فوج زانتھیائی میدان[165] میں لے کر گیا تو زانتھس کے لائشی[166] میدان جنگ میں اُس کا مقابلہ کرنے آئے؛ ایک کثیرالتعداد لشکر کے سامنے چھوٹے سے جتھے کی حیثیت رکھنے کے باوجود انہوں نے جنگ کی اور بڑی ہمت و بہادری کا مظاہرہ کیا۔ بالآخر مغلوب ہو کر اپنی دیواروں میں پناہ لی' اپنی بیویوں اور بچوں' تمام قیمتی اشیاء اور غلاموں کو قلعے میں جمع کر لیا' عمارت کو آگ لگائی اور جلا کر راکھ کر دیا۔ اِس کے بعد انہوں نے خوفناک قسمیں اُٹھا کر متحد رہنے کا عہد کیا اور دشمن کے خلاف دھاوا بولا اور اُن کا ایک ایک فرد تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے موت سے ہمکنار ہوا۔ آج زانتھی ہونے کے دعویدار لائشی بیرونی مہاجرین ہیں' ماسوائے آٹھ خاندانوں کے جو اُس وقت ملک سے غیر حاضر تھے اور زندہ بچ گئے۔ یوں زانتھس پر ہرپاگس کا قبضہ ہوا'[167] اور اِسی طرح کونس (Caunus) بھی اُس کے ہاتھ لگا: کونیاؤں نے بھی لائشیوں کی تقلید کی تھی۔

177۔ اِس طرح ایشیاء کے زیریں علاقے ہرپاگس کے ماتحت آئے' جبکہ سائرس نے بذاتِ خود بالائی علاقوں کی ایک ایک قوم کو فتح کر کے اپنا مطیع بنایا۔ میں اِن فتوحات کا بیشتر حصہ نظر انداز کر کے یہاں صرف انہی کا ذکر کروں گا جہاں اسے مشکل پیش آئی۔ باقی سارے براعظم پر غلبہ حاصل کر لینے کے بعد اُس نے اشوریوں سے جنگ کی۔[168]

178۔ اشوریہ بہت سے بڑے شہروں کا مالک ہے[169] جن میں سے مشہور اور طاقتور ترین شہر بابل تھا؛ نینوا کے زوال کے بعد پایۂ تخت بابل منتقل ہو گیا۔ اِس جگہ کا بیان ذیل میں دیا جا رہا ہے: شہر ایک وسیع میدان پر کامل مربع کی صورت میں بنا ہے--- ہر طرف سے 120 فرلانگ--- یوں اِس کا کل محیط 480 فرلانگ بنتا ہے۔[170] کوئی اور شہر جاہ و جلال میں اِس تک نہیں پہنچتا۔ اِس کے اردگرد ایک پانی سے بھری ہوئی گہری خندق ہے' جس کے پیچھے 50 رائل کیوبٹ چوڑی اور 200 کیوبٹ اونچی دیوار ہے۔[171] رائل کیوبٹ[172] عام کیوبٹ سے تین انگلیاں لمبا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ [۱۷۳]

179۔ اور یہاں میں یہ بتانا ہرگز نہیں بھولوں گا کہ وسیع خندق میں سے کھود کر نکالی گئی مٹی مٹی سانچی کا کیا استعمال ہونے لگا اور دیوار کیسے بنائی گئی۔ وہ خندق میں سے کھودی ہوئی مٹی کو ساتھ ساتھ اینٹوں کے سانچے میں ڈالتے جاتے اور مناسب مقدار جمع ہونے پر اینٹوں کو بھٹی میں پکاتے۔ پھر انہوں نے تعمیر شروع کی--- پہلے خندق کے کناروں پر اینٹیں لگائیں' پھر دیوار کی تعمیر کا آغاز کیا جس میں جوڑنے کے لیے گرم تارکول استعمال ہوا' اور اینٹوں کے ہر تیرہ واروں کے بعد سریوں کی ایک تہہ لگائی گئی۔ [۱۷۴] سب سے اوپر' دیوار کے کناروں پر آمنے سامنے کمرے تعمیر کیے گئے جن کے درمیان چار گھوڑوں والا رتھ بھاگنے کی جگہ تھی-- دیوار کے محیط میں پیتل کے ایک سو دروازے ہیں جن کے سردل اور کھمبے بھی پیتل کے ہیں۔ کام میں استعمال کردہ تارکول اسے بابل لایا گیا---Is ایک چھوٹا سا دریا ہے جو بابل سے آٹھ دن دور اِسی نام کے شہر کے مقام پر فرات میں گرتا ہے۔ اِس دریا میں تارکول کے بڑے بڑے ڈھیلے بکثرت ملتے ہیں۔

180۔ شہر کے درمیان میں سے گذرنے والا دریا اسے دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ یہ دریا فرات ہے--- ایک چوڑا' گہرا' تیز رو دریا جو آرمینیا میں سے نکلتا اور اریتھرئین سمندر (Erythraen Sea) میں گرتا ہے۔ شہر کی دیوار دونوں طرف سے دریا کے کنارے تک لائی گئی: وہاں سے آگے (دیوار کے کونوں سے لے کر) دریا کے دونوں کناروں پر پکی اینٹوں کی باڑ بنائی گئی۔ زیادہ تر مکان تین چار منزلہ ہیں; گلیاں سیدھی ہیں--- نہ صرف دریا کے متوازی چلنے والی بلکہ آڑی بھی۔ اِن آڑی گلیوں کے دریا والے سرے پر باڑ میں نیچے دروازے لگے ہیں جو بیرونی دیوار کے بڑے دروازوں کی طرح پیتل کے ہیں اور پانی پر کھلتے ہیں۔

181۔ بیرونی دیوار شہر کا مرکزی دفاع ہے۔ تاہم' اس کے اندر نسبتاً کم موٹی لیکن اتنی ہی مضبوط ایک اور دیوار ہے۔ [۱۷۵] شہر کے ہر حصے کے مرکز میں ایک قلعہ تھا۔ ایک قلعے میں شاہی محل تھا [۱۷۶] جس کے اردگرد نہایت طاقتور اور موٹی دیوار تھی: دوسرے قلعے میں زیئس بعل [۱۷۷] کا مقدس احاطہ تھا--- دو مربع فرلانگ کا ایک حلقہ جس کے دروازے ٹھوس پیتل کے تھے; یہ بھی میرے زمانے تک باقی تھا۔ احاطے کے وسط میں ایک فرلانگ لمبا اور چوڑا پختہ مینار تھا جس کے اوپر دوسرا' پھر تیسرا' چوتھا' پانچواں' چھٹا' ساتواں اور آخر میں آٹھواں مینار تھا۔ اوپر تک جانے کے لیے ایک بیرونی چکردار زینہ بنایا گیا تھا جو سب میناروں کے گرد گھومتا ہوا جاتا تھا۔ نصف راہ میں پہنچ کر بیٹھ کر آرام کرنے کی جگہ بنی ہے۔ سب سے اوپر والے مینار پر ایک کشادہ معبد ہے اور معبد کے اندر غیر معمولی سائز کا' بھرپور انداز میں سجا ہوا ایک کوچ اور ساتھ سونے کی ایک میز رکھی ہے۔ یہاں کسی قسم کا کوئی مجسمہ نہیں' اور رات کے وقت یہاں ایک عورت کے سوا کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں ٹھہرتا۔ اِس دیوتا کے پُجاریوں [۱۷۸] کا عقیدہ ہے کہ دیوتا اِس عورت کو ملک کی تمام عورتوں میں سے اپنے لیے منتخب کرتا ہے۔

182۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا۔۔۔ مجھے اِس پر اعتبار نہیں۔۔۔ کہ دیوتا ذاتی طور پر اِس حجرے میں آتا اور دیوان پہ سوتا ہے۔ یہ کہانی بالکل مصریوں کی اُس کہانی جیسی ہے [۱۷۹] جس کے مطابق اُن کے شہر تھیبس میں ایک عورت ہمیشہ تھیبائی زیئس [۱۸۰] کے معبد میں رات بسر کرتی ہے۔ دونوں کہانیوں کی عورتیں مردوں کے ساتھ مجامعت نہیں کرتیں۔ لائشیا میں پتارا [۱۸۱] کی ایک رسم بھی ایسی ہے جہاں استخاروں کا جواب دینے والی پُجارن اس کام کے لیے مخصوص عرصہ کے دوران۔۔۔ کیونکہ پتارا میں استخارہ ہر وقت نہیں ہوتا۔۔۔ ہر رات معبد میں بند ہوتی ہے۔

183۔ اسی کے قرب و جوار میں نیچے ایک اور معبد ہے جس میں زیئس کی طلائی مُورتی رکھی ہے۔ مُورتی کے سامنے ایک بہت بڑی سونے کی میز اور تخت ہے، تخت کا منبر بھی سونے کا ہے۔ کالدیوں نے مجھے بتایا ہے کہ اِس سارے سونے کا مجموعی وزن 800 ٹیلنٹ تھا۔ معبد سے باہر قربان گاہیں ہیں: ایک ٹھوس سونے کی جس پر صرف شیر خوار کی قربانی دینا جائز ہے؛ دوسری قربان گاہ عام قسم کی لیکن بہت بڑی ہے جس پر پختہ عمر کے جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے۔ کالدی اِسی دوسری بڑی قربان گاہ پر ہی لوبان جلاتے ہیں جو ہر سال ایک ہزار ٹیلنٹ وزن کی مقدار میں (خدا کے تیوہار کے موقع پر) بھینٹ کیا جاتا ہے۔ سائرس کے دور میں اِس معبد کے اندر ایک انسان کا سونے سے بنا ہوا بارہ کیوبٹ اونچا بُت بھی تھا۔ میں نے یہ بت خود تو نہیں دیکھا، بلکہ صرف کالدیوں کا بیان ہی نقل کر رہا ہوں۔ ہستاپس کے بیٹے داریوش (دارا) نے اِس بُت کو چُرانے کی سازش کی لیکن اِسے ہاتھ لگانے کی جرات نہ کر سکا۔ تاہم داریوش کے بیٹے زرکسیز نے اپنی راہ میں رکاوٹ بننے والے پروہت کو قتل کیا اور بت لے گیا۔ [۱۸۲] اوپر مذکورہ نوادرات کے علاوہ اِس مقدس مقام پر متعدد نجی بھینٹیں بھی موجود ہیں۔ [۱۸۳]

184۔ شہر بابل پر بہت سے فرمانرواؤں نے حکومت کی اور اس کی دیواریں بنانے اور مندروں کی تزئین و آرائش میں مدد دی، جن کا ذکر اشوریائی تاریخ میں کروں گا۔ اِن فرمانرواؤں میں سے دو عورتیں ہیں۔ پہلی ملکہ سیمرامِس اور دوسری ملکہ کے درمیان پانچ پشتوں کا وقفہ تھا۔ اُس نے دریا کو قابو رکھنے کے لیے بابل کے نزدیک میدان میں کچھ پشتے بنوائے کیونکہ آس پاس کے علاقے زیرِ آب آجایا کرتے تھے۔

185۔ دوسری ملکہ نیٹوکریس اپنی پیشرو سے زیادہ ذہین تھی، اور اُس نے سیمرامِس کو نہ صرف اپنی مدت حکومت میں یادگار کاموں (جن کا ذکر نیچے آئے گا) کے حوالے سے پیچھے چھوڑ دیا بلکہ میڈیوں کی زبردست طاقت اور بے چینی و مہم جوئی کو دیکھ کر اپنی سلطنت کا تحفظ بڑھانے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیے ممکنہ کوششیں کیں۔ شہر کے درمیان سے ہو کر گزرنے والا دریائے فرات قبل ازیں بابل کے پاس سے گذرا کرتا تھا۔ نیٹوکریس نے دریا سے اوپر کچھ فاصلے پر کھدائیاں کروا کر اِسے ایسا چکر دیا کہ یہ اشوریہ کے ایک ہی گاؤں آرڈیریکا میں سے تین مقامات پر نظر آنے لگا۔ اور آج بھی اگر آپ ہمارے سمندر سے بابل جائیں تو نیچے جاتے ہوئے دریائے فرات اسی جگہ پر تین مختلف دنوں میں تین مرتبہ چھوتا ہے۔ ملکہ نے فرات کے دونوں کناروں کے ساتھ ایک حیرت انگیز حد تک اونچا اور چوڑا پشتہ بھی بنوایا' اور بابل سے بہت اوپر دریا سے قریب ایک بہت بڑی جھیل کے لیے بیسن بھی کھدوایا جس کا کل محیط 420 فرلانگ تھا۔ کھود کر نکالی گئی مٹی پشتے بنانے میں استعمال ہوئی۔ کھدائی ختم ہونے پر اُس نے پتھر منگوا کر جھیل کے سارے کنارے پر لگوائے۔ دریا کو چکر میں ڈالنے اور جھیل کی کھدائی کا مقصد یہ تھا کہ دریا کا بہاؤ خم دار ہونے کی وجہ سے پیچھے ہٹ جائے اور بل دار راستہ طے کرنے کے بعد جھیل کے کنارے کنارے ہو کر آنا پڑے اور یوں چکر بہت بڑا ہو جائے۔ یہ تمام منصوبے بابل کی اُس طرف کو تھے جہاں سے سڑکیں سیدھی میڈیا میں جاتی تھیں' اور ملکہ میڈیوں کو بابلیوں کے ساتھ میل جول بڑھانے سے باز رکھنا چاہتی تھی تاکہ وہ اُس کے معاملات سے بے خبر رہیں۔

186۔ کھودی ہوئی مٹی شہر کے دفاع کے لیے استعمال کی جا رہی تھی کہ نیٹوکریس نے ایک اور ضمنی منصوبہ شروع کر دیا۔ جیسا کہ میں نے بتایا' دریا کی وجہ سے شہر دو حصوں میں تقسیم تھا۔ سابق بادشاہوں کے دور میں اگر کوئی آدمی ایک سے دوسرے حصے میں جانا چاہتا تو اُسے کشتی استعمال کرنا پڑتی: میرے خیال میں یہ طریقہ باعث زحمت تھا۔ جب نیٹوکریس جھیل کھدوا رہی تھی تو اُس نے مٹی کو یہ زحمت ختم کرنے کے لیے استعمال میں لانے کا سوچا۔ اس نے پتھر کے دیو قامت بلاکس تراشنے کا حکم دیا اور جب وہ تیار ہو گئے اور جھیل کی کھدائی ہو چکی تو اُس نے فرات کا دھارا وسیع گڑھے کی طرف موڑا۔ اِس دوران جب دریا کی گذرگاہ خشک پڑی تھی تو اس نے سب سے پہلے تو شہر میں گزرگاہ کے کناروں پر پکی اینٹیں لگوائیں اور دریا پر بنے دروازوں کے سامنے والی جگہوں پر بھی اینٹیں لگوائیں: چنائی کا انداز شہر کا فصیل والا ہی تھا: اس کے بعد ملکہ نے اپنے تیار کردہ مسالوں سے شہر کے عین وسط میں ایک پتھر کا پُل بنایا جس کے بلاکس لوہے اور سیسے سے جوڑے گئے تھے۔ دن کے وقت لکڑی کے چوکور پلیٹ فارم ایک سے دوسرے پائے تک بچھائے جاتے جن پہ چل کر لوگ دریا پار کرتے: لیکن رات کے وقت انہیں اٹھا لیا جاتا تاکہ پہلو بہ پہلو چلنے والوں کو اندھیرے میں لٹنے سے بچایا جا سکے۔ جب دریا نے جھیل کو بھر دیا اور پُل مکمل ہو گیا تو فرات کا رُخ دوبارہ پرانی گزرگاہ کی طرف موڑ دیا گیا۔ یوں جھیل کو دیکھ کر اُس کا مقصد [illegible] سمجھ آ جاتا تھا اور اس کی مدد سے لوگوں کو پل کا فائدہ بھی حاصل ہو گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

187- اسی ملکہ نے ایک حیرت انگیز دھوکے کا منصوبہ بنایا۔ اُس نے اپنا مقبرہ شہر کے مرکزی پھاٹکوں میں سے ایک کے بالائی حصے میں، راہ گیروں کے سروں سے بہت اوپر تعمیر کروایا تھا جس پر یہ عبارت کندہ تھی: "میرے بعد اگر بابل کے تخت پر بیٹھنے والے کسی حاکم کو خزانے کی ضرورت ہو تو وہ میری قبر کھولے اور جتنا چاہے لے لے--- تاہم، ضرورت نہ ہونے پر ایسا نہ ہو کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔" یہ مقبرہ داریوش کی تخت نشینی تک جوں کا توں رہا۔ اُسے یہ بات خوفناک نظر آئی کہ وہ شہر کا ایک پھاٹک استعمال نہ کر سکے اور بہت سی دولت بیکار پڑی رہے۔ فی الحال وہ دروازہ استعمال نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہاں سے گزرتے وقت قبر سر کے عین اُوپر ہوتی۔ چنانچہ اُس نے قبر کھلوائی؛ لیکن اندر دولت کی بجائے صرف ایک نعش اور یہ تحریر پائی---"اگر تم دولت سے تسکین پالیتے اور لاپرواہو جاتے کہ تم نے اسے کیسے حاصل کیا تو تم قبر کشائی کیوں کرواتے۔"

188- سائرس کی مہم جوئی اِس ملکہ کے بیٹے کے خلاف تھی جس کا نام بھی اپنے باپ والا یعنی لیبی نیتس تھا اور وہ اشوریوں کا بادشاہ تھا۔ عظیم بادشاہ جنگوں پہ جاتے وقت روزمرہ اشیاء اور کھانے گھر سے ہی تیار کروا کر لے جاتا اور مویشی بھی ساتھ رکھتا۔ سُوسا کے قریب بہنے والے دریا کو اسپس (کارکا) کا پانی بھی اُس کے پینے کو ساتھ رکھا جاتا کیونکہ فارس کے بادشاہ صرف یہی پانی پیتے ہیں۔ [۱۸۴] وہ ہمیشہ چار پہیوں والی متعدد گاڑیوں کے ہمراہ (جنھیں ٹٹو کھینچتے ہیں) سفر کرتا ہے جن میں کو اسپس کا ابلا ہوا پانی چاندی کے برتنوں میں رکھا ہوتا ہے۔

189- سائرس بابل آتے وقت راستے میں گائنڈس [۱۸۵] (Gyndes) کے کناروں پر آیا۔ یہ دریا میتیانی پہاڑوں میں سے نکلتا، دردانیوں کے ملک سے گزرتا اور دریائے دجلہ میں گرتا ہے۔ دجلہ گائنڈس کو وصول کرنے کے بعد اوپس شہر کے پاس سے گزرتا اور اریتھر-ئین سمندر میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ دریا صرف کشتیوں میں عبور کیا جا سکتا ہے۔ جب سائرس یہاں پہنچا تو سفید مقدس گھوڑوں میں سے ایک اس کے ہمراہ تھا، اُس کی روح جوش و جذبے سے معمور تھی، وہ پانی میں داخل ہوا اور دریا عبور کرنے کی کوشش کی؛ لیکن بہاؤ نے اُسے بھی اپنے ساتھ بہالیا اور گہرائیوں میں لے گیا۔ دریا کی گستاخی پر غضبناک سائرس نے اِس کی طاقت توڑ ڈالنے کی دھمکی دی کہ آئندہ عورتیں بھی اپنے گھٹنے بھگوئے بغیر اسے بہ آسانی پار کر سکیں گی۔ چنانچہ اُس نے بابل پر حملہ کچھ دیر کے لیے ملتوی کیا اور اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر کے گائنڈس کے دونوں طرف 180 کھائیوں کی رسوں سے نشاندہی کی اور اپنی فوج کو کھدائی کے کام پر لگا دیا: اُس نے بے پناہ مزدوروں کی مدد سے اپنی دھمکی تو پوری کر دی لیکن سارا موسم گرما بھی وہیں گنوا دیا۔

190- تاہم، گائنڈس کو 360 نالوں کے ذریعہ بانٹ کر اپنا انتقام لینے کے بعد سائرس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہار شروع ہوتے ہی بابل کی جانب کوچ کیا۔ اپنی دیواروں کے بغیر مورچہ بند بابلی اُس کے منتظر تھے۔ شہر سے کچھ فاصلے پر ایک جنگ لڑی گئی جس میں بابلیوں نے فارسی بادشاہ سے شکست کھائی اور دفاعی دیواروں میں بند ہو گئے۔ انہوں نے اِس حملے کے خدشات کے پیش نظر بہت کچھ ذخیرہ کر رکھا تھا کیونکہ سائرس کو ایک کے بعد دوسری قوم فتح کرتے دیکھ کر انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اب کہیں رکے گا نہیں اور آخر کار اُن کی جانب بھی آئے گا۔

191۔ اب سائرس سوچ میں پڑ گیا' کیونکہ کافی عرصہ گزرنے کے بعد بھی کوئی پیش رفت نہ ہو سکی۔ اس پریشانی کے عالم میں اُسے کسی نے مشورہ دیا' یا پھر خود ہی اُس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اُس نے اپنی فوج کا ایک حصہ اُس مقام پر متعین کیا جہاں دریا شہر میں داخل ہوتا ہے' اور دوسرے حصے کو وہاں متعین کیا جہاں سے دریا باہر نکلتا ہے۔ اُس نے دستوں کو حکم دیا کہ جونہی پانی مناسب حد تک کم ہو فوراً شہر میں داخل ہو جائیں؛ اِس کے بعد وہ خود غیر جنگجو قسم کے افراد کو لے کر اُس جگہ کی طرف گیا جہاں نیٹوکریس نے دریا کے لیے نئی گزرگاہ کھودی تھی۔ سائرس نے بھی فرات کو ایک نہر کے ذریعہ جھیل میں ڈالا (جو دلدل بن چکی تھی) جس کی وجہ سے دریا کی سطح اتنی نیچی ہو گئی کہ اُسے عبور کرنا ممکن ہو گیا۔ تب دریا کے قریب متعین کردہ فارسی دریا میں داخل ہوئے (جس میں رانوں تک گہرا پانی تھا) اور شہر میں داخل ہو گئے۔ اگر بابلیوں نے سائرس کی حکمت عملی کا اندازہ کر لیا ہوتا' یا خود کو لاحق خطرے کی بُو سونگھ لیتے تو فارسیوں کو شہر میں آنے کی اجازت ہرگز نہ دیتے' بلکہ انہیں نیست و نابود کر ڈالتے؛ کیونکہ ایسی صورت میں وہ دریا پر کھلنے والے تمام دروازے بند کر کے دونوں اطراف کی دیواروں پر چڑھ جاتے اور دشمن کو ایک طرح سے شکنجے میں پھنسا کر مارتے۔ لیکن فارسی اچانک آئے اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ شہر کی وسعت کے باعث اندرونی حصے کے لوگوں کو (اہل بابل کے مطابق) کافی بعد میں پتہ چلا کہ بیرونی حصوں پر قبضہ ہو چکا ہے۔ چونکہ وہ جشن منانے میں مصروف تھے اور قبضے کا علم ہونے تک ناچتے گاتے اور رنگ رلیاں مناتے رہے۔ یوں بابل پہلی مرتبہ مغلوب ہوا۔ [۱۸۶]

192۔ آگے چل کر میں بابلیوں کی طاقت اور ذرائع کے جو متعدد ثبوت پیش کروں گا اُن میں سے مندرجہ ذیل خصوصی طور پر قابل ذکر ہے۔ فارسیوں کے زیر نگین سارا ملک' معینہ خراج ادا کرنے کے علاوہ' حصوں میں تقسیم ہے جنہیں سال کے مختلف عرصوں کے دوران عظیم بادشاہ اور اُس فوج کا کھانا مہیا کرنا پڑتا ہے۔ سال کے بارہ مہینوں میں سے چار ماہ کے دوران کھانا بابل فراہم کرتا اور باقی آٹھ ماہ کے دوران ایشیاء کے دیگر خطے: اس سے پتا چلتا ہے کہ اشوریہ ذرائع کے لحاظ سے سارے ایشیا کا ایک تہائی ہے۔ یہ تمام فارسی حکومتوں' یا مقامی لوگوں کی زبان میں' صوبوں سے کہیں بہتر ہے۔ جب ارتابازس کا بیٹا تری تانتے کمیز (Tritantaechmes)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۸۷ بطور بادشاہ یہاں قابض ہوا تو اشوریہ اُسے ہر روز چاندی کا ایک ارتابا (artaba) پیش کیا کرتا تھا۔ ارتابا ایک فارسی پیمانہ ہے۔ ۱۸۸ اُس کے پاس جنگی گھوڑوں سے علاوہ 800 گھوڑے اور 16 ہزار گھوڑیاں تھیں --- ایک گھوڑے کے لیے بیس گھوڑیاں --- اُس کے پاس ہندوستانی شکاری کتے ۱۸۹ بھی اتنی بڑی تعداد میں موجود تھے کہ چار بڑے دیہات کے محصولات صرف اور صرف ان کی خوراک پر صرف ہوتے تھے۔

193۔ اشوریہ میں بارش بہت کم ۱۹۰ لیکن غلے کی پیداوار کے لیے کافی ہوتی ہے۔ بارش کے بعد پودا بڑھتا ہے اور بالیاں دریا سے نکالی گئی نہروں کے پانی سے بنتی ہیں۔ ۱۹۱ کیونکہ مصر کی طرح یہاں دریا خود بخود کھیتوں کو سیراب نہیں کرتا۔ سارا بابل مصر کی طرح نہروں سے بھرا ہوا ہے -- سب سے بڑی نہر آفتاب۔ سرما کی جانب بہتی ہے اور اسے صرف کشتیوں کے ذریعہ پار کیا جا سکتا ہے؛ یہ فرات سے نکل کر دجلہ میں گرتی ہے جو سابق نینوا کے پاس سے گزرتا ہے۔ وہاں ہمیں معلوم تمام ممالک میں سے کوئی بھی اناج کی پیداوار میں اتنا بھرپور نہیں۔ زیتون، صنوبر، انگور یا اس قسم کا کوئی اور درخت کے اُگنے کا حیلہ موجود نہیں؛ لیکن یہ اناج کی پیداوار اتنی زیادہ کرتا ہے کہ عموماً 200 گنا زیادہ پیدا کرتا ہے، حتیٰ کہ تین سو گنا بھی۔ گندم اور جو کے پودے کا پتہ عموماً چار انگلی چوڑا ہوتا ہے۔ جہاں تک جوار اور تِل کا معاملہ ہے تو میں اس کے متعلق معلومات رکھنے کے باوجود کچھ نہیں لکھوں گا؛ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بابل کی پیداواری صلاحیت کے بارے میں میرے بیانات پر اُس شخص کو یقین نہیں آئے گا جو بذات خود اِس علاقے میں نہ آیا ہو۔ ۱۹۲ وہ صرف اور صرف تلوں کا تیل استعمال کرتے ہیں۔ ۱۹۳ سارے میدانی علاقے میں تاڑ کے درختوں کی بہتات ہے ۱۹۴ جن کا پھل اُنہیں غذا، شراب اور شہد مہیا کرتا ہے۔ انہیں بالکل صنوبر کی طرح کاشت کیا جاتا ہے۔ مقامی لوگ نر کھجور کے پھل کو مادہ کھجور کی شاخوں سے باندھ دیتے ہیں تاکہ مازو مکھی (gallfly) کھجوروں میں داخل ہو کر انہیں پکائے اور پھل کو گرنے سے روکے۔ جنگلی صنوبر کی طرح کھجور کے پھل میں بھی عموماً مازو مکھی ہوتی ہے۔

194۔ لیکن اس سرزمین میں شہر کے بعد جو چیز میرے لیے سب سے زیادہ حیران کن ہے اب میں اُس کا ذکر کروں گا۔ دریا میں بابل تک آنے والی کشتیاں گول اور کھالوں کی بنی ہوئی ہیں۔ بید کے فریم اشوریہ سے اُوپر آرمینیوں کے علاقے میں کاٹے جاتے ہیں جن کے اوپر کھال منڈھ کر کشتیاں بنائی جاتی ہیں اور اُن میں کوئی شہتیر استعمال نہیں ہوتا۔ تب ان میں بھوسہ بھر کر سامان لادا اور پھر بہاؤ پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ زیادہ تر سامان کھجور کی لکڑی سے بنے پیپوں میں بھری شراب پر مشتمل ہوتا ہے۔ ان گول کشتیوں کو دو آدمی کھڑے ہو کر چپوؤں سے چلاتے ہیں۔ ۱۹۵ یہ کشتیاں مختلف سائز کی ہیں، کچھ چھوٹی، کچھ بڑی؛ زیادہ سے زیادہ بڑی کشتی میں پانچ سو ٹیلنٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بوجھ لادنے کی گنجائش ہے۔ ہر کشتی میں ایک یا دو گدھے بھی ہوتے ہیں۔ بابل پہنچ کر مال اُتارا اور فروخت کے لیے رکھا جاتا ہے، جس کے بعد آدمی اپنی کشتیاں توڑتے، بھوسہ اور فریم بیچتے اور کھالیں اپنے گدھوں پر لاد کر واپس آرمینیا روانہ ہو جاتے ہیں۔ بہاؤ اتنا تیز ہے کہ کشتی اوپر کی جانب نہیں جا سکتی، اس لیے وہ اپنی کشتیاں لکڑی کی بجائے کھالوں کی بناتے ہیں۔ آرمینیا واپس جا کر اگلے سفر کے لیے نئی کشتیاں تیار کر لیتے ہیں۔

195۔ بابلیوں کا لباس یہ ہے: پیروں تک پہنچتا ہوا لمبا پیراہن اور اُس کے اوپر ایک اُونی چغہ، اس کے علاوہ وہ اپنے گرد ایک چادر بھی لپیٹتے ہیں، جوتے مخصوص انداز کے ہیں۔ اُن کے بال لمبے ہیں، وہ سروں پر پگڑیاں باندھتے اور سارے بدن پر خوشبوئیں ملتے ہیں--- ہر ایک کے پاس ایک مہر[196] اور ایک چھڑی ہوتی ہیں۔ اس چھڑی کے اوپر والے سرے پر سیب، گلاب، سوسن، شاہین یا ایسی ہی کسی اور چیز کی شبیہ تراشی ہوتی ہے،[197] کیونکہ غیر آرائشی چھڑی استعمال کرنا اُن کی عادت میں داخل نہیں۔

196۔ اب میں اُن کی رسوم بیان کروں گا۔ میرے خیال میں اُن کی ایک رسم سب سے زیادہ عقلمندانہ ہے جو Eneti کے اِلیریائی قبیلے میں بھی موجود ہے۔ سال میں ایک مرتبہ ہر گاؤں سے شادی کے قابل عمر کی کنواری دوشیزاؤں کو ایک جگہ پر جمع کر دیا جاتا ہے جبکہ مرد اُن کے گرد دائرہ بنا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک نمائندہ دوشیزاؤں کو ایک ایک کر کے بلاتا اور فروخت کے لیے پیش کرتا ہے۔ فروخت کا آغاز حسین ترین لڑکی سے ہوتا ہے۔ اس کے بکنے کے بعد دوسری حسین لڑکی کو سامنے لایا جاتا ہے۔ ان سب کو بطور بیویاں فروخت کیا جاتا ہے۔ شادی کرنے کے خواہشمند امیر ترین بابلی دلکش دوشیزاؤں کے لیے بڑھ چڑھ کر بولی لگاتے ہیں، جبکہ حسن و دلکشی سے بے پروا غریب اُمیدوار غیر جاذب نظر لڑکیوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ کیونکہ رسم یہ تھی کہ دلال خوبصورت ترین لڑکیوں کو فروخت کر لینے کے بعد بدصورت ترین لڑکی کو یا اپاہج--- اگر وہ موجود ہو تو--- کو پکارتا اور مردوں کے سامنے پیش کر کے پوچھتا ہے کہ کون اِسے کم سے کم جہیز کے ساتھ خریدنے پر تیار ہے۔ اور خفیف ترین رقم پیش کرنے والا مرد اُسے حاصل کر لیتا۔ جہیز کی رقم سب لڑکیوں میں برابر تقسیم ہوتی ہے، یوں خوبصورت ترین لڑکی بدصورت ترین لڑکی کا حصہ پورا کرتی ہے۔ کسی شخص کو اپنی مرضی کے مطابق بیٹی بیاہنے کی اجازت نہ تھی اور نہ ہی کوئی شخص اپنی زر خرید لڑکی کو بیوی بنانے کی ضمانت دیئے بغیر ساتھ لے کر جا سکتا تھا، تاہم، اگر پتہ چلے کہ لڑکی اور خریدار میں رضامندی نہیں تو رقم واپس کی جا سکتی تھی۔ دور دراز دیہات کے خواہشمند بھی وہاں آ کر عورتوں کی بولی لگاتے۔ یہ اُن کی بہترین روایت تھی لیکن اب متروک ہو چکی ہے۔[198] انہوں نے اپنی کنواری لڑکیوں کو تشدد سے بچانے اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زبردستی چھین کر دور اُفتادہ شہروں میں پہنچائے جانے کو روکنے کے لیے ایک نہایت مختلف طریقہ سوچا ہے جس کے تحت وہ اپنی بیٹیوں کی پرورش طوائفوں کے طور پر کرتے ہیں۔ اب تمام عام غریب لوگ یہی کرتے ہیں جو تسخیر کے بعد اپنے حاکموں کے ہاتھوں خراب سلوک کا نشانہ بنے اور اپنے خاندانوں کو تباہ کر بیٹھے۔

197۔ اوپر مذکور رسم کے بعد دوسری عقلمندانہ رسم یا رواج میری نظر میں مندرجہ ذیل ہے۔ اُن کے ہاں کوئی طبیب نہیں، لیکن جب کوئی بیمار پڑ جائے تو اُسے عوامی احاطے میں ڈال دیتے ہیں؛ راہ گیر اُس کے پاس آتے ہیں، اور اگر انہیں خود بھی کبھی یہی بیماری لگی ہو یا وہ اِس کے متعلق جانتے ہوں تو اُسے اپنے تجربے کے مطابق مشورہ دیتے ہیں؛ اور کسی کو اجازت نہیں ہوتی کہ وہ مریض سے اُس کے مرض کے متعلق پوچھے بغیر وہاں سے گزر جائے۔

198۔ وہ اپنے مُردوں کو شہد میں دفناتے[199] اور میت پر مصریوں کی طرح ماتم زاری کرتے ہیں۔ جب کوئی بابلی اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرتا ہے تو عوددان کے آگے بیٹھ جاتا ہے اور بالکل سامنے اس کی بیوی آ بیٹھتی ہے۔ صبح سویرے وہ نہاتے ہیں، کیونکہ اُس وقت تک اپنے مشترکہ برتنوں کو نہیں چھوتے جب تک کہ نہا نہ لیں۔ یہ دستور عربوں میں بھی ہے۔

199۔ بابل والوں میں ایک نہایت ہی شرمناک رواج یہ ہے کہ اُس ملک میں جنم لینے والی ہر عورت کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ایک مرتبہ الفرودتی دیوی کے مندر میں جا کر بیٹھے اور مردوں سے آزادانہ ملے۔ چنانچہ اِس معبد میں عورتوں کی بہت بڑی تعداد ایسی نظر آتی جو اپنی چوٹیوں میں پھول گوندھے بیٹھی رہتی ہیں۔ غیر مرد اُن کو دیکھتے ہوئے سامنے سے گزرتے رہتے ہیں اور جس پر نظر انتخاب پڑتی ہے ٹھہر جاتے ہیں۔ جو عورت ایک مرتبہ بیٹھ جائے، پھر اُسے اُس وقت تک اُٹھ کر جانے کی اِجازت نہیں ملتی جب تک کوئی غیر محرم اُس کی گود میں چاندی کا سکہ نہ پھینک دے۔ جب مرد چاندی کا سکہ گود میں ڈال دیتا ہے تو وہ اپنے منہ سے یہ الفاظ کہتا ہے کہ "مِلیتا دیوی تیرا بھلا کرے" اور عورت اُس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ اِس کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ وہ نقرئی سکہ کتنا بڑا ہے، لیکن جب وہ گود میں پھینک دیا جاتا ہے تو اُس کے لینے سے انکار کرنا قانوناً جرم ہے۔ کیونکہ وہ سکہ متبرک ہو جاتا ہے۔ جو عورتیں حسین ہوتی ہیں تو وہ بہت جلد خلاصی پا لیتی ہیں، لیکن بدصورت عورتوں کو زیادہ وقت گزارنا پڑتا ہے اور تین یا چار سال تک معبد میں ہی پڑی رہتی ہیں۔ اِسی سے مِلتی جلتی ایک رسم جزیرۂ قبرص (سائپرس) کے بعض مقامات میں بھی پائی جاتی ہے۔

200۔ یہ ہیں بابلیوں کی عمومی رسوم۔ اِسی طرح اُن میں تین قبیلے ایسے ہیں جو مچھلی کے سوا کچھ نہیں کھاتے۔ اِن مچھلیوں کو پکڑ کر دھوپ میں سُکھایا جاتا ہے۔ کچھ لوگ اِن کے کیک بنانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو ترجیح دیتے ہیں، جبکہ کچھ لوگ انہیں ایک قسم کی روٹی کی شکل میں بُھون لیتے ہیں۔

201- جب سائرس نے بابلیوں پر فتح حاصل کر لی تو اُسے خواہش ہوئی کہ **مساگیتے** کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لے۔ مشرق کی سمت میں چڑھتے سورج کی جانب، دریائے ارِاکسیز (Araxes) کے اُس پار اِسیڈونیوں کے بالمقابل آباد قوم **مساگیتے** کو بہت بڑی اور جنگ پسند بیان کیا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ انہیں سیتھی نسل ہی سمجھتے ہیں۔

202- جہاں تک دریائے اراکسیز کا معاملہ ہے تو کچھ بیانات کے مطابق یہ اِستر (ڈینیوب) سے بڑا اور کچھ کے مطابق چھوٹا ہے۔ اِس کے اندر جزیرے ہیں، جن میں سے متعدد کولسبوس کے برابر کا بتایا جاتا ہے۔ وہاں آباد لوگ گرمیوں میں ہر قسم کی جڑیں کھود کر کھاتے ہیں، جبکہ سردیوں کے لیے درختوں سے پھل توڑ کر جمع کر لیتے ہیں۔ ان پھلوں والے درختوں کے علاوہ اُن کے ہاں ایک عجیب ترین پھل والا درخت بھی ہے۔ محفلیں لگنے پر وہ گھیرے کی صورت میں بیٹھ کر درمیان میں آگ جلاتے اور اُس پر اِس درخت کے کچھ پھل پھینکتے ہیں۔ پھل کا دھواں انہیں اُسی طرح مخمور کر دیتا ہے جیسے یونانیوں کو شراب۔ آگ پر مزید پھل پھینکنے سے ان کا خمار بڑھ جاتا ہے اور وہ عموماً اُچھلنا کودنا اور ناچنا گانا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تھا اِن لوگوں کا بیان جو میرے علم میں آسکا۔

گائنڈس کی طرح دریائے اراکسیز کا ماخذ بھی متیانیوں کے ملک میں ہے۔ اس کے چالیس دہانے ہیں جو سب، ماسوائے ایک، دلدلوں میں جاکر گرتے ہیں۔ اِن دلدلوں میں انسانوں کی ایک ایسی نسل کو آباد بتایا جاتا ہے جو کچا گوشت کھاتے اور سیل مچھلیوں کی کھال پہنتے ہیں۔ دریا کا دوسرا منہ واضح بہاؤ کے ساتھ بحیرۂ کاسپئن میں گرتا ہے۔ [200]

203- بحیرۂ کاسپئن ایک الگ تھلگ سمندر ہے جس کا کسی اور سمندر سے کوئی واسطہ نہیں۔ [201] جس سمندر میں یونانیوں کی آمد و رفت بکثرت ہے، جو ہیراکلیس کے ستونوں سے پرے ہے اور جسے اٹلانٹک اور اریتھرائن بھی کہتے ہیں ایک ہی سمندر ہے۔ لیکن بحیرۂ کاسپئن الگ ہے: اِس کی لمبائی اور زیادہ از زیادہ چوڑائی چپوؤں والی کشتی پر بالترتیب پندرہ اور آٹھ روزہ سفر جتنی ہے۔ اِس کے مغربی کنارے پر وسیع اور بلند ترین سلسلہ کوہ کاکیشیا ہے۔ [202] یہاں متعدد اور مختلف قبائل رہتے ہیں جن میں سے زیادہ تر کا دارومدار جنگلی پھلوں پر ہے۔ ان جنگلوں میں کچھ ایسے درختوں کی افزائش کے بارے میں بتایا جاتا ہے جن کے پتوں کو پانی کے ساتھ پیس کر ایک قسم کا رنگ تیار کیا جاتا ہے اور مقامی لوگ اُس رنگ سے کپڑوں پر جانوروں کی شبیہیں بناتے ہیں: یہ تصویریں کبھی مٹتی نہیں بلکہ کپڑا پھٹ جانے تک جُوں کی توں رہتی ہیں۔

204- جیسا کہ میں نے کہا، بحیرۂ کاسپئن کے مغرب میں کوہستان کاکیشیا ہے۔ مشرق میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تا حدِ نظر ایک وسیع میدان ہے ۲۰۴؎ جس کا بڑا حصہ اُن **مساگیتے** کی ملکیت ہیں جن کے خلاف مہم جوئی کے لیے سائرس اپنے پر تول رہا تھا۔ متعدد وجوہ کی بناء پر وہ اِس جانب متوجہ ہوا۔۔۔ بالخصوص اُس کی ایک طرح سے مافوق الانسان پیدائش اور تمام سابق جنگوں میں خوش قسمتی ہی تھی کہ اُس نے جس طرف بھی رُخ کیا وہاں کے لوگوں کو کوئی راہِ فرار نہ مل سکی۔

205۔ اِس وقت **مساگیتے** پر ایک ملکہ ٹومائرس کی حکومت تھی جس نے اپنے مرحوم بادشاہ شوہر کی موت پر تخت سنبھالا۔ سائرس نے قاصدوں کے ہاتھ اُسے سلام شوق بھیجا اور اُس سے شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ تاہم ٹومائرس کو علم تھا کہ یہ سلطنت اُس کی اپنی ہے جس کے باعث سائرس سلام بھیج رہا ہے‘ لہٰذا اُس نے اُس کے آدمیوں کو آگے آنے سے روک دیا۔ سائرس اپنے دھوکا بازی کے منصوبوں کو کامیاب نہ ہوتے دیکھ کر اراکسیز کی جانب بڑھا اور اپنے معاندانہ ارادے پوری طرح عیاں کرتے ہوئے ایک پل کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جس کے ذریعہ اُس کی فوج دریا پار کر سکے‘ اور پھر پل میں استعمال ہونے والی کشتیوں پر مینار بنانے کا کام بھی شروع کیا۔

206۔ ابھی سائرس ان کاموں میں مصروف تھا کہ ٹومائرس نے ایک قاصد بھیجا جس نے کہا‘ "اے میڈیوں کے بادشاہ‘ یہ مہم فوراً روک دو‘ کیونکہ تم یہ نہیں جان سکتے کہ تمہیں اِس حرکت سے کوئی حقیقی فائدہ بھی حاصل ہو گا۔ سکون کے ساتھ اپنی ہی سلطنت پر قانع رہو‘ اور ہماری زیر حکومت قلمرو پر ہمیں حکومت کرتے دیکھنا برداشت کر لو۔ تاہم‘ مجھے علم ہے کہ تم اِس نصیحت پر کان نہیں دھرو گے کیونکہ تمہاری نظر میں امن و امان سے بے وقعت چیز اور کوئی نہیں‘ اس لیے اگر تم **مساگیتے** کے ساتھ ٹکر لینا چاہتے ہو تو ُپل بنانے کی یہ بیکار محنت چھوڑ کر آؤ‘ ہم دریا کے کنارے سے تین دن پیدل سفر کے فاصلے پر چلے جاتے ہیں اور اپنی فوجوں کے ساتھ دریا پار کر لینا; یا اگر تم اپنی والی طرف جنگ لڑنا پسند کرتے ہو تو تم بھی اتنے ہی فاصلے تک پیچھے ہٹ جاؤ۔" اس پیشکش پر سائرس نے اپنے سرداران فارس کو جمع کیا اور اُن کے سامنے سارا معاملہ رکھتے ہوئے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ سب کی متفقہ رائے ٹومائرس کو دریا پار کرنے کی دعوت دینے اور فارسی سرزمین پر جنگ لڑنے کے حق میں تھی۔

207۔ لیکن سرداروں کے اجلاس میں حاضر لیڈیائی کروسس نے یہ مشورہ نامنظور کیا; وہ کھڑا ہوا اور اِس کی مخالفت میں اپنے خیالات یوں بیان کیے: "اے میرے بادشاہ! میں نے کافی عرصہ پہلے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ زیئس دیوتا نے مجھے آپ کے ہاتھوں میں دیا ہے اس لیے میں آپ کے گھرانے کو خطرے سے بچانے کی مقدور بھر کوشش کروں گا۔ افسوس‘ میری اپنی شدید تکالیف نے مجھے خطروں پر باریک بینی سے غور کرنا سکھا دیا ہے۔ اگر آپ خود کو لافانی سمجھتے ہیں اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آپ کے خیال میں آپ کی فوج بھی لافانی ہے تو آپ میری بات کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے۔ لیکن اگر آپ خود کو ایک انسان اور انسانوں کا حاکم سمجھتے ہیں تو یہ بات دل میں بٹھالیں کہ تمام انسانی امور ایک قسم کے پہیہ پر گھومتے ہیں، اور اِس پہیئے کی حرکت کے باعث ایک ہی شخص ہمیشہ خوش قسمت نہیں رہ سکتا۔ درپیش معاملہ پر غور کرتے ہوئے میری رائے آپ کے دیگر مشیروں سے متضاد ہے، کیونکہ اگر آپ نے دشمن کو اپنے علاقہ میں گھسنے کی اجازت دے دی تو خطرے کا اندازہ کرلیں! جنگ میں شکست کا مطلب ہوگا آپ کی ساری سلطنت کا ہاتھ سے نکل جانا۔ کیونکہ اگر **مساگیتے** جنگ میں کامیاب رہے تو وہ اپنے گھروں کو واپس نہیں جائیں گے بلکہ آپ کی سلطنت کی ریاستوں پر دھاوا بول دیں گے۔ یا اگر اپنے علاقے میں آپ فاتح رہیں تو اس کے بعد آپ کیا کرسکیں گے۔ اپنی فوج کو دریا کے اُس پار لے جانے سے آپ اُن کے علاقے کے دل میں ہوں گے۔ مزید برآں، کیا کیمبائسس کے بیٹے سائرس کے لیے یہ بے عزتی قابل برداشت ہوگی کہ وہ ایک عورت کے سامنے سر جھکا کر پیچھے ہٹے؟ چنانچہ، میرا مشورہ ہے کہ ہم دریا پار کریں اور جتنا وہ پیچھے ہٹیں ہم اُتنا ہی آگے جائیں اور پھر انہیں رشوت دے کر ساتھ ملانے کی کوشش کریں۔ میں نے سنا ہے کہ وہ ہم فارسیوں والی آسائشات۔ زندگی سے ناواقف ہیں اور انہوں نے زندگی کی عظیم لذتوں کا مزہ کبھی نہیں چکھا۔ اس لیے ہم اپنے کیمپ میں اُن کے لیے ایک جشن کا اہتمام کریں؛ پھر بدترین دستوں کو وہیں چھوڑ کر خود پیچھے دریا کی جانب آجائیں۔ اگر میں غلطی پر نہیں تو وہ زبردست اور مزیدار چیزیں دیکھ کر اُن پر ٹوٹ پڑیں گے۔ بس اِس کے بعد ہمیں بہادروں کی طرح سارا کام پورا کرنا ہوگا۔"

208۔ جب سائرس کے سامنے یہ دو متضاد منصوبے رکھے گئے تو اُس نے اپنا ارادہ بدلا اور کروسس کے مشورہ کو ترجیح دیتے ہوئے ٹومائرس کو جواب دیا کہ وہ خود دریا پار کرکے اُن کے علاقہ میں آئے گا۔ چنانچہ وہ دریا سے پیچھے ہٹ گئی؛ اور سائرس نے کروسس کو اپنے بیٹے ولی عہد کیمبائسس کی نگرانی میں دیا اور انہیں واپس فارس کی جانب روانہ کرکے دریا کے اُس پار چلا گیا۔

209۔ اگلی رات کو جب وہ دشمن کے علاقہ میں رات کو محو نیند تھا تو اُسے ایک خواب نظر آیا۔ اُس نے دیکھا کہ ہستاسپس کا سب سے بڑا بیٹا اپنے کندھوں پر لگے پروں کے ساتھ اُڑ رہا ہے، ایک پر ایشیا پر سایہ کیے ہوئے ہے اور دوسرا یورپ پر۔ ارسامیس کا بیٹا ہستاسپس اکیمینیدے ہی کی نسل سے تھا اور اُس کا سب سے بڑا بیٹا داریوش اُس وقت بمشکل 20 برس کا تھا اور جنگ لڑنے کی عمر کو نہ پہنچنے کے باعث پیچھے فارس میں ہی تھا۔ جب سائرس نیند سے جاگا اور خواب پر غور کیا تو یہ اُسے غیر معمولی لگا۔ چنانچہ اُس نے ہستاسپس کو بُلوایا اور اسے ایک طرف لے جاکر کہا، "ہستاسپس، پتہ چلا کہ تمہارا بیٹا میرے اور میری بادشاہت کے خلاف سازش کررہا ہے۔ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہیں بتاتا ہوں کہ مجھے یہ اس قدر یقینی طور پر کیسے معلوم ہوا۔ دیوتا میری نگرانی کرتے اور ہر خطرے سے بروقت خبردار کر دیتے ہیں۔ گزشتہ رات کو جب میں اپنے بستر میں لیٹا ہوا تھا تو میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ تمہارا سب سے بڑا بیٹا پروں کے ساتھ اُڑ رہا ہے' اور اُس کے دونوں پروں نے ایشیا اور یورپ پر سایہ کر رکھا ہے۔ للٰذا یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ وہ میرے خلاف کوئی سازش تیار کر رہا ہے۔ تم فوراً فارس واپس جاؤ اور جب میں **مساگیتے** کی فتح کے بعد واپس آؤں تو اپنے بیٹے کو فوراً میرے سامنے پیش کرنا۔"

210۔ سائرس خواب کا حقیقی مطلب نہیں سمجھ سکا تھا جو خدا نے اُسے خبردار کرنے کے لیے دکھایا تھا کہ وہ وہیں موت کا شکار ہو گا اور اُس کی بادشاہت آخر کار داریوش کو ملے گی۔

ہستاسپس نے سائرس کو ان الفاظ میں جواب دیا: "محترم بادشاہ' دیوتاؤں نے خبردار کیا ہے کہ ایک فارسی ایسا ضرور ہو گا جو آپ کے خلاف سازش کرے گا! اگر ایسا ہوا تو اُسے فوری موت آپ جائے گی! آنے فارسیوں کو غلاموں کی نسل پایا اور انہیں آزاد انسان بنا دیا: آپ نے انہیں دوسروں کے مطیع پایا اور پھر سب کے حاکم بنا دیا۔ اگر ایک خواب کے مطابق میرا بیٹا آپ کے خلاف مصروف عمل ہے تو میں اُس کو آپ کے حوالے کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر ہستاسپس نے دریائے ار اکسیز پار کیا اور فارس کی جانب واپس چل دیا تاکہ اپنے بیٹے داریوش پر نظر رکھ سکے۔

211۔ دریں اثناء' سائرس دریا سے ایک دن کے کوچ پر آ چکا تھا: اُس نے کروسس کے مشورے کے مطابق ناکارہ قسم کے فوجیوں کو کیمپ میں چھوڑا اور باقی فوج کے ساتھ واپس دریا کی طرف ہٹ آیا۔ جلد ہی **مساگیتے** کی ایک تہائی فوج پر مبنی دستہ ملکہ ٹومائرس کے بیٹے سپارگاپائیسس کی زیر قیادت وہاں آیا اور سائرس کے تعینات کردہ فوجیوں کو تہہ تیغ کیا۔ وہ ضیافت تیار دیکھ کر وہیں کھانے پینے بیٹھ گئے۔ جب وہ پیٹ بھر کر کھا پی چکے اور نیند میں ڈوب گئے تو سائرس کے زیر قیادت فارسی آن پہنچے' انہیں بہ تعداد کثیر تہہ تیغ کیا اور بہت بڑی تعداد کو قید بھی کر لیا۔ سپارگاپائیسس بھی قیدی بنا۔

212۔ جب ٹومائرس نے اپنے بیٹے اور فوج کی بدنصیبی کا سنا تو اُس نے سائرس کے پاس ایک قاصد بھیجا جو فاتح کے ساتھ یوں مخاطب ہوا: "او خون آشام سائرس' اس حقیر کامیابی پر غرور نہ کرو: یہ انگور کا رس تھا۔۔۔ جو پی کر تم اس قدر دیوانے ہو گئے ہو' اور اِسے پیتے ہی تمہاری ہونٹوں پر ایسے برے اور گستاخ الفاظ آ جاتے ہیں۔۔۔ یہی وہ زہر تھا جس کے ساتھ تم نے میرے بیٹے کو جال میں پھنسایا اور اسے کھلی لڑائی کی بجائے دھوکے سے شکست دے دی۔ اب میرا مشورہ غور سے سنو' اور یقین رکھو کہ میرے مشورے میں تمہاری بہبود ہے۔ میرا بیٹا مجھے واپس کر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بحفاظت یہ علاقہ چھوڑ دو۔ ورنہ میں **مساگیتے** کے حاکم سورج کی قسم کھاتی ہوں کہ تم جیسے خونیں آدمی کو تمہارا ہی خون پیش کروں گی۔"

213۔ سائرس نے اِس پیغام کے الفاظ کو کوئی زیادہ اہمیت نہ دی۔ جہاں تک ملکہ کے بیٹے کا تعلق ہے تو شراب کا نشہ اترنے پر اُسے اپنے اُوپر گزرنے والی آفت نظر آئی اور اُس نے سائرس سے اپنی زنجیریں اُتارنے کا مطالبہ کیا؛ درخواست پوری ہونے پر جب اُس کے ہاتھ آزاد ہوئے تو اُس نے اپنا خاتمہ کرلیا۔

214۔ جب ٹومائرس کو پتہ چلا کہ سائرس نے اُس کے مشورے پر کان نہیں دھرا تو اُس نے اپنی سلطنت کی تمام فوجیں جمع کیں اور جنگ لڑی۔ بربریوں کی لڑی ہوئی تمام لڑائیوں میں سے یہ ایک لڑائی میری رائے میں شدید ترین تھی۔ میری فہم کے مطابق لڑائی کا انداز مندرجہ ذیل تھا---: اول، دونوں افواج نے دور کھڑے ہو کر ایک دوسری پہ تیر برسائے؛ پھر جب ترکش خالی ہو گئے تو نیزوں اور تلواروں کی باری آئی؛ وہ کافی دیر تک لڑتے رہے اور کوئی بھی فریق ہار ماننے کو تیار نہ تھا۔ آخر کار **مساگیتے** غالب آئے۔ اہل فارس کی فوج کا زیادہ تر حصہ تباہ ہوا اور خود سائرس بھی 39 سالہ دورِ حکومت کے بعد مرگیا۔ ملکہ کے حکم پر سائرس کی نعش تلاش کر کے اُس کی کھال کھینچی گئی اور پھر اُس میں انسانی خون بھر اگیا، ملکہ نے سائرس کا کٹا ہوا سر خون میں ڈبویا اور نعش کی بے حرمتی کرتے ہوئے بولی: "میں زندہ ہوں اور میں نے تمہیں لڑائی میں شکست دی ہے، پھر بھی تم نے میرے بیٹے کو دھوکے سے مار کر مجھے تباہ کر ڈالا؛ لیکن میں نے اپنی قسم پوری کر دی، اور تمہیں خون سے بھر دیا۔" سائرس کی موت کے بارے میں متعدد بیانات میں سے یہ مندرجہ بالا بیان مجھے سب سے زیادہ مستند لگا۔ [۲۰۵]

215۔ **مساگیتے** اپنے رہن سہن اور لباس میں سیتھیوں سے مشابہ ہیں۔ وہ دونوں ہی گھوڑے پہ بیٹھ کر اور پیدل لڑتے ہیں؛ وہ تیر اور نیزے استعمال کرتے ہیں، لیکن جنگی کلہاڑا اُن کا پسندیدہ ترین ہتھیار ہے۔ [۲۰۶] اُن کے سارے ہتھیار سونے یا پیتل کے ہیں۔ وہ اپنے نیزوں کی انی، تیروں کی نوک اور کلہاڑوں کے لیے پیتل استعمال کرتے ہیں اور سرپوش، بیلٹوں اور پیٹیوں کے لیے سونا--- وہ اپنے گھوڑوں کی چھاتی پر پیتل کی پلیٹیں جبکہ لگاموں پر اور منہ کے پاس والے حصوں پر سونا لگاتے ہیں۔ علاقے میں چاندی یا لوہا نہ ہونے کی وجہ سے ان کا استعمال نہیں ہوتا؛ لیکن اُن کے پاس پیتل اور سونا وافر ہے۔ [۲۰۷]

216۔ ذیل میں اُن کی چند ایک رسوم بیان کی جاتی ہیں--- ہر مرد کی صرف ایک بیوی ہے، تاہم سب بیویاں مشترکہ طور پر استعمال میں لائی جاتی ہیں؛ کیونکہ یہ **مساگیتے** کا رواج ہے نہ کہ سیتھیوں کا (جیسا کہ یونانی غلط طور پر کہتے ہیں)۔ ان لوگوں میں زندگی کا انجام فطری نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوتا، بلکہ جب کوئی شخص بوڑھا ہو جائے تو تمام رشتے دار جمع ہو کر اُسے قربانی میں پیش کرتے ہیں؛ اس موقع پر کچھ مویشی بھی قربان کیے جاتے ہیں۔ قربانی کے بعد وہ گوشت کو اُبالتے اور دعوت اُڑاتے ہیں؛ اور اِس انجام کو پہنچنے والے افراد کو سب سے زیادہ مسرور سمجھا جاتا ہے۔ اگر کوئی آدمی بیماری سے مرجائے تو وہ اُسے کھانے کی بجائے مٹی میں دفن کر دیتے اور اُس کی بدقسمتی پر ماتم و فریاد کرتے ہیں۔ وہ اناج نہیں اگاتے، بلکہ اپنے ریوڑوں اور مچھلی پر گزارہ کرتے ہیں جو اراکسیز میں بکثرت ہوتی ہے۔ اُن کا بنیادی مشروب دودھ ہے۔ وہ صرف ایک دیوتا سورج کو پوجتے اور اُسے گھوڑا بھینٹ کرتے ہیں، کیونکہ اُن کے خیال گھوڑا تیز ترین دیوتا کے لیے تیز ترین فانی مخلوق کی بھینٹ ہے۔ ۲۰۸

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حواشی

1. کتاب کے پہلے ہی فقرے میں مصنف کا اپنا اور اپنے ملک کا ذکر کرنا ہیروڈوٹس کے دور کا رواج لگتا ہے۔
2. اریتھر-ئن سمندر سے ہیروڈوٹس کی مراد ہمارا بحیرۂ احمر نہیں (جسے وہ خلیج عرب کہتا ہے) بلکہ بحر ہند ہے' یا پھر بحر ہند اور خلیج فارس دونوں۔ وہ موخر الذکر کو اول الذکر سے جدا خیال نہیں کرتا کیونکہ اُسے اس کی شکل وصورت کا علم نہیں تھا۔
3. آرگوس کی قدیم زمانے میں برتری کا اظہار جنگ ٹروجن کے وقت اگامیمنن کی حیثیت اور ہومر کی تصنیفات میں بالعموم یونان کے لیے آرگوسی لفظ کے استعمال سے ہوتا ہے۔ کسی بھی اور واحد قوم کا نام اِس طرح نسلی انداز میں استعمال نہیں ہوا ہے۔
4. اس طرح یہ نام اپنی ایشیائی صورت میں پہلی مرتبہ ہمارے سامنے آتا ہے۔ شاید یہ سارے فسانے کے لیے ایک علم نجوم کے حوالے سے جواب مہیا کرتا ہے: کیونکہ یونانی ایو کی آوارہ گردیوں کا موازنہ اکثر آسمان پر چاند کے غلط راستے کے ساتھ کیا گیا ہے۔
5. کیونکہ اِن قدیم ادوار میں کسی اور یونانی قوم کو بحریہ کا مالک نہیں سمجھا جاتا تھا۔
6. اکارنیائی میں ارسٹوفینز (488 تا 494) نہایت مہارت کے ساتھ ہیروڈوٹس کی تاریخ کے ابتدائیہ کی نقل کرتا ہے۔ یہ کسی بھی اور یونانی مصنف کی جانب سے ہیروڈوٹس کی کتاب سے واقفیت کا اولین اشارہ ہے۔
7. ایشیاء پر فطری حکمرانی کے لیے فارسیوں کا دعویٰ غیر ایشیائی اقوام سے نمٹنے کی خاطر اُن کا ایک بہت اچھا بہانہ تھا۔
8. یہ امر باعث دلچسپی ہے کہ غیر ملکیوں نے یونانی اساطیر کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ مشرقی ذہن اس قسم کی شاعری کو سراہنے کے قابل نہ تھا' لہٰذا مشرق والوں نے قصوں کو اُن کی تمام دلکشی سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

محروم کر دیا اور پھر انہیں بیہودہ صورت میں سادہ تاریخ کے معاملات کے طور پر لیا۔

۹؎ سیریا سے ہیروڈوٹس کی مراد کپاڈوشیا ہے جس کے باشندوں کو وہ سیریائی (آگے جز 72 اور ساتویں کتاب جز 72) کپاڈوشی سیریائی کہتا ہے۔ ہیروڈوٹس الفاظ سیریا اور اسیریا (اشوریہ) اور سیریاؤں اور اسیریوں کو در حقیقت ایک ہی سمجھتا ہے۔ (ساتویں کتاب' جز 63)؛ تاہم' اُس نے انہیں نسلی عرف عام کے طور پر استعمال کرتے ہوئے ہمیشہ ایک دوسرے سے ممتاز کیا۔

۱۰؎ ہیروڈوٹس ایک صدی میں تین پیڑھیاں (دوسری کتاب' جز 142) شمار کرتا ہے؛ اس طرح ایک پیڑھی پونے چونتیس برس کی بنتی ہے۔ ایسی صورت میں اوسطاً پیڑھیاں محض 23 سال کی بنیں گی۔

۱۱؎ اِس بارے میں یونانیوں اور بربریوں کے احساسات کا فرق تھیوسی ڈائیڈز (i '6) نے بیان کیا ہے جہاں ہمیں پتہ چلتا ہے کہ برہنہ شخص کی نمائش حتیٰ کہ یونانیوں میں حالیہ تھی۔

۱۲؎ یہ یقین کرنے کی ٹھوس بنیادیں موجود ہیں کہ آرکی لوکس کالینس کے بعد کا تھا۔ لیکن یہ کسی بھی طریقہ سے نہیں بتایا جا سکتا کہ اردیس کے عہد حکومت میں کس وقت یہ حملہ ہوا۔ آرکی لوکس شاید گائجس اور اردیس کا ہم عصر ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ سیمیری حملہ اگلے بادشاہ کے دور کی ابتداء' مثلاً 675 ق۔م' میں واقع ہوا ہو۔

۱۳؎ (ابن گورڈیئس) قدیم تاریخ میں مذکور ہر بادشاہ میڈاس ابن گورڈیاس یا گورڈیاس ابن میڈاس ہے۔

۱۴؎ دیکھیے آگے جز 74-73)۔

۱۵؎ دیکھیے آگے جز 150)۔

۱۶؎ آلس گیلیئس نے مردانہ اور زنانہ بربط کا مطلب ایسے بربط لیا ہے جنہیں مرد بجاتے اور جنہیں عورتیں بجاتی ہیں۔ لیکن یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ یہاں دھیمے اور اونچے سُروں والے بربطوں کا ذکر ہو---دھیمے Pitch والا بربط مردانہ اور زیادہ تیز آواز بربط زنانہ۔

۱۷؎ یہ احساس روم کے مذہب کی ایک خصوصیت تھا کہ دیوتاؤں کو دیا جانے والا جرمانہ دوگنا ہونا چاہیے۔ یونان میں ایسا نہیں تھا۔

۱۸؎ (کورنتھ کا فرمانروا) *Bahr* کہتا ہے' پریاندر لفظ کے قدیم مفہوم میں مطلق العنان تھا' کیونکہ اُسے تخت و تاج اپنے باپ سپسیلس سے ورثہ میں ملا تھا۔ لیکن لگتا ہے کہ یہاں لفظ ایک بادشاہ کا عام مفہوم رکھتا ہے جو غیر آئینی حاکیت کے تحت حکومت کرتا ہے۔

۱۹؎ نہ صرف ہیروڈوٹس بلکہ ارسطو' ہیلا لیکس' ڈیکایارکس اور پندار نے بھی Dithyrm (مناجاتی گیت) کا موجد آریون کو ہی قرار دیا ہے۔ شاید ایک حالیہ لکھاری کے مطابق یہ نتیجہ اخذ کرنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

درست ہو گا کہ آریون نے مناجاتی گیت کو ایجاد نہیں بلکہ صرف بہتر کیا تھا۔ یہ گیت بالاصل ڈایونی سس کی شان میں محض ایک بھجن تھا۔

۲۰۔ (اور تھیان) اور فیان کا سُراو نچا تھا' جیساکہ نام ظاہر کرتا ہے۔

۲۱۔ اِس قصے کی یاد میں اہل تیر نتم اپنے سکوں کے اوپر آریوں کو اپنی ڈالفن پر سواری کرتے ہوئے پیش کرنے کے شوقین تھے۔

۲۲۔ آریون کی داستان کو منطقی بنانے کی مختلف کوششیں کی گئی ہیں۔ سچ یہ نظر آتا ہے کہ کہانی تینارم والے بت کی بنیاد پر ہی بن گئی جس پر کندہ تحریر کے مطابق اسے آریون نے نذر کیا تھا۔ یہ بت سات سو سال سے زائد عرصہ تک تینارم میں موجود رہا' تیسری صدی عیسوی میں Aelian نے اسے دیکھا تھا۔

۲۳۔ پلوٹارک نے بھی سولون میں (باب 12) اِسی مفہوم کا ایک کیس ذکر کیا ہے۔ ایتھنز میں سائلون (Cylon) کے مقام پر بغاوت کرنے والوں نے ایک رسی کے ذریعہ خود کو قربان گاہ سے باندھ لیا۔ رسی ٹوٹنے سے وہ اپنا مقدس کردار کھو بیٹھے۔ اسی طرح پولی کریٹس نے جب رہینیا کے جزیرہ کو ڈیلوسی اپالو سے منسوب کیا تو اُس نے ایک زنجیر کے ذریعہ اِسے ڈیلوس سے مربوط کر دیا۔

۲۴۔ اِس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کروسس اور ہیروڈوٹس کے عہد کے درمیانی عرصہ میں ایفی سس کی جائے وقوع تبدیل ہو گئی۔ ہیروڈوٹس کی دیکھی ہوئی عمارت 356 ق-م میں جل گئی تھی۔

۲۵۔ زمانی ترتیب کی مشکلات کے حوالے سے پلوٹارک کے عہد سے قبل کروسس کی سولون سے ملاقات کو من گھڑت قرار دے کر مسترد کیا جاتا تھا۔ غالباً کروسس نے 568 ق-م سے 554 ق-م تک حکومت کی۔

۲۶۔ افلاطون اور دیگر نے سولون کے اسفار کی تصدیق کی ہے۔

۲۷۔ اماسس نے 569 ق-م میں حکومت شروع کی۔ سولون ایتھنز سے بذریعہ سمندر مصر اور پھر وہاں سے سائپرس گیا ہو گا' پھر سائپرس سے لیڈیا۔

۲۸۔ دیکھیے چھٹی کتاب' جُز 125۔

۲۹۔ سسرو اور دیگر بتاتے ہیں کہ اِس ضرورت کی بنیاد یہ صورتحال تھی کہ نوجوانوں کی ماں اُس وقت ہیرا کی کاہنہ تھی۔ سرویئس کہتا ہے کہ ایک وبائی بیماری نے بیلوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ یہ بات ہیروڈوٹس سے متضاد ہے۔ باقی کی کہانی میں بیشتر قدیم کہانیوں کی نسبت چند ایک ہی تبدیلیاں ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۶۰ ہیروڈوٹس کے نظریۂ الہیات میں خدا کا حسد ایک نمایاں عنصر ہے' اور بلاشبہ یہ اُن اہم اخلاقی نتائج میں سے بھی ایک ہے جو اُس نے انسانی واقعات کے اپنے سروے سے اخذ کئے اور اپنی تاریخ کے ذریعہ ہم تک پہنچائے۔ (دیکھئے تیسری کتاب جُز 40' ساتویں کتاب' جُز 40 اور خاص طور پر ساتویں کتاب' جُز 10 (v تا vi)) انتقام پرور خدا کا تصور ہیروڈوٹس کے نظریہ میں شامل ہے' لیکن بس یہی کچھ نہیں ہے۔ اُسے غرور نہیں بلکہ خوشحالی' تکبر نہیں بلکہ امتیازی حیثیت تحریک دلاتی ہے۔

۶۱ "ہماری عمر کی معیاد ستر برس ہے۔" (زبور رباب 90' آیت 10)۔

۶۲ ہیروڈوٹس کا کوئی بھی مفسر شمسی سال کو 375 دن پر مشتمل بنانے کی غلطی کی وضاحت کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ دوسری کتاب کے جُز 4 سے واضح ہے کہ ہیروڈوٹس اچھی طرح جانتا تھا کہ سال 375 کی بجائے 365 دنوں کا ہوتا ہے۔ دو غلطیوں نے ہیروڈوٹس کے ہاں یہ غلطی پیدا کی۔ اول' اُس نے بتایا کہ سولون نے اپنے ہر ماہ کو 30 دن کا شمار کیا' جبکہ یہ بات مشہور ہے کہ یونانی ماہ باری باری 29 اور 30 دن کے تھے۔ اس غلطی سے پہلی تعداد 24780 سے بڑھ کر 25,200 ہو جاتی ہے' اور دوسری تعداد 1033 سے 1050۔ دوم' وہ یہ بتانا بھول گیا کہ وقتاً فوقتاً زائد ماہ بالکل ہی خارج کر دیا جاتا تھا۔ (غالباً ہر چوتھے برس)

۶۳ ایڈراسٹس کا مطلب ہے "ملعون"--- "ناقابل نجات آدمی۔" اتمیں کا مطلب "اتے کے زیر اثر نوجوان"--- "انصاف کے لحاظ سے اندھا آدمی۔"

۶۴ (کیتھارسیئس) زیئس بالکل اُسی طرح "پاکیزگیوں کا دیوتا" تھا جیسے "چولہوں کا دیوا" (Hetaereus) اور "میل جول کا دیوتا" (Ephistius)' کیونکہ وہ ایک اور دوسرے انسان کے درمیان احساس ذمہ داری کے تمام مواقع کی صدارت کرتا تھا اور پاکیزہ کیا گیا شخص اپنے پاکیزہ کرنے والے کی جانب ایک احساس فرض رکھتا تھا۔

۶۵ "ایک جولیبیا (افریقہ) میں ہے"--- یعنی آمن کا' کیونکہ ہیروڈوٹس نے مصر کو افریقہ کی بجائے ایشیاء میں شمار کیا ہے۔

۶۶ (ملیشیا میں برانکیدے) لگتا ہے کہ ایسے کے دارالاستخارہ کو ڈیلفی کے بعد سب سے زیادہ اہم سمجھا جاتا تھا۔ مشرقیوں کے پاس غالباً اپنے دیسی دارالاستخارہ نہیں تھے۔

۶۷ (زیارت گاہ میں) یعنی مقبرے یا زیارت گاہ کے اندرونی حصے میں مقدس کمرہ جہاں کہانتیں بتائی جاتی تھیں۔

۶۸ قدیم کہانتوں کی نوعیت کے متعلق سوال پر یہاں بحث کرنا ناممکن ہے' کیونکہ اِس موضوع پر کئی ضخیم کتب لکھی گئی ہیں۔ میں یہاں اتنا کہوں گا کہ اِس موضوع پر اپنی رائے قائم کرتے وقت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہمیں دو نکات متواتر اپنے سامنے رکھنے چاہئیں: (1) سینٹ پال یورپی یونان میں پہلی مرتبہ داخل ہونے پر جس کاہنہ سے ملے تھے اُس میں واقعی غیب دان روح تھی جسے سینٹ پال نے نکال دیا (رسولوں کے اعمال 16 ب' 16 تا 19)؛ اور (2) مسمرازم کے مظاہر۔ ہر دو صورتوں میں سادہ ترین اور غالباً درست وضاحت ملے گی کہ کاہنوں کے جوابات میں حقیقتاً کیا بات حیرت انگیز تھی۔

۳۹ دیکھئے دوسری کتاب جز 180' پانچویں کتاب جز 62۔ یہ حادثاً جل گیا تھا۔

۴۰ جولیئس پولکس اور فیلوسٹراٹس دونوں نے تھیوفانیا کا ذکر یونانیوں کے ایک تیوہار کے طور پر کیا ہے۔ اس کی تفصیلات معلوم نہیں۔

۴۱ پوسانیاس نے کانسی کو ڈھالنے کا موجد ساموس کے تھیوڈور کو قرار دیا اور اُسے ایک معمار بھی بتایا۔ پلائنی اِن دونوں ریاست کاروں سے متفق ہے۔

۴۲ طلائی سکے کی قیمت کے لیے دیکھیں ساتوں کتاب' جز 28 کا حاشیہ۔

۴۳ کادمی (Cadmians) یونانی فینیقی نسل سے تھے (اُن کے نام کا مطلب صرف "مشرقی" ہے) جو ٹروجن جنگ سے پہلے کے دور میں اُس ملک میں آباد تھے جو بعد ازاں بیوشا کہلایا۔

۴۴ اس بارے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ یہ مقامی دھڑے سیاسی جماعتیں بھی رہے ہوں گے۔

۴۵ پلوٹارک نے ایتھنز اور میگارا کے مابین (سولون کے عہد میں) ایک لڑائی کا ذکر کیا جس میں پسی سٹراٹس نے خود کو ممتاز کیا تھا۔ یہ 594 ق۔م سے پہلے کی بات ہے۔

۴۶ یہ واضح طور پر نظر آتا ہے کہ پسی سٹراٹس کے دور کے یونانی زمین پر خداؤں کے گاہے بگاہے ظہور پر پورا الیقین رکھتے تھے۔ گروٹے نے ذکر کیا ہے کہ میراتھن کی جنگ سے قبل فیدی پدیس پر پان دیوتا ظاہر ہوا تھا جس کو ہیروڈوٹس نے ایتھنیوں کے خیال میں درست بتایا ہے (پانچویں کتاب جز 105) [عورت کا قد تقریباً 6 فٹ ہو گا]۔

۴۷ دیکھئے پانچویں کتاب' جز 70 اور 71۔ اُن پر یہ لعنت سائیلون کے آدمیوں کے ساتھ سلوک کی وجہ سے تھی۔ اُس وقت کے آرکون (مجسٹریٹ) نے نہ صرف اُن کی جانوں کو بخشنے کا وعدہ کرنے کے بعد خلاف ورزی کی' بلکہ اُن میں سے متعدد کو یومینائیڈز کی قربان گاہ پر قتل بھی کیا۔

۴۸ پالینے جدید گاریٹو (Garito) کے قریب ایٹیکا کا ایک گاؤں تھا۔ یہ اپنے ایتھنا [منروا] کے معبد کی وجہ سے مشہور تھا۔

۴۹

۵۰ موازنہ کریں تھیوسی ڈائیڈز iii' 104۔

۵۱ یہ واقعہ لازماً 542 ق۔م سے پہلے کا ہی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۵۲ یہ بات قطعی ناقابل تصور ہے کہ لائی کرگس نے کسی بھی مفہوم میں سینیٹ تشکیل دی ہو۔ اُس نے آئین میں بمشکل ہی کوئی تبدیلی کی تھی۔ اُس نے صرف لوگوں کی عادات اور رواجوں کو بدلا تھا۔

۵۳ ا-تھنا ایلیا ایک آرکیڈیائی دیوی تھی۔ اُسے ٹیجیا کے ساتھ ساتھ ماتینیا' مانتھائریا اور ایلیا میں بھی پوجا جاتا تھا۔ ٹیجیا میں اُس کا معبد بالخصوص شاندار تھا۔

۵۴ ہیروڈوٹس کی مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُس دور میں لوہے کو ڈھالنا ایک انوکھی بات تھی۔ یونانی لوگ لوہے سے پہلے پیتل کے استعمال سے واقف ہوئے' جیسا کہ ہومری حمدیں کافی مناسب حد تک نشاندہی کرتی ہیں۔

۵۵ پوسانیاس قرار دیتا ہے کہ لیسیڈیمونیوں سے حاصل کردہ سونا کروسس نے دراصل امیکلے کے مقام پر اپالو کے ایک مجسمے میں استعمال کیا تھا۔

۵۶ دیکھئے دوسری کتاب' جُز182۔

۵۷ فارسی لباس کی تفصیل کے لیے دیکھئے جُز135 کا حاشیہ۔

۵۸ دیکھئے ساتویں کتاب' جُز72اور73۔

۵۹ ہیروڈوٹس ایک جگہ پر (چوتھی کتاب' جُز101) ہمیں بتاتا ہے کہ ایک دن کا سفر200 سٹیڈیا یعنی تقریباً 23 میل ہے۔ اگر ہم اسے یہاں مقصود پیمانہ خیال کریں تو ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ ہیروڈوٹس نے نیتولیا کی خاکنائے کو115 میل چوڑا تصور کیا جو کہ حقیقت سے 165 میل کم ہے۔ اِس معاملے میں مصنف کو غلطی سے مبرا قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۶۰ تھیلس کی جانب سے اِس سورج گرہن کی پیشگوئی کو زیتون کی اچھی فصل یا شہاب ثاقب گرنے کی ایک پیشگوئی کے ساتھ رکھا جاسکتا ہے۔ درحقیقت تھیلس نے گرہنوں کی پیشگوئی کرنے کا علم کالدیوں سے حاصل کیا ہوگا؛ اور اِن ماہرین نجوم کا علم چاند گرہنوں کی پیش بینی کے لیے تو کافی تھا لیکن انہیں سورج گرہنوں کا اندازہ لگانے کا اہل نہیں بناتا تھا۔

۶۱ سِلیشا اشوریہ کی تباہی یا ایسرہدون کے عہد حکومت کے بعد اشوریہ کے عہد انحطاط کے دوران ایک خودمختار ریاست بن گیا تھا۔ قبل ازیں وہ اشوری بادشاہوں کی اقالیم میں شامل تھا۔

۶۲ تاریخ میں نام Syennesis سِلیشا کے تمام بادشاہوں کے لیے مشترک ہے۔ یہ کوئی حقیقی نام نہیں بلکہ فرعون کی طرح ایک خطاب ہے۔

۶۳ اِس موقع پر بابلی حکمران نیبوپولاسر یا پھر نبوکدنضر تھا۔

۶۴ دیکھئے چوتھی کتاب' جُز70۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۶۵ ہیروڈوٹس کا پٹیریا ایک ضلع ہے نہ کہ شہر۔

۶۶ حالیہ واقعات نے سینوپے کو دوبارہ مشہور کیا ہے۔ یہ ملیشیاؤں کی ایک بستی تھی جس کی بنیاد تقریباً 630ق-م میں رکھی گئی (بحوالہ چوتھی کتاب' جُز 12)۔ قدیم شہر تقریباً مکمل طور پر نیست ہوگیا اور جدید شہر اُسی کے بچے کھچے حصوں پر تعمیر کیا گیا ہے۔

۶۷ کروسس کے ساتھ اماسس کا معاہدہ مصر کے خلاف فارسیوں کی جارحیت کو بیان کرنے کے لیے کافی ہے۔

۶۸ بلاشبہ کلیسیائی قانون کا نبونیدس اور مقبروں کا نبونائد۔ اِس حکمران کے ساتھ کروسس کے معاہدہ کرنے کی حقیقت ثابت کرتی ہے کہ یہ واقعہ 554ق-م سے قبل کا ہرگز نہیں۔ نبونائد 555ق-م سے پہلے تخت پر نہ بیٹھا تھا۔

۶۹ ایشیائے کوچک کے تین مختلف شہروں کے نام یہی ہیں۔ لائشی تیلمیس ساحل پر موجودہ ماکری گاؤں والی جگہ پر تھا' جہاں کچھ قابلِ غور باقیات بالخصوص مقبرے جُزوا یونانی اور جُزوا مقامی لائشی ہیں۔

۷۰ ساردیس (موجودہ Sart) ہرمس کی وسیع وادی میں اُس مقام پر ہے جہاں پہاڑیاں ایک دوسری کے بہت قریب آجاتی ہیں۔ قدیم شہر کی کچھ باقیات موجود ہیں' لیکن سائی بیلے کے عظیم معبد (دیکھیے پانچویں کتاب' جُز 102) کے سوا وہ سب موخر دور کی لگتی ہیں۔

۷۱ ڈنڈی مینیائی ماں فریجیا کی خصوصی معبود سائی بیلے تھی۔

۷۲ ہرمس (Ghiediz – Chai) فوکایا کے بجائے سمرنا کے بہت قریب سے سمندر میں گرتا ہے۔ اِس کا بہاؤ برابر تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

۷۳ تھائریالا کونیا اور آرگولس کے درمیان سرحدی علاقے سائنوریا ضلع کا ایک اہم شہر تھا۔

۷۴ عظیم اینٹی اوکس کے سپہ سالاروں میں سے ایک لاگورس نے تقریباً عین اِسی دور میں ساردیس کو دوسری مرتبہ فتح کیا تھا۔

۷۵ بعد کے رومانویوں نے اِس واقعے کو حد سے زیادہ حیرت انگیز قرار دیا' اور معجزے کو کافی حد تک غیرواضح بنادیا۔

۷۶ اِس سارے بیان پر اعتراض جدید ناقدین نے ہی سب سے پہلے نہیں اُٹھایا کہ فارسیوں کا مذہب انسانوں کو جلانے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ (بحوالہ تیسری کتاب' جُز 16)۔ یہ اعتراض دمشق کے نکولس سے پہلے بھی کیا گیا۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ فارسیوں نے اِس سے کچھ عرصہ قبل زرتشت کی تعلیمات کو نظرانداز کر دیا تھا اور آگ کے حوالے سے اُس کے فرامین کو ترک کر دیا تھا۔ کروسس کے شعلوں سے بچ جانے کے واقعہ نے انہیں اپنے قدیم مسلک کی یاد دلائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور زرتشت کا سارا نظام دوبارہ نافذ کرنے پر مائل کیا۔ تاہم' اِس بارے میں شک کیا جا سکتا ہے کہ آیا اِس دور میں زرتشت کا فکری نظام فارسی مذہب میں شامل تھا یا نہیں۔

۷۷ دیکھئے پیچھے جُز 13۔

۷۸ دریائے اِسمینیئس اس پہاڑی کے دامن کو چھو کر گزرتا تھا جس پر معبد کھڑا تھا۔ اسی لیے اسے اِسمینیائی اپالو کہا گیا۔

۷۹ ڈیلفی میں ایتھنا کا معبد اپالو کے عظیم معبد کے سامنے ہے۔ اسی لیے ڈیلفیائی ایتھنا کو ایتھنا پرونایا کہا گیا۔ پوسانیاس نے لکھا ہے کہ اُس کے دور میں ڈھال وہاں موجود نہ تھی۔

۸۰ اِس کا مطلب یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ الیاتیس نے کروسس کو اپنے ساتھ حکومت میں شریک کر لیا تھا۔ لیکن اِس قسم کی رائے قائم کرنے کی کافی وجوہ موجود نہیں۔ یہ طریقہ مصر میں تو کافی عام تھا لیکن مشرق میں ساسانی بادشاہ سے قبل اِس پر شاذ و نادر ہی عمل کیا گیا۔

۸۱ مصر میں یادگاروں کا مہیب سائز اچھی طرح معلوم ہے۔ مصر کی طاقت بڑھنے کے ساتھ ساتھ اُن کے سائز میں بھی اضافہ ہوا۔ قوی الجثہ مجسموں کا ذوق عموماً مصریوں سے ہی مخصوص سمجھا جاتا ہے' لیکن یونانیوں کے ہاں بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں۔

۸۲ یہ ہرمس کے شمالی کنارے پر' قدیم سار دیس کے قریب اب بھی موجود ہے۔

۸۳ یہ جھیل اب بھی منظر کا ایک شاندار حصہ ہے۔

۸۴ امکان ہے کہ یونانیوں کو سکوں کی صورت میں ڈھلی ہوئی رقم کا اولین علم اُن ایشیائیوں سے ملا جن کے ساتھ ایشیائے کوچک میں اُن کا رابطہ ہوا۔

۸۵ Ball ایک نہایت قدیم کھیل تھی اور یہ بلاشبہ مصر میں ایجاد ہوئی' جیسا کہ افلاطون نے بتایا ہے۔ ہومر نے بھی اِس کا ذکر کیا (اوڈیسے viii' 372)۔ مصر میں یہ اُس کے دور سے کافی پہلے' بارہویں سلطنت میں' معلوم تھی۔

۸۶ لگتا ہے کہ ہیروڈوٹس کے اُمبریا میں تقریباً سارا شمالی اِٹلی شامل تھا۔

۸۷ اگبا تانا کا شاہی محل (پولی بیئس کے مطابق) قطر میں 7 سٹیڈیم یعنی ایک کلومیٹر سے زائد تھا۔

۸۸ اگبا تانا کا مطلب مقامی زبان میں "اجتماع کی جگہ" ہے۔

۸۹ یہ واضح طور پر ایک سیپائی قصہ ہے۔ ہیروڈوٹس نے جن سات رنگوں کا ذکر کیا ہے انہیں اہل مشرق سات عظیم اجرام فلکی یا اُن کی سات مختلف آب و ہوا کی علامت کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ بورسپا (جدید برس نمرود) کے مقام پر نبوکد نضر کا عظیم معبد سات رنگوں کے چبوتروں پر مشتمل ایک عمارت تھی۔

۹۰ اس بیان میں اگرچہ مبالغہ آرائی کی گئی' لیکن یہ قطعی بے بنیاد بھی نہیں۔ بورسپا کے دیو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مذکورہ معبد کا چوتھا اور ساتواں درجہ واقعی سونے اور چاندی سے ملمع کیا گیا تھا۔ مشرقی شہروں میں اِن دونوں قیمتی دھاتوں کا مصرفانہ استعمال یقینی نظر آتا ہے۔

۹۱ یہاں ہیرو ڈوٹس کا مقصد اشوریہ خاص کے اشوریوں کو بابلیوں سے ممتاز کرنا ہے۔ تاہم' اُس نے موخر الذکر کو بھی اشوری کہا (پہلی کتاب' 178' 188' وغیرہ)۔ اُس کا مطلب ہے کہ یہ مہم بابلیوں کے خلاف نہیں تھی۔

۹۲ دیکھئے پیچھے جُز 74۔

۹۳ سٹرابو کے مطابق میدیس یا میدائیس ایک سیمری بادشاہ تھا جس نے Teres کو ایشیاء سے بیدخل کیا۔

۹۴ ساسپیریوں کو جُز 110 میں میڈیا کے شمال میں واقع اور چوتھی کتاب جُز 37 میں میڈیا اور کولکس کی حد بتایا گیا ہے۔

۹۵ ہیرو ڈوٹس کا واضح طور پر خیال ہے کہ سیمری بحر اسود کے ساحل پر آباد ہیں۔ نیز وہ اِس سوچ کا حامل لگتا ہے کہ سیتھی براستہ داغستان ایشیاء میں داخل ہوئے۔

۹۶ اسکالون فلسطین کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک تھا (قضاۃ 1ب' 18)۔ سنخیرب عہد کی الواح پر اسکالون کا اولین ذکر ملتا ہے۔

۹۷ غالباً ہیرو ڈوٹس کی مراد سیریائی دیوی Atergatis یا Derceto سے ہے جسے اسکالون اور سیریا میں ہر کہیں جل پری کی صورت میں پوجا جاتا تھا۔ اُسے عشتارات اور یونانیوں کی افرودتی سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔

۹۸ سائرس کا باپ کیمبائسس نہ صرف ایک اچھے خاندان بلکہ شاہی نسل کا بھی آدمی لگتا ہے۔

۹۹ اِس بات کا فیصلہ شاید کبھی نہیں ہو سکے گا کہ آیا سائرس اور اِستیاجز کے مابین کوئی خونی رشتہ تھا' یا آیا اُن کا آپس میں کسی بھی طرح کوئی تعلق نہ تھا۔

۱۰۰ ژینوفون نے استیاجز کو سائکسارس نامی ایک بیٹی کا باپ بتایا۔ کندہ تحریریں' ہیرو ڈوٹس کی توثیق کرنے پر مائل ہیں۔

۱۰۱ مِتراد-تس کا میڈیائی ہم معنی لفظ اِترادیس ہے--- نام کا مطلب "سورج کو دیا گیا" ہے۔

۱۰۲ ژینوفون کے مطابق فارسی قبائل کی تعداد بارہ تھی اور ہیرو ڈوٹس کے مطابق دس۔

۱۰۳ خانہ بدوش اور نیم خانہ بدوش اقوام کے ہاں برتر اور کمتر قبائل کے درمیان امتیاز عام ہے۔

۱۰۴ یہ نہ صرف ایک مرکزی فارسی قبیلے بلکہ ملک کے ایک قدیم دارالحکومت کا بھی نام تھا۔

۱۰۵ اکیمینیدے فارس کا شاہی خاندان' اکیمینیز (ہخامنش) کی اولاد تھے۔ غالباً اِسی رہنما کی زیرِ قیادت فارسی پہلی مرتبہ اپنے نام سے منسوب ملک میں آباد ہوئے۔ ہیرو ڈوٹس نے اِس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اکیمینیز کو سلطنت کا بانی بتایا (تیسری کتاب، جُز 75; ساتویں کتاب، جُز 11)۔ بعد کے وقتوں میں بھی اکیمینیز خاندانی نام کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ داریوش کے ایک بیٹے کا نام بھی یہ تھا جس کا ذکر ساتویں کتاب، جُز 7 میں کیا گیا ہے۔

۱۰۶ خانہ بدوش لشکر فارس کی آبادی میں لازماً ہمیشہ سے ایک اہم عنصر رہے ہوں گے۔ ملک کے بہت بڑے حصے مخصوص موسموں میں ہی قابل رہائش ہوتے ہیں۔

۱۰۷ یعنی انہوں نے (28–128=) 100 برس حکومت کی۔ اس طرح اُن کا عہد حکومت دیوسس کے عہد کے 23ویں سال میں شروع ہوا۔

۱۰۸ بیحستون کے مقام پر داریوش کی عظیم کندہ تحریر میں ایک میڈیائی بغاوت کا تفصیلی بیان دیا گیا ہے جو داریوش کی تخت نشینی کے تیسرے سال ہوئی اور بڑی مشکل سے فرو کی گئی۔

۱۰۹ غیر ملکی روایات، حتیٰ کہ مذہب میں بھی' اپنانے کے لیے فارسیوں کی فوری آمادگی حیرت انگیز ہے۔ شاید واضح ترین مثال اشوریوں کا جانا مانا علامتی نشان اپنانا ہے جو ایک پردار دائرے پر مشتمل ہے۔ اِس کا درست ترین مفہوم تو غیر یقینی ہے لیکن پر ہر جگہ موجود ہونے کی خاصیت کا اظہار ہیں اور دائرہ ابدیت کا۔

۱۱۰ یہ شناخت قطعی غلط ہے۔ اہل فارس اپنے ویدی بھائی بندوں کی طرح سورج کو متھرا کے نام سے پوجتے تھے۔ اپنے مذہب کا یہ عنصر انہوں نے وادی سندھ سے حاصل کیا تھا نہ کہ کسی اور غیر ملکی قوم سے۔

۱۱۱ فارس میں Ali Allahis کے خفیہ اجلاس میں بہت سی ایسی رسوم ادا کی جاتی ہیں جو قدیم میحیائی قربانی سے حیرت انگیز حد تک مشابہ ہیں۔

۱۱۲ سالم بھیڑیا بکرا روسٹ کرنے کا مشرق میں آج بھی عام رواج ہے۔

۱۱۳ فارس کے موجودہ کھاتے پیتے گھرانوں میں رات کے کھانے سے قبل گھنٹوں بیٹھ کر شراب پینا اور خشک میوے مثلاً پستہ' بادام وغیرہ کھانا عام رواج ہے۔ اکثر پارٹی شام سات بجے شروع ہو جاتی ہے لیکن کھانا گیارہ بجے سے پہلے نہیں چُنا جاتا۔

۱۱۴ ٹیسی ٹس کہتا ہے کہ جرمن لوگ شراب کے نشے میں امن اور جنگ پر غور کیا کرتے تھے اور اپنا فیصلہ اگلے روز تک محفوظ رکھتے تھے۔

۱۱۵ فارسی اب بھی رسوم و آداب پر سخت توجہ دینے کے لیے بدنام ہیں۔

۱۱۶ جغرافیائی علم کے ابتدائی مرحلے پر ہر قوم خود کو زمین کے مرکز میں آباد بتاتی تھی۔ ہیرو ڈوٹس تیسری کتاب کے جُز 115 میں اپنے "انتہائی حدود" کے نظریہ کے ذریعہ یونان کو مرکز ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یونانیوں کو زمین کا اور ڈیلفی کو یونان کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۱۷ یہ بات قطعی ناقابل تصور ہے کہ میڈیا یا فارس میں اِس قسم کا کوئی نظام حکومت موجود رہا ہو گا جس کا اشارہ یہاں ہیروڈوٹس نے دیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ سلطنت روما کی طرح فارسی اور میڈیائی سلطنت میں بھی تین طبقے موجود تھے: (1) حکمران قوم؛ (2) مفتوح علاقے؛ اور (3) سرحدی اقوام جن کے اپنے قوانین اور بادشاہ تھے مگر وہ شاہی طاقت کی بالادستی کو تسلیم کرتی اور خراج ادا کرتی تھیں۔ ایتھوپیائی، کولکیائی اور عرب قوم کی فارس کے لیے یہی حیثیت تھی۔

۱۱۸ جُز 71 سے لگتا ہے کہ فارسیوں کا پرانا قومی لباس چست جُبہ اور چمڑے کا پاجامہ تھا۔ ژینوفون کے مطابق میڈیائی لباس جسم کو چھپانے اور اِسے شان و شوکت عطا کرنے کے لیے تھے۔ چنانچہ یہ ایک لہراتی ہوئی عباء پر مشتمل ہو گا۔

۱۱۹ تیسری کتاب کے جُز 72 کی بنیاد پر فارسیوں کی سچ گوئی سے عقیدت پر اعتراض کیا جاتا ہے لیکن اِس جُز میں دی گئی داریوش کی تقریر تاریخی نہیں۔ فارسیوں کے ہاں سچ گوئی کی قدر کرنے کا ثبوت داریوش کی کندہ کردہ تحریوں سے ملتا ہے جن میں جھوٹ بولنے کو تمام برائیوں کی جڑ کہا گیا ہے۔

۱۲۰ دیکھیے ساتویں کتاب، جز 194۔

۱۲۱ کوڑھی کو الگ کر دینے کے فارسی رواج کا موازنہ یہودی رواج سے کریں (احبار xiii، 46، سلاطین دوم، vii، 3)۔

۱۲۲ یہاں ہیروڈوٹس پھر غلطی پر ہے۔ تمام ناموں میں ایسا نہیں۔

۱۲۳ اگاتھیاس اور سٹرابو نے بھی اِس انوکھی رسم کا ذکر کیا ہے جو اب بھی پارسیوں میں ملتی ہے چاہے وہ فارس کے ہوں یا ہندوستان کے۔

۱۲۴ زیند اوستا میں کتے کو اہورامزدا کے خصوصی جانور کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور پارسی اب بھی اس کا احترام کرتے ہیں۔

۱۲۵ مِلیتس، مائیس اور پرائی اپنے میاندر (جدید میندریے) کے دہانے پر واقع ہیں۔ یہ سب اپنی اصل آبادی کے دور میں مشہور شہر تھے۔

۱۲۶ ان شہروں کو جنوب سے شمال کی ترتیب میں گنوایا گیا ہے۔ اریتھرے تیوس اور کلازومینے کے درمیان کیاس کے بالمقابل ساحل پر واقع ہے۔

۱۲۷ براایو پیتم کنیڈیوں کے علاقہ کے اندر اِسی نام کی راس زمین پر بنایا گیا تھا۔

۱۲۸ لِنڈس، لایسس اور کامیرس رودز میں تھے؛ کوس (Cos) اِسی نام کے جزیرے میں سِرامک خلیج کے دہانے پر واقع تھا۔ کنیڈس اور ہالی کارناسس براعظم پر تھے۔۔۔ اول الذکر ٹرایو پیتم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے نزدیک اور موخر الذکر سرائک خلیج کے شمالی ساحل پر (یہاں اب Boodroom ہے۔ یہ چھ شہر مل کر ایک ایمفی کٹایونی بناتے تھے جن کے اجلاس عین مرکز میں واقع شہر کنیڈس کے قریب اپالو کے معبد ٹرایو پیئم میں منعقد ہوتے تھے۔

۱۲۹ اطالوی کراتھس ہمارے مصنف کے اپنائے ہوئے شہر تھوریئم سے قریب تھا (دیکھئے پانچویں کتاب جُز 45)

۱۳۰ یہ بات اُن مقدس اشیاء کی جانب اشارہ کرتی ہے جو کوئی جگہ بسانے کے لیے بھیجے جانے والے لوگوں کو دی جاتی تھیں۔ ہر ریاست کے گورنمنٹ ہاؤس میں مقدس آگ ہمیشہ جلتی رہتی تھی اور ریاست کی حیات کو اسی پر منحصر سمجھا جاتا تھا۔ کوئی کالونی روانہ کرتے وقت قائدین جلوس کی صورت میں بانی شہر کے گورنمنٹ ہاؤس تک جاتے اور وہاں سے مقدس آگ لے کر نئی آبادی کے گورنمنٹ ہاؤس میں پہنچاتے۔

۱۳۱ دیکھئے ہومر کی ایلیڈ ii 876۔

۱۳۲ اپیاتوریا یونانی قرابت دار گروہوں (Phratries) کا سالانہ اجلاس تھا جس کا مقصد پچھلے سال بھر میں جنم لینے والے بچوں کے نام رجسٹر کر کے انہیں شہریت کا حقدار بنانا تھا۔ یہ سہ روزہ اجلاس ماہ نومبر میں ہوتا تھا۔

۱۳۳ پانیونیئم نام کے تحت ایک خطہ زمین اور ایک معبد دونوں آتے ہیں۔ ہیروڈوٹس یہاں اول الذکر کی بات ایسے مقام کے طور پر کر رہا ہے جہاں عظیم پان ایونیائی تیوہار منعقد ہوتا تھا۔

۱۳۴ ہیلی کونیائی پوسیڈون کا یہ نام ہیلیسے کی نسبت سے پڑا جس کا ذکر پیچھے جُز 145 میں قدیم ایونیائی شہروں کے ساتھ کیا گیا ہے۔

۱۳۵ یہ امر حیرت انگیز ہے کہ ہیروڈوٹس سے کچھ ہی عرصہ بعد مائیکالے کے پان ایونیائی تہوار کو غیراہم بیان کیا گیا اور ایفی سس کے قریب منعقد ہونے والے ایفی سیائی تیوہار کو برتر قرار دیا گیا۔ پھر بھی قدیم جشن جاری رہا اور آگسٹس کے عہد تک منایا جاتا تھا۔

۱۳۶ Penteconters یا پانچ طبقہ جہازوں کے دونوں جانب پچیس پچیس چپوؤں کی قطاریں ہوتی تھیں۔ چپو چلانے والے برابر کی سطح پر بیٹھتے تھے۔

۱۳۷ موازنہ کریں پانچویں کتاب جُز 73 اور 105۔

۱۳۸ اس طرح کے بازار مشرق میں اب بھی لگتے ہیں جہاں مختلف قسم کی دکانیں ہوتی ہیں۔ اعلیٰ طبقہ کے فارسی کچھ خریدتے اور نہ ہی کچھ بیچتے تھے کیونکہ یہ کام اُن کے ملازم وغیرہ کر دیتے۔

۱۳۹ موجودہ بلخ کو باکتریا کا نمائندہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ سیتھیوں کی جائے وقوع بتانا زیادہ مشکل ہے: صرف یہی نظر آتا ہے کہ اُن کا ملک باکتریا کی سرحد پر اوپر ہے تھا۔

۱۴۰ برانکیدے اور پورٹ پانورمس کے مقام پر اپالو کا معبد اب بھی موجود ہے۔ اول الذکر ملیتس سے 12 میل جنوب میں ہے۔

۱۴۱ یعنی "ایتھنا" قلعے کی محافظ۔"

۱۴۲ اِتارنیئس ہیروڈوٹس کے اپولس کے شمال میں' مائتیلینے کے تقریباً عین سامنے ہے۔

۱۴۳ سِپیلس کے ماتحت مگنیشیا نہیں' بلکہ میاندر پر واقع میگنیشیا۔

۱۴۴ یہ طریقہ غالباً لیڈیاؤں کو معلوم نہیں تھا۔ فارسیوں نے یہ اشوریوں سے سیکھا ہوگا جو اس سے کافی عرصہ پہلے ہی آگاہ تھے (دیکھئے سلاطین دوم' xix'32; یسعیاہ xxxvii'33)۔

۱۴۵ ہیروڈوٹس کا آئبیریا ہسپانوی راس آب ہے۔ تارتیسس وہاں فنیقیوں کی بہت قدیم دور میں قائم کردہ آبادی تھی۔ یہ کادیز کے نزدیک تھی۔ اس نام کے دیگر رُوپ تارسس' تارشش بھی ہیں۔

۱۴۶ اونیو سے کیاس اور براعظم کے درمیان واقع ہے۔

۱۴۷ ہیلینیائی آبادکاری پر یونانی اور بالخصوص ڈیلفی والے دارالاستخارہ کا اثر اہم ترین تھا۔ دیگر مثالیں چوتھی کتاب' جُز155' 157' 158; اور پانچویں کتاب' جُز42 ہیں۔

۱۴۸ اِس دور میں ترہینیوں کی بحری قوت اپنے عروج پر تھی۔ ترہینیائی کئی صدیاں بعد تک بھی بحری قزاق رہے۔

۱۴۹ کیڈمیائی فتح ایسی تھی جس سے فاتح کو فائدے سے زیادہ نقصان ہوا۔

۱۵۰ یہ شہر عموماً ویلیا یا ایلیا کہلاتا ہے جہاں سے کچھ ہی عرصہ بعد فلسفے کا ایلیائی مکتبہ نمودار ہوا تھا۔

۱۵۱ اپنے خوبصورت آثارِ قدیمہ کے لیے مشہور یہ جگہ اب *Paestum* کہلاتی ہے۔

۱۵۲ سائرنس یا سیرنس ہیراکلیس کا ایک بیٹا تھا۔

۱۵۳ تیوس غنائی شاعر ایناکریون کی جائے پیدائش تھا۔

۱۵۴ ابدیرا کی جائے وقوع کے لیے دیکھئے ساتویں کتاب' جُز109۔

۱۵۵ یہ بیان بہت عمومی سا لگتا ہے۔ ساموس نے یقیناً داریوش کے عہد حکومت تک اپنی آزادی برقرار رکھی۔ (دیکھئے تیسری کتاب' جُز120)۔

۱۵۶ غالباً ہیروڈوٹس پوری طرح قائل تھا کہ دنیا میں سارڈینیا جتنا بڑا جزیرہ اور کوئی نہیں۔

۱۵۷ ہومر نے بالعموم اپنے ہیروؤں کو اپنی ڈھالیں اِسی انداز میں باندھتے ہوئے بتایا۔ تاہم' کہیں کہیں وہ ہینڈل لگی ڈھالوں کی بھی بات کرتا ہے۔

۱۵۸ لگتا ہے کہ لیڈیاؤں اور ماشیوں کی ایک قرابت دار قوم کیریائی (Carians) کا تعلق بالاصل ایشیائی براعظم سے ہوگا' اور وہ وہیں سے جزائر میں پھیلے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۵۹ میلا سا کیریا کا ساحل سے 20 میل دور واقع شہر تھا۔ یہ بعد ازاں کیریائی سلطنت کا دار الحکومت بنا (385 تا 334 ق-م)

۱۶۰ کونیائی ساحل پر ایک چھوٹے سے علاقے پر قابض تھے۔

۱۶۱ کالنداکیریا اور لائشیا کی سرحدوں پر تھا۔

۱۶۲ اِس کہانی میں کوئی صداقت موجود ہونا مشکوک ہے جو یونانیوں کو لائشیا کے ساتھ جوڑتی ہے۔ ایک بات واضح ہے کہ حقیقی لائشی لوگ یونانیوں سے ایک بالکل جداگانہ نسل تھے۔

۱۶۳ ملیاس آگسٹس کے دور میں بھی بدستور لائشیا کا ایک ضلع تھا۔

۱۶۴ پیڈاسس کو کیریا میں بتایا گیا ہے (پانچویں کتاب، جُز 121)۔ اس کا درست مقام متعین نہیں کیا جا سکا۔

۱۶۵ زانتھیائی میدان دریائے زانتھس کے سیلاب کے پیش نظر شہر کے جنوب میں ہوگا۔

۱۶۶ یونانیوں کے ہاں زانتھس کہلانے والے شہر کا اصل نام ارنایا اریناتھا۔ ملک کے مقبرے اِس بات کی توثیق کرتے ہیں۔

۱۶۷ یہ یقین کرنے کی وجہ موجود ہے کہ لائشیا کی حکومت ہرپاگس کے خاندان میں ہی رہی۔

۱۶۸ ہیروڈوٹس نے بابل کو بھی اشوریہ میں شامل کیا۔ (دیکھیے جُز 106)

۱۶۹ اشوریہ میں کئی ایک اہم شہروں کی موجودگی اشوریائی عظمت کے نمایاں ترین پہلوؤں میں سے ایک ہے۔

۱۷۰ بابل کی فصیل کی اندرونی جانب ایک وسیع کھلی جگہ کا ذکر ارسطو نے بھی کیا ہے۔

۱۷۱ دیواروں کی اونچائی اور چوڑائی کا ذکر کتاب مقدس میں بھی ملتا ہے۔ (یرمیاہ 53:51 اور 58) اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ بابلی اور اشوری اپنے شہروں کے گرد حیرت انگیز حد تک بلند دیواریں بنایا کرتے تھے۔

۱۷۲ یونانی اعشاری نظام بابلی نظام سے قریبی طور پر مربوط تھا۔

۱۷۳ عام کیوبٹ ایک فٹ آٹھ انچ اور شاہی (رائل) کیوبٹ ایک فٹ 10.4 انچ ہوگا۔

۱۷۴ اس وقت بابل میں موجود قدیم آثار میں سریوں کی تہیں ملتی ہیں لیکن اتنے کم وقفوں سے نہیں جتنا کہ یہاں بیان کیا گیا ہے۔

۱۷۵ یہاں مذکور "اندرونی دیوار" غالباً نبوکد نضر کے نئے شہر کی دیوار ہوگی جو قدیم فصیل کے اندر واقع تھا۔

۱۷۶ یہ ٹیلہ یا Mound قصر کہلاتا ہے اور یہ 700 گز لمبا، 700 گز چوڑا ہے۔ یہ عمدہ قسم کی اینٹوں کا ایک بہت بڑا ڈھیر ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۷۷ بعل کی بابلی پرستش کے متعلق ہمیں کتاب مقدس سے بہت کچھ پتہ چلتا ہے۔ مثلاً۔ یسعیاہ 1:46؛ یرمیاہ 2:50۔ یہ امر کافی حد تک یقینی ہے کہ وہ کچھ عرصہ بعد بابلی معبد کا تسلیم شدہ سربراہ تھا' اس لیے یونانیوں نے اُسے درست طور پر زیئس یا جوپیٹر کا ہم رتبہ کہا۔

۷۸ لگتا ہے کہ تب کالدی عکاد کی عظیم حامی نسل کی ایک شاخ تھے جو بابل میں قدیم ترین وقتوں سے آباد تھی۔ اِسی نسل نے لکھنے اور شہر تعمیر کرنے کا فن' مذہبی نظام کی تشکیل اور تمام سائنس بالخصوص علم نجوم پر غور و فکر کی بناء ڈالی۔

۷۹ دیوتا کی اپنے معبد میں ذاتی طور پر آمد کی یہ حکایت دیوتاؤں کی فطرت پر مصری اعتقاد سے متضاد تھی۔ یہ محض ایک تصوراتی اظہار ہے' جیسا کہ یہودیوں کے ہاں پایا جاتا ہے جو خداوند کے کوہ مقدس پر آنے اور رہنے کی بات کرتے ہیں۔

۸۰ تھیبیائی زیئس' یا شہر تھیبس میں قادر مطلق کے طور پر پوجا جانے والا دیوتا آمن تھا۔ ہیروڈوٹس نے مصری زیئس کی بجائے تھیبیائی زیئس کہا کیونکہ مصر کے مختلف علاقوں میں مختلف دیوتاؤں کو قادر مطلق کے طور پر پوجا جاتا تھا۔

۸۱ پتارا دریائے زانتھس کے مشرق میں ساحل پر واقع ہے۔

۸۲ اِس بارے میں شک کی گنجائش بہت کم ہے کہ زرکسیز نے بابل میں بغاوت کے بعد یہ کیا تھا۔ آریان بتاتا ہے کہ زرکسیز نے یونان سے واپسی پر معبد کو نہ صرف لوٹا بلکہ برباد بھی کر دیا تھا۔

۸۳ بابیلون (بابل) کا عظیم معبد بلاشہ وہ دیو قامت ڈھیر ہے جسے سب عرب لوگ بابل کہتے ہیں۔

۸۴ مختلف لکھاریوں نے ہیروڈوٹس کے اِس بیان کی بازگشت پیش کی۔

۸۵ گائنڈس بلاشبہ دیالہ (Diyalah) ہے۔

۸۶ ہیروڈوٹس کا مقصد اِس پہلی اسیری کو داریوش ہستاسپس کے ذریعہ دوسری اسیری سے ممیز کرنا ہے' جس کے متعلق اُس نے تیسری کتاب کے آخری حصہ میں بات کی ہے۔

۸۷ تریتانتے کمیز کا نام دلچسپی کا حامل ہے' کیونکہ یہ ان ویدک روایات کی جانب اشارہ کرتا ہے جو فارسی وادی سندھ سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ اِس نام کا مطلب " تریتان جیسا طاقتور " ہے۔ علم اشتقاق کے لحاظ سے " تین جسموں والا " کا مفہوم رکھنے والا یہ خطاب فارسی رومانس کے مشہور فریدون کی سنسکرت اور زیند صورت ہے جس نے دنیا کو اپنے تین بیٹوں سلم' تور اور اِیرج کے درمیان تقسیم کیا تھا۔

۸۸ یہ جدید مصر کے اردیب جیسا ہی نام ہے' اور میڈی منس کی طرح ایک غلہ ناپنے کا پیانہ ہے۔ اردیب تقریباً 5 انگریزی بُشل کے برابر ہوتا ہے۔

Courtesy-www.pdfbooksfree.pk

۱۸۹ قدیم بابلی آثار کی کھدائی میں کتوں کے بہت سے ماڈل ملے ہیں۔ کچھ ایک برٹش میوزیم میں بھی رکھے گئے ہیں۔

۱۹۰ موسم گرما کے دوران بابل میں بارش بہت کم ہوتی ہے اور پیداوار کا انحصار مکمل طور پر آبپاشی پر ہوتا ہے۔ موسم بہار میں مسلسل بارشیں ہوتی ہیں اور سال کے دیگر وقتوں میں بارش گاہے بگاہے لیکن بے قاعدگی کے ساتھ کم مقدار میں پڑتی ہے۔ سب سے زیادہ بارش کا مہینہ دسمبر ہے۔ قدیم وقتوں میں، جب آبپاشی آج کے مقابلہ میں کہیں زیادہ وسیع تھی، تو ملک کی آب و ہوا غالباً مختلف ہوگی۔

۱۹۱ موجودہ دور میں عموماً آبپاشی بیلوں کی مدد سے کی جاتی ہے جو پانی کو دو کھمبوں پر لگی ٹلی سے رسہ گزار کر اوپر کناروں تک کھینچتے ہیں۔

۱۹۲ کئی ایک قدیم لکھاریوں نے بابل کی زرخیزی کے گن گائے ہیں۔

۱۹۳ میدانی علاقوں کے لوگوں کے ساتھ اب بھی یہی واقع ہے۔ زیتون کوہ زیگروس کے پاس کاشت کیا جاتا ہے، لیکن بابل اتنی دور تک نہیں پھیلا ہوا تھا۔

۱۹۴ یہ یقین کرنے کی وجوہ موجود ہیں کہ قدیم دور میں ملک آج کے مقابلہ میں کہیں زیادہ گھنے جنگلوں کا مالک تھا۔ جہاں بھی پانی لایا جائے وہاں تاڑ اگے گا۔ قدیم وقتوں میں دریاؤں کا درمیانی علاقہ اور دجلہ اور پہاڑوں کے درمیان حائل خطے کا بہت بڑا حصہ مصنوعی طریقے سے سیراب کیا جاتا تھا۔

۱۹۵ اس قسم کی کشتیاں نینوا کے سنگ تراشی کے نمونوں میں نظر آتی ہیں اور آج بھی فرات میں آر پار آتی جاتی ہیں۔

۱۹۶ بابلی اُسطوانے (سلنڈرز) بلاشبہ ہیروڈوٹس کی "مہریں" ہیں۔ مٹی کی لوحوں پر ان کے متعدد نقش ملے ہیں۔

۱۹۷ سلنڈرز پر بابلیوں کو عموماً چھڑیوں کے ساتھ بھی دکھایا گیا ہے۔ اشوری بتوں میں درباری حکام ہمیشہ چھڑیاں پکڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔

۱۹۸ آگسٹس عہد کے لکھاریوں نے بھی اپنے دور میں موجود اِس رسم کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۹ جدید تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم بابل میں تدفین کے دو طریقے رائج تھے۔ عام طور پر مُردوں کو مرتبانوں میں ڈال کر آگ میں جلایا جاتا تھا۔ قدیم شہروں کے آثار میں ہزاروں تدفینی ظروف ملے ہیں۔ تابوت استعمال ہوتے تو تھے لیکن بہت کم۔

۲۰۰ ہیروڈوٹس کا جغرافیائی علم اور کہیں بھی اس قدر غلطی کا شکار نہیں جتنا کہ اِس دریا کے بیان میں ہے۔ لگتا ہے کہ اُس نے دو تین مختلف دریاؤں کے متعلق ملنے والی معلومات کو گڈمڈ کر دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حاشیہ ۱ یہاں ہیروڈوٹس کا جغرافیائی علم اپنے دور کے لحاظ سے کافی ترقی یافتہ ہے۔

حاشیہ ۲ یہ ہمارے مصنف کی جغرافیائی معلومات کی حدود میں درست تھا۔ کاکیشیا میں چوٹیاں 17,000 فٹ تک بلند ہیں۔

حاشیہ ۳ Kizilkoum'Kharesm وغیرہ صحرا۔۔۔دشت کا نہایت جنوبی حصہ۔

حاشیہ ۴ یہاں تک کندہ تحریریں ہیروڈوٹس کی تصدیق کرتی ہیں۔ داریوش ہستاسپس (وشتاسپ) کا بیٹا اور ارسامس (ارشاما) کا پوتا تھا۔ اُس نے داریوش کا سلسلہ نسب اکیمینیز (ہخامنش) کے چار اجداد سے جوڑا۔

حاشیہ ۵ یہ سوال اُٹھایا جا سکتا ہے کہ جس بیان کو ہمارے مصنف نے معتبر ترین سمجھا' کیا وہ واقعی معتبر ترین تھا۔ ہیروڈوٹس نادانستہ طور پر ہر کہانی کی نہایت رومانوی اور شاعرانہ صورت کی جانب مائل ہوا اور جس چیز کی تعریف کی وہ اُس کی نظر میں درست تھی۔ ژینوفون کے مطابق سائرس اپنے بستر میں سکون سے مرا۔ کیسیاس کے مطابق وہ Derbices کے ساتھ جنگ میں شدید زخمی ہو کر مرا۔ موخر الذکر زیادہ قابل اعتبار ہے۔ لہٰذا ہیروڈوٹس اور کیسیاس متفق ہیں۔ تاہم' یہ یقینی نہیں کہ اُس کی موت کس دشمن کے خلاف لڑتے ہوئے زخمی ہونے سے واقع ہوئی تھی۔

حاشیہ ۶ یہ عین ممکن طور پر موجودہ فارس کا خنجر ہے۔

حاشیہ ۷ اُرال اور الطائی پہاڑوں میں سونے کی مقدار بکثرت ہے۔ تیسری کتاب جُز 116 اور چوتھی کتاب' جُز 27 میں اِس حوالے سے ذکر آئے گا۔

حاشیہ ۸ گھوڑے کی قربانیاں جدید پارسیوں کے ہاں مروج بتائی جاتی ہیں۔

ایڈیٹر کا اضافی نوٹ:

بابل

بابل تقریباً 2000 برس تک عالمی تہذیب کا مرکز رہا تھا۔ اُس کا رسم الخط اور زبان مصر اور مدیترانہ کے ساحلوں پر آباد لوگوں کو معلوم تھی اور پڑھے لکھے لوگ اسے ہر جگہ پر ذریعہ اظہار کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ بابل مشرق کا بنک اور ایمپوریئم تھا; اور وہ اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عہد جلال میں انسانیت کے افکار پر غالب رہا- جو کچھ روم رہ چکا ہے' جو کچھ اب لندن ہے' وہی کچھ بابل ہوا کرتا تھا--- "بادشاہتوں کی رفعت کالدی فخر کی خوبصورتی-" اُس کے آثار اب بھی حیرت انگیز ہیں- قدیم اسرائیل نے بابل سے بہت کچھ مستعار لیا- حمورابی کا ضابطہ قانون (اندازاً 2200 ق-م) شریعت موسوی کو بہت زیادہ متاثر کرنے کا باعث بنا ہوگا; موخر یہودی صحائف میں فرشتوں کا نظریہ بابلی ماخذ رکھتا ہے- داستان تخلیق' سیلاب عظیم وغیرہ کا تعلق بھی بنیادی طور پر بابل سے ہے- یہ قطعی حیرت انگیز نہیں ہے کہ جب بابل کو زوال آیا تو کبھی اُس کی طاقت' غرور اور ہمہ گیر سلطنت سے خوف کھانے والی دنیا میں ایک آہ پھیل گئی--- *"بابل گر پڑا' بابل گر پڑا-"* (یسعیاہ xxi' 9)-

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسری کتاب

یوترپی
(موسیقی کی دیوی)

1۔ سائرس کی موت پر اُس کے بیٹے کیمبائسس نے بادشاہت سنبھالی جس کی ماں فارناسپس کی بیٹی کاساندانے تھی۔ کاساندانے سائرس کی زندگی میں ہی مرگئی جس پر وہ بہت دل گیر ہوا اور اپنی سلطنت کے تمام عوام کو بھی سوگ منانے کا حکم دیا۔ دونوں کی اولاد کیمبائسس نے ایونیائی اور ایولیائی یونانیوں کو اپنے باپ کے باجگزار غلام سمجھتے ہوئے اُس وقت اپنا ماتحت بنالیا جب وہ مصر کے خلاف مہم جوئی کرنے جارہا تھا۔[1]

2۔ مصریوں کو اپنے بادشاہ پسامیٹیکس کے دور حکومت سے قبل یقین تھا کہ وہ نوع انسانی میں قدیم ترین ہیں۔ تاہم، جب پسامیٹیکس نے اصل قدیمی نسل کا پتہ لگانے کی کوشش کی تو انہوں نے یہ رائے قائم کی کہ وہ باقی تمام اقوام سے افضل جبکہ فریجیائی قدامت میں برتر ہیں۔[2] اس بادشاہ نے دیکھا کہ قدیم ترین انسانوں کا کھوج لگانا ناممکن ہے، لہٰذا اُس نے مندرجہ ذیل طریقہ کار اپنایا۔۔۔ اُس نے عام قسم کے دو بچوں کو لیا اور انہیں اپنی چراگاہ کے ایک گڈریئے کے پاس پرورش کے لیے بھیج دیا، اور یہ سخت ہدایت بھی کی کہ کوئی شخص اُن کے سامنے ایک لفظ بھی نہ زبان سے نکالے بلکہ انہیں ایک الگ تھلگ کمرے میں رکھا جائے۔ مزید یہ کہ خوراک کے لیے اُن کے کمرے میں وقتاً فوقتاً بکریاں بھیجی جائیں اور دیگر تمام ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ اِس تجربہ کے ذریعہ وہ یہ پتہ چلانا چاہتا تھا کہ دونوں بچے پہلا لفظ کیا بولتے ہیں۔ نتیجہ اُس کی توقعات کے مطابق برآمد ہوا۔ گڈریئے نے دو سال تک اُس کی ہدایت پر عمل کیا اور اس مدت کے اختتام پر ایک روز جب وہ دروازہ کھول کر اُن کے کمرے میں داخل ہوا تو بچے اپنے بازو پھیلا کر اُس کی جانب لپکے اور انہوں نے اپنے منہ سے واضح طور پر "بیکوس" (Becos) آواز نکالی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شروع میں تو گڈریئے نے کوئی توجہ نہ دی; لیکن بار بار ایسا ہونے پر اُس نے اپنے بادشاہ کو اس بارے میں بتایا اور اُس کے حکم پر بچوں کو حاضر کیا۔ تب پسامیٹی کس نے بنفس نفیس بچوں کے منہ سے وہ لفظ سنا اور پھر تحقیقات کروائیں کہ کون سے لوگ "بیکوس" کی آواز والا کوئی لفظ بولتے ہیں۔ اُسے معلوم ہوا کہ فریجیائی زبان میں روٹی کو "بیکوس" کہتے ہیں۔ ان صورتحال میں مصریوں نے قدامت کا دعویٰ چھوڑ دیا اور فریجیاؤں کو اپنے سے زیادہ قدیم تسلیم کر لیا۔

3۔ یہ وہ حقائق تھے جو مجھے ممفس میں وُلکن کے پجاریوں سے معلوم ہوئے۔ کئی دیگر بیوقوفانہ قصوں کے علاوہ یونانیوں کا یہ بیان ہے کہ پسامیٹی کس نے بچوں کو عورتوں کے پاس پرورش دلوائی تھی جن کی زبانیں وہ پہلے ہی کھنچوا چکا تھا; لیکن پجاریوں نے اُن کی پرورش کے مذکورہ بالا حالات ہی بیان کیے۔ ممفس میں اپنے قیام کے دوران ان پجاریوں کے ساتھ بات چیت سے بھی کافی معلومات حاصل ہوئیں' اور میں یہ جاننے کی خاطر ہیلیو پولس اور تھیبس تک گیا کہ آیا اُن علاقوں کے پجاریوں کا بیان بھی ممفس والوں سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں۔ ہیلیو پولس والوں کو تمام مصریوں میں بہترین تاریخ دان ہونے کی شہرت حاصل ہے۔[3] اپنے مذہب کے بارے میں انہوں نے جو کچھ بتایا میں یہاں اُسے دوہرانا نہیں چاہتا' بس اُن کے دیوی دیوتاؤں کے نام ہی بتاؤں گا۔ ان معاملات کے حوالے سے کوئی اور بات شدید ضرورت پڑنے پر ہی بتائی جائے گی۔[4]

4۔ محض انسانی معاملات مندرجہ ذیل ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ سب سے پہلے مصریوں نے شمسی سال دریافت کیا اور اسے بارہ حصوں (مہینوں) میں بانٹا۔ انہیں یہ علم ستاروں سے حاصل ہوا۔ میرے خیال میں وہ اپنے سال کا تخمینہ یونانیوں سے کہیں زیادہ بہتر طور پر لگاتے ہیں کیونکہ یونانی ہر ایک سال کے بعد پورا ایک مہینہ جمع کرتے ہیں'[5] جبکہ مصری ہر سال پانچ فالتو دن (30 دن کے بارہ ماہ کے علاوہ) شامل کر لیتے ہیں۔[6] اُن کا دعویٰ ہے کہ سب سے پہلے مصریوں نے ہی بارہ دیوتاؤں کے ناموں کا استعمال شروع کیا اور بعد میں یونانیوں نے یہ نام اپنائے; سب سے پہلے قربان گاہیں' شبیہیں اور دیو مندر بھی انہوں نے بنائے; نیز پتھر پر جانوروں کی شبیہیں کھودنے میں بھی مصریوں کو اولیت حاصل ہے۔ زیادہ تر معاملوں میں اُن کا کہنا درست نکلا۔ اور انہوں نے مجھے بتایا کہ مصر پر حکومت کرنے والا پہلا شخص[7] مین (Men) تھا اور اُس کے دور میں سارا مصر (ماسوائے تھیبیائی علاقہ) دلدل[8] تھا' جھیل موئرس (Moeris) سے نیچے کی کوئی بھی زمین اُس وقت سطح آب سے اوپر نہ تھی۔ یہ سمندر سے اوپر کی طرف دریا میں سات دن کے فاصلے پر ہے۔

5۔ اپنے ملک کے بارے میں اُن کا بیان مجھے نہایت مناسب لگتا ہے۔ کسی پیشگی معلومات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے بغیر مصر کو پہلی مرتبہ دیکھنے والا شخص لازماً یہی خیال قائم کرے گا کہ یونانی جہازوں کی منزل مصر ایک دریا کا تحفہ ہے۔[9] جھیل سے اوپر تین دن کے بحری سفر کے فاصلے پر واقع زمین پر بھی یہ بات صادق آتی ہے: مصری اُس کے بارے میں کچھ نہیں بتاتے، لیکن وہ بھی ہو بہو ایسا ہی علاقہ ہے۔

خطے کے عمومی خدوخال مندرجہ ذیل ہیں۔ سمندر کے ذریعہ یہاں پہنچنے پر زمین سے ایک دن کے فاصلے پر ہی اگر آپ ناک کی سیدھ میں چلتے جائیں تو خود کو گیارہ فیدم گہرے پانی میں پائیں گے جس سے پتا چلتا ہے کہ زیر آب آچکی دھرتی اس فاصلے تک تھی۔

6۔ ساحل کے ساتھ ساتھ علاقے کی لمبائی 60 سکوئنے[10] Schoenes ہے (خلیج پلا نتھی نیٹک[11] تا جھیل سربونِس)۔ بکھرے ہوئے علاقوں والی اقوام اپنے ملک کی پیائش فیدم سے کرتی ہیں اور نسبتاً وسیع حدود والی اقوام فرلانگ سے، جبکہ وافر علاقے کو پرسانگ سے۔ لیکن انسان نہایت وسیع و عریض خطے کے مالک ہوں تو اُسے سکوئنے سے ناپا جاتا ہے۔ پرسانگ کی لمبائی 30 فرلانگ ہے،[12] لیکن مصری پیمانے سکوئنے کی ساٹھ فرلانگ۔[13] یوں مصر کی ساحلی سرحد کوئی 3600 فرلانگ لمبی بنتی ہے۔

7۔ ساحل سے ہیلیوپولس تک مصر کی چوڑائی خاصی زیادہ ہے، علاقہ ہموار، چشموں سے عاری اور دلدلوں سے بھرپور ہے۔[14] سمندر سے اوپر ہیلیوپولس تک کا راستہ تقریباً تقریباً وہی ہے جو ایتھنز میں بارہ دیوتاؤں کی قربان گاہ[15] سے پیسا میں اولمپیائی جوو کے معبد تک بنتا ہے۔[16] اگر کوئی پیائش کرے تو ان دونوں راستوں کی لمبائی میں بہت کم فرق ملے گا، زیادہ سے زیادہ 15 فرلانگ کا: کیونکہ ایتھنز سے پیسا تک کا فاصلہ پندرہ کم پندرہ سو فرلانگ ہے، جبکہ سمندر سے ہیلیوپولس تک کا فاصلہ تقریباً پندرہ سو فرلانگ بنتا ہے۔[17]

8۔ ہیلیوپولس سے آگے جائیں[18] تو مصر تنگ ہو جاتا ہے: شمال سے جنوب کے رخ پر عربی سلسلہ کوہ ایک طرف سے اور لیبیائی سلسلہ کوہ دوسری جانب سے حد بندی کرتا ہے۔ اول الذکر سلسلہ بلا انقطاع چلتا ہوا اریتھریئن تک جاتا ہے: یہاں وہ پتھر کی کانیں واقع ہیں[19] جہاں سے ممفس کے اہرام کے لیے پتھر کاٹ کر لایا گیا تھا: اور یہی وہ مقام ہے جہاں سے یہ اوپر مذکور انداز میں مڑتا ہے۔[20] جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے، یہ شرقاً غرباً اپنی وسیع لمبائی میں دو ماہ سفر کے برابر ہے: انتہائے مشرق میں لوبان پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہیں اس سلسلہ کوہ کے نمایاں خواص۔ لیبیائی طرف پر دوسرا سلسلہ، جہاں اہرام کھڑے ہیں، چٹانی اور ریتلا ہے: ابتدائی حصہ میں اس کی سمت بھی عربی سلسلہ کوہ والی ہے۔ پھر ہیلیوپولس سے اوپر علاقے کی چوڑائی زیادہ نہیں بلکہ بہت کم ہے۔[21] دونوں سلسلہ ہائے کوہ کی درمیانی وادی ایک ہموار میدان ہے اور تنگ ترین مقام پر 200 فرلانگ سے زیادہ نہیں لگتی۔ اس جگہ سے اُوپر مصر دوبارہ پھیلنے لگتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

9۔ ہیلیو پولس سے تھیبس تک کا سفر نو دن کی کشتی رانی ہے' کل فاصلہ 4860 فرلانگ بنتا ہے۔ [۲۲] اگر ہم ملک کی متعدد پیمائشوں کے سامنے رکھیں تو کنار دریا 3600 فرلانگ جبکہ سمندر سے تھیبس تک کا فاصلہ 6120 فرلانگ ہے۔ نیز تھیبس سے ایلی فنٹائنے نامی جگہ تک کا فاصلہ 1800 فرلانگ ہے۔

10۔ اوپر بیان کردہ علاقے کا زیادہ تر حصہ مقامی باشندوں نے حاصل کیا۔ کیونکہ ممفس سے اوپر' دونوں سلسلہ ہائے کوہ کے درمیان واقع خطہ سمندر کی خلیج سے تشکیل شدہ لگتا ہے۔ یہ ایلیئم اور ٹیوتھرانیا' الفی سس اور میاندر کے میدان جیسا دکھائی دیتا ہے۔ [۲۳] اس خطوں میں زمین دریاؤں نے تشکیل دی مگر کوئی بھی دریا دریائے نیل کے پانچ دہانوں میں سے ایک جتنا بھی بڑا نہیں۔ [۲۴] میں دیگر دریاؤں کا بھی ذکر کر سکتا ہوں جو دریائے نیل سے کمتر لیکن بہت بڑی بڑی تبدیلیوں کا موجب ہیں۔ اِن میں سے ایک ایکیلوس ہے جو اکارنانیا سے گزرنے کے بعد سمندر میں گرتا ہے۔ [۲۵]

11۔ مصر سے قریب ہی عرب میں ایک لمبی اور تنگ خلیج اریتھریئن سمندر میں واقع ہے [۲۶] جس کی تفصیل میں اب بیان کروں گا۔ اس سمندر میں ہر روز اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے۔ [۲۷] میرے خیال میں خود مصر بھی پہلے اس جیسی ایک خلیج ہوا کرتا تھا۔۔۔ایک خلیج مصر کے شمال کے سمندر [۲۸] سے شروع ہو کر ایتھوپیا تک جاتی ہے' جبکہ دوسری جنوبی سمندر میں سے شروع ہو کر سیریا تک ہے؛ دونوں خلیجیں زمین میں اس طرح چلتی ہیں کہ ملتے ملتے رہ جاتی ہیں اور انکے درمیان میں زمین کا بہت تنگ سا ٹکڑا رہ جاتا ہے۔ اب اگر نیل اپنے پانیوں کو موجودہ گزرگاہ سے اِس خلیج عرب میں منتقل کر دے تو کون سی ایسی چیز ہے جو اسے زیادہ از زیادہ 20 ہزار سال میں بھرنے سے روکے گی؟ میرے خیال میں یہ آدھے عرصے میں ہی بھر جائے گی۔ تو کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ماضی کے ایک اس قدر بڑے دریا نے کافی بڑی خلیج کو بھی بھر دیا ہو اور یوں تبدیلیاں پیدا ہوئی ہوں؟

12۔ چنانچہ میں نے راویوں کے بیانات پر اعتبار کیا اور میری اپنی بھی یہی رائے ہیں' کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ علاقہ اپنے پڑوسی ساحلوں کی نسبت سمندر میں زیادہ آگے تک چلا گیا ہے' اور میں نے مشاہدہ کیا کہ پہاڑوں پر گھونگھے تھے اور زمین اس قدر شور زدہ کہ اہرام کو بھی نقصان پہنچا سکے؛ اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ سارے مصر میں صرف ایک پہاڑ ایسا ہے (ممفس سے اوپر) جہاں ریت پائی جاتی ہے؛ [۲۹] مزید برآں یہ علاقہ اپنی سرحدوں کے ساتھ ساتھ واقع عرب یا لیبیا سے کوئی مشابہت نہیں رکھتا [۳۰]۔۔۔ حتیٰ کہ سیریا سے بھی نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ لیبیا کی مٹی ریتلی اور سرخی مائل ہے' جبکہ عرب اور سیریا کی مٹی میں کنکر زیادہ ہیں۔ دوسری جانب مصر کی مٹی کالی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھربھری ہے کیونکہ یہ سیلابی ہے اور ایتھوپیا سے آنے والے دریا کے ساتھ یہاں بچھتی رہی۔۔

13۔ پجاریوں سے معلوم ہونے والا ایک امر میری نظر میں علاقے کی ابتداء کے متعلق ٹھوس شہادت فراہم کرتا ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ بادشاہ موئرس کے دور میں دریائے نیل نے صرف آٹھ کیوبٹ بلند ہو کر ممفس سے نیچے کے سارے مصر کو ڈبو دیا تھا۔ جب میں نے یہ بیان سنا تو موئرس کو مرے ہوئے 900 سال نہیں ہوئے تھے،[۱۹] مگر آج دریا پندرہ کیوبٹ بلند ہونے پر بھی طغیانی نہیں لاتا۔ چنانچہ، میری رائے میں اگر زمین اسی شرح سے اُبھرتی اور بڑھتی رہی تو جھیل موئرس سے نیچے ڈیلٹا اور دیگر جگہوں پر آباد مصری طغیانیوں کی بندش سے مستقل طور پر ویسی قسمت سے دوچار ہوں گے جو اُن کے خیال میں ایک زمانے میں یونانیوں کو پیش آئی تھی۔ یونان کی مساوی دھرتی بارش سے سیراب ہونے کا سن کر انھوں نے کہا۔۔ "کسی روز یونانیوں کی اُمید پوری نہ ہوگی اور تب وہ لاچاری کی حد تک بھوکے ہوں گے:" اُن کے کہنے کا مطلب تھا کہ "اگر کسی روز خدا نے یونانیوں کو بارش دینا مناسب نہ سمجھا بلکہ انہیں طویل خشک سالی سے دوچار کیا تو یونانی لوگ قحط کا شکار ہو جائیں گے کیونکہ ان کا دارومدار صرف جو کی بھیجی ہوئی بارش پر ہے اور اِس کے علاوہ اُن کے پاس پانی کے کوئی ذرائع موجود نہیں۔"

14۔ یونانیوں کے بارے میں مصریوں کی رائے بالکل درست ہے۔ لیکن اب میں مصریوں کے متعلق بتاؤں گا کہ خود اُن کے ساتھ کیا صورتحال ہے۔ اگر ممفس سے نیچے کی زمین سابق زمانوں والی شرح سے ہی اوپر اُٹھتی رہی تو اس خطہ کے باشندوں کا فاقوں سے بچے رہنا کیسے ممکن ہو گا، کیونکہ بارش نہ ہونے پر[۲۰] دریا کی طغیانی اُن کے کھیتوں کو سیراب نہیں کر سکے گی؟ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ فی الحال وہ دنیا کے کسی بھی عوام کی نسبت کم محنت کے ساتھ فصل اکٹھی کرتے ہیں کیونکہ انہیں زمین میں ہل چلانے کی ضرورت نہیں، اور نہ ہی وہ دیگر کام کرنے پڑتے ہیں جو باقی انسان فصل اُگانے کے لیے لازماً کرتے ہیں; لیکن کاشتکار منتظر رہتا ہے کہ کب دریا خود بخود چھلک کر کھیتوں کو اپنی لپیٹ میں لے اور واپس چلا جائے، اور پھر وہ بیج ڈال کر فصل پکنے کا انتظار کرنے لگے۔ اِس کے بعد اُسے بس یہ انتظار کرنا ہوتا ہے کہ کب فصل پکے اور سوروں کی مدد سے دانے اور بھس علیحدہ کر دے۔[۲۳]

15۔ اگر ہم مصر کے بارے میں ایونیاؤں کے خیالات اپنائیں تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ایک زمانے میں مصریوں کے پاس کوئی علاقہ تھا ہی نہیں۔[۲۴] کیونکہ ایونیاؤں کا کہنا ہے کہ حقیقت میں مصری ڈیلٹا کا کوئی وجود نہیں جو ساحل کے ساتھ ساتھ پرسیئس کے مینارۂ نگرانی[۲۵] سے لے کر پیلوسیاک Salt-pans تک 900 سکوئنے کے فاصلے تک ہے اور زمین میں کرکاسورس کے شہر تک جاتا ہے جہاں دریا دو دھاروں میں تقسیم ہوتا ہے۔ مصر کے بارے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باقی کا بیان عرب یا لیبیا سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن مصریوں کا اور خود میرا بھی خیال ہے کہ ڈیلٹا دریا کی لائی ہوئی مٹی سے بنا اور شاید کچھ ہی عرصہ پہلے سامنے آیا۔ اگر مصریوں کے پاس کوئی علاقہ نہیں ہوا کرتا تھا تو انہوں نے خود کو دنیا میں قدیم ترین نسل قرار دینے کے شیخی کیسے بگھار دی؟ یقیناً انہیں بچوں کے ساتھ یہ تجربہ کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ وہ سب سے پہلے کونسی زبان بولتے ہیں۔ لیکن سچ بات تو یہ ہے کہ مجھے اس بات پر یقین نہیں کہ مصری لوگ بھی ڈیلٹا کے ساتھ ہی وجود میں آئے؛ میرے خیال میں وہ انسانی نسل کی ابتداء سے ہی موجود ہیں۔ زمین بڑھتے جانے کے ساتھ ساتھ آبادی کا ایک حصہ نیچے نئے علاقے میں آ گیا اور ایک حصہ پرانی جگہ پر ہی آباد رہا۔ پرانے وقتوں میں تھیبائس (Thebais) کا نام مصر تھا۔۔۔ اس ضلع کا کل محیط محض 6120 فرلانگ ہے۔

16۔ ان معاملات کے بارے میں میری رائے اگر درست ہو تو مصر کے متعلق ایونیاؤں کا خیال غلط ہے۔ اس کے برعکس اگر وہ درست ہوں تو میں یہ ثابت کرنے کا عزم کر سکتا ہوں کہ ایونیائی اور نہ ہی کوئی اور یونانی لوگ گنتی جانتے ہیں۔ کیونکہ وہ سبھی کہتے ہیں کہ زمین تین حصوں یعنی یورپ، ایشیاء اور لیبیا میں تقسیم ہے، جبکہ انہیں چوتھا مصر کا ڈیلٹا بھی شمار کرنا چاہیے کیونکہ وہ اِسے ایشیاء اور نہ ہی لیبیا میں شمار کرتے ہیں۔[36] کیا یہ اُن کا نظریہ نہیں کہ نیل ایشیاء کو لیبیا سے جدا کرتا ہے؟ چونکہ نیل ڈیلٹا کی چوٹی پر دو حصوں میں بنتا ہے، اس لیے خود ڈیلٹا بھی ایک الگ علاقہ ہوا جو ایشیاء یا لیبیا کا حصہ نہیں۔

17۔ اب میں ایونیاؤں کی آراء یہیں چھوڑ کر ان موضوعات پر اپنے خیالات بیان کروں گا۔ میں مصر کو اُسی طرح مصریوں سے آباد علاقہ تصور کرتا ہوں جیسے سِلیشا میں سِلیشیائی اور اشوریہ میں اشوری آباد ہیں۔ اور میرے خیال میں لیبیا اور ایشیاء کے درمیان واحد موزوں حد بندی وہی ہے جس کی نشاندہی مصری سرحد سے ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر ہم یونانیوں کی بیان کردہ حد بندی کو لیں[37] تو مصر کو دو حصوں میں منقسم قرار دینا پڑے گا۔۔۔ ہر ایک حصہ دنیا کے ایک مختلف حصے سے متعلق۔۔۔ یعنی ایک ایشیاء میں اور دوسرا لیبیا میں۔

18۔ مصر کی وسعت کے بارے میں میری رائے کی توثیق ایک استخارہ سے بھی ہوتی ہے جو اٗمن کے مقبرے سے حاصل کیا گیا اور جس کے بارے میں مجھے اپنی رائے قائم ہونے سے پہلے تک علم نہ تھا۔ ہوا یوں کہ ماریا[38] اور ز اپس نامی شہروں کے لوگوں کو (جو لیبیا کی سرحد کے قریب مصری علاقہ میں رہتے تھے) قربانی کے جانوروں کے بارے میں علاقہ کی مذہبی رسوم ناگوار گذریں اور وہ اب گایوں کا گوشت کھانے سے مزید اجتناب کرنے کے خواہشمند نہ تھے۔[39] چونکہ وہ خود کو مصریوں کی بجائے لیبیائی سمجھتے تھے، اس لیے انہوں نے معبد سے رجوع کیا اور کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ مصریوں کے ساتھ اُن کا کچھ بھی مشترک نہیں ' نہ وہ ڈیلٹا میں رہتے اور نہ مصری زبان بولتے ہیں ' لہٰذا انہیں من مرضی کی چیزیں کھانے کی اجازت دی جائے۔ تاہم ' دیوتا نے اُن کا مطالبہ مسترد کر دیا اور جواب میں قرار دیا کہ وہ سارا خطہ مصر کا علاقہ ہے جسے دریائے نیل سیراب کرتا ہے 'اور ایلی فنٹائنے[۱۹] سے نیچے آباد اور دریا کا پانی پینے والے لوگ مصری ہیں۔

19۔ دریائے نیل میں طغیانی آنے پر نہ صرف ڈیلٹا بلکہ دونوں کناروں کے وہ خطے بھی سیراب ہوتے ہیں جنہیں لیبیا اور عرب کا حصہ سمجھا جاتا ہے ' کچھ مقامات پر تو دریا کا پانی دو دن کی مسافت یا اِس سے بھی زیادہ دور تک چلا جاتا ہے۔

دریا کی طبیعت کے حوالے سے پجاریوں یا دیگر افراد سے زیادہ معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ میں یہ جاننے کا بالخصوص مشتاق تھا کہ گرمائی نقطۂ اعتدال کے آغاز پر نیل کیوں ابھرنے لگتا اور پھر ایک سو دن تک مسلسل اُبھرتا کیوں رہتا ہے---اور یہ مدت ختم ہوتے ساتھ ہی اُس کا بہاؤ سمٹنے اور گھٹنے لگتا ہے۔ مقامی باشندوں سے چند ایک وضاحتیں حاصل ہو سکیں...[۴۱] لیکن وہ مجھے یہ نہ بتا سکے کہ نیل میں ایسی کیا خصوصی فضیلت ہے جو اسے باقی تمام دریاؤں کی فطرت سے جدا کرتی ہے۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ کسی بھی دوسرے دریا کے برخلاف نیل کی سطح پر ہوائیں کیوں نہیں چلتیں۔[۴۲]

20۔ تاہم کچھ یونانیوں نے شہرت حاصل کرنے کی خاطر دریا کے مظاہر کی توضیحات پیش کیں جس کے لیے انہوں نے تین مختلف طریقے اپنائے۔ ان میں سے دو تو یہاں بیان کرنے کے لائق نہیں۔ ایک یہ ہے کہ Etesian ہوائیں[۴۳] نیل کے پانی کو سمندر میں گرنے سے روک کر اس کی سطح کو بلند کر دیتی ہے۔ لیکن عموماً ایسا بھی ہوا ہے کہ Etesian ہوائیں نہ چلنے کے باوجود نیل کی سطح بلند ہو گئی ' نیز اگر اس چڑھاؤ کا سبب Etesian ہوائیں ہیں تو ان ہواؤں کو مختلف سمت میں بہنے والے دیگر دریاؤں میں بھی نیل جیسی تبدیلی آنی چاہیے۔ لیکن سیریا اور لیبیا کے ان دریاؤں میں نیل جیسا کچھ بھی واقع نہیں ہوتا۔[۴۴]

21۔ دوسری رائے اور بھی زیادہ غیر سائنسی ہے 'اور وہ یہ ہے کہ نیل اس قدر انوکھا رویہ اس لیے اپناتا ہے کیونکہ یہ سمندر میں سے نکلتا ہے اور سمندر ساری کرہ ارض کے گرد بہتا ہے۔[۴۵]

22۔ تیسری وضاحت بھی صداقت سے بہت دور ہے۔ اس کے مطابق نیل کی طغیانی برفوں کے پگھلنے سے ہوتی ہے۔[۴۶] اب نیل لیبیا میں سے نکل کر ایتھوپیا سے ہوتا ہوا مصر میں داخل ہوتا ہے۔ یعنی اس کا بہاؤ گرم سے[۴۷] ٹھنڈے ملکوں کی طرف ہے۔ لہٰذا یہ برف کے پگھلنے سے کیسے بن سکتا ہے؟ بہت سے ایسے ثبوت موجود ہیں جن کی وجہ سے کوئی بھی سمجھدار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آدمی اس دلیل کا غلط ہونا تسلیم کرلے گا۔ پہلی اور مضبوط ترین دلیل یہ ہے کہ ان حصوں میں ہمیشہ گرم ہوائیں چلتی ہیں۔ دوم یہ کہ وہاں بارش اور کہرے کا کوئی وجود نہیں۔ [48] جب بھی برفباری ہو تو پانچ دن کے اندر اندر لازماً بارش ہوتی، [49] کیونکہ ان علاقوں میں برفباری کے بعد بارش ہونا بھی لازمی ہے۔ سوم یہ کہ علاقہ کے مقامی لوگ گرمی کے باعث کالے ہیں' کہ چیلیں اور ابابیلیں سال بھر وہیں رہتی ہیں' اور بگلے سردی کا موسم گزارنے کے لیے سیتھیا سے اڑ کر وہاں آتے ہیں۔ تو جس علاقہ میں دریائے نیل کا منبع ہے' یا جہاں سے یہ بہتا ہے' وہاں اتنی کم برف پڑتی ہے کہ ان میں سے کسی صورت کا واقع ہونا قطعی ناممکن ہے۔

23۔ جس مصنف نے ان مظاہر کی وجہ سمندر کو قرار دیا، [50] اس کا بیان اس قدر مبہم ہے کہ اسے دلیل کے ذریعہ مسترد کرنا ممکن نہیں۔ میں سمندر (اوشن) نامی کسی دریا کو نہیں جانتا' اور میرے خیال میں ہومر یا کسی سابق شاعر نے اپنی شاعری میں یہ فرضی نام متعارف کروایا۔

24۔ اس غیر واضح موضوع پر تمام آراء کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد مجھے آپ کو ایک اپنی تھیوری بھی پیش کرنی چاہیے۔ اب میں بیان کروں گا کہ میرے خیال میں گرما کے دوران دریائے نیل کا حجم بڑھنے کی کیا وجہ ہے۔ سردیوں میں طوفان سورج کو اس کے معمول کے راستے سے پرے ہٹا کر لیبیا کے بالائی علاقوں کی طرف کر دیتے ہیں۔ یہ مختصر ترین الفاظ میں اس راز کی وضاحت ہے؛ کیونکہ یہ بات منطق پر پورا اترتی ہے کہ سورج دیوتا جس ملک کے سب سے قریب پہنچتا ہے اور جس کے عین اوپر سے گذرتا ہے وہاں پانی قلیل ترین مقدار میں ہوگا اور وہاں دریاؤں کو بھرنے والے ندی نالے سب سے زیادہ سکڑیں گے۔

25۔ تاہم اس معاملے کی مزید وضاحت یوں ہے۔ سورج لیبیا کے بالائی علاقوں کو پار کرتے ہوئے مندرجہ ذیل انداز میں اپنے اثرات مرتب کرتا ہے۔ چونکہ ان خطوں میں فضاء مستقل طور پر صاف ہے اور سرد ہواؤں کی عدم موجودگی کے باعث علاقہ گرم ہے' اس لیے سورج اوپر سے گزرتے وقت عین اُسی طرح عمل کرتا ہے جیسے گرمیوں میں (جب اس کا راستہ آسمان کے درمیان میں ہوتا ہے) کسی بھی اور جگہ پر کرتا ہے--- یعنی وہ پانی کو اپنی جانب کھینچتا ہے۔ وہ اسے کھینچنے کے بعد دوبارہ بالائی خطوں کی جانب دھکیلتا ہے جہاں ہوائیں اسے اپنے قبضے میں لیتی' بکھیرتی اور بخارات میں تبدیل کر دیتی ہیں' جس کے بعد اس علاقے سے جنوب اور جنوب مغرب کی طرف جانے والی ہوائیں باقی تمام ہواؤں سے زیادہ بارش لانے والی ہوتی ہیں۔ اور میری رائے میں سورج دریائے نیل میں سے سال بہ سال کھینچے ہوئے پانی سے چھٹکارا نہیں پاتا' بلکہ تھوڑا بہت اپنے پاس ہی رکھ لیتا ہے۔ جب سردیاں ختم ہونے لگتی ہیں تو سورج دوبارہ آسمان کے وسط میں اپنی پرانی جگہ پر چلا جاتا ہے اور تمام ممالک سے پانی مساوی طور پر اپنی جانب کھینچنا شروع

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرتا ہے۔ تب تک دیگر دریا بارش کے پانی سے لبریز رہتے ہیں جسے وہ ایسے ممالک سے نیچے لاتے ہیں جہاں اتنی زیادہ نمی ہوتی ہے کہ ساری زمین نالیوں سے بھر جاتی ہے: لیکن گرمیوں میں جب بارش نہیں ہوتی اور سورج ان کا پانی کھینچ لیتا ہے تو ان کی سطح نیچی ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس دریائے نیل بارشوں پر منحصر ہونے اور سردیوں میں سورج کی کشش کا شکار بننے کے باعث دیگر دریاؤں کے برعکس اس موسم میں گرمیوں کی نسبت کم پانی کے ساتھ فطری بہاؤ جاری رکھتا ہے۔ کیونکہ گرمیوں میں دیگر دریاؤں کے ساتھ یہ بھی سورج کی کشش کا نشانہ بنتا ہے لیکن سردیوں میں صرف یہی اس کے تابع ہوتا ہے۔ چنانچہ میں صرف سورج کو اس مظہر کی وجہ سمجھتا ہوں۔

26۔ میرے خیال میں مصر کی فضا اس قدر خشک ہونے کی وجہ بھی سورج ہے کیونکہ یہ جس راستے سے گذرتا ہے اسے گرم کر دیتا ہے۔ چنانچہ لیبیا کے بالائی علاقوں میں دائمی موسم گرما رہتا ہے۔ اگر ان آسمانی خِطوں کو الٹ پلٹ دیا جائے یعنی شمالی ہوا اور سردیوں کا موجودہ مسکن جنوبی ہوا اور گرمیوں کا مقام بن جائے اور دوسری طرف جنوبی ہوا شمالی مقام اختیار کر لے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ سورج وسط آسمان سے ہٹ کر یورپ کے بالائی علاقوں میں چلا جائے گا۔ ایسی صورت میں مجھے یقین ہے کہ سورج کا سفر اِستر کو عین اسی طرح متاثر کرے گا جیسے آج دریائے نیل کو کرتا ہے۔

27۔ اور دریائے نیل سے کوئی ہوا نہ چلنے کے بارے میں میری رائے ہے کہ بہت زیادہ گرم ممالک میں ہوائیں چلنا قرین قیاس نہیں کیونکہ ہوائیں عموماً ٹھنڈے علاقوں سے چلنا پسند کرتی ہیں۔

28۔ تاہم، آئیں ہم ان باتوں کو ان کے فطری بہاؤ پہ چھوڑ کر سلسلہ وہیں سے جاری کریں جہاں پر ٹوٹا تھا۔ دریائے نیل کے منابع کے حوالے سے [۵۱] ایک شخص کے سوا مجھے کوئی ایسا مصری، لیبیائی یا یونانی نہیں ملا جو کچھ معلومات رکھنے کا دعویدار ہو۔ [۵۲] وہ ایک منشی [۵۳] تھا جو سائیس کے شہر میں ایتھنا کے مقدس خزانوں کا رجسٹر لکھتا تھا اور جب اس نے بالکل درست معلومات ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ مجھے زیادہ پر جوش نظر نہ آیا۔ اس کی کہانی یوں تھی۔۔۔ "تھیبائیس کے ایک شہر سائنے اور ایلی فنٹائنے کے درمیان نوکیلی مخروطی چوٹیوں والی دو پہاڑیاں کروفی اور موفی ہیں۔ ان دونوں کے بیچ میں دریائے نیل کے سرچشمے ہیں جن کی گہرائی ناپنا ناممکن ہے۔ آدھا پانی شمال کی سمت مصر اور آدھا جنوب کی سمت ایتھوپیا جاتا ہے۔" چشموں کو ناقابل پیائش حد تک گہرا سمجھا جاتا ہے کیونکہ ایک مصری بادشاہ پسامیٹی کس نے ان کی گہرائی ناپنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے ہزاروں فیدم لمبا ایک رسہ بنوایا اور اس کے ساتھ وزن باندھ کر پانی میں پھینکا لیکن پیندے کو نہ پا سکا۔ منشی کا کہنا ہے کہ چشمے میں کئی طاقتور بھنور اور ایک پیچھے ہٹانے کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عمل موجود ہے کیونکہ پانی بڑی تیزی کے ساتھ پہاڑوں سے ٹکراتا ہے' اس لیے رسہ گہرائی تک نہیں پہنچ سکتا۔

29۔ میں اور کہیں سے بھی اس موضوع پر مزید معلومات نہیں حاصل کر سکا۔ ایلفنٹائنے جتنی بلندی پر چڑھ کر اور ان علاقوں کے متعلق پوچھ پڑتال کر کے میں دریائے نیل کے دور افتادہ حصوں کے متعلق مندرجہ ذیل اضافی معلومات ہی حاصل کر پایا: ایلی فنٹائنے سے آگے جانے پر زمین ابھرتی جاتی ہے۔ [۵۴] چنانچہ دریا کے اس حصہ میں ضروری ہے کہ کشتی کے دونوں طرف ایک رسہ باندھ دیا جائے (جیسے بیل کو ہل میں جوتا جاتا ہے) اور اس کے بعد سفر کیا جائے۔ اگر رسہ ٹوٹ جائے تو کشتی دھارے کے زور پر پیچھے کی طرف چلی جاتی ہے۔ اسی انداز میں کشتی رانی چار دن تک جاری رہتی ہے' دریا میاندر [۵۵] کی طرح بل کھاتا ہے اور اس عرصہ میں بارہ سکوئنے فاصلہ طے ہوتا ہے۔ اب آپ ایک ہموار میدان میں پہنچتے ہیں جہاں دریائے نیل ٹاکومپسو نامی جزیرے کے گرد دو شاخوں میں بٹ کر بہتا ہے۔ [۵۶] ایلی فنٹائنے سے اوپر کے علاقے میں ایتھوپیائی آباد ہیں جو اس جزیرے کے نصف کے مالک ہیں جبکہ باقی نصف پر مصریوں کا قبضہ ہے۔ جزیرے سے اوپر ایک بہت بڑی جھیل ہے جس کے کناروں پر ایتھوپیائی خانہ بدوش رہتے ہیں: اسے پار کر کے آپ دوبارہ نیل کے بہاؤ پر آتے ہیں جو جا کر جھیل میں گرتا ہے۔ آپ یہاں اتر کر چالیس روز تک دریا کے کنارے کنارے سفر کرتے ہیں کیونکہ پانی میں سے باہر نکلی ہوئی نوکیلی چٹانوں اور پتھروں کے باعث کشتی میں مزید سفر کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ چالیس دن میں دریا کا یہ حصہ عبور کر لینے کے بعد آپ ایک اور کشتی میں بیٹھ کر آگے بارہ دن کا سفر کر سکتے ہیں جس کے اختتام پر آپ میروئے (Meroe) نامی عظیم شہر میں پہنچتے ہیں جو دیگر ایتھوپیاؤں کا دارالحکومت ہے۔ مقامی باشندے صرف زےئس اور ڈایونی سس [۵۷] دیوتاؤں کو پوجتے اور زبردست احترام دیتے ہیں۔ شہر میں زےئس کا ایک دارالاستخارہ ہے جو ایتھوپیاؤں کی جنگجوئی مہمات کے بارے میں ہدایات دیتا ہے: جب یہ جنگ کا حکم دے [۵۸] اور انہیں چاہے کسی بھی سمت میں روانہ ہونے کا کہے' وہ فوراً ہتھیار اٹھا کر نکل کھڑے ہوتے ہیں۔

30۔ شہر کو چھوڑ کر دریا میں دوبارہ سفر کرنے پر آپ اساخ نامی بھگوڑوں [۵۹] تک پہنچتے ہیں۔ ہماری زبان میں اس لفظ کا مطلب ہے "ایسے آدمی جو بادشاہ کے بائیں جانب کھڑے ہوں۔" [۶۰] یہ بھگوڑے جنگجو ذات کے مصری ہیں جو بادشاہ پسامیٹی کس کے عہد حکومت میں 240 کی تعداد میں ایتھوپیاؤں کے پاس چلے گئے تھے۔ ان کے بھاگنے کی وجہ مندرجہ ذیل تھی: اس وقت مصر میں تین افواج رکھی گئی تھیں [۶۱]۔۔۔ ایک ایلی فنٹائنے شہر میں ایتھوپیاؤں کے خلاف' دوسری پیلوسیاک ڈیفنے میں سیریوں اور عربوں کے خلاف' اور تیسری ماریا میں لیبیاؤں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خلاف۔ انہی چوکیوں پر آج فارسیوں کا قبضہ ہے جن کے دستے ڈیفنے اور ایلی فنٹائنے دونوں کی گیریژن میں ہیں۔ ہوا یوں کہ مسلسل تین برس تک گیریژنوں کو چھٹی نہ ملی؛ چنانچہ فوجیوں نے آپس میں مشورہ کیا اور بغاوت کا عزم کر کے ایتھوپیا کی جانب مارچ کیا۔ اس حرکت کا علم ہونے پر پسامیٹی کس نے ان کا پیچھا کیا اور انہیں جا لیا' اور کئی طریقوں سے درخواست کی کہ وہ اپنے ملک کے دیوتاؤں' اپنی بیویوں اور بچوں کو نہ چھوڑیں۔ ایک بھگوڑے نے ناگوار انداز میں کہا' "نہیں ہم جہاں بھی جائیں گے یقیناً وہاں ہمیں بیویاں اور بچے مل جائیں گے۔" ایتھوپیا پہنچ کر انہوں نے خود کو بادشاہ کے سپرد کر دیا۔ جواب میں بادشاہ نے انہیں ایک خطہ زمین پیش کیا جس کے لیے اس کا کچھ ایتھوپیاؤں کے ساتھ تنازعہ چل رہا تھا۔ اس نے بھگوڑوں سے کہا کہ وہ مقامی باشندوں کو بے دخل کر کے وہاں قابض ہو جائیں۔ یہ آبادی قائم ہونے کے بعد سے مصری انداز و آداب کے ساتھ ان کی واقفیت نے ایتھوپیاؤں کو مہذب بنانا شروع کیا۔[62]

31۔ لہٰذا دریائے نیل کی گزرگاہ نہ صرف سارے مصر میں بلکہ مصری سرحد سے اوپر بھی چار ماہ کے بری یا بحری سفر تک معلوم ہے؛ کیونکہ حساب کتاب لگانے پر پتہ چلے گا کہ ایلی فنٹائنے سے بھگوڑوں کے علاقے تک سفر کرنے میں اتنی ہی مدت لگتی ہے۔ وہاں دریا کا رُخ مغرب سے مشرق کی طرف ہے۔[63] اس سے آگے کسی کو بھی اس کی گذرگاہ کا یقینی علم نہیں کیونکہ شدید گرمی کے باعث یہ علاقہ غیر آباد ہے۔

32۔ اب میں سائرینے کے کچھ باشندوں کی بتائی ہوئی تفصیل بیان کروں گا۔ ان کے مطابق ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ آمن کے دارالاستخارہ[64] پر حاضری دینے گئے تھے کہ آمونیائی بادشاہ ایتی آرکس کے ساتھ گفتگو کے دوران دریا کا ذکر آ گیا کہ اس کے منابع تمام انسانوں سے مخفی کیوں تھے۔ ایتی آرکس نے بتایا کہ ایک مرتبہ اس کے دربار میں کچھ ناسامونی آئے تھے اور جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا وہ لیبیا کے غیر آباد حصوں کے متعلق کچھ جانتے ہیں تو انہوں نے مندرجہ ذیل کہانی سنائی۔ ناسامونی ایک لیبیائی نسل ہے جو سرتس اور مشرق کی جانب ایک بہت بڑے خطے پر قابض ہیں۔[65] ان کا کہنا ہے کہ ان کی نسل میں کچھ وحشی نوجوان پیدا ہوئے جو سرداروں کے بیٹے تھے۔ وہ انسانی حالت میں آنے پر ہر قسم کی عیاشی میں کھو گئے اور دیگر چیزوں کے علاوہ انہوں نے قرعے نکالے کہ ان میں سے پانچ افراد جا کر لیبیا کے ویران علاقوں کی کھوج کریں اور کسی بھی سابق شخص کے آگے تک نہ جائیں۔ شمالی سمندر کے ساتھ ساتھ لیبیا کا سارا ساحل مصر سے لے کر کیپ Soloeis[66] تک مختلف قبائل کے لیبیاؤں سے آباد ہے جو فینیقیوں اور یونانیوں کے کچھ خطوں کے سوا سارے علاقے پر قابض ہیں۔ ساحلی پٹی اور سمندری قبائل سے آباد علاقے سے اوپر والا لیبیا جنگلی درندوں سے بھرا پڑا ہے؛ جبکہ نوجوان جنگلی درندوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والے علاقے سے پرے ایک مکمل ریتیلے' پانی سے عاری اور غیر آباد علاقہ سے گذر کر جنگلی درندوں کے خطے میں آئے اور وہاں سے آگے آخر کار صحرا میں داخل ہوئے جسے انہوں نے شرقاً غرباً سمت میں عبور کرنا شروع کیا۔ وسیع و عریض صحرا میں کئی روز تک سفر کرنے کے بعد انجام کار وہ ایک میدان میں پہنچے جہاں درخت اُگے ہوئے دیکھے۔ وہ درختوں کے نزدیک گئے اور ان کے پھل توڑ کر جمع کرنے لگے۔ وہ ابھی اس کام میں مصروف تھے کہ کچھ پستہ قد آدمی [۶۷] آئے اور انہیں پکڑ کر لے گئے۔ ناسامونی ان کی زبان کا ایک لفظ بھی نہ سمجھ سکتے تھے' نہ ہی انہیں ناسامونیوں کی زبان سے ذرا بھی واقفیت تھی۔ انہیں وسیع دلدلوں کے پار ایک شہر میں لے جایا گیا جہاں سب آدمیوں کے قد بہت چھوٹے اور رنگت کالی تھی۔ شہر کے قریب سے ایک بہت بڑا دریا [۶۸] مغرب سے مشرق کی طرف بہتا تھا اور اس میں مگرمچھ تھے۔

33۔ یہاں میں ایتی آرکس آمونی کی کہانی منقطع کر کے صرف یہی کہوں گا کہ (سائرینیو ں کے مطابق) ناسامونی باحفاظت اپنے ملک واپس پہنچے' اور وہ جن لوگوں کے شہر میں گئے تھے وہ ساحروں کی ایک قوم تھے۔ ان کے شہر کے قریب سے بہنے والے دریا کو ایتی آرکس نے دریائے نیل بتایا؛ اور دلائل اس خیال کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ دریائے نیل یقیناً لیبیا میں سے نکلتا' اسے درمیان میں تقسیم کرتا اور پھر اتنی بلندی تک جاتا ہے جتنی ڈینیوب (اِستر) [۶۹] کی ہے۔ موخر الذکر دریا کا منبع پائرینے شہر کے قریب کیلٹوں کے ملک میں ہے اور یہ یورپ کے وسط سے گذرتے ہوئے دو حصوں میں بٹ جاتا ہے۔ کیلٹ ہیراکلیس کے ستونوں سے پرے اور یورپ کی انتہائے مغرب پر آباد کائی نیشیوں [۷۰] کی سرحد پر رہتے ہیں۔ یوں دریائے ڈینیوب ملیشیاؤں کی آبادی اِستریا [۷۱] کے مقام پر بحیرہ اسود میں گرنے سے قبل سارے یورپ میں سے گذرتا ہے۔

34۔ اب چونکہ یہ دریا آباد علاقوں میں سے گذرتا ہے اس لیے اس کی گذرگاہ کے بارے میں مکمل معلومات میسر ہیں؛ لیکن دریائے نیل کے منابع کے بارے میں کوئی نہیں بتا سکتا' کیونکہ لیبیا (جہاں سے یہ گزرتا ہے) صحرا اور بے آباد ملک ہے۔ میں نے جانچ پڑتال کے ذریعہ حاصل ہو سکنے والی تمام ممکنہ معلومات فراہم کر دی ہیں۔ یہ دور افتادہ علاقوں سے مصر میں آتا ہے۔ مصر سِلیشیا (Cilicia) کے پہاڑی حصے کے عین سامنے واقع ہے جہاں سے آپ پانچ دن کا سفر کر کے بحیرہ اسود پر سینوپے پہنچ سکتے ہیں۔ [۷۲] سینوپے اس مقام کے بالکل سامنے واقع ہے جہاں اِستر سمندر میں گرتا ہے۔ [۷۳] لہٰذا میری رائے میں دریائے نیل سارے لیبیا میں اتنا ہی فاصلہ طے کرتا ہے جتنی اِستر کی کل لمبائی ہے؛ اور اب میں اس موضوع کو یہیں چھوڑتا ہوں۔

35۔ خود مصر کے متعلق میں اپنے خیالات تفصیل سے بیان کروں گا کیونکہ کوئی اور کوئی ملک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اتنے زیادہ عجائب کا مالک نہیں [۴]ھ، نہ ہی کسی ملک میں اس قدر بے شمار فن پارے ہیں۔ نہ صرف اس کی آب و ہوا باقی دنیا سے مختلف اور دریا دوسرے دریاؤں کے برخلاف ہیں بلکہ لوگوں کے زیادہ تر آداب و روایات بھی نوع انسانی کے عمومی رجحان کے الٹ ہیں۔ عورتیں منڈیوں اور بازاروں میں آتیں [۵]ھ جبکہ مرد گھر میں کھڈی کے سامنے بیٹھتے ہیں؛ [۶]ھ اسی طرح عورتیں اپنے کندھوں پر جبکہ مرد سروں پر بوجھ اٹھاتے ہیں۔ وہ اپنا کھانا گھر سے باہر گلیوں میں کھاتے ہیں [۷]ھ لیکن "نجی امور" کے لیے اندرون خانہ چلے جاتے ہیں۔ وہ یہ کام چھپ کر کرنا لازمی سمجھتے ہیں جس کی وجہ نہیں بتاتے۔ عورت دیوی یا دیوتا کے لیے پروہت والے فرائض سرانجام نہیں دے سکتی [۸]ھ بلکہ ہمیشہ مرد ہی پروہت ہوتے ہیں؛ بیٹوں کو اپنی مرضی کے بغیر والدین کی کفالت نہیں کرنا پڑتی لیکن بیٹیوں کے لیے یہ کام لازمی ہے چاہے ان کی مرضی ہو یا نہ ہو۔ [۹]ھ

36۔ دوسرے ممالک میں پروہتوں کے بال لمبے ہوتے ہیں جبکہ مصری پروہت اپنا سر منڈواتے ہیں؛ [۸۰]ھ کہیں کہیں کسی متوفی کے قریبی رشتہ داروں کا بطور سوگ سر مونڈنا بھی مروج ہے: ہر وقت گنجے رہنے والے مصریوں کا کوئی عزیز مرجائے تو وہ اپنے سر اور داڑھی کے بال بڑھا لیتے ہیں۔ باقی تمام انسان جانوروں سے علیحدہ ہو کر زندگی گذارتے ہیں، مگر مصری لوگ ہمیشہ اپنے ساتھ بھی جانور رکھتے ہیں؛ [۸۱]ھ دیگر انسان جو اور گندم کھاتے ہیں، جبکہ مصر میں یہ چیزیں کھانا ہتک ہے، [۸۲]ھ وہاں زی (Zea) نامی غلہ کھایا جاتا ہے۔ وہ آٹا اپنے پیروں سے گوندھتے ہیں، لیکن مٹی یا حتیٰ کہ گند اٹھاتے وقت ہاتھ استعمال کرتے ہیں۔ وہ دنیا میں واحد ایسے لوگ ہیں جو ختنے کرتے ہیں۔ [۸۳]ھ ان کے مرد دو کپڑے جبکہ عورتیں صرف ایک پہنتی ہیں۔ [۸۴]ھ وہ بادبانوں کی اندرونی طرف رسے باندھتے ہیں۔ [۸۵]ھ وہ یونانیوں کے برعکس دائیں سے بائیں لکھتے ہیں؛ [۸۶]ھ اس کے باوجود ان کا اصرار ہے کہ یونانی دائیں سے بائیں اور وہ خود بائیں سے دائیں لکھتے ہیں۔ ان کے ہاں دو انتہائی مختلف اقسام کے رسم الخط ہیں، ایک کو مقدس اور دوسرے کو عام کہا جاتا ہے۔

37۔ وہ انسانوں کی کسی بھی نسل سے زیادہ مذہبی ہیں [۸۷]ھ اور مندرجہ ذیل رسوم پر عمل کرتے ہیں: وہ کانسی کے پیالوں [۸۸]ھ میں پیتے ہیں جنہیں ہر روز مانجتے ہیں؛ اس رواج میں کوئی استثنا نہیں۔ وہ لینن کے کپڑے پہنتے ہیں اور ان کپڑوں کے تازہ دھلے ہوئے ہونے کا خصوصی خیال رکھتے ہیں۔ [۸۹]ھ وہ صفائی کی غرض سے ختنے کرتے ہیں۔ پجاری ایک دن بعد اپنے پورے بدن کو مونڈتے ہیں تاکہ جب وہ دیوتاؤں کے حضور پیش ہوں تو ان کے جسم میں جُوں یا کوئی اور ناپاک چیز موجود نہ رہ جائے۔ ان کا سارا لباس لِنن کا ہے [۹۰]ھ اور جوتے پیپرس پودے کے: [۹۱]ھ کسی اور چیز کا لباس یا جوتے پہننا ان کے لیے ممنوع ہے۔ وہ روزانہ دن اور رات میں دو دو مرتبہ ٹھنڈے پانی سے نہاتے ہیں؛ اس کے علاوہ ان کی ہزاروں رسوم ہیں۔ تاہم انہیں کچھ کم برتریاں [۹۲]ھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حاصل نہیں۔ وہ اپنی ذاتی جائیداد کو ذرہ بھی استعمال نہیں کرتے اور نہ ہی کسی چیز پر خرچ کرتے ہیں:[۹۳] بلکہ روزانہ ان کے لیے مقدس اناج کی روٹی پکائی جاتی ہے اور ہر ایک پجاری کے لیے بھینس اور ہنس کے گوشت کی وافر مقدار مخصوص ہے' علاوہ ازیں انگور سے تیار کردہ شراب کا ایک حصہ بھی دیا جاتا ہے۔[۹۴] انہیں مچھلی کھانے کی اجازت نہیں:[۹۵] اور کوئی پجاری (Beans) دالوں کی طرف تو دیکھنا بھی گوارا نہیں کرے گا کیونکہ وہ اسے ناپاک خیال کرتے ہیں۔ کوئی مصری دالیں (Beans) اپنی مرضی سے کھاتا یا اُگاتا بھی نہیں۔[۹۶] دیوتا کے حضور واحد پجاری کی بجائے پورا ایک مدرسہ حاضری دیتا ہے جن کی قیادت ایک مہاپروہت کرتا ہے:[۹۷] جب وہ مرجائے تو اس کی جگہ بیٹا سنبھال لیتا ہے۔

38۔ نر گایوں کو ایپپے فس[۹۸] سے متعلق سمجھا اور اسی لیے مندرجہ ذیل انداز میں آزمایا جاتا ہے... اس مقصد کے لیے تعینات کردہ ایک پروہت اس کے پورے جسم پر ایک اکیلا کالا بال تلاش کرتا ہے کیونکہ ایسی صورت میں وہ ناپاک قرار دیا جاتا ہے۔ وہ پہلے کھڑے ہو کر اور پھر کمر کے بل لیٹ کر اس کے ہر حصے کا معائنہ کرتا ہے' پھر اس کی زبان منہ سے باہر نکال کر جائزہ لیتا ہے کہ کہیں اس پر ناپاکی کی کوئی مجوزہ علامت تو موجود نہیں: ان علامتوں کا ذکر میں کہیں اور کروں گا:[۹۹] وہ اس کی دم کے بالوں کا بھی معائنہ کرتا ہے کہ آیا وہ فطری انداز میں بڑھ رہے ہیں یا نہیں۔ اگر جانور کو اس تمام جانچ پڑتال کے بعد پاک قرار دیا جائے تو پروہت اس کے سینگوں کے گرد پیپرس کا ایک ٹکڑا باندھ کر درمیان میں مٹی لگاتا اور اس پر مہر ثبت کر دیتا ہے۔[۱۰۰] اس کے بعد جانور کو وہاں سے لے جاتے ہیں: اور اس قسم کی توثیق کے بغیر کسی جانور کو قربان کرنا ممنوع ہے' اور خلاف ورزی کرنے والے کی سزا موت مقرر ہے۔

39۔ ان کی قربانی کا طریقہ مندرجہ ذیل ہے: وہ توثیق شدہ جانور کو قربان گاہ تک لے جاتے اور لکڑیاں جلا کر ان پر شراب انڈیلتے ہوئے دیوتا کو پکارتے ہیں۔ پھر وہ جانور کا سر کاٹنے کے بعد کھال اتارتے ہیں۔ پھر کٹا ہوا سر اٹھا کر اُسے لعنت ملامت کرتے اور قریب ہی اگر کوئی منڈی یا شہر میں یونانی تاجروں کی کوئی ٹولی موجود ہو تو اسے وہاں لے جا کر فوراً فروخت کر دیتے ہیں: تاہم' اگر آس پاس کوئی یونانی نہ ہو تو سر کو دریا میں پھینک آتے ہیں۔ لعنت ملامت کرنے کا مقصد یہ ہے: وہ دعا کرتے ہیں کہ اگر قربانی کرنے والے شخص یا سارے مصر کے اوپر کوئی مصیبت نازل ہونے والی ہے تو وہ ٹل جائے۔ یہ وظائف' سروں کو لعنت ملامت کرنا اور شراب کی بھینٹیں سارے مصر میں مروج ہیں اور ہر قسم کے جانور قربان کیے جاتے ہیں: اسی لیے مصری کبھی کسی جانور کا سر نہیں کھاتے۔

40۔ تاہم' آنتیں نکالنے اور جلانے کا عمل مختلف قربانیوں میں مختلف ہے۔ میں اُس دیوی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے حوالے سے اس طریق کار کا ذکر کروں گا جسے وہ عظیم ترین سمجھتے [۴۰] اور اُس کے احترام میں اپنا سب سے بڑا تیوہار مناتے ہیں۔ وہ اپنے جانور کی کھال اترنے پر دعا کرتے ہیں اور دعا ختم ہونے پر وہ جانور کا سارا معدہ باہر نکالتے اور آنتیں چربی اندر ہی رہنے دیتے ہیں: تب وہ ٹانگیں، دستیاں، کندھے اور گردن کاٹتے ہیں: ایسا کر چکنے کے بعد جانور کے جسم کو پاک روٹی، شہد، لوبان، صنوبر، مُر اور دیگر خوشبودار چیزوں سے بھرتے ہیں۔ [۴۲] اس کے بعد جسم پہ تیل کی بڑی مقدار ڈالتے ہوئے اِسے جلایا جاتا ہے۔ قربانی کرنے کے بعد وہ روزہ رکھتے ہیں، اور جانوروں کے جسم جلتے رہنے کے دوران خود کو پیٹتے رہتے ہیں۔ بعدازاں، جب رسم کا یہ حصہ مکمل ہو جائے تو جانور کے دیگر حصوں پر دعوت اڑاتے ہیں۔

41۔ چنانچہ پاک نر گائے اور بچھڑے پورے مصر میں قربانی کے لیے استعمال ہوتے ہیں؛ لیکن مادہ جانور قربان کرنے کی اجازت نہیں [۴۳] کیونکہ وہ آئسس کے لیے مقدس ہیں۔ اِس دیوی کے مجسمے کے خدوخال عورت والے جبکہ سینگ گائے جیسے ہیں، یوں اس کی شکل اِیو (15) کی یونانی شبیہوں سے مِلتی جُلتی ہے؛ اور سب کے سب مصری گائے کا احترام کسی بھی دوسرے جانور سے کہیں زیادہ کرتے ہیں۔ اسی لیے کوئی مصری مرد یا عورت ایک یونانی کو بوسہ نہیں دیتا، [۴۴] یا اُس کا چاقو یا ہنڈیا استعمال نہیں کرتا اور نہ ہی یونانی چاقو سے کاٹے ہوئے بیل کا گوشت کھاتا ہے۔ جب کوئی گائے یا بیل مرجائے تو اسے مندرجہ ذیل انداز میں ٹھکانے لگایا جاتا ہے: مادہ کو دریا میں پھینکتے اور نر شہروں کے نواح میں اس طرح دفنا دیتے ہیں کہ اُن کے دونوں یا ایک سینگ نظر آتا رہے۔ جب جسم گل سڑ جائیں تو مقررہ وقت پر پروسوپتس نامی جزیرے سے --- جو ڈیلٹا کا ایک حصہ اور قطر میں 9 سکوئنے ہے --- ایک کشتی آتی اور بیلوں کی ہڈیاں جمع کرتی ہے۔ پروسوپتس میں متعدد شہر ہیں، جس شہر سے کشتیاں آتی ہیں اُس کا نام اتاربیکس [۴۵] ہے۔ وہاں افروڈائٹ کا ایک کافی پروقار معبد ہے۔ انسانوں کی ایک کثیر تعداد اس شہر سے دیگر شہروں تک جاتی ہے، جہاں وہ ہڈیاں کھود کر نکالتے اور اپنے ساتھ لے جا کر ایک ہی جگہ پر دفن کر دیتے ہیں۔ تمام دیگر مویشیوں کی باقیات کے حوالے سے بھی یہی قانون نافذ العمل ہے: وہ اُن میں سے کسی ایک کو بھی ذبح نہیں کرتے۔

42۔ جو مصر تھیبیائی جو دکے معبد کے مالک ہیں، یا تھیبیائی قوم میں رہتے ہیں وہ بھیڑ کی [۴۶] نہیں بلکہ صرف بکریوں کی قربانی کرتے ہیں؛ کیونکہ سبھی مصری ایک ہی جیسے دیوتاؤں کی پرستش نہیں کرتے --- ماسوائے آئسس اور اوزیرس کے۔ موخر الذکر کو وہ یونانی ڈایونی سس بتاتے ہیں۔ اِس کے برعکس جو مینڈیز [۴۷] سے منسوب کردہ معبد کے مالک ہیں یا مینڈیسی علاقہ یا قوم سے تعلق رکھتے ہیں وہ بکریوں کی نہیں بلکہ صرف بھیڑوں کی قربانی کرتے ہیں۔ اہل تھیبس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اُن کے رواج کی پیروی کرنے والے افراد اِس رسم کے ماخذ کے متعلق مندرجہ ذیل بیان دیتے ہیں: "ہیراکلیس کی خواہش تھی کہ وہ زیئس کو دیکھے لیکن زیئس نے خود کو ظاہر نہ کیا۔ آخرکار' جب ہیراکلیس اصرار کرتا رہا تو زیئس نے ایک طریقہ سوچا۔۔۔ایک دنبے کی کھال اُتار کر اُس کا سر کاٹا' سر کو اپنے سامنے رکھا اور خود کو پشم میں لپیٹ لیا۔ اِس روپ میں اُس نے خود کو ہیراکلیس پر ظاہر کیا۔" اس لیے مصری لوگ اپنے زیئس کے مجسموں کو دُنبے کا منہ نذر کرتے ہیں: ۱۰۸ اُن سے یہ روایت آمونیوں تک آئی جو مصریوں اور ایتھوپیاؤں کی ایک مشترکہ آبادی ہیں اور دونوں کی ملی جلی زبان بولتے ہیں: میرے خیال میں اِسی لیے موخرالذکر افراد نے آمونیوں کا نام اپنایا کیونکہ زیئس کا مصری نام آمن ہے۔ یہ تھی اہلِ تھیبس کے مینڈھے قربان نہ کرنے بلکہ انہیں مقدس جانور سمجھنے کی وجہ۔ تاہم' سال میں صرف ایک دن' زیئس کے تیوہار پر وہ صرف ایک دنبہ ذبح کرتے ہیں اور اُس کی پشم اُتار کر دیوتا کے مجسمے پر چڑھا دیتے ہیں کیونکہ ایک مرتبہ خود اُس نے بھی ایسا کیا تھا؛ اور پھر زیئس کے مجسمے کو ہیراکلیس کی ایک شبیہ کے سامنے لایا جاتا ہے۔ اِس کارروائی کے بعد سارا مجمع دنبے کے غم میں اپنی چھاتیاں پیٹتا ہے اور پھر اُسے مقدس قبرستان میں دفنا دیا جاتا ہے۔

43۔ ہیراکلیس کے بارے میں حاصل ہونے والے بیانات کی روشنی میں وہ بارہ دیوتاؤں میں سے ایک نظر آتا ہے۔ ۱۰۹ جس ہیراکلیس سے اہلِ یونان آشنا ہیں اُس کے متعلق میں نے مصر کے کسی بھی علاقے میں کچھ نہیں سُنا۔ تاہم' یونانیوں نے یہ نام ۱۱۰ مصریوں سے لیا نہ کہ مصریوں نے یونانیوں سے۔ ۱۱۱ یہ بات دیگر دلائل کے علاوہ اس امر کے ذریعہ بھی واضح طور پر ثابت ہے کہ ہیراکلیس کے دونوں والدین' ایمفی ٹرائیون اور الکمینا' مصری الاصل تھے۔ مصری لوگ پوسیڈون اور ڈائیوسکوری کے ناموں کا علم ہونے کی بھی تردید کرتے ہیں اور انہیں اپنے دیوتاؤں میں شمار نہیں کرتے؛ لیکن اگر انہوں نے یونانیوں سے کسی دیوتا کا نام مستعار لیا تھا تو وہ ضرور توجہ حاصل کر لیتا' کیونکہ مصری لوگ اُس وقت بحرپیمائی کرتے تھے اور کچھ یونانی بھی جہازران تھے' لہٰذا انہیں ان دیوتاؤں کے نام ہیراکلیس کے ناموں سے زیادہ معلوم ہونا قرین قیاس تھا: لیکن مصری ہیراکلیس اُن کے قدیم دیوتاؤں میں سے ایک ہے۔ اماسس کے دور حکومت سے سترہ ہزار سال قبل آٹھ دیوتاؤں میں سے بارہ دیوتا پیدا ہوئے: اور ہیراکلیس انہی بارہ میں سے ایک ہے۔

44۔ میں اِن معاملات کے بارے میں بہترین معلومات حاصل کرنے کی خواہش میں فنیقیا میں الصور تک بذریعہ جہاز گیا' کیونکہ پتہ چلا تھا کہ وہاں ہیراکلیس کا ایک نہایت قابلِ احترام معبد موجود ہے۔ ۱۱۲ میں معبد میں گیا اور اسے متعدد بھینٹوں سے بھرپور طور پر مزین پایا جن میں ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خالص سونے کا اور ایک زمرد کا ستون شامل ہے۔ [43] یہ ستون رات کے وقت شاندار انداز میں چمکتے ہیں۔ پروہتوں کے ساتھ ہونے والی گفتگو کے دوران میں نے پوچھا کہ اُن کا معبد بنے کتنا عرصہ ہوا ہے۔ جواب سے معلوم ہوا کہ اُن کا بیان بھی یونانیوں کے برخلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ معبد شہر کا سنگ بنیاد رکھتے وقت ہی تعمیر ہوا تھا' اور یہ کہ شہر کی بنیاد 2300 سال قبل رکھی گئی تھی۔ میں نے الصور میں ایک اور معبد دیکھا جہاں اسی دیوتا کو تھاسوسی ہیراکلیس کی حیثیت میں پوجا جاتا تھا۔ چنانچہ میں تھاسوس [44] گیا' جہاں ہیراکلیس کا ایک معبد پایا جسے اُن فینیقیوں نے تعمیر کیا تھا جب وہ یورپا کی تلاش میں آ کر یہاں بس گئے تھے۔ یہ واقعہ بھی یونان میں امفی ٹرائیون کے بیٹے ہیراکلیس کی پیدائش سے پانچ پشتیں پہلے کا تھا۔ یہ تحقیقات عیاں کرتی ہیں کہ ہیراکلیس ایک قدیم دیوتا ہے؛ اور میری رائے میں وہ یونانی عقلمند ترین ہیں جنھوں نے ہیراکلیس کے دو معبد بنا رکھے ہیں۔۔۔ ایک میں ہیراکلیس کو اولمپیائی کے نام سے پوجا جاتا اور ایک لافانی کے طور پر قربانی پیش کی جاتی ہے' جبکہ دوسرے معبد میں اُس کا احترام ایک ہیرو کی حیثیت میں ہوتا ہے۔

45۔ اہلِ یونان کسی جانچ پڑتال کے بغیر کئی ایک کہانیاں بتاتے ہیں اور اُن میں ہیراکلیس کے حوالے سے مندرجہ ذیل احمقانہ قصہ بھی شامل ہے: "ایک دفعہ ہیراکلیس مصر گیا اور وہاں کے باشندے اُس کے سر پہ ایک پھولوں کا ہار رکھ کر جلوس کی صورت میں لے گئے تاکہ زیئس کے حضور اُس کی قربانی پیش کر سکیں۔ کچھ دیر تک وہ خاموش رہا؛ لیکن جب وہ اُسے قربان گاہ پر لے گئے اور رسوم شروع کیں تو اُس نے اپنی طاقت سے کام لے کر سب کو مار ڈالا۔" میرے خیال میں اِس قسم کی کہانی سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ یونان لوگوں کے کردار اور روایات سے قطعی لاعلم ہیں۔ مصریوں کے خیال میں تو پاک دنبوں اور نر گایوں اور بچھڑوں کے سوا کسی جانور کی قربانی دینا بھی جائز نہیں۔ تو یہ کیسے یقین کیا جا سکتا ہے کہ وہ انسانوں کی بھینٹ چڑھاتے ہوں گے؟ [45] اور اگر اُن کی بات درست مان لی جائے تب بھی محض ایک اکیلے فانی انسان ہیراکلیس کے لیے کئی ہزار آدمیوں کو مارنا کیسے ممکن ہو سکتا تھا؟ ان معاملات میں یہ بات کہہ کر میں نے دیوتا یا ہیرو کو ناخوش تو نہیں کیا!

46۔ میں نے اوپر ذکر کیا کہ کچھ مصری لوگ بکرے یا بکری کی قربانی سے پرہیز کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے: یہ مینڈیسی مصری پان کو اُن آٹھ دیوتاؤں میں سے ایک خیال کرتے ہیں جو بارہ دیوتاؤں سے پہلے موجود تھے' اور مصوروں و سنگتراشوں نے پان کو بالکل یونان والے روپ میں بکرے کے چہرے اور ٹانگوں کے ساتھ پیش کیا۔ تاہم' اُن کے خیال میں اُس کا روپ یہ نہیں' یا وہ اسے دیگر دیوتاؤں سے مختلف نہیں سمجھتے؛ لیکن اُسے ایک وجہ کی بناء پر اِس طرح پیش کرتے ہیں جسے بیان کرنا میں مناسب نہیں سمجھتا۔ مینڈیسی لوگ تمام بکروں کی تکریم کرتے ہیں' لیکن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بکروں کا احترام بکریوں سے زیادہ ہے۔ ایک بکرے کا باقی سب کی نسبت بہت زیادہ احترام کیا جاتا ہے اور جب وہ مرجائے تو سارے مینڈیلی علاقہ میں زبردست ماتم زاری ہوتی ہے۔ مصری زبان میں بکرے اور پان دونوں مینڈیز کہلاتے ہیں۔ اس ضلع میں قیام کے دوران ایک انوکھا واقعہ ہوا: ایک بکرے نے سرعام عورت کے ساتھ مجامعت کی۔ یہ عمل سب لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا۔

47۔ اُن میں سور کو ایک ناپاک جانور سمجھا جاتا ہے' یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی اتفاقاً سور کو چھو بھی لے تو وہ فوراً دریا کی جانب بھاگتا اور کپڑوں سمیت پانی میں چھلانگ لگا دیتا ہے۔ چنانچہ سور کے رکھوالوں کو' چاہے وہ خالص مصری خون سے ہوں' کسی بھی مصری معبد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں: نیز کوئی شخص سور کے رکھوالے کو اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں دے گا' یا اُن کی لڑکی کو اپنی بیوی نہیں بنائے گا۔ اس لیے سورپال آپس میں ہی شادیاں کرنے پر مجبور ہیں۔ ڈایونی سس اور چاند کے سوا اپنے کسی بھی دیوتا کو سور بھینٹ نہیں کرتے:[116] ان دونوں دیوتاؤں کو پورے چاند کی رات سور کی قربانی پیش کرنے کے بعد اس کا گوشت کھالیا جاتا ہے۔ وہ اور کسی موسم یا تیوہار میں مبینہ طور پر سور سے نفرت کرتے ہیں' مجھے اس کی وجہ معلوم تو ہے لیکن میں یہاں اُس کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ چاند کو سور بھینٹ کرنے کے لیے ان کا طریقہ یوں ہے: جانور کے قربان ہوتے ہی اُس کی دم کی نوک' تِلی اور آنتوں کی جھلی (Caul) اکٹھی کر کے پیٹ سے ملنے والی تمام چربی میں لپیٹ کر آگ میں ڈال دی جاتی ہیں۔ باقی کا گوشت پورے چاند کی رات کو کھایا جاتا ہے: کسی اور وقت وہ اسے چکھیں گے بھی نہیں۔ زندہ سور بھینٹ کرنے کی استطاعت نہ رکھنے والے غریب لوگ آٹے کے سور بنا کر کام چلاتے ہیں۔

48۔ ڈایونی سس کے جشن کی رات کو ہر مصری اپنے گھر کے سامنے ایک پالتو سور قربان کرتا ہے جو بعد میں سورپال کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ دیگر حوالوں سے یہ تیوہار عین اُن دنوں میں منایا جاتا ہے جب یونان میں ڈایونی سس کے تیوہار منائے جارہے ہوتے ہیں' بس مصری لوگ ناچتے گاتے نہیں ہیں۔ وہ لِنگوں کی بجائی ایک کیوبٹ (دس فٹ) اونچی شبیہیں بناتے ہیں جنہیں عورتیں رسیوں کی ساتھ کھینچ کر سارے گاؤں میں پھراتی ہیں۔ آگے آگے ایک بانسری[117] نواز چلتا ہے اور پیچھے پیچھے عورتیں ڈایونی سس کی شان میں بھجن گاتی ہوئی چلتی ہیں۔ وہ شبیہ کی خصوصیات کے لیے مذہبی وجوہ بیان کرتے ہیں۔

49۔ میرے خیال میں امائی تھیون کا بیٹا میلا مپس اِس تقریب سے لاعلم نہیں ہوگا... اُسے لازماً اِس کا اچھی طرح سے علم ہوگا۔ اُسی نے یونان میں ڈایونی سس کا نام' اُس کی پوجا کی رسم اور لِنگ کا جلوس متعارف کرایا۔ تاہم' وہ سارے عقیدے کو اتنے مکمل طور پر سمجھ نہیں سکا تھا کہ اِسے پوری طرح بتا سکتا' لیکن اُس کے دور سے بعد مختلف بزرگوں نے اُس کی تعلیمات کو اعلیٰ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تر کاملیت تک پہنچایا۔ پھر بھی یہ بات یقینی ہے کہ میلامپس نے لنگ کو متعارف کروایا' اور یہ کہ یونانیوں کو اُسی سے آج مروج رسومات کا علم ہوا۔ چنانچہ میں کہتا ہوں کہ دانا آدمی اور غیب دانی کی صلاحیت کا مالک میلامپس مصر سے اخذ کردہ علم کے ذریعہ ڈایونی سس کی پوجا سے واقف ہوا اور اسے تھوڑی بہت تبدیلیوں کے ساتھ یونان میں رائج کیا۔ کیونکہ میں اِسے محض ایک اتفاق قرار نہیں دے سکتا کہ یونان میں ڈایونی سس سے متعلقہ رسوم مصری رسوم سے اس قدر قریبی مشابہت رکھتی ہیں۔۔۔ ایسی صورت میں وہ غالب طور پر یونانی اور نسبتاً جدید ماخذ کی ہوتیں۔ میں یہ بھی ماننے پر تیار نہیں کہ مصریوں نے یہ یا کوئی بھی اور روایات یونانیوں سے مستعار لیں۔ مجھے یقین ہے کہ میلامپس کو اُن کا علم الصوری کیڈمس (Cadmus) اور ان پیروکاروں سے ہوا جنہیں وہ فینیقیا سے موجودہ بیوشیا نامی علاقے میں لایا تھا۔

50۔ تقریباً سبھی دیوتاؤں کے نام مصر سے یونان آئے۔ [۱۸] میری تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ انہیں کسی بیرونی ماخذ سے لیا گیا تھا' اور میری رائے یہ ہے کہ سب سے زیادہ مصر نے فراہم کیے۔ کیونکہ اوپر مذکور پوسیڈون اور ڈائیوسکوری' اور ہیرا' ہیستیا' تھمس' گریسز اور نیریڈز کی استثنا کے ساتھ دیگر دیوتا مصر میں فراموش کردہ زمانے سے ہی معلوم رہے ہیں۔ یہ بات میں خود مصریوں کی سند سے کہہ رہا ہوں۔ وہ جن دیوتاؤں کے ناموں سے لاعلمی ظاہر کرتے ہیں' مجھے یقین ہے کہ وہ یونانیوں نے پیلا سجی سے لیے تھے' ماسوائے پوسیڈون۔ انہیں اس کا علم لیبیاؤں سے ہوا [۱۹] جو ہمیشہ اس کا احترام کرتے رہے ہیں اور وہی اس نام کے دیوتا کو پوجنے والے واحد قدیم لوگ ہیں۔ مصری لوگ یونانیوں کے برخلاف جنگجوؤں کو بھی تقدس نہیں دیتے۔ [۲۰]

51۔ یہاں مذکور رسوم و روایات کے علاوہ بھی بہت سی روایات ایسی ہیں جو یونانیوں نے مصر سے مستعار لیں' [۲۱] ان پر میں آگے چل کر بات کروں گا۔ تاہم' ان کے ہاں ہرمیس کے مجسموں کی مخصوص صورت مصریوں سے نہیں بلکہ پیلا سجی سے اخذ کردہ ہے: سب سے پہلے ایتھنیوں نے اسے ان سے لیا اور اس کے بعد ایتھنیوں سے دیگر یونانیوں نے کیونکہ جب ایتھنی لوگ ہیلینیائی تنظیم میں شامل ہو رہے تھے عین اسی موقع پر پیلا سجی ان کے علاقے میں مل کر رہنے آئے [۲۲] اور بعد میں یونانی سمجھے جانے لگے۔ کابیری (Cabiri) [۲۳] کے اسرار سے شُدبُد رکھنے والا کوئی بھی شخص میرا مطلب سمجھ لے گا۔ ساموتھریسیوں نے یہ اسرار و رموز پیلا سجی سے حاصل کیے جو ایٹیکا میں جاکر آباد ہونے سے قبل ساموتھریس میں سکونت پذیر تھے' اور انہوں نے اپنی مذہبی رسوم مقامی باشندوں کو ودیعت کر دیں۔ چنانچہ سب سے پہلے ایتھنیوں نے ہرمیس کے مجسمے اس انداز میں بنائے اور انہوں نے یہ رواج پیلا سجیوں سے وصول کیا۔ اور انہی افراد نے اس معاملے کا مذہبی بیان دیا جس کی وضاحت ساموتھریسی رموز میں ہوتی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

52- ڈوڈونا سے حاصل کردہ معلومات کے مطابق قدیم وقتوں میں پیلاجی ہر قسم کی قربانیاں اور دیوتاؤں کی عبادت کرتے تھے لیکن انہوں نے اپنے دیوتاؤں کے الگ الگ نام نہیں رکھے تھے کیونکہ انہوں نے کبھی کوئی نام سنا ہی نہیں تھا۔ وہ انہیں دیوتا (منتظم) کہتے' کیونکہ انہوں نے تمام چیزیں اس قدر خوبصورت انداز میں منظم کی تھیں۔ طویل عرصہ کے بعد دیوتاؤں کے نام مصر سے یونان میں آئے اور پیلاجی نے انہیں جانا۔ تب تک انہیں ڈایونی سس کا علم نہ تھا' جس کے بارے میں انہوں نے کافی بعد میں جانا۔ ناموں کی آمد کے کچھ ہی عرصہ بعد انہوں نے ان کے متعلق ڈوڈونا سے استخارہ کروایا۔ یہ یونان میں قدیم ترین دارالاستخارہ ہے اور اس دور میں صرف ایک یہی تھا۔ ان کے سوال کہ "آیا انہیں غیر ممالک سے در آمد کردہ نام اپنانے چاہئیں یا نہیں؟" کے جواب میں کہانت نے استعمال کی منظوری دے دی۔ تب سے بعد پیلاجی اپنی قربانیوں میں دیوتاؤں کے نام استعمال کرتے ہیں اور بعد ازاں یہ نام ان سے یونانیوں کو منتقل ہوئے۔

53- دیوتاؤں کی تعداد کب بڑھی' آیا وہ سب ازل سے موجود تھے یا نہیں' اُن کی شکل و صورت کیا تھی--- ان سوالات کے بارے میں یونانی کل تک کچھ نہ جانتے تھے۔ کیونکہ سب سے پہلے ہومر اور ہسیاڈ نے نسب نامے مرتب کیے اور دیوتاؤں کو اُن کے القابات دیئے تاکہ انہیں مختلف ذمہ داریاں اور فرائض تفویض کیے جا سکیں; اور وہ میرے دور سے چار سو سال پہلے گذرے ہیں۔ جن شاعروں کو ان سے بھی پہلے کا خیال کیا جاتا ہے [۲۴] وہ میرے خیال میں فیصلہ کن طور پر بعد کے لکھاری تھے۔ اپنے بیانات کے سابق حصے کے لیے میرے پاس ڈوڈونا کی کاہناؤں کی سند موجود ہے; جبکہ ہومر اور ہسیاڈ کے بارے میں رائے میری اپنی ہے۔

54- لیبیا میں آمن اور یونان میں ڈوڈونا کے دارالاستخارہ کے متعلق مصر میں بالعموم مندرجہ ذیل کہانی بتائی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں مجھے تھیس میں زیئس کے پروہتوں سے معلومات حاصل ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ "ایک مرتبہ فنیقی دو پاکیزہ عورتوں کو اُٹھا کر تھیس لے گئے۔ [۲۵] اُن میں سے ایک کو لیبیا اور دوسری کو یونان میں بیچ دیا گیا' اور یہی دو عورتیں دونوں ممالک میں دارالاستخارہ کی اولین بانی تھیں۔" جب میں نے پوچھا کہ انہیں عورتوں کی سرگزشت کے بارے میں اس قدر درست معلومات کیسے حاصل ہوئیں تو انہوں نے جواب دیا' "کہ اُس وقت اُن کی زبردست تلاش کی گئی' لیکن اُن کا کوئی کھوج نہ مل سکا; تاہم' بعد میں انہوں نے خود ہی سارا حال سنایا۔"

55- تھیس میں پروہتوں سے مجھے یہی کچھ پتا چلا: تاہم' ڈوڈونا میں استخارہ کرنے والی عورتوں نے معاملے کے بارے میں یوں بتایا: "دو کالی فاختائیں مصری تھیس سے اُڑیں' ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے لیبیا کا رُخ کیا جبکہ دوسری اُن کی جانب آئی۔ [۲۶] وہ ایک برگد کے درخت پر اُتری اور وہیں بیٹھ کر انسانی آواز میں انہیں بتانے لگی کہ جس مقام پر وہ تھی وہاں جوو (Jove) کا ایک نشان ظاہر ہوگا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ اعلان آسمان کی جانب سے ہے' چنانچہ اُنہوں نے فوری کام شروع کیا اور مقبرہ تعمیر کر دیا۔ لیبیا جانے والی فاختہ نے اہل لیبیا کو وہاں آمن کا دارالاستخارہ تعمیر کرنے کی ہدایت کی۔" اسی طرح یہ بھی زیئس کا دارالاستخارہ ہے۔ مجھے یہ تفصیلات ڈوڈونا والوں کی تین کاہناؤں سے موصول ہوئیں۔ معبد کے قریب ہی اقامت پذیر دیگر ڈوڈونیوں نے اُن کے بیان کی توثیق کی۔ [۲۷]

56۔ اس امور کے بارے میں میری اپنی رائے مندرجہ ذیل ہے۔۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر فینیقی پاکیزہ عورتوں کو اٹھا کر لے گئے اور انہیں بطور غلام لیبیا اور یونان (پیلا بجیا) میں فروخت کر دیا تو موخرالذکر لازماً تھیسپروشیوں (Thesprotians) کے ہاتھ فروخت ہوئی ہوگی۔ بعد ازاں اُن علاقوں میں خدمت گزاری کرتے ہوئے اُس نے ایک حقیقی برگد تلے زیئس کا معبد بنایا اور اُس کے خیالات دیوتا کی جانب مبذول ہو گئے۔ پھر اُس نے یونانی زبان کا علم حاصل کر کے ایک دارالاستخارہ قائم کیا۔ اُس نے یہ بھی ذکر کیا کہ اُس کی بہن کو لیبیا میں بطور غلام بیچا گیا تھا۔

57۔ ڈوڈونیوں نے عورتوں کو فاختائیں کہا کیونکہ وہ غیر ملکی تھیں اور انہیں پرندوں کی طرح شور مچاتی ہوئی لگتی تھیں۔ کچھ دیر بعد فاختہ انسانی آواز میں بولی کیونکہ جس عورت کی غیر ملکی زبان انہیں پرندے کی چہچہاہٹ جیسی سنائی دیتی تھی اب وہ اُن کی زبان بولنا سیکھ گئی تھی۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ فاختہ واقعی انسان کی آواز میں بات کرے؟ آخر میں یہ کہ ڈوڈونیوں نے فاختہ کو کالا بتا کر یہ اشارہ دیا کہ عورت مصری تھی۔ اور یقیناً تھیس اور ڈوڈونا میں کہانتوں کا انداز کافی ملتا جلتا ہے۔ یونانیوں نے غیب دانی کی اس صورت کے علاوہ مصریوں سے بھینٹ کردہ جانوروں کے ذریعہ غیب دانی ہی سیکھی۔

58۔ سب سے پہلے مصریوں نے ہی مقدس جلوسوں اور دیوتاؤں سے دعاؤں کے اجتماعات [۲۸] کو متعارف کروایا؛ یونانیوں نے ان چیزوں کا استعمال انہی سے سیکھا۔ یہ مجھے اِس بات کا معقول ثبوت نظر آتا ہے کہ مصر میں یہ طریقے نہایت قدیم دور سے مستعمل ہیں جبکہ یونان نے انہیں حال ہی میں سیکھا۔

59۔ مصری لوگ ایک نہیں بلکہ سال کے دوران کئی ایک مقدس جلسے کرتے ہیں۔ جن میں سے اہم ترین ارتمس [۲۹] کے اعزاز میں بُوباسٹس شہر میں منعقد ہوتا ہے۔ [۳۰] اس کے بعد زیادہ اہمیت ڈیلٹا کے عین وسط میں واقع شہر بوسیرس والے جلسے کی ہے؛ یہ آئسس کے اعزاز میں ہوتا ہے جسے یونانی زبان میں دمیتر (دیمیتر) کہتے ہیں۔ تیسرا بڑا تیوہار اِتھنا کے اعزاز میں بمقام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سائیس، چوتھا شمس کے اعزاز میں بمقام ہیلیو پولس، پانچواں لاٹونا کے اعزاز میں بمقام بُوتو[131] اور چھٹا اریس کے اعزاز میں بمقام پاپر یمس ہوتا ہے۔

60- بُوباستس کے مقام پر ہونے والے جلسہ کی کارروائی ذیل میں دی جارہی ہے--- مرد اور عورتیں بڑی تعداد میں کشتیوں میں بیٹھ کر آتے ہیں، متعدد عورتوں نے کھڑتالیں اٹھائی ہوئی ہیں جنہیں وہ بجاتی رہتی ہیں۔ جبکہ کچھ مرد سارے سفر کے دوران پائپ پیتے رہتے ہیں۔ باقی کے مرد اور عورتیں اِس دوران گیت گاتے اور ہاتھوں سے تالیاں بجاتے ہیں۔ دریا کے کناروں پر واقع کسی بھی شہر کے سامنے پہنچنے پر وہ کنارے تک آتے ہیں، کچھ عورتیں بدستور گاتی اور بجاتی رہتی ہیں، دیگر عورتیں اُس جگہ کی عورتوں کو بہ آواز بلند گالیاں دینے لگتی ہیں جبکہ کچھ ناچتی ہیں اور کچھ کھڑی ہو کر اپنا ستر اٹھا دیتی ہیں۔ اس طریقے سے دریا کی ساری گزرگاہ میں سفر کرنے کے بعد وہ بوباستس پہنچتی ہیں جہاں وافر قربانیوں کے ساتھ ضیافت اڑاتی ہیں۔ اس تیوہار کے موقع پر سارے سال سے زیادہ انگور کی شراب[132] صرف کی جاتی ہے۔ مقامی رپورٹوں کے مطابق تیوہار میں شرکت کرنے والے مردوں اور عورتوں کی تعداد سات لاکھ ہوتی ہے، اور بچے اس کے علاوہ ہیں۔

61- بیوسیرس[133] شہر میں آئسس کے جشن کی تقریبات کی بات پیچھے ہو چکی ہے۔ وہیں پر مردوں اور عورتوں کا کثیر ہجوم قربانی کے آخر میں ایک دیوتا کے لیے ماتم کرتا ہے جس کا نام میں مذہبی اخلاقیات کے باعث یہاں لکھنے سے قاصر ہوں۔ (یہ اوزیرس تھی۔ مترجم) مصر میں مقیم کیریائی (Carian) باشندے اس موقع پر مزید انتہاؤں تک جاتے ہوئے اپنے چہروں کو چاقوؤں سے کاٹ کر[134] خود کو مصریوں کی بجائے غیر ملکی ظاہر کرتے ہیں۔

62- سائیس[135] میں جب قربانیوں کی غرض سے جلسہ ہوتا ہے تو ایک رات ایسی ہوتی ہے جب سب مقامی باشندے اپنے گھروں کے گرد کھلی فضا میں بہت سی روشنیاں جلاتے ہیں۔ وہ چپٹی طشتریوں جیسے چراغوں میں تیل اور نمک کا محلول[136] ڈالتے ہیں جس میں ایک فیتہ تیرتا رہتا ہے۔ یہ چراغ ساری رات جلتے ہیں اور تیوہار کو "چراغوں کا جشن" کہتے ہیں۔ تیوہار سے غیر حاضر مصری بھی قربانی کی رات کو چراغ روشن کرتے ہیں؛ اس لیے چراغاں صرف سائیس کے شہر تک محدود نہیں رہتا بلکہ سارے مصر میں پھیل جاتا ہے۔ اس رات کی چراغاں کے علاوہ ایک مذہبی اہمیت بھی ہے۔

63- ہیلیو پولس اور بُوتو کے جلسے صرف قربانی کے مقصد کے لیے ہیں؛ سورج نیچے ہونے پر صرف چند ایک پجاری دیوتا کی شبیہہ کے گرد بیٹھے رہتے ہیں جبکہ باقی بہت سے لوگ لکڑی کے بھالوں سے مسلح ہو کر معبد کے پیش دالان میں ٹھہر جاتے ہیں۔ ان کے سامنے ایک ہزار سے زائد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مردوں کا گروہ ہوتا ہے جو دوسروں کی طرح بھالوں سے ملوث ہوتا ہے اور اس میں اپنی قسمیں نبھانے والے افراد شامل ہوتے ہیں۔ دیوتا کی شبیہہ کو سونے کے ورق سے ڈھانپی ہوئی لکڑی کی چھوٹی سی زیارت گاہ میں رکھا جاتا ہے' پھر اسے تیوہار کے آغاز سے ایک روز قبل معبد سے ایک اور مقدس عمارت میں لے جایا جاتا ہے۔ ابھی تک قریب موجود چند ایک پروہت اسے زیارت گاہ سمیت ایک چار پہیوں والی گاڑی پر رکھ کر کھینچنے لگتے ہیں؛ معبد کے پھاٹک میں ٹھہرے ہوئے دیگر افراد اسے اندر آنے سے روکتے ہیں۔ تب عقیدت مند دیوتا کا جھگڑا نمٹانے کے لیے آگے آتے ہیں اور مخالفین سے ٹکر لیتے ہیں۔ پھر لاٹھیوں اور بھالوں کے ساتھ زوردار لڑائی ہونے لگتی ہے جس میں عموماً دونوں فریقین کے سر ٹوٹ جاتے ہیں۔ میرے خیال میں بہت سے زخمی مر جاتے ہیں' البتہ مصریوں کا کہنا ہے کہ آج تک کوئی زخمی نہیں مرا۔

مقامی لوگ اس تیوہار کے بارے میں کچھ مزید معلومات دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ دیوتا اریس کی ماں کبھی معبد میں رہا کرتی تھی۔ ماں سے جدائی میں پرورش پا کر جب وہ جوان مرد بنا تو اسے اس سے ملنے کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ وہ وہاں آیا' لیکن خدمتگاروں نے ناواقفی کے باعث اسے اندر نہ آنے دیا۔ وہ ایک اور شہر گیا اور آدمیوں کا ایک گروہ اکٹھا کر کے خدمتگاروں کی خاصی درگت بنائی اور بزور اپنی ماں تک پہنچ گیا۔ لہٰذا اس تیوہار کے موقع پر اریس کے اعزاز میں ڈنڈوں کے ساتھ لڑائی کی یہ روایت بنی۔

64۔ سب سے پہلے مصریوں نے مذہبی وجوہ کی بناء پر مقدس مقامات پر عورتوں کے ساتھ کوئی بات نہ کرنے اور بات کرنے کی صورت میں نہائے بغیر اندر داخل نہ ہونے کی پابندی عائد کی۔ یونانیوں اور مصریوں کے سوا تقریباً تمام دیگر اقوام اس پر عمل نہیں کرتیں۔ وہ کہتے ہیں کہ متعدد جانور اور مختلف اقسام کے پرندے معبدوں اور مقدس مقامات پر جُفتی کرتے نظر آتے ہیں' اگر دیوتا اس بات پر ناراض ہوتے تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتے۔ وہ ان دلائل کے ذریعہ اپنے رواجوں کا دفاع کرتے ہیں لیکن میں اسے کسی بھی طرح جائز نہیں سمجھتا۔ ان معاملات میں مصری خصوصی طور پر محتاط ہیں' جیسا کہ وہ مقدس عمارات کے حوالے سے ہر چیز میں احتیاط کرتے ہیں۔

65۔ مصر لیبیا کی سرحد پر واقع ہونے کے باوجود کثیر جنگلی جانوروں والا خطہ نہیں۔ [۱۳۷] ملک میں موجود گھریلو یا دیگر تمام جانوروں کو مقدس خیال کیا جاتا ہے۔ اگر میں مختلف دیوتاؤں کے لیے ان کی مقدس حیثیت کی وضاحت کروں تو مذہبی معاملات پر بات کرنی پڑے گی اور میں ایسا نہیں چاہتا؛ یہاں میں نے جن حوالوں پر سرسری بات کی وہ شدید ضرورت کے تحت کی گئی۔ جانوروں کے بارے میں اُن کا رواج مندرجہ ذیل ہے: ہر نوع کے لیے مخصوص محافظ --- کچھ مذکر کچھ مونث مقرر ہیں جن کا کام اُن کی حفاظت کرنا ہے؛ اور یہ عہدہ باپ سے بیٹے کو ملتا ہے۔ [۱۳۸] مختلف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شہروں کے باشندے کسی دیوتا سے کوئی عہد کرنے پر اُسے مندرجہ ذیل انداز میں اُس کا جانور پیش کرتے ہیں۔ قسم اٹھاتے وقت وہ بچے کا سارا یا پھر آدھا یا کبھی کبھی ایک تہائی سر مونڈتے ہیں' [139] پھر اُن بالوں کے برابر چاندی تول کر جانوروں کے محافظ کو بھینٹ کی جاتی ہے جو کچھ مچھلی کاٹ کر انہیں کھانے کو دیتا ہے۔۔وہ اسی قسم کی خوراک کھاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی جانور کو بدنیتی سے مار ڈالے تو اُسے موت کی سزا دی جاتی ہے: [140] اگر اتفاقاً یہ جرم سرزد ہو جائے تو اسے پروہتوں کا عائد کردہ جُرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے تاہم' جب ایک لق لق یا باز کو مار دیا جائے (چاہے اتفاقاً یا قصداً) تو مجرم کو لازماً موت کے منہ میں جانا پڑتا ہے۔

66۔ مصر میں پالتو جانوروں کی تعداد بہت زیادہ ہے' اور اگر بلیوں کے ساتھ سلوک ذرا مختلف ہوتا تو اور بھی زیادہ ہوتی۔ چونکہ بلیاں بلونگڑوں کو جنم دینے کے بعد اپنے بلوں کی صحبت میں نہیں رہتیں' لیکن وہ ایک مرتبہ پھر ساتھی حاصل کرنے کی خاطر نہایت دلچسپ ہتھکنڈا استعمال کرتے ہیں۔ وہ بلونگڑوں کو دور لے جا کر مار دیتے ہیں لیکن بعد میں انہیں کھاتے نہیں۔۔ اپنے بچوں سے محروم کی گئی بلیاں دوبارہ بِلوں کی آرزومند ہوتی ہیں۔ کیونکہ انہیں اپنے بچوں سے خصوصی محبت ہوتی ہے۔ مصر میں ہر آتشزدگی کے موقع پر بلیوں کے ساتھ نہایت انوکھا واقعہ پیش آتا ہے۔ مقامی باشندے آگ کو اُس کی مرضی پر چھوڑ دیتے ہیں' جبکہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑے ہو کر ان بِلیوں کو دیکھتے رہتے ہیں جو اُن کے قریب سے گزر کر سیدھی شعلوں کی جانب بھاگتی ہیں۔ جب ایسا واقع ہو تو مصری گہرے دکھ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی بھی نجی گھر کے اندر مرجائے تو تمام رہائشی اپنی بھنویں منوا دیتے ہیں: کتے کی موت پر سر اور سارا جسم مُونڈا جاتا ہے۔

67۔ مرنے والی بلیوں کو بوباتس شہر لے جایا جاتا ہے' [141] جہاں انہیں حنوط کر کے مخصوص مقدس قبرستانوں میں دفن کر دیتے ہیں۔ کتوں کو اُن سے متعلقہ شہروں اور مقدس قبرستانوں میں بھی دفناتے ہیں۔ موش فرعون [142] کے حوالے سے بھی یہی رواج ہے: اس کے برعکس بازوں اور کرم خور چوہوں کی تدفین کے لیے بُوٹو اور لق لق [143] کو ہرموپولس لے جایا جاتا ہے۔ مصر میں کمیاب ریچھوں [144] اور لومڑوں سے کچھ ہی بڑے بھیڑیوں [145] کو اسی جگہ دفنا دیتے ہیں جہاں وہ پڑے ہوئے ملیں۔

68۔ مگرمچھ کے انوکھے پہلو مندرجہ ذیل ہیں: سردی کے چار ماہ کے دوران وہ کچھ نہیں کھاتے' وہ چار پاؤں والے ہیں اور لاپروائی کے ساتھ خشکی یا پانی میں رہتے ہیں۔ مادہ مگرمچھ دن کا زیادہ تر وقت سوکھی زمین پہ گزار کر انڈے دیتی اور سیتی ہے لیکن رات کے وقت واپس دریا میں چلی جاتی ہے جس کا پانی رات کی فضاء اور شبنم کی نسبت گرم ہوتا ہے۔ تمام معلوم جانوروں میں سے مگرمچھ واحد ایسا جانور ہے جو نہایت چھوٹے سائز سے بہت بڑے سائز کا بن جاتا ہے: تاہم'

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مکمل پرورش پانے پر یہ سترہ کیوبٹ اور اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی آنکھیں سور جیسی ہیں، دانت بڑے اور نوکدار ہیں، اس کی زبان نہیں ہوتی؛ یہ اپنا زیریں جبڑا نہیں ہلا سکتا، اور صرف اوپر والا جبڑا ہلانے کا اہل ہونے کے باعث یہ دنیا بھر کے جانوروں میں انفرادیت کا حامل ہے۔ اس کے پنجے طاقتور اور کھال کانٹے دار ہے۔ پانی میں اسے نظر نہیں آتا لیکن خشکی پر بخوبی دیکھ سکتا ہے۔ زیادہ تر زندگی دریا میں گزارنے کی وجہ سے اُس کے منہ کا اندرونی حصہ مسلسل جونکوں سے بھرا رہتا ہے، اس لیے یہ مگرطیر (Trochilus) کو کچھ نہیں کہتا۔ دراصل مگرمچھ کو خشکی پر منہ کھول کر لیٹنے کی عادت ہے۔ اِس دوران مگرطیر اُس کے منہ میں جا کر جونکیں کھاتے ہیں۔ چنانچہ مگرمچھ اُن کی اِس خدمت کی وجہ سے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔

69۔ کچھ مصری مگرمچھ کو مقدس جانتے ہیں جبکہ دوسروں کی نظر میں یہ ایک دشمن ہے۔ جو لوگ تھیبس کے نزدیک رہتے ہیں، جو جھیل موئرس کے آس پاس آباد ہیں وہ اس کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ ان دونوں جگہوں پر وہ بالخصوص ایک مگرمچھ رکھتے ہیں جسے سُدھایا جاتا ہے۔ وہ اُس کے کانوں[۱۴۶] میں شیشے یا سونے کی بالیاں[۱۴۷] پہناتے اور اگلے پنجوں میں کڑے ڈالتے ہیں، روزانہ خوراک میں سے ایک حصہ اُس کے لیے مختص کیا جاتا ہے؛ یوں زندگی میں اسے ہر ممکن توجہ دینے کے بعد جب وہ مر جائے تو اُسے حنوط کر کے مقدس قبرستان میں دفنا دیا جاتا ہے۔ دوسری جانب ایلی فنٹائنے کے لوگ ان جانوروں کو مقدس سمجھنے کی بجائے ان کا گوشت تک کھا جاتے ہیں۔ مصری زبان میں انہیں مگرمچھ (Crocodile) نہیں بلکہ *Champsae* کہتے ہیں۔ کروکوڈائل کا نام ایونیاؤں نے دیا، کیونکہ یہ انہیں ایونیا کی دیواروں پر رہنے والی چھپکلیوں (کروکوڈائلز) جیسا لگا۔[۱۴۸]

70۔ مگرمچھوں کو پکڑنے کے طریقے متعدد اور مختلف ہیں۔ میں یہاں صرف ایک کے بارے میں بتاؤں گا جو مجھے سب سے زیادہ قابل ذکر لگتا ہے۔ وہ سور کے گوشت کے ساتھ ایک ہک باندھ کر دریا کے درمیان میں ڈال دیتے ہیں جبکہ شکاری کنارے پر بیٹھا ایک زندہ سور کو مارتا پیٹتا ہے۔ مگرمچھ اُس کی چیخ و پکار سنتا اور آواز کا تعاقب کرتے ہوئے گوشت کے ٹکڑے تک پہنچتا اور اُسے نگل لیتا ہے۔ کنارے پر کھڑے آدمی رسی کو کھینچ کر اُسے زمین پر لاتے ہیں؛ شکاری سب سے پہلے اُس کی آنکھوں پر کیچڑ ملتا ہے، یہ کام مکمل ہونے پر مگرمچھ آرام سے قابو آ جاتا ہے۔

71۔ پاپریمس کے علاقہ میں دریائی بچھڑا[۱۴۹] ایک مقدس جانور ہے، لیکن مصر کے اور کسی علاقہ میں نہیں۔ اس کے بارے میں یوں بیان کیا جاتا ہے:--- یہ چوپایہ، بیل جیسے دو پھانگ پیروں اور چپٹی ناک والا ہے۔ اس کی ایال اور دُم گھوڑے جیسی ہے، نہایت خطرناک بڑے بڑے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دانت ہیں اور آواز گھوڑے کی ہنہناہٹ سے ملتی جلتی ہے۔ حجم میں یہ بڑے سے بڑے بیل جتنا ہے اور اس کی کھال اتنی سخت ہے کہ اسے سکھا کر نیزے بنائے جاتے ہیں۔

72۔ دریائے نیل میں اُودبلاؤ بھی ملتے ہیں اور انہیں مقدس سمجھا جاتا ہے۔ صرف دو قسم کی مچھلیوں کو احترام دیا جاتا ہے، [150]---لیپی ڈوٹس اور بام مچھلی (eel)۔ انہیں نیل کے لیے مقدس خیال کیا جاتا ہے اور اسی طرح پرندوں میں سے Vulpanser یا راج ہنس کو۔ [151]

73۔ اُن کا ایک اور مقدس پرندہ فینکس (ققنس) بھی ہے جو میں نے تصاویر کے علاوہ کہیں نہیں دیکھا۔ دراصل یہ مصر میں بھی بڑا کمیاب ہے، اور ہیلیوپولس کے لوگوں کے مطابق یہ ہر پانچ سو سال میں ایک مرتبہ وہاں آتا ہے؛ ققنس بوڑھا ہو کر مرجاتا ہے۔ اگر اس کی تصاویر درست بنائی گئی ہیں تو اس کا سائز اور شکل وصورت مندرجہ ذیل ہے:---پر جزواً سُرخ، جزواً سنہری ہیں، جبکہ مجموعی ڈھانچہ اور سائز بالکل شاہین جتنا ہے۔ وہ اِس پرندے کے متعلق ایک کہانی سناتے ہیں جو مجھے قابلِ اعتبار نہیں لگتی: کہ وہ عرب سے اُڑ کر سیدھا یہاں آتا ہے اور باپ پرندے کو مُر میں لپیٹ کر شمس کے معبد میں لا کر دفناتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ اسے ساتھ لانے کی خاطر پہلے مُر کا ایک اتنا بڑا گیند بناتا ہے جتنا کہ وہ اٹھا سکے؛ تب وہ گیند کو اندر سے کھوکھلا کرتا اور باپ کو اندر رکھنے کے بعد مدخل پر تازہ مُر لگا دیتا ہے، اور تب گیندوں کا وزن بالکل پہلے جتنا ہو جاتا ہے یُوں وہ اُسے پلستر کر کے مصر لاتا اور شمس کے معبد میں دبا دیتا ہے۔ یہ پرندے کی حرکات کے متعلق اُن کی بتائی ہوئی کہانی ہے۔

74۔ تھیبس کے نواح میں کچھ مقدس ناگ ہیں جو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے۔ وہ چھوٹے سائز کے ہیں، اور اُن کے عین سروں پر دو سینگ اُگے ہیں۔ [152] جب یہ سانپ مرجائیں تو اِنہیں زیئس کے معبد میں دفن کیا جاتا ہے۔

75۔ ایک دفعہ میں عرب میں بُوتو شہر کے بالکل سامنے ایک جگہ پر پردار ناگوں [153] سے متعلق تحقیق کرنے گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے ناقابلِ بیان تعداد میں سانپوں کی ریڑھ کی ہڈیاں اور پسلیاں دیکھیں---کچھ بڑی، کچھ چھوٹی، کچھ درمیانی؛ یہ ہڈیاں ڈھلوانی پہاڑوں کے درمیان ایک تنگ گھاٹی کے مدخل میں پڑی تھیں، آگے ایک کھلا میدان تھا جو مصر کے وسیع وعریض میدان کے ساتھ منسلک ہے۔ آگے کی کہانی یہ ہے کہ موسمِ بہار میں پردار سانپ عرب سے اُڑ کر مصر آتے ہیں، لیکن اِس گھاٹی میں ان کا سامنا لق لق نامی پرندوں سے ہوتا ہے جو انہیں اندر نہیں آنے دیتے اور مار ڈالتے ہیں۔ عرب یہ دعویٰ اور مصری تسلیم کرتے ہیں کہ اہلِ مصر لق لق پرندوں کو اُن کی اسی خدمت کی وجہ سے اس قدر محترم جانتے ہیں۔

76۔ لق لق ایک گہرے کالے رنگ کا، بگلے جیسی ٹانگوں والا پرندہ ہے؛ اُس کی چونچ بڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مضبوط کے ساتھ مُڑی ہوئی ہے' اور اِس کا سائز تقریباً آبچلیک بری (landrail) جتنا ہے۔ یہ کالے لق لق کی تفصیل ہے جو سانپوں سے نمٹتا ہے۔[۱۵۴] عام قسم کے لق لق کا سر اور ساری گردن پروں سے عاری ہوتی ہے؛ پروں کا رنگ عموماً سفید اور دُم بالکل سفید ہوتی ہے؛ لیکن سر اور گردن گہرے کالے ہیں' اور پروں کے کونے بھی۔ اس کی چونچ اور ٹانگیں دیگر پرندوں سے مشابہت رکھتی ہیں۔ پردار سانپ آبی سانپ جیسا ہوتا ہے۔ اس کے پنکھ پروں والے نہیں بلکہ چمگادڑ جیسے ہوتے ہیں۔ یہاں میں مقدس جانوروں کا بیان ختم کرتا ہوں۔

77۔ خود مصریوں کے بارے میں' میں یہ کہوں گا کہ غلے والے علاقے میں رہنے والے' جو دنیا کی کسی بھی قوم سے کہیں زیادہ ماضی کے افعال کو حافظہ میں محفوظ رکھتے ہیں' تاریخ میں بہت مہارت کے حامل ہیں۔ اُنکا اندازِ حیات مندرجہ ذیل ہے:۔۔۔ وہ ہر ماہ متواتر تین دن جسم کو قے آور اشیاء اور انیماکے ذریعہ سے پاک وصاف کرتے ہیں' کیونکہ اُن کے خیال میں ہر بیماری کی وجہ غذا ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اِن احتیاطی تدابیر سے قطع نظر وہ لیبیاؤں کے بعد[۱۵۵] دنیا کے صحت مند ترین لوگ ہیں۔۔۔ یہ غالباً اُن کی آب و ہوا کا اثر ہے جو ایک دم تبدیل نہیں ہوتی۔ جب انسان اپنی آب و ہوا تبدیل کریں تو عموماً بیمار پڑ جاتے ہیں' جبکہ موسم کی تبدیلی زیادہ خرابی کا باعث نہیں بنتی۔ وہ گندم (Spelt) کی روٹیاں بنا کر کھاتے ہیں جنہیں اُن کی زبان میں "*Cyllestis*" کہا جاتا ہے۔ اُن کا مشروب وائن ہے جسے وہ جو سے بناتے ہیں کیونکہ اُن کے ملک میں انگور نہیں اُگتے۔ وہ کئی اقسام کی مچھلی نمک لگا کر یا دھوپ میں خشک کر کے کھاتے ہیں۔[۱۵۶] وہ بٹیر' بطخیں اور چھوٹے موٹے پرندے بھی صرف نمک لگا کر بغیر پکائے کھاتے ہیں۔ باقی تمام پرندے اور مچھلیاں (ماسوائے مقدس کے) بُھون یا اُبال کر کھائی جاتی ہیں۔

78۔ امیر لوگوں کی سماجی محفلوں میں جب دعوت ختم ہو جائے تو ایک ملازم متعدد مہمانوں کے ارگرد ایک تابوت کا ماڈل گھماتا ہے جس میں ایک یا دو کیوبٹ اونچی لاش کی لکڑی کی شبیہ رکھی ہوتی ہے۔[۱۵۷] وہ اِسے باری باری ہر مہمان کو دکھاتے ہوئے کہتا ہے "اِدھر نگاہ ڈالو' شراب پیو اور خوشی مناؤ؛ کیونکہ مرنے کے بعد تمہاری یہ حالت ہوگی۔"

79۔ اہلِ مصر اپنی قومی روایات کے پکے پیروکار ہیں' اور غیر ملکی انداز نہیں اپناتے۔ اِن میں سے متعدد روایات قابلِ ذکر ہیں: اُن کا گیت لائنس (Linus)[۱۵۸] مختلف ناموں کے ساتھ نہ صرف مصر بلکہ فینیقیا اور سائپرس اور دیگر مقامات پر بھی گایا جاتا ہے؛ اور یہ ہو بہو یونانیوں کے گیت لائنس جیسا لگتا ہے۔ مصر کی بہت سی چیزوں نے مجھے حیران کیا' اور یہ بھی اُن میں سے ایک تھا۔ مصریوں نے لائنس کہاں سے حاصل کیا؟ لگتا ہے کہ وہ بہت قدیم وقتوں سے اِسے گا رہے ہیں۔ کیونکہ مصری زبان میں لائنس کو منیروس (Maneros) کہتے ہیں: اور انہوں نے مجھے بتایا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فیروس اُن کے پہلے بادشاہ کا اکلوتا بیٹا تھا' اور اس کی قبل از وقت موت پر مصریوں نے اُس کے اعزاز میں یہ مرثیہ نما گیت گایا' اور یوں اُن کا پہلا اور واحد نغمہ تشکیل پذیر ہوا۔

80۔ ایک اور رسم ایسی ہے جس میں مصری یونانی لوگوں' بالخصوص لیسیڈیمونیوں سے مشابہہ ہیں۔ اُن کے نوجوان اگر گلیوں میں چل رہے ہوں اور سامنے سے کوئی بوڑھا آ جائے تو وہ انہیں راستہ دینے کے لیے ایک طرف ہو جاتے ہیں۔ [۱۵۹] اور اگر کوئی بوڑھا آدمی نوجوانوں کی محفل میں آئے تو موخرالذکر احتراماً کھڑے ہو جائیں گے۔ تیسری بات یہ کہ وہ یونان کی تمام اقوام سے قطعی مختلف ہیں۔ وہ بازاروں میں ملاقات ہونے پر آپس میں بات چیت کرنے کے بجائے تعظیماً جھکتے اور ہاتھ گھٹنے تک لے جاتے ہیں۔

81۔ وہ رانوں تک لمبی لِنن کی قمیص کلاسیرس (Calasiris) پہنتے ہیں' اِس کے اوپر ایک ایک سفید اُونی کپڑا اوڑھا ہوتا ہے۔ تاہم' معبدوں میں وہ کوئی اُونی چیز لے کر نہیں جاتے' اور نہ ہی کوئی اونی کپڑا اُن کے ساتھ دفن کیا جاتا ہے کیونکہ مذہبی طور پر اِس کی ممانعت ہے۔ اِس معاملے میں وہ اورفیائی اور ڈایونی سسی رسوم سے مشابہہ ہیں' لیکن حقیقت میں یہ رسوم مصری اور فیثاغورثی ہیں; کیونکہ (مذہبی پابندی کے باعث) ان رموز سے واقفیت رکھنے والے کسی بھی شخص کو اُونی کفن میں دفنایا نہیں جا سکتا۔

82۔ اِسی طرح مصریوں نے یہ بھی پتہ چلایا کہ ہر مہینہ اور دن کن دیوتاؤں کے لیے مقدس ہیں; [۱۶۰] اور انسان کے یوم پیدائش کے ذریعہ معلوم کیا کہ اُسے اپنی زندگی میں کیا واقعات پیش آئیں گے' [۱۶۱] اسے موت کیسے آئے گی اور وہ کس قسم کا آدمی بنے گا--- بعد میں یونانی شعراء نے اِن دریافتوں کو استعمال کیا۔ مصریوں نے ساری نوع انسانی کے مقابلہ میں کہیں زیادہ پیشگوئیاں بھی کیں۔ جب بھی کوئی پیش بینی کی جاتی تو وہ نتیجے پر مسلسل نظر رکھتے; جب کبھی دوبارہ ایسا ہی واقع ہوتا تو وہ بالکل پہلے جیسے نتائج کے اُمیدوار رہتے۔

83۔ غیب دانی کے بارے میں اُن کا کہنا ہے کہ یہ خاصیت صرف دیوتاؤں میں موجود ہے اور کوئی فانی ہستی اِس کی مالک نہیں۔ [۱۶۲] لہٰذا اُن کے ہاں ہیراکلیس' اپالو' ا-تھینا' ارتمس' اریس اور ز-ئس کا ایک ایک دارالاستخارہ موجود ہے۔ ان کے علاوہ بُوتو میں لاٹونا کے مقام پر بھی ایک دارالاستخارہ ہے جسے باقی سب سے زیادہ ناموری حاصل ہے۔ کہانت کا طریق کار مختلف درگاہوں میں مختلف ہے۔

84۔ اُن کا نظام طب بھی انوکھا ہے; [۱۶۳] ہر طبیب صرف اور صرف ایک بیماری کا علاج کرتا ہے [۱۶۴] چنانچہ ملک طبی معالجوں سے بھرا پڑا ہے; آنکھ' سر' دانتوں' معدے اور دیگر حصوں کی بیماریوں کے لیے الگ الگ طبیب موجود ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

85۔ اپنے عزیزوں کی وفات پر اُن کا ماتم کرنے [۱۶۵] اور تجہیز و تکفین کا طریقہ مندرجہ ذیل ہے: کسی بھی اہم شخصیت کے گھر مرگ واقع ہونے پر خواتین خانہ اپنے سروں اور کبھی کبھی چہروں پر بھی کیچڑ کالیپ کرتی ہیں' اس کے بعد وہ نعش کو گھر میں ہی چھوڑ کر شہر میں بھٹکنے نکل جاتی ہیں' اُن کا لباس ایک رسی سے بندھا ہوتا جبکہ چھاتیاں برہنہ ہوتی ہیں' اور وہ چلتے ہوئے خود کو پیٹتی جاتی ہیں۔ تمام رشتہ دار عورتیں بھی اُن کے ساتھ مل کر یہی کچھ کرتی ہیں۔ مرد بھی علیحدہ علیحدہ سینہ کوبی کرتے ہیں۔ یہ کارروائی مکمل ہونے پر مُردے کو حنوط کرنے کے لیے لے جایا جاتا ہے۔

86۔ مصر میں لوگوں کا ایک طبقہ حنوط کاری کے فن کو بطور کاروبار چلاتا ہے۔ جب کوئی لاش حنوط ہونے کے لیے آئے تو یہ لوگ لواحقین کو لکڑی کی لاشوں کے مصور کردہ ماڈل دکھاتے ہیں۔ کامل ترین نمونہ ایک ایسی شخصیت سے منسوب کیا جاتا ہے جس کا نام بتانا میں مذہبی طور پر جائز نہیں سمجھتا؛ [۱۶۶] دوسری قسم نسبتاً کمتر اور کم مہنگی ہے؛ تیسری قسم سستی ترین ہے۔ حنوط کار اِس سب کی وضاحت کرتے اور پھر پوچھتے ہیں کہ لاش کس نمونے کے مطابق تیار کی جائے۔ لواحقین سودا طے کر کے رخصت ہو جاتے ہیں جبکہ حنوط کار اپنا کام شروع کر دیتے ہیں۔ کامل ترین طریقے کے مطابق حنوط کاری یوں ہوتی ہے:۔۔۔ سب سے پہلے وہ ایک لوہے کا آنکڑا لیتے اور اسے نتھنوں میں ڈال کر دماغ باہر کھینچ لیتے ہیں' پھر مختلف ادویات ڈال کر کھوپڑی کو صاف کیا جاتا ہے؛ اس کے بعد وہ تیز دھار ایتھوپیائی پتھر [۱۶۷] سے لاش کا پہلو چیرتے اور پیٹ کو خالی کر دیتے ہیں' پھر اسے تاڑی (Palm Wine) سے اچھی طرح دھو کر صاف کیا جاتا ہے؛ کافور بھی لگاتے ہیں؛ تب وہ خالی پیٹ کو پیسی ہوئی مُر' املتاس اور (لوبان کے سوا) کسی بھی قسم کے گرم مسالے سے بھرتے اور سی دیتے ہیں۔ تب لاش کو ستر روز تک نیٹرم (سوڈے کا سب کاربونیٹ) میں رکھا جاتا ہے۔ اِس مدت کے پورا ہوتے ہی لاش کو دھویا' سر سے پاؤں تک نفیس لِنن کی پٹیوں میں لپیٹا [۱۶۸] (جو گوند میں ڈوبی ہوتی ہیں) اور اِس حالت میں لواحقین کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ وہ اُسے ایک لکڑی سے بنائے گئے انسانی شکل کے تابوت میں بند کر کے تدفینی کمرے کی دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیتے ہیں۔ یہ مردے کو حنوط کرنے کا مہنگا ترین طریقہ ہے۔

87۔ اگر کوئی شخص کفایت کرنا چاہتا ہو تو اُس کے لیے مندرجہ ذیل طریقہ موجود ہے: دیودار کے درخت سے بنائے گئے تیل کی پچکاریاں پیٹ میں داخل کی جاتی ہیں۔ تیل باہر نکلنے کے تمام راستے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر لاش کو مجوزہ مدت تک نیٹرم میں رکھا جاتا ہے۔ مدت کے اختتام پر جسم کے سوراخ کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے تیل باہر نکلتا ہے اور اپنی قوت سے سارے معدے اور آنتوں کو بھی مائع حالت میں باہر لے آتا ہے۔ دریں اثناء نیٹرم گوشت کو گھلا دیتا ہے' اور یوں کھال اور ہڈیوں کے سوا لاش میں کچھ نہیں رہ جاتا۔ اِسے اِسی حالت میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لواحقین کے سپرد کیا جاتا ہے۔

88۔ نادار طبقات کے لیے حنوط کاری کا تیسرا سستا ترین طریقہ یہ ہے کہ پچکاری کے ذریعہ آنتیں باہر نکال کر جسم کو ستر روز تک نیٹرم میں پڑا رہنے دیا جاتا ہے' اور اس کے فوراً بعد لواحقین کے حوالے کر دیتے ہیں۔

89۔ اعلیٰ رتبے کے حامل افراد کی بیویوں اور نہ ہی زیادہ خوبصورت اور اہم خواتین کو فوری طور پر حنوط کاری کے لیے بھیجا جاتا ہے؛ یہ کام تین چار دن بعد ہوتا ہے۔ ایسا اس لیے کیا جاتا ہے کہ حنوط کاری کرنے والا شخص اُن کے ساتھ کوئی نازیبا حرکت نہ کرے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اِس قسم کا واقعہ پیش آیا تھا؛ ملزم کے ساتھی کی اطلاع پر معاملے کا سراغ لگایا گیا۔

90۔ جب کبھی کوئی مصری یا غیر ملکی آدمی مگرمچھ یا دریا کا شکار ہو کر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے تو قانون کی رُو سے جس شہر کے نزدیک سے نعش ملے وہاں کے باشندے اُسے حنوط کروا کے تمام ممکنہ شان و شوکت کے ساتھ کسی ایک مقدس قبرستان میں دفناتے ہیں۔[169] کوئی شخص' حتیٰ کہ متوفی کے دوست و اقارب بھی لاش کو چھو نہیں سکتے؛ صرف نیل کے پروہت اسے اپنے ہاتھوں سے تدفین کے لیے تیار کرتے ہیں --- کیونکہ وہ اِسے محض ایک انسان کی لاش سے زیادہ سمجھتے ہیں۔

91۔ مصری لوگ یونان یا کسی بھی اور قوم کی روایات اپنانے کے خلاف ہیں۔ یہ جذبہ اُن میں تقریباً ہمہ گیر ہے۔ تاہم' تھیبیائی علاقے میں نیاپولس کے پڑوس [170] میں ایک بڑے شہر Chemmis[171] میں ڈینے (Danae) کے بیٹے پرسیئس کا ایک مقدس احاطہ ہے۔ اردگرد تاڑ کے درخت اُگتے ہیں۔ احاطے کا پتھر کا پھاٹک غیر معمولی سائز کا ہے' جس کے اوپر پتھر کے ہی دو مجسمے رکھے ہیں۔ اندر ایک معبد ہے اور معبد میں پرسیئس کی ایک شبیہہ دھری ہے۔ کیمس کے لوگوں کا کہنا ہے کہ پرسیئس اکثر اُن کے سامنے ظاہر ہوتا ہے --- کبھی احاطے کے اندر تو کبھی باہر۔ اُس کے پیروں کا ایک جوتا اکثر و بیشتر ملتا ہے --- دو کیوبٹ یا 20 فٹ لمبا --- اور تب سارے مصر میں زبردست خوشحالی آتی ہے۔ پرسیئس کی پرستش میں یونانی رسوم استعمال ہوتی ہیں؛ اس کے اعزاز میں جمناسٹک کھیلیں منعقد ہوتی ہیں جن میں شامل ہر قسم کے مقابلوں کے فاتحین کو مویشیوں' کھالوں اور عباؤں کے انعام دیئے جاتے ہیں۔ میں نے اہل کیمس سے پوچھا کہ پرسیئس اُن پر کسی اور جگہ کی بجائے صرف مصر میں ہی کیوں ظاہر ہوتا ہے' اور باقی مصریوں کے برخلاف انہوں نے جمناسٹک مقابلے کیسے منعقد کروانے شروع کیے؟ انہوں نے جواب دیا: "کہ پرسیئس کا تعلق موروثی طور پر اُن کے شہر سے ہے۔ دانوس (Danaus) اور لنسیئس (Lynceus) بذریعہ سمندر یونان جانے سے قبل کیمسی تھے اور پرسیئس انہی کی اولا تھا؛ اور جب وہ گورگن (Gorgon) کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سرلیبیا سے لینے کی خاطر مصر آیا (یونانی بھی یہی کہتے ہیں) تو مصریوں سے ملا اور انہیں اپنا رشتہ دار تسلیم کیا۔۔۔ اُس نے یونان سے روانگی سے قبل اپنی ماں سے اپنے شہر کا نام سنا تھا۔۔۔ اُس نے حکم دیا کہ وہ اُس کی شان میں ایک جمناسٹک مقابلے کا اہتمام کریں۔ اسی لیے وہ آج بھی اس پر عمل پیرا ہیں۔"

92۔ ابھی تک بیان کردہ روایات اُن مصریوں کی ہیں جو نشیبی علاقے (Marsh Country) سے اوپر رہتے ہیں۔ نشیبی علاقے کے باشندوں کی رسوم و روایات بھی باقیوں جیسی ہیں (اوپر مذکورہ معاملات کے علاوہ شادی کے معاملے میں بھی۔) یونانیوں کی طرح ہر مصری ایک ہی عورت سے شادی کرتا ہے۔ [۲ ح] لیکن نشیبی باشندے ذرائع حیات سستے ہونے کی وجہ سے کچھ مخصوص روایات پر کاربند ہیں جن میں سے کچھ ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں۔ وہ ایک خاص قسم کے آبی سوسن کے پھول اکٹھے کر لیتے ہیں' (جب دریائے نیل اپنے کناروں کے ساتھ واقع خطوں میں طغیانی لاتا ہے تو اُس وقت سارے ہموار علاقے میں یہ بہت بڑی مقدار میں اگتا ہے۔ مصری اِسے کنول کہتے ہیں) اور دھوپ میں خشک کرنے کے بعد ہر پھول کے اندر سے پوست جیسا ایک مواد نکالتے ہیں' پھر اُسے پیس کر روٹی بنا لیتے ہیں۔ کنول کی جڑ بھی قابل خوردنی اور بڑی خوش ذائقہ ہے: یہ گول اور سیب جتنی بڑی ہوتی ہے۔ مصر میں ایک اور قسم کا نرگس بھی ہے جو کنول ہی کی طرح دریا میں اگتا اور گلاب سے مشابہہ ہے۔ پھل پھول کے ساتھ ہی الگ ڈنڈی پر اگتا ہے اور دیکھنے میں تقریباً Wasps کی بنی ہوئی کنگھی جیسا لگتا ہے۔ اس میں تقریباً Olive-Stone جتنے بڑے کافی سارے بیج ہوتے ہیں جو کھانے میں بہت مزیدار ہیں: اور انہیں سبز اور خشک دونوں حالتوں میں کھایا جاتا ہے۔ وہ دلدلوں میں سال بہ سال اگنے والا بائبلس [۳ ح] (پیپرس) اکھاڑ کر پودے کو دو حصوں میں کاٹتے اور بالائی حصے کو دیگر مقاصد کے لیے سنبھال کر تقریباً ایک کیوبٹ طویل نچلے حصے کو کھاتے یا پھر بیچ دیتے ہیں۔ وہ بائبلس سے پورا پورا مزہ لینے کی خاطر پہلے اسے ایک بند برتن میں حرارت دیتے ہیں۔ تاہم' کچھ لوگ صرف اور صرف مچھلی پر گزارہ کرتے ہیں جسے پکڑتے ساتھ ہی صاف کر کے دھوپ میں لٹکا دیا جاتا ہے: خشک ہو جانے پر وہ اِسے بطور خوراک استعمال کرتے ہیں۔

93۔ گروہی مچھلیاں دریاؤں میں بالکل نہیں ملتیں; وہ عموماً ساحلی جھیلوں میں ہوتی ہیں' جہاں سے نسل کشی کے موسم میں کم اُتھلے سمندر کی جانب جاتی ہیں۔ نر مچھلیاں اُن کی رہبری کرتیں اور جاتے وقت مادہ تولید گراتی جاتی ہیں جبکہ پیچھے پیچھے آتی ہوئی مادہ مچھلیاں فوراً اُس مادے کو نگل لیتی ہیں۔ اِس کے باعث وہ حاملہ ہوتیں' [۴ ح] اور سمندر میں کچھ وقت گزارنے کے بعد جب وہ انڈے دینے لگتی ہیں تو سارا غول اپنے پرانے مساکن کی جانب روانہ ہو جاتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تاہم' اب نمائندگی نروں کی بجائے ماداؤں کے پاس ہوتی ہیں: وہ ایک جتھے کی صورت میں آگے آگے تیرتی اور راستے میں اپنے تھوڑے تھوڑے انڈے گراتی جاتی ہیں' جبکہ پیچھے آنے والے نر اُن انڈوں کو کھاتے جاتے ہیں جن میں سے ہر ایک میں مچھلی ہوتی ہے۔ انڈوں کا ایک حصہ اُن سے بچ جاتا ہے اور ان میں سے مچھلیاں نکل کر بڑی ہوتی ہیں۔ جب اس قسم کی مچھلیاں سمندر کی جانب سفر کر رہی ہوتی ہیں اور عموماً اُن کے سر کی بائیں طرف پر خراشیں ملتی ہیں؛ جبکہ واپسی پر یہ نشان دائیں طرف دکھائی دیتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ سمندر کی جانب تیرتے ہوئے وہ اپنے بائیں طرف والے دریائی کنارے کے قریب رہتی ہیں اور واپسی پر بھی اِسی راستے سے آتی ہیں تاکہ انہیں اپنا راستہ یاد رہے۔ جب نیل چڑھنے لگتا ہے تو دریا کے قریب ہی گڑھے اور دلدلی جگہیں سب سے پہلے بھرتی ہیں؛ اور اُن میں فوراً چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کی خاصی بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ میرے خیال میں' میں ایسا ہونے کی وجہ سمجھتا ہوں۔ پچھلے سال نیل کے اُترنے پر اگرچہ پانی کے ساتھ ساتھ مچھلیاں بھی پیچھے چلی گئیں' لیکن پہلے کناروں کے کیچڑ میں اپنے انڈے دیتی گئیں۔ چنانچہ معمول کے موسم میں جب پانی واپس آیا تو اُن انڈوں میں سے فوراً بچے نکل آئے۔ یہ تھا مچھلیوں کا ذکر۔

94۔ دلدلی علاقوں میں رہنے والے مصری اپنے جسموں پر ارنڈ (Castor) کے پھل سے تیار کیا گیا تیل ملتے ہیں جسے عموماً "۸ کیکی" کہا جاتا ہے۔ یہ تیل حاصل کرنے کے لیے وہ ارنڈ کاشت کرتے ہیں جو یونان میں دریاؤں اور جھیلوں کے کنارے وافر مقدار میں اُگتا ہے' لیکن اِس کی بُو بہت ناگوار ہوتی ہے۔ پھل اکٹھے کر کے بیلا یا نچوڑا جاتا ہے' یا پھر اسے بھوننے کے بعد اُبال لیتے ہیں: بننے والا مائع چراغوں میں زیتون کے تیل کی جگہ پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

95۔ ان کا ملک مچھروں (gnats) سے بھرا پڑا ہے۔ وہ اُن سے بچاؤ کی مندرجہ ذیل تدابیر کرتے ہیں۔ نشیبی دلدلی زمین سے اوپر کے مصری باشندے رات بلند میناروں پر گزارتے ہیں' ۵ کلہ کیونکہ ہواؤں کی وجہ سے مچھر اونچائی تک نہیں اُڑ سکتے۔ دلدلی علاقے میں جہاں مینار موجود نہ ہوں وہاں ہر آدمی کے پاس ایک مچھردانی ہوتی ہے۔ دن کے وقت وہ اِس کے ساتھ مچھلیاں پکڑتے جبکہ رات کے وقت اِس کے اندر گھس کر سوتے ہیں۔ اگر وہ اپنے لباس یا چادر کو لپیٹ کر سوئیں تو مچھر یقیناً اُسے کاٹ لے۔

96۔ مصر میں سامان تجارت کی نقل و حمل کے لیے استعمال ہونے والی کشتیاں ایک درخت اکانتھا سے بنائی جاتی ہیں؛ یہ درخت کافی حد تک Cyrenaic lotus سے ملتا جلتا ہے اور اِس میں سے ایک گوند خارج ہوتی ہے۔ وہ درخت سے تقریباً دو کیوبٹ لمبے تختے بناتے اور پھر اِن تختوں کو اینٹوں کی طرح ترتیب دے کر جہاز سازی کا کام شروع کرتے ہیں: انہیں لمبے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈنڈوں یا کھمبوں کے ساتھ رسوں سے باندھا جاتا ہے۔ وہ کشتیوں میں آڑے شہتیر نہیں لگاتے بلکہ اندر والی طرف پیپرس لگا کر درزیں بند کرتے ہیں۔ ہر کشتی کا صرف ایک چپو ار ہوتا ہے جسے وسطی پیندے کے ذریعہ سے چلایا جاتا ہے۔ مستول اکانتھا کی لکڑی کا ٹکڑا ہوتا ہے اور بادبان پیپرس کے بنائے جاتے ہیں۔ یہ کشتیاں تیز ہوا کے بغیر بہاؤ کے خلاف سفر نہیں کر سکتیں؛ اس لیے انہیں رسوں کے ذریعہ کھینچ کر بالائے دریا لے جایا جاتا ہے۔ ہر کشتی کے ساتھ جھاؤ کی لکڑی سے بنا ہوا ایک بیڑا بندھا ہوتا ہے؛ اور تقریباً دو ٹیلنٹ وزنی ایک پتھر بھی درمیان میں رکھا ہوتا ہے۔ رسے کے ذریعہ کشتی کے ساتھ بندھا ہوا بیڑا زیر دریا جاتے وقت آگے آگے بہتا ہے جبکہ پتھر ایک اور رسے کے ذریعہ دنبالے سے بندھا ہوتا ہے۔ [۱۷۶] نتیجتاً بہاؤ کے ساتھ تیزی سے بہتا ہوا بیڑا کشتی کو بھی کھینچا جاتا ہے؛ جبکہ زیر آب تیرتا ہو پتھر کشتی کو سیدھے راستے پر رکھتا ہے۔ مصر میں ان کشتیوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے' اور کچھ ایک کشتیاں کئی ہزار ٹیلنٹ بوجھ اُٹھا سکتی ہیں۔

97- نیل میں طغیانی آنے پر سارا علاقہ سمندر میں تبدیل ہو جاتا ہے اور شہروں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا جو ایجیئن میں جزیروں جیسے لگتے ہیں۔ [۱۷۷] کشتیاں اس موسم میں دریا کی بجائے پانی سے بھرے میدانوں میں آتی جاتی ہیں؛ اِس موسم میں نوکر یتس سے ممفس تک سفر کے دوران آپ اہرام کے قریب سے گزرتے ہیں جبکہ عمومی راستہ ڈیلٹا کی راس اور کرکاسورس کے شہر سے گزرتا ہے۔ آپ انتھائلا اور آرکینڈرو پولس کے شہروں سے گزر کر کینوبس سے نوکر یتس تک بھی کشتی رانی کر سکتے ہیں۔

98- ان میں سے اول الذکر شہر انتھائلا' جو ایک مشہور مقام ہے' مصر کے موجودہ حکمران کی بیوی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ روایت مصر پر فارسی غلبہ آنے کے وقت سے چلی آرہی ہے۔ دوسرے شہر کا نام میرے خیال میں آکیئس کے بیٹے اور دانوس کے داماد فتھیائی (Phthian) آرکینڈر کے نام پر ہے۔ یقیناً کوئی اور آرکینڈر بھی ہو سکتا ہے؛ بہرصورت یہ مصری نام نہیں۔

99- یہ تھے مصر کے بارے میں میرے ذاتی مشاہدات' خیالات اور تحقیقات کے نتائج۔ اِس سے آگے مصریوں کے بیانات کو بنیاد بنایا جائے گا۔

پروہتوں کا کہنا ہے کہ مین [۱۷۸] مصر کا پہلا بادشاہ تھا اور اِسی نے وہ پشتہ بنوایا جو ممفس کو نیل کی طغیانیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اُس کے دور سے پہلے دریا اُن ریتیلی پہاڑیوں تک آجایا کرتا تھا جو مصر اور لیبیا کی درمیانی سرحد پر واقع ہیں۔ تاہم' اُس نے ممفس کے ایک سو فرلانگ جنوب میں دریا کے موڑ پر بند باندھ کر پرانی گزرگاہ کو خشک کیا' جبکہ پہاڑیوں کی دو قطاروں کے درمیان میں دریا کے لیے ایک نئی گزرگاہ کھدوائی۔ جس مقام پر نیل کو نئی راہ پر موڑا گیا تھا' وہاں فارسی آج بھی گہری نظر رکھتے اور اِسے ہر سال مستحکم کرتے ہیں؛ کیونکہ اگر دریا اس جگہ سے باہر نکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آئے تو ممفس کے مکمل طور پر ڈوبنے کا خطرہ ہو گا۔ یوں پہلے بادشاہ مین نے دریا کو موڑ کر اس کی سابق گزرگاہ کو خشک کیا اور وہاں ایک شہر بنوانا شروع کیا جسے ممفس کہتے ہیں اور جو مصر کے تنگ حصے میں واقع ہے; بعدازاں اُس نے شہر سے باہر ایک جھیل کھدوائی جو بجائے خود مشرقی سرحد تھی۔ پروہتوں کے مطابق اُس نے اِن کاموں کے علاوہ [۹ے] شہر میں ہفے ستوس کا وسیع و عریض اور قابل ذکر معبد بھی بنوایا۔

100۔ مزید یہ کہ انہوں نے مجھے ایک پیپرس سے 130 حکمرانوں کے نام پڑھ کر سنائے [۸۰ے] جو (اُن کے مطابق) یکے بعد دیگرے مین کے جانشین بنے۔ پشتوں کی اِس تعداد میں اٹھارہ ایتھوپیائی بادشاہ [۸۱ے] اور ایک مصری ملکہ تھی; باقی سب بادشاہ اور مصری تھے۔ ملکہ کا نام بابلی ملکہ والا ہی تھا، یعنی نیٹوکریس۔ اُن کا کہنا ہے کہ وہ اپنے بھائی کی جانشین تھی; اُس کا بھائی مصر کا بادشاہ تھا اور اپنے محکوموں کے ہاتھوں قتل ہوا جنہوں نے بعد میں نیٹوکریس کو تخت پر بٹھا دیا۔ ملکہ نے بھائی کا انتقام لینے کی غرض سے ایک عیارانہ ترکیب سوچی جس کے ذریعہ مصریوں کی بہت بڑی تعداد کو مروا دیا۔ اُس نے ایک وسیع و عریض زمین دوز کمرہ بنوایا اور اس کا افتتاح کرنے کے بہانے سے مندرجہ ذیل چال چلی:۔۔۔ اُس نے اپنے بھائی کے قتل میں مبینہ طور پر ملوث مصریوں کو ایک ضیافت میں آنے کی دعوت دی اور جب وہ کھانا کھا رہے تھے تو کمرے میں دریا کا پانی چھوڑ دیا۔ یہ پانی ایک کافی بڑی خفیہ سرنگ کے ذریعہ لایا گیا تھا۔ انہوں نے مجھے ملکہ کے بارے میں اِس بات کے علاوہ صرف یہ بتایا کہ جب وہ مندرجہ بالا کارروائی کر چکی تو اُس نے ایک راکھ سے بھرے ہوئے کمرے میں چھلانگ لگا دی تاکہ لوگوں کے انتقام سے بچ سکے۔

101۔ اُن کا کہنا ہے کہ دیگر بادشاہ اہم یا امتیازی شخصیات نہ تھے، اور آخری بادشاہ موئرس کے سوا کسی نے اپنا مقبرہ نہیں چھوڑا۔ [۸۲ے] اُس نے اپنے عہد حکومت کی کئی ایک یادگاریں چھوڑیں۔ ہفے ستوس کے معبد کا شمالی پھاٹک، اُس کے حکم پر کھودی گئی نہر (جس کی تفصیل میں اب آگے بیان کروں گا) [۸۳ے] اور جھیل میں اُس کے بنوائے ہوئے ہرم جن کا بیان جھیل کے متعلق بیان کے دوران ہی آئے گا۔ یہ تھے اُس کے کام: دیگر بادشاہوں نے کچھ بھی پیچھے نہیں چھوڑا۔

102۔ چنانچہ، اِن فرمانرواؤں سے آگے گزر کر اب میں اِن کے بعد والے بادشاہ سیسوسٹریس [۸۴ے] کے بارے میں بات کروں گا۔ پروہتوں کے مطابق سب سے پہلے وہ جنگی بحری بیڑے میں اریتھریئن سمندر کے ساحلوں کے ساتھ ساتھ خلیج عرب سے روانہ ہوا، راستے میں اقوام کو مطیع بناتا گیا اور آخرکار ایک ایسے سمندر میں پہنچا جس میں بریتے کی وجہ سے جہاز رانی نہیں کی جا سکتی تھی۔ لہٰذا وہ مصر واپس آیا جہاں (انہوں نے مجھے بتایا) اُس نے بہت سا اسلحہ جمع کیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور براعظم کو پار کر کے راہ میں آنے والے تمام لوگوں کو فتح کیا۔ جن علاقوں کے لوگوں نے شجاعت کے ساتھ اُس کا مقابلہ کیا وہاں اُس نے ستون تعمیر کروائے [۱۸۵] اور اس پر اپنا نام اور یہ تفصیل تحریر کروائی کہ اُس نے یہاں کے باشندوں کو کیسے اپنے زور بازو سے مطیع کیا: جہاں لوگوں نے بلا حیل و حجت ہتھیار ڈال دیئے وہاں اِس تفصیل کے علاوہ ایک علامتی نشان بھی بنوایا جس کا مطلب تھا کہ یہ لوگ زنانہ یعنی غیر جنگجو اور بزدل قوم تھے۔

103۔ اِس طریقے سے اُس نے سارے براعظم ایشیاء کو پار کیا اور پھر یورپ میں داخل ہو کر سیتھیا اور تھریس کا مالک بنا: میرے خیال میں اُس کی فوج اِن ممالک سے آگے نہیں گئی۔ کیونکہ یہاں تک اُس کے بنوائے ہوئے ستون ہنوز ملتے ہیں، لیکن دور افتادہ علاقوں میں نہیں۔ وہ تھیس سے واپس مصر آتے ہوئے راستے میں دریائے فاسس کے کناروں پر آیا۔ میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ یہاں کیا صورتحال پیش آئی۔ یا تو اُس نے اپنی مرکزی فوج کا ایک دستہ علیحدہ کر کے علاقہ آباد کرنے کی غرض سے یہاں چھوڑ دیا، یا پھر صرف کچھ فوجی طویل دربدری سے اُکتا کر بھاگ گئے اور بعد ازاں اِس دریا کے کناروں پر آباد ہوئے۔

104۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ کولکی مصری نسل سے ہیں۔ میں نے دوسروں کی زبان سے اِس امر کے متعلق معلوم ہونے سے پہلے ہی یہ غور کر لیا تھا۔ جب میرے ذہن میں یہ خیال آیا تو میں نے اِس موضوع پر کولکس اور مصر میں پوچھ گچھ کی، اور پتا چلا کہ کولکیوں کو مصری اُس سے زیادہ یاد تھے جتنا کہ مصریوں کو کولکی۔ پھر بھی مصریوں نے کہا کہ کولکی یقیناً سیسوسٹریس کی فوج کی اولاد ہیں۔ میرے اپنے اندازوں کی بنیاد ایک تو اِس حقیقت پر ہے کہ وہ کالی رنگت اور گھنگھریالے بالوں والے ہیں، [۱۸۶] جس کی اہمیت بہت کم ہے کیونکہ اور بھی بہت سی اقوام ایسی ہیں: لیکن زیادہ خاص الخاص بات یہ ہے کہ صرف کولکی، مصری اور ایتھوپیائی ایسی اقوام ہیں جو بہت قدیم وقتوں سے ختنے کی رسم پر عمل پیرا ہیں۔ فینیقی اور فلسطین کی سیریائی [۱۸۷] اعتراف کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ رسم مصریوں سے سیکھی: اور تھرموڈون اور پار تھینیئس [۱۸۸] دریاؤں کے قریبی علاقوں کے علاوہ میکرونیوں کے پڑوس میں آباد سیریائی بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ رسم حال ہی میں کولکیوں سے لی۔ چنانچہ ختنے کرنے والی اقوام بس یہی ہیں، اس لیے صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ اِس معاملے میں اُن سب نے مصریوں کی نقل کی۔ [۱۸۹] درحقیقت ایتھوپیاؤں کے حوالے سے میں یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ آیا انہوں نے یہ رسم مصریوں سے لی یا مصریوں نے اُن سے --- یہ بلاشبہ ایتھوپیا میں بہت قدیم دور سے رائج ہے --- لیکن یہ بات عیاں ہے کہ دوسروں کو اِس کا علم مصر سے ہی ہوا کیونکہ جب فینیقی یونانیوں کے ساتھ لین دین کرنے لگے تو انہوں نے اس روایت میں مصریوں کی پیروی ترک کر دی اور اپنے بچوں کو ختنوں کے بغیر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی چھوڑنے لگے۔

105۔ میں مصریوں اور کولکیوں کی باہمی مشابہت کا ایک ثبوت مزید دوں گا۔ یہ دونوں اقوام اپنا کپڑا ہو بہو ایک ہی طریقے سے بنتی ہیں' اور باقی دنیا کو یہ طریقہ بالکل معلوم نہیں: وہ اپنے سارے طرز حیات اور زبان میں بھی باہم مشابہہ ہیں۔ یونانی لوگ کولکی لِنن [190] کو سارڈینی کہتے ہیں' جبکہ مصر سے آنے والی لِنن مصری کہلاتی ہے۔

106۔ مفتوحہ علاقوں میں سیسو سٹریس کے بنوائے ہوئے زیادہ تر ستون نابود ہو گئے ہیں؛ لیکن میں نے سیریا کے فلسطین نامی علاقے میں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا' اُن پر کندہ تحریر اور علامتی نشان بالکل واضح تھا۔ ایونیا میں بھی اس بادشاہ کی جانب سے پتھروں پر کھدوائی ہوئی دو شبیہیں [191] موجود ہیں۔۔۔ایک ایفی سس سے فوکایا جانے والی سڑک پر اور دوسری ساردیس اور سمرنا کے درمیان۔ ہر دو جگہوں پر ایک آدمی کی چار کیوبٹ اور ایک Span اونچی تصویر ہے جس کے دائیں ہاتھ میں نیزہ اور بائیں ہاتھ میں کمان ہے' باقی کا لباس نیم مصری نیم ایتھوپیائی ہے۔ اُس کے سینے پر ایک کندھے سے لے کر دوسرے کندھے تک مقدس مصری رسم الخط میں ایک تحریر ہے کہ "میں نے اِس زمین کو اپنے کندھوں سے فتح کیا۔" فاتح یہ نہیں بتاتا کہ وہ کون ہے' یا کہاں سے آیا' تاہم سیسو سٹریس نے یہ حقائق دیگر جگہوں پر بتائے۔ لہٰذا' ان شبیہوں کو دیکھنے والے کچھ اشخاص نے اِنہیں میمنن کی شبیہیں خیال کیا؛ لیکن یہ قطعی طور پر غیر درست ہے۔

107۔ پروہتوں نے مزید بتایا کہ جب یہ سیسو سٹریس وطن واپس لوٹا تو اُس کے ساتھ مفتوحہ ممالک کے بہت سے لوگ بھی تھے۔ [192] سیسو سٹریس کے بھائی نے پیلو سیئم کے نزدیک ڈیفنے کے مقام پر اُس کا استقبال کیا [193] اور اُسے ایک ضیافت میں آنے کی دعوت دی جس میں وہ اپنے بیٹوں سمیت شریک ہوا۔ تب اُس کے بھائی نے عمارت کے اِرد گرد لکڑی کی بہت بڑی مقدار جمع کی اور اُسے آگ لگا دی۔ واقعات کا علم ہونے پر سیسو سٹریس نے فوراً اپنی بیوی سے مشورہ کیا' اور اُس کی صلاح پر اپنے چھ میں سے دو بیٹوں کو آگ پر ڈال کر پل بنایا اور بیوی اور چار بیٹوں سمیت آگ کو پار کر گیا۔

108۔ تب بادشاہ نے اپنے بھائی سے انتقام لیا اور اُس کے بعد مفتوحہ ممالک سے اپنے ہمراہ آئے ہوئے لوگوں میں سے کچھ کو ہیفے ستوس کے معبد میں ڈیرہ زن افراد کو گھسیٹ نکالنے پر لگایا اور کچھ کو متعدد نہریں کھودنے کا کام دیا جن سے سارا مصر بھرا پڑا ہے۔ اس جبری مشقت کے ذریعہ ملک کا چہرہ تبدیل ہو گیا؛ کیونکہ پہلے مصر گھوڑوں اور گاڑیوں دونوں کے لیے موزوں خطہ ہوا کرتا تھا' لیکن اب ان دونوں کے لیے غیر موزوں ہو گیا۔ [194] یہ ملک وسیع و عریض ہونے کے باوجود گھوڑوں اور گاڑیوں کے لیے مناسب نہیں کیونکہ جابجا ہر طرف نہریں ہیں۔ بادشاہ کا مقصد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ تھا کہ دریائے نیل کا پانی ملک کے وسط میں آباد شہروں کے باشندوں کو بھی مہیا کرے۔ قبل ازیں، طغیانی ختم ہونے کے بعد انہیں کنوؤں سے حاصل کردہ کھاری پانی پینا پڑتا تھا۔

109۔ سیسوسٹریس نے مصر کی زمین بھی باشندوں میں تقسیم کی؛ ہر ایک کو برابر سائز کے چوکور پلاٹس دیئے اور اپنا محصول بنیادی طور پر دیگر سے حاصل کیا جن کے قابضین کو سال بہ سال ادائیگی کرنی پڑتی تھی۔ اگر کسی شخص کی جائیداد کا کوئی حصہ دریا برد ہو جاتا تو وہ بادشاہ کے سامنے پیش ہو کر سارا واقعہ بیان کرتا؛ بادشاہ معاینہ کرنے کے لیے آدمی بھیجتا اور پیائش کے ذریعہ نقصان کا ٹھیک ٹھیک تعین کرواتا؛ تب سے بعد باقی ماندہ زمین کے تناسب سے ہی لگان لاگو کیا جاتا تھا۔ میرے خیال میں اِس کارروائی کے نتیجہ میں ہی جیومیٹری پہلی مرتبہ مصر میں آئی اور وہاں سے یونان میں گئی۔ تاہم، دھوپ گھڑی اور عقربہ ساعت، شمسی (نومن۔ دھوپ گھڑی کی تختی جس پر دن بارہ حصوں میں تقسیم تھا) یونانیوں نے بابلیوں سے لی۔

110۔ سیسوسٹریس نہ صرف مصر بلکہ ایتھوپیا کا بھی بادشاہ تھا۔ آج تک صرف اسی ایک مصری فرمانروا نے ایتھوپیا پر حکومت کی ہے۔[195] اُس نے اپنے عہد حکومت کی نشانیوں کے طور پر پتھر کے مجسمے چھوڑے ہیں جو ہیفے ستوس کے معبد کے سامنے ایستادہ ہیں؛ دو 30 کیوبٹ اونچے مجسمے بادشاہ اور ملکہ کے ہیں، جبکہ باقی 20 کیوبٹ اونچے چار مجسمے ان کے چار بیٹوں کے۔ ہیفے ستوس کے پروہت نے فارس کے داریوش[196] کو کئی برس تک ان مجسموں کے سامنے اپنا مجسمہ نصب کرنے کی اِجازت نہ دی تھی؛ کیونکہ اُس کا کہنا تھا کہ "داریوش اپنی کامیابیوں اور کارناموں کے لحاظ سے مصری سیسوسٹریس کا ہم پلہ نہ تھا؛ کیونکہ سیسوسٹریس نے اتنی اقوام کو مکمل طور پر مطیع کیا تھا جتنی کو داریوش اپنے زیرِ نگیں لایا، اسی طرح سیسوسٹریس نے سیتھیوں کو فتح کیا جبکہ داریوش اِس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ چنانچہ یہ درست اقدام نہ تھا کہ وہ ایک اپنے سے برتر بادشاہ کی بھینٹوں کے سامنے اپنا مجسمہ نصب کرے۔" وہ کہتے ہیں کہ داریوش نے یہ بات کہنے کی اجازت دے دی۔

111۔ سیسوسٹریس کی موت پر اُس کا بیٹا فیرون تخت نشین ہوا۔ اُس نے کوئی جنگجوئی مہم نہ بھیجی؛ وہ مندرجہ ذیل حالات کے باعث نابینا ہو گیا تھا۔ دریا 18 کیوبٹ کی غیر معمولی بلندی تک آیا ہوا تھا اور تمام کھیت زیرِ آب آ چکے تھے؛ اچانک تیز ہوا چلنے سے پانی میں بڑی بڑی لہریں اُٹھیں۔ تب بادشاہ نے ناپاک غصے میں اپنا نیزہ اُٹھایا اور اسے دریا کے طاقتور بھنوروں میں دے مارا۔ وہ فوراً آنکھوں کی بیماری میں مبتلا ہو گیا، جس سے بعد ازاں آہستہ آہستہ اندھا ہونے لگا[197] اور دس سال تک بالکل اندھا رہا۔ آخر کار گیارھویں برس میں بُوتو شہر سے ایک کہانت اُس تک پہنچی کہ "اُس کی سزا کا وقت پورا ہو گیا ہے، اور اب وہ اپنی آنکھیں پیشاب سے دھولے تو دوبارہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھ سکے گا۔ اُسے ایک ایسی عورت تلاش کرنی ہوگی جو اپنے شوہر کی وفادار رہی ہو اور اُس نے کبھی کسی اور مرد کو اُس پر ترجیح نہ دی ہو۔" چنانچہ' بادشاہ نے سب سے پہلے اپنی بیوی کا امتحان لیا' مگر لاحاصل--- وہ بدستور نابینا رہا۔ اُس نے دیگر عورتوں کو بھی آزمایا اور آخر کار کامیاب ہوگیا' اس کی بینائی لوٹ آئی۔ اب اُس نے آخری عورت کے سوا تمام عورتوں کو جمع کیا اور انہیں اُس شہر میں لایا جسے اب اریتھرابولس (سُرخ مٹی) کہتے ہیں' پھر اُس نے اُن سب کو وہاں شہر سمیت جلا دیا۔ اُس نے اپنی شفاء کا باعث بننے والی عورت سے شادی کرلی اور نظر پوری طرح بحال ہونے کے بعد تمام مشہور معبدوں کو تحائف بھیجے' جن میں دو پتھر کی سلیں نہایت قابل ذکر ہیں جو اُس نے شمس کے معبد کو دیں۔ [۱۹۸] یہ فن پارے شاندار ہیں؛ دونوں یک سنگی' آٹھ کیوبٹ چوڑے اور ایک سو کیوبٹ اونچے ہیں۔

112۔ اُن کا کہنا ہے کہ فیرون کی جگہ ممفس کے ایک آدمی نے سنبھالی جس کا نام یونانیوں کی زبان میں پروٹیئس تھا۔ ممفس میں اِس بادشاہ کا ایک نہایت خوبصورت اور مزین احاطہ ہے جو ہفے ستوس کے عظیم معبد کے جنوب میں واقع ہے۔ الصور شہر کے فینیقی اِس احاطے کے اردگرد رہتے ہیں اور ساری جگہ "الصوریوں کے ڈیرے" کے نام سے جانی جاتی ہے۔ احاطے کے اندر ایک معبد ہے جسے اجنبی الیفروڈائٹ کا معبد [۱۹۹] کہتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ عمارت ٹینڈارس کی بیٹی ہیلن کے لیے تعمیر کی گئی تھی؛ کیونکہ ایک تو اُس نے پروٹیئس کے دربار میں کچھ وقت گزارا تھا' اور دوسرے یہ معبد "اجنبی الیفروڈائٹ" سے منسوب ہے؛ نیز الیفروڈائٹ کے متعدد معبدوں میں سے اور کوئی بھی ایسا نہیں جہاں دیوی کا یہ خطاب ہو۔

113۔ ہیلن کے متعلق پوچھ گچھ کرنے پر [۲۰۰] پروہتوں نے مجھے مندرجہ ذیل تفصیل بتائی۔ جب الیگزینڈر ہیلن کو سپارٹا سے اُٹھا کر لایا تھا تو اُس نے وطن واپسی کے لیے ایک جہاز لیا۔ وہ ایجیئن میں سفر کر رہا تھا کہ ایک طوفان آگیا جس نے اُسے راہ سے بھٹکا کر مصر سے نیچے والے سمندر میں پہنچا دیا؛ ابھی ہوا تھمی نہیں تھی' اس لیے وہ ساحل پہ اُتر گیا؛ وہ Salt–Pans کے مقام پر دریائے نیل کے اُس دہانے پر اترا جسے اب کینوبی کہتے ہیں۔ اس جگہ پر سمندر کے کنارے ہیراکلیس کا ایک معبد تھا جو اب بھی موجود ہے۔ اگر کوئی غلام بھاگ کر اِس مقدس عمارت میں پناہ لے اور اپنے جسم پر مخصوص نشان حاصل کرلے [۲۰۱] تو چاہے اُس کا مالک کوئی بھی ہو وہ اُسے واپس نہیں لے سکے گا۔ یہ قانون میرے دور میں بھی جوں کا توں ہے۔ چنانچہ مقامی روایت کے بارے میں سن کر الیگزینڈر کے خدمتگار اُسے چھوڑ گئے' اور انہوں نے معبد میں پناہ لی۔ وہاں قیام کے دوران انہوں نے اپنے آقا کو تباہ کرنے کی غرض سے مصریوں کو ہیلن کے اغواء اور مینیلاس کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا حال بتایا۔ انہوں نے یہ الزامات نہ صرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پروہتوں کے سامنے بلکہ دریا کے اُس دہانے کے نگران تھونِس کے سامنے بھی لگائے۔

114- تھونس نے اس بات کا پتہ لگتے ہی پروٹیئس کو ممفس میں ایک پیغام بھیجا کہ: "یونان سے ایک اجنبی آیا ہے; وہ نسل کے لحاظ سے ٹیوکری (Teucrian) ہے اور اُس نے اپنے ملک میں بہت برا فعل کیا ہے۔ وہ اپنے میزبان کی بیوی کو ورغلاء کر اور بہت سا خزانہ بھی اپنے ساتھ لے آیا ہے۔ موسمی حالات سے مجبور ہو کر وہ یہاں ٹھہرا ہے۔ کیا ہم اُسے آرام سے جانے دیں' یا اُن چیزوں کو قبضہ میں لے لیں جو وہ اپنے ساتھ لایا ہے؟" پروٹیئس نے جواب دیا: "اُس آدمی کو پکڑ لو' چاہے وہ کوئی بھی ہے' جس نے اپنے دوست کے ساتھ اتنا بڑا دھوکا کیا ہے' اور اُسے میرے سامنے پیش کرو تاکہ میں اُس کا موقف جان سکوں۔"

115- یہ احکامات ملنے پر تھونس نے الیگزینڈر کو گرفتار کیا اور اُس کے بحری جہازوں کو روانگی سے روک دیا; پھر الیگزینڈر' ہیلن' مال و دولت اور بھگوڑے غلاموں کو بھی ساتھ لے کر وہ ممفس گیا۔ جب سب پہنچ گئے تو پروٹیئس نے الیگزینڈر سے پوچھا' "وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟" الیگزینڈر نے اپنا نام و نسب' ملک کا نام اور اپنے سفر کا بالکل درست حال بتایا۔ پھر پروٹیئس نے سوال کیا کہ اُس نے ہیلن پر کیسے قبضہ جمایا۔ اس کے جواب میں الیگزینڈر گڑبڑا گیا اور سچائی سے گریز کیا' تب غلاموں نے مداخلت کر کے جرم کی ساری کہانی بتائی۔ انجام کار پروٹیئس نے مندرجہ ذیل فیصلہ سنایا: "اگر میں اسے ایک نہایت اہم معاملہ نہ سمجھتا کہ خراب ہواؤں کے باعث میرے ملک میں آنے والا کوئی بھی مسافر موت کے گھاٹ نہ اُتارا جائے' تو میں تمہیں تہہ تیغ کر کے یونانیوں کا انتقام لیتا۔ او گھٹیا ترین شخص --- تو نے اپنے میزبان کے ساتھ اس قدر عیارانہ حرکت کی! پہلے تو اُس کی بیوی کو ورغلایا --- اور پھر اِس پر بھی مطمئن نہ ہونے پر تم نے ضرور اُس کے جذبات کو بھڑکایا اور اُس کے شوہر سے چرا لیا۔ پھر بھی تسلی نہ ہونے پر آتے ہوئے اُس گھر کو لوٹ لائے جس میں تم مہمان بن کر ٹھہرے تھے۔ اب چونکہ میرے خیال میں کسی مسافر کو نہ مارنا نہایت اہمیت رکھتا ہے' اس لیے میں تمہیں جانے دیتا ہوں; لیکن عورت اور مال و دولت کو لے جانے کی اِجازت نہیں دوں گا۔ وہ یہیں رہیں گے' تا آنکہ یونانی مسافر ذاتی طور پہ آ کر اُسے اپنے ساتھ واپس نہ لے جائے۔ خود تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے بارے میں' میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تین دن کے اندر اندر میرے ملک سے نکل جاؤ --- اور میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ اِس مدت کے بعد تمہیں دشمن تصور کیا جائے گا۔"

116- ہیلن کی پروٹیئس کے دربار میں آمد کے متعلق یہ کہانی مجھے پروہتوں نے سنائی تھی۔ لگتا ہے کہ ہومر بھی اِس کہانی سے واقف تھا; لیکن اُس نے اِسے رزمیہ شاعری کے لیے کم موزوں خیال کر کے رد کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ وہ اس سے واقف نہیں تھا۔ ایلیڈ میں الیگزینڈر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے منسوب کردہ اسفار سے عیاں ہے کہ---اور یہ امر ذہن نشین رہے کہ اُس نے کہیں بھی اپنی بات سے خود اختلاف نہیں کیا--- اُس نے اُسے ہیلن کے ہمراہ واپسی کے سفر میں راہ سے بھٹکایا اور پھر مختلف آوارہ گردیوں کے بعد آخرکار فینیقیا میں سیڈون [۲۰۲] کے مقام پر پہنچایا۔ "ڈائیومیڈ کی شجاعت" کا ایک اقتباس یوں ہے: [۲۰۳]

وہاں سیڈونی عورتوں کی بنائی ہوئی رنگ برنگی عبائیں موجود تھیں؛
وہ سیڈون سے آئی تھیں، جب دیوتا نما الیگزینڈر
وسیع سمندر پر سفر کر کے عالی نسب ہیلن کو لایا تھا۔

اوڈیسے [۲۰۴] میں بھی اِسی امر کی جانب اشارہ کیا گیا ہے:

اس کے پاس اس قدر دانشمندی سے تیار کی گئی ادویات تھیں؛
تحفہ جو کبھی تھونِس کے ساتھی پولیڈ مّنا نے اُسے مصر میں دیا تھا،
جہاں چراگاہوں میں اُگنے والی بہت سی بُوٹیاں شفاء بخش ہیں۔

اسی نظم میں مینیلاس نے ٹیلی ماکس کو مخاطب کر کے کہا: [۲۰۵]

مجھے واپس جانے کی بہت خواہش تھی لیکن دیوتاؤں نے مجھے مصر میں ہی رکھا---
وہ غصہ میں تھے کیونکہ میں انہیں وقت پر ہیکاٹوم (صد بیل قربانی) نہیں دے پائی تھی۔

اِن مثالوں میں ہومر خود کو الیگزینڈر کے مصری سفر سے آگاہ ظاہر کرتا ہے، کیونکہ سیریا مصر کی سرحد پر ہے اور سیڈون کے فینیقی سیریا میں رہتے ہیں۔

117۔ ان مختلف اقتباسات اور بالخصوص سیڈون سے متعلق اقتباس سے یہ واضح ہے کہ ہومر نے سائپریا (Cypria) نہیں لکھی تھی۔ [۲۰۶] کیونکہ اس میں کہا گیا ہے کہ الیگزینڈر سپارٹا سے روانگی کے تین دن بعد ہیلن کے ہمراہ ایلیئم پہنچا تھا، ہوا ساز گار اور سمندر غیر متلاطم تھا؛ جبکہ ایلیڈ میں شاعر اُسے گھر لانے سے قبل اِدھر اُدھر بھٹکاتا ہے۔ تاہم، فی الحال ہومر اور سائپریا کا اتنا ہی ذکر کروں گا۔

118۔ میں نے پروہتوں سے پوچھا کہ آیا ایلیئم کے بارے میں یونانیوں کی بتائی ہوئی کہانی ایک فسانہ ہے یا نہیں۔ جواب میں انہوں نے مندرجہ ذیل تفصیلات بیان کیں، جو وہ خود مینیلاس سے پتا چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہیلن کے اغواء کے بعد یونانیوں کی ایک وسیع فوج مینیلاس کو مدد دینے کی خواہش میں ٹیوکری علاقے کی جانب سمندری سفر پر روانہ ہوئی؛ وہاں پہنچ کر انہوں نے پڑاؤ ڈالا، اِس کے بعد اپنے سفیر ایلیئم بھیجے، مینیلاس بھی اُن میں سے ایک تھا۔ سفارتی وفد نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شہر میں جا کر الیگزینڈر کے چرائے ہوئے خزانے سمیت ہیلن کی بازیابی کا مطالبہ کیا۔ ٹیوکریوں نے فوراً جواب دیا جس پر وہ بعد میں بھی ہمیشہ مصر رہے' اور کبھی کبھی تو وہ قسمیں اُٹھا کر بھی یہ یقین دلانے کو تیار ہو گئے کہ نہ ہیلن اور نہ ہی مطلوبہ خزانہ اُن کے پاس ہے۔ اُن کا کہنا تھا کہ دونوں مِصر میں ہی رہ گئے تھے؛ اور یہ اُن تک اس لیے نہ پہنچ پائے کیونکہ شاہ مِصر پروٹیئس نے انہیں ضبط کر لیا تھا۔ یونانی سمجھے کہ ٹیوکری محض ان کا مذاق اڑا رہے ہیں' انہوں نے شہر کا محاصرہ کیا اور اِس پر قبضہ کر لینے تک آرام سے نہ بیٹھے۔ تاہم' ہیلن پھر بھی نہ ملی اور انہیں دوبارہ پہلے والی کہانی سنائی گئی; آخرکار انہیں اِس کی سچائی پر یقین آگیا اور مینیلاس کو پروٹیئس کے دربار میں بھیجا۔

119۔ چنانچہ مینیلاس نے مصر کا سفر اختیار کیا' وہاں پہنچ کر بذریعہ دریا ممفس تک گیا' اور پھر ساری صورتحال بیان کی۔ اس کی بڑی مہمان نوازی ہوئی' ہیلن زندہ سلامت لوٹائی گئی اور اپنے تمام خزانے بھی واپس مل گئے۔ اُن کا کہنا ہے کہ اِس دوستانہ سلوک کے بعد مینیلاس نے مصریوں کے ساتھ نہایت غیر منصفانہ رویہ اپنایا; کیونکہ ہوا یوں کہ جب اُس نے رخصت ہونا چاہا تو ہوا مخالف ہونے کے باعث کامیاب نہ ہو سکا' اور جب یہ رکاوٹ متواتر موجود رہی تو اُس نے ایک نہایت گھناؤنا طریقہ اختیار کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اُس نے اہل علاقہ کے دو بچوں کو پکڑ کر بھینٹ چڑھا دیا۔ لوگ اِس کا علم ہونے پر بہت غضبناک ہوئے اور مینیلاس کی تلاش میں نکلے' تاہم' وہ اپنے جہازوں کے ساتھ لیبیا بھاگ گیا; اس کے بعد مصری کچھ نہیں بتا سکتے کہ وہ کہاں گیا۔ باقی تفصیلات انہیں پوری طرح معلوم ہیں--- کچھ تو پوچھ پڑتال کے ذریعہ اور کچھ اس وجہ سے کہ سارے واقعات اُن کے اپنے ملک میں ہوئے تھے۔

120۔ یہ تھا مصری پروہتوں کا دیا ہوا بیان' اور میں خود بھی مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر ہیلن کے بارے میں اُن کی باتوں کو درست تسلیم کرنے پر مائل ہوں: اگر ہیلن ٹرائے میں ہی ہوتی تو میرے خیال میں مقامی باشندے اُسے یونانیوں کے حوالے کر دیتے' چاہے الیگزینڈر اِس پر رضامند ہوتا یا نہ۔ کیونکہ پریام اور نہ ہی اُس کے اہل خاندان محض ہیلن پر الیگزینڈر کے تسلط کی خاطر خود کو' اپنے بچوں اور شہر کو اتنے بڑے خطرے سے دوچار کرتے۔ بہرصورت' اگر وہ شروع میں مطالبہ مسترد کرنے پر مُصر ہوتے' اور بعد میں اتنے بہت سے ٹروجن یونانیوں کے ساتھ مقابلے میں مارے جاتے' اور پریام بھی ہر لڑائی میں اپنا ایک' دو' یا تین بیٹے کھوتا (اگر ہم رزمیہ شاعروں پر یقین کر لیں) تو میں نہیں سمجھتا کہ پریام اُسے واپس کر کے تباہیوں کا ایک نیا سلسلہ نہ روکتا۔ یہ بھی نہیں کہ الیگزینڈر تاج و تخت کا وارث تھا' ایسی صورت میں وہ اُمور کا مرکزی منتظم ہوتا کیونکہ پریام بوڑھا ہو چکا تھا۔ اُس کا بڑا اور کہیں زیادہ دلیر بھائی ہیکٹور سدِ راہ تھا اور اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باپ پریام کی موت کے بعد بادشاہت کا وارث تھا۔ اور الیگزینڈر کی غلط حرکت کی حمایت کرنا ہیکٹور کے مفاد میں نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر حقیقت یہ تھی کہ اُن کے پاس کوئی ہیلن موجود ہی نہ تھی کہ اُسے اُن کے حوالے کرتے' اور یہی بات انہوں نے یونانیوں سے کہی' لیکن یونانیوں کو ان کی بات پر یقین نہ آیا--- میرے خیال میں یہ اُلوہی منشاء تھی کہ اُن کی شدید تباہی کے ذریعہ سب انسانوں پر عیاں کر دیا جائے کہ جب غلط اعمال سرزد ہوتے ہیں تو دیوتا انہیں بہت بڑی سزائیں دیتے ہیں۔ اس معاملے میں کم از کم میرا تو یہی خیال ہے۔

121(i)۔ پروہتوں نے مجھے اطلاع دی کہ پروٹیئس کی موت پر رامپ سی نی ٹس[7] تخت پر بیٹھا۔ اُس کی یادگاریں یہ تھیں: ہیفے ستوس کے معبد کے سامنے مغربی مدخل' اور دو 25 کیوبٹ اونچے مجسمے جو اِس مدخل کے آگے کھڑے ہیں اور مصری انہیں "موسم گرما" اور "موسم سرما" کہتے ہیں۔ شمال کی طرف والا موسم گرما کا مجسمہ مقامی لوگ پوجتے اور اسے نذر چڑھاتے ہیں؛ جبکہ جنوب والے موسم سرما کے مجسمہ کے ساتھ بالکل اُلٹ سلوک ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بادشاہ رامپ سی نی ٹس چاندی کے وسیع ذخائر کا مالک تھا--- اتنی بڑی مقدار کہ اُس کے جانشین بادشاہوں میں سے کوئی بھی اُس کی دولت کی برابری نہ کر سکا۔ اُس نے اِس دولت کی بہتر حفاظت کے لیے تراشے ہوئے پتھر کا ایک وسیع و عریض کمرہ بنانے کی تجویز دی' جس کی ایک طرف اُس کے محل کی بیرونی دیوار کا ایک حصہ تشکیل دیتی۔ تاہم' معمار نے بدنیتی کے تحت اس دیوار میں ایک ایسا پتھر لگایا جسے دو آدمی مل کر آسانی سے نکال سکتے تھے۔ چنانچہ کمرہ مکمل ہوا اور بادشاہ کی دولت اِس میں سنبھال دی گئی۔ کچھ عرصہ بعد معمار بیمار پڑ گیا' اور جب اُس نے اپنا انجام قریب دیکھا تو اپنے دو بیٹوں کو بُلوایا اور انہیں بادشاہ کے خزانے والے کمرے کا راز بتائے ہوئے کام مکمل کرنے کو کہا تاکہ وہ ہمیشہ خوشحال رہیں۔ پھر اُس نے انہیں پتھر نکالنے کے طریقے سے متعلق واضح ہدایات دیں اور یہ راز کسی کو نہ بتانے کا حکم دیا۔ جب باپ مر گیا تو بیٹوں نے کام پورا کرنے میں عجلت کی: وہ رات کے وقت محل کی طرف گئے' کمرے کی دیوار میں پتھر ڈھونڈا اور اسے آسانی کے ساتھ نکال کر خزانہ لوٹ لیا۔

121(ii)۔ بادشاہ اپنے خزانے کا معائنہ کرنے آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اُس کی بہت سی دولت غائب تھی۔ تاہم' اسے سمجھ نہ آئی کہ کسے الزام دے کیونکہ تالوں کی تمام مہریں صحیح سلامت تھیں۔ پھر بھی اپنے ہر دورے کے موقع پر اُسے مزید دولت غائب نظر آتی۔ در حقیقت چوروں نے بس نہیں کی تھی بلکہ وہ زیادہ سے زیادہ دولت لوٹ لینا چاہتے تھے۔ آخر کار بادشاہ نے کچھ پھندے (traps) بنا کر اُن برتنوں کے نزدیک رکھ دیئے جن میں دولت رکھی تھی۔ اگلی مرتبہ جب چور آئے اور اُن میں سے ایک اندر داخل ہو کر سیدھا مرتبانوں کی طرف گیا تو اچانک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک پھندے میں پھنس گیا۔ اپنی جان مصیبت میں دیکھ کر اُس نے فوراً اپنے بھائی کو بلایا، اسے صورتحال بتائی اور درخواست کی کہ جلد از جلد اندر داخل ہو کر اُس کا سر کاٹ دے، تاکہ اُس کی لاش برآمد ہونے پر شناخت نہ کی جاسکے۔ دوسرے چور کو یہ مشورہ اچھا لگا اور وہ اس پر عمل پیرا ہوا: تب وہ پتھر کو اُس کی جگہ پر لگا کر بھائی کے سر سمیت گھر چلا گیا۔

121(iii)۔ جب دن چڑھا تو بادشاہ کمرے میں آیا اور پھندے میں پھنسے ہوئے سر کٹے چور کی لاش دیکھ کر بہت حیران ہوا، جبکہ کمرے میں کسی کے داخل ہونے اور نہ ہی باہر جانے کا کوئی نشان نظر آتا تھا۔ اِس پریشانی کے عالم میں اُس نے چور کی لاش کو محل کی دیوار کے باہر لٹکانے اور اُس پر ایک محافظ مقرر کرنے کا حکم دیا تاکہ اگر اِس جگہ کے قریب کوئی شخص روتا یا فریاد کرتا ہوا نظر آئے تو اُسے پکڑ کر پیش کیا جائے۔ جب ماں نے اپنے بیٹے کی لاش لٹکائے جانے کی خبر سُنی تو بہت دکھی ہوئی اور اُس نے اپنے دوسرے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ لاش واپس لینے کی کوئی تدبیر کرے، اور یہ دھمکی دی کہ اگر اُس نے ایسا نہ کیا تو وہ بذات خود بادشاہ کے پاس جا کر سب کچھ بتا دے گی۔

121(iv)۔ بیٹے نے ماں کو منانے کی بہتیری کوشش کی کہ معاملے کو یہیں چھوڑ دے مگر بے سود: وہ اُسے بدستور ستاتی رہی، حتیٰ کہ وہ اُس کی بات مان گیا اور مندرجہ ذیل ترکیب سوچی۔۔۔ اُس نے کچھ مشکوں میں شراب بھر کر گدھوں پر لادی اور انہیں ہنکارتا ہوا اُس جگہ پر لے گیا جہاں لاش لٹکی ہوئی تھی، اور پھر دو یا تین مشکوں کو اپنی طرف کھینچ کر کچھ کی گردنوں کو کھول دیا جو گدھوں کے پہلوؤں میں جھول رہی تھیں۔ شراب بڑی تیزی سے بہنے لگی، جس پر وہ اپنا سر پیٹنے اور چلانے لگا کہ جیسے اُسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ پہلے کون سے گدھے کو سنبھالے۔ لاش کے نگرانوں نے شراب بہتے دیکھی تو اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کا سوچا اور سب کے سب اپنے اپنے برتن اُٹھا کر بھاگے آئے اور بہتی ہوئی شراب بھرنے لگے۔ گدھے والے نے مصنوعی غصہ ظاہر کیا اور اُن پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دی: تب نگرانوں نے اُسے تسلی دینے کی پوری کوشش کی اور آخر کار جب وہ کچھ پر سکون ہوا تو اپنے گدھوں کو سڑک کے ایک طرف لے جا کر اُن کا بوجھ درست کرنے لگا: دریں اثناء جب وہ نگرانوں کے ساتھ باتیں کر رہا تھا تو اُن میں ایک کے ساتھ مذاق کرتے ہوئے اُسے ایک مشک بطور تحفہ دے دی۔ اب انہوں نے وہیں بیٹھ کر شراب پینے کا سوچا اور اُس سے درخواست کی کہ وہ بھی اُن کے پاس بیٹھ کر پیئے۔ وہ مان گیا۔ پینے پلانے کے دوران اُن میں دوستی ہو گئی، اور گدھے والے نے دوسری مشک بھی انہیں دے دی، جس کے نتیجے میں وہ بہت زیادہ پی کر مدہوشی کے عالم میں وہیں سو گئے۔ چور نے رات گہری ہونے کا انتظار کیا اور پھر اپنے بھائی کی لاش حاصل کر لی: اس کے بعد اُس نے از راہ مزاح تمام سپاہیوں کی آدھی داڑھی [۲۰۸] مونڈ دی اور وہاں سے چلا گیا۔ وہ اپنے بھائی کی لاش گدھوں پہ لاد کر گھر میں ماں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے پاس لے گیا اور اُس کی خواہش پوری کر دی۔

121 (V)۔ جب بادشاہ کو چور کی لاش چرائے جانے کی خبر ہوئی تو بہت پریشان ہوا۔ چنانچہ ' اُس نے یہ چال چلنے والے شخص کو ہر قیمت پر پکڑنے کی خواہش میں ایک ترکیب سوچی (لیکن مجھے اس پر بہت کم یقین ہے)۔ اُس نے اپنی بیٹی [۲۰۹] کو عام لوگوں میں بھیجا اور ہدایت کی کہ سب آنے والوں کو قبول کرے لیکن ہر آدمی سے تقاضا کرے کہ وہ اپنی زندگی میں کی ہوئی کوئی مکار ترین چال یا ترکیب بتائے۔ جواب میں اگر کوئی شخص چور کی کہانی سنائے تو اُسے قید کروا دے۔ بیٹی نے باپ کی خواہش پر عمل کیا: چور بادشاہ کے ارادوں سے بخوبی آگاہ تھا' اور اُس نے اسے چالاکی اور عیاری میں نیچا دکھانے کا سوچا۔ اِس کام کے لیے اُس نے مندرجہ ذیل منصوبہ سوچا:--- اس نے حال ہی میں مرنے والے ایک شخص کی لاش لی' اُس کی ایک بازو کاٹ کر اپنے کپڑوں میں چھپائی اور بادشاہ کی بیٹی کے پاس گیا۔ جب شہزادی نے باقیوں کی طرح اُس سے بھی پوچھا کہ اُس کی زندگی کا کوئی مکار ترین واقعہ کیا ہے تو جواب میں چور نے اپنے بھائی کا سر کاٹنے اور پھر اُس کی لاش چرا لانے کی کہانی سنائی۔ وہ یہ بتا ہی رہا تھا کہ شہزادی نے اُسے پکڑ لیا لیکن چور نے تاریکی کا فائدہ اُٹھا کر اُسے لاش کا کٹا ہوا بازو پکڑا دیا۔ شہزادی اُسے چور کا بازو سمجھ کر پکڑے رہی' جبکہ چور دروازے سے نکل کر بھاگ گیا۔

121 (vi)۔ جب بادشاہ کو اس تازہ کامیابی کا حال معلوم ہوا تو وہ اُس آدمی کی دانائی اور جرات پر بہت حیران ہوا' اور اپنی سلطنت کے تمام حصوں میں چور کو معافی دینے کا اعلان کر دیا: نیز یہ بھی کہا کہ اگر وہ خود کو ظاہر کر دے تو اُسے بھاری انعام دیا جائے گا۔ چور بادشاہ کی بات پہ یقین کر کے پیش ہو گیا: جس پر رامپ سی نی تس نے اُسے بے حد سراہتے ہوئے اپنا داماد بنا لیا۔ اُس نے کہا' "اہل مصر دانشمندی میں باقی ساری دنیا سے برتر ہیں اور یہ آدمی تمام مصریوں سے۔"

122۔ پروہتوں نے مجھے یہ بھی بتایا کہ بعد میں یہی بادشاہ جیتے جی پاتال [۲۱۰] میں اُتر گیا جسے اہل یونان ہیڈز کہتے ہیں' اور وہاں دیمیتر کے ساتھ پانسے کی کھیل میں کبھی جیتا اور کبھی ہارا۔ کچھ عرصہ بعد وہ زمین پر واپس آیا اور اپنے ساتھ ایک سنہری رومال لایا جو دیوی نے اُسے بطور انعام دیا تھا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ رامپ سی نی تس کے ہیڈز میں جانے اور واپس کی بنیاد پر ہی مصریوں نے ایک تیوہار منانا شروع کیا اور یقیناً آج بھی مناتے ہیں۔ میں یہ تعین نہیں کر سکا کہ درحقیقت اِس تیوہار کی بنیاد اِسی واقعہ پر ہے یا کسی اور پر۔ تقاریب مندرجہ ذیل ہیں:--- سال میں ایک مخصوص دن کو پروہت ایک لبادہ بُنتے' اور اپنے میں سے ایک کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اُسے پہنا دیتے اور دیمیتر کے معبد کو جانے والی سڑک پر چھوڑ کر خود واپس آ جاتے۔ اِس آنکھوں پر پٹی بندھے پروہت کو دو لومڑ دیمیتر کے معبد تک لے جاتے ہیں جو شہر سے بیس فرلانگ کے فاصلے پر ہے: وہ

کچھ دیر وہیں ٹھہرتا ہے اور پھر لوٹ کر اُسے معبد سے واپس اُسی جگہ پر لے آتے ہیں جہاں سے اُسے ساتھ لیا ہوتا ہے۔

123۔ مصری لوگ ان قصوں کو اپنی تاریخ کا حصہ سمجھتے ہیں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں نے اپنی ساری کتاب میں متعدد اقوام کی روایات پوری ایمانداری کے ساتھ رقم کرنے کا سوچا ہے۔ مصریوں کا کہنا ہے کہ دیمیترا اور ڈایونی سس زیریں اقالیم پر حکمران ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے ہی یہ رائے پیش کی کہ انسان کی روح لافانی ہے،[211] اور یہ کہ جسم کی موت پر روح اس لمحے میں پیدا ہونے والے جانور کے قالب میں داخل ہو جاتی ہے،[212] پھر وہ ایک سے دوسرے جانور میں منتقل ہوتے ہوئے مٹی، پانی اور ہوا میں آباد تمام مخلوقات کا روپ دھارتی ہے، اور اس کے بعد دوبارہ انسانی صورت میں داخل ہو کر نیا جنم لیتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تناسخ کا سارا عرصہ تین ہزار سال پر محیط ہے۔ کچھ ماضی بعید اور کچھ ماضی قریب[213] کے ایسے یونانی لکھاری موجود ہیں جنہوں نے مصریوں سے یہ عقیدہ مستعار لیا اور اپنا بنا لیا۔ میں اُن کے نام یہاں لکھ سکتا ہوں، لیکن ایسا کرنے سے گریز کروں گا۔

124۔ پروہتوں کے مطابق رامپ سی نی تس کی موت تک مصر کا حکومتی نظام اور خوشحالی زبردست تھی; لیکن کے آپس (Cheops) کی تخت نشینی کے بعد ہر قسم کی برائی کا شکار ہو گیا۔ اُس نے معبد بند کیے اور مصریوں کو قربانی دینے سے روک دیا، اس کی بجائے انہیں محنت مشقت پر مجبور کیا۔ کچھ سے کہا گیا کہ وہ کوہستان عرب کی کانوں سے پتھر کے بڑے بڑے بلاک گھسیٹ کر دریائے نیل تک لائیں; دیگر کو ذمہ داری سونپی گئی کہ جب بلاکس کشتیوں میں دریا کے پار پہنچیں تو انہیں لیبیائی سلسلہ کوہ[214] کے پار تک کھینچیں۔ ایک لاکھ آدمی متواتر مشقت کرتے اور تین ماہ بعد اُن کی جگہ پر تازہ دم مزدور آ جاتے۔ پتھر لے جانے کی راہ[215] بنانے کے لیے لوگوں پر دس سال تک ظلم کیا گیا; میرے خیال میں یہ کام خود ہرم کی تعمیر سے کمتر نہیں۔ یہ راہ پانچ فرلانگ لمبی دس فیدم چوڑی، اور زیادہ از زیادہ آٹھ فیدم اونچی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا، اس کی تعمیر میں دس سال لگے --- یا پھر بلند راہ بنانے کے لیے، اُس ٹیلے[216] پر کام جہاں ہرم کھڑا ہے، اور زیر زمین کمرے جو کے آپس ذاتی استعمال کے لیے رکھنا چاہتا تھا; موخرالذکر ایک قسم کے جزیرے پر بنائے گئے جو ایک نہر[217] کے ذریعہ لائے گئے نیل کے پانی میں گھرا تھا۔ خود ہرم بیس برس تک تعمیر ہوتا رہا۔ یہ مربع ہے، ہر طرف سے آٹھ سو فٹ،[218] اور اتنا ہی اونچا; یہ سارا صیقل شدہ پتھروں کو نہایت احتیاط سے جوڑ کر بنایا گیا۔ اس کا کوئی بھی پتھر 30 فٹ سے کم اونچا نہیں۔[219]

125۔ ہرم مورچے کی طرح زینہ بہ زینہ بنایا گیا۔[220] انہوں نے کرسی (Base) بنانے کے بعد باقی کے پتھروں کو لکڑی کے تختوں پر مشتمل مشینوں[221] کے ذریعہ اوپر تک پہنچایا۔ پہلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مشین انہیں زمین سے پہلے زینے تک اوپر اُٹھاتی۔ یہاں ایک اور مشین تھی جو پتھر کو وصول کر کے دوسرے زینے تک پہنچاتی' جہاں سے اسے اوپر تیسرے زینے پر پہنچایا جاتا۔ یا تو اُن کے پاس زینوں جتنی تعداد میں ہی مشینیں موجود تھیں' یا ممکن ہے کہ صرف ایک ہی مشین ہو جسے پتھر کے ساتھ ساتھ اگلے سے اگلے زینے تک لے جایا جاتا ہو۔ مجھے دونوں طریقے بتائے گئے اس لیے میں نے دونوں کو یہاں لکھ دیا۔ سب سے پہلے ہرم کا بالائی حصہ مکمل ہوا' پھر درمیانہ اور سب سے آخر میں نچلا۔ ہرم پر مصری رسم الخط [۲۲۲] میں ایک عبارت کندہ ہے جو بتاتی ہے کہ اِسے تعمیر کرنے والے مزدور مولیوں' پیازوں اور لہسن کی کتنی مقدار کھاتے تھے; اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مترجم نے یہ عبارت پڑھ کر مجھے بتایا تھا کہ ان چیزوں پر 1600 ٹیلنٹ چاندی خرچ ہوئی (ایک مصری ٹیلنٹ تقریباً 56 پاؤنڈ چاندی کے برابر تھا)۔ اگر یہ حساب درست ہے تو اُس طویل کام میں استعمال ہونے والے لوہے کے اوزاروں' [۲۲۳] مزدوروں کے کپڑوں اور خوراک پر کتنا زیادہ خرچ آیا ہو گا!

126۔ کے آپس کی بد شعاری اس حد تک پہنچی کہ جب وہ اپنا خزانہ ختم کر کے مزید کا خواہشمند ہوا تو اُس نے اپنی بیٹی کو مخصوص رقم حاصل کر کے لانے کا حکم دے کر قحبہ خانوں میں بھیجا۔۔۔ مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ کتنی رقم; تاہم' وہ یہ رقم لے آئی' اور ساتھ ہی خود کو یادگار بنانے کی غرض سے ہر شخص کو حکم دیا کہ وہ ایک کام کے لیے پتھر کا تحفہ لے کر آئے۔ ان پتھروں کے ساتھ اُس نے ہرم بنایا جو بڑے ہرم کے سامنے والے تین اہرام میں سے درمیان والا ہے; یہ 150 مربع فٹ ہے۔ [۲۲۴]

127۔ مصریوں کے مطابق کے آپس نے پچاس سال حکومت کی اور اُس کی موت پر کیفرن (اس کا بھائی) حکمران بنا۔

کیفرن نے اپنے پیشرو والا طریقہ اختیار کیا اور اس کی طرح ایک ہرم بنایا جو اُس کے بھائی والے ہرم کا ہم پلہ نہ تھا۔ اِس بارے میں مجھے یقین ہے کیونکہ میں نے اُن دونوں کی پیائش کی ہے۔ [۲۲۵] اِس میں کوئی زیرِ زمین کمرے نہیں' اور نہ ہی دریائے نیل سے کوئی نہر پانی لاتی ہے۔۔۔ جیسا کہ دوسرے ہرم میں ہے۔ اِس میں دریائے نیل کا پانی ایک مصنوعی نالے کے ذریعہ لایا گیا۔ کیفرن نے اپنا ہرم کے آپس کے عظیم ہرم کے نزدیک اور بالکل اُس جیسا بنایا' بس اُس نے بلندی چالیس فٹ کم رکھی۔ تہہ خانے کے لیے اُس نے ایتھوپیا کا کئی رنگی پتھر لگایا۔ [۲۲۶] یہ دونوں ہرم ایک ہی پہاڑی پر کھڑے ہیں جس کی اونچائی سو فٹ سے زیادہ کم نہیں۔ کیفرن کا دورِ حکومت 56 برس تک رہا۔

128۔ یوں مصر 106 برس تک محنت مشقت کرتا رہا اور اِس سارے عرصے میں معبد بند

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہے اور دوبارہ نہ کھلے۔ مصری لوگ اِن بادشاہوں کو یاد کرنے سے اِس قدر نفرت کرتے ہیں کہ اُن کا نام بھی نہیں سننا چاہتے۔ لہٰذا وہ عموماً اہرام کو فِلی شیون [227] (Philition) نامی گڈریئے سے منسوب کرتے ہیں جو اُس دور میں اپنے ریوڑ اُس جگہ کے آس پاس چرایا کرتا تھا۔

129۔ وہ کہتے ہیں کہ کیفرن کے بعد کے آپس کا بیٹا مائی سیرینس تخت پر بیٹھا۔ بادشاہ نے اپنے باپ کا طریقہ نامنظور کرتے ہوئے معبد کو دوبارہ کھولا اور محنت مشقت کی چکی میں بُری طرح پسے ہوئے مصریوں کو اُن کے پیشوں پر واپس بھیجا اور قربانی کی رسم بھی بحال کی۔ معاملات کے فیصلے میں اُس کی انصاف پسندی تمام سابق بادشاہوں سے برتر تھی۔ اہلِ مصر اِس حوالے سے اُسے کسی بھی دوسرے حکمران سے زیادہ عزت دیتے اور کہتے ہیں کہ اُس نے نہ صرف ایمانداری سے فیصلے کیے، بلکہ جب کوئی شخص اپنی سزا سے غیر مطمئن ہوتا تو اُسے اپنی جیب سے زرِ تلافی ادا کرکے اُس کا غصہ بھی ٹھنڈا کرتا۔ مائی سیرینس نے اپنے کردار کو نرم خو بنایا اور راوپر مذکور رویئے کے تحت عمل کر رہا تھا کہ ایک آفت کا شکار ہو گیا۔ پہلے تو اُس کی اکلوتی بیٹی مر گئی۔ اِس واقعہ پر شدید دُکھی ہو کر اُس نے اپنی بچی کو ایک غیر معمولی انداز میں دفنانے کا سوچا۔ چنانچہ اُس نے لکڑی کی ایک گائے بنوائی اور اُسے اندر سے کھوکھلا کرنے کے بعد بیرونی سطح پر سونا چڑھایا؛ اور اِس انوکھے مقبرے میں اپنی بیٹی کا مردہ جسم رکھ دیا۔

130۔ گائے کو زمین میں نہیں دفنایا گیا، بلکہ وہ میرے زمانے تک بھی نظر آتی رہی: یہ سائیس کے مقام پر شاہی محل میں تھی جہاں اِسے ایک نہایت خوبصورتی سے سجائے ہوئے کمرے میں رکھا گیا تھا۔ وہاں روزانہ اُس کے سامنے ہر قسم کی خوشبوئیں جلائی جاتی ہیں؛ اور کمرے میں ساری رات ایک چراغ جلتا رہتا ہے۔ ایک ملحقہ کمرے میں مجسّمے پڑے ہیں جو سائیس کے پروہتوں کے مطابق مائی سیرینس کی مختلف داشتاؤں کو پیش کرتے ہیں۔ اِن بیس برہنہ مجسّموں کو لکڑی سے بنایا گیا ہے۔ میں یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ حقیقتاً کن کی شبیہیں ہیں۔

131۔ ان مجسّموں اور مقدس گائے کے حوالے سے ایک اور کہانی بھی بتائی جاتی ہے، جو یوں ہے: ''مائی سیرینس اپنی بیٹی پر عاشق تھا، اور اُس پر تشدد کر بیٹھا۔۔۔ دکھ زدہ دوشیزہ نے پھانسی لے لی اور مائی سیرینس نے اُسے گائے میں دفن کیا۔ تب لڑکی کی ماں نے اُس کی خادماؤں کے ہاتھ کٹوا دیئے کیونکہ انہوں نے بیچاری بچی کے خلاف مائی سیرینس کی مدد کی تھی؛ اسی لیے خادماؤں کے مجسّموں کے ہاتھ نہیں ہیں۔'' میرے خیال میں یہ سب محض فسانہ ہے، بالخصوص مجسّموں کے ہاتھوں کے متعلق۔ میں واضح طور پر دیکھ سکتا ہوں کہ مجسّموں کے ہاتھ صرف امتدادِ زمانہ کا شکار ہوئے۔ وہ ٹوٹ کر گر گئے اور ابھی تک زمین پر پڑے تھے۔

132۔ جہاں تک گائے کا معاملہ ہے تو اس کا زیادہ تر حصہ سرخ رنگ میں چھپ گیا؛ تاہم سر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور گردن پر کافی دبیز سونا چڑھا ہوا ہے' اور سینگوں کے درمیان سورج کے مدار کی سونے سے بنی ہوئی شبیہ ہے۔ شبیہ سیدھی نہیں بلکہ ٹانگیں جسم تلے چھپا کر بیٹھی ہوئی ہے؛ وضع قطع ایک قوی الجثہ گائے والی ہیں۔ اِسے ہر سال اِس کے کمرے سے نکال کر دن کی روشنی میں لایا جاتا ہے۔۔۔ یہ کام اُس موسم میں ہوتا ہے جب اہل مصر اپنے دیوتاؤں کے اعزاز میں خود کو پیٹتے ہیں' تاہم' میں اِس قسم کے معاملے میں دیوتا کا نام نہیں بتانا چاہتا۔ [۱۲۸] وہ کہتے ہیں کہ مائی سیرینس کی بیٹی نے آخری لمحات میں اپنے باپ سے درخواست کی تھی کہ اُسے سال میں ایک مرتبہ سورج ضرور دکھایا جائے۔

133۔ مائی سیرینس اپنی بیٹی کی موت کے بعد ایک اور مصیبت کا شکار ہوا جس کی تفصیل میں اب بیان کروں گا۔ بُوٹو شہر سے اُسے ایک کہانت موصول ہوئی کہ "تم اس دنیا میں صرف چھ سال زندہ رہو گے اور ساتویں برس میں تمہارے دن پورے ہو جائیں گے۔" گھمنڈی مائی سیرینس نے دارالاستخاہ کو ایک غصے بھرا جواب بھیجا اور اپنے ساتھ ناانصافی پر دیوتا کو برا بھلا کہا۔۔۔ "میرے باپ اور چچا نے اگرچہ معبدوں کو بند کیا' دیوتاؤں کا خیال نہ رکھا اور بے شمار انسانوں کو برباد کیا' پھر بھی انہوں نے ایک طویل زندگی پائی؛ میں پاک صاف ہونے کے باوجود جلدی مرجاؤں گا!" دارالاستخارہ کی جانب سے جواب میں دوسرا پیغام آیا۔۔۔ "اسی وجہ سے تمہاری زندگی کو اتنی جلدی انجام تک پہنچایا جارہا ہے۔۔۔ تم نے ایسا رویہ اختیار نہیں کیا جیسا کہ تمہیں کرنا چاہیے تھا۔ مصر کی قسمت میں 150 برس تک مصیبت کا سامنا کرنا لکھا تھا۔۔۔ تم سے پہلے تخت پر بیٹھنے والے دو بادشاہ یہ ابت سمجھ گئے تھے۔۔۔ تم ابھی تک نہیں سمجھے۔" یہ جواب ملنے پر مائی سیرینس نے اِسے تقدیر کا لکھا سمجھتے ہوئے چراغ تیار کروائے جنہیں وہ ہر روز شام کے وقت روشن کرتا' دعوت اڑاتا اور دن رات مسلسل مزہ اٹھاتا؛ وہ دلدلی علاقے اور جنگوں میں گھومتا پھرتا اور تمام ایسی جگہوں پر جاتا جن کے متعلق اُس نے سُن رکھا تھا۔ وہ راتوں کو دنوں میں بدل کر اور چھ سال میں بارہ برس زندگی گزار کر کہانت کو غلط ثابت کرنے کا خواہشمند تھا۔

134۔ اُس نے بھی ایک ہرم چھوڑا' لیکن اپنے باپ والے ہرم سے کافی چھوٹا۔ یہ چاروں طرف سے تقریباً 20 فٹ ہے' اور کل اونچائی کا نصف ایتھوپیائی پتھر سے بنا ہوا ہے۔ کچھ یونانی لوگ اسے روڈوپس طوائف کا کام کہتے ہیں' لیکن اُن کا کہنا غلط ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ حضرات حقیقی طور پر نہیں جانتے کہ روڈوپس کون تھی؛ ورنہ وہ ایک ایسے کام کو اُس سے منسوب نہ کرتے جس پر بے شمار دولت خرچ کی گئی۔ روڈوپس بھی اماسس کے عہد حکومت کے دوران زندہ تھی' نہ کہ مائی سیرینس کے دور میں' یوں اُس کا تعلق یہ اہرام بنوانے والے بادشاہوں سے بہت بعد کے زمانے سے ہے۔ وہ پیدائشی طور پر تھریسی اور ساموسی ہفے سٹوپولس کے بیٹے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایادمون کی کنیز تھی۔ کہانی نگار ایسوپ اُس کی ساتھی کنیزوں میں سے ایک تھی۔ ایادمون کے ساتھ ایسوپ کا تعلق دیگر حقائق سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ جب اہل ڈیلفی نے کہانت کے حکم کی تعمیل میں اعلان کیا کہ اگر کوئی شخص ایسوپ کے قتل کے لیے ہرجانے کا دعویٰ کرتا ہے تو آ کر وصول کر لے' تو آخر کار سابق ایادمون کا پوتا ایادمون سامنے آیا اور زرِ تلافی وصول کیا۔ چنانچہ ایسوپ یقیناً سابق ایادمون کی کنیز رہی ہوگی۔

135۔ در حقیقت روڈوپس کو ساموسی ژانتیس مصر تک لایا: اُسے وہاں بیچنے کے لیے لایا گیا تھا' لیکن سکامانڈرونامس کے بیٹے اور شاعرہ سیفو کے بھائی [229] متیلیائی کیراکسس نے اُسے بھاری رقم دے کر بازیاب کر لیا۔ آزادی پا کر وہ مصر میں ہی رہی اور اپنی خوبصورتی کے ذریعہ بے پناہ دولت سمیٹی: تاہم' وہ اتنی دولت نہ جمع کر سکی کہ اپنے لیے اس جیسا کوئی ہرم بنوا سکتی۔ جو چاہے جا کر دیکھ لے کہ اُس کی دولت کا دسواں حصہ کیا تھا' اُسے پتہ چل جائے گا کہ اُس کے خزانے کو حیرت انگیز حد تک وسیع خیال کرنا درست نہیں۔ اُس نے یونان میں اپنی ایک یادگار چھوڑنے کی خواہش میں کوئی ایسی چیز بنا کر ڈیلفی کے معبد میں نذر کرنے کا تہیہ کیا جس کا ثانی کسی اور معبد میں نہ ملے۔ چنانچہ اُس نے اپنی دولت کا دسواں حصہ مخصوص کیا اور اِس کے ساتھ لوہے کی برچھیاں خریدیں جو سالم بیل بھوننے کے لیے بھی موزوں تھیں' اور دارالاستخارہ میں تحفتاً بھیج دیں۔ وہ اب بھی ڈھیر کی صورت میں وہاں عبادت گاہ کے سامنے قربان گاہ کے پیچھے پڑی نظر آتی ہیں۔ لگتا ہے نوکریتس نے کسی طرح وہ مقام پا لیا تھا جہاں اس قسم کی عورتیں نہایت پُرکشش ہوتی ہیں۔ اول' وہاں یہ روڈوپس تھی جس کے بارے میں ابھی ہم نے بات کی' سب یونانی اس کے نام سے اچھی طرح واقف ہیں: اس کے بعد ایک اور عورت آرچی ڈائس ہوئی' اس نے سارے یونان میں بدنامی کمائی' تاہم اپنی پیشرو کی طرح مقبولیت نہ حاصل کر سکی۔ کیراکسس روڈوپس کی قیمت ادا کرنے کے بعد واپس مائی تی لینے (Mytilene) گیا اور سیفو سے اُس کی شاعری میں اکثر کوڑے کھائے۔ اس طوائف کا اتنا ہی ذکر کافی ہے۔

136۔ پروہت بتاتے ہیں کہ مائی سیرنیس کے بعد اسائیکس [230] نے بادشاہت سنبھالی۔ اُس نے ہفے ستوس کے معبد کا مشرقی پھاٹک [231] تعمیر کروایا جو حجم اور خوبصورتی میں دیگر تین پھاٹکوں سے برتر ہے۔ چاروں پھاٹکوں پر شبیہیں کھدی ہوئی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ تعمیراتی تزئین بھی کافی کی گئی ہے' لیکن اسائیکس والا پھاٹک کہیں زیادہ سجا ہوا ہے۔ اِس بادشاہ کے عہد میں دولت قلیل اور تجارتی لین دین کم ہونے کے باعث ایک قانون منظور کیا گیا کہ قرض کا طالب مطلوبہ رقم حاصل کرنے کے لیے اپنے باپ کا جسم رہن رکھوا سکتا ہے۔ تاہم' اس قانون میں ایک شق یہ بھی رکھی گئی کہ قرض دہندہ اپنے مقروض کی پوری لاش پر بھی حق رکھتا ہے' تاکہ اگر وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قرض ادا کیے بغیر مرجائے تو اپنے آبائی یا کسی اور مقبرے میں دفن نہ ہو سکے' اور نہ ہی اپنی زندگی میں اپنے کسی خاندانی رکن کو اپنے مقبرے میں دفن کر سکے۔ اسی بادشاہ نے اپنے سے پہلے تمام بادشاہوں کو ماند کرنے کی خواہش میں اینٹوں کا ایک ہرم [۲۳۲] اپنے عہد حکومت کی یاد کے طور پر چھوڑا۔ اس پر پتھر میں کھدی ہوئی تحریر یوں ہے:--- "پتھر کے اہرام کے ساتھ موازنہ میں مجھے حقیر نہ جانو' کیونکہ میں اُن سے اُتنا ہی برتر ہوں جتنا کہ جو و دیگر دیوتاؤں سے۔ جھیل میں ایک کھمبا ڈال کر کیچڑ نکالا گیا؛ اور اینٹیں اس گارے سے بنائی گئیں؛ یوں بنا ہوں میں۔" یہ تھے اس بادشاہ کے بڑے بڑے کام۔

137۔ اُس کی جگہ انائیسس کے رہنے والے ایک اندھے آدمی نے لی' اُس کا نام بھی انائیسس تھا۔ اُس کے دور میں ایتھوپیوں کی ایک کثیر فوج نے بادشاہ سباکوس کی زیر قیادت مصر پر حملہ کیا۔ اندھا انائیسس دلدلی علاقے کی جانب بھاگ نکلا اور ایتھوپیائی پچاس برس تک سرزمین مصر کے مالک رہے۔ اس عرصہ میں سباکوس کا طرز حکومت مندرجہ ذیل تھا:--- جب کوئی مصری کسی جرم کا مرتکب ہوتا تو وہ اُسے موت کی سزا دینے کے بجائے اُس کے جرم کی نوعیت کے مطابق ہی سزا دیتا کہ اپنے شہر کے پڑوس میں واقع زمین پر زیادہ یا کم بھرتی ڈالے۔ یوں شہر اس سے زیادہ بلند ہو گئے جتنا کہ پہلے ہوا کرتے تھے۔ سیسوسٹریس کے دور میں ہی نہریں کھودنے والوں نے وہاں بھرتی ڈالی تھی؛ ایتھوپیائی بادشاہ کے عہد میں دوسری بھرتی نے انہیں بہت زیادہ بلند کر دیا؛ میرے خیال میں بُوباسٹس شہر سب سے بلند تھا جہاں بُوباسٹس دیوی کا ایک قابل ذکر معبد ہے۔ دیگر معبد زیادہ بڑے یا زیادہ مہنگے ہوں گے' لیکن دیکھنے میں کوئی بھی بُوباسٹس جیسا خوبصورت نہیں۔ مصریوں کی بُوباسٹس وہی ہے جو یونانیوں کی ارتمس (ڈیانا) ہے۔

138۔ اس عمارت کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے: [۲۳۳]--- مدخل کے سوا یہ سارے کا سارا جزیرہ ہے۔ معبد کے دونوں طرف ایک ایک مصنوعی نہر نے عمارت کا احاطہ کر رکھا ہے اور اس تک آنے جانے کے لیے بس ایک تنگ سا ہی راستہ باقی ہے۔ یہ نہریں سو سو فٹ چوڑی اور گھنے درختوں کے زیر سایہ ہیں۔ پھاٹک ساٹھ فٹ اونچا اور پتھر سے تراشے ہوئے چھ کیوبٹ اونچے مجسموں سے سجا ہوا ہے۔ معبد شہر کے دل میں واقع ہے' اور آس پاس کی تمام اطراف سے دکھائی دیتا ہے؛ کیونکہ شہر کو بھرتی ڈال کر بنایا گیا جبکہ معبد کو اُس کی اصل حالت میں ہی رہنے دیا گیا' اس لیے یہ آپ کو ہر مقام سے نیچے ہی نظر آئے گا۔ احاطے کے ارد گرد ایک دیوار پر شبیہیں کھدی ہیں' اور اندر والی طرف خوبصورت لمبے درختوں کا کنج ہے؛ اس کنج کے اندرونی زیارت گاہ میں دیوی کی مورتی رکھی ہے۔ احاطہ لمبائی میں ایک فرلانگ اور چوڑائی میں بھی اتنا ہی ہے۔ اس کے اندر جانے کی راہ پر تقریباً تین فرلانگ تک پتھر لگا ہے؛ یہ راہ مشرقی سمت سے بازار کے اندر سے ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر گزرتی اور تقریباً 400 فٹ چوڑی ہے۔ بُوباستس کے معبد سے ہرمیس کے معبد کو جانے والی سڑک کے دونوں جانب غیر معمولی حد تک اونچے درخت اُگے ہیں۔

139۔ انجام کار ایتھوپیوں نے مصر کو مندرجہ ذیل حالات میں جلد ہی چھوڑ دیا۔ سباکوس نے سوتے میں ایک خواب دیکھا۔۔۔ایک آدمی اُس کے پہلو میں کھڑا ہے' اور وہ اُسے مشورہ دیتا ہے کہ مصر کے تمام پروہتوں کو جمع کرے اور ہر ایک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اِس پر اُس کے ذہن میں آیا کہ دیوتا اُس سے ایک ناپاک کام کروانا چاہتے' جس کی سزا اُسے یقیناً دیوتاؤں یا انسانوں سے ملے گی۔ چنانچہ اس نے خواب میں دیئے گئے مشورے پر عمل کرنے کی بجائے مصر سے چلے جانے کا عزم کیا؛ اُس نے سوچا کہ اب یہاں اُس کے حکومت کرنے کا وقت پورا ہو گیا ہے۔ کیونکہ ایتھوپیا چھوڑنے سے قبل اُسے وہاں کے محترم کاہنوں نے بتایا تھا کہ وہ مصر پر پچاس سال تک حکومت کرے گا۔ سال پورے ہو گئے اور خوب اُسے ستانے لگا؛ چنانچہ وہ خود ہی چلا گیا۔

140۔ سباکوس کے جاتے ہی اندھے بادشاہ نے دلدلی علاقے سے نکل کر دوبارہ حکومت سنبھال لی۔ وہ اِس سارے عرصہ کے دوران وہیں اپنے لیے مٹی اور راکھ کے مرکب سے جزیرہ بنا کر مقیم رہا تھا۔ وہ مقامی باشندوں کو اپنے واسطے ایسا کھانا لانے کا حکم دیتا جو ایتھوپیائی بادشاہ کے لیے نامعلوم تھا' اور بعد ازاں اُس کی درخواست پر ہر شخص کھانے کے ساتھ راکھ کی ایک مخصوص مقدار بھی لایا۔ امیرتیئس[۲۳۴] (Amyrataeus) سے پہلے کوئی بھی شخص اس جزیرے کی جائے وقوع دریافت کرنے کے قابل نہ ہو سکا؛[۲۳۵] اگلے سات سو[۲۳۶] سے زائد برس تک کسی بھی مصری بادشاہ کو اِس کا علم نہ تھا۔ اس کا نام ایلبو (Elbo) ہے۔ یہ لمبائی اور چوڑائی میں تقریباً دس دس فرلانگ ہے۔

141۔ ہفے ستوس کے پروہتوں نے مجھے بتایا کہ اگلا بادشاہ سیتھوس تھا۔ اِس حکمران نے مصریوں کے جنگجو طبقے کو نظرانداز اور بے توقیر کیا' کہ جیسے اُسے اُن کی خدمات کی ضرورت ہی نہ ہو۔ دیگر بے عزتیوں کے علاوہ اُس نے اُن سے وہ بارہ بارہ ایکڑ زمین بھی واپس لے لی جو انہیں سابق بادشاہوں کے دور میں ملی تھیں۔ چنانچہ بعد میں عربوں اور اشوریوں کے بادشاہ[۲۳۷] سخیرب نے اپنی وسیع فوج لے کر مصر پر چڑھائی کی تو سب کے سب جنگجوؤں نے اُس کی مدد کے لیے آنے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ شدید پریشانی کے عالم میں عبادت گاہ کے اندر داخل ہوا اور دیوتا کی مورتی کے سامنے اپنی قسمت پر آہ و زاری کی۔ وہ روتے روتے سو گیا اور خواب دیکھا کہ خدا آ کر اُس کے پاس کھڑا ہو گیا تھا' اُس کا دل بہلایا' اُسے عرب لشکر کا بہادری کے ساتھ مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔۔ تب سیتھوس نے اپنے خواب پر یقین کر کے ایسے مصریوں کو جمع کیا جو اُس کا حکم ماننے کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تیار تھے' اُن میں سے کوئی بھی جنگجو نہیں بلکہ سب تاجر' دستکار اور کاروباری لوگ تھے; اور اِن کے ہمراہ اُس نے پیلوسیئم کی جانب مارچ کیا جو مصر میں داخلے کا مقام ہے' اور وہاں پڑاؤ ڈالا۔ جب دونوں افواج آمنے سامنے ڈیرہ زن ہوئیں تو رات کے وقت فصلی چوہوں کا ایک انبوہِ کثیر آیا اور دشمنوں کے تمام تیر کمان اور ڈھالوں کے تسمے بھی کتر ڈالے۔ اگلی صبح انہوں نے بھاگنا شروع کیا اور بہت سے افراد دفاع کے لیے کوئی ہتھیار نہ ہونے کے باعث پکڑے گئے۔ آج بھی ہفے ستوس کے معبد میں سیتھوس کا ایک پتھر کا مجسمہ ہاتھ میں چوہا پکڑے ۲۳۸ کھڑا ہے' اور اُس پر ایک تحریر کندہ ہے ---"میری طرف دیکھو' اور دیوتاؤں کا احترام کرنا سیکھو۔"

142۔ یہاں تک میں نے مصریوں اور اُن کے پروہتوں کی بتائی ہوئی روایتوں پر انحصار کیا۔ اُن کا کہنا ہے کہ پہلے بادشاہ سے لے کر اس آخری مذکور بادشاہ' ہفے ستوس کے پروہت' تک 341 پشتوں کا زمانہ تھا; بادشاہوں اور اعلیٰ پروہتوں کی تعداد بھی اتنی ہی تھی۔ انسانوں کی 300 پشتوں کے لیے 10 ہزار سال درکار ہیں کیونکہ ایک صدی میں تین پشتیں آتی ہیں; اور باقی کی 41 پشتوں کا عرصہ 1340 سال بنتا ہے۔ یوں مجموعی سالوں کی تعداد 11,340 ہو گئی; اس ساری مدت میں کبھی کوئی دیوتا انسانی شکل میں ظاہر نہیں ہوا; سابق یا موخر مصری بادشاہوں کے دور میں ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا۔ تاہم' اس عرصہ زماں میں سورج کئی مواقع پر اپنے معمول کے راستے سے ہٹا--- دو مرتبہ مغرب سے نکلا اور دو مرتبہ مشرق میں غروب ہوا۔ مصر پر اِن اثرات سے کوئی فرق نہیں پڑا' زمین اور دریا کی پیداوار جوں کی توں رہی; بیماریوں یا اموات میں بھی کوئی غیر معمولی بات نہیں ہوئی۔

143۔ جب مورخ ہیکاٹیئس ۲۳۹ تھیبس میں تھا' اور اُس نے اپنا سلسلہ نسب سولہویں پشت میں ایک شخصی دیوتا سے ملایا تو زیئس کے پجاریوں نے اُس کے ساتھ بالکل وہی کچھ کیا جو بعد میں میرے ساتھ کیا تھا' حالانکہ میں نے اپنے خاندان کے بارے میں کوئی شیخی نہیں بگھاری تھی۔ وہ مجھے عبادت گاہ کے کشادہ اندرون میں لے گئے اور لکڑی کے بہت سے مجسمے دکھائے' جنہیں انہوں نے گِنا اور اُن کی تعداد عین اتنی نکلی جو انہوں نے بتائی تھی; اُس کے عہد حیات میں روایت تھی کہ پروہت اعلیٰ معبد میں اپنا مجسمہ نصب کیا کرتا تھا۔ انہوں نے مجھے مجسمے دکھاتے ہوئے یقین دلایا کہ یہ سب ایک دوسرے کے باپ بیٹے تھے۔ جب ہیکاٹیئس نے اپنے سلسلہ نسب میں سولہویں پشت کے ایک دیوتا کا ذکر کیا تو پروہتوں نے انکار کیا اور کسی دیوتا کے بطور انسان جنم کو نہ مانے۔۔ ان کا کہنا تھا کہ ہر ایک مجسمہ پیرومس ابن پیرومس کا تھا' اور اُن کی تعداد 345 تھی; سارا سلسلہ پیرومس سے پیرومس تک چلتا تھا اور ان کا تعلق کسی دیوتا یا ہیرو سے نہیں تھا۔ لفظ پیرومس کا مطلب "جنٹلمین" قرار دیا جا سکتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

144۔ اُن کے مطابق اِن مجسموں کے ذریعہ پیش کی گئی ہستیوں کی نوعیت یہ تھی---وہ دیوتا ہونے سے بہت دور تھے۔ تاہم' اُن سے پہلے کے دور میں معاملہ اُلٹ تھا: تب دیوتا مصر کے حکمران تھے جو زمین پر اشرف المخلوقات یعنی انسانوں کے ساتھ رہتے تھے۔ ان میں سے آخری اوزیرس کا بیٹا ہورس تھا جسے یونانی اپالو کہتے ہیں۔ اُس نے ٹائیفون [۱۴۴] کو معزول کر کے آخری دیوتا بادشاہ کے طور پر مصر پر حکومت کی۔ یونانیوں کے ہاں اوزیرس کا نام ڈائیونی سس (باخوس) ہے۔

145۔ یونانی ہیراکلیس' ڈایونی سس اور پان کو دیوتاؤں میں سب سے کم عمر قرار دیتے ہیں۔ اس کے برعکس مصریوں کے ہاں پان نہایت قدیم اور "آٹھ دیوتاؤں" میں سے ایک ہے جو باقی تمام سے قبل موجود تھے۔ ہیراکلیس دوسرے سلسلے کے "بارہ دیوتاؤں" میں سے ایک ہے؛ اور ڈایونی سس کا تعلق تیسرے سلسلے کے اُن دیوتاؤں سے ہے جنہیں بارہ نے پیدا کیا۔ میں پیچھے ذکر کر چکا ہوں کہ مصریوں کے مطابق ہیراکلیس کی پیدائش اور اماسس کی حکومت کے درمیان کتنے برس کا فاصلہ تھا۔ [۱۴۵] وہ پان سے لے کر اِس دور کو اور بھی زیادہ طویل بتاتے ہیں؛ اور اُن کے خیال میں تینوں میں سب سے چھوٹے ڈایونی سس اور اِس اماسس کے عہد حکومت میں پندرہ ہزار برس حائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اِن معاملات میں انہیں غلطی نہیں لگ سکتی کیونکہ انہوں نے ہمیشہ برسوں کا حساب رکھا اور انہیں رجسٹروں میں درج کرتے رہے۔ لیکن زمانہ حال سے لے کر کیڈمس کی بیٹی سیملی (Semele) کے مشہور بیٹے ڈایونی سس تک کا عرصہ 1600 برس سے زیادہ نہیں؛ الکمینا کے بیٹے ہیراکلیس تک تقریباً 900 برس؛ جبکہ پینی لوپ کے بیٹے پان تک تقریباً 800 برس بنتے ہیں (یونانیوں کے مطابق پان کا باپ ہرمس تھا)۔

146۔ اِن دونوں روایتوں میں سے کوئی جسے چاہے قبول کر لے: میں اُن کے بارے میں اپنی رائے دے چکا ہوں۔ اگر یہ دیوتا واقعی عوامی سطح پر مقبول تھے اور یونان میں بوڑھے ہوئے (جیسا کہ ایمفی ٹرائیون کے بیٹے ہیراکلیس' سیملی کے بیٹے ڈایونی سس اور پینی لوپ کے بیٹے پان کے معاملہ میں تھا) تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ موخرالذکر شخصیات کے نام سابق دور کے دیوتاؤں والے ہی تھے۔ لیکن یونانی روایت کی رُو سے ڈایونی سس کو پیدا ہوتے ساتھ ہی زیئس نے اپنی ران میں سیا اور مصر سے اوپر ایتھوپیا میں نائسا (Nysa) لے گیا؛ اور پان کے بارے میں وہ یہ جاننے کا دعویٰ بھی نہیں کرتے کہ پیدائش کے بعد اُسے کیا حالات پیش آئے تھے۔ چنانچہ' میری نظر میں یہ بالکل واضح ہے کہ یونانیوں کو ان دیوتاؤں کے نام اپنے دیگر معبودوں کے بعد معلوم ہوئے' اور یہ کہ وہ اُن کی پیدائش کا وقت تب سے شمار کرتے ہیں جب اُنہیں پہلی مرتبہ اُن سے شناسائی ہوئی۔ یہاں تک میرے بیانئے کا دار و مدار مصریوں کی بیان کردہ روایات پر ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

147– آئندہ بیان میں میرے پاس نہ صرف مصریوں بلکہ اُن سے متفق دیگر لوگوں کو سند بھی ہے۔ کہیں کہیں میں اپنا مشاہدہ بھی بیان کروں گا۔ ہفے ستوس کے پروہت کا عہد حکومت ختم ہونے پر جب مصریوں کی آزادی بحال ہوئی تو وہ بادشاہ کے بغیر نہ رہ سکے اور مصر کو بارہ اضلاع میں تقسیم کر کے اپنے اوپر بارہ بادشاہ تعینات کر لیے۔ اِن بارہ بادشاہوں نے آپس میں شادیوں کے بندھن باندھ کر مصر پر امن سے حکومت کی' کیونکہ باہمی رشتوں کے باعث انہوں نے ایک دوسرے کو معزول نہ کیا اور نہ ہی نیچا دکھانے کی کوشش کی' بلکہ اتفاق و یگانگت سے رہتے رہے۔ اِن تعیناتیوں کی وجہ یہ تھی کہ بارہ بادشاہتیں قائم ہونے کے وقت ایک کہانت کا اعلان ہوا۔۔۔ "اُن میں سے جو بھی ہفے ستوس کے معبد میں کانسی کے پیالے سے شراب بھینٹ کرے گا وہ ساری سرزمین مصر کا حکمران بنے گا۔" اب تمام بارہ بادشاہوں نے تمام معبدوں میں حاضریاں دیں۔

148– اُن سب نے خود کو اور زیادہ متحد کرنے کے لیے ایک مشترکہ یادگار چھوڑنا بہتر سمجھا۔۔ اس عزم کی تکمیل میں انہوں نے ایک لیبر نتھ (بھول بھلیاں) بنائی جو جھیل موئرس سے کچھ اوپر "مگرمچھوں کا شہر" نامی جگہ کے پڑوس میں واقع ہے۔ میں اِس جگہ گیا اور اِسے ناقابل بیان پایا کیونکہ اگر یونانیوں کی تمام دیواریں اور دیگر عظیم کاموں کو ایک ہی جگہ جمع کر دیا جائے تو تب بھی وہ محنت یا خرچ کے لحاظ سے اِس لیبر نتھ کی ہم سری نہیں کر سکتے؛ ۲۴۲ پھر بھی ایفی سس کا معبد ایک قابل ذکر عمارت ہے' ۲۴۳ اور ساموس کا معبد بھی۔ ۲۴۴ اِسی طرح اہرام ماورائے بیان ہیں' اور یونانیوں کے عظیم ترین کاموں کی ہمسری کرتے ہیں' لیکن لیبر نتھ اہرام سے بھی برتر ہے۔ اِس میں چھت والے بارہ احاطے (Courts) ہیں' ان کے دروازے ایک دوسرے کے عین سامنے ہیں۔۔۔ چھ شمال اور چھ جنوب کی طرف۔ ساری عمارت کے اردگرد ایک دیوار ہے۔ دو مختلف قسم کے کمرے بھی بنائے گئے ہیں۔۔۔ آدھے زیر زمین اور آدھے بالائے زمین' موخرالذکر اول الذکر کے اوپر؛ دونوں قسم کے کمروں کی اپنی اپنی تعداد 4500 ہے۔ میں نے بالائی کمروں میں خود جا کر دیکھا ہے' اور اُن کے بارے میں ذاتی مشاہدے کی بناء پر ہی لکھوں گا؛ زیر زمین کمروں کے بارے میں صرف ملنے والی رپورٹوں کی روشنی میں ہی بات کر سکتا ہوں: عمارت کے نگران انہیں دکھانے پر راضی نہ ہوئے کیونکہ وہاں اِس لیبر نتھ کو بنوانے والے بادشاہوں اور مقدس مگرمچھوں کی لاشیں بھی رکھی ہیں۔ میں سنی ہوئی باتوں کی بنیاد پر ہی اِن زیریں کمروں کے متعلق بات کرنے کے قابل ہو سکا۔ تاہم' بالائی کمرے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور انہیں کسی بھی اور انسانی شاہکار سے زیادہ شاندار پایا؛ کیونکہ گزرگاہیں اور موڑ بے شمار تعریف و تحسین کے مستحق ہیں: میں صحنوں سے کمروں' کمروں سے برآمدوں'

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

برآمدوں سے تازہ گھروں اور واپس صحنوں میں جاتے ہوئے واہ واہ کرتا رہا۔ دیواروں کی طرح ساری چھت بھی پتھر کی تھی; اور ساری دیواروں پر کندہ کاری کی گئی تھی; ہر صحن ایک برآمدے کے درمیان تھا جسے سفید پتھر کو شاندار انداز میں جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ لیبر نتھ کے کونے میں ایک 40 فیدم بلند ہرم کھڑا ہے جس پر بڑی بڑی شبیہیں کھدی ہیں; اِس ہرم میں داخلے کا راستہ زیرِ زمین ہے۔

149۔ لیبر نتھ کے نزدیک ہی جھیل موئرس نامی کام اور بھی زیادہ حیرت انگیز ہے۔ اس کا محیط 3600 فرلانگ ہے، جو ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ مصر کی ساری لمبائی کے برابر بنتا ہے۔ جھیل کی زیادہ از زیادہ طوالت شمالاً جنوباً ہے، اور زیادہ سے زیادہ گہرائی پچاس فیدم ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اِسے مصنوعی طور پر کھودا گیا، کیونکہ تقریباً درمیان میں سطح آب سے تقریباً 50 فیدم اونچے دو ہرم[۲۴۵] کھڑے ہیں (سطح آب سے نیچے بھی 50 فیدم) اور اِن دونوں کی راس پر ایک ایک تخت نشین مجسمہ ہے۔ یوں اِن اہرام کی اونچائی ایک سو فیدم بنتی ہے، یعنی چھ سو فٹ کے ایک فرلانگ (سٹیڈیم) کے بالکل برابر: ایک فیدم چھ فٹ یا چار کیوبٹ ہوتا ہے۔ جھیل کا پانی باہر زمین پر نہیں آتا، اور دریائے نیل سے ایک نہر کے ذریعہ اس میں لایا جاتا ہے۔ بہاؤ چھ ماہ دریا سے جھیل میں، اور اگلے چھ ماہ جھیل سے دریا کی جانب ہوتا ہے۔ جب یہ باہر کی جانب بہہ رہا ہو تو شاہی خزانے میں روزانہ ماہی گیری[۲۴۶] کی وجہ سے ایک ٹیلنٹ چاندی جمع ہوتا ہے، لیکن جب بہاؤ دوسرے رُخ ہو تو آمدنی ایک تہائی رہ جاتی ہے۔

150۔ مقامی لوگوں نے مجھے بتایا کہ اس جھیل سے مغرب کی جانب ایک زمین دوز راستہ ممفس کے اوپر والی پہاڑیوں کے اندر سے لیبیائی سِیرتِس (Syrtis) تک جاتا ہے۔ کھدائی کے وقت نکالی گئی مٹی مجھے کہیں نظر نہ آئی اور میں اِس کے مصرف کے بارے میں جاننے کا مشتاق تھا، لٰہذا میں نے جھیل کے قریب ترین رہنے والے مصریوں سے پوچھا کہ مٹی کہاں ڈالی گئی۔ اُن کا جواب میں نے فوراً درست مان لیا کیونکہ میں نے نینوا میں اشوریوں کی ایک ایسی ہی کارروائی کے بارے میں سُن رکھا تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ وہاں کچھ چوروں نے نینوائی بادشاہ ساردن آپلس (اشور بنی پال؟) کے وسیع خزانوں کو حاصل کرنے کا منصوبہ بنایا جو زمین دوز خزانہ گھروں میں رکھے گئے تھے۔ انہوں نے اپنے رہائشی گھر سے شاہی محل کی جانب فاصلے اور سمت کا اندازہ کر کے ایک سرنگ کھودنا شروع کی۔ رات ہونے پر وہ کھود کر نکالی ہوئی مٹی لے جا کر دریائے دجلہ میں ڈال آتے (جو نینوا کے قریب سے گزرتا ہے) اور یوں اپنا مقصد پورا ہونے تک اِس سے جان چھڑاتے رہے۔ مصریوں نے بھی جھیل کی مٹی کو اِسی طرح ٹھکانے لگایا، بس وہ کام رات کی بجائے دن کو کرتے تھے۔ وہ مٹی کی کھدائی ہوتے ساتھ ہی اِسے دریائے نیل میں پھینک آتے۔ اِس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جھیل کو بنانے کے حوالے سے مجھے یہی تفصیل میسر آسکی۔

151۔ بارہ بادشاہوں نے کچھ عرصہ تک آپس میں بہت اچھا سلوک کیا' لیکن انجام کار یوں ہوا کہ ایک موقع پر جب وہ ہفے ستوس کے معبد میں عبادت کرنے گئے تو تیوہار کے آخری دن پروہت اعلیٰ شراب بھینٹ کرنے کے لیے غلطی سے بارہ کی بجائے گیارہ طلائی جام لے آیا۔ پسامٹی کس سب سے آخر میں کھڑا تھا' جام نہ ملنے پر اُس نے اپنا کانسی کا ہیلمٹ (خود) سر سے اُتارا اور اُس میں شراب ڈال کر بھینٹ کی۔ تمام بادشاہ ہیلمٹ پہنا کرتے تھے' اور یقیناً اِس موقع پر بھی سب نے پہنے ہوئے تھے۔ پسامٹی کس کا یہ فعل بھی کوئی انہیں کانسی کے پیالے میں شراب بھینٹ کرنے والے بادشاہ کی سبقت کے بارے میں کی گئی کہانت یاد آئی تو پہلے وہ پسامٹی کس کو قتل کرنے کا سوچتے رہے' تاہم' بعد میں تحقیقات کے نتیجہ میں جب وہ بے قصور نکلا تو اُنہوں نے اُسے قتل کرنا منصفانہ نہ سمجھا: بلکہ اُسے طاقت سے محروم کر کے دلدلی علاقوں میں جلاوطن کرنے اور باقی مصر کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعلق رکھنے پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا۔

152۔ یہ پسامٹی کس کی دوسری جلاوطنی تھی۔ ایک سابق موقع پر وہ ایتھوپیائی سباکوس کے پاس سے فرار ہوا تھا جس نے اُس کے باپ نیکوس کو ہلاک کر دیا تھا۔ تب اُس نے سیریا میں پناہ لی' اور جب ایتھوپیائی بادشاہ خواب کے نتیجہ میں واپس چلا گیا تو سائیسی علاقہ کے مصری پسامٹی کس کو واپس لے آئے۔ یہ اُس کی بدقسمتی تھی کہ اُسے بارہ بادشاہوں کے ہاتھوں صرف اِس وجہ سے جلاوطن ہونا پڑا کہ اُس نے شراب اپنے ہیلمٹ میں ڈال کر بھینٹ کی تھی: اِس موقع پر اُس نے دلدلی علاقے میں پناہ لی۔ خود کو ایک مجروح شدہ انسان محسوس کرتے ہوئے اُس نے گیارہ بادشاہوں سے انتقام لینے کا فیصلہ کیا۔ پسامٹی کس نے بوٹو کے شہر (جہاں لاٹونا کے مقام پر ایک دارالاستخارہ ہے) کی جانب تمام مصری کہانتوں میں سے راست ترین کہانت بھیجی اور انتقام لینے کا طریقہ پوچھا۔ اُسے جواب ملا' "انتقام سمندر کی جانب سے آئے گا جب کانسی کے آدمی ظاہر ہوں گے۔" یہ جواب ملا تو اُسے یقین نہ آیا' کیونکہ اُس نے سوچا کہ کانسی کے آدمی کبھی اُس کی مدد کو نہ آئیں گے۔ تاہم' ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ لوٹ مار کی غرض سے اپنے ملک سے نکلنے والے کچھ کیریائی اور ایونیائی خراب موسم کے باعث مصری ساحل سے آ لگے' وہ سب کانسی کی زرہوں میں ملبوس تھے اور مقامی باشندوں نے انہیں دیکھ لیا۔ ایک شخص نے پسامٹی کس کو اِس غیر معمولی واقعہ کی اطلاع دی (کیونکہ اُس نے پہلے کبھی انسانوں کو کانسی پہنے ہوئے نہ دیکھا تھا) کہ کانسی کے آدمی سمندر کی جانب سے آئے تھے اور میدان میں غارت گری کر رہے تھے۔ پسامٹی کس کو کہانت کے پورا ہونے کا فوری یقین ہو گیا' اور اُس نے انہیں شاندار وعدوں کے ذریعہ اپنی اطاعت کرنے پر مائل کر لیا۔ تب اُس نے اِن لٹیروں اور ہم خیال مصریوں کی مدد سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیارہ بادشاہوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دی۔

153۔ یوں جب پسامیٹی کس مصر کا بلا شرکت غیرے حکمران بن گیا تو ممفس میں ہفے ستوس کے معبد کا جنوبی پھاٹک اور ایپس (Apis) کا احاطہ بھی تعمیر کروایا۔۔۔ ایپس جب بھی مصر میں ظاہر ہوتا تو اسی احاطے میں رکھا جاتا۔ پسامیٹی کس کے معبد کے بالمقابل یہ احاطہ برآمدے میں گھرا ہوا اور بہت سے مجسموں کے ساتھ سجا ہوا ہے۔ برآمدے میں ستونوں کی جگہ پر بارہ بارہ کیوبٹ اونچے مجسمے ہیں۔ ایپس کا یونانی نام ایپے فس ہے۔

154۔ پسامیٹی کس نے اپنی مدد کرنے والے کیریاؤں اور ایونیاؤں کو آمنے سامنے دو رہائش گاہیں دیں، یہ "پڑاؤ" نیل کے دونوں کناروں پر تھے۔ اُس نے اُن کے ساتھ کیے ہوئے تمام وعدے بھی ایفاء کیے؛ مزید برآں کچھ مصری بچوں کو یونانیوں کی زبان سیکھنے کے لیے اُن کے سپرد کیا۔ یہ بچے تربیت پانے کے بعد مصر میں مترجمین کے سارے طبقے کے والدین بنے۔ ایونیائی اور کیریائی متعدد برس تک پسامیٹی کس کی دی ہوئی جگہوں پر مقیم رہے جو بُوباسٹس شہر سے کچھ نیچے دریائے نیل کے پیلوسیاک (Pelusiac) دہانے پر سمندر کے نزدیک واقع تھیں۔ [۲۴۸] بہت بعد میں بادشاہ اماسس نے یونانیوں کو یہاں سے نکالا اور مقامی مصریوں سے اپنے بچاؤ کے لیے انہیں ممفس میں بسایا۔ ہم یونانیوں نے اُن کے ساتھ میل جول کے ذریعہ اِن افراد کی مصر میں آبادکاری کی اصل تاریخ سے لے کر پسامیٹی کس کے عہد حکومت تک مصری تاریخ کے متعدد واقعات کا بالکل درست علم حاصل کیا؛ لیکن پسامیٹی کس سے پہلے کسی غیر ملکی نے کبھی اِس ملک میں رہائش اختیار نہ کی تھی۔ جن گودیوں میں اُن کے بحری جہاز کھڑے تھے اور اُن کے مکانوں کے کھنڈرات میرے دور میں بھی نظر آتے ہیں۔ یوں پسامیٹی کس مصر کا آقا بنا۔

155۔ میں نے ایک سے زائد مرتبہ مصری دارالاستخارہ [۲۴۹] کا ذکر کیا ہے، اور اِس کی اہمیت کے پیش نظر اب میں اسے زیادہ تفصیل سے بیان کروں گا۔ یہ لیٹو [۲۵۰] کا ایک معبد ہے اور سمندر سے کچھ فاصلے پر دریائے نیل کے سیبی نیٹک دہانے پر ایک بہت بڑے شہر کے درمیان میں واقع ہے۔ شہر کا نام بُوتو ہے، جیسا کہ میں نے پہلے بتایا؛ اور اِس میں دو دیگر معبد بھی ہیں۔۔۔ ایک اپالو اور ایک ارتمس کا۔ دارالاستخارہ والا لیٹو کا معبد ایک کشادہ عمارت ہے جس کا پھاٹک دس فیدم بلند ہے۔ [۲۵۱] اِس معبد کے قریب ایک حقیقی حیرت انگیز احاطے کے اندر ایک چٹان سے بنا ہوا عبادت خانہ تھا، جس کی لمبائی اور اونچائی ایک جتنی، یعنی 40 مربع کیوبٹ تھی۔ پتھر کا ایک اور بلاک چھت تشکیل دیئے ہوئے تھا اور چھجہ چار کیوبٹ آگے نکلا ہوا تھا۔

156۔ جیسا کہ میں نے کہا، اِس نے مجھے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی تمام چیزوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ حیران کیا۔ اگلا عجوبہ کیمس (Chemmis) نامی جزیرہ تھا۔ یہ جزیرہ معبد کے قریب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی ایک چوڑے اور گہری جھیل کے درمیان میں ہے' اور مقامی لوگوں کے مطابق یہ پانی میں تیر رہا ہے۔ البتہ میں نے اِسے تیرتے' یا حتیٰ کہ حرکت کرتے ہوئے بھی نہیں دیکھا؛ اور جب انہوں نے مجھے اِس کے بارے میں بتایا تو میں سوچنے لگا کہ کیا تیرتے ہوئے جزیرے جیسی کوئی شے حقیقت میں بھی ہو سکتی ہے۔ اِس پر اپالو کا ایک بہت بڑا معبد تعمیر کیا گیا ہے جس میں تین الگ الگ قربان گاہیں ہیں۔ یہاں کھجور کے درخت کثیر التعداد ہیں' دیگر بھی بہت سے درخت ہیں جن میں سے کچھ پھلدار اور باقی کے بے پھل ہیں۔ اہل مصر اِس جزیرے کے حوالے سے مندرجہ ذیل کہانی سناتے ہیں:۔۔۔ "سابق وقتوں میں جب جزیرہ ابھی متعین اور بے حرکت ہی تھا تو پہلے سلسلہ کے آٹھ دیوتاؤں میں سے ایک لیٹو (جو بُوٹو شہر میں رہتی تھی) نے اپالو کو ایک مقدس فریضے کے طور پر آئسس سے قبول کیا اور اُسے اِس تیرے ہوئے جزیرے میں چھپا کر تحفظ دیا۔ دریں اثناء ٹائی فون نے اوزیرس کے بیٹے کی تلاش میں کونہ کونہ چھان مارا۔" مصریوں کے مطابق اپالو اور ارتمس ڈایونی سس اور آئسس کے بچے ہیں؛ [۲۵۲] جبکہ لیٹو اُن کی وایا اور محافظ ہے۔ وہ اپنی زبان میں اپالو کو ہورس کہتے ہیں' اور دیمیتر کو آئسس؛ ڈیانا کو بُوباسٹس۔ اس مصری روایت سے ہی یُوفوریون کے بیٹے اسکائیلس کے ذہن میں ارتمس کو دیمیتر کی بیٹی بنانے کا خیال آیا: کسی بھی سابق شاعر کو یہ خیال نہ سُوجھا تھا۔ چنانچہ اس واقعہ کے نتیجہ میں جزیرہ پہلی مرتبہ تیرا۔ کم از کم مصری یہی بتاتے ہیں۔

157۔ پسامیٹی کس نے مصر پر 54 برس حکومت کی' جن میں سے 20 برس کے دوران اس نے مسلسل آزوتس [۲۵۳] کا محاصرہ کیے رکھا اور آخر کار اسے حاصل کر لیا۔ آزوتس سیریا میں ایک بڑا شہر ہے: ہمیں معلوم تمام شہروں میں سے کسی نے بھی اتنے لمبے عرصے تک محاصرہ برداشت نہیں کیا۔

158۔ پسامیٹی کس کے بعد اس کا بیٹا نیکوس تخت نشین ہوا۔ سب سے پہلے اسی نے بحیرہ اریتھریائن تک نہر تعمیر کرنے کی کوشش کی۔۔۔ اس کام کو بعد ازاں فارسی داریوش (دارا) نے مکمل کیا۔۔۔ نہر کی لمبائی چار دن کے سفر پر مشتمل ہے اور چوڑائی اتنی ہے کہ دو سہ طبقہ جہاز دوش بدوش چل سکتے ہیں۔ پانی دریائے نیل سے لیا جاتا ہے جسے نہر عربی شہر [۲۵۴] پتومس (Patumus) کے نزدیک بوباسٹس شہر سے کچھ اوپر [۲۵۵] خیراد کہتی اور پھر چلتے چلتے بحیرہ اریتھریائن میں جا گرتی ہے۔ شروع میں تو یہ ممفس کے بالمقابل سلسلہ کوہ تک مصری میدان کے عربی پہلو کے سنگ سنگ چلتی ہے: پھر یہ مغرب سے مشرق کی جانب پہاڑیوں کے دامن میں سفر کرتی ہے: اس کے بعد مڑ کر ایک تنگ درے میں داخل ہوتی ہوئی جنوب کی جانب چلنے لگتی اور انجام کار خلیج عرب میں داخل ہوتی ہے۔ شمالی سمندر سے جنوبی یا اریتھریائن سمندر تک مختصر اور آسان ترین راستہ مصر اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیریا کی درمیانی سرحد تشکیل دینے والے کو Casius سے خلیج عرب تک پورا ایک ہزار فرلانگ لمبا ہے۔ لیکن نہر کا راستہ مڑا تڑا ہونے کے باعث کہیں زیادہ لمبا پڑتا ہے۔ نیکوس کے عہد میں کام پر لگائے گئے ایک لاکھ بیس ہزار مصری کھدائی کے دوران اپنی زندگیاں ہار بیٹھے۔ آخر کار اس نے ایک کہانت کے نتیجہ میں کام روک دیا جس میں خبردار کیا گیا تاکہ "وہ بربریوں کے لیے محنت کروا رہا تھا۔" مصری لوگ ان سب کو بربری [256] کہتے تھے جو ان کی زبان سے مختلف زبان بولتے تھے۔

159۔ نیکوس نے نہر کی تعمیر ترک کرنے کے بعد اپنی تمام سوچیں جنگ کی جانب لگا دیں اور سہ طبقہ جہازوں کا ایک بیڑا تیار کرنے کے کام میں لگ گیا: وہ کچھ جہازوں کو شمالی سمندر اور کچھ کو اریتھریئن میں بحرپیائی کے لیے ڈالنا چاہتا تھا۔ موخرالذکر جہاز خلیج عرب میں بنائے گئے ہاں وہ خشک گودیوں میں آج بھی نظر آتے ہیں۔ اس نے جب بھی اور جہاں بھی موقع ملا اِن جہازوں کو استعمال کیا: جبکہ سیریوں کے ساتھ خشکی پر ایک جنگ بھی کی اور انہیں میگڈولس [257] کے مقام پر ایک خونریز لڑائی میں شکست دینے کے بعد سیریا کے ایک بڑے شہر کیڈائٹس [258] کا مالک بن بیٹھا۔ وہ اِن موقعوں پر جو لباس پہنتا تھا اُسے اپالو کے حضور [259] بھینٹ کے طور پر ملیشیا میں برانکیدے بھجوا دیا۔ نیکوس پورے سولہ برس حکومت کر کے مرا [260] اور تخت و تاج اپنے بیٹے پسامس کے لیے ترکہ میں چھوڑ گیا۔

160۔ پسامس (زامِس) کے دور حکومت میں ایلس [261] سے سفیر مصر پہنچے جو یہ شیخی بگھارتے تھے کہ اولمپک کھیلیں کروانے کے لیے اُن کے انتظامات بہترین اور ہر ممکن طور پر ایماندارانہ تھے' اور اُن کا یہ خیال تھا کہ عقلمندی میں تمام دیگر اقوام پر برتری رکھنے والے مصری بھی اپنی طرف سے ان میں کوئی بہتری نہیں لا سکتے۔ جب یہ افراد مصر پہنچے اور اپنی آمد کی وجہ بیان کی تو بادشاہ نے عقلمند ترین مصریوں کا ایک اجلاس بلایا۔ اہل ایلس نے انہیں اولمپک مقابلوں کے حوالے سے اپنے قواعد و ضوابط کی مکمل تفصیل بتا کر کہا کہ وہ یہ معلوم کرنے کی غرض سے مصر آئے ہیں کہ آیا مصری اُن کے قواعد میں کوئی بھی بہتری لا سکتے ہیں۔ مصریوں نے کچھ دیر تک غور کیا اور پھر پوچھا "کیا تم اپنے شہریوں کو فہرستوں میں اندراج کروانے کی اجازت دیتے ہو؟" اہل ایلس نے جواب دیا "فہرستیں تمام یونانیوں کے لیے کھلی ہیں چاہے اُن کا تعلق ایلس سے ہو یا کسی اور ریاست سے۔" اِس پر مصریوں نے اپنی رائے دی "اگر ایسا ہے تو تم انصاف سے بہت دور ہو' کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ تم اپنے ہموطنوں کے ساتھ رعایت کرو اور غیرملکیوں کے ہاتھوں زیادتی کا نشانہ بنو۔ اگر تم اپنی کھیلوں کو واقعی منصفانہ طور پر منظم کرنا چاہتے ہو اور تمہاری مصر آمد کا یہی مقصد ہے تو مقابلوں کو صرف غیرملکیوں تک محدود رکھو اور کسی ایلس کے باشندے کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حصہ لینے کی اجازت نہ دو۔" یہ تھا وہ مشورہ جو مصریوں نے اہلِ الیس کو دیا۔

161۔ مس نے صرف چھ برس حکومت کی۔ اُس نے ایتھوپیا پر حملہ کیا اور اِس کے فوراً بعد مر گیا۔ پھر اُس کا بیٹا ایپریز[۲۶۲] (Apries) تخت پر بیٹھا' جو اپنے پر دادا پسامٹی کس کو چھوڑ کر اُس وقت تک کے مصری حکمرانوں سے زیادہ خوشحال تھا۔ اُس کے عہد حکومت کی مدت پچیس برس تھی' اس دوران وہ سیڈون پر حملہ کرنے کے لیے اپنی فوج لے کر بڑھا اور الصور (Tyre) کے بادشاہ کے ساتھ بحری جنگ لڑی۔ انجام کار جب اُس کی قسمت میں لکھی مصیبت کا وقت آن پہنچا تو ایک واقعہ رونما ہوا جسے میں یہاں مختصراً مگر لیبیائی تاریخ کے ضمن میں تفصیل سے بیان کروں گا۔ ایپریز نیسائی رینے پر حملہ کے لیے ایک فوج بھیجی' الٹا خود ہی مصیبت سے دوچار ہوا اور مصریوں نے سارا الزام اُسی کو دیا کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ ایپریز نے بدباطنی کے تحت دستوں کو تباہی کے منہ میں دھکیلا تھا۔ انہیں یقین تھا کہ وہ اُن کی ایک بہت بڑی تعداد کو قتل کروانا چاہتا تھا تاکہ باقی کے مصریوں پر زیادہ محفوظ طور پر حکومت کر سکے۔ چنانچہ زندہ بچ کر واپس آنے والے سپاہیوں اور مقتولین کے دوستوں نے فوراً بغاوت کر دی۔

162۔ اِن حالات کی خبر ہونے پر ایپریز نے اماسس کو باغیوں کی جانب بھیجا کہ گفت شنید کے ذریعہ افراتفری کا خاتمہ کرے۔ وہاں پہنچ کر جب وہ اپنی پُرزور تقریر کے ذریعہ شورش پسند عناصر کو باز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا تو اُن میں سے ایک نے پیچھے سے آ کر اُس کے سر پر ہیلمٹ رکھتے ہوئے کہا کہ آج کے بعد وہ بادشاہ ہوگا۔ اماسس کو اُس کی یہ حرکت زیادہ ناگوار گزری جیسا کہ جلد ہی اُس کے رویہ سے ظاہر ہو گیا؛ کیونکہ جونہی شورش پسندوں نے اُسے حقیقت میں اپنا بادشاہ بنانے پر رضامندی ظاہر کی تو وہ اُن کے ساتھ مل کر ایپریز کے خلاف چڑھائی کرنے کو تیار ہو گیا۔ ایپریز کو جب اس اتھل پتھل کا پتا چلا تو اُس نے اپنے ایک ممتاز درباری پتر بیمس کو یہ حکم دے کر اماسس کی جانب بھیجا کہ اُسے زندہ حالت میں لا کر پیش کرے۔ پتر بیمس نے اماسس کے علاقہ میں پہنچ کر اُسے اپنے ساتھ بادشاہ کے پاس واپس چلنے کا کہا' جس پر اماسس نے طنزیہ انداز میں کہا' "پراتھی (Prythee) اسے اِس کے آقا کے پاس واپس لے جاؤ۔" اِس جواب کے باوجود جب قاصد اپنی درخواست پر مُصر رہا اور اماسس کو بادشاہ کا حکم ماننے پر زور دیا تو اُس نے کہا' "میں کافی عرصہ سے یہی کرنا چاہ رہا تھا؛ ایپریز کے پاس تاخیر کی شکایت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوگی؛ میں جلد ہی خود بادشاہ بن جاؤں گا اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ لاؤں گا۔"[۲۶۳] پتر بیمس نے اماسس کے ارادوں اور تیاریوں کو دیکھ کر فوراً رخصت لی تاکہ بادشاہ کو اِس کارروائی سے جلد از جلد مطلع کر سکے۔ تاہم' جب ایپریز نے اُسے اماسس کے بغیر واپس آتے دیکھا تو شدید غصے میں آیا؛ اور کچھ سوچے سمجھے بغیر پتر بیمس کا ناک اور کان کاٹنے کا حکم دے دیا۔ باقی کے مصریوں نے'

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو ابھی تک اپریز کے حمایتی تھے' جب یہ دیکھا کہ ایک بے قصور آدمی کو اتنی سخت سزا دی گئی ہے تو وہ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر باغیوں کے پاس گئے اور خود کو اماسس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔

163۔ اس گڑ بڑ کا علم ہونے پر اپریز نے اپنے کرائے کے قاتلوں کو مسلح کیا اور انہیں مصریوں کے خلاف لے کر نکلا: یہ فوج تیس ہزار کیریاؤں اور ایونیاؤں پر مشتمل تھی: [۲۶۴] یہ سب اب اُس کے ساتھ سائیس کے مقام پر محل میں موجود تھے۔۔۔ محل کی وسیع عمارت بھی قابل ذکر ہے۔ اپریز کی فوج نے مصریوں کے لشکر پر حملہ کرنے کے لیے کوچ کیا' جبکہ اماسس کی فوج غیر ملکیوں سے لڑنے کے لیے آگے آئی: اب دونوں افواج مومفس [۲۶۵] شہر کے قریب آ گئیں اور جنگ کی تیاریاں کیں۔

164۔ اہل مصر سات مختلف طبقات میں بٹے ہوئے ہیں [۲۶۶]۔۔۔ پروہت' جنگجو' گڈریئے' سور پال' تاجر' مترجمین اور ملاح۔ اُن کے نام پیشوں کی غمازی کرتے ہیں۔ جنگجو مختلف ضلعوں [۲۶۷] سے آنے والے ہرمتائیوں اور کلاسیریوں پر مشتمل ہیں' سارے مصر کو اس نام کے حامل اضلاع میں تقسیم کیا گیا ہے۔

165۔ ہرموتائی مندرجہ ذیل ضلعوں سے آتے ہیں۔۔۔ بوسیرس' سائیس' کیمس' پیپر یمس [۲۶۸] اور نصف ناتھو۔ اُن کی زیادہ سے زیادہ تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار ہوتی۔ اُن میں سے کوئی کبھی تجارت نہیں کرتا' بلکہ سب کے سب صرف جنگ کرتے ہیں۔

166۔ کلاسیریوں کے علاقے مختلف ہیں۔۔۔ تھیبس' بُوباسٹس' افتس' تانِس' مینڈیس' سیبی نِٹس' اتھریبس' فربیتھس' تمیوئس' اونُوفس' اناتس اور مائی ایکورس۔۔۔ یہ آخری علاقہ ایک جزیرے پر مشتمل ہے جو بُوباسٹس شہر کے بالمقابل واقع ہے۔ کلاسیریوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد دو لاکھ پچاس ہزار ہوئی۔ ہرموتائیوں کی طرح اُن کے لیے بھی تجارت کرنا منع ہے اور باپ کے بعد بیٹا جنگی مشقوں میں مصروف رہتا ہے۔

167۔ آیا اور بہت سوں کی طرح یونانیوں نے بھی یہ نظریات مصریوں سے مستعار لیے یا نہیں' میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں نے لکھا ہے کہ تھریسی' سیتھی' فارسی' لیڈیائی اور تقریباً تمام دوسرے بربری اپنے اندر ایسے شہری رکھتے ہیں جو تجارت کرتے تھے اور ان کے بچوں نے دیگر پیشے اپنائے۔ یہ تصورات ہمارے یونان اور بالخصوص لیسیڈیمونیوں میں غالب ہیں۔ کورنتھ وہ جگہ ہے جہاں ٹیکنکوں کو سب سے کم حقیر سمجھا جاتا ہے۔ [۲۶۹]

168۔ مصر میں جنگجو طبقے کو کچھ خصوصی مراعات حاصل تھیں جن میں پروہتوں کے سوا باقی مصری بھی شریک ہوتے۔ سب سے پہلے تو ہر آدمی کے پاس ٹیکس سے مستثنیٰ تقریباً دس ایکڑ زمین (بارہ آرورے) [۲۷۰] تھی۔ تمام جنگجو مل کر اس مراعات سے فائدہ اٹھاتے: لیکن دیگر فائدے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی تھے جو ایک کے بعد دوسرے شخص کے حصہ میں آتے اور ایک شخص کی دو مرتبہ باری کبھی نہیں آتی تھی۔ ایک ہزار کلاسیریوں اور اتنی ہی تعداد میں ہرموتائیوں کو ہر سال باری باری بادشاہ کا حفاظتی دستہ تشکیل دینے کا موقع ملتا تھا؛ اور یہ افراد اپنی ملازمت کے ایک سال کے دوران 10 ایکڑ زمین کے علاوہ پانچ پاؤنڈ روئی' دو پاؤنڈ گائے کا گوشت اور چار پیالے شراب بھی وصول کرتے۔

169۔ جب اپریز اپنے کرائے کے فوجیوں اور اماسس مصریوں کی مقامی فوج کو لے کر مومفس شہر کے قریب آمانے سامنے آئے تو فوراً ہی لڑائی شروع ہو گئی۔ غیر ملکی دستے بڑی بہادری سے لڑے مگر دشمنوں کے مقابلے میں قلیل تعداد ہونے کے باعث مغلوب ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ اپریز کا کہنا تھا کہ کوئی بھی دیوتا ایسا موجود نہیں جو اُسے معزول کر سکتا ہو' کیونکہ وہ اپنی بادشاہت کو بہت مضبوط بنیادوں پر قائم سمجھتا تھا۔ لیکن اس موقع پر جنگ اُس کے خلاف رہی' اور فوج کی درگت بننے کے بعد وہ دشمنوں کے ہاتھ لگ گیا اور قیدی کے طور پر واپس سائیس لے جایا گیا جہاں اُسے اپنے ہی سابق گھر لیکن اماسس کے موجودہ محل میں بند کر دیا گیا۔ اماسس اُس کے ساتھ نرمی سے پیش آیا اور کچھ عرصہ تک محل میں ہی رکھا؛ لیکن مصریوں نے اِس طرز عمل پر اعتراض کیا کہ اُس نے ایک جانی دشمن کو محفوظ رکھ کر اپنے اور اُن کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک کیا ہے؛ لہٰذا اماسس نے اپریز کو اُس کے سابق محکوموں کے حوالے کر دیا تاکہ وہ جو چاہے فیصلہ کریں۔ تب مصریوں نے اُسے لے کر اُس کی کھال کھینچی لیکن ایسا کر چکنے کے بعد اُسے آبائی مقبرے میں دفن کر دیا۔ یہ مقبرہ ایتھنا کے معبد میں عبادت گاہ کے بہت قریب بائیں ہاتھ پر ہے۔ اہل سائیس اپنے علاقہ سے تعلق رکھنے والے تمام بادشاہوں کو اسی معبد کے اندر دفن کرتے تھے؛ چنانچہ اس میں اماسس کے ساتھ ساتھ اپریز اور اُس کے اہل خانہ کی قبریں بھی ہیں۔ اول الذکر عبادت گاہ سے قریب ہے۔ موخر الذکر مقبرہ احاطے میں ہے' یہ پتھر سے بنی ہوئی ایک کشادہ خانقاہ ہے جسے کھجور کے درختوں [۱۷۱] کی صورت پر تراشے گئے ستونوں اور بیش بہاء اشیاء سے سجایا گیا ہے۔ خانقاہ کے اندر تہہ دار دروازوں والا ایک کمرہ ہے جس کے عقب میں بادشاہ کی قبر ہے۔

170۔ یہاں بھی سائیس کے مقام پر ایتھنا کے معبد میں ہی ایک ایسے شخص کا مدفن ہے جس کا ذکر یہاں کرنا میرے خیال میں درست نہیں۔ [۱۷۲] یہ معبد کے پیچھے عقبی دیوار کے ساتھ ہے۔ احاطے کے اندر کچھ بڑی بڑی پتھر کی سلیں بھی ہیں' اور اُن کے قریب ہی ایک جھیل ہے [۱۷۳] جس کے کناروں کو پتھروں سے سجایا گیا ہے۔ یہ اپنی وضع میں حلقہ دار اور سائز میں تقریباً ڈیلوس کی "The Hoop" نامی جھیل [۱۷۴] جتنی لگتی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

171- اہل مصر اسی جھیل پر رات کے وقت اُس کی (اوزیرس) کی تکالیف [۲۷۵] کا تشبیہاتی منظر پیش کرتے ہیں جس کا نام یہاں لکھنے سے گریز کروں گا' اور وہ اس تشبیہ کو اپنے "اسرار" [۲۷۶] کہتے ہیں۔ میں ان تقریبات کی کارروائی اچھی طرح جانتا ہوں' [۲۷۷] لیکن انہیں اپنے ہونٹوں سے باہر نہیں لا سکوں گا۔ رموزِ سیریس کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے جسے اہل یونان "تھسمو فوریا" کہتے ہیں' میں ان سے آگاہ ہوں لیکن اگر انہیں بیان کر دیا تو ناپاک ہو جاؤں گا۔ ڈانوس کی بیٹیاں یہ رسوم مصر سے لائیں اور انہیں پیلوپونیسے کی پیلاجی عورتوں کو سکھایا۔ بعد ازاں' جب جزیرہ نما کے باشندے ڈوریوں کے ہاتھوں وطن سے باہر نکلنے پر مجبور ہوئے تو رسوم بھی نابود ہو گئیں۔ صرف آرکیڈیا میں ان پر عملدرآمد جاری رہا کیونکہ وہاں کے باشندوں کو وطن بدر نہیں کیا گیا تھا۔ [۲۷۸]

172- جب اپیریز کو اوپر مذکور انداز میں قتل کر دیا گیا تو اماسس مصر پر حکومت کرنے لگا۔ وہ سائیس علاقہ سے تعلق رکھتا اور سیوف (Siouph) نامی شہر کا رہنے والا تھا۔ شروع میں اُس کے محکوین نے اسے حقیر جانا اور اُس کا بہت کم احترام کیا' کیونکہ وہ کسی ممتاز گھرانے سے تعلق نہیں رکھتا تھا; لیکن کچھ عرصہ بعد اماسس انہیں اپنی حکومت پر راضی کرنے میں کامیاب ہو گیا۔۔۔ سختی سے نہیں بلکہ چالاکی سے۔ اُس کے پاس دیگر شاندار چیزوں کے علاوہ ایک طلائی برتن بھی تھا جس میں وہ خود اور اُس کے مہمان خاص موقعوں پر اپنے پاؤں دھویا کرتے تھے۔ اُس نے اِس برتن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور سونے سے ایک دیوتا کہ شبیہہ بنوا کر شہر کے سب سے پُرہجوم مقام پر نصب کروا دی; مصری جوق در جوق اُس جگہ پر آنے اور گہری عقیدت کے ساتھ اِس کی پوجا کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر اماسس نے ایک اجلاس بلایا' یہ معاملہ اُن کے سامنے رکھا اور وضاحت کی کہ کیسے یہ مورتی پاؤں دھونے والے گندے برتن سے بنائی گئی مگر ان نہایت محترم مانی جاتی ہے۔ اُس نے مزید کہا' "میرے ساتھ بھی بالکل اس گندے برتن والا معاملہ ہے۔ پہلے میں ایک عامی ہوا کرتا تھا لیکن اب تمہارا بادشاہ بن گیا ہوں۔ للہٰذا تم میری عزت و احترام کیا کرو۔" یوں اُس نے مصریوں کو قائل اور اپنی خدمت پر آمادہ کیا۔

173- اُس کا عمومی اندازِ حیات مندرجہ ذیل تھا:۔۔۔ صبح سویرے سے لے کر فورم بھرنے کے وقت تک [۲۷۹] وہ اپنے سامنے لائے گئے تمام امور نمٹاتا; باقی ماندہ دن میں شراب پیتا اور دوستوں کے ساتھ ٹھٹھے بازی کرتا۔ اُسے یوں اپنی تحقیر کرتے دیکھ کر دوست بہت دکھی ہوئے اور کچھ ایک نے تو اُسے کہا۔۔۔ "اے بادشاہ! آپ اس قسم کی عیاشیوں میں پڑ کر اپنی شاہی عظمت کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ آپ کو ایک شاندار تخت پر جم کر بیٹھنا اور سارا دن مصروف رہنا چاہیے' تاکہ اہل مصر خود کو ایک عظیم آدمی کے محکوم سمجھیں اور آپ کے بارے میں اچھے بول

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بولیں۔اس وقت آپ کا طرز عمل بادشاہوں والا نہیں۔" اماسس نے انہیں جواب دیا: "کمان چلانے والے نشانہ لیتے وقت اپنی کمانیں کھینچتے اور تیر چلانے کے بعد کھول دیتے ہیں۔اگر کمانوں کو ہر وقت کس کر رکھا جائے تو وہ ٹوٹ جائیں اور ضرورت کے وقت کمان دار کے کام نہ آسکیں۔انسانوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے۔اگر وہ ہر وقت سنجیدہ کام میں لگے رہیں اور تھوڑا سا وقت بھی تفریح میں صرف نہ کریں تو بدحواس ہو جائیں اور پاگلوں جیسی حرکات کرنے لگیں۔ یہ جانتے ہوئے میں نے اپنی زندگی کو تفریح اور کام میں بانٹ رکھا ہے۔"

174۔ کہا جاتا ہے کہ اماسس ایک عام آدمی ہوتے ہوئے بھی پینے پلانے اور ہنسی مذاق کا ذوق رکھتا تھا اور کسی بھی سنجیدہ کام سے گریزاں تھا۔اس نے متواتر ضیافتوں اور عیاشیوں میں زندگی گزاری اور جب کبھی ذرائع کی قلت ہوتی تو اِدھر اُدھر گھومتا اور لوگوں کو لوٹتا۔ایسے مواقع پر (اگر وہ انکار کرتا) لٹے ہوئے لوگ اُسے قریب ترین دارالاستخارہ کے سامنے لاتے؛ کبھی کبھی کہانت اسے چور قرار دیتی اور کبھی اسے بری کر دیتی۔بعد میں جب وہ بادشاہ بن گیا تو ایسے دیوتاؤں کے معبدوں کو نظرانداز کیا جنھوں نے اُسے چور قرار نہیں دیا تھا' اُس نے اُن معبدوں کی تزئین و آرائش پر کوئی رقم خرچ نہ کی اور نہ ہی انہیں بھینٹ کرتا؛ کیونکہ وہ انہیں قطعی بے وُقعت اور اُن کی کہانت کو بالکل غلط سمجھتا تھا۔لیکن جن دیوتاؤں نے اُسے موردالزام ٹھہرایا تھا انہیں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتا۔

175۔ چنانچہ' سب سے پہلے اُس نے سائیس میں ایتھنا کے معبد کا پھاٹک تعمیر کیا جو اپنی وسعت اور بلندی میں اِس نوعیت کی تمام عمارات سے کہیں زیادہ اعلیٰ کام ہے' اور کمیاب سائز اور نفاست والے پتھر سے بنایا گیا ہے۔پھر اُس نے مندر کو بہت بڑے بڑے متعدد مجسّمے بھینٹ کیے۔ان میں سے کچھ ممفس کے سامنے والی پتھر کی کانوں سے حاصل کیے' لیکن زیادہ بڑے ایلفنٹائنے ۲۸۰ سے لائے گئے جو سائیس سے 20 دن کے سمندری سفر کے فاصلے پر ہے۔اِن سب میں سے مجھے جو سب سے زیادہ پسند آیا وہ ایلفنٹائنے سے لائے گئے پتھر کا ایک سنگی حجرہ ہے۔ اس بلاک کو سائیس تک لانے میں تین سال لگے؛ اور ملاح طبقے سے تعلق رکھنے والے کم از کم دو ہزار مزدوروں نے اسے یہاں تک پہنچایا۔ حجرے کی بیرونی لمبائی 21 کیوبٹ' چوڑائی 14 کیوبٹ اور اونچائی 8 کیوبٹ ہے۔اندرونی پیمائشیں مندرجہ ذیل ہیں:--- لمبائی 18 کیوبٹ' چوڑائی 12 کیوبٹ اور اونچائی 5 کیوبٹ۔یہ معبد کے مدخل سے قریب پڑا ہے جہاں اِسے مندرجہ ذیل صورتحال کے نتیجے میں چھوڑا گیا--- ہوا یوں کہ پتھر جب اپنے موجودہ مقام پر پہنچا تو معمار نے ایک آہ بھری' اِسے یہاں تک لانے میں خرچ ہونے والے وقت پر غور کیا اور بھاری محنت کے باعث تھکن محسوس کی۔اماسس نے اُس کی آہ سن لی اور اِسے ایک شگون خیال کرتے ہوئے پتھر کو مزید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آگے لے جانے کی اجازت نہ دی۔ تاہم، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کی لیور لگانے والے مزدوروں میں سے ایک پتھر کے نیچے کچلا گیا تھا اور اسی وجہ سے اِسے یہاں چھوڑ دیا گیا۔

176۔ اماسس نے دیگر مشہور معبدوں میں بھی شاندار بھینٹیں بھیجیں۔۔۔ مثلاً ممفس میں ہفے ستوس کے معبد کے سامنے والا خمیدہ مجسمہ [۲۸۱] دیا جو 75 فٹ لمبا ہے۔ دو دیگر بیس بیس فٹ اونچے مجسمے، جنہیں ایتھوپیائی پتھر سے تراشا گیا۔۔۔ معبد کے دونوں طرف ایستادہ ہیں۔ سائیس میں بھی بالکل ممفس جیسا خمیدہ مجسمہ ہے۔ آخر کار اماسس نے ممفس میں آئسس کا وسیع و عریض معبد بنایا جو قابل دید ہے۔

177۔ کہا جاتا ہے کہ اماسس کے عہد حکومت مصر کا خوشحال ترین دور تھا [۲۸۲]۔۔۔ دریا زمین پر زیادہ مہربان ہوتا اور زمین انسانوں کی خدمت کے لیے پہلے سے کہیں زیادہ پیداوار دیتی؛ جبکہ آباد شہروں کی کم از کم تعداد بیس تھی۔ اِسی بادشاہ اماسس نے قانون بنایا کہ ہر مصری سال میں ایک مرتبہ اپنے کمیشن [۲۸۳] کے گورنر کے سامنے پیش ہو اور اپنے ذرائع حیات دکھائے؛ یا اگر ایسا نہ کر سکے تو اپنی ایماندارانہ کمائی کا ثبوت پیش کرنے ورنہ اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیا جائے۔ ایتھنی سولون نے یہ قانون مصریوں سے مستعار لیا اور اِسے اپنے اہل وطن پر لاگو کیا جو اب بھی اِس پر عمل پیرا ہیں۔ یہ واقعی ایک زبردست رواج ہے۔

178۔ اماسس یونانیوں کا حمایتی تھا، [۲۸۴] اور اُس نے انہیں دیگر رعایتوں کے ساتھ ساتھ ایک رعایت یہ بھی دی کہ اگر اُن میں سے کوئی شخص مصر میں بسنا چاہتا ہے تو نوکریتس شہر [۲۸۵] میں رہائش اختیار کرے۔ جو لوگ صرف ساحل سمندر پر ہی تجارت کرتا مگر علاقے میں رہنا نہیں چاہتے تھے، انہیں مخصوص زمینیں الاٹ کی گئیں جہاں وہ قربان گاہیں اور دیوتاؤں کے معبد قائم کر سکیں۔ ان معبدوں میں سب سے بڑے، مشہور اور مصروف ترین کا نام "ہیلینیئم" ہے۔ یہ ایونیوں، ڈوریوں، ایولیوں نے مل کر بنایا اور اِس کام میں مندرجہ ذیل شہروں نے حصہ لیا۔۔۔ کیاس کی ایونیائی ریاستیں، تیوس، فوکایا اور کلازومینیے؛ روزز، کِنیڈس (Cnidus)، ہالی کارناسس اور ڈوریوں کی فاسیلیس؛ اور ایولیوں کی مائی لینے۔ معبد کا تعلق انہی ریاستوں کے ساتھ ہے، اور انہیں ہی ادارے کے گورنر تعینات کرنے کا حق ہے؛ عمارت کی تعمیر میں حصہ داری کا دیگر شہروں کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔ تاہم، تین قوموں نے اپنے لیے علیحدہ علیحدہ معبد بنائے۔۔۔ اہل ایجینا زیئس کا، اہل ساموس نے ہیرا کا اور ملیشیاؤں نے اپالو کا۔ [۲۸۶]

179۔ قدیم وقتوں میں سارے مصر کے لیے مجموعی طور پر نوکریتس کا ہی معبد ہوا کرتا تھا؛ اور اگر کوئی شخص مصر کے کسی دوسرے دہانے میں داخل ہوتا تو اُسے یہ قسم اٹھانا پڑتی کہ وہ اپنی مرضی سے وہاں نہیں آیا تھا۔ ایسا کرنے کے بعد اُسے کشتی میں بیٹھ کر کینوبی دہانے میں جانا پڑتا، یا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اگر مخالف ہواؤں کے باعث ایسا ناممکن ہوتا تو لازمی تھا کہ ڈیلٹا کے آس پاس سے اپنی تمام چیزیں کشتی میں رکھے اور انہیں نوکریتس کے پاس لائے۔

180۔ اماسس کے عہد حکومت میں واقع یہ ہوا کہ ڈیلفی کا معبد حادثاً جل گیا[287] اور ایمفی کٹایونیوں[288] (Amphictyons) نے اِسے تین سو ٹیلنٹ میں دوبارہ بنانے کا وعدہ کیا' اِس رقم کا ایک چوتھائی حصہ اہل ڈیلفی کو مہیا کرنا تھا۔ چنانچہ اہل ڈیلفی نے شہر شہر جا کر چندہ مانگا' اور وہ دوسری جگہوں کے علاوہ مصر بھی امداد مانگتے آئے۔ انہیں باقی بہت کم مقامات سے زیادہ کچھ ملا۔۔۔ اماسس نے انہیں ایک ہزار ٹیلنٹ ایلم دی' اور یونانی آبادکاروں نے 20 مِنے[289]

181۔ اماسس نے سائی رینیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کے تحت سائی رینے اور مصر قریبی دوست اور حلیف بن گئے۔ اِسی طرح اُس نے سائی رینے شہر کی ایک عورت کو اپنی بیوی بنایا۔۔۔ یا تو جذبہ دوستی کے تحت یا پھر اس لیے کہ اُس نے ایک یونانی عورت کے ساتھ شادی کرنے کا سوچا تھا۔ معاملہ چاہے کچھ بھی ہو' مگر یہ یقینی ہے کہ سائی رینے کی ایک لیڈائس نامی خاتون اُس کی زوجہ بنی; کچھ کے مطابق وہ بادشاہ باتوس یا آرسی سیلوس (Arcesilaus) کی بیٹی تھی۔۔۔ جبکہ کچھ دیگر کے خیال میں ایک ممتاز شہری کرائٹوبیولس کی۔ جب معاہدہ پورا کرنے کا وقت آیا تو اماسس کمزوری کا شکار ہو گیا۔ وہ عموماً بیمار نہیں ہوا کرتا تھا' اُس نے حیرت کے عالم میں اپنی دلہن سے کہا' "اے خاتون' تم نے ضرور مجھ پر کوئی منتر کر دیا ہے۔۔۔ اب یقیناً تم اُس سے زیادہ ظالمانہ طور پر تباہی پھیلاؤ گی جتنی کہ عورتوں نے آج تک پھیلائی ہے۔" لیڈائس نے احتجاجاً اپنی معصومیت پر اصرار کیا' مگر بے سود; اماسس کا دل موم نہ ہوا۔ للذا اُس نے دل ہی دل میں ایک منت مانی کہ اگر ایک دن کے اندر اندر بادشاہ کی طاقت بحال ہو گئی (اُسے ایک دن کی مہلت دی گئی تھی) تو وہ سائی رینے میں ایفروڈائٹ کے معبد میں ایک مجسمہ نذر کرے گی۔ فوراً اُس کی خواہش پوری ہوئی اور بادشاہ کی طاقت لوٹ آئی۔ اِس کے بعد اماسس اُسے بہت چاہتا رہا اور لیڈائس نے اپنی منت پوری کی۔ اُس نے جو مجسمہ بنوا کر وہاں بھیجا وہ آج بھی وہاں کھڑا شہر سے باہر کی جانب دیکھ رہا ہے۔ جب کیمبائسس نے مصر فتح کیا تو خود لیڈائس کو کسی مصیبت کا سامنا نہ ہوا; کیونکہ کیمبائسس نے اُس کا تعارف ہونے پر اُسے کوئی نقصان پہنچائے بغیر وطن بھیج دیا۔

182۔ اماسس نے یونانیوں کی اوپر مذکور حمایتوں کے علاوہ یونانی معبدوں کو کئی ایک بیش بہاء تحائف بھی بھیجے۔ اُس نے سائی رینے کو ایتھنا کا ایک سونے کا پانی چڑھا مجسمہ[290] اور اپنی ایک تصویر[291]' جبکہ لِنڈس کی ایتھنا کو دو پتھر کے مجسمے اور ایک لِنن کی کارسلیٹ (تنگ پیٹی دار بنیان)[292] بھیجی جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ساموس کی ہیرا کو اپنے دو لکڑی کے مجسموں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[۲۹۳] کا تحفہ دیا جو آج بھی عظیم معبد میں دروازوں کے پیچھے کھڑے ہیں۔ ساموس کو ایک دوستی کے بندھن کے حوالے سے ان تحائف سے نوازا گیا جو اماسس اور ایاسیس (Aeaces) کے بیٹے پولی کریٹس کے درمیان قائم تھا۔[۲۹۴] لنڈس نے اسی کی وجہ کی بناء پر نہیں بلکہ اس روایت کی پیروی کی کہ ڈانوس کی بیٹیوں [۲۹۵] نے ایگی پٹس کے بیٹوں سے بچ کر بھاگتے ہوئے اس جگہ پر قیام کیا اور یہاں ا-تھنا کا ایک معبد تعمیر کیا۔ یہ تھیں اماسس کی بھینٹیں۔ اِسی طرح اُس نے سائپرس پر قبضہ کیا' جو اِس سے پہلے کسی آدمی نے نہیں کیا تھا' اور اُسے خراج کی ادائیگی پر مجبور کیا۔[۲۹۶]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حواشی
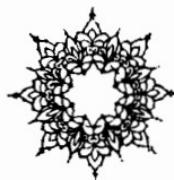
۱ مصر کے خلاف کیمبائسس کی مہم کی تاریخ قطعی طور پر متعین نہیں کی جاسکتی۔ عام طور پر قبول کی جانے والی اندازاً تاریخ 525ق-م ہے۔

۲ یہ بلاشبہ ایک درست بات ہے۔

۳ ہیلیو پولس ("سورج کا شہر") علم کا عظیم مرکز اور مصر کی یونیورسٹی تھا۔

۴ ہیرو ڈوٹس کے اِس اخفاء کی مثالوں کے لیے آگے جُز نمبر45' 46' 47' 48' 61' 62' 65' 81' 132' 170اور 171 دیکھیں۔ مذہب کے معاملہ میں رازداری ایک یونانی کو عجیب نہیں لگتی تھی جو اپنے ہموطنوں کے "اسرار" میں اِس کا عادی تھا۔

۵ دیکھئے پہلی کتاب' جُز 32اور ملحقہ نوٹ۔

۶ اِس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ ایک چوتھائی دن کا اضافہ کرکے اپنے سال کو365.25دنوں کا بنا لیتے تھے' ورنہ موسم ایک ہی مدت میں واپس نہیں آسکتے تھے۔ ہیروڈوٹس کی کم فہمی کا مطلب یہ نہیں کہ مصری اِس سے لاعلم تھے۔

۷ مصریوں کے زمانی ترتیب کے جدولوں کے مطابق سب سے پہلے دیوتاؤں اور پھر مینیز کو حکمران بتایا گیا۔ مینیز یا مینا ایک افسانوی شخصیت ہے۔ کچھ ایک نے اُس کا دور 3300ق-م بتایا ہے' اور دیگر نے اِس سے بھی پہلے۔

۸ اِس تبدیلی کی غیر امکانیت کے علاوہ یہ امر ذہن میں رکھیں کہ مینیز ممفس کا (جو اِس جھیل کے شمال بعید میں ہے) مشہور عام بانی تھا; اور یہ کہ ساحل کے قریب بیوسیرس (اوزیرس کا مشہور مدفن)' بُوٹو' پیلوسیئم اور ڈیلٹا کے دیگر شہروں کو مصریوں نے قدیم ترین دور کا تسلیم کیا تھا۔

۹ دیکھئے آگے جُز 10۔

۱۰ پلاسٹھنے خلیج سے لے کر ساحل تک کی اصل لمبائی 300 میل سے کچھ زیادہ ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۱ پلاستھنے جھیل ماریوتس کے قریب ایک شہر تھا۔

۱۲ دیکھیے پانچویں کتاب، جُز 53 کا نوٹ۔

۱۳ یہ 36,000 فٹ یا 7 میل سے زیادہ ہوگا۔

۱۴ ہیلیو پولس ڈیلٹا کے سِرے سے سوا چار میل مشرق میں صحرا کے کنارے قائم ہے، لیکن ڈیلٹا کی سیلابی زمین اِس شہر کے مزید 5 میل مشرق تک جاتی ہے۔

۱۵ ایتھنز میں بارہ دیوتاؤں کی قربان گاہ فورم میں ہے، اور لگتا ہے کہ اسے مرکز مان کر ہی فاصلوں کی پیائش کی جاتی تھی۔

۱۶ پیسا کا یہ ذکر باعث حیرت ہے کیونکہ یہ بہت پہلے (572 ق-م) ایلیاؤں کے ہاتھوں تباہ ہو چکا تھا اور پیلو پونیشیائی جنگ کے خاتمے تک دوبارہ تعمیر نہیں ہوا تھا۔ غالباً ہیروڈوٹس کی مراد قدیم شہر کی بجائے خود اولیپیا سے ہے جو 6 سٹیڈیم دور تھا۔

۱۷ 1500 فرلانگ (سٹیڈیم)، تقریباً 173 میل کے برابر۔

۱۸ ہیلیو پولس کے اردگرد بنی ہوئی قدیم دیواروں کے آثار اب بھی اِس کی جائے وقوع کی نشاندہی کرتے ہیں، اور گریانائٹ کی ایک سل پر 12 ویں سلطنت کے اوسیرتاسین کا نام لکھا ہے جو تقریباً 3900 برس پہلے کا تھا۔

۱۹ جن پہاڑوں سے اہرام کو ڈھکنے کے لیے پتھر لایا گیا وہ موجودہ المو کتم سلسلہ کوہ کے تھے۔

۲۰ یعنی ایریتھر-لئن سمندر یا خلیج عرب کی جانب۔

۲۱ یعنی ہیلیو پولس سے جنوب کی طرف۔ ہیروڈوٹس کے 200 سٹیڈیا تقریباً 23 میل بنتے ہیں۔

۲۲ نودن کی جہاز رانی، جسے ہیروڈوٹس نے تقریباً 4860 سٹیڈیا شمار کیا، یہ تقریباً 552 میل بنتے ہیں؛ لیکن اگر دریا کے ساتھ ساتھ بھی جایا جائے تو فاصلہ صرف 421 میل ہے۔

۲۳ ان میں سے کچھ جگہوں پر زمین سمندر میں بہت آگے تک چلی گئی ہے۔ بالخصوص میاندر کے دہانے پر یہی صورتحال ہے جہاں سیلابی میدان تاریخی ادوار میں 12 تا 13 میل بڑھ گیا ہے۔

۲۴ یہ دریائے نیل کی قدرتی شاخوں کی جانب اشارہ ہے، اور جب سات کا ذکر کیا گیا تو اُن میں دو مصنوعی بھی شامل ہیں۔

۲۵ قدیم وقتوں میں آکیلوس کا اِس کے دہانے پر زمین تشکیل دینا یقینی ہے۔

۲۶ یونانی عموماً ایریتھر-لئن یا بحیرۂ احمر کا نام خلیج عرب کو نہیں بلکہ بحرِہند کے خلیج فارس سے لے کر ہندوستان تک کے حصہ کو دیتے تھے (دوسری کتاب جُز 102 اور چوتھی کتاب جُز 39)۔ یہ خلیج فارس پر بھی لاگو ہوتا تھا (پہلی کتاب، جُز 1، 180، 189)، اور ہیروڈوٹس نے تو اِسے خلیج عرب اور حتیٰ کہ کوہ سینائی اور مصر کے مابین مغربی شاخ پر بھی لاگو کیا (آگے جز 158)۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۶۷ اِس خلیج میں مدوجذر کے متعلق ہیروڈوٹس کا بیان بالکل درست ہے۔ سونیر کے مقام پر یہ 5 تا 6 فٹ ہوتا ہے لیکن جنوب کی جانب کہیں کم۔

۶۸ عرب لوگ مدیترانہ (Mediterranean) کو ابیض المتوسط یعنی "سفید سمندر" اور "شمالی سمندر" بھی کہتے ہیں۔

۶۹ ریت سے بھرا ہوا واحد پہاڑ یقیناً افریقی سلسلہ کوہ ہے۔

۷۰ یہ بات بالکل درست ہے کہ مصر مٹی اور نہ ہی آب و ہوا کے لحاظ سے کسی دوسرے ملک جیسا ہے۔ سیلاب کے باعث مٹی کا رنگ سرمئی یا سیاہ ہے۔

۷۱ اِس طرح موئرس کا دور تقریباً 1355 ق-م بنتا ہے؛ لیکن یہ آمن م حی سوم اور نہ ہی توتمس سوم کے عہد سے مطابقت رکھتا ہے۔ غالباً ہیروڈوٹس کا موئرس اصل میں منوفریس ہے جو 1322 ق-م میں گذرا۔

۷۲ بالائی مصر میں ایک سال میں صرف پانچ یا چھ مرتبہ بارش ہوتی ہے' لیکن ہر پندرہ یا بیس برس بعد وہاں زبردست بارشیں ہوتی ہیں جن کے باعث تھیبیائی پہاڑیوں میں گہرے نالے بن گئے۔ زیریں مصر میں بارش زیادہ مرتبہ ہوتی ہے۔

۷۳ تصاویر میں نظر آتا ہے کہ گندم کے دانے علیحدہ کرنے کے لیے عموماً بیلوں کو استعمال کیا جاتا تھا' کبھی کبھار گدھے بھی اس مقصد کے تحت استعمال ہوتے تھے؛ لیکن سؤروں کا استعمال قرین قیاس نہیں کیونکہ اُن کا وزن کم ہوتا ہے۔

۷۴ قدیم مقبروں پر "مصر" (Egypt) نام کہیں نظر نہیں آتا' بلکہ ملک کو "Chemi" کہا گیا ہے۔

۷۵ یہ مینار کینوپک دہانے کے مغرب میں ایستادہ ہے۔

۷۶ اگرچہ مصر کا تعلق براعظم افریقہ سے ہے لیکن باشندے یقیناً ایشیائی ماخذ کے تھے۔

۷۷ یعنی دریائے نیل کی گزرگاہ۔

۷۸ شہر ماریا جھیل کے نزدیک واقع تھا جس کی وجہ سے جھیل کا نام ماریوتس پڑا۔ اِس کے قرب و جوار میں پیدا ہونے والی شراب بہت مشہور ہے۔

۷۹ مصریوں کے لیے بیل جائز خوراک تھے' جبکہ گایوں اور بچھڑیوں کو آتھور (نہ کہ ہیروڈوٹس کے مطابق آئسس) کے مقدس جانور ہونے کے باعث مارنا منع تھا۔

۸۰ سائنے اور ایلیفنٹائنے جنوب کی سمت مصر کی حقیقی سرحد تھے۔

۸۱ پانی چڑھنے کی وجہ موسم برسات کے دوران ابائی سینیا میں ہونے والی بارش کا پانی ہے۔

۸۲ اگر ہیروڈوٹس کا مطلب ہے کہ ہوائیں دریائے نیل سے پیدا نہیں ہوتیں تو وہ ٹھیک کہتا ہے' لیکن اگر اُس کا مطلب یہ ہے کہ وادی میں ہوا نہیں چلتی تو یہ غلط ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۴۳ سالانہ شمال مغربی ہوائیں جوار بھاٹے کے دوران ابیض المتوسط سے چلتی ہیں؛ لیکن وہ دریائے نیل کے چڑھاؤ کی وجہ نہیں۔ تاہم، اِس کے بہاؤ کو تھوڑا سا شمال کی جانب موڑ دیتی ہیں۔

۴۴ اِس بیان کی کوئی توجیہہ پیش کرنا مشکل ہے۔

۴۵ یہ یقیناً ہیکاٹیئس کی آراء تھیں۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ یہاں اُسی کا بیان پیش کرنا مقصود ہو۔

۴۶ یہ انکساغورث اور اُس کے شاگرد 'یوری پیڈیز کی بھی رائے تھی۔ ہیروڈوٹس یہ تصور کرنے میں غلط ہے کہ افریقہ کی گرم آب و ہوا کے پہاڑوں پر برف نہیں مل سکتی۔

۴۷ یعنی وسطی افریقہ سے۔

۴۸ ہیروڈوٹس سینار کے موسم برسات اور نہ ہی ابائی سینیائی برف سے آگاہ تھا۔

۴۹ کسی جدید یا قدیم لکھاری کے ہاں اِس بات کی تصدیق نہیں ملتی۔ انگلینڈ کے کچھ حصوں میں ایک ضرب المثل ہے کہ "مسلسل تین دن سفید کہرا پڑنے کے بعد بارش ہونا یقینی ہے۔"

۵۰ ہیروڈوٹس یہاں ہیکاٹیئس کے حوالہ سے بات کر رہا ہے۔

۵۱ دریائے نیل کی بڑی مشرقی شاخ کے منابع کافی عرصہ ہوا دریافت کیے جا چکے ہیں۔

۵۲ یہ جدید ادوار کی طرح قدیم وقت کے بھی عظیم مسائل میں سے ایک تھا۔

۵۳ منشیوں کے مختلف عہدے اور درجات تھے۔ مقدس منشیوں کو مذہبی پیشوائی میں ایک اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ عام منشی یا محرر بھی موجود تھے جو کاروباری رقعے لکھتے، حساب کتاب رکھتے اور بازار میں مختلف اور سرانجام دیتے۔

۵۴ اِس امر نے ہیروڈوٹس کو اِس امکان کے خلاف مائل کیا ہوگا کہ دریا جنوب کی طرف بہتا ہوا ایتھوپیا میں آتا ہے۔

۵۵ میاندر کے بل پھیر شاید موجودہ دور میں سابق وقتوں سے زیادہ حیرت انگیز ہیں کیونکہ یہ جس سیلابی میدان میں سے گزرتا ہے وہ بڑھ گیا ہے۔

۵۶ ہیروڈوٹس کا بیان کردہ مجموعی فاصلہ 56 دن کا سفر بن جاتا ہے۔

۵۷ آمن اور اوزیرس، زیئس اور ڈایونی سس کے مقابل ہیں۔ ایتھوپیا میں تھیس کے آمن اور مینڈھے کے سر والے نُو (Nou) دونوں کی پرستش کی جاتی تھی۔ لیکن ہیروڈوٹس کا اشارہ موخر الذکر دیوتا کی جانب ہے۔

۵۸ دیوتا کے پیغام بر ہونے کی حیثیت میں میروئے کے پروہتوں کا اثر و رسوخ سٹرابو اور ڈیوڈورس نے زیادہ واضح طور پر ظاہر کیا ہے۔ وہ جب دل چاہتا بادشاہ کو بلواتے اور اُسے اپنے الہام کے پیش نظر خودکشی کا حکم دیتے۔ آخرکار بطلیموس فلاڈیلفس کے ہم عصر ایک ارگامنیس نامی بادشاہ نے اُن کا حکم ماننے سے انکار کیا اور "سنہری معبد" میں داخل ہو کر اپنی بجائے انہیں قتل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرکے یہ رسم ختم کردی۔

۵۹ پسامیٹی کس کو چھوڑنے والے 2,40,000 آدمیوں کے اخلاف ہیروڈوٹس کے مطابق ایلیفنٹائنے سے اوپر 4 ماہ کے سفر پر رہتے تھے (جُز 31) جہاں سے میروئے نصف راہ میں تھا۔

۶۰ ڈیوڈورس مصری فوجیوں کے قطع تعلق کرنے کی وجہ یہ بتاتا ہے کہ پسامیٹی کس نے انہیں بائیں بازو پر تعینات کیا تھا جبکہ دایاں بازو فوج میں موجود غیر ملکیوں کو دیا گیا۔

۶۱ فوج کا ایک دستہ سرحد پر تعینات کرنا ہمیشہ سے مصریوں میں مروج رہا ہے۔

۶۲ لیکن مقبروں سے ثابت ہوتا ہے کہ ایتھوپیاؤں نے اپنا مذہب اور تہذیبی اطوار مصر سے مستعار لی تھیں۔

۶۳ اِس کا اطلاق صرف سفید دریا یا دریائے نیل کی مغربی شاخ پر ہوتا ہے۔

۶۴ یہ سی واہ (Siwah) کا موجودہ ساحل (Oasis) تھا جہاں معبد کے آثار اب بھی دکھائی دیتے ہیں۔ دار الاستخارہ طویل عرصہ تک مشہور رہا۔

۶۵ دیکھیے چوتھی کتاب، جُز 172 اور 173۔

۶۶ Tangier کے نزدیک کیپ سپارٹیل۔

۶۷ پست قامت آدمی واقعی افریقہ میں موجود ہیں، لیکن ناسامونیز غالباً چند ایک کے بارے میں ہی معلومات حاصل کر سکا۔ ہومر نے بھی بونوں کا ذکر کیا ہے۔

۶۸ یہ بات خارج از امکان نہیں کہ یہاں دریائے نائیجر اور موجودہ شہر ٹمبکٹو کے قدیم نمائندے کا ذکر کیا گیا ہے۔

۶۹ ہیروڈوٹس کا مقصد دریائے نیل اور ڈینیوب کے مابین کوئی تعلق قائم کرنا نہیں۔ وہ صرف دونوں دریاؤں کی لمبائی کا موازنہ کر رہا ہے۔

۷۰ Cynesians کا ذکر چوتھی کتاب جُز 49 میں بھی کائی نیتس کے طور پر آیا ہے۔ یہ ایک قوم ہیں جن کے بارے میں صرف یہ معلوم ہے کہ وہ قدیم زمانوں سے یورپ کے انتہائی جنوب مغرب میں رہتے تھے۔

۷۱ اگر ہیروڈوٹس کے عہد میں ڈینیوب اِستریا کے مقام پر بحر اسود میں گرتا تھا تو یقیناً اب اِس کا راستہ بہت بدل گیا ہے۔

۷۲ دیکھیے پہلی کتاب، جُز 72۔

۷۳ یہ نہ تو سچ ہے اور نہ ہی سچائی کے قریب۔ اور یہ ادراک کرنا مشکل ہے کہ ہیروڈوٹس کے کہنے کا مدعا کیا ہے۔ شاید "بالمقابل" کو وہ جغرافیائی لحاظ سے کوئی زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔

۷۴ یہاں ہیروڈوٹس اپنے قاری کو آئندہ بیانئے کے لیے تیار کر رہا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۷۵ منڈی اصل میں شہر کی دیواروں سے باہر، کھلی جگہ پر تھی۔

۷۶ قدیم لکھاری بالعموم مصریوں کے زنانہ پن پر یقین رکھتے ہیں۔

۷۷ کبھی کبھی اُن کا گلیوں میں کھانا عین ممکن ہے; لیکن غریب طبقات ہی ایسا کرتے تھے۔ مصری عموماً ایک ٹانگ والی چھوٹی سی گول میز پر بیٹھ کر یونانیوں یا جدید عربوں کی طرح اُنگلیوں سے کھاتے تھے۔ میز پر متعدد کھانے چنے جاتے اور کھانے سے پہلے دعا کرنے کا رواج تھا۔

۷۸ اگرچہ مصر میں مذہبی پیشوائی مردوں کے پاس تھی، لیکن معبدوں میں کچھ اہم فرائض عورتوں کو تفویض تھے، جیسا کہ ہیروڈوٹس بتاتا ہے (دیکھئے آگے باب 54، 56); بادشاہوں کے ساتھ ملکائیں بھی چڑھاوے چڑھاتی تھیں; اہم خاندانوں سے منتخب کی گئی عورتوں کا ایک سلسلہ دیوتاؤں کی عبادت کرواتا تھا۔

۷۹ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ بیٹوں کی بجائے بیٹیاں والدین کی کفالت کرنے پر مجبور ہوتی تھیں; لیکن اِس روایت کا ناممکن پن واضح ہے۔ بیٹا ہی اپنے متوفی والدین کے اعزاز میں رسوم ادا کرتا تھا، اور قانون قرض کے مطابق بیٹا باپ کے قرضے ادا کرتا تھا۔ آگے جز 136 ہیروڈوٹس کے یہاں کیئے ہوئے دعوے کی نفی کرتا ہے۔

۸۰ سر اور داڑھی مونڈنے کی رسم محض مصری پروہتوں تک ہی محدود نہ تھی، بلکہ یہ تمام طبقات میں عام رواج تھا۔ چند ایک غریب ترین طبقات کے سوا باقی سب مصری وگیں پہنتے تھے۔ سوگ میں بال بڑھانے کی رسم صرف مصر تک محدود نہیں۔

۸۱ جانوروں کے ساتھ اُن کا رہنا نہ صرف حقیقت کے متضاد ہے بلکہ اُن کی گلیوں میں کھانے پینے کے گزشتہ دعویٰ کے بھی منافی ہے۔

۸۲ اُن کا گندم اور جو پر گزارہ کرنے کو "بے عزتی" سمجھنا بھی فضول بات ہے۔

۸۳ دیکھئے آگے جز 104۔

۸۴ مردوں کے دو اور عورتوں کا ایک لباس ہونا ایک غلط تاثر دیتا ہے۔ مردوں کا عام لباس ایک لمبا اُوپری چغہ اور اِس کے نیچے ایک مختصر گھگرا (Kilt) تھا; کام کرتے وقت چغہ اتار کر رکھ دیا جاتا تھا; جبکہ عورتیں صرف ایک لمبی عباء پہنتی تھیں۔ ان کپڑوں کے اوپر جب ایک اور لمبا چغہ پہن لیا جاتا تو مردوں کے کپڑے تین اور عورتوں کے دو ہو جاتے۔

۸۵ دریائے نیل پر چلنے والی کشتیوں میں اب بھی یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔

۸۶ مصری لوگ دائیں سے بائیں پروہتی (hieratic) اور عوامی رسم الخط میں لکھتے تھے۔ پرانے وقتوں میں یونانی بھی فنیقیوں کی طرح دائیں سے بائیں لکھا کرتے تھے جن سے انہوں نے حروف تہجی مستعار لیے۔ یہ فطری انداز تحریر لگتا ہے; کیونکہ اگرچہ ہم (یورپی) بائیں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دائیں لکھنے کے عادی ہیں لیکن کسی ڈرائنگ میں شیڈ کرتے وقت ہمیشہ دائیں سے بائیں رُخ پر ہی پنسل چلاتے ہیں۔

۸۷ مصریوں کے انتہاء پسندانہ مذہبی خیالات انجام کار ایک توہمات کا مجموعہ بن گئے' اور قدرتی طور پر تضحیک کا موضوع بنے۔

۸۸ وہ اِسے ایک ہمہ گیر روایت بتاتا ہے: لیکن ہم نہ صرف یہ جانتے ہیں کہ جوزف کے پاس ایک چاندی کا جام شراب تھا (کتاب پیدائش' 2:44' 5)' بلکہ مجسموں سے نظر آتا ہے کہ امیر اہل مصر شیشہ' پورسلین اور سونا بھی استعمال کرتے تھے۔ استطاعت نہ رکھنے والے افراد غالباً کانسی کے برتنوں پر ہی گزارہ کر لیتے ہوں گے۔

۸۹ اُن کی صفائی پسندی بہت نمایاں تھی' جیسا کہ سر اور داڑھی نیز پورا جسم مونڈنے سے ظاہر ہوتا ہے۔

۹۰ ہیروڈوٹس کے کہنے کے مطابق پروہتوں کا لباس لِنن سے بنا ہوتا تھا (جُز 81)؛ لیکن وہ یہ نہیں کہتا کہ پروہت صرف ایک کپڑا پہننے کے پابند تھے۔

۹۱ اُن کے سینڈل (چپلیں) پیپرس سے بنے ہوتے تھے' کمتر قسم کھجور کے پتوں کو گوندھ کر بنائی جاتی تھی۔ اور وہ زمین پہ کھال بچھا کر یا کھجور کی شاخوں سے بنی چارپائی پر سوتے تھے۔

۹۲ اُن کا سب سے زیادہ دیرپا اثر روحانی اور نتیجتاً دُنیوی حوالے سے تھا۔ انہوں نے یہ اختیار اپنے برتر علم کے ذریعہ حاصل کیا تھا۔ ایک فرد پر اُن کا اختیار مرنے کے بعد بھی قائم رہتا؛ اور اُن کا ویٹو اُسے اپنے مقبرے میں دفن ہونے سے روک کر دائمی بدنصیبی کا نشانہ بنا سکتا تھا۔

۹۳ وہ ٹیکسوں سے مستثنٰی تھے اور انہیں روزانہ کا گوشت' غلہ اور شراب مہیا کی جاتی تھی؛ اور جب فرعون نے جوزف کے مشورے پر غلے کے بجائے مصریوں کی ساری زمینیں لے لیں (پیدائش 20:47' 22) تو پروہتوں کو مستثنٰی کیا گیا اور اُن کی پیداوار پر خمس لاگو کیا گیا۔

۹۴ ہیروڈوٹس کی یہ بات بالکل درست ہے کہ انہیں شراب کی اجازت تھی۔

۹۵ اگرچہ باقی کے مصری اس قدر عام طور پر مچھلیاں نہیں کھاتے تھے' لیکن پروہتوں کو اِس کی اجازت نہ تھی۔ پروہتوں کی مرکزی غذا بڑا گوشت اور ہنس کا گوشت تھی' جبکہ ہرن' پہاڑی بکرے' مہاۃ' (Oryx) اور جنگلی شکار کی بھی ممانعت نہ تھی۔ لیکن وہ زیادہ تر دالوں' چھوٹے گوشت اور سور کے گوشت سے پرہیز کرتے تھے اور کبھی کبھی تو نمک بھی نہیں کھاتے تھے۔ لہسن' سبز پیاز' پیاز' لوبیا اور تمام قسم کے چنے بھی پروہتوں کے کھانوں سے غائب تھے۔

۹۶ ڈیوڈورس کی یہ بات زیادہ درست ہے کہ صرف مصریوں میں سے کچھ ایک چنوں (beans) سے اجتناب کرتے تھے' اور مصر میں اُن کے خود بخود اُگنے پر شک کیا جا سکتا ہے۔ پروہتوں کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چنے کھانے سے منع کرنے کی روایت فیثاغورث نے مصریوں سے مستعار لی تھی۔

۹۷ مجسمے اِس کی بھرپور تصدیق کرتے ہیں۔

۹۸ ہیروڈوٹس آگے جُز 153 میں کہتا ہے کہ ایپیپے فس دراصل ایپس کا یونانی نام ہے۔

۹۹ شاید ساتویں کتاب کے جُز 153 کی طرح یہاں بھی ہم سے وعدہ کرکے پورا نہیں کیا گیا۔

۱۰۰ بیل کو قربان کرنے کی منظوری کے لیے پروہت اُس کے سینگوں کے گرد ایک پیپرس باندھ دیتے تھے اور اُس پر گیلی مٹی سے اپنی مہر ثبت کرتے۔ عمدہ مٹی پر مہریں لگانا کافی عام تھا، لیکن ہمیں یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ پروہت اِس موقع پر کیا نقش ثبت کرتا تھا۔

۱۰۱ یہاں ہیروڈوٹس کا اشارہ بدیہی طور پر آئسس کی جانب ہے، جیسا کہ وہ آگے جُز 59 اور 61 میں بیوسیرس کی ضیافت کے متعلق بات کرتے ہوئے کہتا ہے; لیکن بعد میں اُسے آتھور کے ساتھ ملایا (جُز 61)۔ یہ غلطی قابلِ درگذر ہے کیونکہ اِن دونوں دیویوں کی خصوصیات بہت ملتی جلتی ہیں۔

۱۰۲ لاش میں روٹیاں اور دیگر چیزیں بھر کے جلانے کی رسم یہودی سوختنی قربانی کی یاد دلاتی ہے۔ (احبار، viii:25، 26)۔

۱۰۳ مویشی کی نسل کو کم ہونے سے بچانے کے لیے۔

۱۰۴ اہلِ مصر تمام غیرملکیوں کو ناپاک خیال کرتے تھے اور اُن، بالخصوص یونانیوں کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے۔ "مصری عبرانیوں کے ساتھ روٹی نہیں کھائیں گے، کیونکہ اُنہیں اِس کی ممانعت ہے۔" (کتاب پیدائش 32:436)۔

۱۰۵ آتھور مصر کی ایفروڈائٹ (ایفرودتی) ہے، اتاربیکس کا مطلب ایفروڈائٹ پولس یعنی ایفروڈائٹ کا شہر تھا۔

۱۰۶ تھیبس میں بھیڑیں قربان گاہ پر پیش ہوتی تھیں اور نہ ہی انہیں میز پر ذبح کیا جاتا تھا، اگرچہ انہیں اون حاصل کرنے کے لیے پالا جاتا تھا۔

۱۰۷ مینزا ایبہ جانے والی نہرِ اشمون کے ٹیلے مینڈیز کی جائے وقوع ہیں۔

۱۰۸ دُنبے کے سر والا دیوتا نوم (نُو، نُوب یا نف) زیئس (جوپیٹر) کا ہم رتبہ تھا۔

۱۰۹ مصری ہیراکلیس الوہی طاقت کا ایک "مجرد تصور" تھا، اس لیے یہ حیرت انگیز نہیں کہ ہیروڈوٹس یونانی ہیراکلیس کے بارے میں کچھ نہ جان پایا جو مصر میں ایک غیر معلوم ہیرو تھا۔

۱۱۰ ہیروڈوٹس نے مصری مذہب سے متعلق اپنی معلومات پیشہ ور مترجمین سے اخذ کیں، لگتا ہے کہ وہ لفظ "ہیراکلیس" کو مصری سمجھتا ہے۔ لیکن اُس کا یہ خیال درست نہیں۔

۱۱۱ دیوتاؤں کے لیے دیسی ماخذ کا دعویٰ کرنے کا رجحان یونانیوں نے غیرملکیوں سے مستعار لیا جس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے باعث انہوں نے فوراً ہیرا کلیس کی کہانی تراش لی۔

۱۱۲ الصور کے مقام پر ہیرا کلیس کا معبد بہت قدیم تھا' اور ہیروڈوٹس کے مطابق یہ شہر جتنا ہی یا خود اُس کے اپنے دور سے 2300 برس پرانا تھا---یعنی 2755 ق۔م کا۔

۱۱۳ یہ غالباً کانچ کا تھا جو 3800 سال پہلے بھی مصر میں موجود بتایا جاتا تھا۔

۱۱۴ تھاسوس کا نام بدستور یہی ہے۔ یہ تھریسیائی ساحل سے پرے ایک چھوٹا جزیرہ ہے۔

۱۱۵ ہیروڈوٹس نے یہاں دلیل کے ساتھ مصریوں میں انسانی قربانی کی تردید کی ہے۔

۱۱۶ تھیبس کے مجسموں میں سور شاذ و نادر ہی ملتا ہے۔ مذہبی سرگرمیوں سے منسلک لوگ اور پروہت اِس کا گوشت نہیں کھا سکتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اِس کی اجازت سال بھر میں صرف ایک مرتبہ چاند کی قربانی کے وقت دی جاتی تھی۔ سور کا گوشت نہ کھانے کی وجہ اِس کا غیر صحت بخش ہونا تھا۔

۱۱۷ یہ آلہ غالباً ڈبل پائپ تھا۔

۱۱۸ اِس بارے میں کوئی شک نہیں کہ یونانیوں نے کبھی کبھی اپنے دیوتاؤں کے لیے نام اور خصوصیات مصر سے مستعار لیں; لیکن جب وہ کہتا ہے کہ یونانی دیوتاؤں کے نام ہمیشہ سے مصر میں معلوم تھے تو یقیناً اِس کا مطلب یہ نہیں کہ یونان اور مصر کے دیوتا ایک ہی تھے' کیونکہ وہ دیگر جگہوں (جُز 42' 59' 138' 144' 156) پر دیوتاؤں کے مصری نام بھی دیتا ہے۔

۱۱۹ دیکھیے آگے چوتھی کتاب کا جُز 188۔

۱۲۰ کسی بھی مصری دیوتا کو اُلوہیت پانے کے بعد زمین پر محض انسان کے طور پر زندہ تصور نہیں کیا جاتا تھا۔ مصریوں کا مذہب مظاہر فطرت میں دیوتا کی خوبیوں کی عبادت کرنا تھا; لیکن وہ کسی فانی انسان کو اُس کی جگہ نہیں دیتے تھے۔

۱۲۱ ہیروڈوٹس کی واضح رائے ہے کہ دیوتاؤں کے تقریباً سبھی نام مصر سے ماخوذ تھے۔ اور وہ اُن رسوم (جُز 81 اور 82) اور سائنس کا ماخذ بھی یہی بتاتا ہے۔

۱۲۲ یہاں مذکور پیلاجی ترھینی پیلاجی ہیں جن کا ذکر دوبارہ چوتھی کتاب' جُز 145 اور چھٹی کتاب جُز 138 میں بھی آئے گا۔

۱۲۳ کابیری کے حوالے سے کچھ بھی معلوم نہیں۔

۱۲۴ یہاں ہمارے مصنف کی مراد غالباً صوفی لکھاریوں اولین' لِینس' اورفیئس' میوسئس' پیمفوس' اور اولمپس وغیرہ سے ہے' جنہیں یونانی عموماً ہومر سے پہلے کا سمجھتے تھے لیکن وہ بعد کے ہیں۔

۱۲۵ تھیبس سے پجارنوں کا یہ اغواء یقیناً ایک افسانہ ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۲۶ے عورتوں کے پیشگوئیاں کرنے کا تصور مصری نہیں بلکہ یونانی ہے۔

۲۷ے ڈوڈونا کا معبد 219 ق-م میں ڈوری ماخس نے اُس وقت تباہ کر دیا جب اُس نے ایتولیاؤں کا جرنیل منتخب ہونے پر ایپی رس کو تاراج کیا تھا۔ اب کوئی آثار موجود نہیں۔

۲۸ے مصر میں مقدس اجتماع متعدد اور مختلف قسموں کے تھے۔

۲۹ے بُوبارِسس یا پشت یونانی ارتمس سے تعلق رکھتا ہے۔ بُوباسِس مصری بلی پُوجا کا مرکز تھا۔

۳۰ے ہیروڈوٹس اِسے (جُز 156) ڈایونی سس (اوزیرس) اور آئسس کی بیٹی تصور کرتا ہے جو ایک غلطی ہے کیونکہ اوزیرس کی کوئی بیٹی نہ تھی۔

۳۱ے بوبارِسس میں مذکور دیوی بُوتوہی ہونی چاہیے۔

۳۲ے مصر میں جو کی شراب (بیئر) اور انگور کی شراب بکثرت تیار ہوتی تھی۔

۳۳ے مصر میں بوسیرس نام کے متعدد جگہیں تھیں۔ اِس کا مطلب اوزیرس کی جائے دفن ہے۔

۳۴ے خود کو زخم لگانے کی رسم مصری نہیں تھی: انجیل کی کتاب احبار (28:19 اور 5:21) میں "جسم کو زخمی کرنے" سے منع کیا گیا ہے۔ یہ سیریا والوں کے رواج کے خلاف حکم تھا جہاں بعل کے پجاری "خود کو چھریوں اور نشتروں سے لہولہان" کر لیتے تھے۔ (سلاطین 1' 28:18)۔

۳۵ے نہایت وسیع رقبہ میں بلند و بالا ٹیلے سائیس کی جائے وقوع کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۳۶ے یعنی نمک ملے پانی پر تیرتا ہوا تیل۔

۳۷ے اِسے غیر معمولی سمجھا جاتا تھا' کیونکہ افریقہ میں جنگلی جانور بکثرت ہیں (چوتھی کتاب' جُز 2-191)؛ لیکن اُن کی کثرت مصری سرحدوں پر نہیں بلکہ مغرب اور جنوب میں تھی۔ مصر میں جانور زیادہ نہ تھے' شاید اسی وجہ سے مصری اُن کا تحفظ یقینی بنانے کے لیے انہیں حرمت والے قرار دینے پر مائل ہوئے۔

۳۸ے بہت سے جانوروں کو کھانا دینے کا کام غالباً عورتوں کا تھا' لیکن رکھوالے پروہت طبقے کے مرد ہی لگتے ہیں۔

۳۹ے اگرچہ مصری مرد اپنے سر مونڈتے تھے' لیکن لڑکے بالوں کے کچھ گچھے چھوڑ دیتے تھے' جیسا کہ مصر اور چین میں رواج ہے۔

۴۰ے انہیں قصداً مارنے کی ممانعت تھی' لیکن بعد کے ادوار کی متعصب آبادی نے یہ قانون بالائے طاق رکھ دیا۔

۴۱ے بلیاں جس جگہ پر مرتیں انہیں وہیں صاف کر کے دفنا دیا جاتا۔ بس ایک بوباسِس کے اڑوس پڑوس میں شاید ایسا نہیں کیا جاتا تھا۔

۴۲ے مصر میں Vivera Ichneumons یا مُوش فرعون یا افریقی چوہا اب بھی بہت عام ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۴۳ علم و ادب کے دیوتا توت کے لیے یہ پرندے مقدس تھے۔

۱۴۴ بلاشبہ مصر میں ریچھ نہیں تھے۔ شاید کچھ ایک غیر ملکیوں نے وہاں پہنچائے ہوں۔

۱۴۵ ہیروڈوٹس کا یہ کہنا درست ہے کہ مصر میں بھیڑیئے لومڑ سے کچھ ہی بڑے تھے۔ نجانے اُس نے لگڑ بھگڑ کا ذکر کیوں نہیں کیا جو ملک میں بہت عام ہے۔

۱۴۶ مگرمچھ کے کان محض ایک سوراخ جیسے ہوتے ہیں۔

۱۴۷ مصنف کی مراد شاید پگھلا ہوا شیشہ ہے۔

۱۴۸ یہاں مذکور ایونیائی پسامٹی کس کے ایونیائی سپاہی ہیں۔

۱۴۹ دریائی بچھڑا پہلے مصر میں عام تھا، لیکن اب شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے۔ اس جانور کے بارے میں ہیروڈوٹس کا بیان حقیقت سے بعید ہے۔

۱۵۰ مچھلی کی متبرک اقسام صرف یہ تھیں: Oxyrhinchus، Lepidotus اور Phagrus یا Eel۔

۱۵۱ نیل کا راج ہنس اوزیرس کے باپ خدا سب (seb) کا علامتی نشان تھا: لیکن یہ کوئی مقدس پرندہ نہیں تھا۔

۱۵۲ سینگ دار سانپ بالائی مصر اور سارے صحراؤں میں عام ہے۔ نہایت زہریلے اِس سانپ کی عادت ہے کہ یہ خود کو ریت میں دفن کر کے نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

۱۵۳ ہیروڈوٹس کے اُڑنے والے سانپوں نے بہت سے لوگوں کو گڑبڑا کر رکھ دیا ہے۔ یسعیاہ 6:30 میں اُڑنے والے سانپوں کا ذکر موجود ہے۔

۱۵۴ لق لق کو مصر میں اِس وجہ سے اتنی عزت دی جاتی تھی کیونکہ وہ سانپوں اور زہریلے کیڑے مکوڑوں کو مارتا تھا۔ لق لق مصری ہرمیس یعنی توت کا مقدس پرندہ تھا۔

۱۵۵ صحرا کی خشک آب و ہوا میں، جہاں بیماری شاذ و نادر ہی آتی ہے، اُن کی صحت اور اُن کے رہن سہن کی مرہون منت تھی۔

۱۵۶ بالائی اور زیریں مصر کے سنگتراشی کے نمونوں میں مچھلی سکھانے کا رواج بار بار نظر آتا ہے۔ ماہی گیری مصریوں کی ایک پسندیدہ تفریح تھی۔

۱۵۷ ضیافتِ شب میں اوزیرس کی شبیہہ دکھائی جاتی تھی تاکہ مہمانوں کو اُن کے فانی پن سے خبردار کیا جائے۔

۱۵۸ مصر، فینیقیا، سائپرس اور دیگر مقامات پر گانے کا نام مختلف تھا۔ سنگیت کے موجد لائنس اور اُس کی موت کے متعلق سنائی جانے والی کہانیاں محض افسانے ہیں۔

۱۵۹ چینی، جاپانی اور حتیٰ کہ جدید مصری بھی بڑھاپے کو یہی عزت دیتے ہیں۔

۱۶۰ رومنوں نے بھی اپنے 12 ماہ کو ایک ایک دیوتا سے منسوب کیا۔ اور بعد ازاں ہفتے کے دنوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے نام سورج چاند اور پانچ سیاروں کے نام پر رکھے گئے جو آج بھی مروج ہیں۔

۱۶۱ خوابوں کی تفسیر کے ساتھ ساتھ سیاروں کے زائچے بنانا بھی مصر میں بہت قدیم وقتوں سے مروج تھا۔

۱۶۲ تاہم، مصریوں نے "بتوں اور افسوں گروں اور جنات کے یاروں اور جادوگروں کو تلاش کیا۔" (-سعیاہ، 3:19)۔ غالباً ہیروڈوٹس کے کہنے کا مطلب ہے کہ کہانتیں ہی دیوتا کا حقیقی جواب تھیں۔

۱۶۳ مصر میں نہ صرف طبی تحقیق بہت پہلے سے شروع ہوئی، بلکہ وہاں کے طبیب اس قدر مشہور تھے کہ انہیں متعدد مرتبہ دیگر ممالک میں بلوایا گیا۔

۱۶۴ طبی پیشہ کی اِس طرح تقسیم طبی علم کے علاوہ تہذیبی ترقی کی بھی نشاندہی کرتی ہے۔

۱۶۵ رونے دھونے اور اپنے سر میں خاک ڈالنے کی رسم مقبروں کی تصویروں میں دکھائی گئی ہے۔ پسماندگان 70 یا 72 دن تک سوگ مناتے اور مرثیے پڑھتے۔

۱۶۶ یہ ماڈل اوزیرس کی صورت میں ہوتے تھے۔

۱۶۷ ایتھوپیائی پتھر کالا چمقاق یا ایتھوپیائی عقیق تھا جس کا استعمال زمانہ بعید سے مروج تھا۔

۱۶۸ سُوتی نہیں۔ خوردبین نے ثابت کردیا ہے کہ ممیوں کے گرد لپیٹا گیا کپڑا لِنن تھا۔

۱۶۹ تحفظ صحت کے قوانین کے تحت ہر شخص کے لیے ضروری تھا کہ وہ کسی کی لاش ملنے پر اُسے دفن کرے۔

۱۷۰ "پڑوسی نیاپولس" دریا کے کنارے تقریباً 90 میل اوپر کی جانب ہے۔ اِس کی جگہ موجودہ Keneh نے لی۔

۱۷۱ کمس یا خیمو کے دیوتا غنم کو پان دیوتا کا ہمسر سمجھا جاتا تھا، یونانی اور رومن اِس شہر کو پانوپولس کہتے تھے۔

۱۷۲ اُس دور کے مصری مقبروں میں ایک سے زیادہ بیویوں والے آدمی کی کوئی مثال موجود نہیں۔

۱۷۳ اِس کے تکونے ڈنٹھل سے نکالے ہوئے گودے سے کاغذ کی تیاری نے پودے کو بہت قیمتی بنا دیا تھا۔ پیپرس کی بہترین قسم اگانے اور فروخت کرنے کا حق حکومت کے پاس تھا۔

۱۷۴ ارسطو نے اِس بیان کی لا یعنیت واضح کی۔

۱۷۵ وادی سندھ میں بھی اِسی قسم کا رواج ملتا ہے۔ گھروں کی چھتوں پر سونا مصر میں اب بھی عام ہے۔

۱۷۶ دریائے فرات کے کناروں پر یہ دستور ہنوز موجود ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۷۷ بہت زیادہ سیلاب کے برسوں میں اب بھی یہی ہوتا ہے۔

۱۷۸ مانیتھو' ایراتو ستھینز اور دیگر لکھاری ہیروڈوٹس کے ساتھ متفق ہیں کہ مین یا مینیز پہلا مصری بادشاہ تھا۔

۱۷۹ مینیز اور نہ ہی اس کے فوری جانشینوں نے اپنا کوئی مقبرہ چھوڑا۔

۱۸۰ یعنی مینیز سے موئرس تک۔

۱۸۱ مصری اور ایتھوپیائی شاہی خاندانوں میں اندرونی شادیاں سنگتراشیوں سے مستنبط کی جا سکتی ہیں۔

۱۸۲ دیکھیے جُز 13 اور 100۔

۱۸۳ دیکھیے جُز 149۔

۱۸۴ اصل سیسو سٹریس 12 ویں سلطنت کا پہلا بادشاہ تھا جو اولین عظیم مصری فاتح تھا۔

۱۸۵ رعمیسس دوم سے متعلقہ یادگاریں سیریا میں ملی ہیں۔

۱۸۶ ہیروڈوٹس نے جُز 57 میں مصریوں کے کالے رنگ کا بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن پینٹنگز کے علاوہ ممیوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مصری سیاہ فام تھے اور نہ ہی گھنگریالے بالوں والے' اور سر کی ساخت فوراً فیصلہ کر دیتی ہے کہ وہ افریقی کی بجائے ایشیائی ماخذ رکھتے ہیں۔ مصر کو کیمی (کالا) اُس کی زرخیز مٹی کے رنگ کی نسبت سے کہا جاتا تھا نہ کہ لوگوں کی نسبت سے۔

۱۸۷ ہیروڈوٹس کا اشارہ بدیہی طور پر یہودیوں کی جانب ہے۔

۱۸۸ یہاں مذکور سیریائی بلاشبہ کیپاڈوشیائی ہیں۔

۱۸۹ فلسطینی ختنہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی فینیقیوں میں یہ عام رواج تھا۔

۱۹۰ کولکس اپنی لِنن کے لیے مشہور تھا۔

۱۹۱ یہاں مذکور دو شبیہوں میں سے ایک نِن فی میں دریافت کی گئی ہے۔

۱۹۲ مصری بادشاہوں کا دستور تھا کہ وہ اپنے قیدیوں کو مصر لا کر تعمیراتی منصوبوں میں لگایا کرتے تھے۔

۱۹۳ اِس سے فوراً عیاں ہو جاتا ہے کہ یہاں مذکور فاتح 12 ویں صدی کا سیسو سٹریس نہیں بلکہ 19 ویں سلطنت کا عظیم بادشاہ تھا۔

۱۹۴ عین ممکن ہے کہ رعمیسس دوم کے دور میں نہروں کی تعداد بڑھ گئی ہو: یہاں بھی ظاہر ہے کہ ہیروڈوٹس سیسو سٹریس کے متعلق بات کر رہا ہے۔

۱۹۵ اِس کا اطلاق کسی ایک مخصوص مصری بادشاہ پر نہیں ہو سکتا کیونکہ وہاں کئی ایک مصری حکمران رہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۹۶ داریوش کا نام سنگتراشیوں میں ملتا ہے۔

۱۹۷ اس کہانی میں حقیقت اور فسانے کی آمیزش ہے۔

۱۹۸ قرین قیاس طور پر وہ ہیلیو پولس میں ہی تھیں۔ مصر میں ملنے والی سلوں کی زیادہ سے زیادہ لمبائی 100 فٹ ہے۔

۱۹۹ یہ بدیہی طور پر عستارات تھی' فینیقیوں اور سیریاؤں کی افرو ڈائٹ۔

۲۰۰ ہومر کے ہاں بھی ہیلن کے مصر جانے کا ذکر ملنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کہانی ہیرو ڈوٹس کے دور میں اختراع نہیں کی گئی بلکہ اُس سے بہت پہلے بھی مقبول تھی۔

۲۰۱ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ دیوتا کی عبادت سے منسوب تھے۔ کسی ایک کو محافظ قرار دینا قدیم روایت تھی۔

۲۰۲ ہیرو ڈوٹس نے نہایت مناسب طور پر سیڈونیوں کو الصوریوں سے پہلے رکھا (آٹھویں کتاب' 67) اور یسعیاہ نے الصور کو سیڈون کی بیٹی کہا (xxiii' 12) کیونکہ اِس کی بنیاد سیڈونیوں نے رکھی تھی۔

۲۰۳ ایلیڈ' vi' 2-290-

۲۰۴ دیکھئے اوڈیسے iv' 227 تا 230-

۲۰۵ ایضاً iv' 2-351-

۲۰۶ اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ "سائپریا" نامی رزمیہ ہومر نے نہیں لکھی تھی۔

۲۰۷ بدیہی طور پر ایک رعمسیس کا نام تھا' نہ کہ ایک ماقبل سلطنت کے بادشاہ کا۔

۲۰۸ مصر جانے والے کسی بھی شخص کو یہ غلطی لگنا ممکن تھا کیونکہ نوجیوں کی ڈاڑھیاں نہیں تھیں اور شیو کرنا تمام طبقات میں رائج تھا۔

۲۰۹ سماجی بندھنوں کا احترام کرنے اور شاہی و اشرافی عہدوں کو ممتاز رکھنے والے ایک ملک میں یہ کہانی باہر سے آئی ہوئی لگتی ہے۔

۲۱۰ ہیڈ زیا پاتال کو مصری زبان میں امنت یا امنتی کہا جاتا تھا جس پر اوزیرس کی حکومت تھی۔

۲۱۱ یہ مصریوں کا عظیم عقیدہ تھا اور اِس میں اِن کا یقین مقبروں کی تصاویر میں ہر کہیں نظر آتا ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ صرف برے لوگوں کی روحیں ہی کسی جانور کے جسم میں داخل ہونے کی ذلت سہتی تھیں۔

۲۱۲ ہمیں مصری مذہب میں اس قسم کا کوئی امر نظر نہیں آتا۔

۲۱۳ ہیرو ڈوٹس زیادہ ایمانداری اور انصاف پسندی کے ساتھ تسلیم کرتا ہے کہ یونانیوں نے فلسفہ اور سائنس کے ابتدائی اسباق مصر سے لیے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۲۱۴ے مُردوں کی جائے اقامت مغرب کو تصور کیا جاتا تھا جہاں سورج اپنا سفر ختم کرتا تھا۔

۲۱۵ے دو راہوں کی باقیات اب بھی موجود ہیں۔

۲۱۶ے یعنی پہاڑی کی چوٹی کو برابر کر کے بنایا گیا' پلیٹ فارم۔ مرکز میں پتھر کا ایک ٹکڑا چھوڑ دیا گیا تھا جس پر ہرم تعمیر کیا گیا۔

۲۱۷ے نہر کا نہ تو کوئی شائبہ ملا ہے اور نہ ہی اِس کے موجود ہونے کا کوئی امکان ہے۔

۲۱۸ے بڑا ہرم ہر رخ سے 756 فٹ تھا جو اب 732 فٹ رہ گیا ہے۔ اصل بلندی 480 فٹ 9 انچ تھی جو اب 460 فٹ 9 انچ ہے۔

۲۱۹ے پتھروں کے سائز مختلف ہیں۔ ہیروڈوٹس کا اشارہ بیرونی سطح کی طرف ہے جو اب موجود نہیں۔

۲۲۰ے یہ سوال دلچسپ ہے کہ کیا مصری ہرم یا ٹیلہ نما مقبرے کا تصور اُس وقت اپنے ساتھ لائے جب انہوں نے وادی نیل میں ہجرت کی' اور کیا اِس نے اُسی تصور سے جنم لیا جس کے تحت اشوریہ کا مرحلہ وار مینار اور ہندوستان کا Pagoda تعمیر ہوا۔

۲۲۱ے فہم عامہ اور ہیروڈوٹس کے اِس دعویٰ کے ذریعہ ڈیوڈورس کا یہ خیال باطل ثابت ہو جاتا ہے کہ اُس وقت تک مشینیں ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔

۲۲۲ے یہ ضرور ہیرو گلیفی رسم الخط ہی ہو گا۔ بیرونی پتھر غائب ہو جانے کے باعث ہیروڈوٹس کے دعوے کو مسترد یا قبول کرنا ممکن نہیں۔

۲۲۳ے اہل مصر نہایت قدیم دور سے ہی لوہے کا استعمال جانتے تھے۔

۲۲۴ے کے آپس کی بیٹی کی کہانی رامپ سی نی تس کی بیٹی والی کہانی سے مطابقت رکھتی ہے اور ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ہیروڈوٹس نے یہ "پروہتوں" سے نہیں بلکہ کسی گمراہ کن یونانی "مترجم" سے سنی تھی۔

۲۲۵ے واضح ہے کہ ہیروڈوٹس نے ابوالہول پر توجہ نہیں دی تھی جو 18ویں سلطنت میں ہی بن گیا تھا۔

۲۲۶ے یہ سائنے کا سُرخ گرینائٹ تھا اور ہیروڈوٹس کا یہ کہنا درست لگتا ہے کہ زیریں Tier پتھر کا تھا۔ عرب خلفائے خزانے ملنے کی اُمید میں تمام اہرام کھلوائے تھے۔

۲۲۷ے اس کا گذریئے بادشاہوں کے حملہ سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا' کیونکہ یہ مقبرے مصر میں گذریئے بادشاہوں کی حکومت سے بہت پہلے تعمیر ہو گئے تھے۔

۲۲۸ے یہ اوزیرس تھا۔

۲۲۹ے شاعرہ سیفو کا بھائی Charaxus لسبوس سے شراب لایا کرتا تھا' جسے وہ نوکریتس لے جانے کا عادی تھا۔

۲۳۰ے امکان غالب ہے کہ وہ 22ویں سلطنت کا شیشاک تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۲۳۱ بلند و بالا ہرم نما مینار جو معبد کے برآمدوں کے facades تشکیل دیئے ہوئے تھے۔

۲۳۲ رہائشی گھروں، مقبروں اور عام عمارتوں، شہروں کی دیواروں، قلعوں اور معبدوں کے لیے خام اینٹ کا استعمال مصر میں عام تھا۔ حتیٰ کہ کچھ چھوٹے قدیم معبد بھی کچی یا خام اینٹوں کے تھے۔ ان اینٹوں کو فراعین کے دور سے پہلے تک محض دھوپ میں پکایا جاتا تھا۔ بہت سے جنگی قیدیوں کو اینٹیں بنانے کے کام میں لگایا جاتا۔ اس پیشے پر حکومت کا اجارہ تھا۔

۲۳۳ بُوباستس کے معبد کی جائے وقوع کا بیان بالکل درست ہے۔

۲۳۴ دیکھئے تیسری کتاب، جُز15۔

۲۳۵ لگتا ہے کہ یہ جزیرہ بُوتو جھیل کے جنوبی مشرقی کونے پر ہو گا۔

۲۳۶ نیبوہر کے مطابق 300 کو 700 پڑھنا چاہیے۔

۲۳۷ سنخیرب کو "عربوں اور اشوریوں کا بادشاہ" کہنا حیرت انگیز ہے۔ اس لحاظ سے وہ اشوری سے زیادہ عرب بادشاہ لگتا ہے۔ نیز اُس کے لشکر کو بھی "عربی" کہا گیا۔ ہیروڈوٹس کی اِس غلطی کی کوئی توجیہہ پیش نہیں کی جاسکتی۔ البتہ اِس سے یہ ضرور واضح ہو جاتا ہے کہ عربی لوگ زیریں میسوپوٹیمیا کی دیگر نسلوں کے ساتھ کیسے گھلے ملے ہوئے تھے اور ایک اشوری بادشاہ صحرا کے قبائل پر کسی قدر اثر و رسوخ رکھتا تھا۔ دو بڑی سامی نسلوں کے درمیان تعلق اِن دونوں میں اتحاد کو نسبتاً آسان بناتا ہے; سو ہمیں کبھی عربی بادشاہ اشوریہ پر غالب ملتے ہیں تو کبھی اشوری بادشاہ عرب قبائل پر۔

۲۳۸ اگر ممفس میں چوہوں کا خصوصی احترام کیا جاتا تھا تو غالباً اِس کی کوئی اور باطنی وجہ ہو گی۔ وہ پیداوار کی علامت تھے، اور کچھ لوگ انہیں قوت غیب دانی کے حامل سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ٹروآس کے لوگ چوہوں کا اس لیے احترام کرتے تھے کہ انہوں نے "دشمنوں کی کمانیں کتر ڈالی تھیں۔" سکندریہ کے سکوں پر اپالو کو ایک ہاتھ میں چوہا پکڑے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اُس کا ایک لقب چوہا تھا۔

۲۳۹ یہ ہیکاٹیئس کا پہلا واضح ذکر ہے۔ (دیکھئے جُز21 اور 23)۔ اُس کا دور 520ق-م تا 475ق-م بنتا ہے۔ اُس نے ہیروڈوٹس کے لیے راہ ہموار کرنے میں کسی بھی دوسرے مصنف سے زیادہ مدد فراہم کی۔ ہیکاٹیئس کی کتابیں جغرافیائی اور تاریخی نوعیت کی تھیں۔

۲۴۰ اوزیرس کا بھائی ٹائیفون بلکہ ست اُسی طرح "شر" کا مجرد تصور تھا جیسے اوزیرس "خیر" کا۔

۲۴۱ دیکھئے پیچھے جُز43۔

۲۴۲ لیبرنتھ کے لیے ہیروڈوٹس کی داد و تحسین غیر معمولی ہے کیونکہ تھیبس میں اور بھی کئی زیادہ شاندار عمارات موجود تھیں جنہیں وہ نظر انداز کر گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۲۴۳ے ایفی سس کے کنارے ارتمس کا اصل معبد غالباً کمیریوں نے تباہ کر دیا ہو گا۔ ہیروڈوٹس کا دیکھا ہوا معبد کنوسس کے کریسفرون اور اُس کے بیٹے نے بنوانا شروع کیا ہو گا۔

۲۴۴ے دیکھئے تیسری کتاب، جُز 60۔

۲۴۵ے ان اہرام کے کوئی آثار باقی نہیں۔

۲۴۶ے نہروں کے دہانوں پر آج بھی مچھلی کی بڑی مقدار پکڑی جاتی ہے۔

۲۴۷ے مصر میں کانسی کی زرہ بہت قدیم دور سے تھی۔

۲۴۸ے یونانی کیمپوں کے لیے منتخب کردہ جگھوں سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں مشرق کی جانب سے بیرونی حملے کے خلاف ایک دفاع کے طور پر ضروری خیال کیا جاتا تھا۔

۲۴۹ے دیکھئے جُز 83، 133 اور 152 ۔ وہاں اور بھی کئی دارالاستخارہ موجود تھے، لیکن بُوٹو یا لیٹو والے کو سب سے زیادہ شہرت حاصل تھی ۔ دیکھئے جُز 83۔

۲۵۰ے ہیروڈوٹس کہتا ہے کہ یہ دیوی عظیم معبودوں میں سے ایک تھی ۔ دیکھئے جُز 156۔

۲۵۱ے یہ پروپائیلیم یا داخلی دالان کے ہرمی میناروں کی بلندی ہے۔

۲۵۲ے اپالو ہورس تھا، آئسس اور اوزیرس (دیمیتر اور ڈایونی سس) کا بیٹا: لیکن مصری اساطیر میں اُس کی کوئی بہن نہیں تھی، اور ارتمس بُوباسٹس یا پشت تھی۔

۲۵۳ے آزوٹس مقدس صحیفے کا اشدود ہے۔

۲۵۴ے بحیرۂ احمر کی نہر مختلف ادوار میں مختلف مقامات سے شروع ہوتی تھی۔

۲۵۵ے پتومس خروج i، 11 میں پتوم کے طور پر مذکور ہے ۔ یہ بحیرۂ احمر کے قریب نہیں تھا۔

۲۵۶ے اِس کی وجہ ایشیائی اقوام کی بڑھتی ہوئی طاقت تھی۔

۲۵۷ے یہاں مذکور جگہ یُوسیاہ کی جائے وفات، گلگال اور کوہ کارمل کے درمیان میگیڈو لگتی ہے، یعنی سیریا میں سے ہو کر شمال کی جانب جانے والے راستے پر ۔ دونوں ناموں کی مشابہت نے گڑبڑ پیدا کی۔

۲۵۸ے یوسیاہ کی شکست اور موت کے بعد نیکو (یا نکوہ) کارکمش کی طرف گیا اور واپسی پر جب اُسے پتہ چلا کہ یہودیوں نے اُس کے بیٹے یہوآخز کو تخت پر بٹھا دیا ہے تو "فرعون نکوہ نے اُسے ربلہ میں جو ملک حمات میں ہے قید کر دیا تاکہ وہ یروشلم میں سلطنت نہ کرنے پائے اور اُس ملک پر سو قنطار چاندی اور ایک قنطار سونا خراج مقرر کیا ۔ اور فرعون نکوہ نے یوسیاہ کے بیٹے الیاقیم کو اُس کے باپ یوسیاہ کی جگہ بادشاہ بنایا اور اُس کا نام بدل کر یہوقیم رکھا ۔ لیکن یہوآخز کو لے گیا ۔ سو وہ مصر میں آکر وہاں مر گیا ۔" 2 سلاطین xxiii، 33 تا 35۔

۲۵۹ے برانگیدے میں اپالو کے معبد کا بیان پہلی کتاب کے جُز 157 میں دیکھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۶۰ کچھ ہی عرصہ بعد مصریوں کو ہونے والی شکستوں کا ذکر ہیروڈوٹس نے نہیں کیا۔

۶۱ اس سے مصریوں کی تحصیل علم سے محبت کی شہرت کا پتہ چلتا ہے' حالانکہ یہ اُن کا عہد انحطاط بتایا جاتا ہے۔

۶۲ اپریز فرعون حُفرع ہے۔ دیکھئے ہرمیاہ 44ب'30۔

۶۳ اِستیاجز کا سائرس کے جواب سے موازنہ کریں (پہلی کتاب' جُز 127) جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک روزمرہ کی بات تھی۔

۶۴ یونانی فوجیں بدستور بادشاہ کی تنخواہ دار رہیں۔ مصر کی ریاست اور حفرع کی معزولی کی پیشگو ئیاں۔ یسعیاہ 19ب'2اور یرمیاہ 44ب'30میں ہیں۔

۶۵ مومفس لائیکس نہر کے دہانے کے قریب صحرا کے کنارے پر تھا۔

۶۶ ہیروڈوٹس کے مطابق یہ طبقات' نہ کہ "ذاتیں" یوں تھیں--- (1) مقدس' (2) عسکری' (3) گڈریئے' (4) سورپال' (5) دکاندار' (6) مترجمین اور (7) ملاح۔

۶۷ مختلف وقتوں میں نوماس یا Cantons کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہی۔

۶۸ بیوسیرس کا۔ دیکھئے جُز 61۔

۶۹ کورنتھ کی جائے وقوع قدرتی طور پر وسیع تجارت پر منتج ہوئی' لوگوں نے شاندار انداز حیات اپنایا اور آرائشی فنون کی حوصلہ افزائی کی۔ لہٰذا مکینک کے پیشے کو جلد ہی بہت عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔

۷۰ اراضی کا یہ پیمانہ انگلینڈ کے ایک ایکڑ کا تقریباً تین چوتھائی تھا۔

۷۱ یہ مصری معبدوں میں عام ہیں۔

۷۲ یہ اوزیرس تھا۔

۷۳ یہ جھیل سائیس میں اب بھی موجود ہے' جدید Sa-el-Hagar۔

۷۴ ڈیلوس کی جھیل اپالو کے عظیم معبد کی ایک مشہور چیز تھی۔

۷۵ سیریوں اور مصریوں دونوں کے ہاں ایک مرتے ہوئے خدا کی اسطورہ موجود تھی؛ لیکن انہوں نے اس کی بنیادوں کے لیے ایک مختلف مظہر منتخب کیا--- سیریوں نے سورج اور مصریوں نے دریائے نیل۔ ہر سال سردیوں میں دریائے نیل سوکھنے اور گرمیوں میں بھر آنے کی وجہ سے اِسے فانی اور غیرفانی خدا کے تصور کی بنیاد بنایا گیا۔ یونانی مذہب میں اس نظریئے کے نقوش بہت مدھم ہیں؛ لیکن اہل کریٹ کو زیئس کی موت کا یقین تھا' اور حتیٰ کہ وہ اُس کا مقبرہ بھی دکھاتے تھے۔ یہ عقیدہ شاید مصر یا سیریا سے مستعار لیا گیا؛ کیونکہ اہل یونان خدا کے مرنے کے تصور کو ناپسند کرتے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حاشیہ ۷۶ اوزیرس کی تکالیف اور موت مصری مذہب کے عظیم اسرار تھے' اور دیگر قدیم لوگوں میں بھی اس کے کچھ نقوش ملتے ہیں۔

حاشیہ ۷۷ ہیروڈوٹس کہتا ہے کہ اوزیرس کے یہ اِسرار دانوس کی بیٹیوں نے یونان میں متعارف کروائے۔ قدامت کی کہانیاں بالعموم کئی مفہوم رکھتی تھی: اُن کی نوعیت تاریخی، طبیعی یا مذہبی تھی۔

حاشیہ ۷۸ موازنہ کریں آٹھویں کتاب' جُز 73۔

حاشیہ ۷۹ قدیم وقتوں میں یونانی دن کو چار حصوں میں تقسیم کرتے تھے۔ ڈائیو کرائسو سٹومس کے مطابق تقسیم یوں تھی--- طلوع آفتاب یا صبح سویرے: منڈی کا وقت: دوپہر: اور شام۔ عرب میں موجودہ دور کی تقسیم اِس سے کافی حد تک ملتی جلتی ہے۔

حاشیہ ۸۰ یہ گرینائٹ کے بلاکس تھے۔

حاشیہ ۸۱ یہ ایک مصری مجسمے کے لیے غیر معمولی پوزیشن تھی۔ ممفس کے ایک اور مجسمے کے ساتھ ساتھ اسے بھی مصر میں افراتفری پیدا ہونے کے نتیجہ میں زمین پہ پڑا رہنے دیا گیا ہو گا: اور مصریوں نے غالباً ہیروڈوٹس کو یہ راز نہ بتایا۔

حاشیہ ۸۲ یہ بیان صرف ملک کی اندرونی ریاست کے بارے میں ہی ہو سکتا ہے۔ آگے چل کر یہ بات واضح ہو جائے گی۔

حاشیہ ۸۳ ہر کیشن کا اپنا گورنر تھا۔

حاشیہ ۸۴ اماسس کے پاس یونانیوں سے مخاصمت کی وجہ موجود تھی جنہوں نے اپریز کی امداد کی تھی، لیکن وہ اُن کی معاونت کی اہمیت کا ادراک کر کے اُن کا دوست بن گیا اور انہیں مراعات دیں۔ اِس کے نتیجہ میں بہت سوں کو مصر میں آبسنے کی رغبت ہوئی اور بعد ازاں انہوں نے اپنے ملک کو فارسیوں سے چھڑانے کے لیے مصریوں کو مدد دی۔

حاشیہ ۸۵ اسے سب سے پہلے اماسس نے قائم کیا تھا۔

حاشیہ ۸۶ یعنی اُن کے اپنے اپنے علاقوں میں خصوصی طور پر پوجے جانے والے دیوتاؤں کا۔

حاشیہ ۸۷ ڈیلفی والا معبد 548 ق-م میں جل گیا تھا جو اماسس کی تخت نشینی کا 21 واں سال بنتا ہے۔

حاشیہ ۸۸ دیکھیے ساتویں کتاب' جُز 200۔

حاشیہ ۸۹ ہماری موجودہ کرنسی میں یہ رقم 80 پونڈ سٹرلنگ سے کچھ زیادہ ہو گی۔ ڈیلفیوں کو جو رقم جمع کرنا پڑتی تھی وہ 18,000 پونڈ سے زیادہ تھی۔

حاشیہ ۹۰ اِس قسم کے مجسمے عام تھے (دیکھیے چھٹی کتاب' جُز 118)۔ ڈیلفی میں ایتھنا (منروا) کا مجسمہ مشہور ترین تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۹۱ے مصریوں کے پاس نہایت قدیم ترین دور میں اپنے بادشاہوں کی تصاویر تھیں۔ کچھ تصاویر لکڑی پہ بنا کر تابوتوں پر لگائی گئی ہیں، لیکن یہ یونانی اور رومن عہد کی غیر مصری اختراع ہیں۔

۱۹۲ے اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہیروڈوٹس کی "شجری اُون" ریشم تھی: لیکن آج بھی کڑھائی کے لیے عموماً کپاس / سوت استعمال کی جاتی ہے۔

۱۹۳ے پوسانیاس (ii'19) کہتا ہے کہ "تمام قدیم مجسمے لکڑی کے تھے، بالخصوص مصر میں۔"

۱۹۴ے دیکھیے تیسری کتاب، جُز 39 تا 43۔

۱۹۵ے وانوس کے مصر سے یونان فرار کا ذکر صرف ہیروڈوٹس نے ہی نہیں بلکہ مانیتھو اور دیگر نے بھی کیا ہے۔

۱۹۶ے نکوہ نے مصر کو ایک بحری طاقت بنا دیا تھا (دیکھیے پیچھے جُز 159)۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تیسری کتاب

تھلیا

(طربیہ شاعری کی دیوی)

1۔ اوپر مذکور اماسس وہ مصری بادشاہ تھا جس کے خلاف سائرس کے بیٹے کیمبائسس نے چڑھائی کی؛ اور اُس کے ساتھ اُس کی متعدد محکوم اقوام پر مشتمل ایک فوج گئی جن میں ایونیائی اور ایولیائی یونانی دونوں شامل تھے۔ حملے کی وجہ مندرجہ ذیل تھی۔[1] کیمبائسس نے ایک مصری کے مشورے پر' (جو اماسس سے خفاء تھا کہ اُس نے اُسے بیوی بچوں سے جدا کر کے فارسیوں کے حوالے کر دیا تھا) اماسس کی بیٹی کا رشتہ مانگنے کے لیے قاصد روانہ کیا۔ اُس کا مشیر ایک طبیب تھا؛ جب سائرس نے درخواست کی تھی کہ وہ بہترین مصری ماہر چشم[2] کو بھیجے تو اُس نے اس طبیب کو بھجوایا تھا؛ اماسس اُسے سب سے بہتر گردانتا تھا۔ چنانچہ مصری کے دل میں اماسس کے خلاف کینہ تھا اور کیمبائسس کو بادشاہ کی بیٹی کا ہاتھ مانگنے پر مجبور کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اگر وہ مان گیا تو یہ اُس کے لیے باعث خفگی ہو گا؛ اور اگر اُس نے انکار کر دیا تو کیمبائسس سے دشمنی مول لے گا۔ جب پیغام آیا تو فارسیوں کی طاقت سے خوفزدہ اماسس بہت پریشان ہوا کہ اپنی بیٹی کی شادی اُس کے ساتھ کرے یا نہ کرے؛ کیونکہ کیمبائسس اُسے اپنی بیوی نہیں بلکہ محض ایک داشتہ بنا کر رکھنا چاہتا تھا' اِس بات کا اُسے یقین تھا۔ چنانچہ اُس نے معاملے پر اچھی طرح غور کیا اور آخر کار ایک عزم کیا۔ مرحوم بادشاہ اپیریز کی ایک بیٹی نائتی تِس[3] (Nitetis) دراز قامت اور حسین عورت تھی اور اُس شاہی خاندان میں سے اب صرف وہی زندہ بچی تھی۔ اماسس نے اِس عورت کو لیا اور اُسے سونے اور بیش بہاء ملبوسات میں سجا سنوار کر فارس بھیج دیا کہ جیسے وہ اُس کی اپنی ہی بیٹی ہو۔ کچھ عرصہ بعد جب کیمبائسس اُسے بانہوں میں لیے ہوئے تھا تو اُسے اُس کے باپ کے نام سے پکار لیا' جس پر وہ بولی ''اے بادشاہ' میں دیکھ رہی ہوں کہ اماسس نے تمہیں کیسے دھوکا دیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے: اُس نے مجھے پکڑا اور سجا سنوار کر اپنی بیٹی کے طور پر تمہارے پاس بھیج دیا۔ لیکن در حقیقت میں اماسس کے آقا اپریز کی بیٹی ہوں: اماسس نے دیگر مصریوں کے ساتھ مل کر اپریز کے خلاف بغاوت کی اور اُسے مار ڈالا تھا۔" یوں کیمبائسس پر سب کچھ آشکار ہو گیا' وہ بہت غصے میں آیا اور مصر پر یورش کر دی۔ یہ ہے فارسی کہانی۔

2۔ تاہم' مصریوں کا کہنا ہے کہ کیمبائسس کا تعلق اُن کے ساتھ ہے کیونکہ وہ اِس نائتی ِتس کا بیٹا تھا۔ اُن کے مطابق کیمبائسس نے نہیں بلکہ سائرس نے اماسس کی بیٹی کا رشتہ مانگا تھا۔ لیکن یہاں وہ سچائی سے منحرف ہو گئے ہیں۔ وہ فارسیوں کے قوانین اور دستور کے ساتھ باقی سب کی نسبت کہیں زیادہ واقف ہوتے ہوئے بھی زیادہ آگاہ نہیں۔ اول تو یہ کہ اہلِ فارس ایک جائز وارث کے ہوتے ہوئے کسی ناجائز اولاد کو حکومت کرنے کی اجازت نہیں دیا کرتے: دوم یہ کہ کیمبائسس ایک اکیمینی (Achaemenian) فارناسپس کی بیٹی کیساندانے (Cassandane) کا بیٹا تھا نہ کہ اِس مصری عورت کا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے سائرس کے گھرانے کے ساتھ تعلق داری کا دعویٰ کرنے کی خاطر تاریخ کو مسخ کر دیا۔

3۔ میں نے ایک اور روایت بھی سنی ہے جس پر ذرا بھی یقین نہیں--- کہ ایک فارسی خاتون سائرس کی بیویوں سے ملنے آئی' اور قریب ہی کھڑے کیساندانے کے طویل القامت اور خوبصورت بچوں کو دیکھ کر اُن کی تعریف و تحسین کرنے لگی۔ لیکن سائرس کی بیوی کیساندانے نے جواب دیا' "اگرچہ میں نے سائرس کو ایسے شاندار بچے دیئے ہیں' پھر بھی وہ میری قدر نہیں کرتا اور مصر سے آنے والی نئی بیوی کو ہی اہمیت دیتا ہے۔" یوں اُس نے نائتی ِتس کے بارے میں اپنی پریشانی ظاہر کی: جس پر اُس کے سب سے بڑے بیٹے کیمبائسس نے کہا "ماں' جب میں جوان ہو جاؤں گا تو مصر کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔" کہانی کے مطابق اِس موقع پر وہ صرف دس برس کا تھا: تمام عورتیں حیران رہ گئیں' تاہم' کیمبائسس کو بعد میں یہ بات ہمیشہ یاد رہی۔ اسی لیے جب وہ جوان ہو کر تخت پر بیٹھا تو مصر کے خلاف چڑھائی کی۔

4۔ اس مہم کا محرک بننے والا ایک اور بھی قطعی مختلف معاملہ تھا۔ اماسس کے کرائے کے سپاہیوں[4] میں سے ایک ہالی کارناسی فینس (Phanes) بڑا جنگجو' بہادر اور سمجھدار تھا' وہ کسی وجہ سے اپنے بادشاہ سے غیر مطمئن ہو کر نوکری چھوڑ گیا' اور کیمبائسس کی جانب کشتی میں روانہ ہوا تاکہ اُس کے ساتھ بات کر سکے۔ چونکہ وہ کرائے کے فوجیوں میں کافی نمایاں حیثیت کا حامل تھا' اور مصر کے بارے میں بالکل درست رائے دے سکتا تھا' اس لیے اماسس بہت پریشان ہوا اور اُس کا پیچھا کرنے کا حکم دیا۔ اُس نے اپنے سب سے زیادہ قابلِ اعتماد خواجہ سرا کو یہ ذمہ داری سونپی جو ایک جنگی جہاز میں فینس کو ڈھونڈنے نکلا۔ خواجہ سرا نے اُسے لائشیا میں پکڑا' لیکن واپس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مصرلانے میں کامیاب نہ ہو سکا' کیونکہ فینس نے اُس کے محافظوں کو شراب پلا کر مدہوش کر دیا اور خود بھاگ کر فارس چلا گیا۔ اب ہوا یہ کہ کیمبائسس مصر پر حملہ کرنے کا سوچ رہا تھا اور صحرا پار کرنے کے بارے میں متفکر تھا کہ فینس پہنچ گیا اور نہ صرف اُسے اماسس کے راز بتائے بلکہ صحرا عبور کرنے کا طریقہ بھی بتایا۔ اُس نے مشورہ دیا کہ شاہ عرب[5] کی جانب ایک قاصد بھیج کر پروانہ راہداری مانگا جائے۔

5۔ مصر میں داخل ہونے کا واحد راستہ صرف یہ صحرا ہے: فینیقیا سے لے کر کیڈائٹس[6] شہر کی سرحدوں تک کا علاقہ فلسطینی سیریائی[7] کہلانے والے لوگوں کا ہے; کیڈائٹس (جو مجھے سار دیس جتنا بڑا شہر لگتا ہے) سے لے کر جینی سس تک کے بازار عرب بادشاہ کے ہیں; جینی سس کے بعد سیریائی دوبارہ آتے ہیں' اور جھیل سربونس تک پھیلے ہوئے ہیں جو اُس جگہ کے نزدیک واقع ہے جہاں کوہ کاسیئس سمندر میں داخل ہوتا ہے۔ کہانی کے مطابق اِس جھیل سربونس میں ٹائیفون نے خود کو چھپایا تھا' اور یہیں سے مصر شروع ہو جاتا ہے۔ اب ایک طرف جینی سس' جبکہ دوسری طرف جھیل سربونس اور کوہ کاسیئس ہیں' اور ان دونوں کے درمیان تقریباً تین دن کے سفر جتنا خطہ بے آب و گیاہ صحرا ہے۔

6۔ اب میں ایسی چیز کا ذکر کروں گا جسے وہ چند افراد جانتے ہیں جو مصر تک جہاز پر گئے۔ سال میں دو مرتبہ یونان کے ہر علاقے اور فینیقیا سے بھی شراب مٹی کے برتنوں میں مصر لائی جاتی ہے;[8] تاہم' آپ کو سارے ملک میں مٹی کا ایک بھی برتن نظر نہیں آئے گا۔ آپ ضرور پوچھیں گے کہ اِن مرتبانوں کا کیا کیا جاتا ہے؟ میں اِس کی وضاحت بھی کروں گا۔ ہر شہر کا صدر بلدیہ شراب کے مرتبان اپنے ضلع میں جمع کرتا اور انہیں ممفس لے جاتا ہے' جہاں ممفسی انہیں پانی سے بھرتے اور سیریا کے اِس صحرائی خطے میں پہنچاتے ہیں۔ یوں سال بہ سال مصر میں آنے والے مرتبان وہاں فروخت کے لیے رکھے جاتے اور سیریا میں پہنچتے ہیں۔

7۔ مصر جانے کے اِس راستے کو وہاں پانی کا ذخیرہ کر کے موزوں رکھنے کا یہ طریقہ فارسیوں نے ملک پر قبضہ کرتے ساتھ ہی شروع کر دیا تھا۔ تاہم' ہمارے زیر غور عہد میں خطہ پانی سے محروم تھا; کیمبائسس نے اپنے ہالی کارناسی مہمان کے مشورے پر عمل کیا اور عرب بادشاہ سے پروانہ راہداری مانگنے کے لیے قاصد بھیجا۔ عربی نے درخواست قبول کی اور دونوں نے آپس میں وفاداری کا عہد کیا۔

8۔ عرب لوگ اِس قسم کے وعدے کسی بھی اور ملک کے لوگوں کی نسبت زیادہ ایمانداری کے ساتھ نبھاتے ہیں۔[9] وہ مندرجہ ذیل صورتوں میں وفاداری کا حلف لیتے ہیں۔ جب دو آدمی دوستی کا عہد کرتے ہیں تو ایک تیسرے آدمی کے دائیں بائیں کھڑے ہو جاتے ہیں: وہ ایک تیز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دھار پتھر سے دونوں کی درمیانی انگلی کے قریب ہاتھ کے اندرونی طرف ایک ایک کٹ لگاتا، پھر اُن کے لباس سے ایک ایک دھجی لے کر اُن کے خون میں ڈبوتا اور اُس کے ساتھ درمیان میں پڑے سات پتھروں [11] کو گیلا کرتا ہے؛ اِس دوران وہ ڈایونی سس اور یورینیا کو پکارتا جاتا ہے۔ اِس کے بعد حلف لینے والا شخص اجنبی یا شہری (اگر وہ شہری ہو) کو اپنے تمام دوستوں سے ملواتا ہے، اور وہ خود کو معاہدے پر عمل کرنے کا پابند قرار دیتے ہیں۔ اُن کے صرف دو دیوتا ہیں--- ڈایونی سس اور یورینیا [11] اور وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے بال کاٹنے کے طریقے میں ڈایونی سس کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ معبدوں سے دور ایک دائرے میں بیٹھ کر اپنے بال کاٹا کرتے ہیں۔ وہ اپنی زبان میں ڈایونی سس کو اوروتال اور یورینیا کو الیلات کہتے ہیں۔

9۔ چنانچہ، جب عربی بادشاہ نے کیمبائسس کے قاصدوں سے وفاداری کا وعدہ کیا تو مندرجہ ذیل انداز اپنایا:--- اُس نے بہت سے اونٹوں کی کھالوں میں پانی بھروایا اور ان سب کو اپنے زیرِ ملکیت تمام زندہ اونٹوں پہ لدوا کر انہیں صحرا میں لے گیا، اور فوج کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ یہ ہم تک پہنچنے والی دو کہانیوں میں سے نسبتاً زیادہ قرینِ قیاس ہے۔ عرب میں ایک بہت بڑا دریا کورائس (Corys) ہے جو بحیرۂ اریتھرےئن (Erythraen) میں جا کر گرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عربی بادشاہ نے بیل اور دیگر مویشیوں کی کھالوں سے ایک پائپ بنا کر دریا سے صحرا تک بچھایا اور یوں وہاں کھودے ہوئے تالابوں کو پانی سے بھرا۔ دریا سے اِس صحرائی خطے تک بارہ دن کا سفر ہے۔ اور پانی تین مختلف پائپوں کے ذریعہ تین الگ الگ مقامات تک لایا گیا۔

10۔ اماسس کا بیٹا پسامینی ٹس دریائے نیل کے پیلوسیائی دہانے پہ پڑاؤ ڈال کر کیمبائسس کا انتظار کرتا رہا۔ کیونکہ کیمبائسس نے جب مصر کے خلاف فوج کشی کی تو اماسس کو حیات نہ پایا؛ وہ مصر پر 44 برس حکومت کرنے کے بعد مر گیا تھا اور اس عرصہ میں اُسے کسی بڑی مصیبت کا سامنا نہ ہوا۔ جب وہ مرا تو اُس کی لاش حنوط کر کے مقبرے میں دفن کی گئی جو اُس نے معبد میں خود تعمیر کروایا تھا۔ [12] بعد میں اُس کا بیٹا پسامینی ٹس تخت پر بیٹھا تو مصر میں ایک عجیب و غریب پیش بنی واقع ہوئی--- مصری تھیبس میں بارش برسی جو پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی اور نہ کبھی بعد میں دوبارہ ایسا ہوا، جیسا کہ خود اہلِ تھیبس تصدیق کرتے ہیں۔ بالائی مصر میں عموماً بارش نہیں ہوتی؛ لیکن اس موقع پر تھیبس میں بارش کے چھوٹے چھوٹے قطرے گرے۔

11۔ فارسیوں نے صحرا پار کیا اور مصریوں کے قریب ہی اپنے خیمے گاڑ کر جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ اس پر پسامینی ٹس کے اُجرتی قاتلوں کو (جو یونانی اور کیریائی تھے) فینس پر شدید غصہ آیا کہ وہ مصر پر ایک غیر ملکی فوج لے کر آیا ہے، چنانچہ انہوں نے اُس سے انتقام لینے کا طریقہ سوچا۔ فینس اپنے بیٹوں کو مصر چھوڑ آیا تھا۔ اُجرتی قاتلوں نے انہیں پکڑا، پڑاؤ میں لے کر آئے اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہیں اُن کے باپ کے سامنے کیا؛ اس کے بعد وہ ایک پیالہ لائے اور اسے دو لشکروں کی درمیانی خالی جگہ میں رکھ کر فینس کے بیٹوں کو باری باری برتن کے پاس لائے اور انہیں ذبح کر دیا۔ [13] جب آخری بھی مر گیا تو پیالے میں پانی اور شراب ڈالی گئی' اور تمام فوجیوں نے خون کا ذائقہ چکھا اور جنگ لڑنے گئے۔ جنگ بہت خونریز ہوئی' اور دونوں فریقوں کے جنگجوؤں کی بھاری تعداد قتل ہونے کے بعد ہی مصری پلٹے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔

12۔ اس جنگ کے میدان میں میں نے ایک نہایت حیرت انگیز چیز دیکھی جس کی نشاندہی مقامی باشندوں نے کی تھی۔ مقتولوں کی ہڈیاں دو جگہوں پر میدان میں بکھری پڑی تھیں--- مصریوں کی ہڈیاں ان سے دور ایک جگہ پر تھیں؛ اب اگر آپ فارسی کھوپڑیوں پر کوئی چھوٹا سا کنکر بھی ماریں تو وہ اتنی کمزور ہیں کہ ان میں سوراخ ہو جاتا ہے؛ جبکہ مصریوں کی کھوپڑیاں اس قدر مضبوط ہیں کہ آپ پتھر کے ساتھ بھی انہیں بمشکل توڑ سکتے ہیں۔ انہوں نے مجھے اس فرق کی مندرجہ ذیل وجہ بتائی جو کافی قرین قیاس لگتی ہے--- ان کے مطابق مصری بچپن سے ہی سر مونڈتے ہیں' اس لیے سورج کے اثر سے ان کی کھوپڑی دبیز اور سخت ہو جاتی ہے۔ مصر میں گنجا پن نہ ہونے کی بھی یہی وجہ ہے' وہاں آپ کو کسی بھی دوسرے ملک کی نسبت کم گنجے نظر آئیں گے۔ یہ تھا مصریوں کی کھوپڑیاں اتنی مضبوط ہونے کا سبب۔ دوسری طرف فارسیوں کی کھوپڑیاں کمزور ہیں کیونکہ وہ ان پر سایہ کیے رکھتے [14] اور پگڑیاں باندھتے ہیں۔ میں نے جو کچھ یہاں لکھا اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے' اور میں نے پیپرمس میں بھی ایسا ہی مشاہدہ کیا؛ کیونکہ داریوش کے بیٹے اکیمینیز کے ہمراہ مارے جانے والے (لیبیائی اِنارس کے ہاتھوں) [15] فارسیوں کی کھوپڑیاں بھی بہت کمزور تھیں۔

13۔ جنگ میں شریک مصریوں نے جلد ہی دشمن کو پیٹھ دکھائی اور پھر افراتفری کے عالم میں ممفس کی طرف بھاگے اور شہرپناہ کے اندر بند ہو گئے۔ اس پر کیمبائسس نے ایک فارسی قاصد کو ایک ماتیلیائی کشتی میں بھیجا' جسے دریائے نیل میں اوپر ممفس کی طرف جانا اور مصریوں کو ہتھیار ڈالنے کی دعوت دینا تھی۔ تاہم' جب انہوں نے کشتی کو شہر میں داخل ہوتے دیکھا تو ہجوم در ہجوم قلعے سے باہر نکلے' کشتی کو تباہ کیا اور عملے کی ٹانگیں چیر کر انہیں قلعے کے اندر لے گئے۔ اس کے بعد ممفس کا محاصرہ ہوا اور انہیں ہتھیار پھینکنے پڑے۔ تب مصر کی سرحد پر رہنے والے لیبیاؤں کو اپنے ملک کے لیے خطرہ محسوس ہوا' انہوں نے جنگ کیے بغیر خود کو کیمبائسس کے حوالے کر دیا' اسے جزیہ ادا کرنے کا وعدہ دیا اور تحائف بھجوائے۔ [16] سائی رینے اور Barcaea والوں نے بھی لیبیاؤں کی طرح خوفزدہ ہو کر بالکل ان جیسا رویہ اختیار کیا۔ کیمبائسس نے لیبیائی تحائف شکریہ کے ساتھ قبول کیے' لیکن اہل سائی رینے کے نہیں۔ انہوں نے صرف 500 مِنا [17] چاندی بھیجی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی' جسے میرے خیال میں کیمبائسس نے بہت کم جانا۔ چنانچہ اس نے یہ دولت ان سے چھینی اور اپنے ہاتھوں سے فوجیوں میں لٹادی۔

14۔ قلعہ فتح کرنے کے دس دن بعد کیمبائسس نے مصری بادشاہ پسامینی ٹس کا حوصلہ کو آزمانے کا ارادہ کیا جس نے صرف چھ ماہ حکومت کی تھی۔ اس نے پسامینی ٹس اور اس کے ساتھ متعدد دیگر مصریوں کو ایک نواحی بستی میں رکھا اور وہاں اُسے تضحیک کا نشانہ بنایا۔ سب سے پہلے تو اس کی بیٹی کو غلاموں والے کپڑے پہنا کر شہر سے باہر گھڑے میں پانی بھرنے بھیجا۔ بڑے بڑے شرفاء کی کنواری بیٹیاں بھی اسی جیسے لباس میں ہمراہ تھیں۔ جب یہ دوشیزائیں روتی اور فریاد کرتی ہوئی اپنے باپوں کے سامنے آئیں تو پسامینی ٹس کے سوا باقی سب باپ بھی رونے دھونے لگے: لیکن پسامینی ٹس نے محض اپنا سر جھکا لیا۔ اس طرح پانی بردار لڑکیاں وہاں سے گذریں۔ ان کے بعد پسامینی ٹس کا بیٹا اپنی عمر کے دو ہزار مصریوں کے ہمراہ آیا۔۔۔ سب کے گلے میں رسے اور منہ میں لگامیں تھیں۔۔۔ اور وہ بھی وہاں سے گذر کر آگے گئے تاکہ ممفس میں تباہ کی جانے والی کشتی اور مائتیلیوں کے قتل کے بدلے میں سزائے موت پا سکیں۔ شاہی منصفوں نے بڑے دکھ کے ساتھ سزا سنائی۔۔۔ "ہر مائتیلیائی کے عوض دس ممتاز ترین مصریوں کو مرنا ہو گا۔" بادشاہ پسامینی ٹس نے نوجوانوں کی قطار کو سامنے سے گذرتے دیکھا اور وہ جانتا تھا کہ اُس کا بیٹا مرنے جا رہا ہے' لیکن اس نے پھر وہی رد عمل دیا جو اپنی بیٹی کو دیکھ کر دیا تھا؛ جبکہ ارد گرد بیٹھے دیگر مصری آہ و بکا کرتے رہے۔ جب یہ سب بھی گذر گئے تو اتفاقاً ایک بوڑھا برہنہ فقیر (جو جوانی میں پسامینی ٹس کا ساتھی ہوا کرتا تھا) پسامینی ٹس ابن اماسس اور دیگر مصریوں والی جگہ پر آیا اور فوجیوں سے بھیک مانگنے لگا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کے اشک پھوٹ بہے اور اس نے اونچی اونچی روتے ہوئے اپنے دوست کو نام لے کر پکارا اور ماتھا پیٹنے لگا۔ کچھ افراد کو وہاں یہ دیکھنے کے لیے متعین کیا گیا تھا کہ وہ اپنے سامنے لائے جانے والے عزیزوں کا حشر دیکھ کر کیا رد عمل دیتا ہے؛ چنانچہ ان افراد نے جا کر کیمبائسس کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ اُس نے حیرت زدہ ہو کر ایک قاصد کو پسامینی ٹس کے پاس بھیجا اور پوچھا' "پسامینی ٹس تمہارا آقا کیمبائسس تم سے پوچھتا ہے کہ جب تم نے اپنی بیٹی کو ذلت سے دوچار حالت میں اور اپنے بیٹے کو موت کی جانب جاتے ہوئے دیکھا تو ذرا بھی نہ روئے' جبکہ ایک غیر نسل کے فقیر کو بڑی عزت دی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟" پسامینی ٹس نے جواب دیا' "اے سائرس کے بیٹے! میری اپنی بدبختیاں اتنی نہیں تھیں کہ ان پر آنسو بہائے جاتے؛ لیکن میرے دوست کی مصیبت آنسوؤں کی مستحق تھی۔ جب کوئی شان و شوکت اور فراوانی کی سطح سے گر کر بڑھاپے میں گداگری کی حالت کو پہنچ جائے تو آپ اس پر رو سکتے ہیں۔" جب قاصد یہ جواب واپس لایا تو کیمبائسس نے اسے درست تسلیم کیا؛ مصری کہتے ہیں کہ خود کروسس کے بھی اشک بہنے لگے۔۔۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیونکہ وہ بھی کیمبائسس کے ہمراہ مصر آیا تھا--- اور وہاں موجود فارسی بھی رو دیئے۔ خود کیمبائسس کا دل بھر آیا' اور اس نے فوراً حکم دیا کہ پسامینی ٹس کے بیٹے کو سزائے موت پانے والوں میں سے نکال دیا جائے اور پسامینی ٹس کو پیش کیا جائے۔

15۔ قاصدوں کو دیر ہو گئی اور وہ پسامینی ٹس کے بیٹے کو مرنے سے نہ بچا سکے' فارسیوں نے سب سے پہلے اسے ہی ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا; پس وہ پسامینی ٹس کو ہی بادشاہ کے حضور لا سکے۔ کیمبائسس نے اسے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دی اور مزید سخت سلوک سے معاف رکھا; اگر وہ معاملات میں ٹانگ اڑانے سے باز رہتا تو شاید مصر واپس حاصل کر لیتا اور وہاں گورنر کے طور پر حکومت کرتا۔ کیونکہ اہل فارس بادشاہوں کے بیٹوں کے ساتھ آبرومندانہ سلوک کیا کرتے ہیں' حتیٰ کہ باپوں کی سلطنتیں باغی بچوں کو دے دیتے ہیں۔ [18] بہت سی چیزوں سے آپ جان سکتے ہیں کہ یہ فارسی حاکمیت ہے' بالخصوص پوزیرس اور تھانائرس کے معاملہ میں۔ تھانائرس لیبیائی اِنارس کا بیٹا تھا اور اُسے اپنے باپ کی جگہ پر بادشاہ بننے کی اجازت دی۔ پوزیرس کے بیٹے امِرتیئس کے ساتھ بھی یہی ہوا; تاہم' کسی بھی دو افراد نے فارسیوں کو اُتنا نقصان نہیں پہنچایا تھا جتنا کہ امِرتیئس اور اِنارس نے پہنچایا۔ اِس معاملے میں پسامینی ٹس نے برائی کو دل میں جگہ دی' اور اُسی کے مطابق صلہ پایا۔ انکشاف ہوا کہ وہ مصر میں بغاوت کی آگ بھڑکا رہا تھا' جس پر کیمبائسس نے اُسے بیل کا خون [19] پینے پر مجبور کیا اور وہ فوراً مر گیا۔ یہ تھا پسامینی ٹس کا انجام۔

16۔ اِس کے بعد کیمبائسس نے ممفس کو الوداع کہا اور سائیس گیا; وہ اماسس کے محل میں گیا اور صاف الفاظ میں حکم دیا کہ بادشاہ کا جسم تابوت میں سے نکال کر باہر لایا جائے۔ خدمتگاروں نے تعمیل کی; اُس نے انہیں مزید حکم دیا کہ لاش کو کوڑے ماریں' اِسے نیزوں سے چھیدیں' بال نوچیں [20] اور اِسے ہر قسم کی تذلیل کا نشانہ بنائیں۔ تاہم' حنوط شدہ لاش نے مدافعت کی; خدمتگار اپنے کام سے تھک گئے; اِس پر کیمبائسس نے انہیں حکم دیا کہ لاش کو لے جا کر نذرِ آتش کر دیں۔ یہ واقعی ایک ناپاک حکم تھا' کیونکہ فارسی آگ کو ایک دیوتا سمجھتے ہیں [21] اور اپنے مردے کو کسی بھی صورت میں نہیں جلاتے۔ درحقیقت یہ طرزِ عمل مصریوں اور فارسیوں دونوں کی نظر میں ناجائز ہے--- کیونکہ فارسی لوگ ایک انسان کی لاش دیوتا کو دینا غلط قرار دیتے ہیں' اور مصریوں کا عقیدہ ہے کہ آگ ایک زندہ جانور ہے' جو قابو آنے والی ہر چیز کھا جاتا اور پھر خوراک کی قلت کے باعث مر جاتا ہے۔ اب ایک انسانی جسم کو درندوں کے آگے چیر پھاڑ کے لیے پھینکنا کسی بھی طرح اُن کی رسوم سے مطابقت نہیں رکھتا' اور درحقیقت وہ اِسی لیے اپنے مردے کو حنوط کرتے ہیں; تاکہ قبر میں انہیں کیڑے نہ کھا سکیں۔ یوں کیمبائسس نے ایسے کام کا حکم دیا جو دونوں اقوام کی نظر میں ناجائز تھا۔ [22] مصریوں کے مطابق یہ سلوک اماسس سے نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلکہ اُن کی نسل کے ایک اور فرد کے ساتھ ہوا تھا جس کا قد بالکل اماسس جتنا تھا۔ فارسیوں نے اِس آدمی کی لاش کو بادشاہ کی لاش سمجھ کراوپر مذکور انداز میں ذلیل کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک کہانت غیبی نے اماسس کو پہلے سے ہی خبردار کر دیا تھا کہ موت کے بعد اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا' چنانچہ اُس نے اپنے مقبرے میں کسی اور کی لاش دفنائی اور بیٹے کو حکم دیا کہ جب وہ مر جائے تو اُسے مقبرے کے ایک کونے میں دفن کرے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو مجھے اِس پر کوئی یقین نہیں کہ اماسس نے کبھی یہ احکامات جاری کیے ہوں گے; میری نظر میں مصریوں نے اپنی عزت بچانے کی خاطر یہ جھوٹا دعویٰ کیا۔

17۔ اِس کے بعد کیمبائسس نے مشورہ کر کے تین مہمات کا منصوبہ بنایا۔ ایک کارتھیجیوں کے خلاف' دوسری آمونیوں اور تیسری طویل الحیات ایتھوپیاؤں کے خلاف (جو لیبیا کی جنوبی سمندر والی سرحد پر رہتے ہیں)۔ [۲۳] اُس نے کارتھیج کے خلاف اپنا ایک بحری بیڑہ بھیجنا اور اپنی بری فوج کا ایک حصہ آمونیوں کے خلاف روانہ کرنا بہترین خیال کیا; جبکہ اُس کے جاسوس بادشاہ کو تحائف دینے کے بہانے سے ایتھوپیا گئے' تاہم اُن کا اصل مقصد وہاں کی صورتحال کا جائزہ لینا اور یہ مشاہدہ کرنا تھا کہ کیا ایتھوپیا میں واقعی "سورج کا میز" موجود تھا۔

18۔ مختلف بیانات کی روشنی میں سورج کے میز کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے:---یہ اُن کے شہر کے اردگرد تمام قسم کے حیوانوں کے اُبلے ہوئے گوشت [۲۴] سے بھری ہوئی ایک چراگاہ ہے; ناظمین شہر ہر رات یا دسے وہاں گوشت رکھتے ہیں' اور جو کوئی بھی چاہتا ہے دن کے وقت وہاں آکر کھاتا ہے۔ ملک کے لوگ کہتے ہیں کہ زمین یہ غذا خود باہر لاتی ہے۔ اِس میز کے متعلق یہی تفصیل بتائی جاتی ہے۔

19۔ جب کیمبائسس نے جاسوسوں کو بھیجنے کا سوچ لیا تو ایلفنٹائنے سے کچھ ایسے اِکتھیوفیگی (ماہی خور) بلوائے جو ایتھوپیائی زبان سے واقف تھے; ابھی وہ پہنچے نہیں تھے کہ اپنے بحری بیڑے کو کارتھیج کے خلاف بحرپیائی کرنے کا حکم دیا۔ لیکن فینیقیوں کا کہنا ہے کہ وہ نہ گئے' کیونکہ انہوں نے کارتھیجیوں کے ساتھ حلفیہ اقرار کر رکھا تھا' اور اس کے علاوہ اپنے ہی بچوں سے جنگ کرنا اُن کی نظر میں ظالمانہ فعل تھا۔ جب فینیقیوں نے انکار کر دیا تو باقی کا عملہ یہ مہم پوری کرنے کے قابل نہ تھا; اس طرح کارتھیجی فارسیوں کے غلام بننے سے بچ گئے۔ کیمبائسس نے فینیقیوں سے لڑائی مول لینا درست نہ خیال کیا' کیونکہ اُنھوں نے فارسیوں کے سامنے ہتھیار ڈالے تھے [۲۵] اور اُس کی ساری سمندری کارروائیوں کا دارومدار فینیقیوں پر تھا۔ سائپرس بھی اپنی مرضی سے فارسیوں کے ساتھ شامل ہوئے تھے اور انہوں نے مصر کے خلاف مہم میں حصہ لیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

20۔ ایلفنٹائنے سے اِکتھیو فیگی کے پہنچتے ہی کیمبائسس نے انہیں سب کچھ سمجھایا اور مندرجہ ذیل تحائف کے ساتھ ایتھوپیا روانہ کیا: بنفشی[26] عباء، ایک گلے کا طلائی ہار، بازوبند، مُر رکھنے کے لیے الباسٹر کا ایک صندوق اور تاڑی کے لیے ایک پیپا۔ جن ایتھوپیاؤں کی جانب یہ وفد بھیجا گیا انہیں دنیا میں سب سے زیادہ لمبے[27] اور خوبصورت لوگ بتایا جاتا ہے۔ وہ اپنی رسوم میں باقی نوع انسانی سے بہت زیادہ مختلف ہیں، اور بالخصوص اپنا بادشاہ چننے کے انداز میں؛ کیونکہ وہ شہریوں میں سب سے لمبا اور اپنی قامت جتنا ہی طاقتور شخص ڈھونڈتے اور اپنے اوپر حاکم بنا دیتے ہیں۔

21۔ اِکتھیو فیگی نے ان لوگوں کے پاس پہنچ کر ملک کے بادشاہ کو تحائف دیئے اور یوں گویا ہوئے:۔۔۔ "فارسیوں کا بادشاہ کیمبائسس آپ کا حلیف اور مخلص دوست بننے کا مشتاق ہے، اُس نے ہمیں آپ کے ساتھ بات چیت کرنے اور یہ تحائف پہنچانے کے لیے بھیجا ہے جو آپ کو بہت پسند آئیں گے۔" ایتھوپیائی بادشاہ کو علم تھا کہ وہ جاسوس ہیں، لہٰذا جواب دیا:۔۔۔ "فارسیوں کے بادشاہ نے تمہیں یہ تحائف دے کر اس لیے ہرگز نہیں بھیجا کہ وہ میرا مخلص دوست بننا چاہتا ہے۔۔۔ اور نہ ہی تم نے اپنے بارے میں درست بتایا ہے، کیونکہ تم میری بادشاہت کی جاسوسی کرنے آئے ہو۔ تمہارا بادشاہ بھی عادل آدمی نہیں۔۔۔ کیونکہ اگر وہ عادل ہوتا تو ایسے ملک کی طمع نہ کرتا جو اس کا نہیں، اور نہ ہی ایسے لوگوں کو غلام بناتا جنھوں نے اس کے ساتھ بھی کوئی برائی نہیں کی۔ یہ کمان اُسے دینا، اور کہنا۔۔۔ کہ ایتھوپیا کا بادشاہ فارسیوں کے بادشاہ کو یہ نصیحت کرتا ہے۔۔۔ جب اہل فارس اتنی طاقتور کمان آسانی سے کھینچ سکیں تو تب ایک نہایت طاقتور فوج لے کر طویل الحیات ایتھوپیاؤں کے خلاف چڑھائی کریں۔۔۔ تب تک دیوتاؤں کا شکر ادا کرے کہ انہوں نے ایتھوپس کے بیٹوں کے دل میں غیر ممالک کا لالچ نہیں رکھا۔"

22۔ یہ کہہ کر اس نے کمان کا تانت اتارا اور اسے قاصدوں کے ہاتھوں میں دے دیا۔ پھر اس نے بنفشی رنگ کی عباء اٹھا کر پوچھا کہ یہ کیا ہے اور کیسے بنائی گئی۔ انہوں نے اسے بنفشی رنگ اور رنگسازی کے بارے میں سچ سچ بتایا۔۔۔ جس پر ایتھوپیائی بادشاہ نے کہا کہ "یہ لوگ دھوکے باز ہیں اور ان کے لباس بھی۔" پھر اس نے گلے کا ہار اور بازوبند اٹھا کر اُن کے بارے میں پوچھا۔ اِکتھیو فیگی نے ان زیورات کا مصرف واضح کیا۔ تب بادشاہ ہنسا اور انہیں زنجیریں خیال کرتے ہوئے بولا، "ایتھوپیاؤں کے پاس اس سے زیادہ مضبوط موجود ہیں۔" تیسرے اس نے مُر کے متعلق دریافت کیا، اور انہوں نے اُسے بتایا کہ یہ کیسے بنایا اور ٹانگوں پر ملا جاتا ہے۔ اب بھی بادشاہ نے وہی بات کہی جو عباء کے متعلق کہی تھی۔ سب سے آخر میں شراب کی باری آئی، اور اسے بنانے کا طریقہ جان کر اس نے اس کا ایک گھونٹ پیا اور بہت خوش ہوا؛ پھر اس نے پوچھا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فارسی بادشاہ کیا کھانے کا عادی ہے' اور فارسی لوگ عموماً کتنی عمر پاتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ بادشاہ روٹی کھاتا ہے' اور گندم کے متعلق آگاہ کیا--- نیز یہ بھی کہا کہ فارسیوں میں زیادہ از زیادہ عرصہ حیات اسی برس تھا۔ ایتھوپیائی بادشاہ نے کہا کہ اس میں اچنبھے کی کوئی بات نہیں کیونکہ اگر وہ گند کھاتے ہیں تو یقیناً جلد مریں گے؛ در حقیقت مجھے یقین ہے کہ وہ اسی سال کی عمر تک ہرگز نہیں پہنچتے۔ تاہم' شراب کے معاملے میں فارسیوں کو ایتھوپیاؤں سے برتر تسلیم کرنا پڑے گا۔"

23۔ تب اکتھیوفیگی نے ایتھوپیائی لوگوں کے انداز حیات و خوراک کے بارے میں سوال کیا' اور انہیں مطلع کیا گیا کہ ان میں سے بیشتر 120 سال تک زندہ رہتے تھے اور کچھ کی عمر تو اس سے بھی بڑھ جاتی--- وہ ابلا ہوا گوشت کھاتے اور دودھ کے سوا کوئی مشروب نہ پیتے تھے۔ جب اکتھیوفیگی نے اتنی طویل عمر پر حیرت ظاہر کی تو وہ انہیں ایک چشمے پر لے گیا جس میں نہانے پر ان کا جسم تنومند اور چمکدار ہو جاتا تھا' کہ جیسے تیل سے نہائے ہوں--- اور چشمے سے ایک خوشبو اٹھ رہی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ پانی اتنا ہلکا تھا کہ اس میں کوئی چیز حتیٰ کہ لکڑی بھی نہیں تیر سکتی تھی بلکہ ڈوب کر گہرائی میں چلی جاتی تھی۔ اگر اس چشمے کے بارے میں یہ بیان درست ہے تو وہ ضرورت متواتر اس کا پانی استعمال کر کے طویل عمر پاتے ہوں گے۔ پھر بادشاہ انہیں ایک جیل میں لے گیا جہاں بند تمام قیدیوں کو سونے کی بیڑیوں میں جکڑا گیا تھا۔ ان ایتھوپیاؤں کے ہاں تانبا سب سے کم یاب اور قیمتی دھات ہے۔ جیل دیکھ لینے کے بعد انہیں "سورج کا میز" بھی دکھایا گیا۔

24۔ سب سے آخر میں انہیں ایتھوپیاؤں کے تابوت دیکھنے کی اجازت بھی دی گئی جو مندرجہ ذیل انداز میں کرسٹل سے بنائے جاتے ہیں--- جب مردے کا جسم خشک ہو جائے تو مصری یا کسی اور طریقے سے اس پر جپسم لگایا اور پھر مصوری سے مزین کیا جاتا ہے' حتیٰ کہ وہ ممکنہ طور پر زندہ انسان جیسا لگنے لگتا ہے۔ پھر وہ جسم کو ایک کرسٹل کے کھوکھلے ستون میں رکھتے ہیں' یہ کرسٹل ملک میں وافر مقدار میں کھود کر نکالا جاتا ہے اور اس پر کام کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ آپ اس کے اندر پڑی لاش کو دیکھ سکتے ہیں؛ کوئی ناگوار بو نہیں آتی اور نہ ہی یہ کسی بھی اعتبار سے خراب ہوتا ہے؛ تاہم' اگر جسم برہنہ ہو تو ہر ایک حصہ بخوبی دیکھ لیں۔ متوفی کے رشتہ دار اس کرسٹل کے ستون کو موت کے بعد پورے ایک سال تک اپنے گھروں میں رکھتے اور اس کے حضور میں قربانی پیش کرتے ہیں۔ سال پورا ہونے پر وہ ستون کو اٹھاتے اور شہر کے قریب رکھ آتے ہیں۔

25۔ جب جاسوسوں نے ہر چیز دیکھ لی تو واپس مصر کی جانب پلٹے اور کیمبائسس کو مطلع کیا جو ان کی بات سن کر شدید غضبناک ہوا۔ وہ اپنی فوج کے لیے مناسب انتظامات کیے بغیر ایتھوپیاؤں سے جنگ کرنے روانہ ہو گیا؛ اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ وہ زمین کے نہایت دور افتادہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

علاقوں میں لڑنے جا رہا ہے۔ اس نے کسی بے وقوف دیوانے کی طرح اِکتھیوفیگی کی رپورٹ ملتے ہی کوچ کیا، اپنی فوج میں شامل یونانیوں کو وہیں کے وہیں رہنے کا حکم دیا، اور صرف بری فوج ساتھ لے کر گیا۔ وہ راستے میں تھیبس سے گذرا، وہاں اپنے 50 ہزار فوجیوں پر مشتمل مرکزی دستے کو علیحدہ کیا اور انہیں آمونیوں کے خلاف روانہ کرتے وقت حکم دیا کہ ان لوگوں کو قید کر کے لائیں اور زیئس کا دارالاستخارہ جلا دیں۔ دریں اثناء وہ خود اپنی بقیہ فوج کے ساتھ ایتھوپیا وَں کی جانب بڑھا۔ تاہم، ابھی اس نے کل فاصلے کا پانچواں حصہ بھی طے نہ کیا تھا کہ فوج کا سامان رسد ختم ہو گیا: تب وہ لدو گھوڑے کھانے لگے جو جلد ہی ختم ہو گئے۔ اس موقع پر اگر کیمبائسس صورتحال کو دیکھ کر اپنی غلطی کا اعتراف کرلیتا اور واپس پلٹ جاتا تو اس کا یہ فعل نہایت دانشمندانہ ہوتا: لیکن اس نے کسی کی بات نہ سنی اور اپنی غلطی پر قائم رہا۔ جب تک زمین انہیں کچھ نہ کچھ فراہم کرتی رہی، فوجی گھاس اور جڑی بوٹیاں کھا کر زندہ رہے۔ لیکن بے آب و گیاہ صحرا میں پہنچ کر ان کا ایک حصہ نہایت بہیمانہ کام کرنے پر مجبور ہوا: انہوں نے دس دس آدمیوں کے لیے ایک آدمی کا قرعہ نکالا جسے ذبح کر کے دوسروں کے لیے کھانا بنایا گیا۔ ان حرکات کے بارے میں سن کر کیمبائسس اس قسم کی انسان خوری کے بارے میں تشویش کا شکار ہوا، ایتھوپیا پر حملے کا ارادہ ترک کیا اور اپنے فوجیوں کی ایک بہت بڑی تعداد کھو کر الٹے قدموں تھیبس واپس پہنچا۔ پھر اس نے تھیبس سے ممفس کی جانب مارچ کیا، وہاں یونانیوں کو برخاست کر کے انہیں وطن واپس جانے کی اجازت دی اور یوں ایتھوپیا کے خلاف مہم اختتام پذیر ہوئی۔ [۲۸]

26۔ آمونیوں پر حملے کی غرض سے بھیجے گئے افراد گائیڈوں کے ہمراہ تھیبس سے روانہ ہوئے اور شہر اوسس (Oasis) تک پہنچے جہاں ساموسی رہتے ہیں اور انہیں اسکریونیا کا ایک قبیلہ بتایا جاتا ہے۔ یہ جگہ تھیبس سے سات دن کے ریگستانی سفر کے فاصلے پر ہے، اور ان کی زبان میں "رحمت یافتہ کا جزیرہ" کہلاتی ہے۔ دشمن کی یہاں تک پیش قدمی تو معلوم ہے: لیکن اس سے آگے ہم صرف وہی کچھ جانتے ہیں جو آمونیوں نے بتایا ہے۔ یہ امر یقینی ہے کہ وہ آمونیوں تک ہرگز نہ پہنچے اور نہ ہی کبھی مصر واپس آئے۔ آگے کی کہانی آمونیوں کی زبانی یوں ہے --- فارسی اوسس سے صحرا میں سفر پر روانہ ہوئے، اور ابھی آدھے فاصلے کو ہی طے کر پائے تھے کہ دوپہر کا کھانا کھانے کے درمیان جنوب کی سمت سے ایک طاقتور اور خوفناک آندھی اٹھی اور اپنے ساتھ بہت سی ریت بھی اُڑا لائی جس نے فوج کو اپنی لپیٹ میں لے کر غائب کر دیا۔ آمونیوں کے مطابق یہ تھا اس فوج کا انجام۔

27۔ جب کیمبائسس ممفس پہنچا تو مصریوں کے سامنے ایپس (Apis) دیوتا ظاہر ہوا۔ اب ایپس وہ دیوتا ہے جسے یونانی ایپیے فس [۲۹] کہتے ہیں۔ اس کے ظاہر ہوتے ہی مصریوں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوبصورت ترین پوشاکیں پہنیں اور دادو دہش میں کھو گئے: کیمبائسس یہ منظر دیکھ کر سمجھا کہ مصری خود بخود ہی اس کی ناکامی پر خوش ہو رہے ہیں' اس نے ممفس پر متعین کیے گئے افسروں کو حاضری کا حکم دیا اور ان سے پوچھا--- "جب میں پہلے ممفس میں آیا تھا تو مصریوں نے اس قسم کا جشن کیوں نہ بپا کیا تھا' اور اب جبکہ میں اپنے بہت سے فوجی کھو کر لوٹا ہوں تو وہ خوشی منا رہے ہیں؟" افسروں نے جواب دیا' "ان کا ایک دیوتا نمودار ہوا ہے' جو کافی طویل وقتوں کے بعد خود کو مصر میں ظاہر کیا کرتا ہے---اور اس کے ظہور پر سارا مصر جشن مناتا ہے۔" کیمبائسس نے یہ سن کر انہیں کہا کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں' اور ان سب کو جھوٹ بولنے کی پاداش میں موت کی سزا سنا دی۔

28۔ جب وہ مر گئے تو کیمبائسس نے پروہتوں کو بلوا کر سوال کیا' لیکن انہوں نے بھی بالکل وہی جواب دیا: اس پر وہ بولا--- "مجھے بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ آیا ایک دیوتا مصر میں رہنے آیا ہے یا نہیں۔" ---اور مزید کچھ کہے بغیر فوراً اےپس کو اپنے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ دیوتا کو لانے کے لیے گئے۔ یہ اےپس یا ایپے فس ایک گائے کا بچھڑا ہوتا ہے جو دوبارہ کبھی بچہ نہیں جن سکتی۔ مصری کہتے ہیں کہ اس گائے پر آسمان سے آگ اتری اور اےپس کی ماں کو حاملہ بنایا۔ اس نام کے حامل بچھڑے میں مندرجہ ذیل علامتیں ہیں--- وہ کالا ہے' ماتھے پر سفیدی کا چوکور نشان ہے اور پیٹ پر ایک شاہین کا' دم کے بال دوگنے ہیں اور زبان پر ایک پتا ہے۔ [۳۰]

29۔ جب پروہت اےپس کے ہمراہ واپس آئے تو کیمبائسس نے کسی کوڑھ مغز آدمی کی طرح اپنا خنجر نکالا اور بچھڑے کو کھینچ مارا مگر نشانہ چوک گیا اور صرف ران زخمی ہوئی۔ تب وہ ہنسا اور پروہتوں سے بولا:--- "اوہ! گنجو' کیا تم سمجھتے ہو کہ دیوتا اس طرح کے گوشت اور خون سے بنے اور چرائے جانے کے قابل ہوتے ہیں؟ واقعی مصریوں کے لیے اس قسم کا دیوتا موزوں ہے! لیکن مجھے مذاق کا نشانہ بنانا تمہیں مہنگا پڑے گا۔" یہ کہنے کے بعد اس نے متعلقہ لوگوں کو حکم دیا کہ وہ پروہتوں کو کوڑے ماریں' اور اگر کوئی بھی مصری جشن مناتے نظر آئیں تو انہیں جان سے مار ڈالیں۔ یوں ساری سرزمین مصر میں جشن رک گیا اور پروہتوں کو سزا ملی۔ اےپس اپنی زخمی ٹانگ کے ساتھ کچھ دیر تک معبد میں پڑا رہا: آخر کار وہ زخم کی تاب نہ لا کر مر گیا' اور پروہتوں نے کیمبائسس کو بتائے بغیر اسے دفن کر دیا۔

30۔ اس کے بعد کیمبائسس کو اپنی بے وقوفی پر افسوس ہوا اور وہ اس احساس جرم کے باعث دیوانہ ہو گیا۔ [۳۱] سب سے پہلے تو اس نے اپنے سگے بھائی سمیردیس کو مار ڈالا [۳۲] جسے جذبہ حسد کے تحت مصر سے فارس بھیجا تھا' کیونکہ سمیردیس نے ایتھوپیاؤں سے اکتھیوفیگی کی لائی ہوئی کمان موڑی تھی (جبکہ اور کوئی فارسی اس میں کامیاب نہ ہو سکا تھا) جب سمیردیس فارس گیا تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیمبائسس کو ایک خواب آیا۔۔۔ اس نے سمجھا کہ ایک قاصد فارس سے خبر لے کر آیا ہے کہ تخت سمیردیس نے سنبھال لیا ہے اور اس کا سر آسمانوں کو چھو رہا ہے۔ چنانچہ اس نے بھائی کے ہاتھوں اپنی زندگی اور حاکیت کو خطرہ محسوس کرتے ہوئے پریکساپس (Prexaspes) کو فارس بھیجا جس پر وہ تمام فارسیوں سے زیادہ اعتماد کرتا تھا۔ کیمبائسس نے اسے حکم دیا کہ سمیردیس کو مار ڈالے۔ سو یہ پریکساپس سُوسا گیا[۳۳] اور سمیردیس کو مار ڈالا۔ کچھ کے مطابق اس نے سمیردیس کو شکار کھیلنے کے دوران مارا' کچھ کا کہنا ہے کہ وہ اسے بحیرہ اریتھیرئین میں ڈبو آیا۔

31۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ کیمبائسس کی پہلی دیوانگی تھی۔۔ دوسرا واقعہ اپنی بہن کو قتل کرنے کا ہے جو اس کے ہمراہ مصر آئی تھی اور سگی بہن ہونے کے باوجود اس کی بیوی بن کر ساتھ رہ رہی تھی۔ [۳۴] کیمبائسس نے اسے مندرجہ ذیل طریقے سے اپنی بیوی بنایا:۔۔۔ اس وقت سے پہلے تک فارسیوں میں اپنی بہنوں سے شادی کرنے کا رواج موجود نہ تھا۔۔۔ لیکن اپنی بہن کی محبت میں مبتلا اور اسے بیوی بنانے کے خواہشمند کیمبائسس نے اس غیر معمولی فعل کے لیے شاہی منصفین کا اجلاس بلایا اور ان کے سامنے مسئلہ رکھا' "آیا ایسا کوئی قانون موجود ہے کہ کوئی بھائی اپنی بہن سے شادی کرنے کی خواہش پوری کر سکے؟" شاہی منصفین بلاشبہ اہل فارس کے منتخب لوگ ہیں جو تاحیات یا کسی جرم کے مرتکب ہونے تک اپنے عہدے پر برقرار رہتے ہیں۔ فارس میں عدلیہ کا نظام وہی چلاتے ہیں' اور وہ قدیم قوانین کے مفسرین ہیں؛ تمام جھگڑوں کے فیصلے کے لیے انہی سے رجوع کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جب کیمبائسس نے ان کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا تو انہوں نے اسے ایک بیک وقت درست اور محفوظ جواب دیا۔۔۔ "ہمیں کوئی ایسا قانون نہیں ملتا جو ایک بھائی کو اپنی بہن کو بیوی بنانے کی اجازت دیتا ہو' لیکن ایک ایسا قانون ضرور موجود ہے جس کے تحت فارسیوں کا بادشاہ اپنی من مرضی کر سکتا ہے۔" یوں انہوں نے نہ تو کیمبائسس کے خوف سے قانون کو مسخ کیا' اور نہ ہی قانونی تقاضوں پہ سختی سے قائم رہ کر خود کو برباد کیا؛ بلکہ وہ بادشاہ کی مدد کے لیے ایک اور قطعی مختلف قانون سامنے لائے جس کے ذریعہ اسے اپنی خواہش پوری کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ کیمبائسس نے اپنی معشوقہ [۳۵] سے شادی کی' اور زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ ایک اور بہن کو بیوی بنا لیا۔ دونوں میں سے چھوٹی بہن ہی اس کے ساتھ مصر گئی اور اس کے ہاتھوں قتل ہوئی۔

32۔ سمیردیس کی موت کی طرح [۳۶] اُس بہن کی موت کے بارے میں بھی دو مختلف بیانات ملتے ہیں۔ یونانی یہ کہانی سناتے ہیں کہ کیمبائسس نے ایک کم عمر کتے کو ایک شیرنی کے بچے سے لڑایا۔۔۔ اُس کی بیوی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ کتے کی دُرگت بن رہی تھی' اُس کا ایک اور بھائی اپنی زنجیر تڑوا کر مدد کو آیا۔۔۔ تب دونوں کتوں نے مل کر شیر کا مقابلہ کیا اور اُسے شکست دے

دی۔ کیمبائسس بہت خوش ہوا' لیکن قریب ہی بیٹھی ہوئی بہن رونے لگی۔ یہ دیکھ کر کیمبائسس نے رونے کی وجہ پوچھی; بہن نے بتایا کہ چھوٹے کتے کو بھائی کی مدد کے لیے آتے دیکھ کر اُسے سمیردیس کا خیال آیا جو بے یارومددگار تھا۔ یونانی کہتے ہیں کہ کیمبائسس نے یہ سن کر اُسے مار ڈالا۔ لیکن مصریوں کی کہانی کچھ یوں ہے:--- دونوں ایک میز پر بیٹھے تھے کہ بہن نے ایک کاہو اُٹھائی اور اُس کے پتے اُتار کر کیمبائسس سے پوچھا۔ "تمہارے خیال میں کاہو پتوں سمیت زیادہ خوبصورت لگتی ہے یا پتے اُتارنے کے بعد؟" اُس نے جواب دیا' "پتوں سمیت۔" بہن بولی' "لیکن تم نے وہی کچھ کیا جو میں نے کاہو کے ساتھ کیا ہے' اور سائرس کے خاندان کو ننگا کر دیا ہے۔" کیمبائسس غصہ میں آکر اُس پہ جھپٹا' حالانکہ وہ حاملہ تھی۔ نتیجتاً اُس کا حمل ضائع ہوا اور وہ مر گئی۔

33۔ اپنی قریبی عزیزوں کے ساتھ بھی کیمبائسس کے مجنونانہ سلوک کی مثالیں موجود ہیں۔ اِس کی وجہ یا تو اے پس کے ساتھ کی ہوئی بدسلوکی تھی یا پھر کوئی اور بیماری۔ وہ کہتے ہیں کہ کیمبائسس بچپن سے ہی ایک خوفناک بیماری کا شکار تھا' کچھ لوگ اِسے "مقدس بیماری" کہتے ہیں۔ [۲۷] ذہن میں کچھ گڑبڑ کے ہوتے ہوئے اُس کی یہ حرکت انوکھی نہیں لگتی۔

34۔ وہ اپنے عزیزوں کے علاوہ دوسروں کے ساتھ بھی مجنونانہ برتاؤ کرتا تھا; متاثرین میں قاصد پریکساپس بھی شامل تھا جسے وہ باقی تمام فارسیوں سے زیادہ عزت دیتا تھا' جس کا بیٹا اُس کے جام بردار کے عہدے پر فائز تھا--- فارس میں یہ عہدہ بہت بڑا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ کیمبائسس نے اُس سے کہا' "پریکساپس' فارسی مجھے کس قسم کا انسان سمجھتے ہیں؟" پریکساپس نے جواب دیا' "جناب' وہ ایک چیز کے سوا ہر بات میں آپ کے معترف ہیں--- وہ کہتے ہیں کہ آپ کو شراب سے بہت زیادہ پیار ہے۔" [۲۸] غضبناک کیمبائسس نے پریکساپس سے کہا' "کیا؟ وہ کہتے ہیں کہ میں بہت زیادہ شراب پیتا ہوں اور اپنے حواس کھو بیٹھا ہوں' اور سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہا! ایسی صورت میں اُن کی میرے متعلق سابقہ باتیں جھوٹی ہوئیں۔" کیونکہ ایک مرتبہ جب فارسی اُس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے' اور کروسس بھی قریب تھا' تو اُس نے اُن سے پوچھا' "تم مجھے میرے باپ سائرس کے مقابلہ میں کیسا آدمی سمجھتے ہو؟" انہوں نے جواب دیا تھا' "تم اپنے باپ سے بڑھ کر ہو' کیونکہ تم اُن تمام علاقوں کے مالک ہو کر جو کبھی تمہارے باپ کے زیرِ نگیں تھے' اور اُس کے علاوہ تم نے مصر اور سمندر پر بھی ملکیت حاصل کی۔" تب قریب کھڑے کروسس نے اُس موازنے پر ناگواری ظاہر کرتے ہوئے کیمبائسس سے کہا: "اے ابن سائرس! میری رائے میں تم اپنے باپ کے ہم پلہ نہیں' کیونکہ تم نے ابھی تک ایسا بیٹا اپنے پیچھے نہیں چھوڑا جیسا تمہارے باپ نے چھوڑا تھا۔" یہ جواب سن کر کیمبائسس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہت خوش ہوا تھا' اور اُس نے کروسس کو سراہا تھا۔

35۔ ان جوابات کو ذہن میں لا کر کیمبائسس نہایت غصہ کے ساتھ پریکساس پس سے بولا' "اب تم خود ہی فیصلہ کرو کہ آیا فارسیوں نے درست کہا' یا انہوں نے یہ بات کہنے کی بیوقوفی کی ہی نہیں۔ اُدھر پیش دالان میں کھڑے اپنے بیٹے کو دیکھو۔ اگر میں یہاں سے سیدھا اُس کے دل کا نشانہ لے کر تیر چلاؤں گا تو یقیناً فارسیوں کو اپنی کہی ہوئی بات کے لیے کوئی بنیاد نہیں ملے گی: اگر میرا نشانہ چُوک گیا تو میں فارسیوں کی بات مان کر خود کو بدحواس تسلیم کرلوں گا۔" یہ کہہ کر اُس نے تیر چڑھایا' چلہ کھینچا اور لڑکے کو ڈھیر کردیا۔ اس کے بعد کیمبائسس نے لاش کھول کر زخمی کا معائنہ کرنے کا حکم دیا: جب تیر سیدھا دل میں پیوست ہونے کا پتہ چلا تو وہ بہت خوش ہوا اور ہنس کر اس کے باپ سے کہا' "پریکساپس' اب تم نے صاف طور پر دیکھ لیا کہ میں پاگل نہیں' بلکہ فارسی دیوانے ہو گئے ہیں۔ برائے مہربانی مجھے بتاؤ' کیا تم نے کبھی کسی فانی انسان کو اتنا زبردست نشانہ لگاتے دیکھا ہے؟" پریکساپس نے بادشاہ کو بہکا ہوا دیکھ کر اور اپنی جان کے خوف سے جواب دیا' "اوہ' میرے آقا! میرے خیال میں خود خدا بھی اس قدر درست نشانہ نہ لے سکتا۔" ایک اور موقع پر کیمبائسس نے بارہ فارسی شرفاء کو لیا اور انہیں کسی قابل گردن زدنی جرم کے بغیر ٹھوڑی تک زمین میں دفن کروادیا۔

36۔ اس پر لیڈیائی کروسس نے کیمبائسس کی تادیب کرنا بہتر سمجھا اور مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کیے:--- "اے بادشاہ! خود کو مکمل طور پر اپنی جوانی کے حوالے نہ کریں' بلکہ اپنے غصے کو قابو میں رکھیں۔ نتائج پر نظر رکھنا اچھا ہے اور پیش بینی ہی اصل دانائی ہے۔ آپ انسانوں کے مالک ہیں' جو آپ کے ساتھی شہری ہیں' اور آپ انہیں کسی وجہ کے بغیر مار دیتے ہیں--- آپ بچوں کو بھی نہیں چھوڑتے--- خود ہی سوچیں' اگر آپ کا طرزِ عمل یہی رہا تو کیا اہلِ فارس بغاوت پر آمادہ نہیں ہو جائیں گے؟ میں یہ نصیحت آپ کے والد کی خواہش پر ہی کر رہا ہوں: انہوں نے میرے ذمے یہ کام لگایا تھا کہ جب بہتر سمجھوں آپ کو اس قسم کے مشورے ضرور دوں۔" کیمبائسس کو یہ نصیحت کرنے میں کروسس کا مقصد صرف دوستانہ تھا۔ لیکن کیمبائسس نے جواب دیا' "کیا تم مجھے نصیحت کرنے کا سوچ رہے ہو؟ تو ٹھیک ہے' جب تم خود بادشاہ تھے' تو اپنے ملک پر حکومت کرتے تھے' اور میرے باپ کو تم نے درست نصیحت کی تھی کہ اد اکسیز پار کر کے مساگیتے سے ان کے ملک میں لڑنے نہ جانا۔ اپنے معاملات میں غلط راہ اختیار کر کے تم نے خود کو برباد کرلیا' اور تمہارے غلط مشورے پر عمل کر کے ہی میرا باپ سائرس تباہ ہوا۔ لیکن اب تم سزا سے نہیں بچ سکتے' کیونکہ میں کافی عرصہ سے تمہیں قابو کرنے کا کوئی موقعہ تلاش کر رہا تھا۔" یہ کہہ کر کیمبائسس نے کروسس کو مارنے کے لیے اپنی کمان سنبھالی: لیکن وہ جلدی سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باہر نکل بھاگا اور بچ گیا۔ جب کیمبائسس کو پتا چلا کہ وہ کروسس کو اپنی کمان سے نہیں مار سکا تو اپنے خدمتگاروں کو اُسے پکڑنے اور مار ڈالنے کا حکم دیا۔ تاہم، اپنے آقا کے مزاج سے آگاہ خدمتگاروں نے کروسس کو چھپا دینا بہتر سمجھا؛ تاکہ اگر کیمبائسس کو پچھتاوا ہو اور وہ بعد میں کروسس کو بلوائے تو اُسے پیش کرکے انعام حاصل کرسکیں--- دوسری طرف اگر اُسے کروسس کی موت پر کوئی پچھتاوا نہ ہو تو پھر اُسے مار ڈالیں۔ کچھ عرصہ بعد کیمبائسس واقعی کروسس کے کھونے پر پچھتایا، اور یہ دیکھ کر خدمتگاروں نے اُسے بتایا کہ وہ ابھی تک زندہ ہے۔ کیمبائسس بولا، "میں بہت خوش ہوں کہ کروسس ہنوز حیات ہے، لیکن اُسے نہ مارنے کے جرم میں تم میرے غضب سے بچ نہیں سکو گے، میں تم سب کو مار ڈالوں گا۔" اور اس نے اپنے کہے پر عمل کیا۔

37۔ ممفس میں قیام کے دوران کیمبائسس نے اس قسم کی اور بھی بہت سی مجنونانہ حرکات کیں--- فارسیوں اور اپنے حلیفوں دونوں کے ساتھ: اس نے قدیم مقبرے کھلوائے اور ان میں مدفون لاشوں کا معائنہ کیا۔ اسی طرح وہ ہفے ستوس کے معبد میں گیا اور مورتی کا بہت مذاق اڑایا۔ کیونکہ ہفے ستوس[9] کی مورتی فنیقیوں کے جنگی جہازوں پر لگائی گئی Pataeci[10] سے کافی ملتی جلتی تھی۔ اگر لوگوں نے اسے نہیں دیکھا تو میں اس کی تفصیل ایک مختلف انداز میں بیان کروں گا--- یہ مورتی بونے سے مشابہہ ہے۔ وہ کابیری (Cabiri)[11] کے معبد میں بھی گیا جہاں پروہتوں کے سواکسی اور کو داخل ہونے کی اجازت نہیں، اور اُس نے وہاں نہ صرف مورتیوں کی بے حرمتی کی بلکہ انہیں جلا بھی دیا۔ وہ ہفے ستوس کے مجسّمے کی طرح بنائی گئی ہیں جسے ان کا باپ بتایا جاتا ہے۔

38۔ چنانچہ مختلف شہادتوں کی روشنی میں مجھے یہ بات قطعی لگتی ہے کہ کیمبائسس کا ذہنی توازن خراب ہوتا جارہا تھا؛ ورنہ وہ مقدس رسوم اور قدیم عرصہ سے چلے آرہے رواجوں کا مضحکہ نہ اُڑاتا۔ کیونکہ اگر آپ کو ساری دنیا کی تمام رسوم میں سے بہترین کا انتخاب کرنے کو کہا جائے تو آپ سب کا تجزیہ کرنے کے بعد اپنی رسوم کو بہترین قرار دیں گے؛ وہ بھی اپنے رواجوں اور رسوم کو باقی سب لوگوں کے مقابلہ میں برتر خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ، کوئی ذی ہوش انسان ان چیزوں کا مذاق نہیں اُڑا سکتا۔ اپنے اپنے قوانین کے بارے میں لوگوں کے یہ خیالات متعدد شہادتوں کے ذریعہ واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں، کچھ ایک مندرجہ ذیل ہیں:--- داریوش نے بادشاہت حاصل کرنے کے بعد آس پاس موجود کچھ یونانیوں کو بلوایا اور ان سے پوچھا--- "میں تمہیں کتنی رقم ادا کروں کہ تم اپنے باپوں کی موت پر اُن کے جسم کھانے پر تیار ہوجاؤ؟" انہوں نے جواب دیا کہ وہ بڑی سے بڑی رقم لے کر بھی یہ کام کرنے کو تیار نہیں ہوسکتے۔ پھر اس نے کچھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Callatian نسل کے پدر خور [42] ہندوستانیوں کو بلوایا (یونانی بھی پاس کھڑے تھے اور انہیں ایک مترجم کی مدد سے ساری گفتگو سمجھ آ رہی تھی) اور ان سے کہا۔۔۔ "تم کتنی رقم لے کر اپنے متوفی باپوں کو نذر آتش کرنے پر تیار ہو جاؤ گے؟" ہندوستانیوں نے بلند آواز میں احتجاج کیا اور اُسے اس قسم کی بات کرنے سے روک دیا۔ یہی انسان کی خُو ہے؛ اور میرے خیال میں پندار نے درست کہا ہے کہ "قانون (رواج) سب سے بڑا بادشاہ ہے۔"

39۔ کیمبائسس مصر میں یہ جنگ لڑ رہا تھا' جبکہ لیسیڈیمونیوں نے ایاسیس (Aeaces) کے بیٹے پولی کریٹس کے خلاف ایک فوج ساموس کی جانب بھیجی; پولی کریٹس بغاوت کر کے اس جزیرے کا مالک بن بیٹھا تھا۔ [43] اس نے ریاست کو تین حصوں میں بانٹا اور دو حصے اپنے دونوں بھائیوں پنتاگنوٹس اور سیلوسن کو دے دیئے; لیکن بعد میں اول الذکر کو قتل اور موخر الذکر کو (جو چھوٹا تھا) وطن بدر کر کے سارے جزیرے پر قبضہ کر لیا۔ پھر اُس نے مصری بادشاہ اماسس کے ساتھ معاہدہ دوستی کیا' اُسے تحائف بھیجے اور اُس کی جانب سے وصول کیے۔ قلیل عرصہ میں اس کی طاقت میں اتنا زیادہ اضافہ ہوا کہ سارا ایونیا اور باقی کا یونان بھی اس کی قلمرو میں آگیا۔ اس نے جس طرف بھی رخ کیا' کامیابی ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔ اس کے پاس ایک سو پانچ طبقہ جنگی جہازوں پر مشتمل بحری بیڑہ' اور ایک ہزار کمان بردار موجود تھے۔ [44] ان کے ساتھ اُس نے دوست اور دشمن میں تمیز کیے بغیر سب کو لُوٹا; کیونکہ اُس کا کہنا تھا کہ جب آپ کسی دوست سے کچھ لے کر اُسے لوٹا دیں تو وہ زیادہ خوش ہوتا ہے بجائے اس کے کہ اسے چھوڑ دیں۔ اُس نے متعدد جزائر اور براعظم کے بہت سے شہروں پر قبضہ جمایا۔ دیگر کارناموں کے علاوہ اس نے ایک بحری لڑائی میں لیبیاؤں پر غلبہ پایا جو اپنی تمام تر افواج کے ساتھ مِلیتس کی مدد کرنے آئے تھے مگر بڑی تعداد میں قید ہوئے۔ ان پابند سلاسل قیدیوں نے ساموس میں قلعہ کے اردگرد ایک خندق کھودی۔ [45]

40۔ پولی کریٹس کی خوش بختیاں اماسس کی نظر سے بچی نہ رہ سکیں جو ایک بہت بڑا خطرہ تھا۔ چنانچہ جب اس کی کامیابیوں کا سلسلہ جاری رہا تو اماسس نے اُسے مندرجہ ذیل خط لکھ کر ساموس بھیجا۔ "اماسس کی جانب سے پولی کریٹس کے نام: ایک دوست اور حلیف کی خوشحالی اور ترقی کے بارے میں سننا خوشگوار ہے' لیکن تمہاری حد سے بڑھتی ہوئی خوشحالی میرے لیے باعث خوشی نہیں' کیونکہ جہاں تک مجھے معلوم ہے دیوتا بھی حسد کرتے ہیں۔ میری اپنے اور اپنے پیاروں کے لیے میری خواہش ہے کہ میں اب کامیابی حاصل کروں; اور یوں دائمی خوش قسمتی کی بجائے کبھی اچھے اور کبھی برے حالات کے درمیان اپنی زندگی کا سفر پورا کروں۔ کیونکہ میں نے آج تک کسی ایسے شخص کے بارے میں نہیں سنا جو اپنی تمام مہمات میں کامیاب رہا ہو' اور جو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انجام کار بربادی سے دو چار نہ ہوا ہو۔ لہٰذا میری بات غور سے سنو اور مندرجہ ذیل طریقے سے اپنی اچھی قسمت حاصل کرو: غور کرو کہ تمہارے خزانوں میں سے کون سی شئے نہایت قیمتی ہے اور تم اُسے کھونا برداشت نہیں کر سکتے: تم اُس چیز کو اٹھا کر پھینک دو تاکہ وہ دوبارہ کبھی انسان کی نظر میں نہ آ سکے۔ پھر اگر تمہاری خوش بختی اس نقصان کے بعد میں بھی جوں کی توں رہے تو دوبارہ وہی کرو جس کا میں نے اوپر مشورہ دیا ہے۔"

41۔ جب پولی کریٹس نے یہ خط پڑھا اور اماسس کی نصیحت کو بہتر خیال کیا تو اپنے دل میں اچھی طرح غور کیا کہ کون سی شئے کھو کر اُسے بہت زیادہ دکھ ہو گا۔ کافی سوچ بچار کے بعد اس نے نتیجہ نکالا کہ یہ چیز اُس کی مہر والی انگوٹھی تھی جسے وہ اکثر پہنا کرتا تھا: یہ فیروزہ جڑے سونے کی انگوٹھی[٦] ایک ساموسی ٹیلی کلیس کے بیٹے تھیوڈور کی صناعی تھی۔ چنانچہ پولی کریٹس نے انگوٹھی پھینک دینے کا تہیہ کیا: اور وہ ایک جہاز میں سوار ہوا اور ملاحوں کو حکم دیا کہ کھلے سمندر میں چلیں۔ جب وہ اپنے جزیرے سے کافی دور آ گیا تو جہاز پر سوار تمام لوگوں کے سامنے اپنی انگلی سے انگوٹھی اتاری اور سمندر میں پھینک دی۔ یہ کام کر کے وہ گھر واپس آیا اور دکھ زدہ رہنے لگا۔

42۔ اب ہوا یوں کہ پانچ یا چھ دن بعد ایک مچھیرے نے بہت بڑی اور خوبصورت مچھلی پکڑی، اس نے سوچا کہ یہ بادشاہ کو بطور تحفہ پیش کرنے کے قابل ہے۔ چنانچہ وہ مچھلی لے کر محل کے پھاٹک پر گیا اور پولی کریٹس سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ اِذن باریابی نصیب ہونے پر اُس نے مچھلی پولی کریٹس کو دیتے ہوئے کہا۔۔۔ "محترم بادشاہ، یہ مچھلی پکڑنے پر میں نے سوچا کہ اسے منڈی میں بیچنے جاؤں گا حالانکہ میں ایک غریب آدمی ہوں اور یہی کام کر کے روزی کماتا ہوں۔ میں نے سوچا، یہ پولی کریٹس اور ان کی عظمت کے شایان شان ہے: لہٰذا اسے آپ کی نذر کرنے لایا ہوں۔" بادشاہ نے اس بات پر خوش ہو کر کہا۔۔۔ "دوست تم نے بالکل ٹھیک کیا، اور میں اس تحفے کے ساتھ ساتھ تمہاری تقریر کا بھی مشکور ہوں۔ آؤ اور میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔" مچھیرا بڑے احساس تفاخر کے ساتھ واپس آیا کہ وہ بادشاہ کے ساتھ رات کا کھانا کھائے گا۔ دریں اثناء خدمتگاروں نے مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو اندر اپنے بادشاہ کی مہر والی انگوٹھی پڑی پائی۔ وہ اسے دیکھتے ساتھ ہی لے کر خوشی خوشی بادشاہ کی جانب دوڑے اور اسے سارا واقعہ بتایا۔ بادشاہ نے اس معاملے میں کوئی الوہی منشاء موجود ہونے کا سوچ کر فوراً اماسس کو خط لکھا اور واقعے سے آگاہ کیا۔۔۔ اور خط مصر بھجوا دیا۔

43۔ پولی کریٹس کا خط پڑھنے کے بعد اماسس کو ادراک ہوا کہ اپنے کسی ساتھی کو اس کی قسمت کے لکھے سے بچانا انسان کا کام نہیں: اُس نے یقینی طور پر محسوس کیا کہ پولی کریٹس کا انجام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہت برا ہو گا کیونکہ وہ ہر لحاظ سے خوشحال ہے' حتیٰ کہ اپنی کھوئی ہوئی چیزیں بھی اسے واپس مل جاتی ہیں۔ چنانچہ اس نے ایک قاصد ساموس بھیجا اور دوستی کا معاہدہ توڑ دیا۔ یہ کام اس لیے کیا کہ جب عظیم افتاد سر پہ آن پڑے تو وہ اپنے دوست کی مصیبتوں میں شریک نہ ہو۔

44۔ اب لیسیڈیمونی ہر کام میں کامیاب اسی پولی کریٹس سے جنگ لڑنے گئے۔ کچھ اہل ساموس (جنہوں نے بعد ازاں کریٹ میں سائیڈونیا شہر کی بنیاد رکھی)[۴۷] بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اُن کے ہمراہ آئے؛ کیونکہ جب کیمبائسس ابن سائرس مصر کے خلاف فوج جمع کر رہا تھا تو پولی کریٹس نے اس سے درخواست کی تھی کہ ساموس سے امداد طلب کرنا ہرگز نہ بھولے؛ اس پر کیمبائسس نے فوراً ایک قاصد جزیرہ ساموس روانہ کیا' اور درخواست کی کہ پولی کریٹس انہیں کچھ بحری جہاز دے جو وہ مصر کے خلاف جمع کر رہے تھے۔ پولی کریٹس نے ایسے شہریوں کو چن کر چالیس سہ طبقہ جہاز بھر دیئے جن کے بارے میں اُسے شبہ تھا کہ وہ بغاوت کر سکتے ہیں؛ اُس نے یہ جہاز کیمبائسس کی جانب اس حکم کے ساتھ روانہ کیے کہ آدمیوں کو محفوظ رکھے اور کبھی گھر واپس آنے کی اجازت نہ دے۔

45۔ کچھ راویوں کا کہنا ہے کہ یہ ساموسی مصر نہیں پہنچے تھے؛ کیونکہ کارپاتھس[۴۸] سے روانگی کے بعد انہوں نے باہمی مشورے کے تحت مزید آگے نہ بڑھنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن دیگر کے مطابق وہ مصر پہنچے اور خود کو زیر نگرانی دیکھ کر واپس ساموس آ گئے۔ وہاں پولی کریٹس اپنا بحری بیڑہ لے کر ان سے لڑنے آیا مگر جلاوطنوں کے ہاتھوں شکست کھائی؛ وہ جزیرے پر اُترے اور پولی کریٹس کی بری افواج کے ساتھ لڑنے گئے مگر مفتوح ہوئے اور جہازوں میں لیسیڈیمون چلے گئے۔ کچھ کا کہنا ہے کہ مصر سے آنے والے ساموسیوں نے پولی کریٹس پر چڑھائی کی' لیکن یہ بات مجھے بعید از حقیقت لگتی ہے' کیونکہ اگر وہ خود ہی پولی کریٹس پر فتح پانے کی طاقت رکھتے تو انہیں لیسیڈیمونیوں سے مدد مانگنے کی ضرورت نہ محسوس ہوتی۔ مزید بر آں' یہ قرین قیاس نہیں کہ غیر ملکی کرائے کے سپاہیوں کے اتنے بڑے جتھے کو تنخواہیں دینے والے اور مقامی کمان بردار افراد کی اتنی بڑی فوج کے مالک بادشاہ نے اتنے تھوڑے ساموسیوں کے ہاتھوں شکست کھائی ہو۔ جہاں تک غلاموں کا تعلق ہے تو پولی کریٹس نے انہیں غداری سے روکنے کی خاطر ان کی بیویوں اور بچوں کو اپنے بحری جہازوں کے لیے بنائے گئے شیڈز میں بند کر دیا تھا اور ضرورت پڑنے پر سب کو نذر آتش کرنے کو تیار تھا۔

46۔ جب جلاوطن ساموسی سپارٹا پہنچے تو ناظمین شہر نے ان کا موقف سنا؛ ساموسیوں نے ایک طویل تقریر کی' جیسا کہ مدد کے شدت سے طالب افراد کیا کرتے ہیں۔ اہل سپارٹا نے انہیں جواب دیا کہ وہ ان کی تقریر کا پہلا حصہ بھول گئے ہیں اور دوسرے حصے کو سمجھ ہی نہیں سکے۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے بعد ساموسیوں کا موقف دوسری مرتبہ سنا گیا جس میں انہوں نے اپنے ساتھ لایا ہوا ایک تھیلا کھول کر بس یہی کہا "تھیلا آٹے کا طلب گار ہے۔" اہل سپارٹا نے جواب دیا کہ انہیں "تھیلے" کا حوالہ دینے کی ضرورت نہ تھی: تاہم انہیں امداد دے دی۔

47۔ تب لیسیڈیمونی تیاری کر کے ساموس پر حملہ کرنے روانہ ہوئے: اگر ہم اہل ساموس کی بات پر یقین کر لیں تو لیسیڈیمونیوں کا یہ عمل احسان چکانے کے لیے تھا، کیونکہ اہل ساموس نے ایک مرتبہ Messenians کے خلاف ان کی مدد کے لیے بحری جہاز بھیجے تھے: لیکن خود سپارٹیوں کے مطابق وہ مدد کے درخواست گذار ساموسیوں کی معاونت کرنے کی خواہش سے زیادہ ان لوگوں کو سزا دینے کی تمنا رکھتے تھے کیونکہ انہوں نے کروسس کو بھجوائے ہوئے اور اس کی طرف سے آنے والے تحائف (ایک پیالہ اور چار آئینہ) ہتھیا لیے تھے۔[49] چار آئینہ (کارسلیٹ) لِنن کی بنی ہوئی تھی، اور اس کی بنائی میں جانوروں کی بہت سی تصاویر تھیں، اسی طرح طلائی اور شجری اون[50] سے کشیدہ کاری کی گئی تھی۔ اس میں سب سے زیادہ قابل تعریف بات یہ تھی کہ ہر تاگا 360 دھاگوں پر مشتمل تھا اور وہ سب کے سب واضح دکھائی دیتے تھے۔ اماسس نے لنڈس کے مقام پر ایتھنا کے معبد میں بالکل اسی جیسی ایک اور کارسلیٹ بھجوائی تھی۔[51]

48۔ اسی طرح کورنتھیوں نے اپنی مرضی سے ساموس کے خلاف مہم جوئی میں ہاتھ بٹایا: کیونکہ ایک پشت پہلے (تقریباً اسی وقت جب شراب کے پیالے پر قبضہ کیا گیا تھا)[52] انہوں نے بھی ساموس والوں کے ہاتھوں ذلت سہی تھی۔ ہوا یوں کہ پریاندر ابن سپسلس (Cypselus) نے کورسائریوں کے اہم شرفاء کے 300 بچوں کو پکڑ کر الیاتیس کے پاس بھیج دیا تھا تاکہ وہ انہیں خواجہ سرا بنا سکے: اس کام کے ذمہ دار افراد ساردیس جاتے ہوئے راستے میں ساموس ٹھہرے تو وہاں کے لوگوں نے لڑکوں کے ساتھ متوقع سلوک کا پتہ لگنے پر پہلے تو انہیں ارتمس کے معبد میں پناہ لینے کی ترغیب دی: اور اس کے بعد جب کورنتھیوں نے مقدس معبد سے پناہ گزینوں کو واپس لینے کی اجازت نہ ملنے پر ان سے خوراک کی سپلائی منقطع کرانا چاہی تو انہوں (اہل ساموس) نے ایک تیوہار اختراع کر لیا جسے وہ آج بھی خود ساختہ رسموں کے ساتھ مناتے ہیں۔ ہر شام کو اندھیرا اترنے پر (جتنے عرصے تک لڑکے وہاں رہے تھے) نوجوانوں اور کنواریوں پر مشتمل طائفے اپنے ہاتھوں میں تل اور شہد سے بنے ہوئے کیک اٹھائے ہوئے معبد کے پاس آتے تھے تاکہ کورسائری لڑکے وہ کیک چھین کر واپس بھاگ جائیں اور معبد میں ہی زندگی گزارتے رہیں۔

49۔ یہ سلسلہ اتنے طویل عرصے تک جاری رہا کہ لڑکوں کو منزل پر پہنچانے کے ذمہ دار افراد نے ہار مان کر رخصت لی، جس پر اہل ساموس انہیں واپس کورسائرا چھوڑ آئے۔ اب پریاندر کی موت کے بعد اگر کورنتھی اور کورسائری اچھے دوست بن گئے تھے تو یہ تصور بھی نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا جاتا تھا کہ اول الذکر نے کبھی ساموس کے خلاف ایسی کسی وجہ کی بناء پر مہم میں حصہ بھی لیا تھا؛ بلکہ دونوں اقوام یہ جزیرہ آباد ہونے کے وقت سے ہی ایک دوسری کی دشمن چلی آ رہی تھیں' اس لیے یہ زیادتی یاد رکھی گئی اور کورنتھیوں کے دل میں اہل ساموس کے خلاف کینہ موجود رہا۔ پریاندر نے کورسائرا کے ممتاز ترین خاندانوں کے لڑکوں کو منتخب کر کے الیاتیس کو بطور تحفہ بھجوائے تھے تاکہ اپنے ساتھ کی گئی زیادتی کا بدلہ لے سکے۔ کیونکہ جھگڑا کورسائریوں نے شروع کیا تھا اور پریاندر کو ایک خوفناک زیادتی کے ذریعہ مجروح کیا تھا۔

50۔ جب پریاندر نے اپنی بیوی کو مار ڈالا تو ایک اور ذرا مختلف قسم کی مصیبت نازل ہوئی۔ اس کی بیوی نے دو بیٹوں کو جنم دیا تھا' اور ان میں سے ایک اب سترہ سال اور دوسرا اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچ گیا تھا؛ ان کے نانا' ایپی ڈورس کے فرمانروا' پروکلیز نے انہیں اپنے دربار میں بلوایا۔ وہ گئے اور پروکلیز نے اپنے نواسوں کے ساتھ بہت مہربان سلوک کیا۔ آخرکار' جب واپسی کا وقت آیا تو پروکلیز نے انہیں رخصت کرتے ہوئے کہا' "میرے بچو' اب تم جان گئے ہو نا کہ تمہاری ماں کو کس نے مارا ہے؟" بڑے بیٹے نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی' لیکن چھوٹے بیٹے لائیکوفرون کو شدید تکلیف ہوئی۔۔۔ یہاں تک کہ کورنتھ واپس پہنچنے پر وہ اپنے باپ سے ایک لفظ تک نہ بولا اور نہ ہی اس کی کسی بات کا جواب دیا۔ سب کو بڑی حیرت ہوئی۔ آخرکار پریاندر نے اس رویے پر ناراض ہو کر اسے گھر سے نکال دیا۔

51۔ چھوٹے بیٹے کے جانے کے بعد وہ بڑے بیٹے کی جانب مڑا اور اس سے پوچھا' "تمہارے نانا نے تم سے کیا کہا تھا؟" تب اس نے بتایا کہ وہ بڑی محبت و شفقت سے پیش آیا؛ لیکن اسے پروکلیز سے آخری الوداعی ملاقات میں اس کی کہی ہوئی باتیں یاد نہ تھیں کیونکہ اس نے ان پر توجہ ہی نہ دی تھی۔ پریاندر نے اصرار کیا کہ ضرور بہ ضرور اور کوئی بات بھی ہوئی ہوگی۔۔۔ ان کے نانا نے انہیں اشارتاً ضرور بتایا ہوگا۔۔۔ اور وہ اس پر دباؤ ڈالتا رہا حتیٰ کہ لڑکے کو پروکلیز کی الوداعی نصیحتیں یاد آ گئیں اور اس نے سب اپنے باپ کو بتا دیں۔ پریاندر نے سارے معاملے پر اچھی طرح غور کرنے کے بعد ان لوگوں کی جانب قاصد بھیجا جنہوں نے اس کے گھر سے نکالے ہوئے بیٹے پر اپنے دروازے کھولے تھے' اور انہیں اسے پناہ دینے سے منع کر دیا۔ لڑکا ایک کے بعد دوسرے دوست کے پاس جاتا رہا کیونکہ باپ اس کا سہارا بننے والوں کو دھمکیاں دیتا تھا۔ پھر بھی وہ ایک گھر سے نکلتے ہی دوسرے میں چلا جاتا؛ کیونکہ اس کے شناسا لوگ سنگین خطرات کے باوجود پناہ دے دیتے تھے' آخر وہ پریاندر کا بیٹا تھا۔

52۔ آخرکار پریاندر نے منادی کروائی کہ جس کسی نے اس کے بیٹے کو اپنے گھر میں ٹھہرایا یا اس سے بات کی تو اس کی دولت کا ایک مخصوص حصہ تجتی اپالو ضبط کر لیا جائے گا۔ یہ سن کر کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی شخص درماندہ شہزادے کو پناہ دینے یا اس سے بات کرنے پر تیار نہ ہوتا' اور خود اس نے بھی ممنوعہ حرکت کرنا درست نہ سمجھا؛ چنانچہ اس نے اپنے عزم صمیم کے تحت عوامی احاطوں میں رہائش اختیار کی۔ یونہی جب چار دن گزر گئے تو پریاندر کو اپنے بیٹے کی لاچاری دیکھ کر ترس آگیا؛ وہ اپنا غصہ بھول گیا اور اُس کے پاس جاکر بولا' "اے' میرے بیٹے! موجودہ حالت میں رہنا بہتر ہے یا میرے تاج اور میری زیر ملکیت تمام اچھی چیزوں کو صرف اطاعت کی شرط پر قبول کرنا؟ دیکھو' تم نے میرا بیٹا اور اس امیر کبیر کورنتھ کا مالک ہونے کے باوجود خود کو بھکاریوں والی سطح تک گرا لیا ہے' کیونکہ تم ایسے شخص کے مخالف اور اس پر ناراض ہو جس کے ساتھ یہ رویہ اختیار کرنا تمہیں زیب نہیں دیتا۔ اب تم خود جان گئے ہو کہ قابل رحم کی بجائے قابل رشک ہونا کتنا بہتر ہے' اور اپنے والدین اور بالا تر افراد کے ساتھ ناراض ہونا کتنا خطرناک ہے؛ اس لیے آؤ اب میرے ساتھ اپنے گھر واپس چلو۔" یوں پریاندر نے اپنے بیٹے کی دلجوئی کی؛ لیکن بیٹے نے کوئی جواب دینے کی بجائے اپنے باپ کو صرف یہ یاددہانی کروائی کہ وہ اس ظالمانہ اور ناجائز رویہ کے باعث دیوتا کی سزا کا مستحق ہے۔ تب پریاندر کو پتہ چل گیا کہ لڑکے کی بیماری کا کوئی علاج نہیں: چنانچہ اس نے ایک جہاز تیار کروایا اور اُسے اپنی نظروں سے دور کورسائرا بھیج دیا' جو اُس دور میں اُس کا اپنا جزیرہ تھا۔ جہاں تک پروکلیز کا معاملہ ہے تو پریاندر اسے اپنی حالیہ مصیبتوں کا اصل سبب خیال کرتے ہوئے (بیٹے کی روانگی کے فوراً بعد) اس کے ساتھ لڑنے گیا' اور نہ صرف اس کی بادشاہت ایپی ڈورس پر قبضہ کیا بلکہ پروکلیز کو بھی ساتھ لے آیا اور قید میں ڈال دیا۔

53۔ وقت گزرتا رہا' پریاندر بوڑھا ہوگیا اور خود کو اُمور کی نگرانی اور انتظام کے قابل نہ پایا۔ اسے اپنے بڑے بیٹے میں کوئی قابلیت نظر نہ آتی تھی' چنانچہ اس نے ایک قاصد کورسائرا بھیجا اور لائکوفرون کو واپس آکر سلطنت سنبھالنے کا کہا' تاہم' لائکوفرون نے قاصد سے ایک سوال بھی نہ پوچھا۔ لیکن پریاندر کا دل لڑکے کے لیے بے قرار تھا' اس نے دوبارہ اپنی بیٹی (لائکوفرون کی بہن) کے ہاتھ پیغام بھیجا' جو اُس کے خیال میں لائکوفرون کو مائل کرنے کی زیادہ طاقت رکھتی تھی۔ جب وہ کورسائرا پہنچی تو اپنے بھائی سے یوں گویا ہوئی:--- "بھائی' کیا تم چاہتے ہو کہ سلطنت غیر ہاتھوں میں چلی جائے' اور ہمارے باپ کی دولت لُٹ جائے؟ تمہیں چاہیے کہ واپس چل کر خود اس دولت کا مزہ لوٹو۔ میرے ساتھ واپس گھر چلو اور خود اذیتی کا سلسلہ بند کرو۔ اس ہٹ دھرمی کا کوئی فائدہ نہیں۔ برائی کا علاج برائی سے کیوں کرنا چاہتے ہو؟ یاد رکھو' بہت سے لوگوں نے رحم کو انصاف پر فوقیت دی ہے۔ بہت سوں نے اپنی ماں کے دعووں کو منوانے میں باپ کو بدبختی سے دوچار کردیا۔ طاقت ایک چکنی چیز ہے--- اس کے بہت سے دعویدار ہوتے ہیں' ہمارا باپ بوڑھا اور ضعیف ہوچکا ہے--- اپنے ذاتی ورثے کو کسی اور کے ہاتھ میں نہ جانے دو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یوں بہن نے، پریاندر کی پڑھائی ہوئی پٹی کے مطابق، وہ تمام دلائل پیش کیے جو بھائی پر کارگر ثابت ہو سکتے تھے۔ تاہم اس نے جواب دیا "جب تک مجھے اپنے باپ کے حیات ہونے کا علم ہے اتنی دیر تک میں واپس کورنتھ نہیں جاؤں گا۔" بیٹی یہ جواب لے کر واپس آئی تو پریاندر نے تیسری مرتبہ اپنے بڑے بیٹے کو بطور قاصد بھیجا اور کہا کہ وہ خود کورسائرا آ جائے گا، اور اپنے بیٹے کو کورنتھ میں اپنی جگہ پر تخت پر بٹھائے گا۔ ان شرائط پر لائکوفرون مان گیا: پریاندر کورسائرا جانے اور لائکوفرون واپس کورنتھ آنے کی تیاریاں ہی کر رہے تھے کہ سارے معاملے کی خبر ہونے پر کورسائریوں نے پریاندر کو دور رکھنے کی خاطر نوجوان (لائکوفرون) کو مار ڈالا۔ یہی وجہ تھی کہ پریاندر نے کورسائریوں سے انتقام لیا۔

54۔ لیسیڈیمونی ایک طاقتور فوج کے ہمراہ ساموس کے سامنے پہنچے اور محاصرہ کر لیا۔ دیواروں پر کیے گئے ایک حملے میں انہوں نے مینار کی چوٹی تک جانے کا موقع پا لیا جو سمندر کے قریب دیہی آبادی والی طرف پر ایستادہ ہے، لیکن پولی کریٹس ایک طاقتور دستہ لے کر بذات خود بچاؤ کے لیے آیا اور انہیں مار بھگایا۔ دریں اثناء ایک پہاڑی پر کھڑے بالائی مینار میں محصور کرائے کے قاتلوں اور اہل ساموس نے دھاوا بولا: لیکن وہ لیسیڈیمونیوں کا تھوڑی دیر مقابلہ کرنے کے بعد ہی پیچھے کی طرف بھاگے، اور لیسیڈیمونیوں نے تعاقب کر کے بہت سوں کو تہہ تیغ کر ڈالا۔

55۔ اب اگر وہاں موجود تمام لوگوں نے اُس دن دو لیسیڈیمونیوں آرکیئس اور لائکوپاس جیسا رویہ اپنایا ہوتا تو ساموس پر قبضہ قائم ہو جاتا۔ کیونکہ اِن دو جنگجوؤں نے بھگوڑے ساموسیوں کا دُور تک پیچھا کیا اور اُن کے ساتھ ہی شہر میں داخل ہو گئے، مگر تب انہوں نے خود کو تن تنہا پایا (بھاگنے کی راہ بھی نہ تھی) اور دیواروں کے اندر قتل ہوئے۔ ایک دفعہ میری ملاقات آرکیئس کے پوتے اور سامیئس کے بیٹے (اُس کا نام بھی آرکیئس تھا) سے بمقام پٹانا ہوئی: پٹانا اس کا آبائی علاقہ تھا۔ وہ اہل ساموس کو باقی تمام غیرملکیوں سے زیادہ عزت دیتا تھا، اور اُس نے مجھے بتایا کہ اُس کا باپ سامیئس کہلاتا تھا کیونکہ دادا آرکیئس نے ساموس میں اس قدر شاندار موت پائی تھی، اور اہل ساموس کو اتنی عزت دینے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں کے لوگوں نے اُس کے دادا کو عوامی اعزازات کے ساتھ دفنایا تھا۔

56۔ لیسیڈیمونیوں نے 40 دن تک ساموس کا محاصرہ کیا، لیکن کوئی پیش رفت نہ ہونے کے باعث 41 ویں دن محاصرہ اُٹھا لیا اور پیلوپونیسے واپس چلے گئے۔ ایک احمقانہ کہانی سنائی جاتی ہے کہ پولی کریٹس نے اپنے ملک کے سِکوں کی ایک مقدار علیحدہ کی اور ان پر سونے کا پانی چڑھا کر لیسیڈیمونیوں کو دیئے، جو انہیں وصول کر کے اپنے وطن لوٹ گئے۔ [۵۳]

لیسیڈیمونی ڈوریوں کی یہ ایشیاء میں پہلی مہم جوئی تھی۔

57۔ پولی کریٹس کے خلاف لڑنے والے اہلِ ساموس کو جب پتہ چلا کہ لیسیڈیمونی اُن کی جانب آنے والے ہیں تو وہ ساموس چھوڑ کر بذریعہ سمندر سفنوس [54] چلے گئے۔ انہیں رقم کی ضرورت پڑی؛ اور اہلِ سفنوس اُس دور میں انتہائی امیر تھے اور کسی جزیرے کے باشندے امارت میں اُن کی برابری نہیں کر سکتے تھے۔ اُن کے ملک میں سونے اور چاندی کی اِس قدر زبردست کانیں موجود تھیں کہ اہلِ سفنوس نے کچھ دھاتوں (Ores) کے عشر سے ڈیلفی میں ایک خزانہ مہیا کیا جو وہاں موجود تمام خزانوں سے بڑا تھا۔ کانوں کی پیداوار سال بہ سال شہریوں میں تقسیم کر دی جاتی تھی۔ جس دور میں انہوں نے خزانہ تشکیل دیا تھا' تو تب دارالاستخارہ سے رجوع کیا اور پوچھا کہ اُن کی اچھی چیزیں زیادہ برسوں تک اُن کے پاس رہیں گی یا نہیں۔ کاہنہ نے مندرجہ ذیل جواب دیا:---

جب پرائتے نیز کی مندِ سفنوس کے جزیرہ میں سفید چمکے گی'
سارے سفید بھنووں والے فورم کو تب ایک حقیقی دانا کی ضرورت پڑے گی---
خطرہ ایک لکڑی کے لشکر اور قرمز رنگ کے قاصد میں سے نمودار ہو گا۔

58۔ اِس دور میں اہلِ سفنوس کا فورم اور ٹاؤن ہال یا پرائتے نیئم پاریائی (Parian) ماربل سے سجایا گیا تھا۔ [55] تاہم' اہلِ سفنوس اِس کہانت کا مفہوم نہ سمجھ سکے--- نہ پہلے اور نہ ہی بعد میں۔ کیونکہ ساموسیوں نے جزیرے پر لنگرانداز ہوتے ہی ایک وفد کو کشتی میں بٹھا کر شہر کی جانب بھیجا۔ اُن ادوار میں تمام بحری جہازوں کو قرمز رنگ کیا جاتا تھا؛ اور کہانت میں "لکڑی کے لشکر اور قرمز رنگ کے قاصد" کا یہی مطلب تھا۔ یوں قاصد کنارے پر آ لگے اور سفنوس والوں سے دس ٹیلنٹ مانگے؛ لیکن انہوں نے انکار کر دیا جس پر ساموسیوں نے اُن کی زمینوں پر لوٹ مار شروع کر دی۔ اِس کی اطلاع اہل سفنوس تک پہنچی جنہوں نے اپنی فصلیں بچانے کی خاطر فوراً حملہ بولا؛ تب ایک جنگ لڑی گئی جس میں اہل سفنوس کو شکست ہوئی اور ساموسیوں نے اہلِ سفنوس سے زبردستی ایک سو ٹیلنٹ لیے۔

59۔ اِس رقم کے ساتھ انہوں نے ہرمیونیوں سے (پیلوپونیسے کے ساحل سے پرے) ہائیڈریا کا جزیرہ [56] خرید کر ٹروزینیوں کی نگرانی میں دے دیا' جبکہ خود کریٹ چلے گئے اور سائیڈونیا (Cydonia) شہر کی بنیاد رکھی۔ روانہ ہوتے وقت اُن کا مقصد وہاں مقیم ہونا نہیں بلکہ صرف جزیرے سے نیکائنتھیوں کو نکالنا تھا۔ تاہم' وہ سائیڈونیا [57] میں ٹھہرے اور وہاں پانچ برس تک زبردست دولت سمیٹی۔ انہوں نے ہی وہ مختلف معبد بنوائے تھے جو آج بھی وہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دکھائی دیتے ہیں' اور اُن میں ڈکٹینا[58] کا معبد بھی شامل ہے۔ لیکن چھٹے برس میں ایجینیاؤں (Eginetans) نے حملہ کیا' انہیں بحری جنگ میں شکست دی اور کریٹوں کی مدد سے غلام بنا لیا۔ اُنہوں نے اُن کے بحری جہازوں کی چونچیں' جن کے اوپر ایک جنگلی سور کی شبیہہ لگی تھی' کاٹ دیں اور انہیں ایجینا (Egina) میں ایتھنا کے معبد میں رکھ دیا۔ ایجینیاؤں نے ایک قدیم بغض کے تحت ساموسیوں کے خلاف حصہ لیا کیونکہ جب امفی کریٹس ساموس کا بادشاہ تھا تو اہل ساموس نے پہلی مرتبہ اُن پر حملہ کیا اور اُن کے جزیرے کو زبردست نقصان پہنچایا' تاہم خود بھی کافی نقصان اُٹھایا۔ یہ تھی وہ وجہ جس کی بناء پر ایجینیائی اِس حملے کی جانب مائل ہوئے۔

60۔ میں نے ساموسیوں کے معاملات کو ذرا تفصیل سے بیان کیا کیونکہ سارے یونان کے عظیم ترین فن پاروں میں سے تین اُن کے بنائے ہوئے ہیں۔ ایک' 150 فیدم اونچے پہاڑ کے نیچے سے نکالی گئی سرنگ جس کا منہ دونوں طرف ہے۔ کٹائی کی لمبائی سات فرلانگ ہے۔۔۔ اونچائی اور چوڑائی آٹھ آٹھ فٹ ہیں۔ سرنگ کے ساتھ ساتھ ایک اور' 20 کیوبٹ گہری اور تین فٹ چوڑی 'کٹائی ہے جہاں سے پائپوں کے ذریعے پانی لایا جاتا ہے۔ اِس سرنگ کے معمار نوسٹروفس نامی میگاری (Megarian) کا بیٹا یُوپالینس تھا۔ دوسرا عظیم کام سمندر میں ایک مٹی کا بند ہے جو ساری گودی کے اردگرد' تقریباً 20 فیدم گہرا' اور لمبائی میں دو فرلانگ سے زیادہ ہے۔ تیسرا کام ایک معبد ہے۔ یہ ہمیں معلوم تمام معبدوں سے بڑا ہے[59] جس کا پہلا معمار ایک ساموسی فائلیس کا بیٹا روکس (Rhoecus) تھا۔

61۔ ابھی کیمبائسس ابن سائرس اپنے حواس کھونے کے بعد مصر میں ہی تھا کہ دو کاہن بھائیوں (Magi) نے اُس کے خلاف بغاوت کر دی۔ کیمبائسس اُن میں سے ایک کو اپنے گھریلو انتظام کے ناظر کے طور پر فارس میں چھوڑ گیا; اور اُسی نے بغاوت شروع کی۔ اُسے معلوم تھا کہ سمیردیس مر چکا ہے اور چند ایک فارسیوں کے سوا کوئی بھی اُس موت سے آگاہ نہیں' لہٰذا اُس نے اپنا منصوبہ بنایا اور تاج کی خاطر ایک جراتمندانہ قدم اٹھایا۔ اُس کا ایک بھائی تھا جس کی شکل سائرس کے بیٹے سمیردیس سے بہت ملتی تھی اور جسے اُس کے بھائی کیمبائسس نے مار ڈالا تھا; اور اس کی صرف شکل ہی نہیں بلکہ نام بھی سمیردیس والا تھا۔ دوسرے کاہن پٹی زیتھس نے اُسے ترغیب دلائی تھی کہ وہ سارا کام مکمل کر کے اُسے تخت شاہی پر بٹھا دے گا۔ یہ کام کر کے اُس نے سارے ملک' مصر اور ہر کہیں قاصد بھیجے اور فوج میں اعلان کروایا کہ آج سے وہ کیمبائسس نہیں بلکہ سمیردیس ابن سائرس کا حکم مانیں گے۔

62۔ تمام ایلچیوں نے حکم کے مطابق اعلان کیا اور یوں یہ خبر مصر تک پہنچی۔ اُس نے سیریا میں اگبا تانا کے مقام پر پہنچ کر کیمبائسس اور اُس کی فوج کو پایا' لشکر کے عین درمیان تک جا گھسا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اُن سب کے سامنے کھڑے ہو کر کاہن پٹی زتیمس کے حکم کے مطابق اعلان کیا۔ کیمبائسس کو یہ اعلان سنتے ہی یقین آگیا کہ قاصد کی بتائی ہوئی بات درست تھی؛ اُس نے سوچا کہ پریکساپس نے اُسے دھوکا دیا جس نے فارس جا کر سمیردیس کو مارنے کا مقصد پورا نہیں کیا تھا؛ اُس نے پریکساپس کو گھورا اور کہا' "پریکساپس' کیا اِس طرح سے تم نے میرے دیئے ہوئے کام کو مکمل کیا تھا؟" اُس نے جواب دیا' "اوہ' میرے آقا! اِس خبر میں کوئی صداقت نہیں کہ آپ کے بھائی سمیردیس نے آپ کے خلاف بغاوت کی' نہ ہی آپ کو آنے والے وقت میں اُس آدمی کے ساتھ کوئی چھوٹا یا بڑا جھگڑا ہونے کا خطرہ لاحق ہے۔ میں نے اُسے اپنے ہاتھوں سے مار کر دفنایا ہے۔ اگر مردہ اپنی قبر سے واقعی اُٹھ کر باہر آسکتا ہے تو تبھی یہ توقع رکھیں کہ میڈیا کا استیاجز آپ سے لڑنے کو اُٹھے گا؛ لیکن اگر نظام فطرت اپنے معمول پر چل رہا ہے تو یقین رکھیں کہ اِس حوالے سے آپ پر کوئی مصیبت نہیں آئے گی۔ اب میرا مشورہ ہے کہ ہم منادی کو تلاش کر کے پتہ لگائیں اُسے کس نے بادشاہ سمیردیس کی اطاعت کا اعلان کرنے کے کام پر لگایا ہے۔"

63۔ پریکساپس جب اپنی بات کہہ چکا اور کیمبائسس نے اُس کی بات مان لی تو منادی کو تلاش کر کے بادشاہ کے حضور پیش کیا گیا۔ پریکساپس نے اُس سے کہا' "تمہارا کہنا ہے کہ تم ہمارے لیے سمیردیس ابن سائرس کی جانب سے ایک پیغام لائے ہو۔ اب سچ سچ جواب دو اور بہ حفظ و امان واپس جاؤ۔ کیا سمیردیس نے بذات خود تمہارے سامنے آکر تمہیں یہ احکامات دیئے تھے' یا اُس کے کسی افسر نے؟" ایلچی نے جواب دیا' "سچ بات یہ ہے کہ میں نے اُس دن سے سمیردیس ابن سائرس کو نہیں دیکھا جب بادشاہ کیمبائسس فارسیوں کو لے کر مصر میں آئے تھے۔ مجھے یہ احکامات ایک کاہن نے دیئے جسے کیمبائسس اپنے گھریلو امور کی نگرانی کے لیے چھوڑ آئے تھے؛ لیکن اُس نے کہا کہ سمیردیس ابن سائرس نے تمہیں ایک پیغام دینے کو کہا ہے۔" ایلچی کی بات میں سچ کے سوا کچھ نہ تھا۔ تب کیمبائسس نے پریکساپس سے کہا: "تم تمام الزامات سے بری ہو' کیونکہ تم نے ایک راست انسان کی طرح میرے حکم کی تعمیل کی ہے۔ لیکن اب مجھے بتاؤ کہ کون سے فارسی سمیردیس کے نام پر میرے خلاف بغاوت کر سکتے ہیں؟" اُس نے جواب دیا' "میرے آقا! میرے خیال میں' میں سارا معاملہ سمجھ گیا ہوں۔ آپ کے خلاف علم بغاوت دو کاہنوں پٹی زتیمس اور اُس کے بھائی سمیردیس نے بلند کیا ہے۔"

64۔ کیمبائسس کو سمیردیس کا نام سنتے ساتھ ہی پریکساپس کی بات پر یقین آگیا۔ خود اُس نے کافی عرصہ قبل ایک خواب میں سمیردیس کو شاہی تخت پر بیٹھے دیکھا تھا اور اُس کا سر آسمان کو چھو رہا تھا۔ [۶۰] چنانچہ جب اُس نے دیکھا کہ اُس نے اپنے بھائی سمیردیس کو غیر ضروری طور پر قتل کیا تھا تو اِس نقصان پر بہت رویا اور دکھی ہوا۔ اس کے بعد وہ فوراً اپنے گھوڑے پر جا بیٹھا جس کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مطلب میگس (کاہن) کے خلاف سُوسا پر فوری حملے کے لیے فوج کی روانگی تھا۔ جب وہ اُچھل کر گھوڑے پر بیٹھا تو اُس کی تلوار کی میان کا بٹن گر گیا اور ننگی نوک نے اُس کی ران میں گھس اُسے بالکل وہیں سے زخمی کر دیا جہاں اُس نے خود ایک مرتبہ مصری دیوتا اپیس کو زخم لگایا تھا۔ [61] کیمبائسس اِسے اپنا زخم الرگ سمجھا اور اُس جگہ کا نام پوچھا جہاں وہ زخمی ہوا تھا' تو جواب ملا' "اگباتانا۔" قبل ازیں اُسے بُوٹو کے مقام پر ایک کہانت کے ذریعہ بتایا گیا تھا کہ وہ اگباتانا کے مقام پر اپنی زندگی کے دن پورے کرے گا۔ تاہم' وہ اس نے میڈیائی اگباتانا کو مراد لیا تھا جہاں اُس کے تمام خزانے موجود تھے' اور جہاں اُس نے بڑھاپے میں مرنے کا سوچا تھا۔ لیکن کہانت میں مذکور اگباتانا سیریا میں تھا۔ لہٰذا کیمبائسس نے جب اِس جگہ کا نام سنا تو اُسے دوہرا دھچکا لگا... ایک میگس کی بغاوت کا اور دوسرا اپنے زخم کا... اور اُس کے حواس بحال ہو گئے۔ اب وہ کہانت کا حقیقی مطلب سمجھ گیا اور بولا' "تو کیمبائسس ابن سائرس کی موت یہیں لکھی ہے۔"

65۔ اس موقعہ پر وہ کچھ نہ بولا: لیکن 20 دن بعد اُس نے اپنی فوج کے ہمراہ آئے ہوئے تمام نمایاں فارسیوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا اور اُن سے یوں مخاطب ہوا:... "اے اہل فارس' اب تمہیں یہ بتانا ضروری ہو گیا ہے کہ میں نے اب سے پہلے کون سی بات تم سے چھپائی رکھی ہے: جب میں مصر میں تھا تو نیند کے دوران ایک خواب دیکھا جو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا! میں نے سمجھا کہ گھر سے کسی قاصد نے آ کر مجھے بتایا ہے کہ سمیردیس شاہی تخت پر بیٹھ گیا ہے اور اُس کا سر آسمانوں کو چھو رہا ہے۔ تب مجھے خوف لاحق ہوا کہ میرا بھائی سمیردیس مجھے معزول کر دے گا' اور میں جلدی میں ایک غیر دانشمندانہ کام کر بیٹھا۔ آہ' انسان چاہے جو بھی کرے لیکن مقدر سے بچ نہیں سکتا۔ میں نے بیوقوفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بھائی کو قتل کرنے کے لیے پریکساسپس کو سوسا بھیجا۔ یوں یہ عظیم غلطی سرزد ہوئی' میں بلا خوف دن گزارنے لگا اور کبھی یہ خیال تک نہ آیا کہ مجھے کسی اور کی جانب سے بھی بغاوت کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ لیکن میں متوقع واقعات کی پیش بینی کرنے میں قطعی غلطی پر تھا' چنانچہ میں نے خوامخواہ اپنے بھائی کو مروا دیا' مگر پھر بھی اپنے تاج و تخت سے محروم ہو گیا ہوں۔ کیونکہ خدا نے خواب میں مجھے جس سمیردیس کی بغاوت سے خبردار کیا تھا وہ میرا بھائی نہیں بلکہ یہ میگس (کاہن) تھا۔ تاہم' جو ہونا تھا ہو چکا' اور آپ لوگ یقیناً سمیردیس ابن سائرس کو کھو چکے ہیں۔ شاہی طاقت اب پیٹی زیتھس اور اُس کے بھائی سمیردیس کے پاس ہے۔ ایک ایسا شخص موجود تھا جو میگی بھائیوں سے اُن کی غلط کاریوں کا حساب لیتا' لیکن افسوس! وہ خوفناک قسمت کا شکار ہوا اور اپنے قریب ترین و عزیز شخص کے ہاتھوں موت کی وادی میں اُترا۔ اے اہل فارس' آپ کو بتانے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہا کہ میں اِس غلطی کی پاداش میں اپنے مرنے کے بعد کیا چاہتا ہوں۔ میں ہمارے شاہی خاندان کے نگران خداؤں کے نام پر آپ کو' اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بالخصوص آپ میں موجود اکیمینیوں (Achaemenids) کے ذمہ یہ کام لگاتا ہوں کہ آپ یہ بادشاہت میڈیوں کے پاس واپس ہرگز نہ جانے دینا۔ اسے کسی نہ کسی طرح، جبریا دھوکے کے ذریعہ بازیاب کرلیں--- جبراً اُس وقت جب وہ اُسے جبراً ہتھیالیں، اور دھوکے سے اُس وقت جب وہ اِسے دھوکے بازی سے چھین لیں۔ آپ نے یہ کام کرلیا تو آپ کی سرزمین بکثرت پھل دے گی، آپ کی بیویاں بچوں کو جنم دیں گی، آپ کے ریوڑوں میں اضافہ ہوگا، اور آزادی تاابد آپ کا مقدر رہے گی: لیکن اگر آپ نے سلطنت واپس لینے کی کوئی بہادرانہ جدوجہد نہ کی تو آپ میری بد دُعا کے مستوجب ہوں گے اور اِن سب چیزوں کے برعکس واقع ہوگا--- بلکہ آپ سب بھی میری طرح تباہ کن مقدر سے دوچار ہو جائیں گے!" کیمبائسس اپنی تقریر ختم کرنے کے بعد اول تا آخر اپنی تمام بدبختی پر آہ و زاری کرنے لگا۔

66۔ اہل فارس نے اپنے بادشاہ کو روتے دیکھ کر اپنی پوشاکیں پھاڑ ڈالیں اور مشغول آہ و بکا ہوئے: تب کیمبائسس ابن سائرس دنیا سے رخصت ہوگیا۔ اُس نے سات سال اور پانچ ماہ حکومت کی، ۶۲ اور کوئی اولاد چھوڑے بغیر مرا۔ اُس کی تقریر سننے والے فارسیوں کو بالکل یقین نہ آیا تھا کہ میگی بھائیوں نے شاہی طاقت اختیار کرلی ہوگی: بلکہ اُن کے خیال میں کیمبائسس نے یہ سب کچھ سمیردیس کی نفرت میں کہا تھا، اور تمام فارسی نسل کو اُس کے خلاف ہتھیار اُٹھانے پر آمادہ کرنے کے لیے اپنی طرف سے کہانی تراش کر سُنا گیا تھا۔ لہٰذا وہ پوری طرح قائل تھے کہ سمیردیس ابن سائرس نے ہی بغاوت کی تھی اور اب تخت پر براجمان تھا۔ پریکساسپس نے سمیردیس کی موت کو افسانہ قرار دیا تھا، کیونکہ کیمبائسس کی موت کے بعد وہ اپنے ہاتھوں ابن سائرس کے قتل کا دعویٰ کرنے سے غیر محفوظ ہو جاتا۔

67۔ چنانچہ کیمبائسس مرگیا، میگس نے بحفاظت سلطنت سنبھالی اور سائرس کے بیٹے کی حیثیت سے حکومت کرنے لگا۔ اسی طرح سات ماہ گزر گئے (اور کیمبائسس کی حکومت کا آٹھواں سال پورا ہوا)۔ کیمبائسس کے عہد حکومت میں اُس کے متبعین نے زبردست مفادات حاصل کیے، یہاں تک کہ جب وہ مرگیا تو ایشیاء میں رہنے والے تمام لوگوں نے سوگ منایا--- ماسوائے فارسیوں کے۔ کیونکہ اُس نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنی قلمرو میں شامل ہر قوم کی جانب قاصد بھجوایا اور انہیں تین سال کے لیے جنگی خدمات اور ٹیکسوں سے چھوٹ دی۔

68۔ تاہم، آٹھویں ماہ میں مندرجہ ذیل طریقے سے اُس کی اصلیت کا راز عیاں ہوگیا۔ اوٹینس ابن فارناسپس نامی ایک شخص اپنے رتبے اور دولت میں عظیم ترین فارسیوں کا ہم پلہ تھا۔ سب سے پہلے اُسی کو شک گزرا کہ یہ سمیردیس سائرس کا بیٹا نہیں، مزید برآں اُس نے یہ بھی اندازہ لگالیا کہ وہ دراصل کون ہے۔ وہ اِس اندازے کے ذریعہ سچائی تک پہنچا کہ بادشاہ کبھی قلعے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے باہر نہیں گیا تھا' [۶۳] اور نہ ہی کبھی کسی فارسی امیر کو اپنے سامنے پیشی کا موقع دیا تھا۔ چنانچہ' اُس نے شکوک پیدا ہوتے ہی مندرجہ ذیل اقدامات کیے:--- اُس کی ایک بیٹی فیدیما کی شادی کیمبائسس سے ہوئی تھی' اور جعلی سمیردیس نے کیمبائسس کی دیگر بیویوں کے ساتھ اُسے بھی اپنے حرم میں داخل کر لیا تھا۔ اوٹینس نے اِس بیٹی کو پیغام بھیج کر پوچھا کہ "تم کس کے ساتھ شریک بستر ہوتی ہو--- کیا وہ سمیردیس ابن سائرس ہے یا کوئی اور شخص؟" جواب میں فیدیما نے لاعلمی کا اظہار کیا--- اُس نے سمیردیس ابن سائرس کو کبھی دیکھا نہیں تھا' اس لیے وہ اپنے شریک بستر کو شناخت نہیں کر سکتی تھی۔ اوٹینس نے دوسری مرتبہ پیغام بھیجا اور کہا' "اگر تم سمیردیس ابن سائرس کو نہیں جانتی تو ملکہ ایٹوسا (Atossa) سے پوچھو کہ تم دونوں کس شخص کے ساتھ زندگی گزار رہی ہو--- اُسے اپنے بھائی کو جاننے میں غلطی نہیں لگ سکتی۔" اِس پر بیٹی نے جواب دیا' "میں ایٹوسا اور نہ ہی محل میں رہنے والی کسی بھی دوسری عورت سے کوئی بات کر سکتی ہوں۔ کیونکہ اس آدمی نے--- جانے وہ کون ہے--- بادشاہت سنبھالتے ساتھ ہی ہم سب کو علیحدہ کمرے دے کر جدا جدا کر دیا تھا۔"

69۔ اب اوٹینس کی نظروں میں معاملہ کافی واضح ہو گیا تھا۔ بایں ہمہ' اُس نے اپنی بیٹی کو مندرجہ ذیل الفاظ میں تیسرا پیغام بھیجا:--- "بیٹی' تم اعلیٰ خون سے تعلق رکھتی ہو--- تم ایک خطرے سے دامن نہیں بچاؤ گی جس کا مقابلہ کرنے کے لیے تمہارا باپ تمہیں حکم دے رہا ہے۔ اگر یہ شخص سمیردیس ابن سائرس نہیں بلکہ کوئی اور ہے تو تمہیں اپنی بیوی بنانے اور فارسیوں پر دھوکے سے حکومت کرنے کے لیے اس کی بیبا کی بلا سزا نہیں رہنی چاہیے۔ چنانچہ تم میرے حکم کے مطابق عمل کرو--- اگلی مرتبہ جب وہ تمہارے پاس رات گزارنے آئے تو اُس کے گہری نیند سونے تک انتظار کرنا اور پھر اُس کے کان ٹٹولنا۔ اگر تمہیں اُس کے کان مل جائیں تو وہ یقیناً سمیردیس ابن سائرس ہو گا' لیکن اگر نہ ملیں تو وہ سمیردیس میگی (Magian) ہے۔" فیدیما نے جواب میں بتایا' "یہ ایک عظیم خطرہ ہو گا' اگر واقعی اُس کے کان نہیں ہیں اور اُس نے مجھے اپنے کان ٹٹولتے ہوئے پالیا تو میں جانتی ہوں کہ میرا کیا بنے گا--- پھر بھی میں کوشش کروں گی۔" یوں اوٹینس کی بیٹی نے اُس کی خواہش کے مطابق عمل کرنے کا وعدہ کر لیا۔ جعلی سمیردیس کے کان سمیردیس ابن سائرس کی زندگی کے دوران ہی ایک سنگین جرم کی پاداش میں کاٹ دیئے گئے تھے۔ [۶۴] چنانچہ اوٹینس کی بیٹی فیدیما نے اپنے باپ سے کیے ہوئے وعدے کے مطابق (جب سمیردیس باری پر [۶۵] اُس کے پاس رات گزارنے آیا) جعلی سمیردیس کے سو جانے تک انتظار کیا اور پھر اُس کے کانوں کو ٹٹولا جو موجود نہیں تھے؛ فیدیما نے سورج طلوع ہوتے ہی اپنے باپ تک یہ خبر پہنچا دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

70۔ تب اوٹینس نے اس قسم کے معاملات میں اپنے نہایت بھروسہ مند دو ممتاز فارسیوں اسپا تھینس اور گوبریاس [۶۶] کو سب کچھ بتا دیا۔ انہیں خود بھی اس سلسلے میں شک تھا۔ اس لیے جب اوٹینس نے اُن کے سامنے اپنے دلائل پیش کیے تو وہ فوراً قائل ہو گئے؛ اور طے پایا کہ تینوں میں سے ہر ایک اپنے نہایت قابل اعتماد فارسی کو اِس کام میں بطور ساتھی لے گا۔ اوٹینس نے اِنتافرنیس، گوبریاس نے میگابائزس اور اسپا تھینس نے ہائیڈارنیس [۶۷] کو چنا۔ یوں مجموعی تعداد چھ ہو جانے کے بعد ہستاسپس کا بیٹا داریوش فارس سے سُوسا آیا، جہاں اُس کا باپ گورنر تھا۔ [۶۸] باقی چھ نے اُسے بھی اپنے ساتھ شامل کرنا بہتر خیال کیا۔

71۔ اب یہ ساتوں آدمی باہمی حلف لینے اور بات چیت کرنے اکٹھے ہوئے۔ جب داریوش کی باری آئی تو اُس نے اپنے خیالات یوں بیان کئے:--- "میرے خیال میں صرف اور صرف میں جانتا تھا کہ سمیردیس ابن سائرس مر چکا ہے، اور یہ کہ سمیردیس میگس ہمارے اوپر حکمران ہے؛ اِس بناء پر میں پوری رفتار کے ساتھ یہاں آیا تاکہ اس جعلی سمیردیس کو موت کے گھاٹ اُتار سکوں۔ لیکن اب جبکہ صرف میں نہیں بلکہ آپ بھی تمام صورتحال سے بخوبی آگاہ ہیں تو میرے خیال میں ہمیں فوری قدم اُٹھانا چاہیے۔ کیونکہ تاخیر کرنا مناسب نہ ہو گا۔" اِس پر اوٹینس نے کہا، "اوہستاسپس کے بیٹے، تم ایک دلیر باپ کی اولاد ہو، اور اُمید ہے کہ تم بھی خود کو اپنے باپ جیسا دلیر ثابت کرو گے۔ تاہم، اس معاملے میں بیجا عجلت سے باز رہنا؛ اتنی جلدی نہ کرو، بلکہ سوچ سمجھ کر قدم بڑھاؤ۔ ضرب لگانے سے پہلے ہمیں اپنی تعداد میں اضافہ کرنا ہو گا۔" داریوش نے جواب دیا، "ایسا نہیں ہے۔ یہاں موجود سب لوگ یہ جان لیں کہ اگر ہم نے اوٹینس کے مشورے پر عمل کیا تو بہت دردناک انجام سے دوچار ہوں گے۔ کوئی ایک دھوکہ بازی سے سمیردیس کو ساری کارروائی سے آگاہ کر کے لمبا چوڑا انعام حاصل کر لے گا۔ آپ کو چاہیے کہ یہ معاملہ اپنے تک ہی رکھیں اور پھر قدم اُٹھائیں؛ لیکن جیسا کہ آپ نے دوسروں کو اپنے راز میں شریک کرنے کا سوچا ہے، اور مجھے بھی شامل کر لیا ہے تو میری رائے میں ہمیں آج ہی کوشش کرنی چاہیے --- اور اگر بیچ میں ایک دن بھی پڑ گیا تو یقین رکھیں کہ سب سے پہلے میں خود ہی سمیردیس کو جا کر سارے معاملے سے آگاہ کر دوں گا۔"

72۔ داریوش کو اس قدر ریخ پا دیکھ کر اوٹینس نے جواب دیا، "لیکن اگر تم ہمیں ایک دن کی مہلت بھی نہیں دو گے تو برائے مہربانی مجھے بتاؤ کہ ہم محل میں کیسے داخل ہوں گے۔ ہر طرف محافظ تعینات ہیں، جیسا کہ تم خود بھی جانتے ہو... اگر تم نے انہیں اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تو کانوں سے سُنا ضرور ہو گا۔ میں پوچھتا ہوں کہ ہم محافظوں کی نظر سے کیسے بچیں گے؟" داریوش بولا، "اوٹینس بہت سی چیزیں بتانا مشکل اور کرنا آسان ہوتی ہیں۔ اور ایسی چیزیں بھی ہیں جو باتوں

میں تو بہت آسان ہیں لیکن انہیں کرنا ممکن نہیں۔ جہاں تک محافظوں کا معاملہ ہے' تو تمہیں معلوم ہے کہ محافظوں سے بچ کر گزرنا آسان نہیں۔ صرف ہمارے عہدے ہی ہمیں اندر پہنچا سکتے ہیں--- شرم اور خوف کی وجہ سے وہ ہمیں انکار نہیں کر سکیں گے۔ لیکن میرے پاس اس کے علاوہ اندر داخل ہونے کا ایک اور بھی شاندار بہانہ ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ ابھی ابھی فارس سے آیا ہوں اور اپنے باپ کی جانب سے بادشاہ کو ایک پیغام دینا چاہتا ہوں۔ جب ضرورت پڑے تو جھوٹ بولنا ہی پڑتا ہے' کیونکہ انسان جھوٹ بولیں یا سچ اُن کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے۔ انسان جھوٹ اس لیے بولتے ہیں کیونکہ وہ دوسروں کو دھوکہ دے کر فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں؛ اور سچ اس لیے بولتے ہیں کیونکہ انہیں راست گوئی سے کوئی چیز حاصل ہونے کی امید ہوتی ہے' نیز وہ زیادہ اہم معاملات میں معتبر بھی بننا چاہتے ہیں۔ یوں اُن کا انداز عمل قطعی متضاد ہوتے ہوئے بھی مقصد ایک سا ہوتا ہے۔ اگر کوئی بھی فائدہ حاصل نہ ہو تو تمہارا سچ گو انسان بھی کسی دروغ گو شخص جتنے ہی جھوٹ بولے گا اور دروغ گو شخص راست گو جتنے سچ۔ ہمیں فوری اندر جانے کی اجازت دینے والے دربان کو کسی نہ کسی دن فائدہ مل جائے گا: لیکن ہمیں روکنے والے پر لعنت نازل ہوگی اور آج کے بعد وہ ایک دشمن قرار دیا جائے گا۔ ہم زبردستی اندر داخل ہو کر سیدھا اپنے منصوبے پر عمل کریں گے۔

73۔ جب داریوش یہ کہہ چکا تو گوبریاس یوں گویا ہوا:--- "پیارے دوستو! سلطنت کو بازیاب کرنے کا اِس سے بہتر موقع کب ملے گا' یا اگر ہم قدرت نہ پا سکے تو کم از کم کوشش میں جان تو ہار دیں گے؟ ذرا غور کریں کہ ہم فارسی میڈیائی میگس کے محکوم ہیں' ایک ایسے شخص کے محکوم جو کان کٹا ہے! جب کیمبائسس اپنے بستر مرگ پر تھا تو آپ میں سے کچھ وہاں موجود تھے--- بلاشبہ آپ کو یاد ہوگا کہ اُس نے بادشاہت بازیاب کرنے کی کوشش نہ کرنے پر فارسیوں کے لیے کیسی کیسی بد دعائیں کی تھیں۔ تب ہم نے اُس کی باتوں پر بہت کم توجہ دی تھی' کیونکہ ہمارے خیال میں وہ ہمیں اپنے بھائی کے خلاف اُبھارنے کی خاطر یہ سب کچھ کہہ رہا تھا۔ تاہم' اب میری رائے میں ہمیں داریوش کے مشورے پر عمل کرنا چاہیے--- ایک ٹولی کی صورت میں یہاں سے سیدھا محل کی جانب چلیں اور فوراً جعلی سمیردیس کو قابو کر لیں۔" باقی سب نے گوبریاس کی تائید کی۔

74۔ یہ ساتوں باہم مشورہ کر رہے تھے کہ اتفاقاً مندرجہ ذیل واقعات رُونما ہوئے:--- میگی سوچ رہے تھے کہ بہترین اقدام کون سا ہوگا' اور انہوں نے کئی وجوہ کی بناء پر پریکسا سپس کو دوست بنانے کا عزم کیا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ کیمبائسس نے اُس کے بیٹے کو تیر کا نشانہ بنا کر اُسے شدید دکھ پہنچایا تھا؛[69] وہ یہ بھی جانتے تھے کہ سمیردیس ابن سائرس اُسی کے ہاتھوں قتل ہوا؛ مزید برآں' تمام اہل فارس کی نظر میں وہ بلند ترین مرتبہ رکھتا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے اُسے بُلوایا' اپنا دوست

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بتایا اور حلفیہ وعدہ لیا کہ وہ فارسیوں کے ساتھ کیے جا رہے اِس دھوکے کے متعلق خاموشی اختیار کیے رکھے گا؛ اور اُنہوں نے وعدہ کیا کہ اِس صورت میں وہ اُسے ہر قسم کے دس دس ہزار تحائف دیں گے۔ پریکساپس مان گیا؛ اور جب میگی بھائیوں نے اُسے یہاں تک اپنی جانب مائل دیکھا تو ایک اور تجویز پیش کی، اور کہا کہ وہ اہل فارس کو شاہی محل کی دیوار تلے جمع کریں گے، اور وہ ایک مینار پر چڑھ کر اُنہیں یقین دلائے گا کہ ملک پر کوئی اور نہیں بلکہ سمیردِیس ابن سائرس ہی حکمران ہے۔ انہوں نے اُسے ایسا کرنے کا حکم دیا کیونکہ پریکساپس اپنے ہم وطنوں کی نظر میں بہت صائب الرائے تھا، اور وہ عموماً سرعام یہ اعلان کر چکا تھا کہ سمیردیس ابن سائرس قتل نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔

75۔ پریکساپس نے کہا کہ وہ اِس معاملے میں اُن کی مدد کرنے کو تیار ہے؛ چنانچہ جعلی سمیردیس اور اُس کے بھائی نے لوگوں کو جمع کیا، پریکساپس کو ایک مینار کی چوٹی پہ چڑھا کر تقریر کرنے کو کہا۔ تب وہ شخص اپنے کیے ہوئے تمام وعدے بھول گیا اور اکیمینیس سے شروع ہو کر سائرس تک ساری پشتیں گنوائیں؛ پھر آخری بادشاہ یعنی سائرس کی اہلِ فارس پر مہربانیوں کا ذکر کیا؛ اِس کے بعد وہ سچائی بتانے کی طرف آیا جو تاحال چھپا رکھی تھی کیونکہ پہلے اِسے عیاں کرنے میں اُس کی جان کو خطرہ تھا۔ تب اُس نے بتایا کہ "میں نے کیمبائسس کی حکم پر خود سمیردیس کو قتل کیا تھا، اور اِس وقت فارس پر میگی کی حکومت ہے۔" آخر میں اُس نے اہل فارس کو تادیب کی کہ اگر اُنہوں نے سلطنت واپس اور میگی بھائیوں سے انتقام نہ لیا تو اُن پر بہت سے عذاب نازل ہوں گے۔ پھر پریکساپس نے مینار کی چوٹی سے نیچے کھائی میں چھلانگ لگا دی۔ یہ تھا فارسیوں میں مقبولیت رکھنے اور اعلیٰ زندگی گذارنے والے پریکساپس کا بیان۔

76۔ اور اب سات فارسی بمعہ داریوش بلا تاخیر میگی بھائیوں پر حملہ کرنے کی نیت سے پوجا کر کے محل کی جانب روانہ ہوئے۔ انہیں پریکساپس کی حرکت کا ہرگز علم نہ تھا۔ انہیں آدھے راستے میں ہی سب کچھ پتہ چلا۔ وہ سڑک کے ایک طرف کھڑے ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے۔ اوٹینس اور اُس کی ٹولی نے کہا کہ انہیں یقیناً یہ ارادہ ترک کر دینا چاہیے کیونکہ حالات بہت خراب ہیں۔ دوسری طرف داریوش اور اُس کے دوست منصوبے میں کوئی بھی تبدیلی لانے کے خلاف تھے اور انہوں نے کوئی بھی لمحہ ضائع کیے بغیر سیدھا محل جانے کی خواہش ظاہر کی۔ ابھی وہ آپس میں بحث ہی کر رہے تھے کہ اچانک انہیں گِدھوں کے دو اور عقابوں کے سات جوڑے نظر آئے۔ عقابوں نے گدھوں کا تعاقب کر کے اُنہیں اپنے پنجوں اور چونچوں سے چیر پھاڑ ڈالا۔ یہ دیکھتے ہی ساتوں نے داریوش کی بات مان لی اور اِس نیک شگون سے حوصلہ پا کر جلدی جلدی محل کی جانب چل دیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

77۔ پھاٹک پر وہی حالات پیش آئے جن کی پیشگوئی داریوش کر چکا تھا۔ محافظوں نے اُن کی نیت پر کوئی شک نہ کیا اور ممتاز فارسیوں کو بڑی عزت کے ساتھ بلا رکاوٹ اندر جانے دیا۔۔۔ لگتا تھا کہ جیسے دیوتا اُن کی خصوصی حفاظت کر رہے ہیں۔۔۔ کسی نے ایک سوال تک نہ پوچھا۔ بڑے برآمدے میں آنے پر اُن کا آمنا سامنا کچھ خواجہ سراؤں سے ہوا جن کا کام بادشاہ کے پیغامات لے کر جانا تھا؛ خواجہ سراؤں نے انہیں روک کر پوچھا کہ وہ کیا چاہتے ہیں' اور ساتھ ہی دربانوں کو ڈرایا دھمکایا کیونکہ انہوں نے انہیں روکا نہیں تھا۔ ساتوں اصرار کرتے رہے لیکن خواجہ سراؤں نے کوئی دباؤ قبول نہ کیا۔ تب اِن افراد نے ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اپنے خنجر نکالے اور اپنی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والوں کو قتل کر کے سیدھا مردانہ کمروں کی طرف گئے۔

78۔ اُس وقت دونوں میگی بھائی اندر بیٹھے پریکساپس کے معاملے پر صلاح و مشورہ کر رہے تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے خواجہ سراؤں کے درمیان ہلچل اور چیخ و پکار کی آواز سنی تو صورتحال جاننے کے لیے باہر بھاگے آئے۔ خطرے کی بُو سونگھ کر وہ ہتھیاروں کی جانب بھاگے؛ ایک کو صرف اپنی کمان اور دوسرے کو اپنا بھالا اُٹھانے کا موقع ہی مل سکا؛ دشمن سر پہ پہنچ چکا تھا۔ فوراً لڑائی شروع ہو گئی؛ کمان والے کے لیے اپنا ہتھیار چلانے کا موقع نہ تھا' جبکہ بھالا بردار نے سات میں سے دو آدمیوں کو زخم لگائے۔۔۔ اسپا تھینس کو ٹانگ اور انتافرنیس کو آنکھ پر۔ موخرالذکر کی جان تو بچ گئی مگر آنکھ ضائع ہو گئی۔ دوسرے میگس نے اپنی کمان کو کارگر نہ پایا تو اپنے کمرے میں بھاگ گیا جو مردان خانے کے اندر کھلتا تھا' اور اندر سے دروازہ بند کرنا چاہا۔ لیکن سات میں سے دو افراد داریوش اور گوبریاس اس کے ساتھ ہی کمرے میں داخل ہو گئے۔ گوبریاس میگس کے ساتھ گتھم گتھا ہوا' جبکہ داریوش پاس کھڑا سوچتا رہا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے؛ کیونکہ اندر اندھیرا تھا' اور اُسے خدشہ تھا کہ اُس کا وار غلطی سے گوبریاس کا ہی خاتمہ نہ کر ڈالے۔ تب گوبریاس نے داریوش کو بیکار کھڑے پا کر پوچھا' "تمہارے ہاتھ فارغ کیوں ہیں؟" اُس نے جواب دیا' "مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمہیں ہی نہ مار ڈالوں۔" گوبریاس بولا' "ڈرو مت' وار کرو' چاہے وہ ہم دونوں کو ہی ہلاک کر دے۔" چنانچہ داریوش نے اپنا خنجر نکالا اور خوش اتفاقی سے میگس کو ہی قتل کر دیا۔

79۔ یوں میگی قتل ہوئے؛ اور ساتوں فارسی اُن دونوں کے سر کاٹ کر اور اپنے زخمیوں کو محل میں ہی چھوڑ کر۔۔۔ جزواً اس لیے کہ وہ چل نہیں سکتے تھے' اور جزواً قلعے کی حفاظت کے لیے۔۔۔ پھاٹک سے باہر نکلے؛ انہوں نے میگی بھائیوں کے سر ہاتھوں میں پکڑ رکھے تھے' اور پُرجوش نعرے لگا رہے تھے۔ انہوں نے راستے میں ملنے والے تمام فارسیوں کو بلا کر سارا واقعہ

بتایا' میگی بھائیوں کے سر دکھائے' اور نظر آنے والے ہر میگی کو قتل کیا- جب فارسیوں کو اُن ساتوں کی کارروائی کا پتہ چلا اور میگی کا فریب سمجھ میں آیا تو انہوں نے بھی اپنے خنجر نکالے اور ہر کہیں ملنے والے میگیوں کو مارنے لگے- وہ اس قدر غضبناک تھے کہ رات ہونے تک ایک بھی میگی زندہ نہیں بچا تھا- اہل فارس یہ دن متفقہ طور پر مناتے ہیں: سارے سال میں اس دن کی پابندی باقی تمام دنوں سے زیادہ کرتے ہیں- تب سے ہی انہوں نے ایک عظیم تیوہار میگوفونیا منانا شروع کیا- تیوہار کے سارے عرصہ میں کوئی بھی میگس نظروں کے سامنے نہیں آتا بلکہ سب اپنے گھروں میں بند رہتے ہیں-

80- جب پانچ دن گذر گئے اور گرد بیٹھ گئی تو سازشی معاملات کی صورتحال پر غور کرنے کے لیے مل بیٹھے- اس اجلاس میں تقریریں کی گئیں جن پر متعدد یونانی کوئی اعتبار نہیں کرتے' لیکن تقریریں ہوئی ضرور تھیں- [۲۷]اوٹینس نے تجویز پیش کی کہ امور عامہ کا انتظام ساری قوم کو سونپا جائے- اُس نے کہا' "مجھے یہ بات قرین مصلحت لگتی ہے کہ اب ہم کس شخص واحد کو اپنے اوپر حکمران نہ بنائیں--- شخصی حکومت اچھی ہوتی ہے نہ خوشگوار- آپ ابھی بھولے نہیں ہوں گے کہ کیمبائسس جبرواستبداد میں کس حد آگے تک چلا گیا تھا' اور میگی کے تکبر و نخوت کا آپ نے خود تجربہ کیا ہے- یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مطلق العنانی ایک خوش انتظام چیز ہو' جبکہ یہ ایک آدمی کو کسی جوابدہی کے بغیر ہر قسم کی من مرضی کرنے کی اجازت دیتی ہے؟ اس قسم کی اجازت قابل ترین انسانوں کے دل میں بھی انوکھی اور عجیب و غریب سوچوں کو تحریک دینے کے لیے کافی ہے- آپ ایک شخص کو یہ اختیار دے دیں' اُس کی کثیرالجہت اچھی باتیں اُسے مغرور بنا دیں گی' جبکہ نوع انسانی میں رشک و حسد اس قدر فطری ہے کہ وہ اس کو روک نہیں سکتا- بلکہ تمام برائی غرور اور حسد میں شامل ہے--- یہ دونوں اعمال کو وحشیانہ تشدد تک پہنچا دیتے ہیں- یہ درست ہے کہ بادشاہوں کو حسد سے پاک ہونا چاہیے کیونکہ ان کے پاس وہ تمام چیزیں موجود ہوتی ہیں جن کی خواہش دل کر سکتا ہے: لیکن شہریوں کے ساتھ اُن کا رویہ اس کے برعکس ہوتا ہے- وہ اپنے اطاعت گذاروں میں پاکباز ترین شخص سے جلتے اور اُن کی موت کی تمنا کرتے ہیں: جبکہ وہ گھٹیا اور ذلیل ترین باتوں میں مزہ لیتے ہیں اور دشنام طرازوں کی کہانیاں سننے کے لیے ہردم تیار رہتے ہیں- اس کے علاوہ بادشاہ باقی تمام لوگوں سے زیادہ اپنے آپ میں متناقص ہوتا ہے- اُسے میانہ روی کے ساتھ صاحب سلامت کیئے اور وہ غصہ میں آجائے گا کہ آپ نے دل کی گہرائی سے اس کی عزت تو نہیں کی--- اُسے تہہ دل سے احترام دیں اور وہ دوبارہ غصہ میں آجاتا ہے کہ آپ اُس کی خوشامد کر رہے ہیں- بدتر بات یہ کہ وہ ملک کے تمام قوانین کو نظرانداز کرتا' انسانوں کو بلا تحقیق جرم مارتا اور عورتوں کو تشدد کا نشانہ بناتا ہے- دوسری طرف بہت سے لوگوں کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حکومت مساوات قائم رکھتی ہے؛ نیز یہ ان تمام ناانصافیوں سے مبرا ہوتی ہے جن کا ارتکاب ایک بادشاہ کرتا ہے۔ وہاں رتبے قسمت سے ملتے ہیں' ناظم اپنے عمل کا جوابدہ ہوتا ہے' اور کوئی اقدام کرنے کا اختیار عام لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ چنانچہ 'میری رائے یہ ہے کہ ہم مطلق العنانی کو مسترد کردیں اور لوگوں کو اقتدار دلائیں۔ کیونکہ عوام ہی مختار کل ہیں۔

81۔ یہ تھے اوٹینس کے جذبات و خیالات۔ اس کے بعد میگابائزس نے خطاب کیا اور چند سری حکومت (امراء شاہی) قائم کرنے کی تجویز دی:---"میں مطلق العنانی ختم کرنے کے حق میں اوٹینس کے تمام دلائل سے اتفاق کرتا ہوں؛ لیکن اُس کی یہ تجویز بہترین نہیں کہ ہم لوگوں کو اقتدار سنبھالنے کی دعوت دیں۔ کیونکہ کوئی چیز بھی بے قابو ہجوم سے زیادہ ناقابل فہم اور باعث فتنہ نہیں۔ ایک فرمانروا کی بدمزاجی سے فرار ڈھونڈتے ہوئے ان گھڑ بے لگام انبوہ کی بدمزاجی کے سامنے ہار مان لینا ایک ناقابل برداشت حماقت ہوگی۔ فرمانروا کم از کم یہ تو جانتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے' لیکن ہجوم کو کچھ بھی نہیں پتہ ہوتا' کیونکہ ایک بے لگام' غیر تربیت یافتہ ہجوم کو کسی چیز کا علم کیسے ہو سکتا ہے' اور وہ کس طرح یہ جان سکتا ہے کہ کیا درست اور موزوں ہے؟ وہ سردیوں میں بھرے ہوئے دریا جیسی تمام تر تندی و تیزی کے ساتھ معاملات میں ہاتھ ڈالتے اور سب کچھ گڈمڈ کر دیتے ہیں۔ فارسیوں کے دشمنوں کو جمہوری حکومتیں چلانے دیں؛ لیکن آئیں ہم شہریوں میں سے قابل افراد کی ایک مخصوص تعداد چن کر حکومت اُن کے حوالے کر دیں۔ کیونکہ یوں ہم حاکموں میں بھی شامل ہوں گے اور اقتدار بھی بہترین آدمیوں کو سونپا جائے گا؛ لہٰذا عین ممکن ہے کہ ریاست میں بہترین مشیر غالب آ جائیں۔

82۔ یہ تھا میگابائزس کا مشورہ' اور اُس کے بعد داریوش نے آگے آکر یوں خطاب کیا:---"میگابائزس نے جمہوریت کے خلاف بڑی اچھی باتیں کہیں؛ لیکن چند سری حکومت کے بارے میں اُس کی باتیں دانشمندانہ نہیں؛ کیونکہ آپ حکومت کی یہ تین صورتیں لیں--- جمہوریت' چند سری حکومت اور مطلق العنانیت--- اور ان میں سے ہر ایک کو بہترین انداز میں کام کرنے دیں تو میرے خیال میں مطلق العنانیت باقی دونوں پر سبقت لے جائے گی۔ پوری ریاست میں بہترین آدمی کی حکومت سے زیادہ بہتر حکومت کون سی ہو سکتی ہے؟ اس قسم کے آدمی کے مشیر بھی اُس جیسے ہوتے ہیں' اور یوں وہ عوام کے دلوں پر حکومت کرتے ہیں؛ جبکہ بدکاروں کے خلاف اُس کے اقدامات دوسری ریاستوں کے مقابلہ میں زیادہ خفیہ رکھے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس چند سری حکومتوں میں افراد دولت مشترکہ سے فائدہ اٹھانے کے لیے آپس میں مقابلہ بازی کرتے ہیں' اُن کے درمیان خوفناک دشمنیاں پیدا ہو جاتی ہیں' ہر کوئی رہنما بننا اور اپنی مرضی کے اقدامات کرنا چاہتا ہے؛ چنانچہ پر تشدد جھگڑے جنم لیتے ہیں جو دنگے فساد اور عموماً

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوں ریزی پر منتج ہوتے ہیں۔ اس کے بعد یقیناً مطلق العنانیت آتی ہے; اور یہ خود کو باقی تمام حکومتی نظاموں سے برتر ثابت کرتی ہے۔ جمہوریت میں یہ ناممکن ہے لیکن بدعنوانیاں ضرور ہوتی ہیں: تاہم' یہ بدعنوانیاں دشمنیوں تک نہیں بلکہ قریبی دوستیوں تک لے جاتی ہیں' اور یہ دوست ملی بھگت کے ذریعہ اپنی بدمعاشیاں جاری رکھتے ہیں۔ معاملات اسی ڈگر پر چلتے جاتے ہیں حتیٰ کہ ایک آدمی عوامی حقوق کا علمبردار بن کر اُٹھتا اور تمام بدقماشوں کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ اس قدر عظیم کام کرنے والے شخص کی سبھی تعریف کرتے ہیں اور وہ بہت جلد بادشاہ بنا دیا جاتا ہے; لہٰذا یہ واضح ہو گیا کہ مطلق العنانیت بہترین طرز حکومت ہے۔ آخر میں اپنی بات سمیٹتے ہوئے میں پوچھتا ہوں کہ آج ہم جس آزادی سے فیض یاب ہو رہے ہیں وہ ہمیں کہاں سے ملی؟ کیا یہ ہمیں جمہوریت یا چند سری حکومت یا ایک فرمانروا نے دی؟ چونکہ فرد واحد نے ہمیں آزادی واپس دلائی ہے' اس لیے میری رائے ہے کہ ہم ایک ہی کی حکومت بنائیں۔ اس کے علاوہ' ہمیں اپنے آباء واجداد کے ایسے قوانین تبدیل نہیں کرنے چاہئیں جو درست کام کر رہے ہیں; کیونکہ ایسا کرنا ٹھیک نہیں۔"

83- یہ تھیں اس اجلاس میں پیش کی گئی تین آراء; چار دیگر فارسیوں نے داریوش کی حمایت میں ووٹ دیئے۔ اپنے ہم وطنوں کے لیے جمہوریت کے خواہشمند اوٹینس نے جب فیصلے کو اپنے خلاف پایا تو دوسری مرتبہ اٹھا اور اجلاس سے خطاب کیا:--- "میرے سازشی بھائیو' یہ واضح ہے کہ منتخب کیا جانے والا بادشاہ ہم میں سے ہی ایک ہو گا۔ چاہے ہم یہ انتخاب قرعہ اندازی کے ذریعہ کریں یا عوامی رائے کے ذریعہ۔ اب چونکہ میں حکومت کرنے اور نہ ہی محکوم بننے میں دلچسپی رکھتا ہوں' اس لیے میں اس معاملے میں تمہارے ساتھ شرکت نہیں کروں گا۔ تاہم' میں صرف ایک شرط پر پیچھے ہٹتا ہوں--- وہ شرط یہ ہے کہ آپ سب میں سے کوئی بھی شخص کبھی میرے یا میری آل اولاد پر حکمرانی کرنے کا دعویٰ نہیں کرے گا۔" باقی چھ اس پر رضامند ہو گئے' اور اوٹینس مقابلے سے دستبردار ہو گیا۔ اوٹینس کا خاندان آج بھی فارس میں واحد آزاد خاندان ہے; اس خاندان کے افراد کسی بادشاہ کی اطاعت اس حد تک کرتے ہیں جتنی کہ ان کی اپنی مرضی ہو; تاہم' وہ دیگر فارسیوں کی طرح ملکی قوانین کی پابندی کرنے کے پابند ہیں۔

84- اس کے بعد باقی چھ افراد نے باہم مشورہ کیا کہ بادشاہ بنانے کا بہترین طریقہ کونسا ہے: اولاً' اوٹینس کے حوالے سے انہوں نے اعادہ کیا کہ اگر ان میں سے ہی کسی نے بادشاہت حاصل کر لی تو اوٹینس اور بعد ازاں اس کی آل اولاد ہر سال خصوصی نشان امتیاز کے طور پر ایک میڈیائی عباء[3] اور ایسے تمام تحائف وصول کیا کرے گی جنہیں فارس میں نہایت محترم شمار کیا جاتا ہے۔ یہ دینے کا عزم انہوں نے اس لیے کیا کیونکہ اوٹینس ہی وہ پہلا آدمی تھا جس نے بغاوت کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

منصوبہ بنایا اور ساتوں کو اکٹھا کیا۔ لہٰذا اوٹینس کے لیے یہ مراعات خصوصی طور پر مختص کی گئیں۔ مندرجہ ذیل مراعات باقی سب کے لیے مشترکہ تھیں:--- ہر ایک کو آزادی تھی کہ وہ جب دل چاہے بلا اعلان محل میں داخل ہو جائے' بشرطیکہ بادشاہ اپنی بیوی کے ساتھ صحبت میں نہ ہو؛ اور بادشاہ کو پابند کیا گیا کہ وہ سازشیوں کے خاندانوں کے سوا کسی اور خاندان میں شادی نہیں کرے گا۔ ۸۴؎ بادشاہ کی تعیناتی کے حوالے سے انہوں نے مندرجہ ذیل متفقہ فیصلہ کیا:--- وہ اگلی صبح اکٹھے ہو کر اپنے اپنے گھوڑوں پہ شہر سے باہر جائیں گے' اور طلوع آفتاب کے بعد جس کا گھوڑا سب سے پہلے ہنہنائے گا بادشاہت اُسی کو ملے گی۔

85۔ داریوش کے پاس ایک نہایت سمجھدار اصطبل کا مہتمم اوبیرس (Oebares) تھا۔ اجلاس ختم ہونے پر داریوش نے اُسے بلوایا اور کہا" "اوبیرس' بادشاہ کا انتخاب اس طریقے سے عمل میں لایا جا رہا ہے--- ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہوں گے' اور جس شخص کا گھوڑا طلوع آفتاب کے بعد سب سے پہلے ہنہنائے گا اُسے بادشاہت مل جائے گی۔ اگر تم میں کوئی ہوشیاری ہے تو کوئی ایسی حکمت عملی بتاؤ کہ ہم جیت جائیں۔" اوبیرس نے جواب دیا" "میرے آقا' اگر آپ کا بادشاہ بننا یا نہ بننا اسی پر منحصر ہے تو خود کو مطمئن رکھیں اور کوئی خوف نہ کریں: میرے پاس ایک منتر ہے جو ہرگز ناکام نہیں ہو گا۔" داریوش نے کہا" "اگر واقعی تمہارے پاس اس قسم کی کوئی شئے ہے تو فوراً جا کر لے آؤ۔ اس معاملے میں دیر نہیں کی جا سکتی' کیونکہ آزمائش کل صبح ہی ہونی ہے۔" اوبیرس نے یہ سنتے ہی مندرجہ ذیل کارروائی شروع کی:--- رات ہونے پر اس نے داریوش کے پسندیدہ ترین گھوڑے کی گھوڑی کو لیا اور اسے نواحی علاقے میں باندھ کر گھوڑے کو اُس جگہ پر لایا؛ پھر اُسے گھوڑی کے گرد کئی پھیرے لگوائے اور ہر پھیرے کے ساتھ نزدیک نزدیک تر ہوتا گیا اور پھر ان دونوں کو قریب آنے دیا۔

86۔ جب صبح ہوئی تو چھ کے چھ فارسی معاہدے کے مطابق اپنے اپنے گھوڑوں پہ سوار ہوئے اور نواحی علاقے کی جانب چل دیئے۔ وہ اُس جگہ کے قریب ہوتے جا رہے تھے جہاں گھوڑی کو پچھلی رات باندھا گیا تھا۔ داریوش کا گھوڑا فوراً آگے بڑھا اور وہاں پہنچ کر ہنہنایا۔ اُسی وقت بجلی کا کوندا لپکا اور گھن گرج ہونے لگی' حالانکہ آسمان صاف اور روشن تھا۔ یوں لگا جیسے آسمان بھی داریوش کے ساتھ مل گئے تھے اور اسے متفقہ طور پر بادشاہ قرار دیا تھا؛ چنانچہ دیگر پانچوں شرفاء ایک ساتھ اپنے گھوڑوں سے اُترے' داریوش کے سامنے کورنش بجا لائے اور اسے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔

87۔ اوبیرس کی تدبیر کے بارے میں کچھ فارسی یہی بتاتے ہیں; لیکن کچھ دیگر معاملے کو مختلف طور پر بیان کرتے ہیں; وہ کہتے ہیں کہ اُس نے صبح کے وقت گھوڑی کو اپنے ہاتھ سے تھپتھپایا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور پھر سورج نکلنے سے ذرا پہلے تک اُسے اپنے ٹراؤزر میں چھپائے رکھا: جب گھوڑا روانہ ہوا تو اس نے اپنا ہاتھ نکال کر اُسے سونگھایا جس پر وہ فوراً ہنہنایا۔

88۔ یوں داریوش ابن ہستاسپس بادشاہ بنا: اور عربوں کے سوا ایشیاء کے تمام لوگ اُس کے مطیع بن گئے: کیونکہ سائرس اور اُس کے بعد کیمبائسس اُن سب کو محکوم بنا چکا تھا۔ [۵] عربی لوگ کبھی بھی فارسیوں کے غلام نہیں بنے بلکہ تب سے ہی اُن کے دوست تھے جب اُنہوں نے کیمبائسس کو مصر جانے کا راستہ دیا تھا: کیونکہ اگر وہ غیر دوستانہ ہوتے تو فارسی کبھی اپنا حملہ نہ کر سکتے۔

اب داریوش نے فارسیوں کے خیالات کے مطابق شاہی طبقہ میں شادیاں کیں: [۶] سائرس کی دو بیٹیوں ایٹوسا اور ارتی سٹون کے ساتھ: ان میں سے ایٹوسا پہلے دو مرتبہ بیاہی جا چکی تھی۔۔۔ اپنے بھائی کیمبائسس اور پھر میگس سے: جبکہ ارتی سٹون کنواری تھی۔ داریوش نے سمیر دیس ابن سائرس کی بیٹی پارمس سے بھی شادی کی: اسی طرح اوٹینس کی ایک بیٹی کو بیوی بنایا جس نے میگس کی اصلیت کا پتہ لگایا تھا۔ جب اُس کا اقتدار ساری بادشاہتوں میں مستحکم طور پر قائم ہو گیا تو اُس نے سب سے پہلے پتھر میں ایک شبیہہ کھدوائی جس میں ایک آدمی کو گھوڑے پر سوار دکھایا گیا تھا اور نیچے یہ تحریر تھی:۔۔۔ "داریوش ابن ہستاسپس نے گھوڑے (یہاں گھوڑے کا نام تھا) اور اچھے مہتمم اصطبل اوبیرس کی مدد سے خود کو فارسیوں کا شاہ بنایا۔"

89۔ یہ سِل فارس میں نصب کی گئی: بعد ازاں اُس نے ایک قسم کی بارہ حکومتیں قائم کیں جنہیں اہل فارس صوبے ستراپیاں یا (Satrapies) کہتے ہیں: ہر صوبے کا ایک حاکم مقرر ہوا' اور وہ متعدد اقوام سے متعین شدہ خراج وصول کیا کرتا تھا اور بالعموم اُس نے ایک صوبے میں پڑوسی اقوام کو ہی جمع کیا' لیکن کبھی کبھی قریبی قبائل کو بھی دور دراز قبائل کی جگہ پر شامل کر دیا۔ ذیل میں ان صوبائی حکومتوں اور ان کی جانب سے بادشاہ کو ادا کردہ سالانہ جزیہ کے متعلق بیان دیا جا رہا ہے:۔۔۔ اپنا جزیہ چاندی کی صورت میں لانے والوں کو حکم تھا کہ وہ بابلی ٹیلنٹ کے مطابق ادائیگی کریں: سونا لانے والوں کے لیے یوبیائی (Euboic) پیمانہ مقرر تھا۔ بابلی ٹیلنٹ میں 70 یوبیائی منایا مینا (Minae) ہوتے ہیں۔ سائرس کے سارے عہد میں' اور اُس کے بعد جب کیمباسس نے حکومت کی' جزیہ کی رقم طے شدہ نہ تھی' بلکہ مختلف اقوام بادشاہ کے لیے تحائف بھیجا کرتی تھیں۔ ان اور دیگر وجوہ کی بناء پر فارسی کہتے ہیں کہ داریوش ایک خوانچہ فروش' کیمبائسس ایک آقا اور سائرس ایک باپ تھا: کیونکہ داریوش نے ہر چیز میں فائدہ ڈھونڈنا چاہا: کیمبائسس سخت گیر اور ظالم تھا: جبکہ سائرس حلیم الطبع اور اچھی چیزیں فراہم کرنے والا تھا۔ بہرکیف فارسی حکومت کے بیس صوبے مندرجہ ذیل تھے:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

90۔ پہلا صوبہ۔۔۔ ایونیائی' ایشیاء کے میگنیشیائی'[۷۷] ایولی' کیریائی' لائشی' مائلی[۷۸] اور ہمفیلیائی مل کر چار سو ٹیلنٹ چاندی ادا کرتے۔

دوسرا صوبہ۔۔۔ مائشی' لیڈیائی' لاسونی'[۷۹] قبالی اور ہائی جینیوں کے جزیہ کی رقم پانچ سو ٹیلنٹ تھی۔

تیسرا صوبہ۔۔۔ آبناؤں میں داخل ہونے پر دائیں ساحل پر آباد ہیلس پونتی' فریجیائی' ایشیائی تھریسی' پیفلاگونی' ماریانڈائنی اور سیریائی[۸۰] تین سو ساٹھ ٹیلنٹ جزیہ دیتے۔

چوتھا صوبہ۔۔۔ سلیشیائی سال کے ہر دن کے لیے ایک گھوڑے کے حساب سے[۸۱] 360 گھوڑے اور پانچ سو ٹیلنٹ چاندی بھیجتے تھے۔ اس رقم میں سے ایک سو چالیس ٹیلنٹ علاقے کی محافظ فوج کی تنخواہ پر خرچ ہوتے' جبکہ بقیہ 360 داریوش وصول کرتا تھا۔

91۔ پانچواں صوبہ۔۔۔ یہ علاقہ امفی لوکس ابن امفیاروس کے (سیریا اور سلیشا کی سرحدوں پر) بنوائے ہوئے شہر پوسیڈیم سے لے کر مصر کی سرحدوں تک تھا' عرب سے تعلق رکھنے والا ضلع اس سے خارج اور ٹیکس سے آزاد تھا۔ یہ صوبہ 350 ٹیلنٹ ادا کرتا تھا۔ سارا فینیقیا' فلسطینی سیریا' سائپرس اس میں شامل تھے۔

چھٹا صوبہ۔۔۔ مصری صوبہ کے سائی رینے اور بارسا (Barca) شہروں سمیت لیبیا کے تمام پڑوسی علاقوں پر مشتمل اس صوبے سے سات سو ٹیلنٹ چاندی آتی تھی۔ ان سات سو ٹیلنٹ میں جھیل موئرس میں ماہی گیری کا منافع شامل تھا اور نہ ہی ممفس کے مقام پر فوجی دستوں کو مہیا کیا جانے والا غلہ۔ یہ غلہ ممفس میں سفید قلعہ میں رہنے والے 1,20,000 فارسیوں اور ان کے علاوہ متعدد معاونین کو بھی فراہم کیا جاتا تھا۔

ساتواں صوبہ۔۔۔ ستاگیدی' گنداری' دادیکے' اپرائیتے مجموعی طور پر 170 ٹیلنٹ جزیہ ادا کرتے تھے۔

آٹھواں صوبہ۔۔۔ سوسا اور سِشیا کے دیگر علاقوں کے ذمہ تین سو ٹیلنٹ لگائے گئے۔

92۔ نواں صوبہ۔۔۔ بابل اور باقی کے اشوریہ سے ایک ہزار ٹیلنٹ چاندی اور پانچ سو مخنث لڑکے لیے جاتے تھے۔

دسواں صوبہ۔۔۔ اگباتانا اور میڈیا کے دیگر حصے' بشمول پاری کانی اور اور تھوکوری بانتیس' سب مل کر چار سو پچاس ٹیلنٹ دیتے تھے۔

گیارہواں صوبہ۔۔۔ کاپی' پوسیکے' پانتی ماتھی' داریتے ایک ہی صوبے میں شامل تھے اور 200 ٹیلنٹ جزیہ ادا کیا کرتے تھے۔

بارہواں صوبہ۔۔۔ ایگلی تک کے باکتری قبائل سے وصول ہونے والا جزیہ تین سو ساٹھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹیلنٹ تھا۔

93۔ تیرہواں صوبہ۔۔۔ پاکتاییکا' آرمینیا اور یہاں سے آگے بحیرہ اسود تک کے ممالک چار سو ٹیلنٹ ادا کرتے تھے۔

چودہواں صوبہ۔۔۔ سیگارتی' سارنگی' تھامانی' یوتی اور مائشی اور بحیرہ اریتھریئن میں جزائر (جہاں بادشاہ جلاوطن کردہ افراد کو بھیجا کرتا تھا) پر آباد لوگ مجموعی طور پر چھ سو ٹیلنٹ دیتے۔

پندرہواں صوبہ۔۔۔ سیکانیوں اور کاسپیوں کے ذمہ دو سو پچاس ٹیلنٹ تھے۔

سولہواں صوبہ۔۔۔ پارتھیوں' کوراسمیوں' سوگڈیوں' آریانوں کا جزیہ تین سو ٹیلنٹ مقرر کیا گیا۔

94۔ سترہواں صوبہ۔۔۔ قیانی' ساپیری اور ایلاروڈی کے ذمہ دو سو ٹیلنٹ جزیہ لگایا گیا۔

اٹھارہواں صوبہ۔۔۔ موشی' ٹیبارینی' میکرونیس' موسائی نوکی اور ماریس کو تین سو ٹیلنٹ ادا کرنے پڑتے تھے۔ اور

بیسواں صوبہ۔۔۔ باقی سب کے مقابلہ میں کثیرالتعداد ہندوستانی کسی بھی صوبے کے عوام سے کہیں زیادہ جزیہ دیتے تھے' یعنی (Gold dust) زرریشہ کے 360 ٹیلنٹ۔

95۔ یہاں مذکور بابلی جزیہ کی رقم کو اگر یوبیائی پیمانے میں تبدیل کیا جائے تو 9,450 یوبیائی ٹیلنٹ بنیں گے: اور اگر سونے کو چاندی کے مقابلہ میں تیرہ گنا زیادہ قیمت کا تصور کیا جائے [۸۲] تو ہندوستانی زرریشہ 4,680 ٹیلنٹ بنے گا۔ ان دونوں رقوم اور اُس تمام آمدنی کو جمع کرلیں' جو داریوش کو سالانہ آتی تھی' تو یُوبیائی رقم 14,500 ٹیلنٹ بنے گی۔ [۸۳]

96۔ یہ تھی اس آمدنی کی تفصیل جو داریوش کو ایشیاء اور لیبیا کے ایک چھوٹے سے حصے سے وصول ہوتی تھی۔ کچھ عرصہ بعد جزائر اور تھیسالی تک کی یورپی اقوام سے آنے والے جزیہ کے باعث اس کی آمدنی میں اضافہ ہوگیا۔ بادشاہ اس دولت کو مندرجہ ذیل انداز میں سنبھالتا تھا۔۔۔ وہ اسے پگھلا کر مائع حالت میں لاتا اور پھر مائع سونے یا چاندی کو مٹی کے برتنوں میں ڈال دیتا: بعد میں برتن کو توڑ دیا جاتا تھا۔ جب اُسے رقم کی ضرورت پڑتی تو ان قیمتی دھاتوں کو ضرورت کے مطابق سکوں کی شکل میں ڈھال لیتا۔

97۔ یہ تھا اُن صوبائی حکومتوں اور اُن سے وصول ہونے والے جزیہ کی رقم کا بیان۔ باجگزار علاقوں میں بس ایک فارس کا ہی ذکر نہیں کیا گیا' کیونکہ فارسیوں کا ملک ٹیکس سے مکمل طور پر مستثنیٰ ہے۔ مندرجہ ذیل لوگ کوئی طے شدہ جزیہ تو نہیں دیتے' لیکن بادشاہ کے لیے تحائف ضرور بھجواتے ہیں: اول' مصر کی سرحدوں پر رہنے والے ایتھوپیائی جنہیں کیمبائسس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے طویل العمر ایتھوپیاؤں کے خلاف مہم پر جاتے ہوئے مطیع کیا تھا؛ ۸۴ وہ مقدس شہر ناسا کے قرب وجوار میں رہتے اور ڈایونی سس کے اعزاز میں تیوہار مناتے تھے۔ وہ اور اُن کے پڑوسی کالانتی ہندوستانیوں والا غلہ ہی کھاتے تھے۔ اُن کے رہائشی گھر زمین دوز ہیں۔ ۸۵ یہ دونوں قومیں آج بھی ہر تیسرے سال تقریباً نصف گیلن ۸۶ خام سونا (Virgin gold)' آبنوس کے 200 تنے' پانچ ایتھوپیائی لڑکے اور بیس ہاتھ دانت لاتی ہیں۔ ان کے اور کاکیس--- جو فارس کی آخری حد ہے--- کے درمیان آباد کولکیائی اور پڑوسی قبائل نے ایک تحفہ دینے کا ذمہ لیا جو وہ آج بھی ہر پانچویں برس لاتے ہیں: ایک سو لڑکے اور اتنی ہی تعداد میں کنواری لڑکیاں۔ عرب ہر سال ایک ہزار ٹیلنٹ لوبان فراہم کرتے۔ یہ تھے وہ تحائف جو بادشاہ جزیہ کے علاوہ وصول کیا کرتا تھا۔

98۔ ہندوستانی مندرجہ ذیل طریقے سے سونے کی اتنی بڑی مقدر حاصل کرتے ہیں:--- ہندوستان کے مشرق میں ایک ریگستانی پٹی ہے۔ درحقیقت ایشیاء کے تمام معلوم لوگوں میں سے ہندوستانی لوگ مشرق اور ابھرتے سورج کے قریب ترین آباد ہیں۔ اُن سے آگے کا سارا ملک صحرا ہے۔ ۸۷ ہندوستان کے قبائل بہت سے ہیں اور اُن کی زبان ایک جیسی نہیں ہے--- ۸۸ کچھ خانہ بدوش قبائل ہیں' اور دیگر نہیں۔ دریا کے ساتھ ساتھ دلدلی زمینوں میں رہنے والے لوگ کچی مچھلی پر گذارہ کرتے ہیں' جسے وہ جھاؤ سے بنائی گئی کشتیوں میں شکار کرتے ہیں۔ یہ ہندوستانی سُعادہ (ایک گیاہی پودہ) کا لباس پہنتے ہیں جسے وہ دریا میں سے کاٹتے ہیں؛ پھر وہ اسے چٹائیوں کی صورت میں بُنتے اور زرہ کی طرح پہن لیتے ہیں۔

99۔ ان ہندوستانیوں کے مشرق میں خانہ بدوشوں کا ایک اور قبیلہ پاڈیونی (Padaeans) نامی ہے جو کچا گوشت کھاتے ہیں۔ اس قبیلے میں مندرجہ ذیل رسوم مروج بتائی جاتی ہیں:--- اگر اُن کا کوئی رکن' مرد یا عورت' بیمار پڑ جائے تو وہ اُسے پکڑتے ہیں' اور اگر وہ مرد ہو تو اس کے مرد عزیز اسے مار ڈالتے ہیں' کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ اگر وہ بیماری کی حالت میں پڑا رہا تو اس کا گوشت خراب ہو جائے گا۔ وہ شخص احتجاج کرتا ہے کہ وہ بالکل بھی بیمار نہیں، لیکن اُس کے دوست کوئی انکار نہیں سنتے--- اور اُسے مار کر دعوت اُڑاتے ہیں۔ اسی طرح اگر عورت بیمار ہو جائے تو اس کی سہیلیاں بھی اس کے ساتھ اوپر مذکور سلوک ہی کرتی ہیں۔ اگرچہ ایسا شاذ ہی ہوتا ہے کہ کوئی شخص بڑھاپے کی عمر کو پہنچے' کیونکہ جوانی یا ادھیڑ عمری میں ہی کوئی نہ کوئی بیماری سے ہم نفسوں کا نوالہ بنا دیتی ہے۔ لیکن اگر وہ واقعی بوڑھا ہو جائے تو اہل قبیلہ اُسے اپنے دیوتاؤں کے حضور قربان کرتے اور جسم کو کھا جاتے ہیں۔ ۸۹

100۔ ہندوستان کا ایک اور گروہ بھی ہے جس کی روایات بہت مختلف ہیں۔ وہ کسی زندہ جانور کو نہیں مارتے' ۹۰ کھیتی باڑی نہیں کرتے' اور نہ ہی گھروں میں رہتے ہیں۔ وہ صرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سبزیاں کھاتے ہیں۔ اُن کے علاقے میں ایک خودرو پودا اگتا ہے جس پر بیج دار پھلیاں لگتی ہیں۔ وہ اس بیج کو اکٹھا کر کے اُبالتے اور بطور غذا کھانے کے عادی ہیں۔ اگر اُن میں سے کوئی بیمار پڑ جائے تو ویرانے میں جا کر لیٹ جاتا اور وہیں موت کا انتظار کرتا ہے؛ بیمار یا مردہ شخص کی پروا کوئی بھی نہیں کرتا۔

101۔ جن قبائل کا میں نے یہاں ذکر کیا ہے وہ سب وحشی درندوں کی طرح مل کر رہتے ہیں: اُن کی جلد کی رنگت بھی ایک جیسی ' اور ایتھوپیاؤں سے ملتی جلتی ہے۔ اُن کا ملک فارس سے بہت دور جنوب کی سمت میں ہے: بادشاہ داریوش بھی کبھی اُن پر حاکمیت نہیں جتا سکا۔

102۔ اِن کے علاوہ ایک اور قبیلے سے تعلق رکھنے والے ہندوستانی بھی موجود ہیں جو کیسپا تائرس (Caspatyrus) [۹۱] شہر اور Pactyica کے ملک کے کناروں پر رہتے ہیں۔ یہ لوگ باقی تمام ہندوستانیوں کی نسبت شمال کی سمت میں آباد ہیں' اور اُن کا طرز زندگی تقریباً تقریباً باکتریوں والا ہے۔ وہ کسی بھی دوسرے قبیلے کی نسبت کہیں زیادہ جنگ پسند ہیں' اور آدمیوں کو سونا لانے کے لیے انہی کی جانب بھیجا جاتا ہے۔ کیونکہ ریگستان اسی ہندوستانی خطے میں واقع ہے۔ یہاں اس صحرا میں بڑی بڑی ریگستانی چیونٹیاں موجود ہیں جنہیں شکاریوں نے اُن صحراؤں سے پکڑا تھا۔ یہ چیونٹیاں بھی اپنے سے مشابہہ یونانی چیونٹیوں کی طرح زمین میں گھر بناتی ہیں۔ گھر بنانے کے لیے ان کی کھودی ہوئی ریت سونے سے لبریز ہوتی ہے۔ [۹۲] ہندوستانی یہ ریت جمع کرنے کے لیے صحرا میں جاتے وقت تین اونٹوں کو اکٹھا جوت لیتے ہیں--- درمیان میں مادہ اور دونوں طرف نر۔ سوار اونٹنی پر بیٹھتا ہے اور اس مقصد کے تحت ایسی اونٹنیاں منتخب کی جاتی ہیں جنہوں نے کچھ عرصہ پہلے بچہ جنا ہو: کیونکہ ان کی اونٹنیاں گھوڑوں کی رفتار سے بھاگتی اور کافی بوجھ بھی اُٹھا سکتی ہیں۔

103۔ چونکہ اہل یونان اونٹ کی وضع قطع سے واقف ہیں اس لیے میں اسے بیان نہیں کروں گا: بلکہ میں ایک ایسی بات بتاؤں گا جو اُن کی نظر سے بچ گئی۔ اونٹ کی پچھلی ٹانگوں میں چار ران کی ہڈیاں اور چار گھٹنے کے جوڑ ہوتے ہیں۔ [۹۳] اور اس کا جنسی عضو پچھلی ٹانگوں کے درمیان دم کے رخ پر ہوتا ہے۔

104۔ جب ہندوستانی یہ تیاریاں مکمل کر لیں تو وقت کا حساب لگا کر سونے کی تلاش میں نکلتے ہیں تاکہ تلاش کا کام دن کے گرم ترین حصے میں ہو کیونکہ اس وقت چیونٹیاں گرمی سے بچاؤ کی خاطر ریت میں چھپ جاتی ہیں۔ ان علاقوں میں صبح کے وقت سورج کی تپش بہت زیادہ ہوتی ہے نہ کہ دیگر جگہوں کی طرح دوپہر کے وقت۔ شدید ترین گرمی اُس عرصہ میں رہتی ہے جو مارکیٹ بند ہونے تک جاری رہتا ہے۔ اس دورانئے میں وہ یونانی دوپہر کے مقابلہ میں کہیں زیادہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غضبناک ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ وہاں کے لوگ اس موقع پر خود کو پانی میں بھگو لیتے ہیں۔ ہندوستان میں دوپہر کے وقت کی گرمی بھی دیگر ممالک کی دوپہروں کے برابر ہے۔ پھر جب دن ڈھلنے لگتا ہے تو گرمی صرف دوسرے ممالک کی صبحوں جتنی رہ جاتی ہے۔ شام ڈھلنے پر ٹھنڈک بڑھتی ہے اور غروب آفتاب کے وقت کافی ٹھنڈ ہو جاتی ہے۔[۹۴]

105۔ جب ہندوستانی سونے والی جگہ کے قریب پہنچتے ہیں تو اپنے تھیلوں کو ریت سے بھر لیتے ہیں اور پوری رفتار کے ساتھ واپس روانہ ہوتے ہیں۔ تاہم، فارسیوں کا کہنا ہے، چیونٹیاں ان کی بو پا کر تعاقب میں دوڑتی ہیں۔ دنیا کی کوئی چیز تیز رفتاری میں ان چیونٹیوں کی ہم پلہ نہیں؛ چنانچہ اگر ہندوستانی اُس وقت روانہ نہ ہوں جب چیونٹیاں جمع ہو رہی ہوں تو اُن میں سے ایک بھی بچ نہیں پاتا۔ واپس بھاگنے کے دوران 'اونٹ' جو اونٹنیوں سے کم رفتار ہے، تھک جاتے اور سست پڑنے لگتے ہیں؛ لیکن اونٹنیوں کو اپنا بچہ یاد آتا ہے اور وہ ہرگز ہمت نہیں ہارتیں۔[۹۵] تو یوں فارسیوں کے بیان کے مطابق ہندوستانی اپنا زیادہ تر سونا اکٹھا کرتے ہیں؛ کچھ سونا زمین میں کھدائی کر کے بھی نکالا جاتا ہے، لیکن اس کی مقدار زیادہ نہیں ہوتی۔[۹۶]

106۔ لگتا ہے کہ فطرت نے زمین کے انتہائی کناروں والے حصوں کو انتہائی زبردست پیداواروں سے بالکل اُسی طرح نوازا جیسے یونان کو بہترین آب و ہوا سے۔ میں نے پیچھے بھی کہا ہے کہ ہندوستان آباد دنیا کے انتہائی مشرق بعید میں ہے۔ وہاں کے تمام چوپائے اور پرندے باقی ممالک کے مقابلے میں کہیں بڑے ہیں، ماسوائے گھوڑوں کے جو میڈیائی نسل نسیان سے کمتر ہیں۔ وہاں سونا بھی بکثرت پیدا ہوتا ہے --- کچھ زمین میں کھدائی کر کے، کچھ دریاؤں سے اور کچھ اوپر مذکور طریقے سے۔ علاوہ ازیں وہاں جنگلی درخت موجود ہیں جن کے پھولوں کی اُون خوبصورتی اور نفاست میں بھیڑوں کی اون سے کافی اعلیٰ ہے۔ مقامی باشندے اپنے لباس اسی شجری اُون[۹۷] سے بناتے ہیں۔

107۔ جنوب کی سمت میں عرب آخری آباد سرزمین ہے، اور یہ واحد ایسا ملک ہے جہاں لوبان، مُر، الماس، دار چینی اور لادن (Ladanum)[۹۸] پیدا ہوتے ہیں۔ عربوں[۹۹] کو ان میں سے صرف مُر[۱۰۰] بہ آسانی حاصل ہوتا ہے۔ وہ لوبان کی شعلبی گوند (Gum styrax)[۱۰۱] میں سے حاصل کیا جاتا ہے جو اہل یونان فینیقیوں سے لیتے ہیں۔ عربی اس گوند کو جلا کر مواد حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ لوبان پیدا کرنے والے درختوں پر پردار ناگوں کا پہرہ ہے جو چھوٹے چھوٹے اور مختلف رنگوں کے ہیں اور ہر درخت پر ان کی کافی بڑی تعداد لٹکی رہتی ہے۔ وہ بالکل ان سانپوں جیسے ہیں جنھوں نے مصر پر حملہ کیا؛[۱۰۲] اور شعلبی گوند کے دھوئیں کے سوا کوئی چیز انہیں درختوں سے بھگا نہیں سکتی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

108۔ عربوں کا کہنا ہے کہ اگر وہ اُن کو قابو میں نہ رکھیں تو ساری دنیا اُن سانپوں سے بھر جائے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ الوہی منشاء ایک عقلمندانہ تدبیر کرتی ہے۔ دوسروں کا شکار بننے والے تمام ڈرپوک جانور وافر مقدار میں بچے جنم دیتے ہیں تاکہ اُن کی پوری نوع ہی شکار ہو کر نابود نہ ہو جائے؛ جبکہ وحشی اور خونخوار مخلوقات بہت کم تعداد میں پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً خرگوش کو ہی لیں، حیوان، پرندے اور انسان ایک ہی طرح سے اُس کا شکار کرتے ہیں، لیکن اُس کی افزائش نسل بھی اُسی نسبت سے ہوتی ہے۔ یہ بات کسی اور جانور پر اس طرح صادق نہیں آتی۔ ایک خرگوش کی پیٹ میں آپ کو ایک ہی وقت میں کچھ بچے سنجاب کے ساتھ اور دیگر بالکل ننگے، اور کچھ دوبارہ رحم میں پوری طرح نمو یافتہ ملیں گے حالانکہ خرگوشنی تازہ تازہ ہی حاملہ ہوئی ہوگی۔ دوسری جانب طاقتور اور بہادر ترین جانور شیرنی زندگی بھر [303] میں صرف ایک واحد بچے کو جنم دیتی ہے؛ [304] اس کے دوبارہ حاملہ ہونے کا امکان نہیں ہوتا کیونکہ پہلا بچہ دیتے وقت وہ اپنی کوکھ بھی کھو دیتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جونہی بچہ بننے لگتا ہے تو اُس کے نہایت تیز پنجے کوکھ کو زخمی کر دیتے ہیں؛ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ جب وہ بڑا ہوتا ہے تو کوکھ بھی اتنا ہی زیادہ پھاڑتا جاتا ہے؛ آخر کار جب پیدائش کا وقت آتا ہے کوکھ کا کوئی بھی حصہ سلامت نہیں ہوتا۔

109۔ عرب کے زہریلے اور پردار سانپوں کے بارے میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر وہ اپنی فطرت کے مطابق تیزی سے بڑھتے رہتے تو انسان کے لیے زمین پر جگہ ڈھونڈنا مشکل ہو جاتا۔ اسی طرح یہ بھی پتہ چلا ہے کہ جب نر اور مادہ نزدیک آتے ہیں تو مادہ اپنے نر کو گردن سے پکڑ لیتی ہے اور جب تک اس کی ساری گردن کو کاٹ نہ لے اپنی گرفت نہیں چھوڑتی۔ للہٰذا نر ہلاک ہو جاتا ہے؛ لیکن کچھ عرصہ بعد باپ کا انتقام بچے لیتے ہیں، جو پیدائش سے قبل دانتوں کے ذریعہ کوکھ میں سے راستہ بناتے اور پھر پیٹ کو پھاڑ کر باہر نکلتے ہیں۔ اس کے برعکس دوسرے بے ضرر سانپ انڈے دیتے اور بہت سے بچوں کو پیدا کرتے ہیں۔ زہریلے سانپ دنیا کے ہر خطے میں ملتے ہیں، لیکن پردار سانپ عرب کے سوا کہیں نہیں۔

110۔ تو یہ تھا عربوں کا اپنا لوبان حاصل کرنے کا طریقہ؛ جبکہ الملتاس جمع کرنے کا مندرجہ ذیل طریقہ ذیل ہے: [305]۔۔۔ وہ اپنے سارے جسم اور چہرے کو بیلوں اور دیگر جانوروں کی کھالوں میں چھپا لیتے ہیں اور دیکھنے کے لیے صرف دو سوراخ چھوڑ دیتے ہیں، اس بھیس میں وہ الملتاس ڈھونڈنے جاتے ہیں جو ایک کم گہری جھیل میں اگتا ہے۔ جھیل کے اندر اور ارد گرد کناروں پر بہت سے چمگادڑوں جیسے پردار جانور رہتے ہیں جو خوفناک انداز میں چیختے اور بڑے غضبناک ہوتے ہیں۔ وہ الملتاس اکٹھا کرنے کے سارے وقت کے دوران ان مخلوقات پر نگاہ نہیں ڈالتے۔

111۔ دار چینی جمع کرنے کا طریقہ اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے۔ وہ یہ بتانے سے قاصر ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ یہ لکڑی کہاں اور کس علاقے میں اُگتی ہے--- چند ایک نے ہی امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ اُس علاقے میں اُگتی ہے جہاں ڈایونی سس کی پرورش ہوئی تھی۔ [۱۰۶] وہ کہتے ہیں کہ بہت بڑے بڑے پرندے لکڑیاں لے کر آتے ہیں' جنہیں یونانیوں نے (فینیقی زبان سے، لفظ لے کر) Cinnamon یعنی دار چینی کا نام دیا؛ وہ پرندے ان لکڑیوں سے اپنے گھونسلے بناتے ہیں۔ ان لکڑیوں کو چٹان کے نوکیلے کنارے پر ایک قسم کے کیچڑ سے جمایا جاتا ہے' اور انسان کا پاؤں اُس چٹان پر نہیں پڑ سکتا۔ عرب لوگ دار چینی کے حصول کے لیے مندرجہ ذیل تدبیر کرتے ہیں۔ وہ اپنے علاقے میں مرنے والے تمام گدھوں' گایوں اور لدو جانوروں کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے اُن علاقوں میں لے جاتے اور گھونسلوں کے قریب رکھ دیتے ہیں: پھر وہ کچھ پیچھے ہٹ آتے ہیں اور بوڑھے پرندے گوشت کے ٹکڑے اٹھانے نیچے آتے اور پھر اپنے گھونسلوں کی جانب واپس اُڑ جاتے ہیں۔ گوشت کے بوجھ کے باعث گھونسلے ٹوٹ کر زمین پر گر پڑتے ہیں۔ [۱۰۷] تب عربی واپس آتے اور دار چینی اکٹھی کر لیتے ہیں' جو بعد ازاں عرب سے دیگر ممالک کو بھیجی جاتی ہے۔

112۔ لادن (Ledanum) کو حاصل کرنے کا انداز اور بھی زیادہ انوکھا ہے۔ نہایت غیر خوشبودار جگہ پر ملنے والی یہ چیز باقی تمام مرکبات سے زیادہ خوشبودار ہے۔ یہ بکروں کی داڑھیوں میں گوند کی طرح چپکی ہوتی ہے کیونکہ بکرے جھاڑیوں میں سے گزر کر آتے ہیں۔ یہ متعدد اقسام کی مرہموں میں استعمال کی جاتی ہے اور عرب لوگ سب سے زیادہ اسے ہی خوشبو کے لیے جلاتے ہیں۔

113۔ عرب کے مسالوں کے بارے میں اتنا کچھ کہنا ہی کافی ہے۔ سارا ملک اُن کی مہک سے بھرا پڑا ہے۔ عرب میں بھیڑوں کی دو نہایت قابل تعریف اور بے مثال قسمیں بھی ہیں؛ ایک قسم کی تقریباً تین کیوبٹ لمبی دُمیں ہیں جو اگر زمین پر گھسٹتی رہیں تو زخمی ہو جائیں۔ اس لیے تمام گڈریئے اپنی بھیڑوں کی دُموں کے لیے چھوٹی چھوٹی ہٹیاں بنا کر پیچھے باندھ دیتے ہیں۔ دوسری قسم کی دُمیں چوڑی ہیں' جن کی چوڑائی کبھی کبھی ایک کیوبٹ بھی ہوتی ہے۔

114۔ جہاں جنوب ڈوبتے سورج کی جانب گھٹتا ہے وہاں اِس سمت کی آخری آباد سرزمین ایتھوپیا واقع ہے۔ وہاں سونا وافر مقدار میں پیدا ہوتا ہے' [۱۰۸] بڑے بڑے ہاتھی بکثرت ہیں' ان کے علاوہ آبنوس اور ہر قسم کے جنگلی درخت پائے جاتے ہیں۔ وہاں کے لوگ زیادہ لمبے' خوبصورت اور طویل العمر ہیں۔

115۔ تو یہ ہیں ایشیاء اور لیبیا میں بعید ترین علاقے۔ یورپ کے بعیدی خطوں کے بارے میں' میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا؛ کیونکہ میں وہاں پر کسی ایسے دریا کا وجود تسلیم نہیں کرتا جسے بربری ایرنڈانس (Erindanus) کا نام دیتے ہیں اور جو شمالی سمندر میں جا کر گرتا ہے۔ یہ بھی کہتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں کہ وہاں سے عنبریں حاصل ہوتی ہے؛[9] نہ ہی میں کسی ڈیری دیس[10] (ٹن جزائر) نامی جزائر کو جانتا ہوں جہاں سے ہمارے ہاں استعمال ہونے والا ٹن لایا جاتا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ لفظ ایرنڈانس واضح طور پر ایک بربری نہیں بلکہ یونانی لفظ ہے جو کسی نہ کسی شاعر نے اختراع کیا۔ دوسرے، کافی محنت و جستجو کے باوجود میں کسی عینی شاہد سے یہ یقین دہانی حاصل کرنے کے قابل نہیں ہو سکا کہ یورپ کے اگلی طرف بھی کوئی سمندر ہے۔ بایں ہمہ، ٹن اور عنبریں زمین کے آخری کناروں سے ہی ہم تک پہنچتے ہیں۔ یورپ کے شمالی حصے کسی بھی دوسرے علاقے کی نسبت سونے کی زیادہ مقدار پیدا کرتے ہیں؛

116۔ لیکن سونا حاصل کرنے کے طریقے سے متعلق میں کوئی معلومات حاصل نہیں کر پایا۔ کہانی یوں ہے کہ ایک آنکھ والا اری ماپی اِسے ییمرغوں سے چرا کر لایا تھا؛ لیکن یہاں بھی یہ ماننے پر مائل نہیں کہ انسانوں کی کوئی ایک آنکھ والی نسل بھی موجود ہے جو باقی ہر لحاظ سے عام انسانوں جیسی ہے۔ پھر بھی یہ درست نظر آتا ہے کہ زمین کے انتہائی خطے کمیاب اور خوبصورت ترین چیزیں پیدا کرتے ہیں۔

117۔ ایشیاء میں ایک میدان ایسا ہے جسے چاروں طرف سے پہاڑی سلسلے نے گھیر رکھا ہے، اور اِس سلسلے میں پانچ درے ہیں۔ میدان کوراسمیوں، ہائر کینیوں، پارتھیوں، سارنگیوں اور تھیمانیوں کے کنارے پر واقع ہے اور پہلے اِس کا تعلق اول الذکر افراد کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ تاہم، بعد میں جب فارسیوں نے ایشیاء پر غلبہ پایا تو یہ عظیم بادشاہ کی ملکیت بن گیا۔ میدان کے اِردگرد محیط پہاڑوں میں سے ایک دریا اسس یا اسسز[11] (Aces) بہتا ہے؛ اور یہ دریا پہلے پانچ دھاروں میں بٹ کر پہاڑوں کے پانچ دروں میں سے بہتا اور اِردگرد آباد پانچ اقوام کی زمینوں کو سیراب کرتا تھا۔ تاہم، فارسیوں نے آکر اِس خطے کو فتح کیا، اور تب یہاں کے لوگوں کو مصیبتوں نے آلیا۔ عظیم بادشاہ نے پہاڑوں میں بنے ہوئے پانی کے تمام دروں کے آگے بند بنوا دیئے۔ تب پہاڑیوں کے اندر والا میدان سمندر بن گیا کیونکہ پانی کو باہر جانے کا راستہ نہ ملنے کی وجہ سے سطح آب بڑھتی رہی۔ تب سے ہی پانچ اقوام دریا کی سیرابی سے محروم ہو گئیں اور زبردست پریشانی میں مبتلا ہوئیں۔ سردیوں میں تو انہیں باقی دنیا کی طرح آسمان سے بارش مل جاتی لیکن گرمیوں میں جوار اور تِل کی بوائی کے بعد ہمیشہ دریائی پانی کے ضرورت مند رہتے۔ چنانچہ جب پانی نہ ملا تو اُن کی عورتیں اور مرد دونوں فارس کی جانب بھاگے، شاہی محل کے سامنے ڈیرے ڈالے اور بہ آواز بلند رونے دھونے لگے۔ تب بادشاہ نے حکم دیا کہ سب سے زیادہ ضرورتمند علاقے کی طرف والے بند کھول کر زمین کو سیراب کیا جائے؛ اس کے بعد باری باری سب اقوام کو ضرورت کے لحاظ سے پانی دیا جائے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ بادشاہ نے اُتنی دیر تک بند

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھولنے کی اجازت نہ دی تھی جب تک کہ لوگوں نے اُسے جزیہ کے علاوہ بھی ایک کافی بھاری رقم ادا نہ کر دی۔

118۔ میگس کے خلاف بغاوت کرنے والے سات فارسیوں میں سے ایک انتافرنیس سازش کے فوراً بعد ہی ایک گستاخی کے نتیجہ میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اُس نے محل میں داخل ہونے اور بادشاہ کے ساتھ کسی کاروبار پر سودا بازی کی خواہش کی۔ قانون کے مطابق میگس کے خلاف سازش میں حصہ لینے والا ہر شخص بلااعلان بادشاہ کے حضور آ سکتا تھا' بشرطیکہ بادشاہ اُس وقت اپنی بیوی کے ساتھ نہ بیٹھا ہو۔ [۱۲] سو اِنتافرنیس کو اپنی آمد کی اطلاع دینے کی ضرورت نہ تھی' اُس نے اندر جانے کے حق پر دعویٰ کیا۔ تاہم' دربان اور حاجب اعلیٰ نے اُسے اندر نہ جانے دیا اور بتایا کہ بادشاہ اپنی بیوی کے ساتھ ہم صحبت ہے۔ لیکن اِنتافرنیس اُن کی بات کو جھوٹ سمجھا' اپنے خنجر سے اُن کے ناک اور کان کاٹ ڈالے' [۱۳] اپنے گھوڑے کی لگام اُن کے گلے میں ڈالی اور گھوڑوں کو بھگا دیا۔

119۔ بعد میں اِن دونوں آدمیوں نے بادشاہ کو اپنی حالت دکھائی اور سارا ماجرا بیان کیا۔ داریوش لرز اُٹھا کہ کہیں باقی چھ نے ملی بھگت کے ذریعہ یہ حرکت نہ کی ہو؛ چنانچہ اُس نے اُن سب کو باری باری بلوا کر جانا کہ کیا اِنتافرنیس کے رویے کا اُنہیں بھی علم ہے۔ جب اُسے پتا چلا کہ باقی پانچوں لاعلم ہیں تو اُس نے اِنتافرنیس' اُس کے بچوں اور تمام قریبی عزیزوں پر ہاتھ ڈالا؛ اُسے پکا شک تھا کہ وہ اور اُس کے دوست علم بغاوت بلند کرنے والے تھے۔ سب کو پکڑ کر پابند سلاسل کرنے کے بعد جب مردوں کو موت کی سزا سنائی گئی تو اِنتافرنیس کی بیوی مسلسل محل کے پھاٹک پر کھڑی آہ و فریاد کر رہی تھی۔ جب داریوش نے اُسے نڈھال ہوتے دیکھا تو اُس کا دل بھر آیا اور قاصد کے ہاتھ کہلوا بھیجا' "خاتون' بادشاہ داریوش تمہیں تمہارے رشتہ داروں میں سے ایک کی زندگی بخشتا ہے۔۔۔ تم قیدیوں میں سے جسے بچانا چاہتی ہو بچالو۔" اُس نے جواب دینے سے پہلے کچھ دیر سوچا اور پھر بولی' "اگر بادشاہ صرف ایک کی جان بخشنا چاہتا ہے تو میں اپنے بھائی کو منتخب کروں گی۔" یہ جواب سُن کر داریوش حیران رہ گیا اور دوبارہ کہلوا بھیجا۔ "خاتون' بادشاہ نے تم سے پوچھا ہے کہ تم نے اپنے شوہر اور بچوں کو نظرانداز کر کے بھائی کی جان بخشنے کی درخواست کیوں کی ہے۔ وہ بچوں سے زیادہ تمہارے نزدیک ہے اور نہ ہی شوہر سے زیادہ عزیز۔" خاتون نے جواب دیا' اے بادشاہ' اگر دیوتاؤں کی مرضی ہوئی تو مجھے دوسرا شوہر اور بچے بھی مل جائیں گے' لیکن ایک اور بھائی حاصل کرنا ناممکن ہوگا کیونکہ میرے ماں باپ مر چکے ہیں۔" داریوش کو خاتون کی بات میں وزن محسوس ہوا اور اُس نے بھائی کے علاوہ اُس کے بڑے بیٹے کی جان بھی بخش دی کیونکہ وہ بہت خوش ہوا تھا۔ لیکن باقی سب کو مروا دیا۔ یوں ساتوں سازشیوں میں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

120۔ تقریباً کیمبائسس کی آخری بیماری کے وقت مندرجہ ذیل واقعات ہوئے۔ ایک اوریٹس نامی فارسی کو سائرس نے ساردیس کا گورنر بنایا تھا۔ اُس کے دل میں ایک ناپاک ترین خواہش پیدا ہوئی۔ اس نے ساموس کے پولی کریٹس کے منہ سے کبھی کوئی غلط یا بری بات نہیں سُنی تھی۔ نہ ہی زندگی میں اُس سے زیادہ ملا تھا؛ اس کے باوجود اُس نے پولی کریٹس کو پکڑ کر مار ڈالنے کا سوچا۔ بیشتر بیانات کے مطابق یہ خواہش ایک واقعہ کے نتیجہ میں جاگی جب وہ شاہی محل کے پھاٹک پر اپنے ایک فارسی دوست کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دوسرے فارسی کا نام مِترو بیتس تھا اور وہ داسکائی لیئم [۴] صوبے کا حکمران تھا۔ وہ اور اوریٹس باتیں کرتے کرتے جھگڑنے اور اپنی اپنی خوبیوں کا مقابلہ کرنے لگے؛ مِترو بیتس نے ملامت آمیز لہجے میں اوریٹس سے کہا، ''کیا تم جیسا کوئی شخص انسان کہلانے کا مستحق ہے کہ تمہاری حکومت ساموس جتنی قریب ہے اور اُسے فتح کرنا اتنا آسان ہے، اور تم اِسے ایک بادشاہ کے ماتحت لانے میں کامیاب نہیں ہو سکے؟ فتح کرنے میں آسان، یہی کہا نا میں ہے؟ ایک عام شہری نے پندرہ ہزار مسلح افراد کی مدد سے جزیرے پر قبضہ کیسے کر لیا اور اب تک وہاں بادشاہ بن کر کیسے بیٹھا ہوا ہے۔'' وہ بتاتے ہیں کہ اوریٹس نے اِس طعنے کو دل پر لیا؛ لیکن یہ بات کہنے والے شخص سے بدلہ لینے کے بجائے وہ پولی کریٹس کو تباہ کرنے کا سوچنے لگا، کیونکہ اُسے پولی کریٹس کی وجہ سے ہی اِس دشنام طرازی کا نشانہ بنایا گیا تھا۔

121۔ کہانی کا ایک اور کم مقبول بیان یہ ہے کہ اوریٹس نے ایک درخواست (جس کی نوعیت معلوم نہیں) کرنے کے لیے اپنا ایک نمائندہ ساموس بھیجا: اُس وقت پولی کریٹس مردانے میں آرام کر رہا تھا اور ٹیوس کا ایناکریون اُس کے پاس تھا؛ ایلچی جب ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو پولی کریٹس اوریٹس کی توہین کے لیے یا پھر محض اتفاقاً دیوار کی جانب منہ کر کے لیٹا ہوا تھا؛ اور وہ ایلچی سے تمام گفتگو کے دوران اُسی طرح لیٹا رہا اور اُس کی بات ختم ہونے پر ایک لفظ تک نہ کہا۔

122۔ پولی کریٹس کی موت کی یہی دو مبینہ وجوہ بتائی جاتی ہیں؛ آپ کی مرضی ہے جس پر چاہے یقین کر لیں۔ تاہم، قطعی بات یہ ہے کہ اوریٹس نے میاندر کے کنارے میگنیشیا میں قیام کے دوران ہی ایک لیڈیائی شخص مائرسس ابن گائجس [۵] کو پولی کریٹس کے لیے ایک پیغام دے کر ساموس بھیجا۔ میں نے پیچھے کہا ہے کہ پولی کریٹس اولین فانی انسان تھا جس نے سمندر پر حکومت حاصل کرنے کا منصوبہ بنایا اور ایونیا و دیگر جزائر پر اپنی حکومت قائم کرنا چاہی۔ اوریٹس کو پولی کریٹس کے خیالات کا علم تھا، لہٰذا اُس نے مندرجہ ذیل پیغام بھیجا:۔۔۔

''پولی کریٹس کے نام اوریٹس کا پیغام: میں نے سنا ہے کہ آپ کے خیالات بہت بلند ہیں، لیکن آپ کے ذرائع ان بلند عزائم سے مطابقت نہیں رکھتے۔ لہٰذا میری بات سنیں اور جانیں کہ آپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیک وقت اپنی مدد اور میرا تحفظ کیسے کر سکتے ہیں۔ بادشاہ کیمبائسس مجھے ہلاک کرنے کے درپے ہے۔۔۔ اِس سلسلے میں مجھے یقینی حوالے سے انتباہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ آئیں اور مجھے میری ساری دولت سمیٹ کر لے جائیں۔۔۔ میری دولت میں آپ کا حصہ بھی ہو گا' بعد میں آپ اِس دولت کو استعمال میں لا کر سارے یونان کے مالک بن سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کو میری امارت پر شک ہے تو اپنے نہایت بھروسہ مند آدمی کو بھیج دیں میں اُسے اپنے خزانے دکھادوں گا۔"

123۔ پولی کریٹس یہ پیغام سُن کر بہت خوش ہوا اور شرائط کو فوراً منظور کر لیا: لیکن اصل مقصد دولت تھی اس لیے اُس نے کوچ کرنے سے پہلے اپنے سیکرٹری ساموس کے رہنے والے میانڈریئس [116] ابن میانڈریئس کو معاملے کی جانچ پڑتال کرنے بھیجا۔ اسی شخص نے کچھ عرصہ بعد ہیرا کے معبد میں وہ تمام فرنیچر تحفتہً بھیجا تھا جو پولی کریٹس کے محل (کے مردانہ کمروں) کی زینت تھا: یہ تحفہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جب اوریٹس کو پتا چلا کہ کوئی اُس کے خزانے کو دیکھنے آرہا ہے تو اُس نے مندرجہ ذیل تدبیر کی:۔۔۔ اُس نے تین بڑے بڑے صندوقوں میں تقریباً منہ تک پتھر بھرے اور پھر اُن کے اوپر سونا رکھ کر صندوقوں کو بند کر دیا۔ [117] میانڈریئس آیا تو اُسے یہ صندوق خزانے کے طور پر دکھائے گئے' وہ مطمئن ہو کر واپس ساموس چلا گیا۔

124۔ پولی کریٹس کو فال گیروں نے بہت انتباہ اور دوستوں نے بھی منع کیا تھا' لیکن وہ اوریٹس کی دولت کا حال سُن کر فوری روانگی کی تیاری کرنے لگا۔ بیٹی کو نظر آنے والا خواب بھی اُسے نہ روک سکا۔ اُس نے خواب میں دیکھا تھا کہ اُس کا باپ بہت اوپر ہوا میں لٹکا ہوا ہے اور جوو (Jove) اُسے دھو رہا جبکہ سورج مالش کر رہا ہے۔ بیٹی نے اُسے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی' حتیٰ کہ جب وہ اپنے جہاز میں روانہ ہوا تو پیچھے سے بد شگون الفاظ بولتی رہی۔ تب پولی کریٹس نے اُسے دھمکایا کہ اگر وہ بحفاظت واپس آگیا تو اُسے کئی برس تک بن بیاہا رکھے گا۔ بیٹی نے جواب دیا' "اوہ! آپ اپنی دھمکی پر عمل کر لیں: طویل عرصہ تک غیر شادی شدہ رہنا باپ کو کھونے سے کہیں بہتر ہے!"

125۔ تاہم' پولی کریٹس تمام مشورے اور نصائح بالائے طاق رکھ کر اوریٹس کی جانب چل دیا۔ بہت سے دوست ہمراہ تھے: ان میں دیگر کے علاوہ کروٹونا کا رہنے والا ڈیموسیدس ابن کالیفون نامی ماہر طبیب بھی تھا۔ میگنیشیا پہنچنے پر پولی کریٹس اس قدر تباہ کن انجام سے دوچار ہوا کہ جو اُس کے رُتبے اور اعلیٰ منصوبوں کے شایان شان نہیں۔ کیونکہ 'اگر ہم سائراکیوسیوں [118] سے (Syracusans) کو مستثنیٰ کر دیں تو آج تک کا کوئی بھی یونانی بادشاہ شان و شوکت میں پولی کریٹس کی ہمسری نہیں کر سکا۔ تاہم' اوریٹس نے اُسے ایک ناقابل بیان انداز میں قتل کیا اور پھر اُس کی لاش چوک میں لٹکا دی۔ اوریٹس نے اُس کے ساموسی ساتھیوں کو آزادی دے کر اپنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مشکور بنایا؛ باقی کے غلاموں اور آزاد غیر ملکیوں کے ساتھ مفتوح غلاموں والا ہی سلوک کیا۔ تب پولی کریٹس کی بیٹی کا خواب پورا ہوا؛ کیونکہ جب پولی کریٹس کی لاش چوک میں لٹکی ہوئی تھی تو زیئس نے اُسے بارش کے ذریعہ دھویا' جبکہ سورج نے اپنی گرمی کے ذریعہ اُسے اُس کے بدن کی نمی سے چھڑ دیا۔ اِس طرح پولی کریٹس کی جاہ و حشمت اختتام پذیر ہوئی جس کی پیشگوئی مصری بادشاہ اماسس اگلے دنوں میں کر چکا تھا۔

126۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ اوریٹس کو پولی کریٹس کے قتل کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ کیمبائسس کی موت کے بعد اور میگس کی حکومت کے تمام عرصہ میں اوریٹس سار دیس میں ہی رہا' اور فارسیوں کو کوئی مدد نہ دی جن سے میڈیوں نے اقتدار چھین لیا تھا۔ اس کے بر عکس اُس نے ساری گڑبڑ اور افراتفری کے دوران داسکائی لیئم کے صوبہ دار مِترو بیتس کو قتل کیا جس نے پولی کریٹس کے معاملے میں اُسے طعنہ دیا تھا؛ پھر کراناسپس ابن مِترو بیتس کو مار ڈالا--- یہ دونوں افراد اہل فارس میں اعلیٰ شہرت کے حامل تھے۔ اسی طرح وہ اور بھی متعدد ناز یبا حرکات کا مرتکب ہوا جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں--- داریوش نے ایک قاصد کے ہاتھ کوئی پیغام بھجوایا مگر اُسے یاد نہ رہا' اوریٹس نے اُسے قتل کرکے لاش غائب کر دی۔

127۔ داریوش ابھی تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ اوریٹس سے اُس کی غلط کاریوں کا انتقام لینے کا خواہشمند ہوا--- بالخصوص مِترو بیتس اور اُس کے بیٹے کا قتل اُسے پوری طرح یاد تھا۔ تاہم' اُس نے اوریٹس کے خلاف واشگاف طور پر ایک فوجی دستہ بھیجنے کے اقدام میں زیادہ عقلمندی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا' کیونکہ تب ساری سلطنت بے ترتیب تھی جبکہ وہ خود بھی نیا نیا تخت پر بیٹھا تھا؛ نیز اوریٹس کی طاقت بھی کچھ کم نہ تھی۔ درحقیقت ایک ہزار فارسی اُس کی حفاظت کرتے تھے اور اُس کے پاس فریجیا' لیڈیا اور رایونیا کے صوبے تھے۔ لہٰذا داریوش نے تدبیر سے کام لیا۔ اُس نے فارسیوں کے تمام سرکردہ افراد کا اجلاس بلایا اور اُن سے یوں مخاطب ہوا:--- "اے اہل فارس! تم میں سے کون شخص ایسا ہے جو کسی طاقت کے استعمال کے بغیر ایک مہم کا بیڑہ اُٹھانے کو تیار ہو؟ جب ماہرانہ انتظام کی ضرورت ہو تو طاقت غیر ضروری ہو جاتی ہے۔ تو پھر کون ہے جو اوریٹس کو زندہ میرے پاس لانے یا قتل کرنے کا ذمہ لے گا؟ اُس نے ساری زندگی فارسیوں کے ساتھ کوئی بھلائی نہیں کی' بلکہ الٹا بہت سا نقصان ہی پہنچایا ہے۔ اُس نے مِترو بیتس اور اُس کے بیٹے کو مار ڈالا؛ اور جب قاصد اُسے بلانے گئے' حالانکہ وہ میرے کہنے پر گئے تھے' تو انہیں نہایت ناقابل برداشت انداز میں قتل کر دیا۔[119] چنانچہ' ہمیں اِس آدمی کو مارنا ہوگا' قبل اس سے کہ وہ فارسیوں کو کوئی بڑا گزند پہنچا سکے۔"

128۔ داریوش کی تقریر ختم ہوئی تو وہاں موجود افراد میں سے تیس نے خود کو اِس کام کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیے پیش کیا۔ وہ باہم بحث کر رہے تھے کہ داریوش نے مداخلت کی اور انہیں قرعہ اندازی کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور قرعہ بیگیس ابن ارتونتیس کے نام نکلا۔ تب بیگیس نے مختلف معاملات پر متعدد خطوط لکھوائے اور اُن پر بادشاہ کی مہر لگائی: پھر خطوط کو اپنے ساتھ لے کر سار دیس کو روانہ ہوا۔ وہاں پہنچنے پر اُسے اوریٹس کے سامنے لایا گیا: اُس نے باری باری تمام خط کھول کر بادشاہ کے وزیر کو دیئے --- ہر صوبہ دار کا ایک وزیر یا سیکرٹری ہوتا تھا --- اور اُسے حکم دیا کہ خطوط کا مضمون اونچی آواز سے پڑھے۔ وہ اِس طریقے سے باڈی گارڈ کی وفاداری آزمانا اور یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ اوریٹس سے پرے ہٹتے ہیں یا نہیں۔ چنانچہ جب اُس نے انہیں ادب کے تقاضوں پر پورا اُترتے دیکھا تو سیکرٹری کو مندرجہ ذیل تحریر کا حامل خط دیا --- "اے اہل فارس! بادشاہ داریوش تمہیں حکم دیتا ہے کہ اوریٹس کی حفاظت نہ کرو۔" یہ سُنتے ہی سپاہیوں نے اپنے نیزے ایک طرف رکھ دیئے۔ اُن کا اطاعت گزار رویہ دیکھ کر بیگیس کی ہمت بڑھی اور اُس نے آخری خط سیکرٹری کے ہاتھ میں دے دیا جس میں لکھا تھا "بادشاہ داریوش سار دیس میں موجود فارسیوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اوریٹس کو قتل کر دیں۔" تب محافظوں نے اپنی تلواریں نکالیں اور اُسے وہیں قتل کر دیا۔ یوں اہل ساموس نے فارسی اوریٹس کو مار کر پولی کریٹس کے قتل کا بدلہ لیا۔

129۔ اوریٹس کا مال و دولت سوسا[120] پہنچائے جانے کے بعد جلد ہی واقعہ یوں ہوا کہ جب بادشاہ داریوش تعاقب کے دوران اپنے گھوڑے سے چھلانگ لگا کر اُترا تو اُسے موچ آ گئی۔ پاؤں کی یہ موچ عام قسم کی نہ تھی بلکہ ٹخنے کی ہڈی اپنے جوڑ سے نکل گئی تھی۔ داریوش کے دربار میں کچھ ایسے مصری پہلے سے موجود تھے جنہیں وہ دنیا بھر میں بہترین طبیب[121] سمجھتا تھا۔ چنانچہ اُس نے انہی سے مدد چاہی: لیکن انہوں نے پاؤں کو اتنی سختی سے موڑا اور ایسی بے احتیاطی برتی کہ تکلیف بڑھانے کے سوا کچھ نہ کر سکے۔ بادشاہ درد کے باعث سات دن اور سات راتوں تک نہ سو سکا۔ آٹھویں دن ایک شخص --- جس نے سار دیس سے روانگی سے قبل کروٹونائی ڈیموسیدیس کی مہارت کے بارے میں سُن رکھا تھا --- داریوش کو ڈیموسیدیس کے متعلق بتایا گیا: بادشاہ نے اُسے فوراً اپنے حضور پیش کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ انہیں اوریٹس کے غلاموں میں بے حفظ و بے امان ملا: وہ اُسے پابہ سلاسل اور چیتھڑوں میں ملبوس حالت میں بادشاہ کے سامنے لائے۔

130۔ ڈیموسیدیس ابھی حاضر ہوا ہی تھا کہ داریوش نے اُس سے پوچھا کہ کیا وہ طب جانتا ہے --- اُس نے نفی میں جواب دیا کیونکہ اُسے خوف تھا کہ اپنی اصلیت ظاہر کرنے کی صورت میں وہ یونان کو کہیں ہمیشہ کے لیے نہ کھو دے۔ تاہم، داریوش اُس کی دھوکہ بازی کو جان گیا اور اُسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہاں لانے والوں کو حکم دیا کہ فوراً نیزے اور سلاخیں [۱۲۲] لے کر آئیں۔ یہ معاملہ دیکھ کر ڈیمو سیدیس نے اعتراف کر لیا لیکن ساتھ ہی کہا کہ وہ طب کے بارے میں کوئی کامل علم نہیں رکھتا... وہ تو بس کچھ عرصہ ایک طبیب کے ساتھ رہا' اور یوں اِس فن سے شُد بُد حاصل کر لی۔ تاہم' داریوش نے خود کو اُس کی نگرانی میں دے دیا' اور ڈیمو سیدیس نے یونانیوں میں مروج طریقے استعمال کر کے اور مصریوں کے پر تشدد طریقہ علاج کی جگہ پر مدھم قسم کے ذرائع کے استعمال سے پہلے تو بادشاہ کو سونے کے قابل بنایا' اور پھر کچھ ہی عرصہ میں پوری طرح صحت یاب کر دیا... حالانکہ وہ اپنا پاؤں ٹھیک ہونے کی تمام امیدیں توڑ چکا تھا۔ بادشاہ نے ڈیمو سیدیس کو سونا منڈھی ہوئی بیڑیوں کے دو جوڑے دیئے؛ ڈیمو سیدیس نے اُس سے پوچھا کہ کیا وہ اپنی صحت یابی کے صلہ میں اُسے دوگنی تکلیف سے دوچار کرنا چاہتا تھا؟ داریوش اِس بات پر خوش ہوا اور خواجہ سراؤں کو حکم دیا کہ وہ اُسے حرم سرا میں ساتھ لے جا کر اُس کی بیویوں سے ملوائیں؛ حکم کی تعمیل ہوئی۔ بادشاہ کی بیویوں کو بتایا گیا کہ یہی وہ آدمی ہے جس نے بادشاہ کی جان بچائی۔ ہر ملکہ اُسے سونے کی ایک ایک طشت بھر کر دیتی رہی۔ خیرات اس قدر فراخدلانہ تھی کہ ڈیمو سیدیس کے پیچھے پیچھے اِدھر اُدھر گِرا ہوا سونا جمع کرنے والے غلام سکائٹون کے پاس بھی سٹاٹرز (Staters) [۱۲۳] کا پورا ڈھیر لگ گیا۔

131۔ یہ ڈیمو سیدیس اپنا ملک چھوڑ کر مندرجہ ذیل طریقے سے پولی کریٹس کے ساتھ منسوب ہوا:... کروٹونا میں مقیم اُس کا باپ بہت درشت مزاج اور ظالم آدمی تھا۔ ڈیمو سیدیس جب مسلسل زیادتیاں اور جبر نہ سہہ پایا تو گھر سے بھاگ کر بذریعہ سمندر ایجینا چلا گیا۔ وہاں اُس نے کاروبار میں ہاتھ ڈالا اور پہلے ہی برس وہاں کے تمام ماہر ترین طبیبوں پر سبقت لے گیا' حالانکہ اُس کے پاس نہ تو آلات تھے اور نہ ہی دیگر لوازمات۔ دوسرے برس ریاست ایجینا نے اُسے ایک ٹیلنٹ تنخواہ پر ملازم رکھا؛ تیسرے برس ایتھنیوں نے اُسے ایک مینا پر رکھ لیا؛ اور چوتھے برس میں پولی کریٹس نے دو ٹیلنٹ پر۔ [۱۲۴] لہٰذا وہ ساموس گیا اور وہاں سکونت اختیار کی۔ اہل کروٹونا اُسے جلد ہی اچھے طبیبوں میں شمار کرنے لگے؛ کیونکہ اُس وقت تک کروٹونا کے طبیب اپنی بہترین مہارتوں کی بنا پر سارے یونان میں مشہور تھے' اس کے بعد سائی رینے کے طبیبوں کا نمبر آتا تھا۔ تقریباً اسی دور میں اہل آرگوس کو یونان میں اولین موسیقار خیال کیا جاتا تھا۔

132۔ ڈیمو سیدیس نے جب سوسا میں داریوش کا علاج کر لیا تو وہاں ایک بڑے سے گھر میں رہنے لگا' اور روزانہ بادشاہ کی میز پر کھانا کھاتا؛ اُس کے دل میں واپس وطن جانے کی خواہش کے سوا اور کوئی تشنہ تکمیل خواہش نہ تھی۔ اُس نے اپنے سے پہلے بادشاہ کا علاج کرنے والے مصری طبیبوں کی جان بچائی تھی' جبکہ اُنہیں ایک یونانی سے کمتر ہونے کے جرم میں کھال کھینچنے کی سزا دی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جانے والی تھی۔ مزید برآں، وہ ایک ایلیائی (Elean) غیب دان [125] کو بچانے میں کامیاب رہا جس نے پولی کریٹس کے انجام کے متعلق غلاموں میں جھوٹی خبر پھیلائی تھی۔ المختصر، ڈیموسیدیس کے علاوہ اور کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اُس سے زیادہ بادشاہ کا منظورِ نظر ہو۔

133۔ نیز کچھ ہی عرصہ میں واقع یہ ہوا کہ ایٹوس ابنت سائرس زوجہ داریوشؔ کی چھاتی پر ایک پھوڑا نکل آیا جو بہنے کے بعد پھیلنے اور بڑھنے لگا۔ پہلے جب پھوڑا زیادہ بڑا نہیں تھا تو وہ شرم کے بارے کچھ نہ بولی اور نہ ہی کسی کو بتایا؛ لیکن معاملہ خراب ہونے پر اُس نے ڈیموسیدیس کو بلا کر دکھایا۔ ڈیموسیدیس نے کہا کہ وہ اُسے ٹھیک تو کر دے گا لیکن اُسے ایک وعدہ کرنا ہوگا کہ اگر وہ ٹھیک ہو گئی تو اُس کی ایک درخواست لازماً قبول کرے گی۔ ڈیموسیدیس نے ایٹوسا کو یقین دہانی کروائی کہ وہ درخواست اُس کے لیے باعث شرم نہ ہوگی۔

134۔ شرائط طے پا جانے پر ڈیموسیدیس نے اپنے فن کو استعمال کیا اور پھوڑا جلد ہی ٹھیک کر دیا۔ اُس کی خواہش یا درخواست سننے کے بعد ایٹوسا نے ایک رات داریوش سے یوں خطاب کیا:۔۔۔

"میرے آقا! مجھے یہ بات عجیب لگتی ہے کہ آپ اس قدر زبردست طاقت کے مالک ہوتے ہوئے بھی بیکار بیٹھے رہتے ہیں اور کوئی فتح و تسخیر نہیں کرتے: نہ ہی آپ نے فارسیوں کی طاقت کو بڑھایا ہے۔ میرے خیال میں اتنے جوان اور اس قدر دولتمند شخص کو کوئی ایسا کارنامہ سرانجام دینا چاہیے کہ فارسیوں کو اپنے حکمران کا پتہ چل جائے۔ کوئی مہم جوئی کرنے کی ایک اور وجہ بھی موجود ہے۔ آپ کو اپنے سکون کی خاطر اُن کی طاقت جنگ میں ضائع کروانی چاہیے تاکہ بیکاری انہیں آپ کی حاکمیت کے خلاف بغاوت پر آمادہ نہ کر دے۔ ابھی آپ جوان ہیں اور کوئی مہم بخوبی سرانجام دے سکتے ہیں: کیونکہ جسمانی طاقت بڑھنے کے ساتھ ساتھ ذہن بھی پختہ ہوتا ہے اور جسم کے انحطاط کے ساتھ ساتھ ذہنی صلاحیتیں بھی ماند پڑنے لگتی ہیں حتیٰ کہ کچھ بھی سمجھ نہیں آتا۔"

ایٹوسا نے یہ سب کچھ ڈیموسیدیس کی ہدایت پر کہا۔ داریوش نے جواب دیا:۔۔۔ "پیاری خاتون! تم نے بالکل وہی بات کہی جو میرے دماغ میں ہر وقت رہتی ہے۔ میں نے ایک پُل بنانے کا سوچا ہے جو ہمارے براعظم کو دوسرے براعظم سے جوڑ دے گا اور پھر ہم سیتھیا سے جنگ کرنے جائیں گے۔ بہت جلد تمہاری خواہش پوری ہو جائے گی۔"

لیکن ایٹوسا بولی:۔۔۔ "سیتھیا کے ساتھ جنگ کو کسی اور وقت کے لیے اُٹھا رکھیں۔۔۔ کیونکہ اہل سیتھیا کو کسی بھی وقت زیر کیا جا سکتا ہے۔ پہلے اپنا لشکر لے کر یونان پر چڑھائی کریں۔ میں اُن لیسیڈیمونی خادماؤں سے خدمت کروانے کی تمنائی ہوں جن کے متعلق میں نے کافی کچھ سن رکھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ میں آرگوس، ایتھنز اور کورنتھ کی عورتیں بھی چاہتی ہوں۔ دربار میں اس وقت ایک ایسا آدمی موجود ہے جو آپ کو یونان سے متعلق ہر بات بتا سکتا ہے، اور جو آپ کے لیے رہنما کی خدمت بھی انجام دے سکتا ہے؛ میری مراد اُس شخص سے ہے جس نے آپ کے پاؤں کا علاج کیا تھا۔"

داریوش نے جواب دیا "محترم خاتون! کیونکہ یہ تمہاری خواہش ہے کہ ہم پہلے یونانیوں کی طاقت کو آزمائیں، تو میرے خیال میں بہتر یہی رہے گا کہ اُن کے خلاف کوچ کرنے سے قبل کچھ فارسیوں کو وہاں جاسوسی کرنے بھیجیں؛ وہ تمہارے بتائے ہوئے آدمی کے ساتھ وہاں جائیں اور سب کو دیکھ اور جان لینے کے بعد ہمیں پوری رپورٹ دیں۔ اس طرح میں اُن کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر کے جنگ شروع کروں گا۔"

135۔ یہ کہتے ہوئے داریوش نے اپنے قول و فعل میں کوئی فاصلہ نہ رکھا تھا، بلکہ دن چڑھتے ہی پندرہ سرکردہ فارسیوں کو بلوا بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ ڈیموسیدیس کی قیادت میں یونان کے سمندری ساحلوں کا جائزہ لیں۔ دیگر باتوں کے علاوہ وہ ڈیموسیدیس کو اپنے ساتھ ضرور واپس لائیں، اور اُسے بھاگنے نہ دیں۔ داریوش نے یہ احکام جاری کرنے کے بعد ڈیموسیدیس کو بُلوایا اور درخواست کی کہ وہ فارسیوں کا قائد بن کر یونان جائے اور تمام اہم جگہیں دکھا کر واپس لے آئے۔ اُس نے کہا... "تم اپنی تمام قیمتی چیزیں اپنے باپ اور بھائیوں کو تحفہ دینے کے لیے لے جاؤ، واپسی پر تمہیں اُس سے کہیں زیادہ وافر مقدار میں چیزیں مل جائیں گی۔ میں اِن تحائف میں اپنا حصہ ڈالنے کے لیے ہر قسم کی قیمتی اشیاء سے لدا ہوا ایک تجارتی جہاز تمہیں دیتا ہوں جو تمہارے ساتھ جائے گا۔" مجھے اِس بات پر یقین نہیں کہ داریوش نے یہ وعدے کر لینے کے بعد بھی اپنے دل میں کوئی کینہ رکھا تھا؛ تاہم، ڈیموسیدیس کو شبہ تھا کہ بادشاہ اُسے آزما رہا ہے، اس لیے پیشکشیں قبول کرنے میں کوئی عجلت نہ دکھائی؛ بلکہ کہا "میں اپنی چیزیں یہیں چھوڑ جاؤں گا تاکہ واپس آ کر اُنہیں استعمال کر سکوں... البتہ تجارتی جہاز کو قبول کرتا ہوں۔" چنانچہ جب داریوش نے ڈیموسیدیس پر اپنا حکم نافذ کیا تو اُسے اور فارسیوں کو ساحل سے رخصت کیا۔

136۔ آدمی نیچے فینقی شہر سیڈون میں گئے جہاں دو سہ طبقہ جہاز اور ایک تجارتی بجرا[126] تیار کیا اور ہر قسم کا قیمتی سامان۔ تجارت بھی اپنے ساتھ لیا؛ سب تیاری مکمل ہونے پر وہ یونان کی جانب روانہ ہوا۔ لنگر انداز ہونے پر وہ ساحل کے قریب قریب رہے اور اُس کا جائزہ لیا؛ اس طریقہ سے انہوں نے ملک کے بیشتر حصے کی چھان بین کر لی، بالخصوص مشہور و معروف علاقوں کی... حتیٰ کہ وہ اٹلی میں ٹیرنٹم پہنچ گئے۔ وہاں کے بادشاہ ارسٹوفیلی دیس نے ڈیموسیدیس پر مہربانی کرتے ہوئے میڈیائی جہازوں کے پتوار اُتار دیئے اور اُن کے عملے کو بطور جاسوس حراست

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں لے لیا۔ دریں اثناء ڈیموسیدیس کروٹونا [127] بھاگ گیا جو اُس کا آبائی شہر تھا; جس پر ارسٹوفیلی دیس نے فارسیوں کو جیل سے رہا کیا اور اُن کے پتوار انہیں لوٹا دیئے۔

137۔ فارسی اب ٹیرنٹم سے روانہ ہوئے اور ڈیموسیدیس کی تلاش میں کروٹونا کو چل دیئے; وہ انہیں ایک منڈی میں ملا جہاں انہوں نے اُسے زدوکوب کیا۔ فارسیوں کی طاقت سے خوفزدہ کچھ کروٹونیوں نے اُسے معاف کر دینا چاہا' لیکن دیگر نے مدافعت کی' ڈیموسیدیس کو قابو میں رکھا حتیٰ کہ اپنی عصاؤں سے فارسیوں کی مرمت بھی کی۔ وہ ساتھ ساتھ صدائیں لگاتے رہے "اے اہل کروٹونا' اپنی حرکت سے آگاہ رہنا۔ یہ بادشاہ کا بھگوڑا غلام ہے جسے تم بچا رہے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ داریوش اِس بے عزتی کو خاموشی سے برداشت کر لے گا؟ کیا تمہارا خیال ہے کہ اگر تم نے اِس آدمی کو ہماری گرفت سے بچالیا تو بعد میں تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا؟ کیا سب سے پہلے ہم تمہارے ساتھ ہی جنگ کرنے نہیں نکلیں گے؟ کیا ہم سب سے پہلے تمہارے شہر کو ہی اپنا مطیع نہیں بنانا چاہیں گے؟" اہل کروٹونا نے اُن کی باتوں پر کان نہ دھرا; انہوں نے ڈیموسیدیس کو بچالیا اور وہ تجارتی جہاز بھی چھین لیا جسے فارسی اپنے ساتھ فنیقیا سے لائے تھے۔ یوں لٹے پٹے اور اپنے قائد سے محروم کردہ فارسیوں نے باقیماندہ یونان کی جاسوسی کرنے کی اُمید چھوڑ دی اور جہازوں کا رُخ ایشیاء کی جانب کر دیا۔ ابھی وہ چلے ہی تھے کہ ڈیموسیدیس نے ایک قاصد کے ذریعہ اُن سے درخواست کی کہ داریوش کو اطلاع کر دیں کہ مائیلو (Milo) کی بیٹی اُس کی منگیتر بنا دی گئی تھی۔ کیونکہ پہلوان مائیلو کا نام بادشاہ کو معلوم تھا۔ [128] مجھے پورا یقین ہے کہ ڈیموسیدیس نے یہ شادی فوری طور پر ایک بہت بڑی رقم ادا کر کے کی تھی تاکہ داریوش کو دکھا سکے کہ وہ اپنے ملک میں ایک ممتاز آدمی تھا۔

138۔ فارسیوں نے لنگر اُٹھائے اور کروٹونا سے رخصت ہوئے' لیکن اِیاپیجیا [129] کے ساحل پر اُن کا جہاز چٹان سے ٹکرا گیا اور مقامی باشندوں نے انہیں غلام بنا لیا۔ انہیں اِس حالت میں سے ایک جلاوطن ٹیرنٹمی گیلس نے نکالا' جس نے اپنی جیب سے معاوضہ ادا کیا اور انہیں واپس داریوش کے پاس لے گیا۔ داریوش نے خوش کر گیلس سے کہا کہ وہ جو عنایت چاہے مانگ لے; گیلس نے بادشاہ کو اپنی بدقسمتی کے بارے میں بتایا اور درخواست کی کہ اُسے وطن واپس بھجوا دیا جائے۔ تاہم' اُسے خوف دامن گیر ہوا کہ اگر اُس کی وجہ سے ایک وسیع فوج اٹلی بھیجی گئی تو کہیں وہ یونان کو مشکلات سے دوچار نہ کر دے; لہٰذا اُس نے کہا کہ اگر کنیڈی (Cnidians) اُسے واپس بھجوانے کا کام اپنے ذمہ لے لیں تو وہ مطمئن ہو جائے گا۔ اب کنیڈی لوگ اہلِ ٹیرنٹم کے قریبی دوست تھے' جس پر اُسے یہ خیال آیا کہ واپسی کے لیے اور کوئی زیادہ موزوں طریقہ نہیں تھا۔ داریوش نے وعدہ کیا اور اپنا کردار ادا کیا; کیونکہ اُس نے کینڈس کی جانب ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قاصد بھیجا اور کنیڈیوں کو لیگس کو واپس بھجوانے کا حکم دیا۔ کنیڈیوں نے تعمیل کی لیکن اہل ٹیرنٹم کو قائل نہ کر سکے اور زبردستی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ تو یہ تھی اِس معاملے کی صورت۔ یہ وہ اولین فارسی تھے جو ایشیاء سے یونان آئے؛ [۱۳۰] اور انہیں جاسوسی کی غرض سے وہاں بھیجا گیا تھا۔

139۔ اس کے بعد بادشاہ داریوش نے محاصرہ کرکے ساموس پر قبضہ کیا؛ یہ اُس کا فتح کردہ پہلا یونانی یا بربری شہر تھا۔ ساموس پر اُس کے حملہ کرنے کی وجہ یہ تھی۔۔۔ جب کیمبائسس ابن سائرس نے مصر پر چڑھائی کی تو بہت بڑی تعداد میں یونانی وہاں گئے؛ کچھ تو فروغ تجارت، کچھ فوجی ملازمت اور کچھ صرف ملک کو دیکھنے کی غرض۔ مو خرالذکر قسم کے لوگوں میں ایسز (Aeces) کا بیٹا اور پولی کریٹس کا بھائی سائیلوسن (Syloson) بھی تھا جسے ساموس سے جلاوطن کیا گیا تھا۔ [۱۳۱] یہ سائیلوسن مصر میں اپنے قیام کے دوران ایک خوش قسمتی سے ہمکنار ہوا۔ ایک روز اتفاقاً اُس نے سُرخ رنگ کی عباء زیب تن کی اور اِسی لباس میں ممفس کے بازار میں چلا گیا؛ تب داریوش نے اُسے دیکھا، اُس کے لباس کو بہت پسند کیا اور خریدنے کی غرض سے قیمت پوچھی (اُس زمانے میں داریوش کیمبائسس کے باڈی گارڈز میں سے ایک تھا)۔ [۱۳۲] سائیلوسن نے اُس کا اشتیاق دیکھا اور جواب دیا: "میرے لیے یہ عباء ان مول ہے؛ لیکن اگر تمہیں اِس کی ضرورت ہے تو میں مفت دینے کو تیار ہوں۔" داریوش نے پوشاک کو شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا۔

140۔ اُس وقت تو سائیلوسن نے محسوس کیا تھا کہ وہ نہایت سیدھے سادے انداز میں اپنے عباء سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے؛ لیکن کچھ عرصہ بعد جب کیمبائسس مر گیا اور سات فارسی اُمراء نے میگس کے خلاف بغاوت کرکے داریوش کو اپنا بادشاہ بنایا تو سائیلوسن کو یاد آگیا کہ تخت نشین ہونے والا بادشاہ وہی آدمی تھا جو مصر میں اُس کی عباء پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ سُوسا کی جانب روانہ ہوا اور شاہی محل کے پیش دالان میں بیٹھ کر دعویٰ کیا کہ وہ بادشاہ کا محسن ہے۔ [۱۳۳] تب دربان نے جا کر داریوش کو مطلع کیا۔ حیرت زدہ بادشاہ نے دل ہی دل میں سوچا:۔۔۔ "کون یونانی میرا محسن ہو سکتا ہے، یا میں نے بادشاہت حاصل کرنے کے بعد کس یونانی سے بھلا کوئی چیز لی ہے؟ جب سے میں تخت پر بیٹھا ہوں ایک یا دو یونانی ہی یہاں آئے ہوں گے۔ نہ ہی مجھے یہ یاد ہے کہ میں نے کسی یونانی سے اُدھار لیا ہے۔ تاہم، اُسے آنے دو، دیکھوں تو سہی کہ اُس کی شیخی کا کیا مطلب ہے۔" دربان نے سائیلوسن کو پیش کیا اور مترجمین نے پوچھا کہ وہ کون ہے اور وہ کس بناء پر خود کو بادشاہ کا محسن قرار دیتا ہے۔ سائیلوسن نے ساری کہانی سنائی۔ داریوش نے یہ سُن کر کہا، "اوہ! کیا تم ہی وہ فیاض ترین آدمی ہو جس نے مجھے اُس وقت کوئی چیز دی تھی جب میری کوئی حیثیت نہ تھی؟ موجودہ دنوں کے لحاظ سے دیکھا جائے تو وہ عنایت بڑے سے بڑے تحفے جتنی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں تمہیں اُس کے بدلے میں سونا اور چاندی دوں گا تاکہ تم کبھی داریوش ابن ہستاپس کی خدمت کرنے پر پچھتانہ سکو۔" سائیلوسن نے جواب دیا: "اے بادشاہ، مجھے سونا یا چاندی نہ دیں بلکہ میرے وطن ساموس واپس بھجوا دیں، یہی میرا انعام ہو گا۔ ساموس اب ہمارے ایک غلام کے قبضہ میں ہے جو میرے بھائی پولی کریٹس کے اوریٹس کے ہاتھوں قتل کے بعد مالک بن بیٹھا۔ میں التجا کرتا ہوں کہ مجھے ساموس دے دیں؛ لیکن مجھے اپنا ملک کسی خونریزی کے بغیر چاہیے۔"

141۔ یہ سُن کر داریوش نے سات سازشیوں میں سے ایک اوٹینس کی زیر قیادت ایک فوج بھیجی اور اُسے حکم دیا کہ سائیلوسن کی خواہش ہر ممکن طور پر پوری کریں۔ اوٹینس نیچے ساحل کے ساتھ ساتھ گیا اور اُس پار جانے کی تیاری مکمل کی۔

142۔ اُس وقت ساموس پر میانڈریئس ابن میانڈریئس [۴] کی حکومت تھی جسے پولی کریٹس نے اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اِس شخص نے نہایت منصفانہ انداز اختیار کرنا چاہا لیکن اُسے ایسا کرنے کی اجازت نہ مل سکی۔ پولی کریٹس کی موت کی خبر ملنے پر اُس نے آزادی کے محافظ جوو کی ایک قربان گاہ بنوائی اور اِس کے لیے ایک قطعہ زمین مخصوص کیا جو قرب و جوار میں اب بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ کام مکمل ہونے پر اُس نے تمام شہریوں کو جمع کیا اور اُن سے یوں مخاطب ہوا:۔۔۔

"دوستو! آپ جانتے ہیں کہ پولی کریٹس کا عہدہ اور اُس کی ساری طاقت مجھے مل گئی ہے اور اگر میں چاہوں تو آپ پر حکومت کر سکتا ہوں۔ لیکن جس چیز کو دوسرے میں ناپسند کرتا ہوں اُس سے خود بھی گریز کروں گا۔ میں نے کبھی بھی پولی کریٹس کے اِس جذبے کو تسلیم نہیں کیا تھا کہ وہ اپنے ہی جتنے اچھے آدمیوں پر حکم چلائے؛ نہ ہی میں ایسا کرنے والے دیگر افراد کی حمایت کرتا ہوں۔ اب چونکہ وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے اس لیے میں اپنے عہدے سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے مساوی حقوق کا دعویٰ کرتا ہوں۔ اِس کے بدلے میں، میں پولی کریٹس کے خزانوں سے صرف چھ ٹیلنٹ اور محافظ آزادی جوو کا پیشوائی عہدہ اپنے اور اپنی اولاد کے لیے لے رہا ہوں۔ میں نے اُس کا معبد بنوایا اور آپ لوگوں کو آزادی واپس دلائی ہے، میری یہ درخواست منظور کریں۔" میانڈریئس کی بات ختم ہوتے ہی ایک ساموسی نے اُٹھ کر کہا، "تم ہمارے اوپر حکومت کرنے کے قابل بھی نہیں، کیونکہ تم گھٹیا نسل کے [۵] اور بدمعاش ہو! اس کی بجائے تم خرد بُرد کی ہوئی دولت کا حساب دینے کی فکر کرو۔"

143۔ یہ بات کہنے والا آدمی یقیناً ممتاز شہریوں میں سے ایک ٹیلی سارکس تھا۔ چنانچہ میانڈریئس نے سوچا کہ اگر اُس نے اقتدار چھوڑ دیا تو اُس کی جگہ پر کوئی اور شخص فرمانروائی اختیار کر لے گا؛ اُس نے دستبردار ہونے کا خیال دل سے نکال دیا۔ واپس قلعہ میں بند ہو کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُس نے باری باری تمام سرکردہ آدمیوں کو اپنے حسابات دکھانے کے بہانہ سے بُلایا اور انہیں اندر آتے ہی فوراً گرفتار کر کے بند کر دیا۔ میانڈرییس بہت جلد بیمار ہو گیا جس پر ایک بھائی لائیکاریٹس[136] نے اُسے قریب المرگ خیال کر کے تخت پر آسانی سے قبضہ حاصل کرنے کی خاطر تمام قیدیوں کو قتل کر دیا۔ لگتا ہے کہ اہل ساموس آزادی کو پسند نہیں کرتے تھے۔

144۔ سائیلوسن کو ساموس پہنچانے کے ذمہ دار فارسی جب وہاں پہنچے تو ایک آدمی بھی ایسا نظر نہ آیا جو مقابلے میں تلوار اٹھا سکتا ہو۔ میانڈرییس اور اُس کے ساتھیوں نے مخصوص شرائط پر جزیرے سے نکل جانے پر آمادگی ظاہر کی اور اوٹینس نے یہ شرائط تسلیم کر لیں۔ سمجھوتہ طے پانے کے بعد ممتاز ترین فارسیوں نے اپنے تخت[137] منگوائے اور قلعہ کے خلاف جم کر بیٹھ گئے۔

145۔ بادشاہ میانڈرییس کا ایک من چلا بھائی چاریلاس تھا جسے اُس نے کسی جرم کی پاداش میں قید کر دیا تھا: چاریلاس نے ساری کارروائی کے بارے میں سنا اور سلاخوں کے درمیان سے جھانک کر فارسیوں کو اپنی نشستوں پر سکون سے بیٹھے دیکھا۔ پھر وہ اونچی آواز میں میانڈرییس سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کرنے لگا۔ میانڈرییس کو جب اِس کی خبر ملی تو اُس نے حکم دیا کہ چاریلاس کو جیل میں سے نکال کر پیش کیا جائے۔ وہ وہاں پہنچتے ہی اپنے بھائی کو گالیں دینے لگا اور اُسے فارسیوں پر حملہ کرنے پر مائل کیا۔ اُس نے کہا ''او گھٹیا ترین انسان! تم مجھے' اپنے بھائی کو ایک کوٹھڑی میں زنجیریں ڈال کر نہیں رکھ سکتے' میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا کہ میرے ساتھ یہ سلوک کیا جائے؛ لیکن جب فارسی آئے اور تمہیں تمہارے آبائی وطن سے بے دخل کر کے دھکے کھانے پر مجبور کر دیا تو تم دیکھتے رہے اور تم میں انتقام لینے کی ہمت نہیں' حالانکہ انہیں بڑی آسانی سے شکست دی جا سکتی ہے۔ تاہم' اگر تم خوفزدہ ہو تو اپنے فوجی میرے حوالے کر دو' میں انہیں سبق سکھا دوں گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ سب سے پہلے تمہیں بحفاظت جزیرے سے باہر بھجواؤں گا۔''

146۔ میانڈرییس نے رضامندی ظاہر کر دی: میں یہ یقین نہیں رکھتا کہ وہ اس قدر بے عقل ہو گیا تھا کہ یہ تک نہ سوچ سکا کہ اُس کی اپنی فوجیں بادشاہ کی فوجوں پر غالب آ سکتی تھیں' بلکہ وہ سائیلوسن سے جلتا تھا اور یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ پورا شہر اتنے آرام سے حاصل کر لے۔ چنانچہ اُس نے ساموس کے خلاف فارسیوں کو غصہ دلانے کی خواہش کی تاکہ وہ اِسے کم سے کم ممکنہ پسپائی کے ساتھ سائیلوسن کے حوالے کرے؛ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر فارسیوں کو تباہی کا سامنا کرنا پڑا تو وہ اہل ساموس پر غضبناک ہوں گے اور وہ خود جب چاہے گا ہتھیار پھینک کر زمین دوز خفیہ راستے[138] سے بھاگ جائے گا جو قلعے سے سمندر تک جاتا تھا۔ میانڈرییس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِسی کی مطابقت میں بحری جہاز لیا اور ساموس سے پرے چل دیا؛ اور چاریلاس نے اپنے تمام کرائے کے فوجیوں کو مسلح کر کے شہر کے دروازے کھول دیئے اور فارسیوں پہ پل پڑا جو اِسی بات کے منتظر تھے کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ سارا معاملہ معاہدے کے ذریعہ طے پا چکا ہے۔ پہلے ہی ہلے میں تمام سرکردہ فارسی (جو گھاس پھوس جلایا کرتے تھے) اِن کرائے کے فوجیوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ تاہم، باقی کی فوج مدد کو آئی، فوجیوں کو شکست دی اور انہیں واپس قلعے میں بھگا دیا۔

147۔ سپہ سالار اوٹینس نے فارسیوں پر نازل ہونے والی عظیم مصیبت دیکھ کر داریوش کے دیئے ہوئے حکم کو پس پشت ڈالنے کا سوچا اور اپنی فوج کو ہدایت کی کہ وہ ساموس کے مردوں اور لڑکوں کو جہاں بھی وہ ملیں، قتل کر دیں۔ تب اُس کے کچھ دستوں نے قلعے کا محاصرہ کیا، کچھ دیگر نے قتل و غارت شروع کی اور معبدوں کے اندر یا باہر ملنے والے تمام افراد کو مار ڈالا۔

148۔ میانڈریئس ساموس سے بھاگ کر لیسیڈیمون چلا گیا اور اپنے ساتھ بہت سی دولت بھی لے گیا۔ پھر اُس نے مندرجہ ذیل عمل کیا۔ اُس نے اپنے پاس موجود سونے اور چاندی کے تمام برتن جہاز پر چڑھائے اور نوکروں کو اُن کی صفائی کرنے کا حکم دے کر خود کلیومینیس ابن اناکساندریدس سے بات چیت کرنے لگا اور باتیں کرتے کرتے ہی اُسے اپنے گھر لے آیا۔ وہاں کلیومینیس پلیٹ دیکھ کر حیران رہ گیا؛ جس پر میانڈریئس نے درخواست کی کہ وہ جو برتن چاہے اپنے ساتھ لے جائے۔ یہ بات اُس نے دو یا تین مرتبہ کہی، لیکن کلیومینیس نے بڑی ایمانداری کا مظاہرہ کیا۔ [۱۳۹] اُس نے تحفہ لینے سے انکار کر دیا اور سوچا کہ اگر میانڈریئس نے دوسروں کو بھی یہی پیشکش کی تو اُسے مطلوبہ مدد مل جائے گی۔ چنانچہ سپارٹائی بادشاہ سیدھا نوجوانوں کے پاس گیا اور انہیں بتایا، "سپارٹا کے لیے بہترین بات یہی ہوگی کہ ساموسی مسافر کو پیلوپونیسے سے باہر بھیج دیا جائے، ورنہ وہ مجھے یا کسی اور سپارٹائی کو گھٹیا عمل پر مائل کر سکتا ہے۔" اُمراء نے اُس کا مشورہ مان لیا اور میانڈریئس کو ایک قاصد کے ذریعہ شہر سے چلے جانے کا پیغام بھجوا دیا۔

149۔ دریں اثناء فارسیوں نے ساموس پر قبضہ کر کے [۱۴۰] تمام لوگوں کو مار ڈالا اور سائیلوسن کے حوالے کر دیا۔ تاہم، کچھ عرصہ اسی جنرل اوٹینس نے اپنے ایک خواب اور تکلیف دہ بیماری سے خوفزدہ ہو کر شہر کو دوبارہ بسایا۔

150۔ جب اوٹینس کی فوج ساموس کے لیے روانہ ہوئی تو بابلیوں نے دفاعی تیاریوں کے ساتھ بغاوت کر دی تھی۔ [۱۴۱] میگس کے سارے عہد حکومت اور سات کی سازش کے تمام عرصہ میں انہیں گڑبڑ سے بہت فائدہ ہوا اور انہوں نے محاصرے کا مقابلہ کرنے کی تیاری کر لی تھی۔ کسی نہ کسی طرح واقع یہ ہوا کہ کوئی بھی شخص اُن کی کارروائیوں کے متعلق نہ جان سکا۔ آخر کار جب کھلی بغاوت کا وقت آیا تو انہوں نے مندرجہ ذیل طریقہ اپنایا:۔۔۔سب سے پہلے اپنی اپنی ماؤں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو الگ کر کے ہر آدمی نے اپنے گھر کی ایک من پسند عورت کو منتخب کیا؛ صرف انہی کو زندہ رہنے کی اجازت دی گئی اور باقی سب کو ایک جگہ اکٹھا کر کے مار دیا گیا۔ منتخبہ عورتوں کو مردوں کے لیے روٹی پکانے پر لگایا گیا؛ [142] باقی عورتوں کو اِس لیے مار اگیا تاکہ وہ محاصرہ کے دوران خوراک نہ کھا جائیں۔

151۔ جب داریوش کو اِس واقعہ کی اطلاع ملی تو اُس نے اپنی تمام طاقت مجتمع کی، سیدھا بابل کی جانب کوچ کیا اور شہر کو محاصرہ میں لے لیا۔ بابلیوں نے محاصرے کی ذرہ برابر بھی پروانہ کی اور اپنے شہر کی فصیلوں پر بنے مورچوں پہ چڑھ کر داریوش کو گالیاں دیں اور اُس کی طاقتور فوج کا مذاق اُڑایا۔ حتیٰ کہ ایک بابلی نے چلا کر کہا "فارسیو، تم وہاں کیوں بیٹھے ہو؟ اپنے گھروں کو واپس کیوں نہیں جاتے؟ جب تک خچر بچے نہیں دیتے تم ہمارے شہر کو نہیں جیت سکو گے۔" یہ بات کہنے والے بابلی کا خیال تھا کہ خچر بچہ نہیں دے سکتا۔

152۔ ایک سال اور سات ماہ گذر گئے تو داریوش اور اُس کی فوج نے تھک کر محسوس کیا کہ وہ شہر کو ہرگز حاصل نہیں کر سکتے۔ تمام طریقے اور تراکیب آزمالی گئی تھیں، پھر بھی بادشاہ نے ہمت نہ ہاری۔۔۔ حتیٰ کہ اُس نے وہ ذرائع بھی استعمال کر دیکھے جن کے ذریعہ سائرس نے بابل پر قبضہ کیا تھا۔ بابلی بڑی کڑی نگرانی کر رہے تھے، اور بادشاہ داریوش اپنی ہر کوشش میں ناکام ہو چکا تھا۔

153۔ آخر کار بیسویں مہینے میں (میگس کے خلاف سازش کرنے والے سات فارسیوں میں سے ایک) میگابائزس کے بیٹے زوپائرس کو ایک زبردست خیال سُوجھا۔ اُس کے ایک لدو خچر نے بچے کو جنم دیا۔ جب زوپائرس کو اطلاع ملی تو اُسے یقین نہ آیا اور نومولود بچھیرے کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے گیا؛ تب اُس نے اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ کسی کو اِس بارے میں نہ بتائیں، اور خود معاملے پر غور کرنے لگا۔ محاصرہ شروع ہونے کے وقت اُسے ایک بابلی کی کہی ہوئی بات یاد آئی۔۔۔ "جب تک خچر بچے نہیں دیتے تم ہمارے شہر کو نہیں جیت سکو گے"۔۔۔ زوپائرس نے سوچا کہ اب بابل کو زیر کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اُس کے خیال میں بابلی کی بات میں ایک طرح سے اُلوہی پیغام پوشیدہ تھا۔

154۔ بابل کے مقدر میں لکھی تسخیر پر پورے یقین کے ساتھ وہ داریوش کے پاس گیا اور پوچھا کہ وہ اِس فتح کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ ہاں میں جواب ملنے پر اُس نے غور کیا کہ وہ اِس ممکنہ کامیابی کو کس طرح اپنے کھاتے میں ڈال سکتا ہے۔ فارس میں اعلیٰ کارنامے سرانجام دینے والوں کو ہمیشہ بہت عزت و احترام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ زوپائرس نے شہر کو زیر کرنے کے تمام طریقوں پر نظر ثانی کی، لیکن کوئی بھی کارگر نظر نہ آیا، حتیٰ کہ اُس نے خود کو معذور بنایا اور دشمن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے پاس چلا گیا۔ اُس نے اپنی ناک اور کان کاٹ ڈالے' پھر سر مونڈ کر ایک نیزے سے اپنا جسم زخمی کیا اور داریوش کے سامنے فریاد کرنے آیا۔

155۔ ایک اعلیٰ عہدے کے حامل فارسی کو اِس حالت میں دیکھ کر بادشاہ کا خون کھول اُٹھا: وہ اپنے تخت سے چھلانگ لگا کر اُترا اور زوپائرس سے پوچھا کہ اُس کا یہ حال کس نے کیا' اور کیوں کیا ہے۔ زوپائرس نے جواب دیا: "اے بادشاہ! دنیا میں آپ کے سوا ایسا کوئی شخص نہیں جو مجھے اس حالت سے دوچار کر سکے۔۔۔ میری یہ حالت کسی غیر کے نہیں بلکہ اپنے ہی ہاتھوں نے بنائی ہے۔ میں نے اپنا مثلہ کر ڈالا کیونکہ میں اشوریوں کا فارسیوں پر ہنسنا برداشت نہیں کر سکا۔" داریوش نے کہا' "او بے چارے انسان' تم نے بہترین مقصد کی خاطر بیوقوف ترین حرکت کی ہے۔ تمہاری یہ حالت دشمن کو ایک دن پہلے ہار ماننے پر بھی کیسے مجبور کر سکتی ہے؟ یقیناً اپنے ساتھ یہ زیادتی کرتے وقت تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہو گا۔" زوپائرس نے جواب دیا' "اگر میں آپ کو اپنے ارادے کے متعلق بتا دیتا تو آپ مجھے یہ کام نہ کرنے دیتے: لہٰذا میں نے اپنے آپ سے ہی مشورہ کیا اور اپنے منصوبوں کی تکمیل کر دی۔ اب اگر آپ کی طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو تو ہم بابل حاصل کر لیں گے۔ میں اِسی حالت میں بھاگ کر دشمن کے پاس جاؤں گا اور شہر میں داخل ہونے پر انہیں بتاؤں گا کہ میرا یہ حشر آپ نے کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ میری بات کا یقین کر لیں گے اور مجھے فوجی دستوں کی قیادت سونپ دیں گے۔ دوسری طرف آپ کو میرے قلعے میں داخلہ کے بعد دس دن تک انتظار کرنا ہو گا' پھر سیمیرامس کے پھاٹکوں کے قریب اپنی فوج کا ایک فالتو سا دستہ (جو ایک ہزار افراد پر مشتمل ہو) تعینات کر دینا۔ پھر سات دن بعد دو ہزار آدمیوں کا ایک اور دستہ نینوا کے پھاٹکوں پر بھیجنا: پھر بیس دن کے وقفے سے کالدی پھاٹکوں کے پاس چار ہزار کا دستہ تعینات کرنا۔ ان دستوں کے کسی فوجی کے پاس تلواروں کے سوا کوئی ہتھیار نہ ہو۔ بیس دن پورے ہونے پر آپ اپنی ساری فوج کو شہر پر ہر جانب سے حملہ کرنے کا حکم دینا' اور بعلی و سِشیائی پھاٹکوں پر فارسیوں کا ایک ایک دستہ بھجوانا: کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میری کامیابیوں کے نتیجہ میں بابلی میرے اوپر پورا پورا اعتبار کرنے لگیں گے' حتیٰ کہ وہ دروازوں کی چابیاں بھی مجھے سونپ دیں گے۔ باقی کام میرا اور میرے فارسیوں کا ہو گا۔" ۱۴۳ے

156۔ زوپائرس یہ ہدایات دے کر شہر کے دروازوں کی جانب پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے ہوئے فرار ہوا تاکہ خود کو ایک بھگوڑا ظاہر کر سکے۔ میناروں کے اوپر نگرانی کے لیے تعینات آدمی اُسے دیکھ کر تیزی سے نیچے آئے اور ایک دروازے کو تھوڑا سا کھول کر پوچھا کہ وہ کون ہے اور کس مقصد کے تحت آیا ہے۔ اُس نے بتایا کہ وہ زوپائرس ہے اور فارسیوں سے فرار ہو کر اُن کے پاس آیا ہے۔ دربان یہ سُن کر اُسے فوراً حکام کے سامنے لے گئے۔ اجلاس میں اپنا تعارف کروانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے بعد وہ واویلا کرتے ہوئے اُنہیں بتانے لگا کہ اُس کی یہ حالت داریوش نے صرف اس وجہ سے بنادی ہے کہ اُس نے محاصرہ اُٹھانے کا مشورہ دیا تھا کیونکہ شہر پر قبضہ کرنے کی کوئی اُمید نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ بولا ''اے اہل بابل' میرا آپ کے پاس آنا آپ کے لیے نہایت فائدہ مند جبکہ داریوش کے لیے نہایت نقصان دہ ہوگا۔ جس شخص نے میرا مثلہ کیا ہے اُسے سزا ضرور ملنی چاہیے۔ اور میں اُس کی تمام چالوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔'' یہ تھا زوپائرس کا بیان۔

157۔ بابلی اس قدر بلند رتبہ فارسی کو اتنی افسوسناک حالت میں دیکھ کر اُس کی باتوں کی صداقت پر کوئی شک نہ کر سکے اور اُسے اپنا دوست اور مددگار سمجھنے لگے۔ چنانچہ وہ اُسے اُس کی مانگی ہوئی کوئی بھی چیز دینے کو تیار ہوگئے۔ جب زوپائرس نے ایک دستے کی قیادت مانگی تو انہوں نے فوراً رضامندی ظاہر کر دی۔ داریوش کے ساتھ طے شدہ پروگرام کے مطابق زوپائرس دسویں دن اپنے دستے کو لے کر باہر نکلا اور داریوش کے بھیجے ہوئے ایک ہزار آدمیوں کو تہہ تیغ کیا۔ بابلی اُس کے قول و فعل دونوں کی جرات دیکھ کر بیحد خوش ہوئے اور اُس پر بے پناہ اعتماد کرنے لگے۔ تاہم' اُس نے انتظار کیا اور جب وقفے کی دوسری مدت بھی گذر گئی تو اپنے منتخب آدمیوں کو لے کر دوبارہ باہر نکلا اور دو ہزار فارسی فوجیوں کو مار ڈالا۔ اِس کامیابی کے بعد ہر زبان پر اُس کی تعریف تھی۔ تاہم' اُس نے ایک مرتبہ پھر اگلی مدت گزرنے تک توقف کیا اور تب اپنے دستے لے کر اُس جگہ پر گیا جہاں چار ہزار فارسی فوجی موجود تھے' اور انہیں بھی موت کے گھاٹ اُتارا۔ اِس آخری فتح نے اُس کی طاقت کو عروج پر پہنچا دیا اور وہ بابلیوں کا مختار کل بن گیا۔ انہوں نے اُسے اپنی ساری فوج کی کمان اور شہر کے دروازوں کی کنجیاں بھی دے دیں۔

158۔ اب داریوش نے متفقہ منصوبے کے مطابق شہر کی دیواروں پر ہر طرف سے حملہ کیا' اور زوپائرس نے اپنی آخری چال چلی۔ جب دیواروں پر جمع بابلی فارسی ہلے کا مقابلہ کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہے تھے تو اُس نے بِشیائی اور بعلی دروازے کھول کر دشمن کو اندر داخل کر دیا۔ اِس دغابازی کا مشاہدہ کرنے والے بابلیوں نے بعل[144] کے معبد میں پناہ لی; باقی بے خبری میں اپنی جگہوں پر ڈٹے رہے حتیٰ کہ اُنہیں بھی اپنے ساتھ کی گئی دھوکہ بازی کا علم ہوگیا۔

159۔ یوں بابل دوسری مرتبہ زیر ہوا۔[145] داریوش نے قبضہ کرنے کے بعد دیوار گرا دی اور تمام دروازے توڑ ڈالے; کیونکہ سائرس نے بابل پر قبضہ کے بعد اِن دونوں میں سے ایک کام بھی نہ کیا تھا۔ تب اُس نے سرکردہ شہریوں میں سے تقریباً تین ہزار آدمیوں کو چُن کر انہیں سُولی دے دی' جبکہ باقیماندہ کو شہر میں ہی رہنے کی اجازت مرحمت کی۔ مزید برآں' اُس نے بابلیوں کی نسل کو معدوم ہونے سے روکنے کے لیے اُن لوگوں کو بیویاں فراہم کیں جنہوں نے خوراک کی کفایت کی غرض سے اپنی عورتوں کو مار ڈالا تھا' جیسا کہ میں نے پیچھے بتایا۔ اُس نے بابل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی سرحدوں پر آباد اقوام کو حکم دیا کہ وہ اپنی کچھ عورتیں بابل بھیجیں' یوں کم از کم پچاس ہزار عورتیں اکٹھی کر لی گئیں۔ ہمارے دور کے بابلی انہی عورتوں کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد ہی ہیں۔

160۔ جہاں تک زوپائرس کا تعلق ہے تو داریوش نے اُسے (کامیابی کی عظمت کے حوالہ سے) سائرس کے سوا سابق یا موخر ادوار کے تمام فارسیوں سے برتر قرار دیا--- کبھی کسی فارسی نے خود کو سائرس کے ساتھ قابل موازنہ نہیں سمجھا-- داریوش اکثر کہا کرتا تھا کہ "میں مزید بیس بابل جیسے شہروں پر قبضہ کرنے کی خاطر بھی زوپائرس کا مثلہ نہ کرواتا۔" اور اُس نے زوپائرس کو بڑی تکریم دی؛ وہ ہر سال اُسے ایسے نادر تحائف نذر کرتا رہا جو فارسیوں کی نظر میں اعلیٰ ترین تھے۔[۱۴۶] اسی طرح داریوش نے اُسے بابل کی خراج سے مستثنیٰ حکومت تاحیات دے دی؛ اور دیگر بھی متعدد عنایات کیں۔ مصر میں ایتھنیوں اور اُن کے حلیفوں[۱۴۷] کے خلاف فوج کی قیادت کرنے والا میگابائزس اِسی زوپائرس کا بیٹا تھا۔ اور فارس سے ایتھنز بھاگ کر جانے والا[۱۴۸] زوپائرس اِس میگابائزس کا بیٹا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حواشی

۱ ہیروڈوٹس پہلی کتاب کے جز 153 میں ہمیں بتا چکا ہے کہ مصر کو مطیع بنانا سائرس کے مقاصد میں سے ایک تھا۔

۲ دیکھیے دوسری کتاب جز 84۔ پہلے فارسی اور بعد ازاں یونانی لوگ اکیمینیدے کے درباری طبیب بنے تھے۔

۳ یہ بیان، جسے ہیروڈوٹس نے فارسیوں سے منسوب کیا، قطعی طور پر ناقابل تسلیم ہے۔

۴ دوسری کتاب میں کیریائی اور ایونیائی کرائے کے قاتلوں کا ذکر بار بار آیا ہے۔ (جز 152، 154، 163، وغیرہ)۔

۵ ہیروڈوٹس اِس خیال کا حامل نظر آتا ہے کہ عرب واحد بادشاہ کی حکومت تلے متحد تھے۔

۶ یعنی غزہ۔

۷ فلسطینی سیریا کا مطلب موزوں طور پر "فلسطینیوں کا سیریا" ہے جو قدیم وقتوں میں جنوبی سیریا کی طاقتور ترین نسل تھے۔

۸ مصر میں بنائی جانے والی شراب کی مقدار کے علاوہ ہر سال ایک بہت بڑی مقدار یونان سے بھی درآمد کی جاتی تھی (اس ملک کے ساتھ تجارت کھلنے کے بعد)۔

۹ عربوں کی وفاداری کا ذکر تمام سیاحوں نے کیا ہے۔

۱۰ مشرق میں واقعات عموماً پتھروں پر رقم کیے جاتے تھے۔ 7 کا ہندسہ ایک اہم مفہوم رکھتا ہے۔ فارسی اِس ہندسے کو متبرک سمجھتے تھے۔

۱۱ اِس بارے میں بہت کم شک کیا جا سکتا ہے کہ ہیروڈوٹس کے عہد میں عربوں کا مذہب کوکبی (astral) تھا۔

۱۲ سائیس کے مقام پر ایتھنا کا معبد (دیکھیے دوسری کتاب، جز 169)۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۳ یہ حلف لینے کا ایک طریقہ تھا۔

۱۴ غالباً یہاں صرف پگڑی کے ذریعہ سایہ کرنا مراد ہے۔

۱۵ دیکھئے ساتویں کتاب' جز 7۔ اِنارس کی بغاوت کا سال 460 ق-م بتایا جاتا ہے جب ارتازرکسیز کو تخت نشین ہوئے پانچواں سال تھا۔

۱۶ دیکھئے چوتھی کتاب' جز 165۔ اِس موقع پر اَرسی سیلاس سوم سائی رینے کا بادشاہ تھا۔

۱۷ ہماری کرنسی کے مطابق تقریباً 2000 پاؤنڈ سٹرلنگ۔

۱۸ یہودی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قدیم مشرق میں ایک عمومی رواج تھا۔ فرعون نکوہ نے جب یہو آخز کو معزول کیا تو اپنے بھائی اِلیاکم کو یہوداہ کا بادشاہ بنایا۔

۱۹ لگتا ہے کہ قدماء میں یہ یقین عام تھا کہ بیل کا خون زہر آلود ہوتا ہے۔

۲۰ یہ بدیہی طور پر ایک یونانی بیان ہے نہ کہ مصری پروہتوں کا۔ سارا جسم اور سر مونڈا ہوا تھا' اس لیے اکھیڑنے کے لیے بال ہی موجود نہ تھے۔ ساری کہانی پر شک کیا جا سکتا ہے۔

۲۱ اِس حوالے سے دیکھئے پہلی کتاب' جز 131۔

۲۲ اہل مصر جسم کو جلانے سے گریز کرتے تھے۔ آگ میں جلانا برے آدمی کی سزا خیال کی جاتی تھی۔ لیکن اِس گریز کی اصل وجہ یہ تھی کہ اِس طرح جسم تباہ ہو جاتا تھا۔

۲۳ آگے جز 114 میں بھی بتایا گیا ہے کہ وہ جنوب کی طرف "افریقہ کی بعید ترین سرحدوں" پر آباد تھے۔ چنانچہ اُن کا مالک بابل مندیب کی آبناؤں سے پرے ہی ہو گا۔

۲۴ قدیم وقتوں میں یہ عام نہیں تھا۔ لیکن افریقہ کے ساتھ ساتھ مصر میں بھی گوشت اُبال کر کھایا جاتا تھا۔ تاہم' مصری اکثر گوشت بھون لیتے اور مچھلی کو اُبالتے۔ عربوں کے ہاں گوشت اُبالنے کی رسم بہت قدیم نظر آتی ہے۔

۲۵ فینیقیا کی تسخیر کو عموماً سائرس سے منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن ہیروڈوٹس کے بقول یہ کام کیمبائسس کے عہد حکومت میں ہوا۔

۲۶ الصور کے بنفشی رنگ کے متعلق مختلف آراء پیش کی جاتی ہیں۔

۲۷ دیکھئے تیسری کتاب جز 114; اور موازنہ کریں یسعیاہ 44:14۔

۲۸ مصر اور ایتھوپیا کے درمیان رابطہ مہم کو آسان بنانے کے لیے تھا۔

۲۹ دیکھئے دوسری کتاب' جز 153۔

۳۰ ایپس کو اوزیرس کی روح کی شبیہہ سمجھا جاتا تھا اور وہ اِس خدا کا مقدس نشان تھا; لیکن کبھی کبھی اُسے بیل کے سر والے انسان کی صورت میں بھی دکھایا گیا۔

۳۱ ہمارے مصنفین نے بالعموم کیمبائسس کی دیوانگی کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں ہمیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

محتاط رہنا چاہیے، کیونکہ ہمیں اُس کے بارے میں صرف وہی کچھ معلوم ہے جو اُس کے دشمنوں نے بتایا۔

۳۱ ایک کندہ تحریر اِس کے برعکس بتاتی ہے کہ سمیردیس کو کیمبائسس کی مصر روانگی سے پہلے ہی مار ڈالا گیا تھا۔

۳۲ جز 65، 70 وغیرہ سے بھی لگتا ہے کہ کیمبائسس کے عہد میں ہی سُوسا فارسی حکومت کی مسند بن گیا تھا۔

۳۳ مصریوں کو اپنی سگی بہنوں اور ماں سے شادی کرنے کی اجازت تھی۔ احباری قانون نے انہیں منع کر دیا، لیکن بطریقی (پدر سری) ادوار میں مرد کو صرف اپنے باپ کی بیٹی سے شادی کرنے کی اجازت تھی (پیدائش 12:20)۔

۳۴ یہ زرکسیز کی ماں ایٹوسا تھی (دیکھئے آگے جز 88) جو کیمبائسس اور پھر داریوش ہستاسپس کی بیوی بنی۔

۳۵ دیکھئے پیچھے جز 30۔

۳۶ بقراط کی کتاب "مقدس مرض کے بارے میں" سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مرگی تھا۔ اس کے اچانک اور دہشت انگیز دورے کی وجہ سے اِسے الوہی سمجھا جانے لگا۔

۳۷ ہیروڈوٹس نے پہلی کتاب جز 133 میں بھی فارسیوں کی مے خواری کا ذکر کیا ہے۔

۳۸ ممفس کے پتاح کی بدہیئت شبیہہ نے یقیناً اِس افسانے کو تحریک دی ہوگی کہ یونانی ولکن لنگڑا تھا۔

۳۹ اِن شبیہوں کو نصب کرنے کا مقصد غالباً بھیڑوں کو محفوظ رکھنا تھا۔

۴۰ کابیری پیلا جی دیوتا تھے۔ لفظ کابیر کا تعلق سامی لفظ کبیر یعنی "بڑا" سے ہے۔

۴۱ دیکھئے آگے جز 99، اور موازنہ کریں چوتھی کتاب جز 26 میں اِسیڈونیوں کی رسم سے۔

۴۲ دیکھئے آگے جز 120۔

۴۳ یہ تیرانداز اہل ساموس تھے۔

۴۴ یہاں یقیناً شہر ساموس مراد ہے نہ کہ جزیرہ ساموس۔ ایجیئن کے تقریباً سبھی جزائر کے نام وہاں کے مرکزی شہر کے نام پر ہیں۔

۴۵ مچھیرے اور انگوٹھی کی کہانی عربوں نے تبدیلیوں کے ساتھ اپنالی۔

۴۶ دیکھئے آگے جز 59۔

۴۷ یہ رودز اور کریٹ کی بیچ راہ میں کارپاتھس (جدید Scarpanto) ہے۔

۴۸ دیکھئے پہلی کتاب، جز 70۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۵۰ ہیروڈوٹس کی مراد "کپاس" سے ہے۔

۵۱ دیکھئے دوسری کتاب، جز 182۔

۵۲ اِس بیان کی بنیاد پر یہ خیال قائم کیا جاسکتا ہے کہ پریاندر کا عہد حکومت 567ق-م تک جاری رہا تھا۔

۵۳ یہ کہانی غلط تو ہو سکتی ہے لیکن بے وُقعت نہیں۔ یہ اہل سپارٹا کی رشوت خوری کے متعلق عام رائے کو ظاہر کرتی ہے۔

۵۴ سِفنوس (جدید سیفانتو) مغربی سائیکلیڈیس میں سے ایک ہے۔

۵۵ آرائشی عمارات میں پاریائی ماربل کے استعمال کی یہ اولین معلوم مثال ہے۔

۵۶ آرگولی جزیرہ نما کے ساحل سے پرے تقریباً بارہ میل لمبا اور دو یا تین میل چوڑا ایک جزیرہ۔

۵۷ سائیڈونیا کریٹ کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔

۵۸ ڈکٹینا (Dictyna) بھی بریٹومارتس کی طرح اہل کریٹ کی قدیم دیوی تھی۔ اہل یونان عموماً اُسے اپنی ارتمس کے مشابہہ سمجھتے تھے۔

۵۹ ہیروڈوٹس کی مراد یقیناً "سب سے بڑے یونانی معبد" سے ہے، جبکہ مصری معبد زیادہ بڑے نہیں تھے۔

۶۰ دیکھئے پیچھے جز 30۔

۶۱ یہاں دی گئی تفصیلات مشکوک ہیں، کیونکہ یہ مصری پروہتوں نے فراہم کی ہوں گی جو کیمبائسس کی موت کو گناہ کا عذاب بنا کر پیش کرنا چاہتے تھے۔

۶۲ دیکھئے آگے جز 67۔

۶۳ یہاں یہ بتانا مشکل ہے کہ ہیروڈوٹس قلعے کی بات کر رہا ہے یا سُوسا کے شاہی محل کی۔

۶۴ دیکھئے آگے زوپائرس کی کہانی جو اشارہ کرتی ہے کہ اِس قسم کا مِثلہ ایک عام سزا تھی (بحوالہ جز 154 تا 158)۔

۶۵ موازنہ کریں استر 2:12۔

۶۶ لگتا ہے کہ گوبریاس داریوش کا کمان بردار تھا۔ میرے خیال میں اِس قسم کا عہدہ نہایت اعلیٰ رتبے کے فارسی کو ملتا تھا۔

۶۷ داریوش نے میڈیائی بغاوت کے موقع پر اُسے استعمال کیا اور میڈیاؤں پر اُن کے ہی ملک میں ایک بڑی فتح پائی۔

۶۸ بہستون کی کندہ تحریر سے یہ انوکھی بات ثابت ہوتی ہے کہ داریوش اپنے باپ کی زندگی میں ہی بادشاہ بن گیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۶۹؎ دیکھئے پیچھے جز 35۔

۷۰؎ روایتی طور پر دی جانے والی ہر چیز دس دس ہزار کی تعداد میں۔ یہ ایک مبالغہ لگتا ہے۔

۷۱؎ اشوری محلات کی طرح فارسی محلات بھی ایک یا زائد مرکزی ہالوں یا صحنوں پر مشتمل ہوتے تھے جو اوپر سے کھلے ہوئے تھے۔

۷۲؎ یہاں بھی یونانیوں کی بے اعتقادی کی جانب اشارہ ہے۔ (دیکھئے چھٹی کتاب' جز 43)۔ بلاشبہ ہیروڈوٹس کا راوی فارسی تھا؛ لیکن یہ مشرقی نظریات سے اس قدر مختلف ہے کہ ہم اِس پر اعتبار نہیں کر سکتے۔

۷۳؎ مشرق میں ملبوسات ہر دور میں نشان اعزاز رہے ہیں۔ موجودہ دور کے "کفتان" میں یہ رواج بدستور جاری ہے۔

۷۴؎ اِس قانون پر ہمیشہ عمل کیا گیا۔

۷۵؎ یہاں فینیقیوں اور سائپریوں اور شاید سلیشیاؤں کی جانب بھی اشارہ ہے۔

۷۶؎ داریوش نے تخت نشینی سے قبل گوبریاس کی ایک بیٹی سے شادی کی تھی (ساتویں کتاب' جز 2)۔ اُس نے اپنے بھائی ارتانیس کی بیٹی فراتاگیونے کو بھی بیوی بنایا (ساتویں کتاب جز 224)۔

۷۷؎ ایشیائے کوچک میں میگنیشیا نام کے دو شہر تھے--- ایک سپیلس کے نیچے اور دوسرا میاندر کے۔

۷۸؎ دیکھئے پہلی کتاب' جز 173۔

۷۹؎ ساتویں کتاب کے جز 77 میں ہیروڈوٹس قبالیوں اور لاسونیوں کو ملاتا ہے۔

۸۰؎ یعنی کپاڈوشیائی (دیکھئے پہلی کتاب جز 72)۔

۸۱؎ موازنہ کریں پہلی کتاب جز 32 اور دوسری کتاب جز 4۔

۸۲؎ یونان میں سونے کی نسبتی قیمت مختلف ادوار میں بدلتی رہی۔ ہیروڈوٹس کہتا ہے کہ سونے کی چاندی سے نسبت 13 بمقابلہ ایک تھی' بعد ازاں افلاطون اور زینوفون کے دور میں (سکندر کی وفات کے 100 سال بعد) جب فارسی جنگ کے ذریعہ بہت بڑی مقدار میں سونا آیا تو یہ نسبت 1:10 ہو گئی۔ آخر کار ایک حادثے نے اِن دھاتوں کی نسبت بدل کر رکھ دی۔

۸۳؎ ہیروڈوٹس کی بتائی ہوئی رقوم کی کوئی توجیہہ پیش کرنا ناممکن ہے۔

۸۴؎ یہ زیریں ایتھوپیا اور نیوبیا کے باشندے تھے۔

۸۵؎ یہ نظریہ غالباً اِس وجہ سے پیدا ہوا کہ اُن کی جھونپڑیاں گارے سے بنی ہوئی تھیں۔

۸۶؎ یعنی تقریباً دو کوارٹ۔

۸۷؎ ہیروڈوٹس کا ہندوستان حقیقی قدیم ہندوستان ہے' یعنی بالائی سندھ کے آس پاس کا خطہ جسے آج کل پنجاب کہتے ہیں۔ ہیروڈوٹس کو وسیع جنوبی جزیرہ نما کا کچھ علم نہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۵۸۸ اندازہ ہے کہ ہندو نسلیں کم از کم 1200ق۔م میں ہندوستان میں آباد ہوئی تھیں: ویدوں کا دور بھی یہی بتایا جاتا ہے تاہم' وہ کسی ایک دور کے نظر نہیں آتے۔ قدیم باشندے اب بھی سیلون اور جنوبی ہند کے ساتھ ساتھ دیگر علاقوں کے پہاڑی خطوں میں ملتے ہیں: اور اُن کی روایات اور زبانیں ہندوؤں سے مختلف ہیں۔

۵۸۹ دیکھئے جز 38 ۔ مساگیتے میں بھی یہی رسم مروج بتائی گئی۔ (دیکھئے پہلی کتاب جز 216)۔

۵۹۰ جان لینے سے برہمنوں کی نفرت جانی مانی ہے۔

۵۹۱ کچھ لوگ اسے کابل اور کچھ کشمیر کہتے ہیں۔

۵۹۲ جدید تحقیق نے اِس جانور یا اِس کی مذکورہ عاوات کے متعلق کوئی قابل اطمینان دریافت نہیں کی۔ قرین قیاس ہے کہ یہ پنگولین یا Ant-eater ہے جو شمالی ہند کی ریتلی زمین کو کھودتا رہتا ہے۔

۵۹۳ یہ یقیناً غیر درست ہے' اور یہ جاننا مشکل ہے کہ ہیروڈوٹس اِس خیال تک کیسے پہنچا۔ گھوڑے اور اونٹ کی ٹانگ کی بناوٹ میں کوئی حقیقی فرق نہیں۔

۵۹۴ ہیروڈوٹس نے بدیہی طور پر سنی سنائی باتیں لکھ دیں اور سادگی پسندی کے باعث اپنی طرف سے آراء بازی نہیں کی۔

۵۹۵ مارکوپولو لکھتا ہے کہ تاتاری اپنے شمال میں واقع ملک پر حملہ کرتے وقت اسی قسم کا طریقہ استعمال کرتے تھے۔

۵۹۶ وسط ایشیا کا یہ سارا خطہ نہایت طلاء خیز ہے۔

۵۹۷ بحوالہ جز 47۔ "شجری اُون" کپاس کے جرمن نام کا بالکل درست ترجمہ ہے۔

۵۹۸ لادن ایک قسم کی گوند ہے۔

۵۹۹ عربی لوگ مصر کو مختلف مسالے اور گوندیں فراہم کرتے تھے جو حنوط کاری اور دیگر مقاصد کے لیے درکار ہوتی تھیں۔ کتاب پیدائش 37:25 میں "اسماعیلیوں یا عربوں کا ایک قافلہ جلعاد سے آ رہا ہے اور گرم مصالحہ اور روغن بلسان اور مُر اونٹوں پر لادے ہوئے مصر کو لیے جا رہا ہے۔"

۶۰۰ مُر کا یونانی نام سمرنا ایک شہر کا بھی نام ہے۔

۶۰۱ یہ جدید تجارت کی "gun storax" ہے۔

۶۰۲ دیکھئے دوسری کتاب' جز 75۔

۶۰۳ اِس سارے بیان کی افسانویت کا ارسطو کو علم تھا۔

۶۰۴ سیاحوں کے مطابق شیرنی کا تین یا چار بچوں کو جنم دینا غیر معمولی نہیں ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۰۵ املتاس اور دار چینی ایک ہی درخت سے پیدا ہوتی ہیں۔ املتاس کو موٹی دار چینی بھی کہا جاتا ہے۔

۱۰۶ غالباً ایتھوپیا۔

۱۰۷ یہ کہانی بدیہی طور پر مشرقی قصوں کے پورے طبقے سے تعلق رکھتی جن بھی بڑے بڑے پرندے ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

۱۰۸ دیکھئے پیچھے جز 22۔

۱۰۹ یہاں ہیروڈوٹس نے بے جا احتیاط سے کام لیتے ہوئے ایک درست کہانی کی مسترد کر دیا۔

۱۱۰ یہ نام Selinae یا Scilly جزائر کو دیا گیا تھا۔ اور ٹِن کی کانوں کی جائے وقوع کے متعلق غیر درست معلومات اِس یقین پر منتج ہوئیں کہ یہ کانیں انہی جزائر میں واقع تھیں۔

۱۱۱ میدان اور پانچ مدخل غالباً ایک افسانہ ہیں؛ لیکن یہ افسانہ فارسی حکومت کی جانب سے کی گئی پانی کی تقسیم سے اخذ ہوا۔

۱۱۲ دیکھئے پیچھے جز 84۔

۱۱۳ مشرق میں سزا دینے کا یہ طریقہ ہمیشہ عام رہا ہے۔ 1857ء کی جنگ آزادی یا غدر میں انگریزوں نے بھی اس کی مثالیں پیش کیں۔

۱۱۴ داسکائیلیم وسیع شمالی صوبے کا دارالحکومت تھا جو اِس وقت سارے فریجیا میں شامل تھا۔

۱۱۵ دیکھئے پانچویں کتاب' جز 121۔

۱۱۶ ہیروڈوٹس کی تاریخ میں یہ کسی ایسے یونانی کی واحد مثال ہے جس کا نام اُس کے باپ والا ہی ہو۔

۱۱۷ ہینی بال نے بھی کریٹ میں آکر اسی ترکیب سے کام لیا تھا۔

۱۱۸ گیلو' ہیرو اور تھراسی بیولس تین بھائی تھے جنھوں نے 485 ق-م اور 466 ق-م کے دوران باری باری سائراکیوس پر حکومت کی۔

۱۱۹ ترکی کے پاشاؤں اور فارسی گورنروں نے اکثر اسی جیسی حکمت عملی اختیار کی۔

۱۲۰ مشرق میں کسی گورنر یا دوسرے اعلیٰ مرتبت آدمی کی بے عزتی کے مرتکب شخص کو اپنی جائیداد سے ہاتھ دھونا پڑ جاتے تھے۔

۱۲۱ مصریوں کی بطور طبیب شہرت کے لیے ملاحظہ کریں دوسری کتاب کا جز 84۔

۱۲۲ جدید کی طرح قدیم دور میں بھی آنکھیں نکالنا ایک فارسی سزا رہی ہے۔ یرمیاہ 8:39 میں زیدیکیاہ کی کہانی دیکھیں۔

۱۲۳ یہ فارس کے قدیم ترین طلائی سکے Darics ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۲۴ے یہ الفاظ دیگر ڈیموسیدیس کی تنخواہ یوں تھی: پہلے سال 243 پاؤنڈ 15 شلنگ؛ دوسرے سال 406 پاؤنڈ 5 شلنگ؛ تیسرے سال 487 پاؤنڈ 10 شلنگ۔

۲۵ے غالباً اس دور میں ایلس تمام یونان کو غیب دان فراہم کرتا تھا۔

۲۶ے یعنی ایک فنیقی تجارتی جہاز۔

۲۷ے کروٹونا تارانتو سے 150 میل دور تھا۔

۲۸ے کہا جاتا ہے کہ مائیلو نے اولمپک میں 6 مرتبہ کشتی کا مقابلہ جیتا تھا اور ۷ مرتبہ پائتھی کھیلوں میں۔

۲۹ے یہ Capo di Leuca ہے جس کا چکر کاٹنا ہمیشہ مشکل تھا۔

۳۰ے جز 56 کے حاصل کلام سے موازنہ کریں۔ ہیروڈوٹس کے خیال میں یہ بحری سفری زبردست اہمیت کا حامل تھا۔ یہ یونان پر حملے کے لیے پہلا قدم تھا۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ داریوش نے بھی اسے یہی اہمیت دی تھی یا نہیں۔

۳۱ے دیکھئے پیچھے جز 39۔

۳۲ے یہ درست نہیں ہو سکتا' تاہم' یہ کہانی میں ایک اہم عنصر ہے۔

۳۳ے بادشاہ کے وظیفہ خواروں کی ایک فہرست تیار کی گئی تھی۔ (بحوالہ آٹھویں کتاب' جز 85) سائیلوسن نے بھی اپنا نام اس فہرست میں شامل کرنے کا مطالبہ کیا۔

۳۴ے دیکھئے پیچھے جز 123۔

۳۵ے میانڈریئس پولی کریٹس کا سیکرٹری رہ چکا تھا۔

۳۶ے فارسی تخت کی شکل وصورت کے لیے ساتویں کتاب کے جز 15 کا نوٹ دیکھیں۔

۳۷ے پیچھے جز 60 اور جزائر سے ملنے والی باقیات سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ ساموس کے لوگ سرنگ نکالنے کا فن جانتے تھے۔

۳۸ے سپارٹائی بادشاہ یا دیگر رہنما شاذونادر ہی کبھی رشوت کو مسترد کر سکے۔

۳۹ے اِس عمل کی تفصیل دیکھئے چھٹی کتاب جز 31۔ لگتا ہے کہ ساموس کو اِن لین دین سے بہت زیادہ نقصان نہیں ہوا تھا کیونکہ بیس سال بعد ایونیائی بغاوت میں وہ ساٹھ جہاز فراہم کر پایا (چھٹی کتاب جز 8)۔ فارسیوں کی زیادتیوں کو غالباً بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا۔

۴۰ے پیچھے کہا جا چکا ہے کہ بابل نے دو مرتبہ داریوش سے بغاوت کی--- اُس کی تخت نشینی کے پہلے اور چوتھے سال میں۔ یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ ہیروڈوٹس پہلی بغاوت کا ذکر کر رہا ہے یا دوسری کا

۴۱ے نانبائی کو آٹا بھی پیسنا پڑتا تھا۔ (خروج 11:5' متی 41:24)۔

۴۲ے سائرس کی جانب سے محاصرہ کیے جانے پر اُن کے اعتماد سے موازنہ کریں (پہلی کتاب جز 190)۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۴۴۳ زوپائرس کی حکمت عملی کو ایک تاریخی امر قرار دینا مشکل ہے۔

۴۴۴ بابلیوں کے سورج دیوتا کا نام بعل تھا' جبکہ شہری دیوتا مردوک تھا; لیکن جب بابل دارالحکومت بن گیا تو مردوک کو بعل کے ساتھ ملا دیا گیا۔

۴۴۵ سائرس کا پہلا قبضہ پہلی کتاب کے جز 91-190 میں بیان کیا گیا ہے۔

۴۴۶ کیسیس نے اِن تحائف میں سے ایک سونے کی چکی کو بہترین قرار دیا جس کا وزن چھ ٹیلنٹ اور قیمت 3000 پاؤنڈ سٹرلنگ / سے زیادہ تھی۔

۴۴۷ میگابائزس نے زرکسیز کی بیٹی Amytis سے شادی کی۔ وہ یونانی مہم میں فارسی فوج کے چھ اعلیٰ ترین سپہ سالاروں میں سے ایک تھا' اُس نے ایتھنیوں کو مصر سے باہر بھگایا اور مصری بغاوت کو کچلا; پھر خود ارتازرکسیز کے خلاف بغاوت کی مگر بعدازاں صلح کر لی اور فارس میں بوڑھا ہو کر مرا۔

۴۴۸ یہ قرین قیاس طور پر 426 یا 425 ق-م کا واقعہ ہے۔

ایڈیٹر کا اضافی نوٹ:

بابل پر سائرس کا قبضہ ہوتے ہی ایک آزاد و خود مختار قوم کے طور پر بابلیوں کی تاریخ ختم ہوگئی۔ تب کے بعد یہ مغربی ایشیاء کی مختلف طاقتوں کا ماتحت رہا۔ اِکا دُکا بغاوتیں بھی ہوئیں مگر بے دردی سے کچلی گئیں۔ بابل کے لوگ بحیثیت مجموعی اپنے غیر ملکی آقائوں کی خدمت کرنے پر ہی قانع تھے۔ آخرکار سکندر اسے یونانی اختیار میں لایا اور یوں پار تھیائی بالادستی قائم ہوئی۔ بعدازاں ملک کی فلاکت و غربت نے بابل کی عظیم پروہتانہ روایت کو انحطاط سے دوچار کیا۔ قدیم تحریروں اور بولی کا علم آہستہ آہستہ کھو گیا اور تب تک کھویا رہا جب تک کہ سر ہنری رالنسن اور دیگر محققین نے اُنیسویں صدی کے وسط میں اپنی عہد ساز کوششوں کے ذریعہ اسے دوبارہ دریافت نہ کر لیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چوتھی کتاب

میلپومنی
(المیہ شاعری کی دیوی)

1۔ داریوش بابل کو زیر کرنے کے بعد ایک مہم لے کر سیتھیا میں گیا۔ ایشیاء میں بکثرت انسان تھے اور خزانے میں وسیع رقوم آ رہی تھیں' ایسے میں اُسے سیتھیوں سے انتقام لینے کی خواہش ہوئی جنہوں نے اگلے دنوں میں میڈیا پر حملہ کیا تھا' میدان جنگ میں اپنے مقابل کو شکست دی تھی اور یوں جھگڑا کھڑا کیا تھا۔ جیسا کہ میں نے پیچھے ذکر کیا ہے[1] سیتھی 28 برس کی مدت تک سارے بالائے ایشیاء پر غالب رہے۔ وہ سمیریوں کی تلاش میں ایشیاء میں داخل ہوئے اور میڈیوں کی سلطنت کو تہہ و بالا کیا جو اُن کی آمد سے پہلے تک وہاں حاکم تھے۔ 28 برس کی طویل غیر حاضری کے بعد جب وہ اپنے گھروں کو واپس آئے تو اُن کے سامنے ایک نسبتاً کم دشوار مسئلہ حل طلب تھا۔ ایک خاصی بڑی فوج انہیں داخل ہونے سے روکنے کے لیے تیار تھی۔ کیونکہ سیتھی عورتوں نے جب دیکھا کہ وقت گزرتا جا رہا ہے اور اُن کے شوہر واپس نہیں آئے تو انہوں نے اپنے غلاموں کے ساتھ اندرونی شادیاں کر لی تھیں۔

2۔ سیتھی اپنے تمام غلاموں کو اندھا کر دیتے ہیں تاکہ انہیں اپنے دودھ کے حصول میں استعمال کر سکیں۔ اُن کا طریقہ یہ ہے کہ ہڈی سے بنی ہوئی بانسریوں یا نفیریوں جیسی نالیاں گھوڑی کی فرج میں داخل کر کے اُن میں پھونکیں مارتے ہیں'[2] اور کچھ ایک دودھ نکالتے جبکہ کچھ پھونک مارتے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ ایسا کرنے سے گھوڑی کی نسوں میں ہوا بھر جاتی ہے اور تھن میں دباؤ پڑتا ہے۔ یوں حاصل کیا گیا دودھ لکڑی کے گہرے پیپوں میں جمع کیا جاتا ہے' جن کے اردگرد اندھے غلاموں کو کھڑا کیا جاتا ہے؛ اس کے بعد دودھ کو بلویا جاتا ہے۔ اوپر آ جانے والا حصہ دودھ کا بہترین حصہ سمجھتے ہیں؛ زیریں حصہ زیادہ اہم نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ سیتھی تمام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنگی قیدیوں کو اندھا کر دیتے ہیں: اِس کی وجہ اُن کا کاشتکار ہونا نہیں بلکہ خانہ بدوش نسل ہونا ہے۔

3۔ چنانچہ جب اِن غلاموں سے جنمے ہوئے بچے اور سیتھی عورتیں جوان ہوئیں اور انہیں اپنی پیدائش کے حالات معلوم ہوئے تو انہوں نے میڈیا سے واپس آنے والی فوج کو روکنے کا عزم کیا۔ سب سے پہلے تو انہوں نے Tauric پہاڑوں سے لے کر وسیع میوتس جھیل تک ایک چوڑی خندق [3] کھود کر ایک خطے کو باقی سیتھیا سے الگ کر دیا۔ بعد میں جب سیتھیوں نے [4] بزور اندر داخل ہونے کی کوشش کی تو وہ اُن سے لڑنے کے لیے آگے بڑھے۔ بہت سی لڑائیاں لڑی گئیں مگر سیتھیوں کو کوئی فائدہ نہ ہوا' حتیٰ کہ اُن میں سے ایک نے باقیوں کو یوں مخاطب کیا: "اے اہل سیتھیا! ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم اپنے غاموں کے ساتھ جنگ لڑ رہے ہیں' اور جب ہم میں سے کوئی گرتا ہے تو ہماری تعداد میں کمی ہو جاتی ہے۔ میرا مشورہ مانو --- نیزہ اور کمان ایک طرف رکھ دو' [4] اور ہر آدمی اپنا اپنا گھوڑے کو مارنے والا چابک اُٹھا کر دلیری کے ساتھ اُن کی طرف جائے۔ جب تک وہ ہمارے ہاتھوں میں ہتھیار دیکھیں گے اُتنی دیر تک خود کو پیدائش اور شجاعت میں ہمارے برابر سمجھتے رہیں گے: لیکن وہ ہمارے ہاتھ میں صرف چابک دیکھ کر خود کو غلام جانیں گے اور بھاگ جائیں گے۔"

4۔ سیتھیوں نے اِسی مشورے پر عمل کیا' اور غلام اس قدر رعب کھا ئے کہ جنگ لڑنا بھول گئے اور بھاگنے لگے۔ یوں سیتھی ایشیاء پر کچھ عرصہ حکمرانی کرنے اور وہاں سے میڈیوں کے ہاتھوں بے دخل ہونے کے بعد واپس آئے اور دوبارہ اپنے ملک میں آباد ہوئے۔ داریوش اُن سے اِسی حملے کا بدلہ لینا چاہتا تھا' اور اِسی لیے اب وہ اُن پر حملہ کرنے کی غرض سے فوج جمع کر رہا تھا۔

5۔ خود سیتھیوں کے بیان کے مطابق وہ تمام اقوام کی نسبت سب سے کم عمر ہیں۔ [5] اُن کی روایت مندرجہ ذیل ہے۔ اُن کے ملک میں سب سے پہلے ایک تارگیتوس نامی آدمی رہتا تھا۔ اُس سے پہلے سارا ملک بے آب و گیاہ صحرا اور غیر آباد تھا۔ مجھے کہانی پر یقین تو نہیں لیکن بتایا یہی جاتا ہے کہ یہ مرد اول تارگیتوس جوو اور بورستھنیز (Borysthenes) کی ایک بیٹی کا بیٹا تھا۔ تارگیتوس کے ہاں تین بیٹے لیپوکسیس' آرپوکسیس اور کولاکسیس پیدا ہوا' موخر الذکر سب سے چھوٹا تھا۔ ابھی وہ زمین پر حکومت ہی کر رہے تھے کہ آسمان سے سونے کے چار اوزار گرے --- ہل' جوا' گنڈاسا اور ایک پیالہ۔ بڑے بھائی نے انہیں سب سے پہلے دیکھا اور پکڑنے گیا: جب وہ نزدیک پہنچا تو سونے سے آگ بھڑک اُٹھی۔ چنانچہ وہ اپنی راہ چل دیا' اور پھر دوسرے بھائی نے آگے بڑھ کر کوشش کی' لیکن وہی واقع ہوا۔ سونے نے بڑے اور منجھلے دونوں بھائیوں کو مسترد کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیا۔ آخر میں سب سے چھوٹا بھائی وہاں گیا اور شعلے فوراً بجھ گئے۔ چنانچہ اُس نے سونے کی چیزیں اُٹھائیں اور انہیں گھر لے آیا۔ تب دونوں بڑے بھائیوں نے باہم اتفاق کیا اور ساری سلطنت چھوٹے بھائی کو دے دی۔

6۔ لیپوکسیس کی اولاد سے Auchatae نسل کی سیتھی پیدا ہوئے: منجھلے بھائی آرپوکسیس کی اولاد سے Catiari اور ٹرانسپی نسل کے: جبکہ چھوٹے بھائی کی اولاد سے پیرالیتے یا شاہی سیتھیوں نے جنم لیا۔

7۔ اہل سیتھیا اپنے ماخذ کے بارے میں یہی بیان کرتے ہیں۔ وہ مزید بتاتے ہیں کہ اُن کے پہلے بادشاہ تارگیتوس کے وقت سے لے کر اُن کے ملک پر داریوش کے حملے تک کا عرصہ پورے ایک ہزار سال بنتا ہے۔ شاہی سیتھی مقدس سونے کی خصوصی حفاظت کرتے ہیں اور ہر سال اُس کے اعزاز میں بہت بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ اِس جشن میں اگر سونے کا امانت دار شخص کھلی فضا میں سو جائے تو وہ ایک سال کے اندر اندر یقیناً مر جائے گا۔ چنانچہ اُس کی تنخواہ اُتنی زمین ہوتی ہے جتنی پر وہ ایک دن میں گھوڑے پر سفر کر لے۔ چونکہ سیتھیا کا علاقہ بہت وسیع ہے' اس لیے کولاکسیس نے اپنے تینوں بیٹوں کو الگ الگ بادشاہت دی جن میں سے ایک کی سلطنت باقی دو کی نسبت بڑی تھی: اس میں سونے محفوظ رکھا گیا تھا۔ سیتھیا کے انتہائے شمال میں آباد لوگوں کے علاقہ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ بے شمار اُڑتے ہوئے پروں کے باعث نظروں سے اوجھل اور ناقابل عبور بن گیا۔ زمین اور فضاء ہر جگہ پہ پر ہی پر ہیں' اسی وجہ سے وہاں کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔[6]

8۔ یہ تھا سیتھیوں کا اپنے متعلق اور اپنے سے اوپر واقع ملک کے حوالہ سے بیان۔ پونٹس کے اردگرد آباد یونانی ایک مختلف کہانی سناتے ہیں۔ اُن کے مطابق جب ہیراکلیس گیریون کی گائیں لے کر جا رہا تھا تو راستے میں سیتھیوں کے موجودہ خطے (جو اُس وقت غیر آباد تھا) میں پہنچا۔ گیریون پونٹس سے باہر گیڈس کے نزدیک ایریتھیا[7] نامی جزیرے میں رہتا تھا جو سمندر میں ہیراکلیس کے ستونوں سے پرے ہے۔[8] اب کچھ کا کہنا ہے کہ سمندر مشرق میں شروع ہوتا اور ساری دنیا کے اردگرد چکر لگاتا ہے: لیکن وہ اِس امر کا کوئی ثبوت پیش نہیں کرتے۔ ہیراکلیس وہاں سے موجودہ سیتھیا کہلانے والے علاقہ میں آیا' اور اُس نے طوفان باد و باراں کے باعث شیر کی کھال اپنے گرد لپیٹی اور سو رہا۔ جب وہ محو نیند تھا تو اُس کی گھوڑیاں' جو اُس نے چرنے کے لیے رتھ سے کھولی تھیں' کسی کرشمہ سے غائب ہو گئیں۔

9۔ بیدار ہونے پر وہ انہیں ڈھونڈنے لگا' اور سارا علاقہ چھان لینے کے بعد آخرکار "سرزمین شجر" نامی علاقہ میں پہنچا جہاں اُسے ایک غار میں نصف دوشیزہ اور نصف سانپ کے دھڑ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والی ایک انوکھی مخلوق ملی۔ اُس نے حیرت بھری نظروں سے اُسے دیکھا؛ مگر ہمت کر کے پوچھا کہ کیا اُس نے کہیں اُس کی گھوڑیوں کو پھرتے دیکھا ہے۔ ناگ دوشیزہ نے جواب دیا ''ہاں' اور اب وہ میری نگرانی میں ہیں؛ لیکن انہیں صرف اِس صورت میں واپس کروں گی کہ تم مجھے اپنی محبوبہ بنالو۔'' ہیراکلیس اپنی گھوڑیاں واپس لینے کی خاطر مان گیا؛ لیکن بعد میں ناگ دوشیزہ نے اُسے روک لیا اور گھوڑیوں کی واپسی میں تاخیر کی کیونکہ وہ اُسے زیادہ سے زیادہ عرصہ تک اپنے پاس رکھنا چاہتی تھی۔ دوسری طرف ہیراکلیس کو صرف یہ بیقراری تھی کہ فوراً گھوڑیاں واپس لے کر وہاں سے چلا جائے۔ آخر کار جب وہ اُنہیں واپس کرنے پر تیار ہو گئی تو اُس سے بولی '' جب تمہاری گھوڑیاں بھٹک کر اِدھر آنکلیں تو میں نے ہی انہیں تمہاری خاطر بچا لیا تھا' اب تم نے ہرجانے کی ادائیگی کر دی ہے؛ لیکن دیکھو! میری کوکھ میں تمہارے تین بیٹے ہیں۔ اس لیے مجھے بتاؤ کہ جب تمہارے بیٹے جوان ہو جائیں تو میں اِن کا کیا کروں؟ کیا تم چاہتے ہو کہ میں انہیں یہیں اِس ملک میں آباد کروں (جہاں کی میں مالک ہوں) یا تمہارے پاس بھیج دوں؟'' ہیراکلیس نے جواب دیا '' جب یہ لڑکے جوان ہو جائیں تو ایسا ہی کرنا' اور یقیناً تم سے کوتاہی نہیں ہوگی۔ ان پر نظر رکھنا' اور جب تم اُن میں سے ایک کو کمان اِس طرح کھینچتے دیکھو جیسے میں کھینچ رہا ہوں اور وہ یہ بیلٹ باندھے دیکھو تو اُسے ہی یہاں بسانے کے لیے منتخب کرنا۔ اِس آزمائش میں ناکام ہونے والوں کو باہر بھیج دینا۔ یوں تم بیک وقت خود کو مسرور اور میری اطاعت کرو گی۔''

10۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنی ایک کمان --- تب اُس کے پاس دو ہوا کرتی تھیں --- کو کھینچا اور بیلٹ باندھ کر دکھائی۔ تب اُس نے کمان اور بیلٹ ناگ دوشیزہ کو پکڑا دی۔ بیلٹ کے بکسوئے کے ساتھ ایک طلائی ساغر منسلک تھا۔ وہ ناگ دوشیزہ کو یہ چیزیں دے کر اپنی راہ چل دیا؛ اور جب عورت کے بچے جوان ہوئے تو اُس نے اُن کو علیحدہ علیحدہ نام دیئے۔ پہلے کو آگاتھائرسس' دوسرے کو گیلونس اور سب سے چھوٹے کو سکاتھس کہہ کر پکارا۔ تب اُسے ہیراکلیس کی دی ہوئی ہدایات یاد آئیں' اور اُن کے مطابق عمل کرتے ہوئے تینوں بیٹوں کا امتحان لیا۔ پہلے دو یعنی اگاتھائرسس اور گیلونس ناکام رہے' اور ماں نے انہیں ملک سے باہر بھیج دیا۔ سب سے چھوٹا بیٹا سکاتھس کامیاب رہا اور یوں ملک میں ہی رہنے کا حقدار ٹھہرا۔ سکاتھس ابن ہیراکلیس کی اولاد سے ہی سیتھیا (یا سکاتھیا) کے تمام بعد کے بادشاہ آئے؛ اور سیتھی آج بھی اپنی پیٹیوں کے ساتھ ساغر لٹکاتے ہیں۔ سکاتھس کی ماں نے اُس کے لیے بس یہی ایک کام کیا تھا۔ یہ کہانی پونٹس کے آس پاس رہنے والے یونانیوں کی زبانی ہے۔

11۔ ذیل میں ایک اور مختلف کہانی بھی بیان کی جا رہی ہے جس پر میں سب سے زیادہ یقین رکھنے پر مائل ہوں۔ کہانی یہ ہے کہ سیلانی سیتھی کبھی ایشیاء میں رہا کرتے تھے' اور وہاں انہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے مساگیتے کے ساتھ جنگ میں شکست کھائی؛ چنانچہ اپنے گھر چھوڑے' اراکسیز[9] دریا عبور کیا اور سیمیریا کی سرزمین میں داخل ہوئے۔ اس لیے جس جگہ پر اب سیتھی آباد ہیں پہلے وہ سِمیریوں کا ملک تھا۔[10] جب وہ وہاں آئے تو مقامی لوگ اُن کی کثیرالتعداد فوج کے متعلق سُن کر باہم مشاورت کرنے بیٹھے۔ اِس مجلس میں آراء متنازعہ رہیں اور دونوں دھڑے اپنے اپنے موقف پر سختی سے ڈٹے رہے۔ لیکن "شاہی قبیلے" کا مشورہ بہادرانہ تھا۔ کیونکہ دوسروں کا اصرار تھا کہ بہترین راہ ملک کو خالی کر دینا ہے تاکہ ایک وسیع لشکر سے مقابلہ نہ کرنا پڑے' لیکن شاہی قبیلے نے وہیں ٹھہرنے اور آخری دم تک وطن کا دفاع کرنے کا مشورہ دیا۔ کوئی ایک دھڑا بھی دوسرے کی بات ماننے کو تیار نہ تھا' اس لیے ایک نے فیصلہ کیا کہ وہ ایک وار بھی کیے بغیر اپنا ملک حملہ آوروں کے حوالے کر دیں گے؛ جبکہ دوسرے نے وہیں جنگ میں مر کر مادرِ وطن کی خاک میں دفن ہونے کا تہیہ کیا۔ اِس فیصلہ کے بعد وہ تقریباً برابر تعداد کے دو حصوں میں بٹ گئے اور مل کر لڑے۔ سارا شاہی قبیلہ قتل ہوا اور لوگوں نے انہیں دریائے تائیرس (Tyras) کے قریب دفنا دیا جہاں اُن کی قبر اب بھی نظر آتی ہے۔ پھر باقی کے سِمیری وہاں سے رخصت ہوئے اور سیتھیوں نے وہاں پہنچ کر متروکہ زمین پر قبضہ کر لیا۔

12۔ سیتھیا میں سِمیریوں کے آثار اب بھی باقی ہیں؛ وہاں اُن کے قلعے' بحری بیڑہ اور سِمیریا نامی خطہ اور ایک سِمیری بوسفورس بھی ہے۔ اسی طرح یہ بھی نظر آتا ہے کہ جب سِمیری سیتھیوں سے بچ کر ایشیاء میں فرار ہوئے تو جزیرہ نما میں ایک بستی بسائی جہاں بعدازاں یونانی شہر سینوپے تعمیر ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ سیتھیوں نے اُن کا پیچھا کیا اور راہ بھٹک کر میڈیا میں جا نکلے۔ کیونکہ سِمیری ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ گئے تھے جبکہ سیتھی کاکیسس (Caucasus) کو دائیں جانب رکھ کر آگے بڑھے اور میڈیا پہنچ گئے۔ یہ بیان یونانیوں اور بربریوں دونوں میں مشترک ہے۔

13۔ پروکونیسس[11] کے رہائشی کیسٹروبیئس کے بیٹے آرستیاس نے بھی اپنی ایک نظم میں کہا ہے کہ وہ ڈایونیسیائی طیش کے ساتھ ایسیڈونز تک گیا۔ اُن سے اُوپر ایک آنکھ والے انسان اریماپسی رہتے ہیں؛ اُن سے بھی آگے سونے کے محافظ سیمرغ؛[12] اور مزید آگے سمندر تک ہائپربوریائی آباد ہیں۔ ہائپربوریوں کے سوا یہ تمام اقوام مسلسل اپنے پڑوسیوں کے علاقوں پر تجاوز کرتی آ رہی تھیں۔ حتیٰ کہ اریماپسی نے ایسیڈونیوں کو اُن کے ملک سے باہر نکالا' جبکہ ایسیڈونیوں نے سیتھیوں کو بیدخل کیا؛ اور سیتھیوں نے جنوبی سمندری ساحلوں[13] پر آباد سِمیریوں کو اپنا علاقہ چھوڑنے پر مجبور کیا۔ لہٰذا اِس خطہ کے بارے میں آرستیاس کا بیان بھی سیتھیوں سے موافقت نہیں رکھتا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

14۔ ان باتوں کو شعر بند کرنے والے شاعر آرستیاس کی جائے پیدائش کا نام میں پیچھے بتا چکا ہوں۔ اب میں اُس کے متعلق وہ کہانی بیان کروں گا جو میں نے پروکونیسس اور سائزیکس دونوں مقامات پر سُنی۔ وہ کہتے ہیں کہ جزیرے کے ایک ممتاز ترین گھرانے سے تعلق رکھنے والا آرستیاس ایک دن لوہار کی دکان میں گیا اور اچانک گر کر مر گیا۔ دکاندار نے اپنی دُکان بند کی اور آرستیاس کے عزیزوں کو صورتحال سے مطلع کرنے گیا۔ اِس موت کی خبر ابھی شہر میں پھیلی ہی تھی کہ سائزیکس کے ایک باشندے (جو کچھ دیر پہلے ارٹاکا[12] سے آیا تھا) نے افواہ کی تردید کی اور یقین دہانی کروائی کہ وہ سائزیکس آتے ہوئے راستے میں آرستیاس سے ملا ہے۔ تاہم' آرستیاس کے رشتہ دار تجہیز و تکفین کے لیے ضروری تمام سامان لے کر دکان کی طرف چل دیئے۔ لیکن دکان کھلنے پر وہاں آرستیاس موجود نہ تھا۔۔۔ زندہ نہ مردہ۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ اِس واقعہ کے سات سال بعد پروکونیسس میں دوبارہ نظر آیا اور "اریماسپیا" نامی نظم لکھ کر دوسری مرتبہ غائب ہو گیا۔ یہ کہانی اوپر مذکور دونوں شہروں میں سننے کو ملتی ہے۔

15۔ پروکونیسس اور میٹاپونٹم (اٹلی میں) سے ملنے والے بیانات کا موازنہ کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ آرستیاس اپنی دوسری گمشدگی کے 340 سال[15] بعد میٹاپونٹم[16] میں ظاہر ہوا اور اہل علاقہ کو حکم دیا کہ وہ اپالو کے اعزاز میں ایک قربان گاہ بنائیں اور اُس کے قریب ایک مجسمہ نصب کریں جسے "پروکونیسی آرستیاس" کا مجسمہ کہا جائے۔ اُس نے اُن سے کہا' "اگرچہ اپالو نے کبھی کسی اور اطالوی علاقے کا دورہ نہیں کیا' لیکن ایک مرتبہ تمہارے ملک میں آیا تھا؛ اُس وقت میں بھی اپالو کے ہمراہ تھا۔۔۔ البتہ اپنی موجودہ صورت میں نہیں بلکہ ایک کوے کی شکل میں۔"[17] اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔ تب اہل میٹاپونٹم نے ڈیلفی کے دارالاستخارہ سے پوچھا کہ وہ ایک آدمی کے اِس بُھوت کے ظہور کو کیا سمجھیں۔ جواب میں کاہنہ نے انہیں بھوت کی بات پر عمل کرنے کا حکم دیتے ہوئے کہا' "کیونکہ یہی تمہارے لیے بہترین ہے۔" چنانچہ اہل میٹاپونٹم نے ہدایت کے مطابق عمل کیا: اور اب میٹاپونٹم کے بازار میں اپالو کی شبیہ کے پاس ہی آرستیاس کے نام کا حامل ایک مجسمہ موجود ہے اور اُس کے اردگرد غار درخت (Bay trees) کھڑے ہیں۔ آرستیاس کا اتنا ہی ذکر کافی ہے۔

16۔ یہاں میں ملک کے جس حصے کی تاریخ بیان کر رہا ہوں اُس سے اُوپر کے خطوں کے بارے میں مجھے قطعی طور پر کچھ معلوم نہیں۔ مجھے ایک بھی ایسا شخص نہیں ملا جو انہیں حقیقی طور پر جاننے کا دعویدار ہو۔ حتیٰ کہ اوپر مذکور مسافر آرستیاس نے بھی اسیڈونیوں سے زیادہ کچھ جاننے کا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ اعتراف کرتا ہے کہ بالائی علاقوں کے بارے میں اُس کا بیان محض اُن باتوں پر مشتمل ہے جو اُس نے اسیڈونیوں سے سُنی تھیں۔ تاہم' اب میں وہ کچھ بیان کروں گا جو مجھے

اِن علاقوں کے بارے میں درست ترین ذرائع معلوم ہو سکا۔

17۔ بورستھینیوں کی منڈی (جو سیتھیا کی ساری ساحلی پٹی کے عین وسط میں واقع ہے) سے اوپر آباد پہلے لوگ یونانی سیتھی نسل کے کیلی پیڈے ہیں۔ اُس سے آگے الازونی لوگ رہتے ہیں۔ یہ دونوں اقوام دیگر حوالوں سے تو سیتھیوں کے ساتھ مشابہت رکھتی ہیں' لیکن وہ غلہ' پیاز' لہسن' مسور اور جوار [18] اگاتے اور کھاتے بھی ہیں۔ الازونیوں سے آگے سیتھی کاشتکار آباد ہیں جو اپنے استعمال کے لیے نہیں بلکہ فروخت کرنے کی غرض سے غلہ اگاتے ہیں۔ [19] اُن سے بھی اوپر نیوری آتے ہیں۔ [20] جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے' نیوری کے شمال کا علاقہ غیر آباد ہے۔ یہ اقوام دریائے ہپانس [21] کی گذر گاہ کے ساتھ ساتھ بورستھینز کے مغرب کی ہیں۔ [22]

18۔ بورستھینز کے اُس پار جانے پر سب سے پہلا ملک ہائیلیا (وُوڈلینڈ) ہے۔ [23] اُن سے اوپر سیتھی مزارعے رہتے ہیں جنہیں ہپانس کے قریب رہنے والے یونانی بورستھینی' جبکہ وہ خود اپنے آپ کو اولبیو پولیٹے کہتے ہیں۔ یہ مزارعین مشرق کی سمت میں آگے' دریائے پینٹی کیپس [24] کے ساتھ تین دن کی مسافت تک جاتے ہیں' جبکہ شمال کی سمت میں اُن کا ملک گیارہ دن کی بحرپیائی تک ہے۔ مزید آگے ایک وسیع و عریض غیر آباد خطہ ہے۔ اِس بے آباد علاقہ کے اوپر ایک الگ قسم کے لوگ کینی بال (آدم خور) رہتے ہیں جو سیتھیوں سے کافی مختلف ہیں۔ اُن سے اوپر کا علاقہ بے آب و گیاہ صحرا ہے؛ ہماری معلومات کے مطابق وہاں ایک بھی قبیلہ آباد نہیں۔

19۔ پینٹی کیپس عبور کر کے کاشتکاروں کے مشرق میں آگے بڑھتے ہوئے ہماری ملاقات سیلانی سیتھیوں سے ہوتی ہے جو کھیتی باڑی نہیں کرتے۔ اُن کا ملک اور یہ سارا علاقہ' ماسوائے ہائیلیا' درختوں سے قطعی طور پر عاری ہے۔ [25] وہ مشرق میں چودہ دن [26] کی مسافت تک پھیلے ہوئے ہیں اور ان کا مقبوضہ خطہ دریائے Gerrhus [27] تک جاتا ہے۔

20۔ گیرہس دریا کے بالمقابل "شاہی ضلع" ہے: یہاں سب سے بڑے اور بہادر سیتھی قبائل رہتے ہیں جو باقی تمام قبائل کو غلاموں کے طور پر دیکھتے ہیں۔ [28] اس کا ملک جنوب میں توریکا' [29] مشرق میں اندھے غلاموں کے بیٹوں کی کھودی ہوئی خندق تک جاتا ہے۔ اور کچھ حصہ دریائے تنائیس [30] تک۔ شاہی سیتھیوں کے ملک کے شمال میں میلان کلینی (کالی عبائیں) [31] نامی لوگ رہتے ہیں جو سیتھیوں سے مختلف نسل کے ہیں۔ اُن سے آگے کا دلدلی علاقہ ہماری معلومات کے مطابق غیر آباد ہے۔

21۔ تنائیس کو پار کرنے کے بعد آپ سیتھیا میں نہیں رہتے؛ پار جانے پر پہلا علاقہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوروماتے [۴۲] کا ہے جو پالس میوتس کے بالائی کنارے سے شروع ہو کر شمال کی سمت میں پندرہ دن کی مسافت کے فاصلے تک بے شجر ملک [۴۳] میں رہتے ہیں۔ اُن سے اوپر دوسرا علاقہ بیوڈینی کا ہے جہاں ہر قسم کے درختوں پر مشتمل گھنے جنگل موجود ہیں۔

22۔ بیوڈینی سے پرے شمال کی سمت میں جائیں تو پہلے سات روزہ مسافت جتنا چوڑا صحرا آتا ہے; اور اُس کے بعد اگر آپ کچھ مشرق کی جانب مائل ہوں تو تھیسا گیتے نامی کثیرالتعداد اور دوسروں سے قطعی مختلف قوم میں پہنچتے ہیں۔ اُنہی کے علاقہ میں lyrcae نام کے حامل لوگ رہتے ہیں; وہ بھی شکار کے ذریعے زندہ رہتے ہیں; اُن کا شکار کرنے کا طریقہ مندرجہ ذیل ہے۔ شکاری ایک درخت پہ چڑھ کر جھاڑیوں میں چھپ جاتا ہے; اُس کے پاس ایک گھوڑا اور ایک کتا ہوتا ہے جسے پیٹ کے بل لیٹنے کی تربیت دی جاتی ہے; شکاری ہوشیاری سے دیکھتا رہتا ہے اور جب شکار نظر آئے تو ایک تیر چھوڑتا ہے; پھر وہ اپنے گھوڑے پہ سوار ہو کر جانور کا تعاقب کرتا ہے اور پیچھے پیچھے کتا بھی چلا آتا ہے۔ ان لوگوں سے آگے تھوڑا سا مشرق کی طرف سیتھیوں کا ایک جداگانہ قبیلہ آباد ہے جنھوں نے ایک مرتبہ شاہی سیتھیوں کے خلاف بغاوت کی اور ان علاقوں میں ہجرت کر آئے۔

23۔ ان کے ملک تک کا خطہ زمین (جس کے متعلق میں بات کر رہا ہوں) سارا مسطح میدان ہے اور مٹی گہری ہے; اس سے آگے آپ ایک غیر ہموار اور سنگلاخ خطے میں داخل ہوتے ہیں۔ اس وسیع و عریض پتھریلے علاقے کو پار کرنے کے بعد آپ اُن لوگوں کے پاس پہنچتے ہیں جو فلک بوس پہاڑوں [۴۴] کے دامن میں رہتے ہیں' اور بتایا جاتا ہے کہ وہ سب کے سب--- مرد اور عورتیں--- پیدائشی طور پر گنجے' چپٹی ناک اور بہت لمبی ٹھوڑیوں والے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ایک اپنی سی زبان بولتے ہیں' لیکن اُن کا لباس بالکل سیتھیوں جیسا ہے۔ وہ ایک مخصوص پونٹیکم [۴۵] نامی درخت کے پھل پر گذارا کرتے ہیں; یہ درخت ہمارے صنوبر کے درخت جتنا ہے اور گٹھلی دار پھل پیدا کرتا ہے۔ جب پھل پک جائے تو وہ اسے کپڑے میں نچوڑ کر گاڑھا کالا رس نکال لیتے ہیں جسے "aschy" کہا جاتا ہے۔ وہ اسے اپنی زبانوں سے چاٹتے ہیں اور دودھ میں ملا کر بھی پیتے ہیں; جبکہ ٹھوس گاد کو کیکوں کی شکل دے کر گوشت کی جگہ پر کھاتے ہیں' کیونکہ اُن کے علاقہ میں چند ایک ہی بھیڑیں ہیں کیونکہ اچھی چراگاہیں موجود نہیں۔ ہر آدمی ایک درخت تلے رہتا ہے' اور وہ سردیوں میں درخت پر ایک موٹا سفید کپڑا ڈھانپ دیتے ہیں جبکہ گرمیوں میں اسے اتار لیا جاتا ہے۔ کوئی بھی ان لوگوں کو نقصان نہیں پہنچاتا کیونکہ انہیں مقدس سمجھا جاتا ہے--- اُن کے پاس کوئی جنگی ہتھیار بھی نہیں ہے۔ جب اُن کے پڑوسی حملہ کریں تو وہ لڑتے ہیں، اور بھاگ کر پناہ لینے والا شخص مامون ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں کو آرگی پائی کہا جاتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

24۔ ہمارے زیر غور یہاں تک کا علاقہ اچھی طرح جانچا دیکھا جا چکا ہے' اور ساحل اور گنجے آدمیوں کے درمیان کی تمام اقوام سے ہم کافی بہتر طور پر واقف ہیں۔ کیونکہ کچھ سیتھی کافی دور تک جانے کے عادی ہیں اور یونانی بھی وہاں جاتے ہیں۔ یہ سفر کرنے والے سیتھی سات مترجمین اور سات زبانوں کے ذریعہ مقامی لوگوں سے بات کرتے ہیں۔

25۔ چنانچہ' یہاں تک کا علاقہ معلوم ہے؛ لیکن گنجوں کی سرزمین سے آگے ایک ایسا خطہ ہے جس کے متعلق کوئی بھی درست طور پر نہیں بتا سکا۔ ناقابل عبور فلک بوس اور سیدھے پہاڑ مزید آگے بڑھنے کی راہ میں حائل ہیں۔[۲۶] گنجے لوگ کہتے ہیں کہ ان پہاڑوں میں رہنے والے لوگوں کے پاؤں بکروں جیسے ہیں' تاہم اُن کا یہ بیان مجھے قابل اعتبار نہیں لگتا اور اُن سے آگے گذر کر آدمیوں کی ایک ایسی نسل آتی ہے جو نصف سال سوتے رہتے ہیں؛ موخر الذکر بات پر بھی یقین نہیں کیا جا سکتا۔ گنجوں کے مشرق کی سمت والے خطے میں اےسیڈونیوں کو آباد بتایا جاتا ہے' لیکن ان دونوں اقوام کے شمال میں واقع خطہ قطعی نامعلوم ہے' ماسوائے چند بیانوں کے۔

26۔ اےسیڈونیوں کے ہاں مندرجہ ذیل رسوم مروج بتائی جاتی ہیں۔ جب کسی شخص کا باپ مر جائے تو تمام قریبی رشتہ دار گھر میں ایک بھیڑ لا کر قربان کرتے اور اس کا گوشت ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں' جبکہ ساتھ ہی ساتھ مردے سے بھی یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ بعد میں دونوں قسم کے گوشت کو ملا کر دعوت میں پیش کرتے ہیں۔ مُردے کے سر کے ساتھ ذرا مختلف برتاؤ ہوتا ہے؛ اس کی کھال کھینچ کر دھویا اور سونے میں جڑا[۲۶] جاتا ہے۔ تب یہ ایک قابل فخر زیور بن جاتا ہے اور ہر سال ایک عظیم تیوہار میں باہر لایا جاتا ہے جو بیٹے اپنے باپوں کی موت کے احترام میں مناتے ہیں (جیسے یونانی اپنا گینیشیا منایا کرتے ہیں)۔ دیگر حوالوں سے اےسیڈونی اپنی انصاف پسندی کے لیے مشہور ہیں؛ اور بتایا جاتا ہے کہ ان کی عورتیں بھی مردوں جتنی حاکمیت رکھتی ہیں۔[۸] اس قوم کے بارے میں ہمارا علم یہیں تک محدود ہے۔

27۔ آگے کے خطے ہمیں اےسیڈونیوں کے دیئے ہوئے بیانات سے ہی معلوم ہیں جنہوں نے یک چشمی انسانوں کی نسل اور سونے کے محافظ سیمرغوں کی کہانیاں سنائیں۔ سیتھیوں نے یہ کہانیاں اےسیڈونیوں سے مستعار لیں اور پھر آگے ہم یونانیوں کو منتقل کیں؛ اسی لیے ہم نے یک چشمی نسل کو سیتھی نام اریماسپی دیا۔۔۔ سیتھی زبان میں "اریما" کا مطلب ایک اور "سپور" کا مطلب آنکھ ہے۔

28۔ یہاں مذکور علاقے میں موسم سرما شدید ترین ہوتا ہے۔ آٹھ ماہ کے دوران کہرا اس قدر شدید ہوتا ہے کہ پانی زمین پر پھینکنے بلکہ آگ جلانے سے کیچڑ بنتا ہے۔ سمندر جم جاتا ہے اور سیمیری بوسفورس سارے کا سارا منجمد ہوتا ہے۔ اُس موسم میں گھاٹی کے اندر رہنے والے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیتھی برف پر جنگجوئی مہمات کرتے اور حتیٰ کہ اپنی گاڑیاں سنڈیوں کے ملک تک لے جاتے ہیں۔ سال کے باقی چار ماہ بھی موسم کافی سرد رہتا ہے۔[۹] موسم سرما کی نوعیت کسی بھی دوسرے ملک کے موسم سرما سے نہیں ملتی; کیونکہ اُس وقت' جب سیتھیا میں بارش ہونی ہوتی ہے' وہاں کوئی قابل ذکر بارش نہیں ہوتی' جبکہ موسم گرما میں بارش تھمتی ہی نہیں; اور جب باقی جگہوں پر طوفان بادوباراں آتے ہیں تو سیتھیا خشک رہتا ہے' تاہم وہاں گرمیوں میں موسلادھار مینہ برستا ہے۔ وہاں سردیوں میں طوفان بادوباراں اور زلزلوں کو بھی ایک شگون سمجھا جاتا ہے (موخر الذکر چاہے گرمیوں میں ہوں یا سردیوں میں)۔ گھوڑے سردی برداشت کرلیتے ہیں لیکن خچر اور گدھے اسے سہنے کے قابل نہیں ہوتے; جبکہ دیگر ممالک کے خچر اور گدھے تو سردی سہہ لیتے ہیں لیکن گھوڑے اگر بے حرکت کھڑے رہیں تو منجمد ہو جاتے ہیں۔

29- میرے خیال میں سردی ہی کی وجہ سے سیتھیا میں بیلوں کے سینگ نہیں ہوتے۔ اوڈیسے میں ہومر کا ایک فقرہ میری رائے کی حمایت کرتا ہے:---

"لیبیا میں بھی' جہاں میمنوں کی پیشانیوں پر سینگ بہت جلد اُگ آتے ہیں۔"[۴۰]

ہومر کے کہنے کا مطلب ہے کہ گرم ممالک میں سینگ فوراً اُگتے ہیں' اور یہ بات بالکل درست ہے۔ لہٰذا شدید سرد ممالک میں جانوروں کے سینگ ہوتے ہی نہیں یا پھر بہت مشکل سے اُگتے ہیں---اس کا سبب صرف سردی ہے۔

30- یہاں میں ایک حیرت انگیز امر بیان کرنا چاہوں گا کہ ایلس (Elis) میں سردی زیادہ نہ ہونے کے باوجود خچر پیدا نہیں ہوتے۔ مقامی لوگ اسے ایک لعنت کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔[۴۱] اور اُن کی عادت ہے کہ نسل کشی کا وقت آنے پر وہ اپنی گھوڑیوں کو کسی ملحقہ علاقے میں لے جاتے ہیں اور بچھیرے کی پیدائش کے بعد واپس ایلس میں لے آتے ہیں۔

31- سیتھیوں کے بیان کے مطابق فضاء میں جو پر اُڑتے رہتے ہیں[۴۲] اور اُن کی وجہ سے وہاں کچھ نظر نہیں آتا' تو اس سلسلے میں میری رائے یہ ہے کہ سیتھیا کے بالائی ممالک میں ہر وقت برفباری ہوتی رہتی ہے--- سردیوں میں زیادہ اور گرمیوں یقیناً کم۔ برفباری کا نظارہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ گرتی ہوئی برف بالکل پروں جیسی لگتی ہے۔ چنانچہ یہ شمالی خطے شدید سردی کے باعث غیر آباد ہیں; اور سیتھی بھی اپنے پڑوسیوں کی طرح برف گالوں کو پر کہتے ہیں۔ اب میں نے اس براعظم کے دُور افتادہ حصوں کے حوالے سے ملنے والی معلومات بیان کردی ہیں۔

32- ہائپر بوریوں (لفظی مطلب پہاڑوں سے پرے) کے بارے میں سیتھیوں اور نہ ہی ان علاقوں کی کسی اور قوم نے کچھ بتایا ہے۔ اسیڈونی بھی کچھ بتانے سے معذور ہیں' ورنہ سیتھی ضرور اُنہی سے معلومات لے کر بیان کردیتے جیسا کہ انہوں نے یک چشمی آدمیوں کے سلسلے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا۔ تاہم ہسیاڈ نے ان کا ذکر کیا' اور ہومر نے "ایپی گونی" میں' بشرطیکہ یہ واقعی اُس کی تحریر ہو۔ [۳۳]

33۔ لیکن اِس موضوع پر ابھی تک سب سے زیادہ کچھ اہلِ ڈیلوس (Delos) نے بتایا۔ وہ کہتے ہیں کہ پرالی میں لپیٹی ہوئی کچھ بیش قیمت بھینٹیں ہائپر بوریوں [۳۴] کے ملک سے سیتھیا میں لائی گئیں' اور سیتھیوں نے انہیں وصول کرکے اپنے مغربی پڑوسیوں کو بھیج دیا' جنھوں نے آگے منتقل کیا؛ یوں انجام کار وہ اشیاء ایڈریاٹک پہنچ گئیں۔ جہاں سے انہیں جنوب میں بھیجا گیا اور جب وہ یونان پہنچیں تو سب سے پہلے ڈوڈونیوں نے وصول کیں۔ وہاں سے وہ ملیاک خلیج' پھر یوبیا گئیں اور شہر در شہر ہوتی ہوئیں آخر کار کیرسٹس پہنچیں۔ کیرسٹیوں نے انہیں ٹینوس سے لیا اور پھر ڈیلوس لائے۔ یوں یہ بھینٹیں ڈیلوس والوں کو ملیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہائپر وچے اور لاؤڈائیسے نامی دو دوشیزائیں پہلی بھینٹ ہائپر بوریوں سے لائیں؛ اور ہائپر بوریوں نے راستے میں اُن کے حفاظت کے لیے پانچ آدمی ساتھ بھیجے؛ اہلِ ڈیلوس ان افراد کو "پرفیری" کہتے ہیں۔ بعد ازاں ہائپر بوریوں نے جب اپنے قاصدوں کو واپس آتے نہ پایا تو مندرجہ ذیل منصوبہ بنایا:۔۔۔ انہوں نے اپنی بھینٹوں کو پرالی میں لپیٹا اور اپنی سرحدوں پر جاکر پڑوسیوں سے کہا کہ وہ ان چیزوں کو ایک قوم سے دوسری قوم تک بھیجیں' ایسا ہی ہوا' اور یوں بھینٹیں ڈیلوس پہنچیں۔ میں خود بھی اس قسم کی ایک رسم سے آگاہ ہوں جو تھریس اور پیونیا کی خواتین سرانجام دیتی ہیں۔ وہ ارتمس کو بھینٹ کرنے کے لیے ہمیشہ پرالی لاتی ہیں۔ ذاتی معلومات کے ذریعہ میں اس کی تصدیق کر سکتا ہوں۔

34۔ ہائپر بوریوں کی بھیجی ہوئی دوشیزائیں ڈیلوس میں مرگئیں؛ اور اُن کے اعزاز میں تمام ڈیلیائی لڑکیوں اور نوجوانوں نے اپنے بال کٹوانے شروع کردیے۔ لڑکیاں اپنی شادی سے ایک دن پہلے اپنی ایک لٹ کاٹ کر دوپھانک لکڑی کے گرد لپیٹتیں اور دوشیزاؤں کی قبر پر رکھ آتیں۔ ارتمس کے احاطے میں داخل ہونے پر بائیں ہاتھ پہ قبر واقع ہے اور اس کے اوپر زیتون کا ایک درخت اُگا ہے۔ نوجوان اپنے کچھ بال ایک قسم کی گھاس کے گرد لپیٹتے ہیں اور لڑکیوں کی طرح اسے قبر پہ رکھ آتے ہیں۔ یہ ہیں وہ تکریمی رسوم جو اہلِ ڈیلوس اُن دوشیزاؤں کے اعزاز میں ادا کرتے ہیں۔

35۔ وہ مزید بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ وہاں ہائپر بوریوں کی جانب سے دو کنواری لڑکیاں آرگے اور اوپس اسی راستے سے آئیں جس کے ذریعہ بعد میں ہائپر وچے اور لوڈائیسے آئی تھیں۔ ہائپر وچے اور لوڈائیسے تو ایلیتھائیا میں بھینٹیں پہنچانے آئی تھیں؛ لیکن آرگے اور اوپس عین اُس وقت آئی تھیں جب ڈیلوس کے دیوتا [۳۵] اپالو اور ڈیانے آئے تھے' اور اہلِ ڈیلوس ان کا احترام ایک مختلف انداز میں کرتے ہیں۔ کیونکہ ڈیلوس کی عورتیں ان کنواریوں کے نام پر چیزیں جمع

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرتیں، انہیں ایک بھجن میں پکارتی ہیں جو ایک لائشی اولین (Olen) نے اُن کے لیے ترتیب دیا ہے؛ اہل ڈیلوس نے ہی باقی ماندہ جزیرے والوں، حتیٰ کہ ایونیاؤں کو بھی ایسا ہی کرنے کی تربیت دی۔ لائشیا سے آنے والے اولین نے دیگر قدیم بھجن بھی ترتیب دیئے جو ڈیلوس میں گائے جاتے ہیں۔ اہل ڈیلوس مزید بتاتے ہیں کہ قربان گاہ پر جلائی جانے والی ران کی ہڈیوں کی راکھ اوپس اور آرگے کی قبر پر بکھیری جاتی ہے۔ اُن کی قبر ارتمس کے معبد کے پیچھے مشرق کی طرف، Ceians کے ضیافتی ہال کے نزدیک واقع ہے۔ ہائپر بوریوں کے متعلق بیان بس یہیں ختم ہوتا ہے۔

36۔ مبینہ طور پر ہائپر بوری بتائے جانے والے ابارس کی کہانی کے بارے میں، میں خاموش ہی رہوں گا۔ کہتے ہیں کہ ابارس نے اپنے تیر کے ساتھ پوری دنیا کا چکر لگایا تھا۔ تاہم، اتنی بات تو واضح ہے: اگر ہائپر بوری موجود ہیں تو ہائپر نوٹی بھی لازماً موجود ہوں گے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں اس وقت ہنسنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا جب بہت سے لوگوں کو کسی رہنمائی کے بغیر دنیا کے نقشے بناتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ وہ زمین کو بالکل گول اور اس کے ارد گرد سمندر بناتے ہیں۔[۶] براعظم ایشیاء اور یورپ کا سائز بھی ایک جتنا بنایا جاتا ہے۔ اس معاملے کی حقیقت میں اب چند ایک الفاظ میں بیان کروں گا۔

37۔ اہل فارس جنوبی یا اریتھر-ئن سمندر کے اوپر والے ملک میں آباد ہیں؛ اُن سے اوپر شمال میں میڈی ہیں؛ میڈیوں سے آگے ساپیری، پھر شمالی سمندر (جس میں فاسس گرتا ہے) تک کولکی۔ ایک ساحل سے لے کر دوسرے ساحل تک کا سارا علاقہ ان چار اقوام سے آباد ہے۔

38۔ ان اقوام کے مغرب میں دو پٹیاں سمندر میں آگے تک جاتی ہیں، جنہیں میں اب بیان کروں گا۔۔۔ ایک پٹی شمال میں دریائے فاسس سے شروع ہو کر بحیرۂ اسود اور ہیلس پونٹ کے ساتھ ساتھ تروآس میں سجیئم (Sigeum) تک جاتی ہے؛ جبکہ جنوب کی طرف یہ فیقیا سے ملحق مائریانڈری خلیج[۷] سے ٹریوپک راس زمین تک محیط ہے۔

39۔ دوسری پٹی فارسیوں کے ملک سے شروع ہو کر بحیرہ اریتھر-ئن تک جاتی ہے اور اس میں فارس، اشوریہ اور پھر عرب آتے ہیں۔ اس کی آخری حد[۸] تو نہیں آتی، مگر پھر بھی خلیج عرب کو اس کی حد اختتام بتایا جاتا ہے۔۔۔ داریوش نے دریائے نیل سے نکالی ہوئی نہر[۹] اسی خلیج میں گرائی تھی۔ فارس اور فنیقیا کے درمیان ایک وسیع و عریض خطہ زمین ہے، جس کے بعد ہمارا زیر غور علاقہ ابیض المتوسط[۱۰] (مدیترانہ) کے کنارے کنارے فنیقیا سے سیریا تک جاتا اور پھر مصر پہنچ کر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ اس سارے خطے میں بس تین ہی اقوام[۱۱] ہیں۔ فارسیوں کے ملک سے مغرب کا سارا ایشیاء انہی دو خطوں پر مشتمل ہے۔

40۔ فارسیوں، میڈیوں، ساپیریوں اور کولکیوں کے مقبوضہ خطے سے آگے، مشرق کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سمت میں 'ایشیاء اپنے جنوب میں بحیرہ اریتھریائن' جبکہ شمال میں کاسپین اور دریائے اراکسیز (جو اُبھرتے ہوئے سورج کی جانب بہتا ہے) سے گھِرا ہوا ہے۔ ہندوستان پہنچنے تک سارا علاقہ آباد ہے؛ لیکن مشرق بعید میں کوئی آبادی نہیں' اور آپ یہ نہیں بتا سکتے کہ یہ خطہ کس قسم کا ہے۔ تو یہ ہے ایشیا کا رقبہ اور محل وقوع۔

41۔ لیبیا کا تعلق اوپر مذکور دو پٹیوں میں سے ایک کے ساتھ ہے' کیونکہ یہ مصر سے ملحق ہے۔ مصر میں خطہ شروع میں تنگ ہے' ہمارے سمندر سے بحیرہ اریتھریائن تک فاصلہ ایک لاکھ فیدم سے زیادہ نہیں' یا بہ الفاظ دیگر ایک ہزار فرلانگ ہے؛ [۵۲] لیکن یہ تنگ گردن جس مقام پر ختم ہوتی ہے' وہاں سے لیبیا نامی خطہ بہت چوڑا ہے۔

42۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں حیران ہوں کہ انسانوں نے لیبیا' ایشیاء اور یورپ کی یہ موجودہ تقسیم کیسے کر دی' کیونکہ وہ نہایت نابرابر ہیں۔ یورپ باقی دونوں کی کل لمبائی کے برابر ہے' اور چوڑائی میں اُن کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ لیبیا کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ اِس کے تمام اطراف میں سمندر ہے' ماسوائے اس طرف کے جہاں یہ ایشیاء سے جُڑتا ہے۔ یہ دریافت سب سے پہلے ایک مصری بادشاہ نیکوس [۵۳] نے کی' جس نے دریائے نیل سے خلیج عرب تک [۵۴] نہر کی کھدائی شروع کی تو فینیقی عملے پر مشتمل چند بحری جہازوں کے حکم دے کر بھیجا کہ ہیراکلیس کے ستونوں [۵۵] تک جائیں اور مڈیٹرانہ (ابیض المتوسط) سے ہوتے ہوئے مصر واپس آئیں۔ فینیقی بحیرہ اریتھریائن کے راستے مصر سے روانہ ہوئے اور یوں جنوبی سمندر میں جہاز رانی کی۔ موسم خزاں آنے پر وہ جہاں بھی ہوتے فوراً کنارے پر آ جاتے اور وہاں ایک قطعہ زمین میں مکئی بو کر فصل پکنے کا انتظار کر کے واپس لوٹ آتے۔ وہ فصل کاٹ کر دوبارہ روانہ ہوتے' اور یوں وہ پورے دو سال سفر کرنے کے بعد ہیراکلیس کے ستونوں سے گذرے اور پھر گھر واپس چل دیئے۔ واپسی پر انہوں نے بتایا۔۔۔ مجھے اُن پر یقین نہیں' لیکن دوسروں کو شاید ہو۔۔۔ کہ لیبیا کے گرد جہاز رانی کرتے وقت سورج اُن کے دائیں طرف تھا۔ [۵۶] اس طرح لیبیا کی وسعت کا پہلی مرتبہ اندازہ لگایا گیا۔

43۔ ان فینیقیوں کے بعد کارتھیجیوں نے (اُن کے اپنے بیان کے مطابق) بحری سفر کیا۔ اکیمینی تیاسپس کے بیٹے ستاسپس نے لیبیا کا چکر لگانے کا قصد تو کیا تھا مگر گیا نہیں؛ وہ سفر کی طوالت اور غیر دلچسپی سے ڈر کر واپس آ گیا اور وہ کام ادھورا چھوڑ دیا جس پر اُسے اُس کی ماں نے لگایا تھا۔ اِس آدمی نے زوپائرس ابن میگابائزس [۵۷] کی کنواری بیٹی سے زبردستی کی تھی' اور بادشاہ ذرکسیز نے اس جرم کی پاداش میں اُس کی کھال کھنچوانے کو تھا کہ اُس کی ماں (جو داریوش کی بہن تھی) نے سزا معاف کروائی اور بادشاہ سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے بیٹے کو اِس جُرم کی زیادہ بڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سزا دے گی۔ ماں نے ستاپس کو مجبور کیا کہ لیبیا کا چکر لگا کر خلیج عرب سے واپس مصر آئے۔ ذرکسیز مان گیا؛ اور ستاپس نے مصر جا کر جہاز لیا اور عملے کے ساتھ ہیرا کلیس کے ستونوں کی جانب روانہ ہوا۔ آبناؤں سے گذر کر وہ لیبیائی کیپ Soloeis [۵۸] کی جانب بڑھا اور جنوب کی سمت چل دیا۔ وہ سمندر کی وسعت میں اِس جانب کئی ماہ سفر کرتا رہا' اور اپنے سامنے اس سے بھی زیادہ پانی پایا جتنا کہ پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ لہٰذا اُس نے ارادہ ترک کیا اور واپس مصر آ گیا۔ پھر دربار میں جا کر اُس نے ذرکسیز کو خبر دی کہ وہ جس بعید ترین نقطے تک گیا تھا وہاں ساحل پر بونوں [۵۹] کی ایک نسل رہتی تھی جو کھجور کے درخت سے بنا ہوا لباس پہنتے تھے۔ جب وہ ساحل پر اُترا تو تمام باشندے اپنے شہروں کو چھوڑ کر پہاڑوں میں بھاگ گئے؛ تاہم' اُس کے آدمیوں نے اُن کے ساتھ کوئی بُری حرکت نہ کی' اور بس شہروں میں داخل ہو کر اُن کے کچھ مویشی ہی لیے۔ اُس نے بتایا کہ جہاز رُک جانے کے باعث وہ لیبیا کے گرد پورا چکر نہ لگا سکا۔ تاہم' ذرکسیز نے اِس بیان کو درست تسلیم نہ کیا؛ اور چونکہ ستاپس اپنے ذمہ لگائے ہوئے کام کو پورا کرنے میں ناکام رہا تھا' اس لیے سابق سزا کے مطابق اُس کی کھال کھینچ دی گئی۔ [۶۰] اُس کا ایک خواجہ سرا اُس کی موت کی خبر سُن کر اُس کی دولت کا کافی بڑا حصہ لے کر فرار ہو گیا اور ساموس پہنچا جہاں ایک ساموسی باشندے نے ساری دولت چھین لی۔ میں اُس آدمی کا نام اچھی طرح جانتا ہوں' لیکن یہاں نہیں لکھوں گا۔

44۔ ایشیاء کے زیادہ تر حصے کو داریوش نے دریافت کیا۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ دریائے سندھ (جو واحد ایسا دریا نہیں [۶۱] جس میں مگرمچھ پیدا ہوتے ہیں) کس جگہ پر سمندر میں گرتا ہے۔ لہٰذا اُس نے کچھ قابل بھروسہ آدمیوں کو اس دریا میں نیچے کی جانب کشتی رانی کرنے کو کہا۔ ان آدمیوں میں کیریانڈا [۶۲] کا سکائی لیکس بھی شامل تھا۔ وہ کیسپاتائرس [۶۳] شہر سے (جو پاکتائیکا علاقے میں ہے) دریا میں اُترے اور مشرق [۶۴] سمت میں سمندر کی طرف سفر کرنے لگے۔ یہاں وہ مغرب کی جانب مڑے اور تیس ماہ سفر کرنے کے بعد اُس جگہ پر پہنچے جہاں سے مصری بادشاہ نے (جس کے بارے میں اوپر ذکر کیا گیا) فنیقیوں کو لیبیا کے گرد بحر پیمائی کے لیے بھیجا تھا۔ [۶۵] یہ سفر مکمل ہونے پر داریوش نے انڈیا والوں [۶۶] کو فتح کیا اور وہاں کے سمندر کو استعمال میں لایا۔ چنانچہ مشرقی حصہ کے سوا سارے ایشیاء کا کھوج لگایا گیا۔ اور اسے لیبیا کی طرح ہی گھِرا ہوا پایا گیا۔ [۶۷]

45۔ لیکن یورپ کی سرحدیں قطعی نامعلوم ہیں' اور کوئی شخص ایسا نہیں جو یہ کہہ سکے کہ اس کے شمال [۶۸] یا مشرق میں کوئی سمندر ہے یا نہیں' اور لمبائی میں یہ بلاشبہ لیبیا اور ایشیاء کے برابر ہے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ایک ایسے خطے کو تین نام' وہ بھی مونث' کیوں دیئے گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو فی الحقیقت ایک ہی ہے' نہ ہی یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مصری دریائے نیل یا کولکی دریائے فاسس کو سرحدی لکیریں کیوں بنایا گیا۔ ۶۹ میں یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ یہ نام کن لوگوں نے اور کب دیئے۔ بحیثیت عمومی یونانیوں کے مطابق لیبیا کا یہ نام ایک مقامی عورت لیبیا کے نام پر رکھا گیا' اور ایشیاء کا پرومیتھیئس کی بیوی کے نام پر۔ تاہم 'اہل لیڈیا کا دعویٰ ہے کہ موخر الذکر خطے کا نام پرومیتھیئس کی بیوی نہیں بلکہ ا-سیز (Asies) ابن کوٹیس ابن مینز کے نام پر رکھا گیا جو سارڈیس کے قبیلے ایشیاء کا نام دہندہ بھی ہے۔ جہاں تک یورپ کا معاملہ ہے تو کوئی بھی یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ سمندر میں گھرا ہوا ہے یا نہیں' اور نہ ہی اس کے نام کے ماخذ یا نام دہندہ کا علم ہے۔ ایک بیان یہ ہے کہ یورپ کا نام الصور کی یوروپے کے نام پر ہے اور اُس سے پہلے یہ علاقہ بھی دیگر دونوں علاقوں کی طرح بے نام تھا۔ لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ یوروپے ایشیائی تھی' اور اُس نے کبھی اُس جگہ پر پاؤں نہ رکھا جسے یونانی یورپ کہتے ہیں۔ وہ تو صرف فینقیا سے کریٹ اور کریٹ سے لائشیا گئی تھی۔ آیئے ان معاملات کو یہیں چھوڑ کر مروج ناموں ۷۰ کو ہی استعمال کریں۔

46۔ اب داریوش جنگ کرنے بحر اسود کی جانب گیا تھا۔ اس کے ارد گرد رہنے والی اقوام' ماسوائے سیتھیوں کے' ہمیں معلوم کسی بھی علاقے کی اقوام سے زیادہ غیر مہذب ہیں۔ کیونکہ اناکارسس ۷۱ اور سیتھی افراد سے قطع نظر' اس خطے میں کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں جسے ذہین کے طور پر پیش کیا جا سکے' یا جس نے ایک بھی مشہور آدمی پیدا کیا ہو۔ سیتھیوں نے ایک حوالے سے (اور وہ بھی انسانی اختیارات کے لحاظ سے ایک اہم ترین حوالے سے) خود کو زمین پر بسنے والی کسی بھی قوم سے زیادہ عقلمند ظاہر کیا ہے۔ ورنہ اُن کی رسوم میری نظر میں زیادہ قابل تعریف نہیں۔ ۷۲ جس ایک حوالے کا میں نے ذکر کیا وہ اُن کی تدبیر ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے اوپر حملہ آور ہونے والے کسی بھی دشمن کا تباہی سے بچ نکلنا ناممکن بنا دیتے ہیں' جبکہ خود اُن کی پہنچ سے قطع باہر رہتے ہیں' اور جب مرضی ہو مقابلہ کرنے آگے آتے ہیں۔ اُن کے پاس شہر اور نہ ہی قلعے ہیں' اور جہاں بھی جائیں گھر ساتھ لے کر جاتے ہیں; ۷۳ مزید برآں' وہ سب کے سب گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے تیر چلانے کے عادی ہیں۔ وہ کھیتی باڑی سے نہیں بلکہ مویشیوں سے ذرائع حیات حاصل کرتے ہیں; اُن کی گاڑیاں ہی اُن کے گھر ہیں۔۔۔ ایسے میں وہ بھلا کیسے قابل تسخیر اور قابل شکست ہو سکتے ہیں؟

47۔ ان کے ملک اور وہاں آڑے ترچھے بہنے والے دریاؤں کی نوعیت حملے روکنے کے اس طریقے میں بڑی مددگار ہوتی ہے۔ کیونکہ زمین ہموار' بہتر طور پر سیراب شدہ اور چراگاہوں ۷۴ سے بھری ہوئی ہے; جبکہ دریاؤں کی تعداد تقریباً مصری نہروں کے برابر ہے۔ ان میں سے میں صرف ایسے دریاؤں کا ذکر کروں گا جو مشہور ہیں اور جن میں سمندر سے کچھ فاصلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تک جہاز رانی ممکن ہے۔ اُن میں اِستر (جس کے پانچ دہانے ہیں) تائرس، ہپانس، بورستھینز، پینٹی کیپس، ہپاکائرس، گیرہس، تنائیس شامل ہیں۔ ان دریاؤں کی گذرگاہیں میں ذیل میں بیان کروں گا۔

48۔ جن دریاؤں سے ہم واقف ہیں اُن میں سے اِستر اڈینیوب اسب سے طاقتور ہے۔ اس کی اونچائی کہیں بھی متغیر نہیں ہوتی، بلکہ یہ سردیوں اور گرمیوں میں ایک ہی سطح پر بہتا رہتا ہے۔ مغرب سے شمار کیا جائے تو یہ سیتھیوں کا پہلا دریا بنتا ہے، اور اِس کے سب سے بڑے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کئی ایک ذیلی دریاؤں کا پانی آکر شامل ہوتا ہے۔ اس میں طغیانی پیدا کرنے والے ذیلی دریا مندرجہ ذیل ہیں: سیتھیا والی طرف میں یہ پانچ--- پوریٹا (جسے یونانی پائرٹیس کہتے ہیں) تیارانتس، ارارس، نیپارس اور اوڈیسس۔ اول الذکر سب سے بڑا اور انتہائے مشرق میں ہے۔ جبکہ انتہائے مغرب میں تیارانتس کم حجم کا اور دوسرے نمبر پر ہے۔ باقی تین اِن دونوں کے درمیان بہتے ہوئے اِستر میں گرتے ہیں۔ اوپر مذکور سارے دریا سیتھی ہیں اور اِستر کے بہاؤ میں اضافہ کرتے ہیں۔

49۔ اگاتھیرسی کے ملک سے ایک اور دریا ماریس آتا اور اِستر میں گرتا ہے؛ اور ہیمس کی چوٹیوں سے تین طاقتور دریا اٹلس، اوراس اور تیبی سس شمال کے رُخ پر بہتے ہوئے اِستر میں شامل ہوتے ہیں۔ تھریس اس کو تین ندیوں، اتھرائس، نوئیس اور ارتانیس کے ذریعہ پانی فراہم کرتا ہے جو سب کروبیزی تھریسیوں کے ملک سے گذرتی ہیں۔ ایک اور ندی سکائیس سے آتی ہے جو کوہ رودوپے (Rhodope) کے نزدیک بلند ہو کر ہیمس کے سلسلہ [5] میں سے اپنی راہ بناتی اور اِستر تک پہنچتی ہے۔ ایک اور ندی اینگرس الائریا سے جنوباً شمالاً بہتی ہوئی آتی ہے اور ٹریبالی میدان کو سیراب کرنے کے بعد برونگس میں مل کر اِستر میں گرتی ہے۔[6] چنانچہ اِستر ان دونوں کافی بڑی ندیوں سے بھر جاتا ہے۔ ان سب کے علاوہ اِستر امبریوں سے اوپر کے علاقہ سے شمالی بہاؤ کے ساتھ بہہ کر آنے والی دو ندیوں کارپس [7] اور ایلپس [8] کا پانی بھی وصول کرتا ہے۔ کیونکہ اِستر سارے یورپ میں سے ہو کر گذرتا اور کیلٹوں کے ملک میں اُبھرتا ہے، (جو یورپ کے انتہائے مغرب میں واقع قوم ہے) اور پھر براعظم کو پار کر کے سیتھیا پہنچتا اور سمندر میں مل جاتا ہے۔

50۔ تب یہ تمام اور دیگر ندیاں مل کر اِستر میں طغیانی لاتی اور اُسے طاقتور ترین دریا بنا دیتی ہیں؛ کیونکہ اگر ہم دریائے نیل کا موازنہ اِستر کے "واحد" دھارے سے کریں تو یقیناً نیل کو برتر قرار دیں گے [9] جس میں کوئی ایک بھی ندی آکر نہیں ملتی ہے۔ سردیوں اور گرمیوں میں اِستر کی سطح ایک سی رہتی ہے--- جس کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں۔ سردیوں میں یہ اپنی فطری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلندی یا کچھ اُوپر بہتا ہے' کیونکہ اُن ممالک کے موسم سرما میں بارشیں شاذونادر لیکن برفباری متواتر ہوتی ہے۔ موسم گرما کی آمد پر یہ گہری برف پگھل کر اِستر میں آنے لگتی ہے: اس موسم میں اِستر کی سطح بارشوں کی وجہ سے بھی اُٹھتی ہے جو بہت زیادہ اور اکثر ہوتی ہیں۔ یوں مختلف ندی نالے مل کر اِستر کو گرمیوں میں سردیوں سے زیادہ بھر دیتے ہیں' اور سورج کی طاقت بڑھنے سے زیادہ سے زیادہ پانی بخارات بن کر اُڑنے لگتا ہے۔ لہٰذا یہ دونوں مخالف وجوہ ایک دوسری کا اثر زائل کرتی ہیں اور اِستر کی سطح جوں کی توں رہتی ہے۔

51- تو یہ ہے سیتھیا کا سب سے بڑا دریا: اس کے بعد تائیرس کا نمبر آتا ہے جو سیتھیا کو نیوری کی سرزمین سے جدا کرنے والی ایک وسیع و عریض جھیل سے نکلتا ہے اور جنوبی بہاؤ اختیار کرکے سمندر تک پہنچتا ہے۔ دریا کے دہانے پر آباد یونانی تائیری کہلاتے ہیں۔

52- تیسرے دریا کا نام ہپانس [۸۰] ہے۔ یہ سیتھیا کی حدود میں اُبھرتا اور ایک اور وسیع جھیل میں سے برآمد ہوتا ہے جس کے اردگرد جنگلی گھوڑے چرتے ہیں۔ جھیل کو کافی درست طور پر "ہپانس کی ماں" [۸۱] کہا جاتا ہے۔ یہاں اُبھرنے والا ہپانس پانچ دن کے بحری سفر جتنے فاصلے تک ایک اُتھلا دریا ہے اور اس کا پانی میٹھا و صاف ہے: تاہم اس سے آگے چار دن کے فاصلے پر سمندر تک پہنچنے پر نہایت ترش ہو جاتا ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ کچھ نہایت ترش پانیوں والے قدرتی نالے کا اس میں آگرنا ہے' یہ نالہ چھوٹا سا ہونے کے باوجود ہپانس جیسے بڑے دریا کو بھی خراب کر دیتا ہے۔ ترش نالے کا ماخذ سیتھی کاشتکاروں کے علاقے کی سرحدوں پر ہے' اور مقامی زبان میں اس کے نام کا مطلب "مقدس راہیں" ہے۔ تائیرس اور ہپانس دریا ایلازونوں کے علاقہ میں باہم ملتے' [۸۲] لیکن بعد میں کافی دور دور ہو جاتے ہیں۔

53- سیتھیا کا چوتھا دریا بورستھینز [۸۳] ہے۔ اِستر کے بعد یہ باقی سب سے بڑا ہے اور میری رائے میں یہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ پیداواری بھی ہے' ماسوائے ناقابل موازنہ دریائے نیل کے۔ اس کے کناروں پر مویشیوں کے لیے دلکش اور خوبصورت ترین چراگاہیں ہیں: اس میں نہایت مزیدار مچھلی بکثرت ملتی ہے: اس کا پانی شفاف ہے' جبکہ آس پاس کے تمام دریا گدلے ہیں: اس کی گذرگاہ کے ساتھ ساتھ بھرپور ترین فصل اُگتی ہے' اور جہاں کاشت نہیں ہوتی وہاں گھاس کے گھنے میدان ہیں۔ جبکہ اس کے دہانے پر کسی انسانی مدد کے بغیر [۸۴] کثیر مقدار میں نمک جمع ہو جاتا ہے اور اس میں سے پکڑی جانے والی کانٹوں کے بغیر مچھلی [۸۵] کی قسم انتاکئی (Antacaei) کہلاتی ہے۔ اس کے کرشمے صرف یہی نہیں ہیں۔ گیرہس نامی جگہ پر' جو سمندر سے چالیس دن کے بحری سفر کے فاصلے پر ہے' اس کی گذرگاہ معلوم اور سمت شمالاً جنوباً ہے: لیکن اوپر کی گذرگاہ کا کھوج کسی نے نہیں لگایا' یعنی ہمیں یہ نہیں پتہ کہ یہ کون کون سے ملک میں سے

گذرتا ہے۔ یہ کچھ دیر تک ایک صحرائی خطے میں سے گذرنے کے بعد سیتھی کاشتکاروں کے علاقے میں داخل ہوتا اور دس دن کے بحری سفر جتنے فاصلے تک اُن کی زمین پر چلتا جاتا ہے۔ نیل کے علاوہ یہ واحد ایسا دریا ہے جس کا ماخذ مجھے معلوم ہے اور نہ ہی دیگر یونانیوں کو۔ بورستھینز سمندر میں گرنے سے کچھ پہلے ہپانس میں مل جاتا ہے۔ ان کے درمیان والا چونچ دار علاقہ کیپ ہپولوس کہلاتا ہے۔ یہاں دیمیتر کا ایک معبد ہے' اور معبد کے بالمقابل دریائے ہپانس کے کنارے پر بورستھنیوں کی رہائش گاہ ہے۔ ان دریاؤں کے متعلق اتنا بیان ہی کافی ہے۔

54۔ پانچواں دریا پینٹی کپس بھی بورستھینز کی طرح شمالاً جنوباً بہتا اور ایک جھیل میں سے نکلتا ہے۔ اس دریا اور بورستھینز کے درمیانی علاقے پر کاشتکاری کرنے والے سیتھی آباد ہیں۔ یہ اُن کے علاقے کو سیراب کرنے کے بعد ہائیلیا میں سے ہو کر گذرتا اور پھر بورستھینز میں مل جاتا ہے۔

55۔ چھٹا دریا ہپاکائرس ایک جھیل میں سے نکلتا اور سیدھا خانہ بدوش سیتھیوں کے درمیان میں سے گذرتا ہے۔ یہ کارسینی تس شہر کے قریب سمندر میں گرتا' اور ہائیلیا اور ایکلیز[۵۶] کے بہاؤ کو دائیں طرف چھوڑ جاتا ہے۔

56۔ ساتواں دریا گیرہس بورستھینز سے ہی نکلی ہوئی شاخ ہے۔ یہ دریا سمندر کی جانب آتے ہوئے خانہ بدوشوں کے علاقے کو شاہی سیتھیوں کے علاقے سے جدا کرتا اور پھر ہپاکائرس میں مل جاتا ہے۔

57۔ آٹھواں دریا تنائیس ہے جس کا ماخذ کافی اوپر ایک وسیع جھیل[۵۷] میں ہے اور یہ ایک اور جھیل پالس میوتس میں جا کر گرتا ہے۔ یہ تنائیس ہائرگس[۵۸] نامی ندی کے پانی وصول کرتا ہے۔

58۔ تو یہ تھے سیتھیا میں بہنے والے قابلِ ذکر دریا۔ اس زمین میں پیدا ہونے والی گھاس جانوروں میں صفرا (پتے کی رطوبت 'gall') کا باعث بنتی ہے' جیسا کہ اُن کی لاشیں کھول کر دیکھنے سے واضح ہو جاتا ہے۔

59۔ اہل سیتھیا کو اہم ترین بنیادی اشیاء کثرت سے دستیاب ہیں۔ اب اُن کے انداز واطوار اور روایات کو بیان کیا جائے گا۔ وہ صرف مندرجہ ذیل دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں۔۔۔ ہیسٹیا (جس کا احترام باقی سب سے کہیں زیادہ کیا جاتا ہے) زئیس اور جے (Ge) جسے زئیس کی بیوی سمجھتے ہیں؛ اور ان کے بعد اپالو' آسمانی افروڈائٹ' ہیراکلیس اور اریس۔ یہ دیوتا ساری قوم میں پوجے جاتے ہیں: شاہی سیتھی پوسیڈون کو بھی قربانی پیش کرتے ہیں۔ سیتھی زبان میں ہیسٹیا کو *Tabiti*' زئیس کو *Papoeus*' جے کو *Apia*' اپالو کو *Oetosyrus*' آسمانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

الفروڈائٹ کو Artim pasa اور پوسیڈون کو Thamimasadas کہتے ہیں۔ وہ اریس کے سوا کسی بھی دیوتا کی عبادت میں شبیہیں' قربان گاہیں یا معبد استعمال نہیں کرتے۔

60۔ اُن کا قربانی کرنے کا انداز ہر جگہ اور ہر دفعہ ایک ہی ہوتا ہے; جانور کے دونوں اگلے پیروں کو رسی سے باندھ کر کھڑا کیا جاتا ہے اور قربانی کرنے والا شخص اُس کے پیچھے کھڑا ہوتا اور رسی کو جھٹکے سے کھینچ کر جانور کو گرا دیتا ہے; ساتھ ہی وہ متعلقہ دیوتا سے پرارتھنا کرتے ہوئے جانور کے گلے میں پھندا ڈالتا اور اُس میں ایک چھوٹی سی ڈنڈی ڈال کر گھماتا ہے جس سے جانور کا گلا دبایا جاتا ہے۔ اس موقع پر آگ جلائی جاتی ہے نہ مقدس رسم ہوتی ہے اور نہ ہی شراب بھینٹ کی جاتی ہے; بلکہ جانور کے ٹھنڈے ہونے پر فوراً اس کی کھال کھینچی اور اُس کا گوشت اُبالنے کی تیاری شروع کر دی جاتی ہے۔

61۔ چونکہ سیتھیا میں جلانے کی لکڑی بالکل نہیں آتی اس لیے گوشت ابالنے کے لیے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ وہ جانوروں کی کھال اُتارنے کے بعد تمام ہڈیاں علیحدہ کر لیتے ہیں' پھر گوشت کو برتن میں ڈال کر (جو لسبوس والوں کی دیگوں جیسے لیکن ذرا بڑا ہوتے ہیں) ہڈیوں کو نیچے رکھتے اور آگ جلا دیتے ہیں۔[89] اگر اُن کے پاس دیگ موجود نہ ہو تو جانور کی اوجڑی میں گوشت اور کچھ پانی ڈال کر نیچے ہڈیوں کو آگ لگاتے ہیں۔ ہڈیاں بڑے خوبصورت انداز میں جلتی ہیں; اور اوجڑی میں سارا بغیر ہڈی والا گوشت بڑی آسانی سے سما جاتا ہے۔ جب گوشت پک جائے تو قربانی انجام دینے والا شخص اُس کا ایک حصہ اپنے سامنے ڈال کر نذر کرتا ہے۔ وہ ہر قسم کے مویشیوں' لیکن زیادہ تر گھوڑوں[90] کی قربانی کرتے ہیں۔

62۔ دیگر دیوتاؤں کو بھی انہی جانوروں کی قربانیاں اسی طریقے سے دی جاتی ہیں; لیکن اریس کے لیے رسوم کچھ مختلف ہیں۔ ہر علاقے کی راجدھانی میں اس دیوتا کا ایک معبد ہے' جس کا بیان مندرجہ ذیل ہے۔ یہ بہت سے گٹھوں سے مل کر بنا ہوا جھاڑیوں کا ایک تین فرلانگ چوڑا اور اتنا ہی لمبا ڈھیر ہے; اس کی اونچائی کچھ کم ہے[91] اور اُوپر ایک چوکور چبوترہ بنا ہے جس کی تین اطراف عمودی جبکہ چوتھی طرف ڈھلانی ہے جس پہ چڑھ کر آدمی اوپر جاتے ہیں۔ ہر سال جھاڑیوں کے 150 چھکڑے لا کر ڈھیر میں شامل کیے جاتے ہیں کیونکہ وہ بارشوں کی وجہ سے متواتر بیٹھتا رہتا ہے۔ اس قسم کے ہر ڈھیر کی چوٹی پر اریس کی شبیہہ کے طور پر ایک قدیم لوہے کی تلوار نصب کی گئی ہے: یہاں ہر سال مویشیوں اور گھوڑے کی قربانیاں باقی تمام دیوتاؤں کی قربانیوں سے زیادہ ہوتی ہیں۔ وہ ہر ایک سو جنگی قیدیوں میں سے ایک کو بھینٹ کرتے ہیں' تاہم اس بھینٹ کی رسم جانور کی قربانی والی رسم سے مختلف ہوتی ہے۔ سب سے پہلے قیدی کے سر پہ شراب اُنڈیلی جاتی ہے' اور پھر اُسے ایک برتن کے اوپر ذبح کیا جاتا ہے اور خون خنجر پر بہتا ہے۔ جب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈھیر کی چوٹی پر یہ کارروائی جاری ہوتی ہے تو معبد کی ایک طرف پر ذبح شدہ قیدیوں کے دائیں ہاتھ اور بازو کاٹ کر ہوا میں اُچھالے جاتے ہیں۔ پھر دیگر قیدیوں کی باری آتی ہے' اور قربانی ادا کرنے والے لوگ ہاتھوں اور بازوؤں کو' جہاں وہ گرے ہوں' اور جسموں کو علیحدہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

63۔ یہ ہیں قربانی کے حوالے سے سیتھیوں کے قواعد۔ وہ سور کو اس مقصد کے لیے ہرگز استعمال نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں اپنے ملک کے کسی بھی حصے میں پالتے ہیں۔

64۔ جنگ کے سلسلہ میں اُن کی رسوم مندرجہ ذیل ہیں۔ سیتھی سپاہی جنگ میں اپنے ہاتھوں سے مارے ہوئے پہلے آدمی کا خون پیتا ہے۔ وہ اپنے مقتولوں کے سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لاتا ہے؛ چونکہ اُسے ان سروں کی تعداد کے مطابق ہی مال غنیمت میں سے حصہ ملتا ہے' اس لیے اگر وہ کوئی سر بھی نہ لا سکے تو کچھ بھی وصول نہیں کر سکتا۔ وہ کھوپڑی کی کھال اُتارنے کے لیے کانوں کے قریب ایک گول کٹ لگاتا اور کھینچ کر اتار لیتا ہے؛ پھر بیل کی پسلی کی ہڈی سے اُس کے ساتھ لگا ہوا گوشت اُتارتا اور ہاتھوں کے درمیان مل کر نرم کرتا ہے؛ بعد میں یہ اُس کے لیے رومال کا کام دیتا ہے۔ سیتھی اِن کاسہ ہائے سر پر فخر مند ہوتا ہے اور انہیں اپنے گھوڑے کی لگام سے لٹکاتا ہے؛ جس سیتھی کے پاس یہ کاسئہ سر جتنے زیادہ ہوں گے اُسے اتنا ہی ممتاز خیال کیا جائے گا۔ بہت سے سیتھی اِن کاسئہ سر کو باہم سی کر ایک طرح کا سلوکا بنا لیتے ہیں۔ کچھ دیگر اپنے دشمن کے دائیں بازو کی کھال ناخنوں سمیت اُتار کر اپنے ترکشوں کو ڈھانپنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ انسان کی کھال موٹی اور چمکدار ہوتی ہے' اور اِس کی رنگت باقی تمام جانوروں کی کھالوں سے زیادہ سفید ہوتی ہے۔ کچھ سیتھی تو اپنے دشمن کے سارے جسم کی کھال اُتار لیتے اور اِسے فریم پہ کھینچ کر ہر جگہ ساتھ ساتھ لیے پھرتے ہیں۔ یہ تھیں کاسہ ہائے سر اور کھالوں کے حوالے سے سیتھی روایات۔

65۔ وہ اپنے ناپسندیدہ ترین دشمنوں کی کھوپڑیوں کے ساتھ مندرجہ ذیل سلوک کرتے ہیں۔ وہ بھنوؤں سے نیچے کا حصہ آری سے کاٹنے اور اندرون صاف کرنے کے بعد اوپر چمڑا چڑھا دیتے ہیں۔ غریب آدمی تو بس یہی کرتا ہے' لیکن اگر وہ امیر ہے تو اندر والی طرف سونے کا استر بھی لگاتا ہے: ہر دو صورتوں میں کھوپڑی کو شراب پینے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے رقیب رشتہ داروں کی کھوپڑیوں کے ساتھ بھی یہی کچھ کرتے ہیں--- بشرطیکہ انہیں بادشاہ کے سامنے لڑائی میں ہرا دیں۔ جب اُن کے ہاں کوئی قابل قدر مہمان آتا ہے تو میزبان اُسے یہ کھوپڑیاں دکھا کر بتاتا ہے کہ اُس کے ان رشتہ داروں نے کیسے اُس کی دشمنی مول لی اور اپنی جان ہار بیٹھے؛ اس سب کو بہادری کا ثبوت سمجھا جاتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

66۔ ہر علاقے کا حاکم سال میں ایک مرتبہ مقررہ مقام پر شراب کا ایک پیالہ رکھتا ہے' اور وہ تمام سیتھی اس پیالے میں سے شراب پینے کے حقدار ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے دشمنوں کو قتل کیا ہو؛ اِس اعزاز سے محروم لوگ ایک طرف شرم سے سر جھکائے بیٹھے رہتے ہیں۔ اُن کے لیے اِس سے بڑھ کر شرمناک بات کوئی نہیں۔ جس نے اپنے دشمنوں کی بڑی تعداد کو مارا ہو وہ ایک کی بجائے دو پیالے پیتا ہے۔

67۔ سیتھیا میں غیب دان بکثرت ہیں جو بید مجنوں کی چھڑیوں کے ذریعہ مستقبل کی پیش گوئی کرتے ہیں۔ اِن چھڑیوں کا ایک بڑا سا گٹھا لا کر زمین پہ رکھ دیا جاتا ہے۔ غیب دان اِس گٹھے کو کھولتا اور ہر شاخ کو الگ الگ رکھتے ہوئے پیشگوئیاں کرتا ہے: پھر بولتے بولتے ہی وہ چھڑیوں کو دوبارہ اکٹھا کر کے گٹھا بنا دیتا ہے۔ مستقبل بینی کا یہ طریقہ سیتھیا کے ہر گھر میں مروج ہے۔ [۹۲] اِناریس یا عورت نما مردوں کا ایک اور طریقہ ہے' جو اُن کے مطابق ایفروڈائٹ نے انہیں سکھایا تھا۔ اس میں شجرلائم کی اندرونی چھال استعمال ہوتی ہے۔ وہ اِس چھال کا ایک ٹکڑا لیتے اور اِسے تین پٹیوں کی صورت میں چیر کر اپنی انگلیوں پر لپیٹتے اور پھر کھولتے ہوئے پیشگوئی کرتے ہیں۔

68۔ جب کبھی سیتھی بادشاہ بیمار پڑ جائے تو وہ اپنے وقت کے تین مشہور ترین غیب دانوں کو بلاتا ہے' جو وہاں آتے اور اوپر مذکور طریقے کے مطابق اپنا فن آزماتے ہیں۔ بالعموم وہ کہتے ہیں کہ بادشاہ فلاں فلاں نامی شخص کی وجہ سے بیمار ہے جس نے شاہی چولہے کے نام پر غلط قسم کھائی تھی۔ سیتھیوں میں رواج ہے کہ وہ کوئی حلف لیتے وقت قسم اٹھاتے ہیں۔ تب غلط قسم اٹھانے کے مرتکب شخص کو گرفتار کر کے بادشاہ کے سامنے لایا جاتا ہے۔ غیب دان اُسے بتاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے فن کے ذریعہ یہ جان لیا ہے کہ اُس نے شاہی چوکے کی جھوٹی قسم کھا کر بیماری کی وجہ فراہم کی تھی۔۔۔ ملزم احتجاج اور اپنے ساتھ کی گئی زیادتی پر واویلا کرتا ہے۔ تب بادشاہ چھ نئے غیب دانوں کو بلواتا ہے۔ اگر وہ بھی ملزم پر لگائے گئے الزام کو درست قرار دیں تو پہلے والے تین غیب دان اُس کی گردن مار کر اُس کی اشیاء آپس میں بانٹ لیتے ہیں: تاہم اگر چھ غیب دان اُسے بری الذمہ قرار دے دیں تو' مزید اور پھر مزید منگوائے جاتے ہیں۔ اگر اکثریت اُسے بے گناہ قرار دیدے تو الزام عائد کرنے والے اولین غیب دانوں کو اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑ جاتے ہیں

69۔ وہ سزائے موت ذیل کے طریقہ سے دیتے ہیں: ایک بیل گاڑی [۹۳] کو جھاڑیوں سے بھر دیا جاتا ہے; غیب دانوں کے پاؤں کو آپس میں اور ہاتھ کمر کے پیچھے باندھ کر منہ بند کر کے لکڑیوں کے درمیان پھینکا اور پھر انہیں آگ لگا دی جاتی ہے۔ گاڑی میں جتے بیل خوفزدہ ہو کر گاڑی سمیت بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ عموماً بیل اور غیب دان اکٹھے ہی جل مرتے ہیں' لیکن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کبھی کبھی گاڑی کا شہتیر جل جانے کے باعث بیل بچ نکلتا ہے۔ جھوٹے غیب دان کچھ دیگر وجوہ کی بناء پر بھی آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ جب بادشاہ اُن میں سے کسی ایک کو مار ڈالے تو اُس کا بیٹا بھی زندہ نہیں چھوڑتا؛ تمام نرینہ اولاد کو باپ کے ساتھ ہی مار دیا جاتا ہے، بس عورتوں کی جان محفوظ رہتی ہے۔

70۔ سیتھیوں میں حلف اُٹھاتے وقت مندرجہ ذیل رسوم ادا کی جاتی ہیں: مٹی کا ایک بڑا سا پیالہ شراب سے بھرا جاتا ہے، اور حلف لینے والے فریقین خود کو چاقو کے ساتھ ہلکا سا زخم لگا کر اپنے خون کا ایک قطرہ شراب میں گراتے ہیں؛ پھر وہ اِس محلول میں ایک خنجر، کچھ تیر، ایک گنڈاسا اور ایک نیزہ پھینکتے اور ساتھ ساتھ دعائیں پڑھتے ہیں: آخر میں دونوں فریق پیالے میں سے ایک ایک گھونٹ پیتے ہیں، اور اُن کے پیروکاروں میں سے اہم افراد بھی یہی کرتے ہیں۔ [۹۴]

71۔ اُن کے بادشاہوں کی قبریں گیرھی (Gerrhi) کی سرزمین میں ہیں جو اُس مقام پر رہتے ہیں جہاں سے دریائے بورسٹھینز جہاز رانی کے قابل ہوتا ہے۔ جب بادشاہ مرجائے تو یہاں چوکور شکل کی ایک بہت بڑی قبر کھودتے ہیں۔ پھر بادشاہ کی لاش کا پیٹ چاک کر کے اندر سے صفائی کرتے، خالی جگہ میں صنوبر کے ریزے، لوبان، اجوائن اور بادیان بھرتے اور پیٹ کو سی کر جسم کو موم میں ملفوف کرتے ہیں؛ اس کے بعد تیار شدہ لاش کو گاڑی پہ رکھ کر مختلف قبائل میں پھرایا جاتا ہے۔ جب لاش کسی قبیلے کے پاس پہنچتی ہے تو وہ شاہی سیتھیوں کی قائم کردہ روایت پر عمل کرتے ہیں: ہر آدمی اپنے کان کا ایک ٹکڑا کترتا، بال کٹواتا، اپنے بازو پر گولائی میں کٹ لگاتا، پیشانی اور ناک کو زخمی کرتا اور اپنے بائیں ہاتھ میں تیر کھبوتا ہے۔ تب لاش کے نگران اُسے لے کر سیتھیوں کے زیر حکومت دوسرے قبیلے میں جاتے ہیں، اور پچھلے قبیلے والے لوگ اُن کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ اِس طرح سارے قبائل کا چکر لگانے کے بعد وہ خود کو گیرھی کے علاقہ میں پاتے ہیں جو سب سے پرے واقع ہے۔ یہاں وہ بادشاہوں کی قبروں کی جانب آتے اور لاش کو ایک گدے پہ بچھا کر تیار شدہ قبر میں اُتار دیتے ہیں۔ لاش کے دونوں طرف نیزے نصب کیے جاتے ہیں اور اوپر شہتیر بچھا کر بید کی شاخیں ڈال دی جاتی ہیں۔ وہ بادشاہ کی لاش کے گردا گرد کی خالی جگہ پر اُس کی ایک داشتہ (جسے گلا دبا کر مارا جاتا ہے) اور ساقی، خانساماں، گھوڑوں کا مہتم، جام بردار، قاصد، کچھ ایک گھوڑوں، دیگر تمام مملوکہ جانوروں کے پہلے بچوں اور کچھ طلائی پیالوں کو بھی دفن کیا جاتا ہے (وہ چاندی یا تانبا استعمال نہیں کرتے)؛ اس کے بعد وہ کام میں جُت جاتے اور قبر کے اوپر ایک وسیع ٹیلہ بناتے ہیں۔۔۔ ہر کوئی کام میں دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔

72۔ ایک سال گذرنے پر مزید رسوم ادا ہوتی ہیں۔ آنجہانی بادشاہ کے ملازموں میں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پچاس بہترین (جو سب مقامی سیتھی ہوتے ہیں) چُنے جاتے ہیں--- کیونکہ ملک میں زر خرید غلام نہ ہونے کی وجہ سے سیتھی بادشاہ رعایا میں سے ہی پسندیدہ افراد کو منتخب کرلیتا ہے--- ان پچاس کے پچاس ملازموں اور ساتھ ہی پچاس خوبصورت ترین گھوڑوں کو گلا دبا کر مار دیا جاتا ہے۔ جب وہ مرجائیں تو اُن کا معدہ نکال کر خالی جگہ میں بھوسا بھرا اور پھر سی دیا جاتا ہے۔ اِس کے بعد انہیں جوڑوں کی صورت میں زمین میں رکھتے ہیں اور ہر جوڑے کے اوپر آدھا پہیہ قوسی انداز میں رکھا جاتا ہے' پھر گھوڑوں کی دم سے لے کر سر تک طاقتور تنے لمبائی کے رُخ رکھے جاتے ہیں؛ ہر گھوڑے کے ساتھ ایک کچلی اور لگام گھوڑے کے سامنے پھیلا کر ایک کھونٹی سے باندھی جاتی ہے۔ [۹۵] پھر پچاس گھوڑوں کے اوپر پچاس نوجوان مُردوں کو رکھا جاتا ہے۔ اس کام کے لیے اُن کی ریڑھ کی ہڈی اور گردن کے راستہ ایک اور کھونٹی گذاری جاتی ہے؛ جس کا نچلا حصہ جسم سے باہر نکلا رہتا ہے اور ایک ساکٹ میں متعین ہوتا ہے جو گھوڑے میں لمبائی کے رُخ گاڑی ہوئی کھونٹی میں بنی ہوتی ہے-- یوں پچاس سواروں کو قبر کے گرد دائرے میں ترتیب دے کر وہیں چھوڑ دیا جاتا ہے۔

73۔ تو یہ ہے اُن کا اپنے بادشاہوں کو دفنانے کا طریقہ: جہاں تک عام لوگوں کا معاملہ ہے تو جب کوئی مرجائے تو اُس کے قریبی رشتہ دار اُسے ایک گاڑی میں لٹاتے اور باری باری تمام دوستوں کے پاس لے جاتے ہیں: متوفی کا ہر دوست انہیں دعوت دیتا ہے' اور مُردے کے حصے کا کھانا بھی اُس کے سامنے رکھا جاتا ہے؛ چالیس روز تک یہی کارروائی ہونے کے بعد تدفین کی جاتی ہے-- پھر تدفین میں حصہ لینے والوں کو مندرجہ ذیل طریقے سے خود کو پاک بنانا پڑتا ہے:--- پہلے وہ اپنے سروں کو اچھی طرح صابن سے دھوتے اور ملتے ہیں؛ پھر جسموں کو صاف کرنے کے لیے ذیل کے اقدامات کرتے ہیں: وہ زمین میں تین ایک دوسرے کی طرف جھکی ہوئی چھڑیاں [۹۶] لگاتے اور اُن کے گرد اُون کی پٹیاں لپیٹتے ہیں: اس ڈھکے ہوئے چبوترے (بوتھ) کے اندر زمین پر ایک پلیٹ رکھ کر اُس میں کچھ سُرخ گرم پتھر نیز بھنگ کے کچھ بیج بھی رکھے جاتے ہیں۔

74۔ سیتھیا میں بھنگ اُگتی ہے: یہ کافی حد تک سن جیسی ہے: بس اِس کا پودا کچھ اونچا اور کھردرا ہوتا ہے: یہ کچھ تو جنگلی طور پر اُگتا ہے اور کچھ کاشت کیا جاتا ہے: [۹۷] تھریسی اِس کا کپڑا بناتے ہیں جو لنن سے کافی مشابہت رکھتا ہے؛ یہاں تک کہ اگر کسی شخص نے بھنگ کو نہ دیکھا ہو تو وہ یقیناً اس کپڑے کو لنن ہی سمجھے گا۔

75۔ جیسا کہ میں نے کہا' سیتھی چند ایک بھنگ کے بیج لیتے اور ڈھکے چبوترے کے اندر سرک کر اسے سُرخ گرم پتھروں پر پھینک دیتے ہیں: فوراً دُھواں اُٹھتا اور بخارات اُٹھتے ہیں کہ کوئی یونانی بخاراتی غسل اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتا: سیتھی خوشی سے چلاتے ہیں اور یہ بخارات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُن کے لیے پانی سے غسل کا متبادل ہوتا ہے؛ کیونکہ وہ اپنے جسموں کو بھولے سے بھی پانی سے نہیں دھوتے۔ اُن کی عورتیں صنوبر' دیودار' لوبان کی لکڑی کا ایک مرکب بنا کر پتھر پر پیستی اور اُس میں تھوڑا سا پانی بھی ڈال دیتی ہیں۔ اس دبیز مواد کو وہ اپنے چہروں اور سارے جسموں پر لیپتی ہیں۔ یوں اُن سے ایک بھینی سی خوشبو آتی رہتی ہے' اور جب وہ اگلے دن لیپ کو اُتارتی ہیں تو اُن کی جلد صاف اور چمکدار ہوتی ہے۔

76۔ سیتھی تمام غیر ملکی رسوم کو شدید ناپسند کرتے ہیں' بالخصوص یونانی رسوم کو' جیسا کہ اناکارسس اور حال میں سکائیلس نے واضح طور پر دکھایا ہے۔ اول الذکر دنیا کے بہت بڑے حصے میں سفر کرنے اور ہر جگہ اپنی ذہانت کے ثبوت پیش کرنے کے بعد ہیلس پونٹ سے ہوتا ہوا واپس سیتھیا روانہ ہوا تو راستے میں سائزیکس بھی ٹھہرا۔ وہاں اُس نے مقامی باشندوں کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ "دیوتاؤں کی ماں"[۹۸] کا تیوہار مناتے دیکھا اور خود اُس نے بھی دیوی سے وعدہ کیا کہ اگر وہ بحفظ و امان گھر واپس پہنچ گیا تو وہاں بالکل سائزیکس والوں کے انداز میں اُس کے لیے ایک تیوہار اور شبینہ جلوس کا اہتمام کرے گا۔ چنانچہ' جب وہ سیتھیا پہنچا تو "ووڈ لینڈ"[۹۹] نامی علاقہ میں گیا جو ایکلیز کے بہاؤ کے بالمقابل ہے اور تمام اقسام کے درختوں سے ڈھکا ہوا ہے؛ وہاں اُس نے تمام رسوم ادا کیں۔ وہ اپنی کارروائیوں میں مصروف تھا کہ ایک سیتھی نے اُسے دیکھا اور جا کر سالیئس کو سب کچھ بتایا۔ بادشاہ سالیئس ذاتی طور پر آیا' اور اناکارسس کی حرکات دیکھ کر اُسے تیر سے مار ڈالا۔ آج بھی اگر آپ سیتھیوں سے اناکارسس کے بارے میں پوچھیں تو وہ لاعلمی کا دکھاوا کریں گے کیونکہ اُس نے یونانی خطے میں سفر کے دوران غیر ملکیوں کی روایات اپنا لی تھیں۔ تاہم' مجھے اریاپیتھس کے خادم Timnes سے معلوم ہوا ہے کہ اناکارسس سیتھی بادشاہ اِدانتھارس کا چچا اور گنورس ابن لائیکس ابن سپارگاپیتھس کا بیٹا تھا۔ اگر اناکارسس کا شجرہ نسب واقعی یہ ہے تو وہ ضرور اپنے بھائی کے ہاتھوں ہی قتل ہوا ہو گا کیونکہ اِدانتھارس اُس سالیئس کا بیٹا تھا جس نے اناکارسس کو موت کے گھاٹ اُتارا۔[۱۰۰]

77۔ البتہ میں نے اس سے کافی مختلف ایک اور کہانی بھی سنی ہے جو پیلوپونیشیوں نے سنائی: وہ کہتے ہیں کہ اناکارسس کو سیتھیوں کے بادشاہ نے یونانیوں سے شناسائی پیدا کرنے کے لیے بھیجا تھا۔۔۔ وہ گیا اور واپس آ کر اطلاع دی کہ لیسیڈیمونیوں کے سوا سب یونانی ہر قسم کا علم سیکھتے ہیں؛ تاہم لیسیڈیمونیوں کو صرف صحیح گفتگو کرنا آتی ہے۔ یہ بیوقوفانہ کہانی ضرور یونانیوں نے تفریح بازی کے لیے اختراع کی ہو گی! اس میں کوئی شک نہیں کہ اناکارسس اوپر مذکور انداز میں ہی غیر ملکی روایات اپنانے کے باعث مرا تھا۔

78۔ اسی طرح کئی سال بعد سکائیلس ابن اریاپیتھس بھی تقریباً اسی انجام سے دوچار ہوا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیتھی بادشاہ اریاپیتھس کے متعدد بیٹے تھے' ان میں سے ایک سکائیلس تھا' جو کسی مقامی سیتھی نہیں بلکہ اِستریا[101] کی عورت کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اُس کے ہاتھوں میں پرورش پاکر سکائیلس نے یونانی زبان اور حروف سے واقفیت پیدا کرلی۔ کچھ عرصہ بعد اریاپیتھس کو سپارگاپیتھس اگاتھیرسی کے بادشاہ نے دھوکے سے قتل کردیا؛ جس پر سکائیلس تخت نشین ہوا اور اپنے باپ کی بیویوں[102] میں سے ایک اوپویا نامی عورت سے شادی کرلی۔ وہ پیدائشی طور پر سیتھی تھی اور اُس نے اریاپیتھس کو ایک بیٹا اوریکس دیا۔ سکائیلس نے جب خود کو سیتھیا کا بادشاہ پایا تو چونکہ وہ سیتھی انداز حیات کو ناپسند کرتا تھا' اور بچپن سے ہی یونانیوں کے اطوار پر مائل تھا' لٰہذا وہ جب بھی اپنی فوج کے ساتھ بورستھینیوں کے شہر میں آتا (جو اُن کے بیان کے مطابق مِلیشیائی آباد کار ہیں) تو فوج کو شہر کے سامنے ہی چھوڑ کر اکیلا اندر داخل ہوتا' اور احتیاط سے دروازے بند کرکے یونانی پوشاک کی بجائے سیتھی کپڑے پہنتا: پھر وہ اسی لباس میں فورم کے اردگرد محافظوں کے بغیر ٹہلتا۔ بورستھینی دروازوں پر نگرانی کرتے رہتے تاکہ کوئی بھی سیتھی باشندہ بادشاہ کو اس حلیے میں نہ دیکھ سکے۔ دریں اثناء سکائیلس نے بالکل یونانیوں والے انداز میں زندگی گذاری' حتیٰ کہ یونانی رسوم کے مطابق ہی دیوتاؤں کو قربانی پیش کرتا تھا۔ اس طرح وہ بورستھینیوں کے ساتھ ایک ماہ یا زیادہ عرصہ گذار کر دوبارہ سیتھی لباس پہنتا اور رخصت لیتا۔ اُس نے یہ حرکت بار بار کی' حتیٰ کہ اپنے لیے بورستھینز میں ایک مکان بنوایا اور وہاں ایک مقامی عورت کے ساتھ شادی کرلی۔

79۔ لیکن تب اُس کے مقدر میں لکھی بدقسمتی کا لمحہ آگیا۔۔۔ وہ موقع جب اُس کی بربادی ہونا تھی۔ وہ ڈایونی سسی باطنیات سے تعارف چاہتا تھا' اور ابھی رسوم میں داخلے کی اجازت حاصل کرنے ہی والا تھا کہ ایک عجیب ترین شگون ظاہر ہوا۔ بورستھینیوں کے شہر میں اُس کا مکان ایک وسیع وعریض اُور بے پناہ خرچ سے بنی ہوئی عمارت تھا' جس کے اردگرد سفید ماربل میں تراشے ہوئے نرسنگھ اور سیمرغ نصب تھے' جن پر اوپر سے بجلی گری اور جل کر راکھ ہوگئے۔ تاہم' سکائیلس نے اپنی سرگرمی جاری رکھی۔ اب سیتھی یونانیوں کے ڈایونی سسی غصے کو برا بھلا کہنے کے عادی ہیں؛ انہیں یونانیوں کا یہ کہنا بھی پسند نہیں کہ یہ تصور کرنا مناسب نہیں کہ انسانوں کو دیوانہ بنانے ولا ایک دیوتا موجود ہے۔ چنانچہ سکائیلس نے ابھی ڈایونی سسی باطنیات سے تعارف حاصل ہی کیا تھا کہ ایک بورستھینی نے جاکر سیتھیوں کو یہ خبر پہنچادی۔۔۔ اُس نے کہا' "تم سیتھی مجھ پر ہنستے ہو کیونکہ جب دیوتا ہمیں جکڑتا ہے تو ہم دیوانے ہوجاتے ہیں۔۔ لیکن اب ہمارے دیوتا نے تمہارے بادشاہ کو گرفت میں لے لیا جو ہماری طرح ہذیانی حرکات کررہا ہے۔ اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں تو میرے ساتھ آؤ' میں تمہیں دکھادوں گا۔" سیتھیوں کے سرکردہ افراد بورستھینی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ساتھ گئے؛ وہ انہیں شہر میں لے گیا اور ایک مینار میں چھپا دیا۔ جلد ہی سکائیلس عیاشوں کی ایک ٹولی کے ہمراہ مجنونانہ حرکات کرتے ہوئے قریب سے گذرا۔ چھپ کر بیٹھے ہوئے سیتھیوں نے اس معاملے کو ایک عظیم بدقسمتی خیال کیا' اور فوراً واپس آکر فوج کو آنکھوں دیکھا حال بتایا۔

80۔ چنانچہ' جب سکائیلس بورستھینز کو چھوڑنے کے بعد گھر واپس آنے والا تھا تو سیتھیوں نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ انہوں نے تیریس کو نواسے اوکتاماسیداس کو اپنا سربراہ بنایا۔ سکائیلس نے خود کو درپیش خطرے اور گڑبڑ کی وجہ کا علم ہونے پر تھریس کی جانب راہ فرار اختیار کی۔ اوکتاماسیداس نے اُس کا پیچھا کیا اور ابھی دریائے اِستر پر پہنچا تھا کہ اُسے تھریسیوں کی فوج سے سامنا گیا۔ دونوں افواج لڑائی شروع کرنے ہی والی تھیں کہ سِتاکلیس [۱۰۳] نے اوکتاماسیداس کو یہ پیغام بھیجا۔۔۔ "تمہارے اور میرے درمیان اسلحے کی آزمائش کیوں کی جائے؟ تم میرے بھانجے ہو اور میرا بھائی تمہارے پاس ہے۔ اُسے میرے حوالے کر دو' میں تمہیں سکائیلس واپس کر دوں گا۔ یوں تم اور نہ ہی میں اپنی فوجوں کو خطرے میں ڈالیں گے۔" سِتاکلیس نے یہ پیغام ایک قاصد کے ذریعہ بھیجا اور اوکتاماسیداس (جس کے پاس سِتاکلیس کے بھائی [۱۰۴] نے پناہ لے رکھی تھی) نے شرائط قبول کر لیں۔ اُس نے اپنے ہی چچا کو سِتاکلیس کے حوالے کر کے بدلے میں سکائیلس کو حاصل کر لیا۔ سِتاکلیس اپنے بھائی کو لے کر پسپا ہو گیا؛ لیکن اوکتاماسیداس نے سکائیلس کا سر وہیں پر قلم کر دیا۔ یوں سیتھی کٹرپن کے ساتھ اپنی روایات برقرار رکھتے اور غیر ملکی رواجوں کو اپنانے پر سزا دیتے ہیں۔

81۔ میں قطعی طور پر یہ جاننے کے قابل نہیں ہو سکا کہ سیتھیا کی آبادی کتنی ہے۔ مجھے حاصل ہونے والی معلومات آپس میں مختلف ہیں۔ میں نے کچھ سے سنا ہے کہ وہ تعداد میں بہت زیادہ تھے؛ دیگر نے انہیں قلیل التعداد بتایا۔ تاہم میں نے اپنی آنکھوں سے اتنا ہی دیکھا ہے۔ بورستھینز اور ہپانِس کے درمیان ایک خطہ ایکسامپیئس کہلاتا ہے۔ میں نے پیچھے بھی کہیں اس کا ذکر کیا ہے (جہاں ہپانِس میں آنے والے ایک ترش چشمے کے متعلق بات کی تھی) [۱۰۵] تو یہاں کانسی کا ایک پیالہ پڑا ہے۔۔۔ بحرِ اسود کے دہانے پر رکھے ہوئے پیالے سے چھ گنا بڑا۔۔۔ جسے پوسانیئس ابن کلیومبروٹس نے وہاں نصب کروایا تھا۔ جن لوگوں نے وہ برتن نہیں دیکھا انہیں میری یہ بات بہ آسانی سمجھ آجائے گی کہ سیتھی پیالے میں چھ سو امفورے [۱۰۶] سماتے ہیں' اور یہ چھ انگلی جتنا موٹا ہے۔ مقامی باشندوں نے مجھے اسے بنانے کے انداز کے متعلق مندرجہ ذیل بیان دیا۔ اُن کے ایک بادشاہ اریانتس نے اپنے عوام کی تعداد جاننے کی خواہش میں سب کو حکم دیا کہ وہ آخری وقت میں اُسے اپنے ایک ایک تیر کی نوک توڑ کر دیں۔ انہوں نے تعمیل کی' اور یوں بادشاہ کے پاس تیر کی نوکوں کا ایک بہت بڑا ڈھیر جمع ہو گیا؛ بادشاہ نے اس لوہے کو ایک ایسی یادگار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شکل دینے کا ارادہ کیا کہ جو اخلاف تک منتقل ہوتی رہے۔ چنانچہ اُس نے لوگوں کو یہ پیالہ بنوا کر دیا اور اسے ایکسامپیئس سے منسوب کیا۔ سیتھیوں کی تعداد کے بارے میں مجھے بس یہی کچھ معلوم ہو سکا ہے۔

82۔ علاقے میں اس کے دریاؤں کے سوا اور کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔۔۔ یہ دریا کسی بھی دوسری سرزمین کے دریاؤں کی نسبت بڑے اور کثیر التعداد ہیں۔ اس کے علاوہ وسیع میدان قابل ذکر ہے۔ میں ایک اور چیز کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ وہ ایک چٹان پر ہیرا کلیس کا نقش پا دکھاتے ہیں، جس کی صورت تو انسانی نقش پا جیسی لیکن لمبائی دو کیوبٹ ہے۔ یہ تائیرس کے پڑوس میں ہے۔ اس کو بیان کرنے کے بعد میں اپنے اصل موضوع کی طرف واپس آتا ہوں۔

83۔ سیتھیوں کے خلاف داریوش کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں، قاصدوں کو بادشاہ کے پیغامات دے کر ہر طرف روانہ کر دیا گیا تھا۔۔۔ کچھ سے فوجی دستے، کچھ سے بحری جہاز، جبکہ کچھ سے تھریسی بوسفورس پر پُل بنانے کو کہا گیا۔ ایسے میں ارتابانس ابن ہستاسپس اور برادر داریوش نے بادشاہ سے مہم منسوخ کرنے کی درخواست کی اور زور دیا کہ سیتھیا پر حملہ کرنے کے نہایت مشکل کام میں نہ پڑے۔ [107] تاہم، ارتابانس کا یہ اچھا مشورہ داریوش کو اس کے ارادے سے باز نہ رکھ سکا۔ چنانچہ اُس نے مزید کچھ نہ کہا؛ اور جب داریوش کی تیاریاں مکمل ہو گئیں تو وہ اپنی فوج کو لے کر سوسا سے روانہ ہوا۔

84۔ تب ہی ایک فارسی شخص اوبازس، جس کے تین بیٹے فوج میں شامل تھے، نے آ کر بادشاہ سے درخواست کی کہ اُس کے تین میں سے ایک بیٹے کو جنگ میں نہ جانے کی اجازت دیدے۔ داریوش نے جیسے اُسے اپنا ایک درخواست گذار دوست سمجھتے ہوئے جواب دیا ”کہ میں ان سبھی کو یہیں رہنے کی اجازت دیتا ہوں۔“ اوبازس خوشی سے پھولے نہ سمایا؛ تاہم بادشاہ نے اپنے مصاحبین کو حکم دیا کہ اوبازس کے تینوں بیٹوں کو پکڑ کر قتل کر دیا جائے۔ یوں وہ جنگ پر نہ گئے، مگر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ [108]

85۔ سوسا سے روانگی کے بعد داریوش بوسفورس کے ساحلوں پر کالیسدون [109] کے علاقہ میں پہنچا، جہاں پُل بنایا گیا تھا، تو اُس نے بحری جہاز لیا اور وہاں سے سائیانی جزائر کی جانب گیا جو یونانیوں کے مطابق کبھی پانی پر تیرا کرتے تھے۔ وہ معبد [110] میں بھی بیٹھا اور پونٹس کی مساحت کی، جو کافی قابل ذکر ہے۔ دنیا میں کوئی اور سمندر اتنا خوبصورت و حیرت انگیز نہیں؛ یہ لمبائی میں 11,100 فرلانگ اور چوڑائی میں زیادہ سے زیادہ 3,300 فرلانگ ہے۔ [111] دہانہ صرف چار فرلانگ چوڑا ہے؛ اور یہ بوسفورس نامی آبنائے (جس کے پار جانے کے لیے داریوش نے پُل بنوایا تھا) بحراسود سے لے کر پروپونٹس تک 120 فرلانگ لمبا ہے۔ پروپونٹس پانچ سو فرلانگ چوڑا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

1400 فرلانگ لمبا ہے۔ اس کے پانی بہہ کر ہیلس پونٹ میں جاتے ہیں جس کی لمبائی 400 فرلانگ ہے اور چوڑائی 7 فرلانگ سے زیادہ نہیں۔ ہیلس پونٹ ایجیئن نامی کشادہ سمندر میں کھلتا ہے۔

86۔ یہ فاصلے مندرجہ ذیل طریقے سے ناپے گئے ہیں۔ طویل دن میں ایک کشتی عموماً ستر ہزار فیدم فاصلہ طے کرتی ہے اور رات میں چھیانوے ہزار۔ اب سمندر کا سب سے لمبا مقام' پونٹس کے دہانے سے لے کر دریائے فاسس تک' نو دن اور آٹھ راتوں کا سفر ہے۔۔۔ یوں کل فاصلہ 11 لاکھ 10 ہزار فیدم یا 11,100 فرلانگ بنتا ہے۔ پھر سمندر کے سب سے چوڑے مقام[۱۱۲] یعنی سنڈیکا سے دریائے تھرموڈون کے کنارے تھیمی سکائرا تک' کا باہمی فاصلہ تین دن اور دو راتیں ہے؛ یوں کل 3 لاکھ تین ہزار فیدم یا 3,300 فرلانگ بنتے ہیں۔ میں نے پونٹس' بوسفورس اور ہیلیس پونٹ کو اسی طریقے سے ناپا۔ پونٹس کے ساتھ ایک جھیل بھی ہے جس کا سائز کچھ زیادہ چھوٹا نہیں۔ اس جھیل کے پانی بہہ کر پونٹس میں گرتے ہیں؛ اسے میوتس' اور پونٹس کی ماں بھی کہا جاتا ہے۔

87۔ داریوش نے جائزے کا کام مکمل کرنے کے بعد کشتی کا رُخ واپس پُل کی جانب موڑا جو ایک ساموسی مینڈروکلیس نے اُس کے لیے تیار کیا تھا۔ اُس نے بوسفورس کا بھی سروے کیا اور وہاں اُس کے ساحلوں پر سفید ماربل کے دو ستون بنوائے جن پر اُن تمام اقوام کے نام تحریر کروائے جو اُس کی فوج میں شامل تھیں۔۔۔ ایک ستون پر یونانی اور دوسرے پر اشوری رسم الخط[۱۱۳] میں اس کی فوج تمام محکوم قوموں سے بنائی گئی تھی' اور کل تعداد' بحری افواج کو چھوڑ کر' 7,00,000 افراد تھی (بشمول گھڑسوار فوج)' بحری بیڑا 600 جہازوں پر مشتمل تھا۔ کچھ عرصہ بعد بازنطینی یہ ستون اُٹھا کر اپنے علاقے میں لے گئے اور وہاں انہیں اور تھوری ارتمس[۱۱۴] کے لیے بنائی گئی قربان گاہ میں استعمال کیا۔ ایک بلاک وہیں رہ گیا: یہ بائزنطیئم میں ڈایونی سس کے معبد کے قریب پڑا ہے' اور اس پر اشوری رسم الخط تحریر ہے۔ جس جگہ پر داریوش نے بوسفورس پر پُل باندھا تھا' وہ میرے خیال کے مطابق بائزنطیئم شہر اور آبنائے کے دہانے پر بنائے گئے معبد کے نصف میں تھا۔

88۔ داریوش مینڈروکلیس کے بنوائے ہوئے اس پُل کو دیکھ کر اتنا خوش ہوا کہ نہ صرف اُسے تمام رسمی تحائف' بلکہ ہر قسم کے دس دس تحفے مزید بھی دیئے۔ مینڈروکلیس نے ان انعامات کے پہلے منافعوں کو نذر کرنے کی غرض سے ایک تصویر بنوائی جس میں سارا پُل دکھایا گیا تھا' جبکہ بادشاہ داریوش قریب ہی تخت نشین تھا اور اُس کی فوج سامنے سے گذر رہی تھی۔ اُس نے یہ تصویر ساموس میں جونو کے معبد کو بھیجی' اور ساتھ ایک تحریر منسلک کی:

مچھلیوں سے بھرے ہوئے بوسفورس پہ پُل باندھنے کے بعد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مینڈر و کلیس نے ہیرا کے معبد میں یہ پر فخر یادگار بھیجی:
جب وہ اپنے لیے ہنرمندی کے ساتھ ناموری حاصل کر پایا
تو بادشاہ کو مطمئن کر کے ساموس کو عزت بخشی
یہ تھی اس کارنامے کی یادگار جو پُل کے موجد نے اپنے پیچھے چھوڑی۔

89۔ داریوش مینڈورکلیس کو انعام دینے کے بعد یورپ میں گیا' جبکہ ایونیاؤں کو پونٹس میں داخل ہونے اور بذریعہ بحری جہاز اِستر کے دہانے پر پہنچنے کا حکم دیا۔ وہاں اُس نے انہیں کہا کہ دریا کے آر پار ایک پُل باندھیں اور اُس کے آنے کا انتظار کریں۔ ایونیائی' ایولیائی اور ہیلس پونٹی ایسی اقوام تھیں جنھوں نے اُس کی بحری فوج کی مرکزی طاقت فراہم کی تھی۔ چنانچہ بحری بیڑہ سائیانی جزیروں کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا سیدھا اِستر کی جانب بڑھا اور دریا کے دھارے تقسیم ہونے والی جگہ پر [۱۵] (سمندر سے دو دن کے فاصلے پر) پہنچ کر دریا کی گردن پر جوا ڈالا یعنی پل باندھا۔ دریں اثناء داریوش بوسفورس کو اُس پر بنے ہوئے پُل کے ذریعہ عبور کر کے تھریس میں سے گذرا: راستے میں تیارس دریا کے ماخذ کے قریب پڑاؤ ڈالا اور تین دن گذارے۔

90۔ دریائے تیارس کے آس پاس رہنے والوں کا بیان ہے کہ یہ سب سے زیادہ صحت بخش دریا ہے' اور دیگر بیماریوں کے علاوہ انسانوں یا جانور دونوں کے کھرنڈ بھی ٹھیک کر دیتا ہے۔ اس کے 38 ماخذ ایک ہی پہاڑ میں سے نکلتے ہیں' جن میں کچھ ٹھنڈے اور کچھ گرم ہیں۔ وہ ہیریئم شہر (نزد پیرنتھس) [۱۶] اور بحر اسود کے کنارے واقع اپالونیا سے ایک ہی جتنے' یعنی دو دن کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ دریائے تیارس کونٹادیسڈس کی ضمنی شاخ ہے جو ایگریانیس میں گرتا ہے (اور ایگریانیس ہربس [۱۷] میں جبکہ ہربس اینس [۱۸] شہر کے قریب سمندر میں)۔

91۔ داریوش تیارس کے ان کناروں پر رُکا اور خیمے گاڑے۔ دریا نے اُسے اس قدر لبھایا کہ اُس نے یہاں بھی ایک ستون نصب کروا کے اُس پر تحریر کھدوائی: "تیارس کے چشمے تمام دریاؤں کے پانی سے زیادہ خوب صورت اور شاندار پانی فراہم کرتے ہیں: خوبصورت اور شاندار ترین انسان داریوش ابن ہستاسپس' فارسیوں اور پورے براعظم کا بادشاہ سیتھیا کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے یہاں آیا تھا۔" [۱۹]

92۔ آگے بڑھنے پر ایک اور دریا آرٹسکس آیا جو اوڈریسیوں [۲۰] کے ملک میں سے ہو کر گذرتا ہے۔ یہاں اُس نے ایک مخصوص جگہ متعین کی جہاں اُس کی فوج کے ہر سپاہی نے گذرتے ہوئے ایک ایک پتھر پھینکا۔ پھر داریوش دوبارہ روانہ ہوا' اور اپنے پیچھے اُن پتھروں سے بنی ہوئی بڑی بڑی پہاڑیاں چھوڑ گیا جو سپاہیوں نے پھینکے تھے۔

93۔ جب وہ اِستر دریا پر پہنچا تو سب سے پہلے گیتے [۲۱] لوگوں کو مطیع کیا جو اپنی لافانیت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر یقین رکھتے تھے۔ سالمیڈ یسس کے تھریسیوں اور اپالونیا و مسمبریا نامی شہروں سے اوپر آباد لوگوں--- سکائرمیادے اور نپسانی--- نے بلا حیل و حجت خود کو داریوش کے حوالے کر دیا؛ لیکن گیتیے نے اپنا بڑا زبردست دفاع کیا مگر آخر کار غلام بنا لیے گئے، حالانکہ وہ تمام تھریسی قبائل سے زیادہ شریف اور منصفانہ بھی ہیں۔ [۱۲۲]

94۔ لافانیت کے بارے میں گیتیے کا عقیدہ مندرجہ ذیل ہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں حقیقتاً موت نہیں آتی، بلکہ وہ اس زندگی کے بعد زالموکسس میں جاتے ہیں، جسے کچھ لوگ Gebeleizis بھی کہتے ہیں۔وہ ہر پانچ سال بعد اپنے میں سے ایک شخص کو چن کر بطور قاصد دیوتا کے پاس بھیجتے ہیں تاکہ وہ اُن کی متعدد در خواستیں پہنچا آئے۔ اُسے بھیجنے کا طریق کار یہ ہے--- اُن میں سے چند لوگ اپنے اپنے ہاتھ میں تین تین تیر پکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں؛ دیگر لوگ منتخبہ قاصد کو ہاتھوں اور پیروں سے پکڑ کر ہوا میں اس طرح اُچھالتے ہیں کہ وہ تیروں کی نوکوں پر گرے۔ اگر تیر اُس میں پروئے جائیں اور وہ مر جائے تو خیال کیا جاتا ہے کہ دیوتا اُن پر مہربان ہے؛ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو وہ اُلٹا قاصد کو ہی بُرا آدمی قرار دیتے ہیں اور کسی اور کو منتخب کرتے ہیں۔پیغام اتنی دیر تک ہی دیئے جاتے ہیں جب تک قاصد زندہ ہو۔وہی لوگ رعد و باراں ہونے پر اپنے تیروں سے آسمان کا نشانہ لیتے اور دیوتاؤں کے خلاف دھمکی آمیز جملے بولتے ہیں؛ وہ یقین رکھتے ہیں کہ اُن کے دیوتا کے سوا اور کوئی خدا موجود نہیں۔

95۔ ہیلس پونٹ اور پونٹس کے کناروں پر آباد یونانیوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ زالموکسس در حقیقت ایک ساموس کا رہنے والا انسان تھا، اور وہاں فیثاغورث ابن منیسارکس کا غلام تھا۔ [۱۲۳] وہ آزادی پانے کے بعد ساموس سے نکلا اور واپس اپنے علاقے میں آیا۔ اُس وقت تھریسی بڑے خستہ حال اور غریب جاہل نسل تھے؛ چنانچہ زالموکس یونانیوں اور بالخصوص اُن کے پسندیدہ ترین فلسفی فیثاغورث کے ساتھ تجارت کے ذریعہ ایونیائی انداز حیات اور اُن کے شستہ آداب سے واقف ہوا؛ اُس نے ایک چیمبر (کمرہ) بنوایا جہاں وہ وقتاً فوقتاً تمام اہم تھریسیوں کو دعوت پر بلاتا، اور اس موقع پر تعلیم دیا کرتا تھا کہ اس دعوت میں شریک لوگ اور نہ ہی اُن کے اخلاف فنا ہوں گے، بلکہ وہ سب کے سب ایسی جگہ پر جائیں گے جہاں انہیں ہر مسرت سے بھرپور زندگی گزارنے کو ملے گی۔اس قسم کے وعظ دینے کے ساتھ ساتھ وہ ایک زیر زمین کمرہ بھی تعمیر کروا رہا تھا، اور جب وہ مکمل ہو گیا تو تھریسیوں کی نگاہوں کے سامنے اُس میں غائب ہو گیا؛ تھریسیوں کو اس ضیاع کا بہت دکھ ہوا اور وہ رونے دھونے لگے۔ زالموکسس تین سال تک اپنے خفیہ کمرے میں چھپے رہنے کے بعد ایک مرتبہ پھر اپنے ہم وطنوں کے سامنے ظاہر ہوا، جنہیں اُس کی تعلیمات کی سچائی پر یقین آ گیا۔یہ یونانیوں کی بیان کردہ روایت ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

96- مجھے ذاتی طور پر نہ تو زالموکسس اور اُس کے زیرِ زمین کمرے والی کہانی پر پورا یقین ہے اور نہ ہی اسے سرِدست مسترد کرتا ہوں: بلکہ میرے خیال میں زالموکسس کا دور فیثاغورث سے بہت پہلے کا تھا۔ آیا واقعی زالموکسس نام کا کوئی آدمی گذرا ہے یا نہیں، یا کیا زالموکسس محض گیتے کا ایک مقامی دیوتا ہے؟--- میں ان سوالات کو یہیں چھوڑتا ہوں۔ جہاں تک ان وظائف پر عمل پیرا لوگوں گیتے کا تعلق ہے تو فارسیوں نے انہیں مغلوب کر لیا تھا اور وہ داریوش کی فوج کے ہمراہ تھے۔

97- داریوش اپنی بری افواج کے ساتھ دریائے اِسترپر پہنچا تو دستوں کو دریا پار کروایا، اور جب سب اُس پار چلے گئے تو ایونیاؤں کو پُل توڑنے اور پھر بحری فوج کے ساتھ زمینی کوچ کرنے کا حکم دیا۔ وہ اُس کے حکم پر عملدرآمد کرنے ہی والے تھے کہ ماتیلینیوں کے جرنیل کوئیس ابن اریکسانڈر نے بادشاہ سے ایک خواہش کا اظہار کرنے کی اجازت چاہی اور پھر بولا:---"جناب، آپ ایک ایسے ملک پر حملہ کرنے والے ہیں جس کا کوئی حصہ زیرِ کاشت نہیں، اور جہاں ایک بھی آباد شہر نہیں ہے۔ اِس پُل کو جوں کا توں رہنے دیں، اور اِس کے معماروں کو یہیں نگرانی پر چھوڑ جائیں۔ اگر ہم نے سیتھیوں پر غلبہ پالیا اور اپنی خواہش میں کامیاب رہے تو اسی راستے سے واپس آئیں گے؛ یا اگر ہم انہیں مغلوب نہ کر سکے تو تب بھی ہماری پسپائی کا راستہ محفوظ ہو گا۔ مجھے جنگ میں سیتھیوں کی فتح کا کوئی خوف نہیں، بلکہ اِس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ ہمیں ملیں ہی نہ اور ہم اُن کے علاقے میں گھومتے پھرتے رہیں۔ لوگ کہیں گے کہ میں نے خود یہاں پیچھے رہ جانے کی امید میں آپ کو یہ مشورہ دیا ہے؛ لیکن سچ بات یہ ہے کہ میرے ذہن میں حالات کے مطابق بہترین تجویز دینے کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے: نہ ہی میں پیچھے رہ جانے پر راضی ہوں، بلکہ ہر صورت میں آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔" کوئیس کے مشورہ پر داریوش بہت خوش ہوا اور جواب دیا:---"پیارے لسبوسی، جب میں بحفاظت اپنے محل میں واپس پہنچ جاؤں تو تم ضرور میرے پاس آنا، میں تمہارے ان اچھے الفاظ کا صلہ اچھے سلوک کی صورت میں دوں گا۔"

98- یہ کہہ کر داریوش نے ایک چمڑے کا چابک لیا اور اُسے 60 گرہیں لگا کر ایونیائی جنگجوؤں کو بلایا اور کہا:"اے ایونیا کے مردو، میں پُل کے متعلق دیئے گئے اپنے سابق احکامات واپس لیتا ہوں۔ دیکھو یہ ایک چابک ہے: اسے پکڑو، اور اِس کے بارے میں میرے حکم پر عمل کرو۔ جس دن میں تمہیں سیتھیا میں آگے بڑھنے کو کہوں تو ہر روز ان میں سے ایک گرہ کھولتے جانا۔ اگر میں آخری گرہ کھلنے سے پہلے واپس نہ آؤں تو اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جانا۔ دریں اثناء تم پُل کی محتاط انداز میں حفاظت کرنا۔ یہ کام کر کے تم میرے اوپر بڑا احسان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرو گے۔" داریوش نے یہ کہہ کر پوری رفتار کے ساتھ کوچ کیا۔

99۔ ساحل سمندر کے راستے آئیں تو سیتھیا سے پہلے تھریس آتا ہے۔ پہلے ہموار زمین آتی ہے اور پھر سیتھیا شروع ہوتا ہے۔ اس مقام پر اِستر مشرق کی جانب منہ کر کے سمندر میں گرتا ہے۔ اب میں اِستر سے شروع کر کے سیتھیا کے سمندری ساحل کی پیائش بیان کروں گا۔ اِستر کو پار کرتے ہی پرانا سیتھیا شروع ہوتا اور کارسینی تس نامی شہر تک جاری رہتا ہے۔ یہاں اِسی سمندر کے قریب ایک کوہستانی خطہ [124] پونٹس میں اندر تک جاتا ہے جس میں غیر ہموار کیرونیسے [125] نامی مقام تک توری (Tauri) رہتے ہیں، پھر یہ پہاڑ سمندر میں مشرق کی جانب مُڑ جاتے ہیں۔ کیونکہ سیتھیا کی سرحدیں دو مختلف سمندروں کی دونوں اطراف تک پھیلی ہوئی ہیں--- ایک جنوب اور دوسری مشرق کی طرف؛ ایٹیکا کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے اور توری کو سیتھیا میں وہی حیثیت حاصل ہے جو ایٹیکا میں ایک غیر ملکی لوگوں کو حاصل ہے، وہ تھوریکس سے لے کر انا فلسٹس کی بستی تک سُونیئم کی اونچی سرزمین پر آباد ہوتے، بشرطیکہ یہ خطہ سمندر میں کچھ اور آگے تک گیا ہوتا۔ توری علاقہ ایسا ہی ہے۔ جن لوگوں نے ایٹیکا کے اِن حصوں کا بحری سفر نہیں کیا، میں اُن کے لیے اسے ایک الگ انداز میں بیان کروں گا۔ یوں سمجھ لیں کہ یہ ایاپیجیا (lapygia) میں برونڈوسیئم [126] بندرگاہ سے لے کر ٹیرنٹم تک کھینچی ہوئی ایک لکیر ہے، اور اِیاپیجیوں سے مختلف لوگ اس زمین میں آباد ہیں۔ یہ دو مثالیں دوسروں کی تعداد بتاتی ہیں جبکہ زمین کی شکل توریکا سے کافی ملتی جلتی ہے۔

100۔ اِس خطے سے آگے ہم دوبارہ سیتھیوں کو توری سے بالائی ملک اور مشرقی سمندر پر سرحدی علاقوں، اور سیمیری بوسفورس و پالس میوتِس کے مغرب میں واقع دریائے تنائیس تک کے سارے علاقے پر بھی قابض پاتے ہیں۔ جہاں تک سیتھیا کی بری حدود کا تعلق ہے تو اگر ہم دریائے اِستر سے شروع کریں تو اِسے مندرجہ ذیل قبائل میں بالترتیب گھرا ہوا پاتے ہیں: اگاتھیرسی، نیوری، اینڈروفیگی اور میلانکلینی۔

101۔ یوں سیتھیا کی جغرافیائی شکل چوکور بنتی ہے اور دو اطراف پر سمندر ہے--- یہ براعظم پر بھی اتنا ہی آگے تک گیا ہوا جتنا کہ ساحل کے ساتھ ہے۔ کیونکہ دریائے اِستر سے بورستھینز تک کا سفر 10 دن کا، اور اتنا ہی آگے بورستھینز سے پالس میوتس تک ہے، جبکہ ساحل سے میلانکلینی (جو سیتھیوں سے اوپر رہتے ہیں) کے ملک تک 20 دن کا سفر ہے۔ میرے خیال میں ایک دن کا سفر دو سو فرلانگ بنتا ہے۔ چنانچہ، سیتھیا کا رقبہ چار ہزار مربع فرلانگ بنتا ہے، یعنی ہر طرف سے چار چار ہزار فرلانگ۔

102۔ سیتھیوں نے اپنی صورتحال پر غور کرتے ہوئے یہ جانا کہ وہ اپنے آپ میں اتنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طاقتور نہیں ہیں کہ داریوش کی فوج سے کھلی جنگ لڑ سکیں' چنانچہ انہوں نے پڑوسی ممالک کو پیغام بھیجے' جن کے بادشاہ پہلے ہی ایک اس قدر وسیع لشکر کی پیش قدمی کے بارے میں باہم مشاورت کر چکے تھے۔ اُن میں توری' اگاتھیرسی' نیوری' اینڈروفیگی' میلانکلینی' گیلونی' بیوڈینی اور سوروماتے کے بادشاہ شامل تھے۔

103۔ توری مندرجہ ذیل روایات پر عمل پیرا تھے۔ وہ کسی ٹکرائے ہوئے جہاز کے تمام آدمیوں کو کنواری کی بھینٹ کرتے' اور موسم کے باعث تمام یونانیوں کو اُن بندرگاہوں پر ٹھہرنا پڑتا تھا۔ قربانی کا طریقہ یہ ہے۔ ابتدائی رسوم کے بعد وہ قربانی کے لیے لائے گئے آدمی کے سر پر لاٹھی سے وار کرتے۔ کچھ بیانات کے مطابق اِس کے بعد وہ دھڑ کو چوٹی پر بنے معبد سے نیچے پھینکتے اور سر کو ایک صلیب پر ٹھونک دیتے۔ کچھ دیگر کا کہنا ہے کہ سر کے ساتھ تو اوپر والا سلوک ہی ہوتا ہے لیکن جسم کو پہاڑ سے نیچے نہیں پھینکا جاتا... بلکہ دفن کر دیا جاتا ہے۔ جس دیوی کو یہ قربانیاں پیش کی جاتی ہیں وہ خود توری کے مطابق اگامیمنن کی بیٹی افی جینیا[127] تھی۔ وہ جنگی قیدیوں کے ساتھ مندرجہ ذیل سلوک کرتے۔ دشمن کو قید کرنے والا شخص اُس کا سر کاٹ کر اپنے گھر میں ایک اونچے کھمبے پر لگا دیتا۔ سروں کو اتنی اونچائی پر لگانے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ سارا گھر اُس کی حفاظت میں رہے۔ یہ لوگ مکمل طور پر جنگ اور لوٹ مار پر گذارہ کرتے ہیں۔

104۔ اگاتھیرسی ایسے انسانوں کی نسل ہیں جو بہت امیر اور سونا پہننے کے شوقین ہیں۔ اُن کی بیویاں مشترکہ ہوتی ہیں تاکہ وہ سب آپس میں بھائی چارہ قائم رکھیں'[128] ایک خاندان بن کر رہیں اور ایک دوسرے سے رشک و نفرت کا شکار نہ ہوں۔ دیگر حوالوں سے اُن کی رسوم تھریسیوں سے کافی مماثلت رکھتی ہیں۔

105۔ نیوریوں کی رسوم سیتھیوں سے ملتی جلتی ہیں۔ داریوش کے حملے سے ایک پشت پہلے انہیں سانپوں کے ایک کثیرالتعداد لشکر نے اُن کے وطن سے باہر نکال دیا۔ اُن میں سے کچھ تو اُن کے اپنے علاقہ میں پیدا ہوئے' جبکہ ایک بہت بڑی تعداد شمال کے صحراؤں سے آئی۔ اس مصیبت کے پیشِ نظر وہ اپنے گھروں سے بھاگ گئے اور بیوڈینی کے پاس پناہ لی۔ لگتا ہے کہ یہ لوگ شعبدہ گر ہیں: کیونکہ سیتھیوں اور سیتھیا میں آباد یونانیوں کا کہنا ہے کہ ہر نیوری سال میں ایک مرتبہ کچھ دن کے لیے لومڑ[129] بن جاتا اور پھر واپس اپنی شکل میں آ جاتا ہے۔[130] مجھے تو اس پر یقین نہیں' لیکن وہ اس پر بہت پُریقین اصرار کرتے ہیں اور اپنی سچائی کے لیے قسم اٹھانے کو بھی تیار ہیں۔

106۔ اینڈروفیگی[131] کے انداز و اطوار کسی بھی دوسری نسل سے زیادہ وحشیانہ ہیں۔ وہاں انصاف اور نہ ہی قوانین پر عملدرآمد ہوتا ہے۔ وہ خانہ بدوش ہیں' اور اُن کا لباس سیتھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے: لیکن وہ اپنی سی ایک مخصوص بولی بولتے ہیں۔ ان علاقوں کی کسی بھی دوسری قوم کے برخلاف وہ آدم خور ہیں۔

107۔ میلا نکلینی [۱۳۲] سب کے سب کالی عبائیں پہنتے ہیں اور اسی سے ان کا نام یہ پڑ گیا۔ اُن کی روایات سیتھی ہیں۔

108۔ بیوڈینی ایک بڑی اور طاقتور قوم ہیں: اُن سب کی گہری نیلی آنکھیں اور چمکدار سرخ بال ہیں۔ اُن کے علاقہ میں ایک گیلونس نامی شہر لکڑی کی بلند دیوار میں گھِرا ہوا ہے جو ہر طرف 30 فرلانگ لمبی ہے۔ وہاں سب گھر اور سب معبد ایک ہی چیز سے بنے ہیں۔ معبد یونانی دیوتاؤں کے اعزاز میں بنے ہیں اور انہیں یونانی انداز میں مورتیوں' قربان گاہوں اور زیارت گاہوں سے سجایا گیا ہے جو سب لکڑی کی ہیں۔ ہر سال ڈایونی سس کے اعزاز میں ایک تیوہار بھی منعقد ہوتا ہے جس میں مقامی لوگ ڈایونی سسی طرب خیزی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کیونکہ درحقیقت گیلونی قدیم دور میں یونانی ہی تھے' جو ساحل پر واقع فیکٹریوں سے بے دخل کیے جانے پر بیوڈینی کے پاس گئے اور وہیں مل کر رہنے لگے۔ وہ آج بھی نیم یونانی نیم سیتھی زبان بولتے ہیں۔

109۔ تاہم' بیوڈینی کی بولی ہو بہو گیلونی والی نہیں' نہ ہی اُن کا طرز حیات یکساں ہے۔ وہ علاقے کے اصل رہائشی اور خانہ بدوش ہیں: وہ کسی بھی پڑوسی نسل کے برخلاف جوئیں کھاتے ہیں۔ اِس کے برعکس گیلونی کھیتی باڑی کرتے' روٹی کھاتے' باغ اُگاتے ہیں' اور خط و خال اور رنگت میں بیوڈینی سے قطعی مختلف ہیں۔ اس کے باوجود یونانی ان موخر الذکر کو گیلونی کہتے ہیں' لیکن انہیں یہ نام دینا ایک غلطی ہے۔ اُن کے ملک میں ہر قسم کے درختوں پر مشتمل گھنے جنگل ہیں۔ سب سے زیادہ گھنا حصہ ایک چوڑی گہری جھیل ہے جس کے اردگرد والی دلدلی زمین پر سرکنڈے اُگتے ہیں۔ یہاں ایک چوکور چہرے والے جانور سگ آبی (Beaver) کی مدد سے اُود بلاؤ پکڑے جاتے ہیں۔ مقامی باشندے سگ آبی کی پوستین اپنے جُبوں کے کناروں پر لگاتے ہیں اُور اِن سے ایک رحم کی بیماری کا علاج بھی کرتے ہیں۔

110۔ سورماتے کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ جب یونانی امیزونوں [۱۳۳] (سیتھی انہیں "انسان کے قاتل" کہتے ہیں) کے ساتھ لڑے تو تھرموڈون کی جنگ جیتنے کے بعد اپنے جہازوں میں سوار ہوئے اور اپنی تین کشتیوں میں صرف قیدی امیزونوں کو بھرا: سفر کے دوران ان عورتوں نے عملہ کے خلاف بغاوت کی اور ایک ایک آدمی کو مار ڈالا۔ تاہم' جہاز اُن کے لیے بالکل اجنبی تھا اور انہیں چپوار' بادبان یا چپو استعمال کرنے کا طریقہ نہیں آتا تھا اس لیے ہوائیں اور لہریں انہیں بہا لے گئیں۔ آخر کار وہ پالس میوتس کے ساحلوں پر پہنچیں اور کریمنی یعنی "چٹانیں" نامی جگہ پر آئیں جو آزاد سیتھیوں کے علاقے میں ہے۔ وہ ساحل پر اُتریں اور زمین کے راستے آباد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خطوں کی جانب روانہ ہوئیں: راستے میں نظر آنے والے جنگلی گھوڑوں کا پہلا ریوڑ انہوں نے پکڑا اور ان کی پشت پہ سوار ہو کر سیتھی علاقے میں لوٹ مار کرنے نکل پڑیں۔

111۔ سیتھیوں کو سمجھ نہ آئی کہ وہ اپنے اوپر کیے گئے حملے کا کیا کریں۔۔۔لباس ' زبان حتیٰ کہ قوم بھی نامعلوم تھی۔۔۔دشمن کی آمد کا انداز بھی ایک عجوبہ تھا۔ تاہم ' وہ انہیں ایک ہی عمر کے مرد سمجھتے ہوئے مقابلہ کرنے باہر نکلے اور اُن سے جنگ لڑے۔ مقتولین کے کچھ جسم ہاتھ لگنے پر انہیں حقیقت معلوم ہوئی۔ پھر اُنہوں نے اور کسی حملہ آور کو مارنے کی بجائے اُن کے خلاف اپنے نوجوان ترین لڑکوں کو بھیجنے کا ارادہ کیا: انہیں حکم دیا گیا کہ وہ حملہ آور عورتوں کے قریب ہی پڑاؤ کریں اور وہی کچھ کریں جو انہیں کرتا دیکھیں۔۔۔جب امیزون اُن کے خلاف پیش قدمی کریں تو پیچھے ہٹ جائیں اور لڑنے سے گریز کریں۔۔۔جب وہ رُک جائیں تو آگے بڑھیں اور اپنے خیمے دشمن کے پڑاؤ کے قریب لگائیں۔ اُن کی اِس کارروائی کا مقصد اس قدر بہادر نسل سے بچے حاصل کرنا تھا۔

112۔ چنانچہ نوجوان لڑکے روانہ ہوئے اور خود کو دیئے گئے احکامات کی تعمیل کی۔ امیزونوں کو جلد ہی پتہ چل گیا کہ وہ انہیں نقصان پہنچانے کی نیت سے نہیں آئے تھے: للٰذا انہوں نے سیتھیوں کے ساتھ مزید کوئی برا سلوک نہ کیا۔ لڑکوں کے خیمے دن بہ دن قریب آنے لگے: دونوں ٹولیاں ایک سی زندگی گذار رہی تھیں ' دونوں کے پاس اپنے ہتھیاروں اور گھوڑوں کے سوا اور کچھ نہ تھا تاکہ شکار اور لوٹ مار کے ذریعہ اپنے لیے ذرائع زندگی حاصل کر سکیں۔

113۔ آخر کار ایک واقعہ اُن دونوں کے ملاپ کا باعث بن گیا۔۔۔ایک نوجوان نے عورت کی مہربانیوں کو بہ آسانی حاصل کر لیا' جس نے اُسے اشاروں سے کہا (کیونکہ وہ ایک دوسرے کی زبان سے ناواقف تھے) کہ اگلے دن اپنے ایک دوست کو ساتھ لے کر اِسی مقام ملاقات پر آئے۔۔۔ جبکہ خود وعدہ کیا کہ وہ اپنے ساتھ ایک اور عورت کو لائے گی۔ نوجوان نے ایسا ہی کیا' اور عورت نے بھی اپنا قول نبھایا۔ جب باقی کے نوجوانوں نے اس واقعہ کے بارے میں سنا تو انہوں نے بھی دیگر امیزونوں کی نظر کرم چاہی اور پائی۔

114۔ تب دونوں ٹولیاں یکجا ہو گئیں: سیتھی امیزون عورتوں کو اپنی بیویاں بنا کر رہنے لگے: نوجوان تو عورتوں کی زبان نہ سیکھ سکے ' لیکن عورتوں نے جلد ہی اُس کی بولی بولنا شروع کر دی۔ اس طرح جب وہ ایک دوسرے کی بات سمجھنے لگے تو سیتھیوں نے امیزونوں سے کہا۔۔۔" ہمارے پاس والدین اور جائیدادیں ہیں ' اس لیے آؤ یہ انداز زندگی ترک کر کے واپس ہماری قوم میں چلتے ہیں۔ تم یہاں کی طرح وہاں بھی ہماری بیویاں رہو گی ' اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ کسی اور کو اپنی بیوی نہیں بنائیں گے۔" لیکن امیزونوں نے کہا۔۔۔" ہم تمہاری عورتوں کے ساتھ نہیں رہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکتیں--- ہماری روایات اُن سے بہت مختلف ہیں۔ کمان کھینچنا' نیزہ پھینکنا' گھڑسواری کرنا' یہ سب ہمارے فنون ہیں--- زنانہ مشاغل کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ اس کے برعکس تمہاری عورتیں ان کاموں میں سے ایک بھی نہیں کرتیں; بلکہ گھروں میں ہی زنانہ قسم کے کاموں میں مصروف رہتی ہیں اور حتیٰ کہ شکار پر بھی نہیں جاتیں۔ ہمارے درمیان کبھی اتفاق نہیں ہوسکے گا۔ لیکن اگر تم ہمیں اپنی بیویاں بنا کر واقعی ساتھ رکھنا چاہتے ہو' اور ہمارے ساتھ پورا انصاف کرو گے تو اپنے گھروالدین کے پاس جاؤ' ان سے اپنے حصہ کی جائیداد مانگو اور ہمارے پاس واپس آجاؤ--- ہم اور تم ایک ساتھ رہیں گے۔"

115۔ نوجوانوں نے تجویز منظور کی اور اسی پر عمل کیا۔ انہوں نے جا کر اپنے حصے کی چیزیں وصول کیں اور بیویوں کے پاس لوٹ آئے۔ تب اُن عورتوں نے اپنے شوہروں سے یوں کہا--- "ہم شرمندہ ہیں' اور اِس ملک میں رہنے سے ڈرتی ہیں۔ ہم نے نہ صرف تمہیں تمہارے والدین سے چھینا ہے بلکہ اپنی غارت گری کے ذریعہ سیتھیا کو بھی خاصا نقصان پہنچایا ہے۔ تم نے ہمیں اپنی بیویاں بنایا ہے اس لیے ہماری درخواست مان جاؤ۔ ہم اکٹھے یہ ملک چھوڑ کر تنائیس سے پرے رہنے چلتے ہیں۔" نوجوانوں نے دوبارہ رضامندی ظاہر کی۔

116۔ دریائے تنائیس پار کر کے انہوں نے تین دن تک مشرق کی سمت پیدل سفر کیا' اور پھر شمال کی سمت میں پالس میوتس سے آگے تین دن تک چلتے رہے۔ یہاں وہ اپنے موجودہ مقبوضہ علاقے میں آئے اور مقیم ہو گئے۔ سوروماتے کی عورتیں آج بھی اپنی قدیم روایات [۱۳۵] پر سختی سے عمل پیرا ہیں; وہ اپنے شوہروں کے ساتھ گھوڑوں پہ سوار ہو کر' اور کبھی کبھی تنہا ہی شکار کرتی ہیں; جنگ میں میدان سنبھالتی ہیں اور بالکل مردانہ لباس پہنتی ہیں۔

117۔ سوروماتے سیتھیا کی زبان بولتی ہیں' لیکن کبھی اسے درست طور پر نہیں بولا کیونکہ امیزونوں نے شروع میں اسے صحیح طرح نہیں سیکھا تھا۔ اُن کا شادی کا قانون تقاضا کرتا ہے کہ کوئی لڑکی اس وقت تک شادی نہیں کرے گی جب تک وہ جنگ میں ایک آدمی کو قتل نہ کر لے۔ کبھی کبھی عورت بڑھاپے میں غیر شادی شدہ ہی مرجاتی ہے کیونکہ اُس کو اپنی ساری زندگی میں یہ شرط پوری کرنے کا موقع نہیں ملتا۔

118۔ سیتھیوں کے ایلچیوں نے اِن اقوام کی مجلس میں شریک بادشاہوں سے اپنا تعارف کروانے کے بعد انہیں بتایا کہ فارسی باقی سارے براعظم کو مطیع بنانے کے بعد آبنائے بوسفورس کو ایک پُل کے ذریعہ پار کر کے براعظم یورپ میں آ گئے ہیں' انہوں نے تھریسیوں کو شکست دی ہے اور اب دریائے اِسترپر پُل باندھ رہے ہیں تاکہ باقی سارے یورپ کو بھی اپنا مطیع بنا سکیں۔ انہوں نے مزید کہا' "آپ خود کو اِس لڑائی میں اکیلے نہ سمجھیں--- آپ ہمارے ساتھ مل کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دشمن کا مقابلہ کریں۔ اگر آپ نے انکار کر دیا تو ہمیں سر جھکانا یا پھر اپنا ملک خالی کرنا یا حملہ آوروں کے ساتھ کوئی سمجھوتہ کرنا پڑے گا۔ اگر آپ نے ہماری مدد نہ کی تو ہمارے پاس کرنے کو اور کیا رہ جائے گا؟ حملے کا اثر آپ پر بھی کچھ کم نہیں پڑے گا۔ فارسی بادشاہ ہماری طرح آپ کے خلاف بھی چڑھائی کرنے آیا ہے: اور ہمیں فتح کرنے کے بعد آپ کو بھی آرام سے نہیں رہنے دے گا۔ ہم نے جو کچھ یہاں کہا ہے اُس کا ٹھوس ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ اگر فارسی بادشاہ واقعی اُن غلط کاریوں کا انتقام لینے آتا جو ہم نے اُس کے غلام بنائے ہوئے لوگوں کے ساتھ کی تھیں' اور اگر وہ صرف ہم سے جنگ کرنے ہی کا خواہش مند ہوتا تو کسی اور قوم کا استیصال کیے بغیر سیتھیا کی جانب ہی آتا۔ [۱۳۶] تب یہ سب پر عیاں ہو جاتا کہ اُس کا نشانہ صرف سیتھیا ہے۔ لیکن اب اُس نے کیا رویہ اختیار کیا ہے؟ اُس نے یورپ میں قدم رکھتے ساتھ ہی راستے میں آنے والی ہر قوم کو بلا استثنا کچلا ہے۔ تھریسیوں کے تمام قبائل اُس کے مطیع ہو گئے ہیں اور اُن میں ہمارے قریبی پڑوسی گیتے بھی شامل ہیں۔"

119۔ اقوام کے بادشاہوں نے سیتھیوں کی ساری بات سننے کے بعد غور و خوض کیا۔ آخر میں اختلاف رائے ہو گیا۔۔۔ گیلونی' بیوڈینی اور سوروماتے کے بادشاہوں کی رائے تھی کہ سیتھیوں کی مدد کی جائے: لیکن اگاتھیرسی اور نیوری بادشاہوں نے اینڈروفیگی' میلانکلینی اور توری فرمانرواؤں کے ساتھ مل کر اُن کی درخواست کا یہ جواب دیا۔۔۔ "اگر فارسیوں کے ساتھ جنگ کرنے میں تم نے پہل نہ کی ہوتی تو ہم تمہاری درخواست کو حق بجانب سمجھتے: تب ہم تمہاری خواہش کے مطابق عمل کرتے ہوئے تمہارے شانے سے شانہ ملاتے۔ تاہم' اب معاملہ یوں ہے۔۔۔ تم نے ہمارے بغیر فارسیوں کے ملک پر حملہ کیا' اور جب تک خدا نے طاقت دی تم نے وہاں قبضہ قائم رکھا: اب اُسی خدا نے انہیں تمہارے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنے کو بھیجا ہے۔ ہم نے تو اُن کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی اور نہ ہی پہلے کوئی وار کریں گے۔ اگر وہ ہمارے ملک پر حملہ کر دیں تو اُن کے ہاتھوں شکست نہیں کھائیں گے: بلکہ اس سارے عرصہ میں اپنے گھر پر رہیں گے۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ فارسی ہم پر حملہ کرنے نہیں بلکہ اپنے ساتھ بری حرکت کرنے والوں کو سزا دینے آ رہے ہیں۔"

120۔ جب سیتھیوں تک اپنی پڑوسی اقوام کا یہ انکار پہنچا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ دشمن کے ساتھ کھلی جنگ کرنے کی کوشش نہیں کریں گے' بلکہ پسپائی اختیار کر کے' اپنے گلوں کو ہنکاتے ہوئے سارے کنوئیں اور چشمے بند کرتے جائیں گے۔ انہوں نے خود کو تین گروہوں میں تقسیم کیا۔ طے پایا کہ سکوپاسس نامی ایک گروہ سوروماتے کے ساتھ مل جائے اور اگر اہل فارس تنائیس والی طرف سے پیش قدمی کریں تو پالس میوتس کے کناروں کے ساتھ ساتھ پیچھے ہٹتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جائیں اور دریا کی جانب جائیں؛ جبکہ اگر فارسی پیچھے ہٹیں تو فوراً اُن کا تعاقب کرکے پریشان کریں۔ اِدانتھیرسس کی زیر قیادت دوسرے اور بادشاہ ٹیکساِسس کی ماتحتی میں تیسرے گروہ کو گیلونی اور بیوڈینی کے دستوں کے ساتھ مل کر فارسیوں سے ایک دن کے فاصلے پر رہنا اور پہلے گروہ والا طریقہ ہی اختیار کرنا تھا۔ سب سے پہلے انہیں اُن اقوام کی طرف لے جایا جانا تھا جنھوں نے اتحاد میں شامل ہونے سے انکار کیا تھا۔ قرار پایا تھا کہ اس کے بعد وہ اپنے ملک میں کھسک جائیں اور پھر دشمن کے ساتھ مل کر ان اقوام سے جنگ کریں۔

121۔ جب ان اقدامات کا فیصلہ ہوگیا تو سیتھی داریوش کی فوج سے ملنے گئے اور اپنے آگے آگے قاصدوں کے طور پر تیز ترین گھڑسوار روانہ کیے۔ وہ اپنی ویگنوں (جن میں ان کی عورتیں اور بچے رہتے تھے) اور سارے پالتو جانوروں کو پیچھے ہی چھوڑ آتے تھے اور انہیں سیدھا شمال کی سمت میں چلتے رہنے کا حکم دیا تھا۔

122۔ سیتھیوں کے قاصدوں نے فارسی لشکر کو دریائے اِسترسے تین دن آگے آیا ہوا پایا۔ اور فوراً ان کے آگے آگے، ایک دن پیدل سفر کے فاصلے پر قیام کرکے زمین پر اُگنے والی تمام چیزوں تباہ کرنے لگے۔ فارسیوں نے سیتھی گھوڑے کو دیکھتے ساتھ ہی سیتھیوں والا راستہ پکڑا، جبکہ دشمن اُن کے سامنے پسپا ہوتا جارہا تھا۔ سیتھیوں کے واحد دستے [137] کے خلاف فارسیوں کے آگے بڑھنے کی سمت مشرق میں دریائے تنائیس کی طرف تھی۔ سیتھیوں نے دریا پار کیا اور فارسی اُن کے پیچھے پیچھے چلے آئے۔ اس طرح وہ سوروماتے کے ملک سے گذرے اور بیوڈینی کے ملک میں داخل ہوئے۔

123۔ فارسی فوج جتنی دیر تک سیتھیوں اور سوروماتے کے ممالک سے گذرتی رہی انہیں وہاں تباہ و برباد کرنے کے لیے کچھ نہ ملا کیونکہ علاقہ بنجر اور ویران تھا؛ لیکن بیوڈینی کے علاقے میں داخل ہونے پر اُن کے راستے میں اوپر مذکور [138] لکڑی کا قلعہ آیا جس کے رہائشی اُسے خالی کر کے جاچکے تھے اور ساتھ ہی اپنی ہر چیز بھی اٹھالے گئے تھے۔ انہوں نے یہ جگہ جلا کر راکھ کردی؛ اور دوبارہ پسپائی اختیار کرتے ہوئے سیتھیوں کے پیچھے پیچھے چل دیئے، حتیٰ کہ بیوڈینی کا سارا ملک پار کرلینے کے بعد غیر آباد [139] صحرا میں پہنچے جو بیوڈینی علاقے سے اوپر سات دن کی مسافت تک پھیلا ہوا ہے۔ اس صحرا سے اوپر تھیساگیتے رہتے ہیں جن کی زمین سے اوپر چار بڑے دریا بہتے ہیں۔ یہ سبھی دریا میوتیوں کے ملک میں سے ہوکر گذرتے اور پالس میوتس میں گرتے ہیں۔ اُن کے نام لائیکس، اوَرس، تنائیس اور ہرگس [140] ہیں۔

124۔ جب داریوش صحرا میں پہنچا تو تعاقب میں کچھ وقفہ ڈالا اور اپنی فوج کو دریائے اوَرس پر روکا۔ یہاں اُس نے آٹھ بڑے قلعے بنائے جن کا درمیانی فاصلہ ساٹھ ساٹھ فرلانگ تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور ان کی باقیات آج بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ دریں اثناء اُن کے آگے آگے چلتے ہوئے سیتھیوں نے بالائی خطوں میں سے ہو کر پورا چکر کاٹا اور دوبارہ سیتھیا میں داخل ہو گئے۔ داریوش نے اُن کے غائب ہو جانے پر اپنے قلعوں کو اُدھورا ہی چھوڑا اور مغرب کی جانب مڑا۔ اُس نے سوچا تھا کہ اُسے دکھائی دینے والے سیتھی ساری قوم تھے اور اس سمت میں بھاگ گئے تھے۔

125۔ اب اُس نے تیز تیز قدم اٹھائے، سیتھیا میں داخل ہوا، سیتھی فوج کے دو مشترکہ ڈویژنوں سے روبرو ہوا اور فوراً اُن کا تعاقب کرنے لگا۔ انہوں نے اپنے طے شدہ منصوبے کے مطابق چار دن کے مارچ تک پسپائی اختیار کی؛ داریوش جوش و خروش کے ساتھ اُن کا پیچھا کرتے کرتے اُن اقوام کے علاقوں میں جا پہنچا جنھوں نے اُن کے ساتھ ملنے سے انکار کر دیا تھا: سب سے پہلے میلا نکلینی کا ملک آیا۔ اس علاقے کے باشندوں کو پہلے سیتھیوں اور پھر فارسیوں کے حملے کے باعث زبردست افراتفری کا سامنا کرنا پڑا۔ سو سیتھی اس طریقہ سے انہیں ہراساں کرنے کے بعد اینڈروفیگی کی جانب گئے، اور یہاں بھی پہلے والے نتائج حاصل کیے؛ اور پھر وہاں سے نیوریوں کی طرف گئے اور مقامی باشندے گڑبڑ کا شکار ہوئے۔ مزید پسپائی اختیار کرتے کرتے وہ اگاتھیرسی پہنچے؛ لیکن یہاں کے لوگوں نے اپنے پڑوسیوں کا خوف اور فرار دیکھ کر سیتھیوں کے حملہ آور ہونے کا انتظار نہ کیا بلکہ ایک قاصد بھیج کر انہیں اپنی سرحدیں پار کرنے سے منع کیا اور پیشگی خبردار کیا کہ اگر انہوں نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو وہ مسلح مزاحمت کریں گے۔ تب اگاتھیرسی اپنے ملک کو حملہ آوروں سے بچانے کی خاطر سرحد کی جانب بڑھے۔ دیگر قوموں--- میلا نکلینی، اینڈروفیگی اور نیوری--- نے سیتھیوں اور فارسیوں کے حملے کا جواب دینے کی بجائے افراتفری کے عالم میں راہ فرار اختیار کی تھی اور شمال کی طرف واقع صحراؤں میں چلے گئے تھے۔ جب اگاتھیرسی نے انہیں اپنے ملک میں داخل ہونے سے منع کیا تو سیتھی باز رہے اور فارسیوں کو نیوریوں کے علاقہ سے واپس اپنے وطن میں لے گئے۔

126۔ یہ سلسلہ اس قدر طویل اور غیر مختتم ہو گیا کہ آخر کار داریوش نے ایک گھڑسوار کو مندرجہ ذیل پیغام دے کر سیتھی بادشاہ ادانتھیرسس کے پاس بھیجا:--- "او عجیب انسان، تم میرے سامنے بھاگتے کیونکہ پھر رہے ہو، جبکہ دو کام تم بڑی آسانی سے کر سکتے ہو؟ اگر تم خود کو میری فوجوں کی مدافعت کرنے کے قابل سمجھتے ہو تو آوارہ گردی ختم کر کے جنگ لڑنے کے لیے آؤ۔ یا اگر تم اپنی طاقت کو میری طاقت سے کمتر سمجھتے ہو تو--- خواہ بھاگنا بند ہی کر دو--- فوراً بات چیت کرنے آ جاؤ۔ اپنے آقا کو تمہیں صرف زمین اور پانی کی بھینٹ چڑھانا پڑے گی۔"

127۔ سیتھی بادشاہ نے اس پیغام کا یہ جواب دیا:--- "او فارسی! یہ میرا اپنا انداز ہے۔ میں انسانوں سے ڈرتا ہوں اور نہ ہی اُن سے بھاگتا ہوں۔ میں نے ماضی میں کبھی ایسا نہیں کیا اور نہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب تم سے بھاگ رہا ہوں۔ میری حرکت میں کوئی نئی یا عجیب بات نہیں ہے; میں تو بڑے سکون کے ساتھ معمول کی زندگی ہی گذار رہا ہوں۔ اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارے ساتھ فوری طور پر جنگ کیوں شروع نہیں کرتا۔ ہم سیتھیوں کے پاس شہر اور نہ ہی زرعی زمینیں ہیں کہ ہم اُن کے چھن جانے یا برباد ہونے کے خوف سے تمہارے ساتھ لڑنے میں عجلت کریں۔ تاہم' اگر تم جلدی جلدی ہمارے ساتھ برسرپیکار ہونا چاہتے ہو تو دیکھو' وہاں ہمارے باپوں [141] کے مقبرے ہیں۔۔۔ انہیں ڈھونڈو اور اُن کے ساتھ ٹانگ اڑانے کی کوشش کرو۔۔۔ تب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ ہم تمہارے ساتھ لڑیں گے یا نہیں۔ جب تک تم یہ کرو گے' اتنی دیر تک یقیناً ہم جنگ نہیں کریں گے' بشرطیکہ ہمارا دل راضی ہو۔ جنگ لڑنے کی دعوت مبازرت کا یہ میری جانب سے جواب ہے۔ جہاں تک دیوتاؤں کا تعلق ہے تو میں صرف اپنے جد امجد جو [142] اور سیتھی ملکہ ہیسٹیا کو مانتا ہوں۔ تم نے زمین اور پانی کی بھینٹ بھجوانے کا کہا ہے تو میں یہ نہیں بھیج رہا' لیکن تم جلد ہی زیادہ موزوں تحائف وصول کرو گے۔ آخری بات یہ کہ تمہاری جانب سے خود کو میرا مالک قرار دینے پر میں تم سے یہی کہتا ہوں: "روتے رہو۔" قاصد یہ پیغام داریوش کے پاس لایا۔

128۔ جب سیتھی بادشاہوں نے غلامی کا نام سُنا تو غصے سے بھر گئے اور سکوپاسس گروہ (جس میں سوروماتے شامل تھے) کو ایونیاؤں کے ساتھ بات چیت کرنے کا حکم دے کر بھیجا جنہیں دریائے اِسترپر پُل کی حفاظت کرنے کے لیے چھوڑا گیا تھا۔ دریں اثناء پیچھے رہ جانے والے سیتھیوں نے فیصلہ کیا کہ اب فارسیوں کو اپنے ملک میں مزید ادھر ادھر گھمانے کی بجائے اُن پر عین اُس وقت دھاوا بولا جائے جب وہ کھانا کھا رہے ہوں۔ چنانچہ وہ ایسے موقعے کا انتظار کرنے لگے اور پھر اپنے ارادے کے مطابق ہی عمل کیا۔ ان لڑائیوں میں سیتھی گھوڑ سوار دشمن کے گھوڑے کو ہمیشہ بھگا دیتا; تاہم' دشمن نیچے گرنے پر پاؤں کے بل کھڑے ہو جاتے' اور اُن کے پاؤں کبھی ڈگمگاتے نہیں تھے; جبکہ دوسری طرف سیتھی پیدل لڑنے کے خوف سے فوراً پیچھے ہٹ جاتے۔ سیتھیوں نے رات کو بھی ایسے ہی حملے کیے۔

129۔ ایک بہت انوکھی بات نے فارسیوں کو بہت فائدہ پہنچایا' اور یہ فارسی پڑاؤ پر حملہ کرنے والے سیتھیوں کے لیے اتنی ہی زیادہ نقصان دہ تھی۔ یہ بات گدھوں کا رینکنا اور خچروں کی شباہت تھی۔ کیونکہ (جیسا کہ میں نے پیچھے بھی کہا) سیتھیوں کے ملک میں گدھا اور نہ ہی خچر پیدا ہوتا تھا' اور اُن کے ہاں شدید سردی کے باعث ان میں سے ایک جانور بھی موجود نہیں۔ چنانچہ جب گدھے رینکے تو سیتھی گھڑسوار ڈر گئے; اور اکثر کے گھوڑوں نے عین لڑائی کے دوران گدھوں کا شور سُنا تو ڈر کر پلٹے اور شدید ہراساں ہو گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ایسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آواز پہلے کبھی نہ سُنی تھی اور نہ ہی اس قسم کے جانور کو دیکھا تھا: اور اس کا جنگ پر کافی بُرا اثر پڑا۔

130۔ جب سیتھیوں نے فارسیوں کے حواس باختہ ہونے کی علامات دیکھیں تو انہوں نے انہیں سیتھیا سے خروج نہ کرنے پر مائل کرنے کی خاطر کچھ اور اقدامات کیے' تاکہ اگر وہ رک جائیں تو اُن کی اشیائے ضروریہ بالکل ختم ہو جانے پر انہیں زیادہ نقصان پہنچا سکیں۔ اس مقصد کے تحت انہوں نے اپنے مویشی گڈریوں کے ساتھ آگے کیے جبکہ خود کچھ فاصلے پر چلے گئے: فارسیوں نے حملہ کر کے جانوروں کو لے لیا اور اُن کا حوصلہ کافی بڑھ گیا۔

131۔ سیتھیوں نے یہ حرکت کئی مرتبہ کی' حتیٰ کہ داریوش کو اُن کی چال سمجھ میں آ گئی؛ تب سیتھی بادشاہوں نے معاملات کو سمجھ کر ایک قاصد کے ہاتھ فارسی بادشاہ کو کچھ تحائف بھجوائے: ان میں ایک پرندہ' ایک چوہا' ایک مینڈک اور پانچ تیر شامل تھے۔ فارسیوں نے قاصد سے پوچھا کہ ان تحائف کو بھجوانے کا کیا مطلب ہے' لیکن اُس نے جواب دیا کہ اُسے صرف یہ تحائف ان تک پہنچانے کا حکم ملا ہے: اور وہ پوری رفتار کے ساتھ واپس روانہ ہوا۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ اگر اہل فارس عقلمند ہیں تو انہیں مطلب خود ہی سمجھ آ جائے گا۔ فارسیوں نے یہ بات سُن کر معاملے پر غور کرنے کے لیے مجلس مشاورت بلائی۔

132۔ داریوش نے اپنی جانب سے رائے دی کہ سیتھی اپنے آپ کو اور اپنے ملک' زمین اور پانی دونوں کو اُس کے حوالے کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ پوری طرح قائل تھا کہ تحائف سے یہی مراد ہے کیونکہ چوہا زمین میں رہتا اور بالکل انسان والی خوراک کھاتا ہے' جبکہ مینڈک پانی میں زندگی گذارتا ہے: پرندہ گھوڑے سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے' اور تیر غالباً اُن کی ساری طاقت کو نگوں کرنے کی علامت تھے۔ داریوش کی اس وضاحت کی مخالفت میں گوبریاس (جو میگس کے خلاف سازش میں شریک ہوا تھا) نے اپنی رائے یوں پیش کی:۔۔۔ "اے فارسیو! جب تک تم پرندہ بن کر آسمان پر نہ اُڑو' یا چوہا بن کر زمین نہ کھود ڈالو' یا مینڈک بن کر کیچڑ میں نہ چھپو تب تک اس ملک سے بچ کر نہ نکل سکو گے' بلکہ ہمارے تیروں سے چھلنی ہو جاؤ گے۔" فارسیوں کو بھجوائے گئے تحائف کا یہی مطلب تھا۔

133۔ جنگ کی ابتداء میں سیتھیوں نے اپنی فوج کا جو حصہ پالس میوتس کے قریب تعینات کیا تھا' اور بعد میں جسے دریائے اِسترپر تعینات ایونیاؤں کے ساتھ بات کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا' اُس نے پُل پہ پہنچ کر اُن سے یوں خطاب کیا:۔۔۔ "اے اہل ایونیا' اگر تم ہماری بات مان جاؤ تو ہم تمہارے لیے آزادی لائے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ داریوش نے تمہیں یہاں اس پُل پر ساٹھ دن تک کی نگرانی کرنے کا کام سونپا ہے: اور اگر وہ واپس نہ آیا تو تم واپس گھر چلے جاؤ گے۔ چنانچہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تم ایک ایسی حرکت کرو کہ اُس کی اور نہ ہی ہماری نظر میں ملزم ٹھہرو۔ مقررہ وقت تک یہیں پر ٹھہرے رہو اور اُس کے بعد واپس چلے جانا۔" ایونیاؤں نے ایسا ہی کرنے کا وعدہ کیا اور سیتھی ہر ممکن تیز رفتاری کے ساتھ واپس چل دیئے۔

134۔ داریوش کو تحائف بھجوانے کے بعد سیتھی فوج کا ایک حصہ، جو دریائے اِستر کی طرف نہیں گیا تھا، فارسیوں کے خلاف جنگ کے لیے گھڑسواروں اور پیادوں [۱۴۳] کی صف بندی کرنے لگا۔ لیکن جب وہ صفیں باندھے کھڑے تھے تو اتفاقاً ایک خرگوش اُن کے اور فارسیوں کے درمیان بھاگتا ہوا گذرا؛ تب کچھ سیتھی اسے دیکھتے ہی چیختے چلاتے ہوئے افراتفری کے عالم میں اُس کے پیچھے بھاگ کھڑے ہوئے۔ داریوش نے شور سن کر اس کی وجہ پوچھی تو اُسے بتایا گیا کہ سیتھی ایک خرگوش کا شکار کرنے میں مصروف تھے۔ داریوش نے یہ بات بتانے والوں سے کہا:۔۔۔" یہ لوگ درحقیقت ہماری تحقیر کر رہے ہیں: اور اب میں دیکھ رہا ہوں کہ تحائف کے بارے میں گوبریاس کی تعبیر درست تھی۔ چنانچہ اب میری بھی یہی رائے ہے، اب موقع ہے کہ ہم کوئی عقلمندانہ منصوبہ بنالیں تاکہ بحفاظت وطن واپسی کو یقینی بنا سکیں۔" گوبریاس نے جواب دیا:" افسوس! کاش میں یہاں نہ آتا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ یہ ایک ضدی نسل ہے۔۔۔یہاں آنے پر مجھے اس پر اور بھی زیادہ یقین ہو گیا ہے، بالخصوص اب انہیں اپنا مذاق اڑاتے دیکھ کر۔ چنانچہ، میرا مشورہ ہے کہ جب رات ڈھل جائے تو ہم عادت کے مطابق اپنے الاؤ روشن کریں اور کسی بہانے سے اپنی فوج کا کمزور اور ناتواں حصہ یہیں چھوڑ کر، اور بالخصوص اپنے گدھوں کو یہیں باندھ کر سیتھیا سے چلے جائیں، قبل اس سے کہ ہمارے دشمن آگے بڑھ کر دریائے اِستر پر بنا پُل توڑ دیں، یا ایونیائی اُن کے ساتھ ہماری بربادی کا کوئی معاہدہ کر لیں۔"

135۔ یہ تھا گوبریاس کا مشورہ؛ چنانچہ جب رات ڈھلی تو داریوش نے اسی کے مطابق عمل کیا اور اپنے بیمار اور غیر اہم سپاہیوں کو، اور گدھوں کو بھی وہیں بندھا چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔ گدھوں کو اس لیے چھوڑا گیا کہ اُن کی آواز سنائی دیتی رہے: بوڑھے اور بے کار فوجیوں پر یہ ظاہر کیا گیا کہ وہ اپنے بہترین دستوں کے ساتھ سیتھیوں پر حملے کرنے والا ہے، اور انہیں پڑاؤ کی حفاظت کے لیے وہاں چھوڑا جا رہا ہے۔ داریوش الاؤ روشن کرنے کے بعد تیز تیز دریائے اِستر کی جانب چل دیا۔ گدھے لشکر کی روانگی سے آگاہ ہو کر معمول سے کہیں زیادہ رنیکنے لگے: اور اُن کی آواز سن کر سیتھیوں کو شک بھی نہ گذرا کہ فارسی اب بھی وہیں موجود ہیں یا نہیں۔

136۔ پیچھے چھوڑے گئے فوجیوں کو دن چڑھنے پر جب داریوش کی دھوکا بازی کا علم ہوا تو انہوں نے سیتھیوں کی جانب اپنے ہاتھ پھیلائے اور اُسی طرح فریاد کی جو اُن کی اس صورتحال میں ہو سکتی تھی۔ دشمنوں نے اُن کی آوازیں سنتے ہی اپنی فوج کے دونوں ڈویژنوں [۱۴۴] کو یکجا کیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اپنے حلیفوں --- سورو ماتے، بیوڈینی اور گیلونی --- کے ہمراہ تعاقب میں سیدھا دریائے اِسٹر کی جانب گئے۔ تاہم، زیادہ تر فارسی فوج پا پیادہ اور راستوں سے نا آشنا تھی جو سیتھیا میں واضح نہیں ہوتے؛ جبکہ سیتھی سب گھڑ سوار تھے اور انہیں چھوٹے راستے کا بخوبی علم تھا، اس لیے وہ اپنے دشمنوں سے کافی پہلے پُل پر پہنچ گئے۔ انہوں نے فارسیوں کو وہاں پہنچتے دیکھ کر جہازوں پر سوار ایونیاؤں سے ان الفاظ میں خطاب کیا: --- "اے ایونیا کے مردو، تمہیں دیے گئے دن پورے ہو چکے ہیں، اور اب تمہارا مزید ٹھہرنا غلط ہو گا۔ بلاشبہ تم خوف کے مارے یہاں رُکے رہے ہو: تاہم، اب تم آرام سے پُل توڑ کر آزادی کی مسرت کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس جاؤ اور اس کے لیے اپنے دیوتاؤں اور سیتھیوں کا شکرادا کرو۔ ہم تمہارے سابق آقا اور بادشاہ سے نمٹنے کا وعدہ کرتے ہیں، وہ پھر کبھی تم میں سے کسی پر حملہ نہیں کرے گا۔"

137۔ اب ایونیاؤں نے ایک اجلاس بلایا۔ ہیلس پونٹ پر کیرونیسے کے ایتھنی بادشاہ[۱۴۵] مِلتیادیس اور اِسٹر میں اُن کے کمانڈر نے دیگر سپہ سالاروں کو سیتھیوں کی بات پر عمل کرنے اور ایونیا کی آزادی واپس دلانے کا مشورہ دیا۔ لیکن مِلیشیائی ہستیاس نے اس تجویز کی مخالفت میں کہا، "ہم داریوش کی وجہ سے ہی متعدد ریاستوں پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ اگر اُس کی طاقت ختم ہو گئی تو میں مِلیتس کا حاکم رہوں گا اور نہ ہی تم اپنے اپنے شہروں کے۔ کیونکہ اُن میں سے کوئی ایک شہر بھی فرمانروائی کو جمہوریت پر ترجیح نہیں دے گا۔" مِلتیادیس کی تقریر سے پہلے دیگر سردار ہستیاس کی جانب مائل تھے، لیکن اب وہ اول الذکر کے حمایتی ہو گئے۔

138۔ اِس موقع پر مندرجہ ذیل رائے دہندہ موجود تھے --- اُن سب کو فارسی بادشاہ کی نظر میں اعلیٰ رتبہ حاصل تھا: ہیلس پونٹ کے سُورما --- ابائیدوس کا ڈیفنس، لمپساکس کا ہپوکلس، پریام کا ہیروفانٹس، سائزیکس کا ارستاغورث اور بازنطین[۱۴۶] کا اِرستون؛ ایونیائی بادشاہ --- کیاس کا ستراتِس، ساموس کا ایسز، فوکایا کا لاؤ دامس اور مِلیتس کا ہستیاس۔ صرف ایک قابل ذکر ایولیائی آدمی کائمے (Cyme) کا ارستاغورث[۱۴۷] ہی تھا۔

139۔ یونانی رہنماؤں نے ہستیاس کے مشورے پر عمل کرنے کا فیصلہ کر کے مندرجہ ذیل انداز میں بات کرنے اور قدم اٹھانے کا عزم کیا۔ انہوں نے سیتھیوں کے سامنے کچھ کرتے ہوئے نظر آنے کا بہانہ کرنے اور اِسی طرح انہیں دریائے اِسٹر پُل کے ذریعہ عبور کرنے سے روکنے کے لیے پُل کا وہ حصہ توڑ ڈالنے کا عزم کیا جو سیتھیا والی طرف تھا؛ وہ چاہتے تھے کہ جب وہ پُل گرا رہے ہوں تو اِس دوران انہیں کوئی شک نہ گذرے۔ تب ہستیاس بذات خود سامنے کھڑا ہوا اور سیتھیوں کو یونانیوں کی جانب سے جواب دیا: --- "اے سیتھیو تمہارا دیا ہوا مشورہ اچھا ہے، اور تم نے اتنی تیزی سے یہاں آکر ٹھیک کیا۔ تمہاری کوششوں نے اب ہمیں درست راہ پر ڈال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیا ہے؛ اور ہم بھی تمہارے مقصد کے فروغ میں کوتاہی نہیں کریں گے۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ ہم پل توڑنے کے کام میں مصروف ہیں؛ اور یقین رکھو کہ ہم اپنی آزادی حاصل کرنے کے لیے جوش و جذبہ سے کام کریں گے۔ جب تک یہ کام زیر تکمیل ہے تمہارا کام یہ ہے کہ اپنی اور ہماری خاطر اُنہیں ڈھونڈو اور اُن سے انتقام لو جس کے وہ بجا طور پر مستحق ہیں۔"

140۔ سیتھیوں نے دوبارہ ایونیائی رہنماؤں کے وعدوں پر اعتبار کر لیا اور فارسیوں سے نمٹنے کی اُمید میں انہی قدموں پر واپس پلٹ گئے۔ تاہم، انہیں دشمن کے گذرنے کے نشانات نہ ملے جس کی وجہ اُن کی اپنی ہی سابق حرکات تھیں۔ اگر انہوں نے اُس علاقے کی تمام چراگاہوں کو تباہ اور کنوؤں کو بند نہ کیا ہوتا تو جب چاہتے آسانی سے فارسیوں کو ڈھونڈ لیتے۔ لیکن ہوا یہ کہ جو اقدامات انہوں نے اپنی دانشمندی کے تحت کیے تھے وہی ناکامی کا باعث بن گئے۔ انہوں نے ایسا راستہ اپنایا جہاں پانی مل سکے اور گھوڑوں کے لیے چارا دستیاب ہو۔ اور وہ اِس راہ پر اپنے دشمنوں کو اِس اُمید کے ساتھ تلاش کرتے رہے کہ وہ بھی انہی علاقوں سے گذرے ہوں گے۔ تاہم، فارسیوں نے وہی راہ اپنائی جس کے ذریعہ آئے تھے، اور ذرہ بھی اِدھر اُدھر نہ ہوئے؛ حتیٰ کہ بڑی مشکل سے پل تک پہنچ گئے۔ جب وہ پہنچے تو رات کا وقت تھا، اور پل کو مسمار ہوتے دیکھ کر بہت خوفزدہ ہوئے؛ کیونکہ انہوں نے سمجھا کہ شاید ایونیائی انہیں چھوڑ گئے ہیں۔

141۔ داریوش کی فوج میں ایک مصری آدمی تھا جس کی آواز دنیا کے کسی بھی دوسرے آدمی سے زیادہ بلند تھی۔ داریوش نے اِس شخص کو حکم دیا کہ پانی کے کنارے کھڑے ہو کر مِلیشیائی ہستیاس کو پکارے۔ اُس نے ایسا ہی کیا؛ اور ہستیاس پہلی آواز پر ہی فوج کو دریا پار کروانے کے لیے اپنا بیڑا لے آیا۔

142۔ یوں فارسی سیتھیا سے بچ نکلے، جبکہ سیتھی بیکار تلاش میں اِدھر اُدھر پھرتے رہے۔ [۱۴۸] اِسی لیے سیتھی لوگ تحقیر آمیز انداز میں ایونیاؤں کے بارے میں کہا کرتے ہیں کہ اگر انہیں آزاد انسانوں کے طور پر دیکھا جائے تو وہ ساری نوع انسانی میں گھٹیا ترین ہیں۔۔۔ لیکن اگر انہیں خدمت گذاری کے حوالے سے دیکھیں تو وہ وفادار ترین غلام اور اپنے آقاؤں کے زبردست خادم ہیں۔

143۔ داریوش تھریس سے گذر کر کیرونیسے میں سیستوس کے مقام پر پہنچا، اور وہاں سے اپنے بحری بیڑے کی مدد سے ایشیاء میں گیا، اور ایک میگابازس نامی فارسی کو یورپی حصے پر حاکم مقرر کر گیا۔ یہ وہ آدمی تھا جس پر داریوش نے ایک مرتبہ خصوصی مہربانی کی تھی۔ وہ انار کھانے لگا تھا، اور ابھی پہلا ہی کھولا تھا تو اُس کے بھائی ارتابانس نے اُس سے پوچھا تھا، "تمہیں انار کے اتنے بہت سے دانوں میں سے کیا ملے گا؟" داریوش نے جواب دیا۔۔۔ "اگر میرے پاس اِن بیجوں جتنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تعداد میں ہی میگابازس جیسے آدمی ہوتے تو میں یونان کا مالک بننے سے زیادہ خوش ہوتا۔"
داریوش نے اِسی میگابازس کو تقریباً 80 ہزار آدمی دے کر یورپ میں تعینات کیا۔
144۔ میگابازس نے خود کو ہیلس پونٹیوں کے حافظہ میں ایک تقریر کے ذریعہ ناقابل فراموش بنایا۔ جب وہ بازنطین میں ٹھہرا ہوا تھا تو اُس کے علم میں آیا کہ کالسیڈونیوں نے بازنطینیوں سے سترہ برس پہلے بستی بسائی تھی۔ اُس نے کہا' "تب تو کالسیڈونی اُس وقت ضرور اندھادھند محنت مشقت کر رہے ہوں گے۔۔۔ ورنہ وہ اپنے سامنے ایک اس قدر زبردست منظر کھلا ہوتے ہوئے کبھی بھی اس قدر کمتر جگہ کو ترجیح نہ دیتے۔" اب میگابازس نے ہیلس پونٹ کی حاکیت سنبھالنے کے بعد اُن تمام ریاستوں کو اپنے ماتحت لانے کا کام شروع کیا جو اپنی مرضی سے میڈیوں کے ساتھ شامل نہیں ہوئی تھیں۔
145۔ تقریباً اِسی دور میں لیبیا[۱۴۹] کے خلاف ایک بہت بڑی مہم بھیجی گئی' جس کی وجوہ میں آگے بیان کروں گا۔ آرگوناٹس کی تیسری پیڑھی[۱۵۰] کے اخلاف کو پیلا بجی نے لیمنوس سے نکال باہر کیا: یہ پیلا بجی ایتھنی عورتوں کو براورون[۱۵۱] سے اغواء کر کے جہاز پر لیسیڈیمون لے گئے تھے' اور کوہ Taygetum[۱۵۲] پہ بیٹھ کر اپنے الاؤ روشن کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر لیسڈیمونیوں نے ایک قاصد بھیج کر اُن سے دریافت کیا کہ وہ کون ہیں اور کس خطے سے آئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا' "ہم آرگو جہاز پر سوار جنگجوؤں کے بیٹے منیئے[۱۵۳] ہیں' کیونکہ وہ لوگ کچھ دیر لیمنوس میں ٹھہرے اور ہمارے والدین بنے تھے۔" لیسیڈیمونیوں نے اُن کی نسل کا یہ بیان سن کر دوسری مرتبہ قاصد بھیجا اور پوچھا کہ اُن کا لیسیڈیمون آنے اور یہاں الاؤ روشن کرنے کا کیا مقصد ہے؟ جواب آیا' "پیلا بجی نے ہمیں اپنے علاقے سے نکال دیا ہے' اور ہم اپنے باپوں[۱۵۴] کے پاس آ گئے ہیں کیونکہ یہی مناسب تھا: ہم تمہارے ملک میں رہنا اور تمہی والی مراعات حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں۔" لیسیڈیمونیوں نے یہ بہتر جانا کہ منیئے کو قبول کر لیں: انہیں زمینیں دیں اور اپنے قبائل میں شامل کریں۔ اُن کی آمادگی کا سب سے بڑا محرک یہ امر تھا کہ Tyndarus کے بیٹے[۱۵۵] جہاز پر آرگو گئے تھے۔ دوسری جانب منیئے (Minyae) نے فوراً سپارٹائی بیویوں سے شادی کی اور وہ بیویاں سپارٹائی شوہروں کو دے دیں جن کے ساتھ لیمنوس میں شادی کی تھی۔
146۔ تاہم' ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ منیئے نے حکومت میں حصہ مانگنے کے علاوہ دیگر گستاخیاں بھی شروع کر دیں: جس پر لیسیڈیمونیوں نے انہیں سزائے موت سنائی اور پکڑ کر قید کر دیا۔ لیسیڈیمونی مجرموں کو کبھی دن کے وقت موت کی سزا نہیں دیتے تھے' بلکہ یہ کام ہمیشہ رات کو کرتے۔ جب منیئے کو اِس تعزیر کا سامنا ہوا تو اُن کی بیویوں۔۔۔ جو نہ صرف سپارٹا کی شہری بلکہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ممتاز سپارٹائی افراد کی بیٹیاں بھی تھیں--- نے قید خانے کے اندر جانے اور اپنے شوہروں کے ساتھ کچھ باتیں کرنے کی اجازت چاہی؛ اہلِ سپارٹا نے اُن کی جانب سے کسی دھوکا بازی کی توقع کے بغیر درخواست منظور کر لی۔ عورتیں قید خانے میں گئیں اور اپنے کپڑے شوہروں کے ساتھ تبدیل کیے: اِس کے بعد منیئے اپنی بیویوں کے لباس میں باہر آ گئے۔ اِس طرح بچ نکلنے کے بعد وہ ایک مرتبہ پھر کوہ Taygetum پر جا بیٹھے۔

147۔ ہوا یوں کہ اُسی وقت میں تھیراس ابن او تیسیون ابن تیسامینس، ابن تھیر سانڈر ابن پولی نیسز ایک آبادی کو لیسیڈیمون سے باہر لے کر جا رہا تھا۔ یہ تھیراس پیدائشی طور پر ایک کیڈمس کا باشندہ، ارستودیمس کے دو بیٹوں پروکلیز اور یوری ستھینز کا ماموں تھا اور اُن کے بالغ ہو جانے تک اُن کی جگہ پر حکومت کرتا رہا تھا۔ تاہم، جب اُس کے بھانجے جوان ہو گئے اور حکومت سنبھالی تو تھیراس نے سپارٹا کو چھوڑنے کا عزم کیا کیونکہ وہ خود حاکمیت کا مزہ چکھنے کے بعد محکوم بن کر رہنے پر آمادہ نہ تھا؛ لہٰذا وہ سمندر پار کر کے اپنے رشتہ داروں کے پاس آ گیا۔ وہاں جزیرے پر تھیرا[۱۵۶] نامی لوگ رہتے ہیں جو اُس وقت کالِستے کہلاتے تھے؛ وہ ایک فینقی پوسیلیز کے بیٹے ممبلیارس کی اولاد تھے۔ (کیونکہ ایگنور کا بیٹا کیڈمس جب یورپے کی تلاش میں جہاز رانی کر رہا تھا تو اِس جزیرے پر اُترا؛ اُس نے علاقے سے خوش ہو کر یا کسی خاص مقصد[۱۵۷] کے تحت وہاں کچھ فینقیوں اور اُن کے ساتھ اپنے ایک رشتہ دار ممبلیارس کو چھوڑا۔ کالِستے میں اس نسل کی آٹھ پشتیں آباد رہیں، اور بالآخر تھیراس لیسیڈیمون سے آن پہنچا۔)

148۔ اب تھیراس ہر قبیلے سے کچھ آدمی اپنے ساتھ لے کر یہاں سے اپنی مہم پر روانہ ہو رہا تھا۔ اُس نے سابق باشندوں کو باہر نکالنے کی بجائے اپنے قریبی عزیز جانا اور اُن کے درمیان ہی رہنے کا سوچا۔ ہوا یوں کہ اِس وقت منیئے نے اپنی قید سے فرار ہو کر کوہ Taygetum پر سکونت اختیار کی تھی؛ اور لیسیڈیمونی انہیں مارنے کی خواہش میں بہترین راہ عمل پر غور و خوض کر رہے تھے، کہ ایسے میں تھیراس نے اُن کی زندگی کی بھیک مانگتے ہوئے وعدہ کیا کہ وہ انہیں علاقے سے باہر نکال دے گا۔ اُس کی درخواست قبول ہوئی؛ اُس نے جہاز لیا اور ممبلیارس کے اخلاف کے ساتھ شامل ہونے کے لیے تین سہ طبقہ جہازوں[۱۵۸] کے ساتھ روانہ ہوا۔ تاہم، اُس کے ہمراہ سبھی منیئے نہیں بلکہ چند ایک ہی تھے۔ زیادہ بڑی تعداد پیرورِیٹس اور کوکون کی سرزمین کی جانب بھاگ گئی تھی، جنہیں انہوں نے باہر نکالا اور چھ گروہوں کی صورت میں خود علاقہ پر قابض ہو گئے۔ بعد میں انہی چھ گروہوں نے چھ شہر بنائے: لیپریئم، میکسٹس، فریکسے، پائرگس، اپیئم اور نیوڈیئم: میرے دور میں ایلیاؤں نے اِن کا زیادہ تر حصہ مسمار کر دیا۔

149۔ جزیرے کا نام اِس کے بانی کے نام پر تھیرا رکھا گیا۔ اسی تھیراس کا ایک بیٹا تھا جس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے اُس کے ساتھ سمندر پار جانے سے انکار کر دیا؛ چنانچہ تھیراس نے اُسے پیچھے ہی چھوڑتے ہوئے کہا: "بھیڑیوں کے درمیانی ایک بھیڑ۔" اسی لیے اُس کے بیٹے کو اولائیکس کہا جانے لگا۔ یہ اولائیکس ایجیئس کا باپ تھا جس سے سپارٹا کے ایک بہت بڑے قبیلے ایگیڈے (Aegidae) کی نسل چلی۔ اِس قبیلے کے افراد نے ایک دور میں اپنے تمام بچوں کو کھو دیا، جس کے بعد انہیں ایک کہانت سے لائیس اور اوڈیپس کی بدروحوں کے لیے معبد بنانے کا حکم دیا؛ انہوں نے تعمیل کی اور بچے مرنا بند ہو گئے۔ تھیرا میں اِن لوگوں کی اولاد کے ساتھ بھی یہی واقع ہوا۔

150۔ اہل تھیرا اور ریسیڈیمونیوں کی جانب سے بلا تغیر تاریخ یہیں تک بتائی جاتی ہے؛ لیکن اس سے آگے ہمارے پاس صرف تھیرا والوں کا بیان ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ گرینس ابن ایسانیئس (جو تھیراس کی اولاد میں سے تھا اور تھیرا جزیرے کا بادشاہ بھی) اپنے آبائی شہر کی جانب سے ڈیلفی کو ایک سو جانوروں کی قربانی دینے گیا۔ اُس کے ہمراہ شہریوں کی ایک بہت بڑی تعداد تھی، اور باقیوں کے علاوہ باتوس ابن پولی منیسٹس (Polymnestus) بھی تھا جس کا تعلق یوفیمیدے کے منیائی خاندان سے تھا۔ جب گرینس نے مختلف معاملات کے متعلق پوچھا تو کاہنہ نے جواب دیا کہ "تمہیں لیبیا میں ایک شہر کی بنیاد رکھنا ہوگی۔" گرینس نے کہا، "اے بادشاہ! میں بہت بوڑھا اور ناتواں ہو چکا ہوں اور ایسے کام کا متحمل نہیں۔ اس نوجوان کو یہ ذمہ داری سونپ دو۔" یہ کہتے ہوئے اُس نے ابتوس کی جانب اشارہ کیا؛ اور یوں معاملہ کچھ دیر کے لیے ٹل گیا۔ جب وفد واپس تھیرا آیا تو اہل تھیرا نے کہانت کو زیادہ اہمیت نہ دی، کیونکہ اُنہیں لیبیا کی جائے وقوع کا علم نہ تھا اور نہ ہی وہ اتنے بلند ہمت تھے کہ ایک آبادی کو اندھیرے میں دھکیل دیں۔

151۔ اس کہانت کو سات سال بیت گئے اور اس دوران تھیرا میں بارش کا ایک قطرہ بھی نہ برسا: جزیرے میں ایک کے سوا تمام درخت سوکھ گئے۔ تب اہل تھیرا نے ڈیلفی کے دارالاستخارہ سے رجوع کیا؛ انہیں ملامت آمیز انداز میں یاد دلایا گیا کہ انہوں نے لیبیا میں شہر نہیں بسایا تھا۔ چونکہ وہ اس معاملے میں بالکل لاعلم تھے، لہٰذا انہوں نے اپنے قاصد کریٹ روانہ کیے تاکہ یہ پوچھ سکیں کہ کیا کسی کریٹی یا وہاں مقیم غیر ملکی نے کبھی لیبیا تک کا سفر کیا ہے؛ اور ان قاصدوں نے جزیرے میں دیگر جگہوں پر گھومنے پھرنے کے علاوہ اِتانس[۱۵۹] کا دورہ بھی کیا جہاں انہیں کورونیئس نامی شخص ملا جو کاسنی رنگ کی تجارت کرتا تھا۔ قاصدوں کے پوچھنے پر اُس نے بتایا کہ ایک مرتبہ مخالف ہوائیں اُسے لیبیا لے گئی تھیں۔ جہاں وہ پلیٹیا[۱۶۰] نامی جزیرے پر اُترا۔ چنانچہ قاصدوں نے اس شخص کی خدمات خرید لیں اور ساتھ لے کر واپس تھیرا آ گئے۔ تب تھیرا سے کچھ افراد جغرافیائی جائزہ لینے جہاز میں روانہ ہوئے۔ کورونیئس کی رہنمائی میں وہ جزیرہ پلیٹیا تک گئے، اُسے کچھ ماہ کی اشیائے ضروریہ کے ساتھ وہاں چھوڑا اور اپنے ہم وطنوں کو جزیرہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا حال بتانے کے لیے پوری رفتار سے واپس آ گئے۔

152۔ اُن کی مقررہ مدت سے زیادہ عرصہ تک غیر حاضری کے دوران کوروبیئس کی اشیائے ضروریہ ختم ہو گئیں۔ تاہم 'کچھ دن بعد ہی ساموس کا ایک جہاز' جس کی قیادت کولیئس نامی شخص کر رہا تھا' مصر جاتے ہوئے راستے میں مجبوراً پلیٹیا میں رُکا۔ عملے نے کوروبیئس کی زبانی تمام صورتحال معلوم ہونے پر اُسے مزید ایک سال کی خوراک دے دی۔ وہ خود روانہ ہو گئے؛ اور مصر پہنچنے کی جلدی میں اپنے بادبان اُس سمت میں کھول دیئے 'لیکن مشرق سے آنے والی ہوا کے جھکڑ نے انہیں راہ سے ہٹا دیا۔ طوفان کی شدت میں کمی نہ آئی اور وہ ہیر کلیس کے ستونوں سے آگے چلے گئے' اور آخر کسی معجزاتی رہنمائی کے تحت تار تیسس پہنچے۔ یہ تجارتی شہران دنوں زیادہ مصروف بندرگاہ نہیں تھا' شاذو نادر ہی کوئی تجارتی جہاز لنگر انداز ہوتا۔ نتیجتاً اہل ساموس نے اپنے دورے سے پہلے کسی بھی یونانیوں سے کہیں زیادہ منافع کما کر واپسی کا سفر اختیار کیا... منافع کمانے کے معاملے میں ایجینیائی سوسٹراٹس ابن لاؤ دامس بہرحال ایک ناقابل موازنہ استثنا ہے۔ اہل ساموس نے اپنے منافعوں کے عشر' یعنی چھ ٹیلنٹ [161] سے ایک کانسی کا برتن بنوایا... آرگوس کے پیالہ شراب جیسا... اور اُسے ہیرغوں کے سروں سے سجایا۔ کانسی کے تین سات سات کیوبٹ اونچے مجسموں پر رکھے [162] اس پیالے کو ساموس کے مقام پر جونو کے معبد میں بھینٹ کے طور پر رکھا گیا۔ کوروبیئس کو دی ہوئی مدد کے باعث ہی بعد ازاں سائرینیوں اور اہل تھیرا کی اہل ساموس کے ساتھ قریبی دوستی ہوئی۔

153۔ کوروبیئس کو پلیٹیا میں چھوڑ کر جانے والے تھیری جب تھیرا پہنچے تو اُنہوں نے اپنے ہم وطنوں کو بتایا کہ وہ لیبیا کے ساحل پر ایک جزیرے کو آباد کر آئے ہیں۔ تب تھیرا والوں نے فیصلہ کیا کہ ساتوں اضلاع میں سے آدمی چن کر وہاں بسنے کے لیے بھیجے جائیں' اور یہ کہ ہر خاندان کے بھائی قرعہ اندازی کے ذریعے اپنے میں سے ایک کو منتخب کریں۔ باتوس کو آبادی کا بادشاہ اور رہنما چُنا گیا۔ چنانچہ یہ افراد دو پانچ طبقہ جہازوں میں پلیٹیا کی طرف روانہ ہوئے۔

154۔ یہ ہے اہل تھیرا کا بیان۔ تاریخی تسلسل کے حوالے سے اُن کے بیانات سائی رینے کے لوگوں کے بیانات سے ہم آہنگ ہیں؛ لیکن باتوس کے بارے میں دونوں اقوام مختلف طور پر بتاتی ہیں۔ ذیل میں سائی رینیائی کہانی دی جا رہی ہے۔ کریٹ میں ایک شہر آکسس (Axus) پر اتیارخس نامی بادشاہ حکومت کیا کرتا تھا جس کی ایک بیٹی فرونیما تھی۔ اس لڑکی کی ماں کے انتقال پر اتیارخس نے دوسری شادی کر لی؛ دوسری بیوی جلد ہی آ کر اُس کے ساتھ رہنے لگی اور بے چاری فرونیما کے لیے ایک حقیقی سوتیلی ماں ثابت ہوئی۔ اُس نے فرونیما کو ستانے اور چھوٹی چھوٹی سزائیں دینے کے بعد آخر کار اسے خراب چال چلن کا مورد الزام ٹھہرایا؛ اور اتیارخس نے بیوی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی جانب سے زور دیئے جانے پر ایک نہایت بہیمانہ طریقہ سزا سوچا۔ آکسس میں تھیمی سون نامی ایک تھیری تاجر رہتا تھا۔ اتیارخس نے اُسے اپنے گھر دوست اور مہمان کے طور پر بلایا اور پھر اُسے قسم کھانے کو کہا کہ وہ اُس کی ایک بات بہر صورت مانے گا۔ [۱۶۳] جونہی اُس نے ہاں کی' اتیارخس فوراً جاکر فرونیما کو لے آیا اور اُسے تاجر کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ اس بچی کو لے جا کر سمندر میں پھینک دے۔ تھیمی سون اس دھوکے بازی سے لیے گئے وعدہ پر سخت خفا ہوا؛ اُس نے دوستی توڑی اور لڑکی کو لے کر کریٹ سے چلا گیا۔ کھلے سمندر میں پہنچ کر اُس نے اتیارخس کے ساتھ کیا ہوا قول نبھانے کے لیے لڑکی کو رسوں سے باندھ نیچے سمندر میں پھینکا اور دوبارہ واپس کھینچ کر تھیرا کی جانب رخ کیا۔

155۔ تھیرا کے ایک ممتاز شہری پولی منیسٹس نے فرونیما کو اپنی داشتہ بنالیا۔ اس تعلق کا نتیجہ ایک بیٹے کی صورت میں نکلا جو تتلا کر بولتا تھا۔ اہل سائی رینے و اہل تھیر کے مطابق اس لڑکے کا نام باتوس رکھا گیا؛ تاہم میری رائے میں پہلے اُسے کسی اور نام سے پکارا جاتا تھا اور اُسے لیبیا آنے کے بعد ہی باتوس کہا جانے لگا--- ہر دو صورتوں کے نتیجہ میں ڈیلفیائی کہانت میں اُس کے نام یا پھر عہدے کے حوالے سے پکارا گیا۔ کیونکہ لیبیائی زبان میں لفظ "باتوس" (Battus) کا مطلب "بادشاہ" ہے۔ اور میرے خیال میں اسی وجہ سے کاہنہ نے اُسے باتوس کہہ کر مخاطب کیا: وہ جانتی تھی کہ مخاطب الیہ لیبیا میں بادشاہ بنے گا' چنانچہ اُس نے لیبیائی لفظ استعمال کیا۔ کیونکہ جوان ہو کر اُس نے اپنی آواز کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے ڈیلفی کا سفر کیا: کاہنہ نے اُس کے سوال کا یہ جواب دیا:---

باتوس' تم اپنی آواز کے متعلق پوچھنے آئے ہو: لیکن فوبس اپالو
تمہیں دشمنوں سے بھرے لیبیا میں شہر بسانے کا حکم دیتا ہے:

یوں لگتا ہے کہ جیسے کاہنہ اپنی زبان میں بات کر رہی ہو' "او بادشاہ' تم اپنی آواز کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔" تب باتوس نے جواب دیا' "مالک مطلق' میں یہاں یقیناً اپنی آواز کے بارے میں ہی پوچھنے آیا تھا' لیکن تم نے مجھے قطعی دیگر معاملات کے بارے میں بتایا اور لیبیا کو بسانے کا حکم دیا--- یہ ناممکن بات ہے! میری اتنی ہمت کہاں ہے؟ میرے پاس کونسے پیروکار ہیں؟" لیکن اُس نے کاہنہ پر کسی اور جواب کے لیے زور نہ دیا؛ چنانچہ کاہنہ کو اپنے سابق جواب پر ہی مُصر دیکھ کر اُس نے تھیرا کو واپسی کا قصد کیا۔

156۔ کچھ عرصہ بعد باتوس اور باقی تمام تھیریوں کے ساتھ ہر چیز غلط انداز میں واقع ہونے لگی' جس پر تھیریوں نے اپنی مصیبتوں کی وجہ سے لاعلمی میں ڈیلفی سے اپنے مصائب کا سبب جاننے کے لیے قاصد بھیجا۔ کاہنہ نے انہیں جواب دیا کہ "اگر تم اور باتوس لیبیا میں سائی رینے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے مقام پر بستی بنالو تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔" اس پر تھیریوں نے باتوس کو دو بحری جہازوں کے ساتھ روانہ کیا؛ اور وہ سیدھا لیبیا گیا' لیکن کچھ ہی عرصہ میں وہ سب واپس آگئے کیونکہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ وہاں کیا کرنا ہے۔ تھیریوں نے جہازوں کو واپس آتے دیکھ کر اُن کا استقبال بڑے غم و غصہ کے ساتھ کیا' انہیں ساحل پر آنے کی اجازت نہ دی اور آدمیوں کو حکم دیا کہ جہاں سے آئے ہیں وہیں واپس چلے جائیں۔ یوں وہ مجبوراً واپس جا کر لیبیائی ساحل کے نزدیک ایک جزیرے پر مقیم ہوئے جس کا نام پلیٹیا تھا۔ بتایا گیا ہے اس جزیرے کا سائز سائی رینے شہر کے موجودہ سائز کے تقریباً برابر ہے۔

157۔ وہ مسلسل دو سال یہاں رہنے کے بعد' بدقسمتی کے مارے' جزیرے سے نکلے اور جماعت کی صورت میں ڈیلفی گئے۔ وہاں انہوں نے شکایت کی کہ لیبیا کو بسا دینے کے باوجود اُن کی حالت پہلے جیسی خراب ہے۔ کاہنہ نے انہیں مندرجہ ذیل جواب دیا:۔۔۔

کیا تم دشموں سے بھرے لیبیا کو مجھ سے زیادہ بہتر طور پر جانتے ہو؟
او چالاک تھیریو! کیا وہ چہل قدمی کرنے والا مسافر مجھ سے بہتر ہے؟

باتوس اور اُس کے دوستوں نے یہ سن کر واپس پلیٹیا کا سفر کیا: یہ بات واضح تھی کہ دیوتا انہیں اتنی دیر تک نجات نہیں دے گا جب تک وہ قطعی طور پر لیبیا میں نہ ہوں۔ چنانچہ انہوں نے پلیٹیا کے بالکل سامنے براعظم پر آبادی قائم کی اور آزیرس نامی مقام پر رہنے لگے جس کے دو طرف نہایت خوبصورت پہاڑیاں اور ایک طرف دریا بہتا ہے۔ [۱۶۴]

158۔ یہاں انہوں نے چھ سال گذارے اور پھر اہل لیبیا نے انہیں اس وعدے کے ساتھ نقل مکانی پر مائل کیا کہ وہ انہیں ایک زیادہ بہتر صورتحال میں لے جائیں گے۔ [۱۶۵] چنانچہ یونانیوں نے آزیرس کو چھوڑا اور لیبیائی انہیں مغرب کی جانب لے گئے؛ اُن کے سفر کا انتظام اس حساب سے کیا گیا تھا کہ وہ اس سارے ملک کے خوبصورت ترین علاقے اِیراسا سے رات کے وقت گذرے۔ لیبیائی انہیں ایک چشمے پر لائے' جسے اپالو کا چشمہ کہا جاتا تھا' اور انہیں بتایا۔۔۔"اے یونانیو! یہ تمہارے رہنے کے لیے موزوں جگہ ہے؛ کیونکہ یہاں آسمان میں چھید ہے۔"

159۔ آبادی کے بانی باتوس نے 40 سال اور اُس کے بیٹے آرسی سیلوس نے 16 سال حکومت کی؛ اسے سارے عرصہ میں سائی رینیوں کی تعداد اُتنی کی اُتنی ہی رہی۔ لیکن تیسرے بادشاہ (باتوس' ملقب بہ "مسرور") کے عہد حکومت میں کاہنہ کے کہنے پر یونانی ہر علاقے سے لیبیا پہنچے اور وہاں آبادی میں شامل ہوئے۔ سائی رینیوں نے آنے والے تمام افراد کو اپنی زمینوں میں حصہ دیا؛ اور کاہنہ نے یوں کہا:۔۔۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو خوشگوار لیبیائی زمینوں[166] میں حصہ دینے میں کوتاہی کرے گا'
میں اسے خبردار کرتی ہوں کہ وہ جلد یا بدیر اس بیوقوفی پر پچھتائے گا۔

یوں ایک گروہ کثیر سائی رینے میں اکٹھا ہو گیا اور پڑوس کے لیبیاؤں نے خود کو اپنی زمینوں کے ایک بہت بڑے حصے سے محروم پایا۔ چنانچہ' انہوں نے اور ان کے بادشاہ Adicran نے سائی رینیوں کے ہاتھوں لٹنے اور ذلیل ہونے پر قاصدوں کو مصر بھیجا اور خود کو مصری فرمانروا ایپریز کی ماتحتی میں دے دیا: بدلے میں مصری فرمانروا نے مصریوں کا ایک وسیع لشکر تیار کر کے سائی رینے کے خلاف بھیجا۔ اُس مقام کے باشندوں نے اپنی دیواروں کو چھوڑا اور ایراسا علاقے کی جانب کوچ کیا جہاں تھیسٹے نامی چشمہ کے قریب وہ مصری لشکر سے لڑے اور اُسے شکست دی۔ مصریوں نے اس سے پہلے کبھی یونانیوں کی طاقت کو نہیں آزمایا تھا: انہیں اتنی خوفناک شکست ہوئی کہ چند ایک ہی زندہ بچ کر اپنے گھروں کو واپس جا سکے۔ اسی وجہ سے ایپریز کی رعایا نے اُسے اِس شکست کا ذمہ دار ٹھہرایا اور اُس کی حاکمیت کے خلاف بغاوت کر دی۔[167]

160۔ اس باتوس کا ایک بیٹا آرسی سیلوس تھا جسے تخت سنبھالنے پر اپنے بھائیوں کی رنجش کا سامنا ہوا اور انجام کار وہ اُسے چھوڑ کر لیبیا کے ایک اور علاقے میں چلے گئے: وہاں انہوں نے باہم مشاورت کے بعد ایک شہر کی بنیاد رکھی جس کا نام آج بھی وہی یعنی بارسا یا برقا (Barca) ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے لیبیاؤں کو سائی رینے کے خلاف بغاوت پر اُکسانے کی کوشش کی۔ کچھ ہی عرصہ گذرا تھا آرسی سیلوس کی جانب سے ان لیبیاؤں کے خلاف ایک مہم بھیجی گئی جنہوں نے اُس کے بھائیوں کو اپنے پاس رکھا اور بغاوت کی تھی: اور وہ اُس کے خوف سے مشرق کی جانب آباد اپنے ہم وطنوں کی طرف چلے گئے۔ آرسی سیلوس نے لیبیا میں ایک لیوکون نامی مقام تک اُن کا پیچھا کیا' مگر لیبیاؤں نے وہاں لڑائی لڑنے کا خطرہ مول لیا۔ انہوں نے مقابلہ کر کے سائی رینیوں کو اتنی زبردست شکست دی کہ اُن کے تقریباً سات ہزار مسلح فوجی کھیت رہے۔ اس وار کے بعد آرسی سیلوس بیمار پڑ گیا' اور ابھی وہ بیماری کے زیر اثر ہی تھا کہ اُس کے ایک بھائی لیارکس نے اُس کا گلا گھونٹ دیا۔ بعد ازاں آرسی سیلوس کی بیوہ اریکسو نے لیارکس کو جال میں پھنسا کر مار ڈالا۔

161۔ پھر آرسی سیلوس کا بیٹا باتوس تخت نشین ہوا جو لنگڑا کر چلتا تھا' انہوں نے اپنی مصیبتوں کے ہاتھوں مجبور ہو کر ڈیلفی سے استخارہ کروایا کہ خوشحالی پانے کی خاطر کون سا نظام حکومت اُن کے لیے بہترین ہو گا۔ جواب میں کاہنہ نے منظوری دی کہ وہ آرکیڈیا میں ماتینیا[168] سے ایک ثالث لے کر آئیں۔ ایسا ہی ہوا: اور اہل ماتینیا نے انہیں اپنا ایک مشہور و معروف آدمی ڈیموناکس[169] دیا: ڈیموناکس نے سائی رینے پہنچ کر سب سے پہلے تو تمام صورتحال سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واقفیت حاصل کی اور پھر لوگوں کو تین قبیلوں میں تقسیم کیا۔ ایک قبیلے میں اُس نے تھیریوں اور اُن کے غلاموں کو رکھا؛ دوسرے میں پیلوپونیشیوں اور کریٹوں کو؛ جبکہ تیسرے میں مختلف جزائر سے تعلق رکھنے والے افراد کو۔ *حاشیہ علاوہ ازیں اُس نے بادشاہ باتوس کو اُس کی سابق مراعات سے محروم کر دیا اور بس مقدس زمینیں اور عہدے *حاشیہ اُس کے پاس رہنے دیئے۔ جبکہ بادشاہ کو حاصل تمام سابق اختیارات عوام کو سونپ دیئے۔

162۔ یوں اِس باتوس کی زندگی میں معاملات پر سکون رہے، لیکن جب اُس کا بیٹا آرسی سیلوس تخت پر بیٹھا تو مراعات کے متعلق بڑی شورش و فساد ہوا۔ کیونکہ آرسی سیلوس ابن باتوس (لنگڑا) نے ماتینیائی ڈیموناکس کے انتظامات کو ماننے سے انکار کر دیا اور اپنے اجداد کی تمام قوت و اختیار کا مطالبہ کیا۔ اس جھگڑے میں آرسی سیلوس کو شکست ہوئی اور وہ ساموس بھاگ گیا، جبکہ اُس کی ماں فیرے تیما نے سائپرس کے جزیرہ میں سلامس کے مقام پر پناہ لی۔ اُس وقت سلامس میں اُسی اِو یلتھون کی حکومت تھی جس نے (کورنتھیوں کے خزانے میں موجود) ایک عود دان ڈیلفی میں بھینٹ کیا تھا؛ یہ تحفہ تعریف و تحسین کا مستحق ہے۔ فیرے تیما نے اِو یلتھون سے درخواست کی کہ اُسے ایک فوج دی جائے تاکہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر سائی رینے واپس حاصل کر لے۔ لیکن اِو یلتھون نے اُسے فوج دینے کی بجائے مختلف تحائف پیش کیے۔ فیرے تیما نے انہیں قبول کرتے ہوئے کہا، "اے بادشاہ، یہ بھی ٹھیک ہیں! لیکن بہتر تھا کہ آپ مجھے فوج دیتے جس کی میں متمنی تھی۔" اِو یلتھون نے جب دیکھا کہ وہ ہر تحفہ لیتے وقت یہی بات کہتی ہے تو اُس نے اُسے ایک سونے کا تکلا، پُونی اور کاتنے کے لیے تیار اُون بھی دی۔ تب بھی فیرے تیما نے پہلے والی بات ہی دوہرائی، جس پر اِو یلتھون نے جواب دیا۔۔۔ "میں عورتوں کو فوجیں نہیں بلکہ یہی تحفے دیا کرتا ہوں۔"

163۔ دریں اثناء آرسی سیلوس ساموس میں زمینیں دینے کے وعدے کے ساتھ فوجی جمع کر رہا تھا۔ اِس طرح ایک بہت بڑا لشکر جمع کر کے اُس نے اپنی بحالی کے متعلق ڈیلفی سے استخارہ کروایا۔ کاہنہ کا جواب یہ تھا: "لوکسیاس نے تمہاری نسل کے چار باتوس اور چار آرسی سیلوس نامی بادشاہوں کو سائی رینے پر حکومت کرنے کی اجازت دی تھی۔ آٹھ پشتوں کی مدت پوری ہونے کے بعد وہ تمہیں خبردار کرتا ہے کہ اپنی حکومت میں توسیع کی کوشش نہ کرو۔ جب تم بحال ہو جاؤ تو نرم رویہ اختیار کرنا۔ اگر تم چولہے کو برتنوں سے بھرا ہوا پاؤ تو برتنوں کو ہی نہ بھونتے رہنا؛ بلکہ انہیں اپنی راہ پر ہی رواں چھوڑ دینا۔ تاہم، اگر تم نے چولہے کو مزید حرارت دینا ہوئی تو جزیرے سے گریز کرنا۔۔۔ ورنہ تم موت کا شکار ہو جاؤ گے، اور تمہارے ساتھ خوبصورت ترین سانڈ بھی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

164۔ چنانچہ آرسی سیلوس واپس سائی رینے آیا' اور ساموس میں اکٹھے کیے ہوئے فوجی دستوں کو بھی ساتھ لایا۔ وہاں اُس نے مطلق طاقت حاصل کی؛ اور کہانت کو بھول کر اُن لوگوں کے خلاف کارروائیاں شروع کیں جنہوں نے اُسے جلاوطن کیا تھا۔ زیرِ عتاب افراد میں سے کچھ ملک چھوڑ کر بھاگ گئے؛ کچھ دیگر اُس کے ہتھے چڑھ گئے اور انہیں مارنے کے لیے سائپرس بھیج دیا گیا۔ موخرالذکر افراد کو سفر کے دوران موسمی حالات کے باعث کنیڈس میں رکنا پڑا' مقامی باشندوں نے انہیں بچاکر تھیرا بھجوادیا۔ ایک اور گروہ نے ایگلوماخس کے عظیم مینار میں پناہ لی؛ آرسی سیلوس نے اُس کے اردگرد لکڑیوں کا ڈھیر جمع کر کے آگ لگادی اور سب وہیں جل کر خاک ہوگئے۔ یہ کام کر چکنے کے بعد اُسے پتہ چلا کہ چولہے اور برتنوں سے کاہنہ کی یہی مراد تھی' چنانچہ وہ خود ہی سائی رینے شہر سے یہ سوچ کر پیچھے ہٹ آیا کہ کہیں یہی وہ جزیرہ [۲۷۰] نہ ہو جہاں اُس کی موت کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ اُس نے اپنے ایک رشتہ دار' اہل بارسا کے بادشاہ الازیر کی بیٹی سے شادی کر کے سسرال میں ہی رہائش اختیار کی۔ تاہم' بارسا میں کچھ شہریوں اور چند سائی رینی جلاوطنوں نے اُسے فورم میں چلتے پھرتے دیکھ کر پہچان لیا اور قتل کر دیا؛ انہوں نے اُس کے سُسر الازیر کو بھی مار ڈالا۔ چنانچہ آرسی سیلوس نے دانستہ یا نادانستہ طور پر کہانت پر عمل نہ کیا اور اپنے انجام کو پہنچا۔

165۔ جب آرسی سیلوس اپنی تباہی کا بندوبست کرنے کے بعد بارسا میں اقامت پذیر تھا تو اِس دوران اُس کی ماں فیرے تیما سائی رینے میں تمام مراعات سے لطف اندوز ہوتی' حکومت کا انتظام چلاتی اور کونسل بورڈ کی صدارت کرتی رہی۔ تاہم' اُس نے اپنے بیٹے کی موت کی خبر سنتے ہی سائی رینے کو خیرباد کہا اور مصر میں پناہ لینے بھاگ گئی۔ آرسی سیلوس کیمبائسس ابن سائرس کی خدمت کرنے کا دعویدار تھا؛ کیونکہ اُسی کے ذریعہ سائی رینے فارسیوں کے زیرِ نگیں آیا اور جزیہ کی ادائیگی کا فیصلہ ہوا۔ [۲۷۱] اِس لیے فیرے تیما سیدھی مصر گئی اور خود کو آریاندیس کے سامنے بطور پناہ گزیں پیش کر کے درخواست کی کہ اُس کے ساتھ کی گئی زیادتیوں کا بدلہ لیا جائے۔ اُس نے کہا کہ "میرے بیٹے کو میڈیوں کے خلاف اس قدر موثر ثابت ہونے پر موت کا شکار ہونا پڑا۔"

166۔ کیمبائسس نے آریاندیس کو مصر کا حاکم بنایا تھا۔ بعد کے وقتوں میں اِسی آریاندیس کو داریوش نے اپنی ہمسری کے جرم میں موت کی سزادی تھی۔ آریاندیس کو علم تھا کہ داریوش اپنی کوئی ایسی یادگار چھوڑ کر جانا چاہتا ہے جو اُس سے پہلے کسی بادشاہ نے نہ چھوڑی ہو؛ آریاندیس نے بھی اُس کی نقل کی اور انجام کو پہنچا۔ داریوش نے سکے ڈھالنے کے لیے سونے کو کمال کی حد تک خالص بنایا تھا: آریاندیس نے اپنی مصری حکومت میں چاندی کے ساتھ بالکل یہی کام کیا' اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیے آج تک کہیں اور آریاندیس جیسی چاندی سے زیادہ خالص چاندی موجود نہیں۔ داریوش نے اِس بارے میں سنا تو آریاندیس کو بغاوت کا مورد الزام بھی ٹھہرایا اور مار ڈالا۔

167۔ ہمارے زیرِ موضوع زمانہ میں آریاندیس نے فیرے تیما پر رحم کھا کر اُسے مصر میں موجود تمام بحری و بری افواج عنایت کر دیں۔ اُس نے ایک مارانی[4] شخص اماسس کو فوج کا سالار بنایا؛ جبکہ پسارگیدے قبیلہ کے ایک فرد بادریس کو بحری بیڑے کی قیادت دی گئی۔ تاہم، مہم کی روانگی سے قبل اُس نے ایک قاصد کو یہ معلوم کرنے کے لیے بارسا بھیجا کہ بادشاہ آرسی سیلوس کو کس نے قتل کیا تھا۔ اہل بارسا نے جواب دیا کہ "ہم سب کے سب نے یہ کام کیا ہے... آرسی سیلوس نے ہمیں بہت سے نقصانات پہنچائے تھے۔" یہ جواب موصول ہونے پر آریاندیس نے دستوں کو فیرے تیما کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ یہی وجہ اِس مہم کا بہانہ بن گئی: میرا یقین ہے کہ اِس کا اصل مقصد لیبیا کو مطیع بنانا تھا۔ کیونکہ لیبیا میں متعدد اور مختلف اقوام آباد ہیں اور اِن میں سے چند ایک ہی فارسی بادشاہ کے ماتحت ہیں، جبکہ زیادہ تر اقوام داریوش کا کوئی احترام نہیں کرتی تھیں۔

168۔ لیبیاؤں کی آبادی کو اب میں بالترتیب بیان کروں گا۔ مصر والی طرف سے آغاز کرتے ہوئے سب سے پہلے آنے والے لیبیائی اڈیرماچیدے ہیں۔ یہ لوگ کافی اعتبار سے مصریوں والی ہی روایات رکھتے ہیں، لیکن لیبیاؤں کا لباس استعمال کرتے ہیں۔ اُن کی عورتیں دونوں پاؤں میں کانسی کا ایک ایک کڑا پہنتی ہیں؛ وہ لمبے بال رکھتی ہیں اور جب انہیں اپنے جسم پر کوئی کیڑا مکوڑا رینگتا ہوا ملے تو اُسے دانت کاٹ کر پھینک دیتی ہیں۔ اس لحاظ سے وہ باقی تمام لیبیاؤں سے مختلف ہیں۔ اور صرف یہی ایک قبیلہ ایسا ہے جس میں دلہن بننے والی تمام عورتوں کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تاکہ وہ اُن میں سے اپنی پسند کی عورتوں کو چن لے۔ اڈیرماچیدے مصر کی سرحدوں سے لے کر پلائنس بندرگاہ نامی گودی تک پھیلے ہوئے ہیں۔

169۔ اس کے بعد گیلی گامے آتے ہیں جو مغرب کی طرف افروڈائیسس کے جزیرے تک آباد ہیں۔ اِس خطے سے آگے سائی رینیوں کا آباد کردہ جزیرہ پلیٹیا واقع ہے۔ یہاں بھی براعظم پر مینی لوس اور آزیرس نامی بندرگاہیں ہیں جہاں سائی رینیائی کبھی آباد تھے۔ ایک طرف جزیرہ پلیٹیا اور دوسری طرف دریائے سیرتس کے درمیانی علاقے میں سلفیئم[5] اُگنا شروع ہوا۔ گیلی گامے کے رواج اُن کے باقی ہم وطنوں جیسے ہیں۔

170۔ ایس بیستے مغربی کی طرف گیلی گامے کے پڑوسی ہیں۔ وہ سائی رینے سے بالائی خطوں میں رہتے ہیں لیکن ساحل تک نہیں پہنچتے جس پر سائی رینیوں کا قبضہ ہے۔ اُن کے ہاں چار گھوڑوں والی گاڑیاں باقی لیبیاؤں سے زیادہ عام ہیں۔ اُن کی زیادہ تر روایات سائی رینیائی انداز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واطوار سے مماثل ہیں۔[176]

171۔ ایس میستے سے مغرب کی طرف اوشیسے رہتے ہیں جو بار سا سے اوپر کے علاقے میں آباد ہیں' اور ان کا علاقہ سمندر ریو سپیریڈیس کے مقام تک پہنچتا ہے۔ اُن کے علاقہ کے وسط میں قبالیوں کا ایک چھوٹا سا قبیلہ ہے جو اہل بارسا کے شہر توچیرا (توکیرہ)[177] کے نزدیک ساحل کو لگتا ہے۔ اُن کی رسوم ورواج سائی رینے سے اوپر کے لیبیاؤں جیسے ہیں۔

172۔ کثیر التعداد لوگ ناسامونی[178] اوپر مذکور قوم کے مغربی پڑوسی ہیں۔ وہ گرمیوں کے موسم میں اپنے ریوڑ اور گلے ساحل پہ چھوڑ کر اوگیلا[179] نامی ملک میں چلے جاتے اور وہاں اُگنے والی کھجوریں جمع کرتے ہیں۔ وہ ٹڈوں کو پکڑ کر دھوپ میں سکھاتے' پھر انہیں پینے کے بعد سفوف کو دودھ پہ چھڑک کر پیتے ہیں۔ اُن میں ہر آدمی کی متعدد بیویاں ہیں' جن کے ساتھ وہ **مساگیتے** کے انداز میں ملاپ کرتے ہیں۔ ذیل میں اُن کی حلف لینے کی رسوم اور فال گیری کے طریقہ کا بیان دیا جا رہا ہے۔ حلف یا قسم اٹھانے والا آدمی کسی مشہور عادل و نیک شخص کی قبر پر ہاتھ رکھتا اور اُس کے نام پر قسم اُٹھاتا ہے۔ غیب بینی کے لیے وہ اپنے ہی اجداد کے مقبروں پر جاتے اور دعا کرنے کے بعد وہاں اُن کی قبروں کے اوپر سو جاتے ہیں؛ تب جو خواب نظر آئے اُسی کے مطابق انداز عمل اپناتے ہیں۔ وہ آپس میں وفاداری کا وعدہ کرتے وقت ایک دوسرے کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاتے ہیں؛ اگر مشروب دستیاب نہ ہو تو زمین سے خاک[180] اُٹھا کر اپنی زبانوں پر رکھ دیتے ہیں۔

173۔ ناسامونیوں کے علاقہ کی سرحدوں پر سیلی (Psylli) آباد ہیں جو مندرجہ ذیل حالات کے تحت غائب ہو گئے۔ جنوبی ہوا ایک طویل عرصہ تک چلتی رہی اور پانی کے تمام تالاب خشک کر دیئے۔ سیرتس میں واقعہ سارا علاقہ چشموں سے قطعی محروم ہے۔ چنانچہ سیلی نے آپس میں مشاورت کی اور انہوں نے جنوبی ہوا کے خلاف جنگ چھیڑنے کا متفقہ فیصلہ کیا۔۔۔ کم از کم لیبیائی یہی کہتے ہیں' میں نے صرف انہی کے الفاظ یہاں دوہرا دیئے ہیں۔۔۔ وہ آگے بڑھے اور صحرا میں پہنچے؛ لیکن وہاں جنوبی ہوا اُٹھی اور اُن سب کو ریت کے ڈھیروں تلے دفن کر دیا۔ یوں سیلی کے نیست و نابود ہونے پر اُن کی زمینیں ناسامونیوں کو مل گئیں۔

174۔ ناسامونیوں سے اوپر' جنوب کی جانب ایک علاقہ میں (جہاں جنگلی جانوروں کی کثرت ہے) گرامانتی رہتے ہیں جو اپنے ساتھی انسانوں سے قطعی لاتعلق ہیں' کوئی آلات جنگ نہیں رکھتے اور اپنا تحفظ کرنا نہیں جانتے۔

175۔ ان کی جنوبی سرحد ناسامونیوں سے ملتی ہے: ساحل سمندر سے مغرب کی جانب اُن کے پڑوسی میکائے ہیں جو صرف اپنے سر کی چندیا پر لمبے بال رکھتے اور اطراف سے مونڈ دیتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں۔ یہ لوگ جنگ میں شتر مرغ کی کھالوں کو ڈھالوں کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔[۱۸۱] دریائے سِنی پس [۱۸۲] "بِل آف دی گریسز" نامی پہاڑ سے نکل کر اُن کے علاقہ میں سے گذرتا اور سمندر میں جاگرتا ہے۔ بِل آف گریسز پر گھنے جنگلات ہیں اور اس لیے یہ باقی برہنہ لیبیا سے مختلف دکھائی دیتی ہے۔ سمندر سے اِس کا فاصلہ 200 فرلانگ ہے۔

176۔ میکائے کے ساتھ گِندآنیس ہیں جن کی عورتیں پیروں میں چمڑے کے کڑے پہنتی ہیں۔ ہر عورت کا محبوب اُسے ایک کڑا دیتا ہے؛ اور سب سے زیادہ کڑوں کی مالک، یعنی زیادہ مردوں کی محبوبہ کو عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

177۔ گندانیس کے ملک سے سمندر کے اندر تک گئی ہوئی ایک راس زمین پر لوٹوفیگی [۱۸۳] آباد ہیں جو صرف اور صرف lotus-tree [۱۸۴] پر گذارہ کرتے ہیں۔ لوٹس پھل lentisk بیری اور مٹھاس میں کھجور جیسا ہوتا ہے۔ لوٹوفیگی تو اِس میں سے ایک قسم کی شراب بھی حاصل کر لیتے ہیں۔[۱۸۵]

178۔ لوٹوفیگی سے پرے کے ساحل پر ماکلیان قابض ہیں؛ وہ بھی لوٹس کو استعمال کرتے ہیں لیکن اُتنا نہیں جتنا کہ لوٹوفیگی۔ ماکلیان عظیم دریائے ٹریٹون تک محیط ہیں جو عظیم جھیل ٹریٹونس میں جاگرتا ہے۔ یہاں اِس جھیل میں ایک فلا نامی جزیرہ ہے جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اِسے لیسیڈیمونیوں نے ایک کہانت کی تعمیل میں آباد کیا تھا۔

179۔ مقبولِ عام کہانی ذیل میں دی جارہی ہے۔ جب جیسن نے کوہ پیلیون کے دامن میں آرگو کی تعمیر کی تو اُس نے جہاز پر ایک عام صد بیل کی قربانی اور ایک کانسی کی تپائی بھی رکھی۔ یوں وہ پیلوپونیسے سے ہوکر ڈیلفی جانے کے لیے روانہ ہوا۔ مالیا تک سفر خوشگوار رہا؛ لیکن اِس جگہ پر شمال کی جانب سے ہوا کا ایک جھکڑ اچانک آیا اور اُسے راہ سے بھٹکا کر لیبیا کے ساحل پر لے گیا؛ جہاں وہ علاقے کی سمجھ آنے سے پیشتر ہی ٹریٹونس جھیل کے کم گہرے حصوں میں چلا گیا۔ ابھی وہ یہاں سے نکلنے کا کوئی طریقہ سوچ ہی رہا تھا کہ ٹریٹون ظاہر ہوا اور اُسے بحفاظت پیچھے جانے کی راہ دکھانے کی پیشکش کی اور اِس خدمت کے عوض تپائی مانگی۔ جیسن مان گیا اور ٹریٹون نے اُسے اتھلے حصوں سے نکلنے کا راستہ بتایا؛ تب دیوتا وہ تپائی لے کر اپنے معبد میں گیا اور اُس پہ بیٹھ گیا۔ اُس نے پیغمبرانہ غضب کے ساتھ جیسن اور اُس کے ساتھیوں کو ایک طویل پیشگوئی بتائی۔ اُس نے کہا، "جب آرگو کے عملے کا ایک آدمی کانسی کی تپائی اٹھا کر لے جائے گا تو تب ناگزیر مقدر کے تحت جھیل ٹریٹونس کے گرد ایک سو یونانی شہر تعمیر ہوں گے۔" اِس خطے کے لیبیاؤں نے یہ پیشگوئی سن کر تپائی کو چھپا دیا۔

180۔ ماکلیان سے اگلا قبیلہ اوسیانوں کا ہے۔ یہ دونوں اقوام جھیل ٹریٹونس کی حدود پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آباد ہیں اور دریائے ٹریٹون انہیں ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ دونوں ہی لمبے بال رکھتے ہیں، لیکن ماکلیان انہیں اپنے سر کے پیچھے جبکہ اوسیان اگلی طرف بڑھاتے ہیں۔ اوسیان کنواریاں ہر سال ایتھنا کی عقیدت میں ایک دعوت کا اہتمام کرتی ہیں، جس میں روایت کے مطابق وہ خود کو دو ٹولیوں میں بانٹتی اور پھر پتھروں و لاٹھیوں کے ساتھ لڑتی ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ انہیں یہ روایات اپنے باپ داداؤں سے ورثہ میں ملی ہیں، اور یہ کہ وہ اِن کے ذریعہ اپنی مقامی دیوی سے اظہار عقیدت کرتی ہیں جو یونانیوں کی ایتھنا (منروا) ہی ہے۔ اگر کوئی دوشیزہ لڑائی کے دوران چوٹ لگنے سے مرجائے تو اوسیان اسے ہی موردالزام ٹھہراتے ہیں۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے وہ ایک اور رسم ادا کرتے۔ سب سے حسین کنواری کو چن کر الگ کیا جاتا؛ سب لوگوں کے سامنے اُسے ایک کورنتھی خود اور مکمل یونانی زرہ میں ملبوس کیا جاتا؛ اُسے یوں سجا کر ایک رتھ پہ چڑھایا اور جلوس کے ساتھ ساری جھیل کے گرد لے جایا جاتا۔ میں یہ نہیں بتا سکتا کہ اُن کے علاقہ میں یونانیوں کی آبادکاری سے قبل وہ اپنی دوشیزاؤں کو کون سے ہتھیاروں سے سجایا کرتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ وہ انہیں مصری ہتھیار پہناتے، کیونکہ میں نے کہا ہے کہ خود اور ڈھال دونوں چیزیں یونان میں مصر سے آئی ہیں۔ اوسیان کہتے ہیں کہ ایتھنا پوسیڈون اور جھیل ٹریٹونس کی بیٹی ہے [۱۸۶]... اُن کے مطابق اُس کا اپنے باپ سے جھگڑا ہو گیا؛ ایتھنا نے زیئس سے التجا کی جو اُسے اپنی بیٹی بنانے کو تیار ہو گیا؛ چنانچہ وہ اُس کی لے پالک بیٹی بن گئی۔ یہ لوگ خاندانوں میں بیاہ کرتے ہیں اور نہ خاندانی زندگی گزارتے ہیں، بلکہ اُن کا رہنا سہنا خوفناک درندوں کے ساتھ ہے۔ جب اُن کے بچے جوان ہو جائیں تو انہیں (ہر تیسرے ماہ منعقد ہونے والے) اجلاس میں لایا اور ایسے لوگوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جن سے اُن کی شکل ملتی ہو۔

181۔ یہ تھے ساحل سمندر پر آباد سیلانی لیبیاؤں کے قبائل۔ اُن سے اوپر کا بر اعظم جنگلی جانوروں کا خطہ ہے: اور اُس سے آگے ریت کے ٹیلوں کی ایک مینڈھ مصری تھیس سے لے کر ہیراکلیس کے ستونوں تک جاتی ہے۔ اس سلسلے میں پہاڑیوں پر نمک کے بڑے بڑے ڈھیر پڑے ہیں۔ ہر پہاڑی کی چوٹی پر نمک کے درمیان میں سے ایک چشمہ پھوٹتا ہے، جو ٹھنڈا بھی ہے اور میٹھا بھی۔ [۱۸۷] اِن کے آس پاس وہ لوگ رہتے ہیں جو صحرا والی طرف پر لیبیا کے آخری باشندے ہیں۔ ان میں سے پہلی قوم آمونیوں کی ہے جو تھیس سے دس دن سفر کے فاصلے پر رہتے ہیں، [۱۸۸] اور انہوں نے تھیبی زیئس کے تصور کی بنیاد پر ہی ایک معبد بنا رکھا ہے۔ کیونکہ تھیس میں بھی (جیسا کہ میں نے پیچھے ذکر کیا) [۱۸۹] زیئس کی شبیہ کا چہرہ مینڈھے جیسا ہے۔ آمونیوں کے پاس نمک میں سے نکلنے والے چشمے کے علاوہ ایک اور بھی چشمہ ہے۔ اِس کا پانی صبح سویرے نیم گرم ہوتا ہے؛ اور بازار بھرنے تک کچھ ٹھنڈا جبکہ دوپہر کے وقت کافی ٹھنڈا ہو جاتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ تاہم' وہ دوپہر کے وقت اس چشمے کا پانی اپنے باغات کو دیتے ہیں۔ دوپہر گذرنے پر ٹھنڈک ختم ہوتی جاتی ہے' حتیٰ کہ غروب آفتاب کے وقت پانی اُبلنے لگتا ہے۔ اِس کے بعد یہ دوبارہ ٹھنڈا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور صبح آنے تک اِس کی گرمی کم سے کم ہوتی جاتی ہے۔ اِس چشمے کا نام "سورج کا چشمہ" ہے۔

182۔ آمونیوں سے دس دن سفر کے فاصلے پر آمونیائی سلسلہ کوہ نمک جیسا اور ایک اور سلسلہ اور چشمہ ہے۔ اردگرد کا علاقہ آباد ہے' اور جگہ کا نام اوگیلا [۱۹۰] ہے۔ ناساموئی کھجوریں جمع کرنے یہیں آتے ہیں۔

183۔ اوگیلا سے دس دن کے سفر پر ایک اور سلسلہ کوہ نمک اور چشمہ ہے؛ یہاں پھلدار کھجور کے درخت کثرت سے اگتے ہیں۔ اِس خطہ میں گرامانتی [۱۹۱] نامی قوم کے طاقتور لوگ رہتے ہیں' جو نمک کو پھپھوندی سے ڈھانپتے اور پر اپنی فصلیں اگاتے ہیں۔ وہاں سے آگے لوٹوفیگی کو جانے والا تیس دن کے سفر کا مختصر ترین راستہ ہے۔ گرامانتی کے ملک میں ایسے بیل پائے جاتے ہیں جو چرتے ہوئے الٹا چلتے ہیں۔ وہ ایسا اِس لیے کرتے ہیں کیونکہ آگے کی جانب چلنے پر اُن کے سینگ زمین میں اٹک جاتے ہیں۔ اِس کے علاوہ اُن کی کھالوں کی موٹائی اور سختی بھی دیگر بیلوں سے زیادہ ہے۔ گرامانتیوں کے پاس چار گھوڑوں والے رتھ ہیں جن میں بیٹھ کر انہوں نے ٹراگلوڈائٹ ایتھوپیاؤں [۱۹۲] کا تعاقب کیا۔۔۔ ٹراگلوڈائٹ ایتھوپیائی ہمیں معلوم تمام اقوام کے افراد سے زیادہ تیز بھاگتے ہیں۔ ٹراگلوڈائٹ لوگ سانپ' چھپکلیاں اور ایسے ہی دیگر رینگنے والے جانور کھاتے ہیں۔ اُن کی زبان اور کسی قوم سے نہیں ملتی؛ یہ سننے میں چمگادڑوں کی چیخوں جیسی لگتی ہے۔

184۔ گرامانتیوں سے دس دن سفر کی دوری پر ایک اور کوہ نمک اور پانی کا چشمہ ہے: جس کے گرد اتارانتی نامی لوگ آباد ہیں؛ تمام معلوم اقوام میں سے صرف اتارانتی لوگ ہی ناموں سے واقف نہیں۔ ساری نسل کو مشترکہ طور پر اتارانتی کہا جاتا ہے؛ لیکن افراد کا اپنا کوئی علیحدہ نام نہیں۔ آسمان پہ سورج بلند ہونے پر اتارانتی اُسے سخت لعنت ملامت کرتے ہیں کیونکہ (ان کا کہنا ہے) وہ انہیں اور اُن کے ملک دونوں کو جھلساتا اور ضائع کرتا ہے۔ ایک مرتبہ پھر دس دن سفر کے فاصلے پر ایک کوہ نمک' ایک چشمہ اور ایک آباد خطہ ہے۔ نمک کے نزدیک ایک کافی گول اور ہموار اٹلس نامی پہاڑ ہے؛ نیز اِس کی چوٹی اتنی اونچی ہے کہ (کہا جاتا ہے) اُسے دیکھا نہیں جا سکتا کیونکہ وہ گرمیوں یا سردیوں دونوں موسموں میں بادلوں میں چھپی رہتی ہے۔ [۱۹۳] مقامی باشندے اِسے "آسمان کا ستون" کہتے ہیں؛ اور اِسی کی نسبت سے انہوں نے خود کو اٹلانٹیس کہلوانا شروع کیا۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ کوئی زندہ چیز نہیں کھاتے اور نہ ہی انہیں کبھی خواب دکھائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیتے ہیں۔

185۔ میں ریتیلے سلسلہ کوہ میں آباد اٹلانٹیس تک کی اقوام کے نام ہی جانتا ہوں، لیکن میرا علم مزید آگے جانے سے قاصر ہے۔ خود یہ سلسلہ کوہ بھی ہیراکلیس کے ستونوں تک، بلکہ اِس سے بھی آگے جاتا ہے؛[194] اور اِس سارے فاصلے میں، ہر دس دن کا سفر ختم ہونے پر، ایک نمک کی کان موجود ہے، اِس کے آس پاس لوگ رہتے ہیں جو سب اپنے گھر نمک کے بلاکس سے بناتے ہیں۔ لیبیا کے اِن علاقوں میں کوئی بارش نہیں ہوتی؛ اگر ہوتی تو لوگوں کے گھروں کی دیواریں قائم نہ رہ سکتیں۔[195] کانوں سے نکالا جانے والا نمک دو رنگوں، سفید اور جامنی،[196] کا ہوتا ہے۔ مینڈھ سے پرے، جنوب کی طرف کا ملک ایک صحرا ہے،[197] جہاں چشمے، حیوان، بارش، جنگل اور نمی وغیرہ کچھ بھی نہیں۔

186۔ لہٰذا مصر سے لے کر جھیل ٹریٹونس تک کے لیبیا میں سیلانی قبائل[198] رہتے ہیں جن کا مشروب دودھ اور غذا جانوروں کا گوشت ہے۔ تاہم، اِن میں سے کوئی بھی قبیلہ گائے کا گوشت ہرگز نہیں کھاتا، بلکہ وہ مصریوں والی وجوہ کی بناء پر ہی اِس سے پرہیز کرتے ہیں؛ وہ سور بھی نہیں پالتے۔ حتیٰ کہ سائی رینے میں بھی عورتیں گائے کا گوشت کھانا غلط سمجھتی، اِس میں مصری دیوی آئسس کا احترام کرتی اور اس کی پوجا فاقہ کشیوں اور تیوہاروں کے ساتھ کرتی ہیں۔ بارسا کی عورتیں گائے کے علاوہ سور کے گوشت سے بھی اجتناب کرتی ہیں۔

187۔ جھیل ٹریٹونس کے مغرب والے لیبیائی سیلانی نہیں، اور نہ ہی وہ خانہ بدوشوں والی روایات پر عمل کرتے یا اپنے بچوں سے اُن والا سلوک کرتے ہیں۔ کیونکہ سیلانی لیبیائی اگر سب نہیں تو زیادہ تر۔۔۔ جن کے بارے میں، میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔۔۔ اپنے بچوں کی عمر چار سال کی ہونے پر اُن کے سروں کے اوپر (جبکہ کچھ کن پٹیوں کے قریب) بھیڑ کی اون کے ایک گچھے کے ساتھ آنسیں (Veins) جلاتے ہیں۔[199] وہ یہ کام انہیں آئندہ زندگی میں بیماریوں سے محفوظ رکھنے کی خاطر کرتے ہیں؛ اور اُن کا کہنا ہے کہ اِسی وجہ سے وہ دیگر لوگوں کی نسبت اتنے صحت مند ہیں۔ واقعی اہل لیبیا مجھے معلوم تمام لوگوں سے زیادہ صحت مند ہیں؛[200] لیکن میں اِس کا سبب نہیں بتا سکتا۔ اگر بچوں کو جلانے پر زخم بن جائیں تو انہوں نے اِس کے لیے ایک علاج دریافت کر رکھا ہے۔ وہ بچے پر بکری کا پیشاب چھڑکتے ہیں، یوں اُن کی تندرستی یقینی خیال کی جاتی ہے۔ میں نے یہ سب باتیں لیبیاؤں سے سُنیں اور جوں کی توں بیان کر دی ہیں۔

188۔ سیلانی لیبیاؤں کے ہاں قربانی کی مروجہ رسوم مندرجہ ذیل ہیں۔ وہ سب سے پہلے جانور کا کان کاٹ کر اپنے گھر کے اوپر پھینک دیتے ہیں: اِس کے بعد جانور کی گردن مروڑی جاتی ہے۔ وہ سورج اور چاند کے سوا کسی اور دیوتا کے حضور قربانی پیش نہیں کرتے۔ یہ عبادت تمام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیبیاؤں میں مشترک ہے۔ جھیل ٹریٹونس کے قریبی علاقوں کے باشندے ٹریٹون' پوسیڈون [201] اور بالخصوص ایتھنا کی پوجا کرتے ہیں۔

189۔ ایتھنا کے مجسموں کا لباس اور زرہ پوش کا انداز یونانیوں نے لیبیائی عورتوں سے اخذ کیا۔ کیونکہ لیبیائی عورتوں کا لباس چمڑے کا ہوتا ہے اور اِس کے کناروں پر لگی جھالر بھی چمڑے کے تسموں سے بنی ہوتی ہے' باقی تمام لحاظ سے لباس بالکل ایک جیسا ہے۔ خود نام سے بھی عیاں ہے کہ Pallas مجسموں کو لباس پہنانے کا طریقہ لیبیا سے آیا۔ کیوکہ لیبیائی عورتیں اپنے کپڑوں کے اوپر بکروں کی بے بال کھالیں پہنتی ہیں جن پر قرمزی رنگ [202] کیا ہوتا ہے؛ اور بکری کی اِنہی کھالوں سے یونانیوں نے اپنا لفظ "ایجس" (goat harness) اخذ کیا۔ میرا اپنا خیال ہے کہ ہماری مقدس رسوم میں اونچی اونچی چلانے کا رواج بھی وہیں سے آیا ہے؛ کیونکہ لیبیائی عورتیں اِس طرح چلانے کی عادی ہیں' اور بڑے سُریلے انداز میں چلاتی ہیں۔ اِسی طرح سے یونانیوں کو لیبیاؤں سے ہی رتھ میں چار گھوڑے [203] جوتنے کا طریقہ معلوم ہوا۔

190۔ تمام سیلانی قبائل اپنے مُردوں کو (ماسوائے ناساموئی) یونانیوں والے انداز میں ہی دفناتے ہیں۔ وہ انہیں بٹھا کر دفن کرتے ہیں' اور جب کوئی بیمار آدمی قریب المرگ ہو تو اُسے لیٹا نہیں رہنے دیتے [204] بلکہ اُٹھا کر بٹھا دیتے ہیں۔ اِن لوگوں کے گھر سُوسن سفید کے ڈنٹھلوں اور نرسلوں سے بنے ہوتے ہیں۔ اِن گھروں کو ایک سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے۔ یہ تھے اوپر مذکور قبائل کے رواج۔

191۔ دریائے ٹریٹون سے مغرب کی جانب اور اوسیان کی سرحد سے ملحق کچھ اور لیبیائی ہیں جو زمین جوتتے اور مکانات میں رہتے ہیں: ان لوگوں کا نام ماکسیان ہے۔ وہ اپنے سروں کے دائیں طرف لمبے بال رکھتے جبکہ بائیں طرف کو مونڈتے ہیں: وہ اپنے جسموں پر سرخ رنگ ملتے اور خود کو ٹرائے کے مردوں کی اولاد بتاتے ہیں۔ اُن کا ملک اور باقی کا مغربی لیبیا جنگلی درندوں' اور جنگلوں کے اعتبار سے باقی سیلانی لوگوں کے ملکوں سے زیادہ بھرپور ہے۔ کیونکہ لیبیا کی مشرقی طرف' جہاں سیلانی رہتے ہیں' نیچی اور ریتیلی ہے؛ جبکہ کاشتکاروں والی مغربی طرف کافی کوہستانی اور جنگلوں و درندوں سے بھری ہوئی ہے۔ اِسی موخر الذکر خطے میں بڑے بڑے اژدھے' شیر' ہاتھی' ریچھ افعی ناگ (aspicks) اور سینگوں والے گدھے [205] پائے جاتے ہیں۔ یہاں کتے کے چہرے والے جانور اور بے سر جانور بھی ہیں جن کی آنکھیں (لیبیاؤں کے مطابق) اُن کی چھاتیوں پر ہوتی ہیں؛ اور اِن کے علاوہ وحشی مرد و عورتیں بھی یہاں موجود ہیں۔

192۔ سیلانیوں میں اِن میں سے کوئی بھی نہیں بلکہ قطعی مختلف جانور پائے جاتے ہیں: مثلاً بارہ سنگھے' ہرن' بھینسیں اور گدھے جن کے سینگ تو نہیں لیکن انہیں پانی پینے کی ضرورت نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پڑتی۔ [206] مہاۃ آہو [207] بھی ہیں جن کے سینگ تقریباً بیل کے سینگوں جتنے ہیں اور جنہیں طنبوروں کی خمیدہ اطراف کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ لومڑ، لگڑ بھگڑ، خارپشت، جنگلی بھیڑیں، dictyes، [208] گیدڑ، چیتے، دیو قامت چھپکلیاں، [209] زمینی مگرمچھ (تقریباً تین کیوبٹ لمبے [210] اور چھپکلیوں سے مشابہہ)، شترمرغ اور واحد سینگ والے چھوٹے سانپ ان کے علاوہ ہیں۔ یہ سب جانور یہاں ملتے ہیں، اور اِسی طرح دیگر ممالک سے تعلق رکھنے والے بھی، ماسوائے سُرخ ہرن اور جنگلی سور کے لیبیا کے کسی بھی علاقہ میں سرخ ہرن اور نہ ہی جنگلی سور موجود ہیں۔ تاہم اِن خطوں میں تین قسم کے چوہے پائے جاتے ہیں: اول، دو پیروں والے; دوم، زیگیرس جس کا لیبیائی زبان میں مطلب "پہاڑ" ہے; اور سوم، سیہہ۔ سِلفیئم خطہ میں نیولے بھی ملتے ہیں۔ سیلانی لیبیاؤں کے ملک سے تعلق رکھنے والے جانور بہت سے ہیں لیکن میری معلومات کی رسائی یہیں تک تھی۔

193۔ ماکسیان لیبیاؤں سے آگے زاویسی آتے ہیں جن کی بیویاں اُن کے جنگی رتھ چلاتی ہیں۔

194۔ اُن کے ساتھ گائزانتیوں کی سرحد لگتی ہے جن کے ملک میں مکھیوں کے شہد کا وسیع کاروبار ہوتا ہے; تاہم اِس میں انسانوں کی مہارت کو بھی کافی عمل دخل ہے۔ سب لوگ خود کو سُرخ رنگ میں رنگتے اور پہاڑوں میں پائے جانے والے کثیرالتعداد بندر کھاتے ہیں۔

195۔ کارتھیجیوں کے مطابق اُن کے ساحل سے آگے ایک کاؤرونس نامی جزیرہ واقع ہے جس کی لمبائی تو دو سو فرلانگ ہے، لیکن چوڑائی زیادہ نہیں۔ سارے جزیرے پر زیتون کے درخت اور انگور کی بیلیں چھائی ہوئی ہیں اور ایک جھیل بھی موجود ہے جہاں سے ملک کی نوجوان دوشیزائیں خاک طِلاء نکالنے کے لیے پرندوں کے پروں پہ رال لگا کر کیچڑ میں دبا دیتی ہیں۔ مجھے اِس بات کے درست یا غلط ہونے کا علم نہیں; لیکن جو مقبول عام ہے لکھ دیا۔ تاہم، ایسا ہو بھی سکتا ہے; کیونکہ میں نے زیکانتھس میں ایک جھیل کے پانی سے رال نکلتے دیکھی ہے۔ اِس جگہ پر متعدد جھیلیں ہیں; لیکن ایک باقی سب سے بڑی ہے --- ہر رُخ سے سترفٹ اور دو فیدم گہری۔ وہ ایک کھمبے کے سرے پر حنا کا گچھا باندھ کر پانی میں ڈبوتے ہیں، اور باہر نکالنے پر حنا کے ساتھ گاد چپکی ہوتی ہے جو خوشبو میں قیر (نفت) جیسی، لیکن باقی ہر اعتبار سے پیئریا کی رال سے بہتر ہے۔ وہ اِس رال کو جھیل کے قریب ہی کھودے ہوئے ایک گڑھے میں ڈالتے جاتے ہیں; اور اِس طرح جب وہ کافی مقدار میں جمع ہو جائے تو اُسے نکال کر مرتبانوں میں رکھ لیتے ہیں۔ جھیل کے اندر سب کچھ زیرِ زمین راستے سے آتا ہے اور زائد پانی کم از کم چار فرلانگ دور سمندر میں گرتا ہے۔ چنانچہ لیبیائی ساحل سے پرے جزیرے کے بارے میں کہی گئی باتیں بعید از قیاس نہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

196۔ کار تھیجی مندرجہ ذیل بیان بھی دیتے ہیں:۔۔۔لیبیا میں ہیرا کلیس کے ستونوں[211] سے پرے بھی ایک ملک اور ایک قوم موجود ہے' جہاں وہ جاتے رہتے ہیں؛ وہ وہاں پہنچتے ساتھ ہی اپنا سامان اُتارتے' اُسے ترتیب کے ساتھ ساحل پر رکھ کر واپس اپنے جہازوں پر آتے اور بہت سا دُھواں اُٹھاتے ہیں۔ مقامی لوگ دھوئیں کو دیکھ کر ساحل کی جانب آتے اور اپنی نظر میں چیزوں کی قیمت کے برابر سونا رکھ کر کچھ فاصلے تک پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ تب کار تھیجی ساحل پر آ کر دیکھتے ہیں۔ اگر وہ سونے کی مقدار مناسب خیال کریں تو اُسے سمیٹ کر اپنی راہ لیتے ہیں: لیکن اگر انہیں سونا ناکافی لگے تو ایک مرتبہ پھر جہاز پہ جا کر صبر سے انتظار کرتے ہیں۔ تب مقامی لوگ مزید سونا رکھنے آتے اور یوں کار تھیجیوں کی تسلی کر دیتے ہیں۔ کوئی بھی پارٹی دوسری سے بے ایمانی نہیں کرتی: کیونکہ وہ خود اپنی چیزوں کی قیمت سے زائد سونے کو ہاتھ نہیں لگاتے' اور نہ ہی مقامی لوگ اتنی دیر تک چیزیں لے کر جاتے ہیں جب تک کہ کار تھیجی سونا لے کر چلے نہ جائیں۔

197۔ یہ تھے وہ لیبیائی قبائل جن کے نام مجھے فراہم ہو سکے؛ اور اِن میں سے زیادہ تر تب کی طرح اب بھی میڈیوں کے بادشاہ کی بہت کم پرواہ کرتے ہیں۔ میں اِس خطے کے حوالے سے ایک اور بات کا اضافہ کر سکتا ہوں۔۔۔ میری معلومات کے مطابق یہاں زیادہ نہیں بلکہ صرف چار اقوام رہتی ہیں۔۔۔ دو مقامی اور دو غیر مقامی ہیں۔ اول الذکر دو لیبیائی اور ایتھوپیائی ہیں جو بالترتیب لیبیا کے شمال اور جنوب میں آباد ہیں۔ فنیقی اور یونانی باہر سے آ کر یہاں آباد ہوئے۔[212]

198۔ مجھے لگتا ہے کہ زمین کی خوبیوں میں ایشیاء یا یورپ کا موازنہ لیبیا کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ ماسوائے سِنی پس کے' جس کا نام اِسے سیراب کرنے والے دریا کی نسبت سے پڑا۔۔ زمین کا یہ ٹکڑا اناج کی فصلوں کے لیے دنیا کے کسی بھی ملک کا ہم پلہ ہے' اور یہ باقی سارے لیبیا سے مختلف ہے۔ کیونکہ یہاں کی مٹی سیاہ اور چشموں کا پانی وافر ہے؛ چنانچہ خشک سالی کا کوئی خوف نہیں؛ نہ ہی یہاں زبردست بارشیں زمین کو گیلا کر کے کوئی نقصان پہنچاتی ہیں۔ فصل کی پیداوار بابل کے برابر ہے۔[213] اِسی طرح یو سپریوں (Euesperites) کا ملک[214] بھی اچھی مٹی کا مالک ہے؛ کیونکہ وہاں کی زمین بہترین سالوں میں سو گنا فصل پیدا کرتی ہے۔ لیکن سِنی پس خطے میں 300 گنا فصل ہوتی ہے۔

199۔ سائرینوں کا ملک لیبیا میں وہ بلند ترین خطہ ہے[215] جہاں سیلانی قبائل آباد ہیں۔ اس کے تین موسم قابلِ ذکر ہیں۔ پہلے میں ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ فصلیں پکنا شروع ہوتی ہیں اور کاشت کے لیے تیار ہو جاتی ہیں؛ جب وہ اکٹھی ہو جائیں تو ساحلی خطے سے اوپر کی درمیانی پٹی کی فصلیں کٹائی کی منتظر ہوتی ہیں؛ جب یہ درمیانی فصل سمیٹی جا رہی ہو تو سب سے بلند خطے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فصلیں پوری طرح تیار ہو چکی ہوتی ہیں۔ یوں آخری فصل آنے سے پہلے پہلے اولین خطے کی پیداوار استعمال ہو جاتی ہے۔ چنانچہ سائی رینیوں کا موسم کاشت پورے چاند کے آٹھ ماہ تک چلتا رہتا ہے۔ ان معاملات کا اتنا ہی ذکر کافی ہے۔

200۔ جب فیرے تیما کی مدد کے لیے آریاندیس کے مصر سے روانہ کردہ فارسی بارسا پہنچے تو انہوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا' محصورین کو آرسی سیلوس کے قاتل افراد اپنے حوالے کرنے کو کہا۔ تاہم' اہل شہر نے مل کر یہ کام کیا تھا' اس لیے انہوں نے تجویز ماننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ فارسیوں نے بارسا کو نو ماہ تک گھیرے میں لیے رکھا' اِس عرصہ میں انہوں نے اپنے پڑاؤ سے لے کر دیواروں تک کئی سرنگیں کھودیں اور اِسی طرح متعدد زبردست حملے کیے۔ لیکن تانبے کے ایک کاریگر شخص نے اُن کی سرنگوں کا سراغ لگا لیا اور شہر کے ساتھ ساتھ اندر کی طرف تانبے کی ایک چادر بچھا دی۔ باقی جگھوں پر تو چادر کی آواز بوجھل تھی' لیکن جن جگھوں پر زیر زمین سرنگیں نکالی گئی تھیں وہاں آواز کھنک دار تھی۔ چنانچہ اہل بارسا نے جوابی سرنگیں نکال کر کھدائی کرنے والے فارسیوں کو مار ڈالا۔ اس طریقہ سے سرنگیں دریافت ہوئیں اور اہل بارسا نے حملوں کا منہ توڑ جواب دیا۔

201۔ جب کافی وقت بیت گیا اور دونوں فریقین کے بہت سے آدمی قتل ہو گئے تو فارسیوں کی بری فوج کے رہنما اماسس نے سوچا کہ اہل بارسا قوت کے ذریعہ تو قابو آنے والے نہیں ہیں مگر دھوکے کے ذریعہ انہیں زیر کیا جا سکتا ہے؛ لہٰذا اُس نے مندرجہ ذیل ترکیب سوچی۔ ایک رات اُس نے ایک چوڑی خندق کھودی اور اُس کے اوپر لکڑی کے بڑے بڑے پھٹے بچھانے کے بعد اوپر بھر بھری مٹی ڈال کر اُسے آس پاس کی زمین کے برابر کر دیا۔ دن چڑھنے پر اُس نے اہل بارسا کو بات چیت کے لیے بلوایا: انہوں نے بڑی خوشی سے ساری بات سنی اور شرائط پر باہمی سمجھوتہ طے پا گیا۔ فریقین نے خفیہ کھائی کے اوپر والی مٹی پہ کھڑے ہو کر حلف لیے اور معاہدہ یوں تھا۔۔۔ "جب تک ہمارے پیروں تلے کی زمین ٹھوس انداز میں قائم ہے۔ معاہدہ نافذ العمل رہے گا؛ بارسا کے لوگوں نے بادشاہ کو ایک خاصی بڑی رقم ادا کرنے پر رضامندی ظاہر کی اور فارسیوں نے انہیں مزید تکلیف نہ پہنچانے کا وعدہ کیا۔" معاہدے کے بعد اہل شہر نے شرائط پر بھروسہ کر کے اپنے پھاٹک کھول دیئے' خود دیواروں سے پرے ہٹ گئے اور بہت سے دشمنوں کو اندر داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ تب فارسیوں نے اپنا خفیہ پل توڑ دیا اور پوری رفتار کے ساتھ شہر کے اندر کی طرف بھاگے۔۔۔ پل توڑنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے کیئے ہوئے قول کے پابند رہیں' کیونکہ انہوں نے معاہدے پر عملدرآمد کے لیے "جب تک ہمارے پیروں تلے کی زمین ٹھوس انداز میں قائم ہے" کی شرط رکھی تھی۔ چنانچہ پل توڑنے کے باعث معاہدہ غیر موثر ہو گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

202- سب سے زیادہ مشتبہ ملزموں کو فارسیوں نے فیرے تیما کے حوالے کیا' جس نے انہیں شہر کی دیواروں کے اردگرد صلیبوں پر لٹکا دیا۔ [۲۱۶] اُس نے اُن کی بیویوں کی چھاتیاں کاٹ کر انہیں بھی دیواروں کے ساتھ باندھ دیا۔

203- اب اہل فارس غلام بنائے ہوئے اہل بارسا کو ساتھ لے کر واپس وطن کی جانب چل دیئے۔ راستے میں وہ سائی رینے آئے؛ اور سائی رینیوں نے ایک کہانت کے احترام میں انہیں اپنے شہر سے گذرنے کا راستہ دیا۔ جب فوج شہر سے گذر رہی تھی تو بحری دستے کے سالار باریس نے وہاں قبضہ کرنے کا مشورہ دیا؛ لیکن بری فوج کا سربراہ اماسس نہ مانا: "کیونکہ" اس نے کہا' "ہمیں یونان کے صرف ایک شہر بارسا پر حملہ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔" [۲۱۷] تاہم' جب وہ شہر میں سے گزر گئے اور لاشی جوو کے پہاڑ پر خیمہ زن ہوئے تو سائی رینے کو قبضہ میں نہ لینے پر بہت پچھتائے اور دوسری مرتبہ وہاں داخل ہونے کی کوشش کی۔ تاہم' سائی رینیوں نے ایسا نہ ہونے دیا؛ جس کے بعد اُن میں سے کوئی شخص تلوار اُٹھا کر تو باہر نہ آیا' لیکن فارسیوں پر ایک آفت نازل ہوئی اور وہ اپنے خیمے اٹھائے بغیر ہی پورے ساٹھ فرلانگ دور بھاگ گئے۔ وہ یہاں موجود تھے کہ آریاندیس کی جانب سے ایک قاصد نے آکر انہیں وطن واپسی کا حکم دیا۔ تب فارسیوں نے سائی رینے والوں سے درخواست کی کہ انہیں زادِ راہ مہیا کر دیں' انہوں نے درخواست قبول کی۔ تب فارسی واپس مصر کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ لیکن اب لیبیائی اُن پر ٹوٹ پڑے اور کپڑوں اور زین کی خاطر پیچھے رہ جانے والے تمام فارسیوں کو قتل کر دیا۔

204- یہ فارسی لشکر لیبیا میں زیادہ سے زیادہ ایوسپریدیس کے شہر تک گیا تھا۔ غلام بنائے گئے اہل بارسا کو مصر سے بادشاہ کے پاس لایا گیا؛ اور داریوش نے انہیں باکتریا میں رہنے کے لیے ایک گاؤں دیا۔ انہوں نے اِس گاؤں کا نام بارسا رکھا' اور یہ میرے زمانے میں بھی باکتریا کا ایک آباد مقام تھا۔

205- فیرے تیما نے بھی اپنی زندگی کے دن ہنسی خوشی پورے نہ کیے۔ کیونکہ وہ بارسا کے لوگوں سے انتقام لینے کے فوراً بعد جب لیبیا سے مصر واپس جا رہی تھی ایک نہایت خوفناک موت کا شکار ہوئی۔ اُس کے جسم میں کیڑے پڑ گئے جنہوں نے جیتے جی اُس کا گوشت کھا لیا۔ [۲۱۸] یوں انسان حد سے زیادہ سنگدلانہ سزاؤں کے ذریعہ خود کو دیوتاؤں کے غضب کا نشانہ بنا لیتے ہیں۔ باتوس کی بیٹی فیرے تیما نے بھی اہل بارسا سے نہایت خوفناک انتقام لیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حواشی
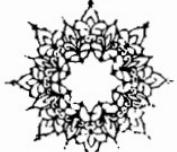
۱ دیکھیے پہلی کتاب جز 103 تا 106۔

۲ گھوڑی کا دودھ قدیم سیتھیوں کی بنیادی غذا تھا۔ کاسپئن کی شمالی اور مشرقی وسیع ڈھلانوں پر آوارہ گردی کرنے والے کالمک جتھوں کے لیے یہ آج بھی اہم غذا ہے۔

۳ اِس خندق کی جائے وقوع کے بارے میں دیکھیے آگے جز 20۔

۴ نیزہ اور کمان یورپی سیتھیوں کے قومی ہتھیار تھے، بحیثیت مجموعی کمان کو زیادہ لازمی قرار دیا جاتا تھا۔ اُن کا نیزہ پانچ فٹ سے زیادہ لمبا نہ تھا۔

۵ ہمیں چاہیے کہ ہیروڈوٹس کے سیتھیوں سے یورپی سیتھیوں کی واحد قوم مراد لیں جن کے ساتھ پونٹس کے یونانی واقف تھے۔

۶ دیکھیے آگے جز 31۔

۷ کاریز۔

۸ ہیراکلیس کے ستونوں سے ہمیں جبل الطارق کی آبنائیں مراد لینی چاہئیں۔

۹ یہ ناممکن لگتا ہے کہ اراکسیز یہاں وولگا کے علاوہ کسی اور دریا کی نمائندگی کر سکتا ہے۔

۱۰ جدید نام کریمیا میں اِن کا نام اب بھی موجود ہے۔

۱۱ جزیرہ پروکونیسس اب مارمورا کہلاتا ہے۔

۱۲ بحوالہ تیسری کتاب، جز 116۔

۱۳ یعنی بحیرۂ اسود۔

۱۴ جدید اردیک میں یہ نام ہنوز باقی ہے جس نے سائیزیکس (Bal kiz) کی جگہ لے لی ہے۔

۱۵ یہ تاریخ یقیناً غلط ہے۔ آرستیاس کو عموماً 580 ق-م کا سن دیا جاتا ہے۔

۱۶ میٹاپونٹم (جدید Basiento) تھوری سے 50 میل دور تھا جہاں ہیروڈوٹس نے اپنی زندگی کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آخری برس گزارے۔

۱۷ فطری توہمات نے پہلے کوے کی آواز کو ایک شگون قرار دیا؛ بعد میں اِس پرندے کو پیشگوئی خدا سے منسوب کرنا قدرتی بات تھی۔ کوے کو اکثر اپالو کا ساتھی یا خدمتگار کہا جاتا ہے۔

۱۸ اِن علاقوں میں جو اب بھی بہت زیادہ کاشت ہوتی ہے۔

۱۹ لگتا ہے کہ سیتھی غلے کی زیادہ تر تجارت یونانیوں کے ساتھ ہی کرتے تھے۔

۲۰ دیکھئے آگے جز 105۔

۲۱ جدید Bug یا Boug۔

۲۲ جدید دنیپر۔

۲۳ اِس ملک کے کچھ علاقوں میں اب بھی گھنے جنگل ہیں۔

۲۴ یہاں ہیروڈوٹس غلطی کا شکار ہونے لگتا ہے۔ آج یہاں ایسا کوئی دریا نہیں جو اُس کے پینٹی کیپس سے مطابقت رکھتا ہو۔

۲۵ استیپی کے بے شجر ہونے کا ذکر سب سیاحوں نے کیا ہے۔

۲۶ رینل کے خیال میں ہمیں اِسے چار دن کا سفر پڑھنا چاہیے ورنہ سیتھیا کا جغرافیہ ناقابل وضاحت ہو کر رہ جائے گا۔

۲۷ دیکھئے آگے جز 56۔

۲۸ بہت سے لکھاریوں نے منگولوں کے سنہری جتھے کو اِس سے متخرج کیا ہے۔

۲۹ توریکا کریمیا کے جنوبی ساحل کے ساتھ ساتھ ایک اونچا علاقہ ہی لگتا ہے۔

۳۰ موجودہ ڈان۔

۳۱ دیکھئے آگے جز 107۔

۳۲ سورماتے کا قدیم ملک موجودہ ڈان کو ساکوں کے ملک سے ملتا جلتا لگتا ہے۔

۳۳ دیکھئے آگے جز 108۔

۳۴ اُرال کا سلسلہ۔

۳۵ چیری کی ایک قسم جو موجودہ زمانے کے کالمک آج بھی اِسی انداز میں کھاتے ہیں۔

۳۶ میرے خیال میں ہیروڈوٹس اِن صفحات میں سلسلہ اُرال کی بابت ہی بات کر رہا ہے۔

۳۷ دشمنوں کی کھوپڑیوں کے حوالے سے سیتھیوں کی روایت سے موازنہ کریں، جز 65۔

۳۸ مالابار کے نائروں کے ہاں تمام رواج کثیر شوہری کی جانب مائل ہیں، ہر عورت کے متعدد شوہر ہوتے ہیں اور جائیداد ماں کے نام پر منتقل ہوتی ہے۔

۳۹ جنگلات کی صفائی اور زراعت کے فروغ نے اِن علاقوں کی آب و ہوا کو ہیروڈوٹس کے بعد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زیادہ نرم کر دیا۔ تاہم، روس کے جنوب میں اب بھی اکتوبر تا اپریل چھ ماہ کا موسم سرما ہوتا ہے۔ اب گرمیاں بہت زیادہ گرم ہوتی ہیں۔

۴۰ اوڈیسے iv' 85۔

۴۱ پلوٹارک کے مطابق ایلس کے بادشاہ اونوموس نے گھوڑوں کی محبت میں اِس ملک میں خچروں کی افزائش نسل کرنے والوں کے لیے سخت سزائیں عائد کیں۔

۴۲ دیکھئے پیچھے جز 7۔

۴۳ بحر مسدس میں ایک رزمیہ نظم جس میں پہلے محاصرہ میں مرنے والوں کے بیٹوں کی جانب سے تھیبس کے دوسرے محاصرے کو موضوع بنایا گیا ہے۔

۴۴ قدیم اور جدید دونوں وقتوں کے ہائپر بوریوں کی متعلق بہت واضح بیانات موجود ہیں۔ تاہم، وہ تاریخی نہیں بلکہ خیالی قوم ہیں۔ کہا جاتا تھا کہ شمالی ہوا Rhipean نام کے پہاڑوں سے چلتی تھی، اس لیے تصور کیا گیا کہ شمالی ہوا سے اوپر بھی ایک ملک ضرور ہوگا جہاں زیادہ ٹھنڈ نہیں۔ اِس خطے کو آہستہ آہستہ کامل ترین مقام تصور کیا جانے لگا۔

۴۵ اپالو اور ارتمس۔

۴۶ ہیروڈوٹس یہاں دنیا کی کرہ نما صورت کا نہیں بلکہ کرۂ ارض کی سطح پر زمین کی ساخت کے غلط نظریئے کا مذاق اڑا رہا ہے۔

۴۷ یا Issus کی خلیج۔ (ا‌یسس ایشیائے کوچک میں سِلیشیا کی جنوب مشرقی حد پر ایک شہر ہے۔)

۴۸ کیونکہ مصر عرب سے ملحق ہے۔

۴۹ فرعون نکوہ نے بابل کی بڑھتی ہوئی طاقت کے خوف سے اِس نہر کو دوبارہ نہیں کھولا تھا۔ بالاصل یہ رعمسیس دوم کی نہر تھی جو ریت سے بھر گئی تھی۔

۵۰ ابیض المتوسط۔ (دیکھئے پہلی کتاب، جز 185)۔

۵۱ اشوری (جن میں فلسطینی سیریائی بھی شامل تھے)، عربی اور فنیقی۔

۵۲ جدید سروے سے پتہ چلتا ہے کہ اِستھمس کی چوڑائی 80 میل سے زیادہ نہیں۔

۵۳ فنیقیوں کو "ہیراکلیس کے ستونوں کا چکر کاٹ کر آنے" کے نکوہ کے حکم سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ افریقہ کی شکل معلوم ہو چکی تھی اور یہ اِس راستے پر پہلی مہم نہ تھی۔

۵۴ دیکھئے دوسری کتاب، جز 158۔

۵۵ اُن کا یہ نام یونانی ہیرو کی بجائے الصوری دیوتا کے نام پر تھا جس کی عبادت کو فنیقی لوگ اپنی آبادیوں میں متعارف کروا چکے تھے۔

۵۶ جس چیز کو ہیروڈوٹس خود درست تصور نہیں کر سکتا تھا اُس کی ایماندارانہ رپورٹنگ نے اُسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اچھی حیثیت دلا دی ہے۔ اگر اِس ایجاد کے ذریعہ تصدیق نہ ہو جاتی تو چند ایک کو ہی یقین ہو تا کہ فینیقی نے افریقہ کا بحری چکر لگایا تھا۔ ہیروڈوٹس پر سُنی سنائی فضول کہانی دوہرانے کا الزام لگاتے وقت یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے خیال کی کسوٹی پر پورا نہ اترنے والی چیزوں کو اپنی تاریخ سے خارج کرتا جاتا تو ہم کیا کچھ کھو دیتے۔

۵۷ دیکھیے تیسری کتاب' جز 160۔

۵۸ جدید کیپ سپارٹیل۔

۵۹ یہ افریقہ میں بونوں کا نسل کا دوسرا ذکر ہے۔ (دیکھیے دوسری کتاب' جز 32)۔

۶۰ سر والٹر ریلے کا انجام اِس کی ایک حیرت انگیز نظیر ہے۔

۶۱ یعنی دریائے نیل' دوسری کتاب' جز 67۔

۶۲ کیریانڈا کیریائی ساحل پر اُس کے نزدیک ہی ایک جگہ تھی۔

۶۳ دیکھیے تیسری کتاب' جز 102۔

۶۴ دریائے سندھ کا حقیقی بہاؤ جنوب کے تھوڑا سا مغرب میں ہے۔ شاید دریائے کابل کو دریائے سندھ سمجھ لینے کے باعث ہیروڈوٹس اِس غلطی کا شکار ہوا۔

۶۵ دیکھیے پیچھے جز 42۔

۶۶ ہندوستانیوں کی تسخیر سے ہمیں پنجاب کی فتح مراد لینی چاہیے اور شاید سندھ کی بھی۔

۶۷ یعنی اِس کی متعینہ حدود تھیں۔

۶۸ دیکھیے تیسری کتاب' جز 115۔

۶۹ ابتدائی ترین یونانی جغرافیہ دانوں نے دنیا کو صرف دو حصوں میں تقسیم کیا --- یورپ اور ایشیاء۔ اور لیبیا (افریقہ) بھی موخر الذکر میں شامل تھا۔

۷۰ یہ یقین کرنے کی وجوہ موجود ہیں کہ یورپ اور ایشیاء کو بالترتیب "مغرب" اور "مشرق" کہا گیا۔ یہ دونوں سامی الفاظ ہیں اور غالباً یونانیوں نے یہ فینیقیوں سے لیے۔

۷۱ اناکارسس کے بارے میں آگے دیکھیے جز 76۔

۷۲ خانہ بدوش نسلوں کی سادگی اور ایمانداری کو سراہنا یونانیوں کے ہاں فیشن تھا۔ ہیروڈوٹس یہاں اِس فیشن کو مسترد کر رہا ہے۔

۷۳ اِس بارے میں شک کیا جا سکتا ہے کہ قدیم سیتھی واقعی اپنی گاڑیوں میں ہی زندگی گزارتے تھے۔ غالباً اُن کی گاڑیوں میں ایک خیمہ بھی ہوتا تھا جو ہلکی لکڑی کے فریم اور کپڑے وغیرہ پر مشتمل ہوتا۔

۷۴ اب دریاؤں کے قرب و جوار کے سوا کہیں بھی چراگاہ اتنی اچھی نہیں۔ جبکہ جدید سیاحوں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیانات میں پیش کی گئی ملک کی تصویر ہیرو ڈوٹس کے بیان سے مطابقت رکھتی ہے۔

۷۵ یہ غیر درست ہے۔ اِس سلسلے کو چیر کر کوئی دریا نہیں جاتا۔

۷۶ اینگرس غالباً Ibar ہے۔ برونگس مشرقی یا بلغاریائی مور اوا ہے۔ ٹریبالیائی میدان جدید سیرویا ہے۔

۷۷ یورپی براعظم میں آگے جانے کے ساتھ ساتھ ہیرو ڈوٹس کا علم کم درست ہونے لگتا ہے۔ اُسے یہ امر تو معلوم ہے کہ ڈینیوب دو بڑی ذیلی ندیوں سے پانی وصول کرتا ہے لیکن وہ اُن کی سمت کو درستگی کے ساتھ نہیں بیان کر پایا۔

۷۸ لفظ ایلپس کا پہلی مرتبہ ہیرو ڈوٹس کے ہاں ملنا باعث دلچسپی ہے۔ پولی بیئس کے عہد سے اب تک یورپی سلسلہ کوہ اِسی نام سے جانا جاتا ہے۔

۷۹ دو دریاؤں کی لمبائیاں یوں ہیں:--- دریائے نیل' 4000 میل; دریائے ڈینیوب 1760 میل۔

۸۰ ہپانس بلاشبہ دنیپر میں آ کر ملنے والی ایک مرکزی ندی ہے۔

۸۱ جز 86 سے موازنہ کریں۔

۸۲ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہیرو ڈوٹس اِن ممالک کے جغرافیہ کا حقیقی علم رکھتا تھا۔

۸۳ بورستھینز دنیپر ہے۔

۸۴ کن برن کا کھارا پانی روس کے لیے اب بھی نہایت اہم ہے جہاں سے ملک کے لیے پانی فراہم ہوتا ہے۔

۸۵ دنیپر کی سنگ ماہی آج بھی بہت مشہور ہے۔

۸۶ یہ جدید Kasa Tendra اور Kosa Djarilgatch ہیں--- ریتلے ساحل کی ایک طویل اور تنگ پٹی۔

۸۷ تنائیس (جدید ڈان) ایک چھوٹی سی جھیل سے نکلتا ہے۔ دولگا کا جزوی ماخذ اونیگا جھیل ہے۔

۸۸ ڈین بلیکس لے کے خیال میں یہ Seviersky ہے۔

۸۹ حزقی ایل (5:24) میں یہودیوں کے ہاں بھی اِس قسم کی ایک رسم کا ذکر ہے۔

۹۰ دیکھئے پہلی کتاب' جز 216' جہاں **مساگیتے** کے متعلق بھی یہی کچھ بتایا گیا ہے۔ چراگاہوں میں گھوڑے بکثرت ہوتے ہوں گے' اور قدیم زمانوں میں وہ شاید کسی بھی دوسرے جانور سے زیادہ تھے۔

۹۱ یہ پیانے قطعی ناقابل یقین ہیں۔

۹۲ تاہم' یہ سیتھیا تک ہی محدود نہ تھا۔ ہوسیع (12:2) میں غیب دانی کے اِس طریقہ کی جانب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واضح اشارہ موجود ہے۔

۹۳ اِس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جدید کالمکس اور نوگایوں کی طرح قدیم سیتھی بھی گاڑیوں میں گھوڑوں کی بجائے بیل جوتتے تھے۔

۹۴ ہیرو ڈوٹس نے اِسی تقریب کی ترمیم شدہ صورتیں لیڈیاؤں اور اشوریوں سے منسوب کی ہیں' (پہلی کتاب' جز 74) اور ٹیسی ٹس نے آرمینیوں اور اِبیریوں سے۔ عرب طریقہ کار (تیسری کتاب' جز 8) کچھ مختلف ہے۔ جنوبی افریقہ میں سیتھیوں سے مشابہہ ایک رسم ہنوز موجود ہے۔

۹۵ گھوڑوں کی کھال کھینچنے کی رسم اِن خطوں میں غالباً موقوف ہو گئی۔ تاہم' یہ چودھویں صدی کے تاتاریوں میں پائی گئی۔

۹۶ یہاں ہمیں خیمہ سازی کا ابتدائی مرحلہ نظر آتا ہے۔

۹۷ بھنگ اب اِن خطوں میں کاشت نہیں ہوتی۔ تاہم' یہ جنوبی روس کی برآمدات میں کچھ اہمیت کی حامل ایک آئٹم ہے۔

۹۸ سائی بیلے یا رہیا' جس کی پوجا (جو ایشیا بھر میں مشترک تھی) فریجیاؤں سے ایونیائی یونانیوں اور پھر اُن کی آبادیوں تک پہنچی۔

۹۹ دیکھئے پیچھے جز 18' 19 اور 54۔

۱۰۰ ہیرو ڈوٹس اولین مصنف ہے جس نے اناکارسس کا ذکر کیا۔ اُس کے اسفار کی حقیقت پر شک کرنے کی کوئی معقول وجہ موجود نہیں۔

۱۰۱ ڈینیوب یا اِستر کے دہانے پر اِستریا' اِستریا اِستروپولس ملیشیاؤں کی ایک بستی تھی۔

۱۰۲ یہودی قانون کے مطابق اِس قسم کی شادیوں پر پابندی تھی--- "تو اپنے باپ کی بیوی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیرے باپ کا بدن ہے۔" (احبار' 8:18' وغیرہ)' لیکن وہ دیگر اقوام میں بلاشبہ مروج تھیں۔

۱۰۳ دیکھئے ساتویں کتاب' جز 137۔ سیتا کلیس ہیرو ڈوٹس کا ہم مصر تھا۔ اُس کی وفات 424 ق۔م میں ہوئی۔

۱۰۴ شاید سیو تھیس کا باپ سپاراڈوکس۔

۱۰۵ دیکھئے پیچھے جز 52۔

۱۰۶ یونانی امفورا میں ہمارے 9 گیلن آتے تھے' لہٰذا اِس پیالے میں 5.400 گیلن کی گنجائش ہوگی۔

۱۰۷ ارتابانس کی محتاط اندازی ساتویں کتاب جز 10 میں دوبارہ ظاہر ہوتی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۰۸ زرکسیز کے بارے میں بتائی گئی اِسی جیسی کہانی سے موازنہ کریں 'ساتویں کتاب' جز 39۔
۱۰۹ کالسیدون ایشیائی طرف واقع تھا' جس جگہ پر اب بوسفورس بحر مارمورا میں کھلتا ہے۔
۱۱۰ آگے جز 87 میں مذکور آبنائے کے منہ پر واقع معبد۔
۱۱۱ یہ پیمائشیں نہایت غلط ہیں۔
۱۱۲ یہ ایک غلطی ہے۔ پالس میوتس (= آزوف سمندر) کا ہیروڈوٹس کے وقت میں موجودہ سائز سے بہت زیادہ بڑا ہونا ممکن ہے۔
۱۱۳ یہ بات قدرتی تھی کہ فارسی--- جنھوں نے اپنی آریائی' سامی اور تاتاری آبادیوں کے لیے مرکزی صوبوں میں سہ لسانی تحریریں کندہ کروائی تھی--- دیگر جگھوں پر ذولسانی ریکارڈ چھوڑ کر جاتے۔
۱۱۴ یعنی ارتمس جس نے اُن کے شہر کو قائم رکھا تھا۔
۱۱۵ اِس وقت ڈینیوب isatcha کے مقام پر برائیلو اور اسمائیل میں تقسیم ہوتا ہے لیکن اِس بارے میں یقین نہیں کہ یہ ہمیشہ سے اِسی مقام سے تقسیم ہوتا تھا۔
۱۱۶ پیرنتھس (بعدازاں ہیراکلیا) پروپونٹس کے کنارے پر ہے۔ اب اِس کی جگہ پر اریگلی قائم ہے (بحوالہ پانچویں کتاب' جز1)۔
۱۱۷ اگریانیس بلاشبہ جدید ایرکینیے ہے جو مارِتزا (ہربس) میں گرتا ہے۔
۱۱۸ اینس کی جائے وقوع کے بارے میں دیکھیں ساتویں کتاب' جز 58۔
۱۱۹ دیکھیے پہلی کتاب' جز 4۔
۱۲۰ اوڈریسے کا ملک وسیع وعریض میدان تھا جس کے درمیان میں اب ایڈریانوپل قائم ہے۔
۱۲۱ یہ قطعی واضح نہیں کہ داریوش نے کس راہ سے بلقانوں کو عبور کیا۔
۱۲۲ گیتیے کو گوتھوں سے ملانا محض ایک تک بازی ہے۔
۱۲۳ یونان میں تھریسی غلاموں کی تعداد کافی زیادہ تھا۔
۱۲۴ پہاڑ صرف کریمیا کے جنوبی ساحل کے ساتھ ساتھ ہیں۔ باقی سارا جزیرہ نما چراگاہوں سے تعلق رکھتا ہے۔
۱۲۵ "غیرہموار" کیرونیسے سے ہیروڈوٹس کی مراد کریمیا کا مشرقی حصہ ہے۔
۱۲۶ برنڈسی۔
۱۲۷ توری کی کنواری دیوی کو یونانیوں نے عموماً اپنی ارتمس سے ملایا ہے۔ اِفی جینیا کی کہانی غالباً محض ایک یونانی خیالی اختراع ہے جس کی بنیاد انسانوں کی قربانی کی توریائی رسم کو بنایا گیا۔
۱۲۸ افلاطون کے نظریئے کی یہ پیش بینی حیرت انگیز ہے۔ (ری پبلک ۷)۔ کیا افلاطون ہیروڈوٹس کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مرہون منت تھا؟

حاشیہ ۲۹ اِس قسم کی کہانی جدید لوک کہانیوں میں اکثر ملتی ہے۔

حاشیہ ۳۰ سمندر سے دور جانے کے ساتھ ساتھ ہیروڈوٹس کا بیان زیادہ اسطوریاتی اور کم قابل اعتبار ہوتا جاتا ہے۔

حاشیہ ۳۱ یا "آدم خور"۔

حاشیہ ۳۲ یا "کالے جبے" - یہ مقامی نام کا ہی ترجمہ ہو گا۔

حاشیہ ۳۳ کچھ امیزونز کو ایشیا اور دیگر کو افریقہ میں آباد تصور کیا جاتا تھا۔

حاشیہ ۳۴ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ سب ایک ہی طرح بے ریش ہیں اس لیے نوجوانوں کی فوج کے طور پر نظر آئے۔

حاشیہ ۳۵ یہ یقیناً اوپر بیان کردہ اسطورہ کا ماخذ ہے۔

حاشیہ ۳۶ یہ سائیکسارس کے دور میں ایشیاء پر سیتھی حملے کی جانب اشارہ ہے۔ دیکھیں پہلی کتاب، جز 103 تا 105 اور پیچھے جز 1۔

حاشیہ ۳۷ سکوپاسس کی تقسیم (دیکھئے پیچھے جز 120)۔

حاشیہ ۳۸ یعنی گیلونس شہر۔ بحوالہ جز 108۔

حاشیہ ۳۹ اوپر مذکور، جز 22۔

حاشیہ ۴۰ یہ وہی دریا لگتا ہے جسے 57 میں ہائرگس لکھا گیا۔

حاشیہ ۴۱ "بادشاہوں" کے مقبرے مراد لگتے ہیں۔

حاشیہ ۴۲ دیکھئے پیچھے جز 5۔

حاشیہ ۴۳ یہاں ہمیں پہلی مرتبہ پتہ چلتا ہے کہ سیتھیوں کے پاس پیادہ فوج تھی۔ یہ بات خلاف قیاس معلوم ہوتی ہے۔ ان ممالک کی خانہ بدوش اقوام گھوڑے کی پشت پر زندگی گزارتی تھیں اور پیدل ہو کر لاچار ہو جاتی تھیں۔

حاشیہ ۴۴ دیکھئے پیچھے جز 120۔

حاشیہ ۴۵ مِلتیادیس کے خاندان کو اقتدار ملنے کے انداز کے متعلق دیکھیں چھٹی کتاب جز 34 تا 36۔

حاشیہ ۴۶ ماسوائے بائزنطیم، یہ تمام مقامات ایشیائی ہیں۔

حاشیہ ۴۷ جس کے بارے میں ہم آگے دوبارہ سنتے ہیں، پانچویں کتاب جز 38 ـ 37۔

حاشیہ ۴۸ داریوش کے ایک مہم لے کر سیتھیا جانے کو تاریخی لحاظ سے یقینی حقیقت قرار دیا جا سکتا ہے۔

حاشیہ ۴۹ دیکھئے آگے جز 167۔

حاشیہ ۵۰ آگے کہانی یوں ہے کہ آرگوناٹک مہم کے وقت لیمنوس میں کوئی مرد موجود نہ تھا کیونکہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عورتوں نے ان سب کو انتقاماً قتل کر دیا تھا۔ آرگوناٹس جب جزیرے کے ساحل پر لگے تو اُن کا زبردست استقبال کیا گیا۔ وہ کچھ ماہ ٹھہرے اور اُن کا یہی قیام جزیرے کی آئندہ اولادوں کا سبب بنا۔ ملکہ ہپسی پائلے نے جیسن کے جڑواں بیٹوں کو جنم دیا۔

۱۵۱ دیکھیے چھٹی کتاب، جز 138۔

۱۵۲ جدید پشاذ یکٹا کلون میں ایک بلند و بالا سلسلہ کوہ۔

۱۵۳ آرگوناٹس کا مقبول نام۔

۱۵۴ کچھ کے مطابق ہیرا کلیس خود بھی آرگوناٹس میں سے ایک تھا اور مہم کے ہمراہ لیمنوس سے آگے تک گیا۔ لیکن یہاں بدیہی طور پر کاستور اور پولکس نامی دو سپارٹائی ہیروؤں کی جانب اشارہ ہے جنہیں ہمیشہ جیسن کے ساتھیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

۱۵۵ کاستور اور پولکس۔

۱۵۶ جزیرہ یا جزیروں کا گروہ تھیرا دیگر سائیکلیڈز کے جنوب میں واقع ہے اور اب اس کا نام سینتورن ہے۔

۱۵۷ اندازہ قائم کیا گیا ہے کہ اصل "مقصد" رنگ سازی کے لیے ایک بستی کی بنیاد رکھنا تھا کیونکہ میوریکس (murex، جو الصور کا قیمتی سرخ رنگ فراہم کرتا تھا) ابیض المتوسط کے اس حصے میں وافر تھا۔

۱۵۸ Triaconters 30 چپوؤں سے چلنے والے جہاز تھے--- دونوں طرف پندرہ پندرہ۔ دیکھیں پہلی کتاب، جز 152۔

۱۵۹ اِتانس کریٹ کی مشرقی حد پر واقع ہے۔

۱۶۰ اِس بارے میں بہت کم شبہ ہو سکتا ہے کہ پلیٹیا بومبا کا چھوٹا سا جزیرہ ہے۔

۱۶۱ تقریباً 1460 پاؤنڈ سٹرلنگ۔ چنانچہ کل منافع 14,000 پاؤنڈ سٹرلنگ اور 15,000 پاؤنڈ سٹرلنگ کے درمیان تھا۔

۱۶۲ فنون میں ساموس کی ممتاز حیثیت کے حوالے سے دیکھیں تیسری کتاب، جز 60۔

۱۶۳ اِس رواج کی ہمارے پاس ایک اور مثال بھی ہے۔ دیکھیے چھٹی کتاب، جز 62۔

۱۶۴ اگر پلیٹیا بومبا ہے تو ہیروڈوٹس کے آزیرس کو Temimeh یعنی قدیم پالیورس کی وادی میں تلاش کرنا پڑے گا۔

۱۶۵ یہاں کافی واضح ہو جاتا ہے کہ اہل یونان پہلے مقامی لوگوں کے ساتھ دوستانہ کیوں تھے۔

۱۶۶ سائرینائسکا کی خوبصورتی اور زرخیزی کی تعریف وہاں جانے والے سبھی لوگوں نے کی ہے۔

۱۶۷ دیکھیے دوسری کتاب، جز 161۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۶۸ ماتینیا آرکیڈیا کی مشرقی سرحد کے قریب واقع تھا۔

۱۶۹ ڈیموناکس' ماتینیائی قانون دہندہ۔

۱۷۰ جو بالاصل ایونیائی ہوں گے۔

۱۷۱ روم کی طرح مختلف یونانی ریاستوں کے قدیم بادشاہ باقاعدہ پروہت بھی تھے۔

۱۷۲ یہ سمجھنا آسان نہیں کہ سائی رینے یا بارکا (بارسا) کو جزیرے کیسے کہا گیا۔

۱۷۳ دیکھئے تیسری کتاب' 13 اور 91۔

۱۷۴ مارافی فارسی قبیلہ تھا جو کثیرالتعدادی میں پسارگیدے کے بعد آتا تھا۔ (دیکھیں پہلی کتاب' جز 125)۔

۱۷۵ یہ مشہور پودا' جو بیشتر سائی رینی سکوں پر دکھایا گیا ہے' غذائی ضرورتیں پوری کرنے کے علاوہ طبی فوائد بھی دیتا تھا۔ سائی رینے کی قدیم تجارت میں یہ ایک اہم عنصر تھا۔

۱۷۶ سائی رینیائی رتھ بانی میں اپنی مہارت کے باعث مشہور تھے۔

۱۷۷ توکیرہ کا نام ترکیرہ یا توکرہ ہو گیا۔ یہاں کافی آثار قدیمہ ہیں۔

۱۷۸ وہ بڑے سیرتس کے ساحلوں کے آس پاس رہتے تھے۔ (دیکھئے دوسری کتاب' جز 32)۔

۱۷۹ اِس جگہ کا نام آج بھی یہی ہے یہ مصر سے فیضان جانے والی راہ پر واقع ہے۔

۱۸۰ اسلامی اصول طہارت کے مطابق اگر پانی نہ ملے تو مٹی کو کام میں لایا جا سکتا ہے۔

۱۸۱ موازنہ کریں ساتویں کتاب' جز 70۔

۱۸۲ یہ شاید جدید Wad'el Khahan ہے۔

۱۸۳ لوٹوفیگی کا ملک بدیہی طور پر زارزس کا جزیرہ نما ہے۔

۱۸۴ پھل کے اندر ایک گٹھلی ہوتی ہے' اور مزہ و صورت خراب Crab-apple جیسی۔

۱۸۵ غالباً یہی ہومری اسطورہ کا ماخذ ہے۔ (اوڈیسے' ix' 74)۔

۱۸۶ یہ قصے کی ابتدائی ترین صورت ہے۔

۱۸۷ اوسس میں نمک بہت بڑی مقدار میں ہوتا ہے۔ اِس صحرا میں ریت سے اکثر چشمے نکل آتے ہیں' اور کبھی کبھی پہاڑیوں کی اوپر والی ریت سے بھی۔ پانی تبخیر کے باعث ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

۱۸۸ سِواہ یا سِیواہ تھیبس سے 400 جغرافیائی میل یا کم از کم 20 دن کے سفر پر واقع تھے' جہاں آمن کا معبد قائم تھا (دیکھئے تیسری کتاب' جز 26)۔

۱۸۹ دیکھئے دوسری کتاب' جز 42۔

۱۹۰ اِس کا نام آج بھی Aujileh یا اوجیلا ہے۔

۱۹۱ جدید فیضان۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۹۲ے شاید اِس کا زیادہ بہتر ترجمہ "سوراخوں میں رہنے والے ایتھوپیائی" ہو گا۔ افریقہ میں کھو ہیں یا سوراخ (Troglodytes) بکثرت ہیں۔

۱۹۳ے یہ اٹلس سلسلہ کوہ کا مغربی نہیں بلکہ ایک مشرقی پہاڑ ہے۔

۱۹۴ے آپ دیکھیں گے کہ ہیروڈوٹس کو یہ بات معلوم تھی کہ افریقی ساحل ستونوں سے پرے تک نکلا ہوا ہے۔

۱۹۵ے وہ آمن کے اوسس اور فیضان کے مغربی حصہ میں پائے گئے۔

۱۹۶ے افریقہ کا چٹانی نمک درحقیقت تین رنگوں کا ہوتا ہے۔

۱۹۷ے اُس کا اشارہ صحرائے اعظم کی جانب ہے۔

۱۹۸ے ہیروڈوٹس اشارہ دیتا ہے کہ وہ یہاں سمندری ساحل کے قبائل کا بیان دوبارہ شروع کرے گا جو جز 180 میں چھوڑا تھا۔

۱۹۹ے اِن ممالک میں اب بھی بیماریوں کا علاج سرخ گرم لوہے سے داغ کر کیا جاتا ہے۔

۲۰۰ے دیکھئے دوسری کتاب' جز 77۔

۲۰۱ے دیکھئے دوسری کتاب' جز 50۔

۲۰۲ے قرمزی رنگ شمالی افریقہ میں فراواں ہے۔ ٹریپولی میں عموماً سرخ جوتے پہنے جاتے ہیں۔ افریقی اقوام چمڑا رنگنے میں بھی کمال کی مہارت رکھتی ہیں۔

۲۰۳ے کیا ہیروڈوٹس یہاں یونان اور لیبیا خاص کے درمیان قبل از ہومر عہد میں تعلق پر زور دینے کا اِرادہ رکھ سکتا ہے؟

۲۰۴ے قدیم برطانوی عموماً اپنے مُردوں کو بٹھا کر دفناتے تھے' اُن کے ہاتھ گردن کے پیچھے جبکہ کہنیاں گھٹنوں کے نزدیک ہوتی تھیں۔

۲۰۵ے اب شمال کے صحرا میں ہاتھی نہیں ملتے۔ اس بارے میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ "سینگوں والے گدھے" سے ہیروڈوٹس کی کیا مراد ہے۔ شاید یہ "گدھے" بارہ سنگھے ہوں۔

۲۰۶ے جنگلی گدھا صحرا کے بدترین حصوں میں بھی زندہ رہ سکتا ہے اور اِسے غالباً بہت کم پانی پینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاہم ایسے زمانے بلاشبہ موجود تھے جب جنگلی گدھوں کو اپنی پیاس بجھانی پڑتی تھی۔

۲۰۷ے جنوب مغربی افریقہ کے صحرائی خطوں میں پائے جانے والے ہرن جو اپنے لمبے' سیدھے اور حلقہ دار سینگوں کی وجہ سے ممتاز ہیں۔

۲۰۸ے یہ بتانا مشکل ہے کہ یہاں کس جانور کا ذکر کیا گیا ہے۔

۲۰۹ے ہیروڈوٹس نے اونٹ کا ذکر نہیں کیا' شاید اُس کا تعارف آگے آئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۲۱۰ یہ قوی الجثہ چھپکلی افریقی علاقوں میں بہت عام ہے۔

۲۱۱ یہ کار تھیجیوں اور افریقہ کے مغربی ساحل کے مابین تجارت کا واضح ثبوت ہے' یعنی ہیرا کلیس کے ستونوں سے باہر والے راستے کے ذریعہ---

۲۱۲ مصریوں کو شمار نہیں کیا گیا کیونکہ انہیں ایشیاء میں شامل کیا گیا ہے (دیکھئے دوسری کتاب' باب 17; اور چوتھی کتاب' باب 39 اور 41)۔

۲۱۳ دیکھئے پہلی کتاب' جز 193۔

۲۱۴ یہ بوریان یا شمالی راس زمین (کیپ ٹیجونز) اور توکیرہ کے درمیان' بڑے سیرتس کی مشرقی حد پر واقع ایک شہر کے باشندے ہیں۔ بطلیموسوں نے اِس کا نام بدل کر بیرینائس رکھا جو بگڑ کر بن غازی بن گیا۔

۲۱۵ کیپرٹ نے سائی رینے کی بالائی سطح مرتفع کی اونچائی 1700 فٹ بتائی ہے۔

۲۱۶ داریوش کی بابلیوں کو دی ہوئی سزا سے موازنہ کریں۔ (تیسری کتاب' جز 159)

۲۱۷ سائی رینے کے خطرے اور بچاؤ کا یہ سارا حال نہایت بعید از قیاس ہے۔

۲۱۸ اس کی موت کا انداز ہمیں فوراً ہیرود اگیریپا کا انجام یاد دلاتا ہے ("اعمال" xii' 23)۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پانچویں کتاب

ترپسکوری
(رقص کی دیوی)

1۔ داریوش جس فوج کو میگابازس کی قیادت میں پیچھے یورپ میں چھوڑ گیا تھا[1] اُس نے کسی بھی دوسری ہیلس پونٹی ریاست سے پہلے پیرنتھس[2] کے لوگوں کو مطیع بنایا جو اس کے لیے بالکل تیار نہ تھے۔ اب اِس سے قبل ایک قوم پیونیاؤں نے پیرنتھیوں کے ساتھ کافی ناروا سلوک کیا تھا۔ کیونکہ سٹرائمون کے آس پاس آباد پیونیاؤں کو ایک دفعہ کہانت کے ذریعہ پیرنتھیوں سے جنگ کرنے سے منع کیا گیا تھا' اور اگر موخرالذکر (جب فوجیں آمنے سامنے ڈیرہ زن ہوں) انہیں نام لے کر مقابلہ کے لیے بلائیں تو تب انہیں جنگ کرنے کی اجازت تھی' لیکن کسی اور صورت میں نہیں۔ پیونیاؤں نے نصیحت پر عمل کیا۔ اب پیرنتھس کے لوگ اپنے شہر کے بیرونی علاقوں میں اُن سے مقابلہ کرنے آئے؛ دعوت مبارزت پر تین تین کی دُوبدو لڑائی لڑی گئی ۔ آدمی نے آدمی' گھوڑے نے گھوڑے اور کتے نے کتے سے مقابلہ کیا۔ تین میں سے دو لڑائیوں کے فاتح پیرنتھیوں نے فتح کے گیت گائے؛ جب پیونیاؤں کو خیال آیا کہ کہانت کا مطلب یہی تھا' تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا'' اب یقیناً کہانت ہمارے لیے پوری ہو گئی ہے: اب ہمارا کام شروع ہوتا ہے۔'' تب پیونیاؤں نے گیت برلب پیرنتھیوں پر حملہ کر دیا' انہیں زبردست شکست دی اور چند ایک ہی کو زندہ چھوڑا۔

2۔ یہ تھا پیونیاؤں کا واقعہ جو کافی پرانے زمانے میں ہوا۔ اُس وقت پیرنتھیوں نے ایک بہادرانہ جدوجہد آزادی کے بعد تعداد سے مار کھائی اور میگابازس و فارسیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ میگابازس پیرنتھس کو زیر کرنے کے بعد اپنے لشکر کو لے کر تھریس سے گذرا اور اُن علاقوں کے تمام شہروں اور اقوام کے گلے میں بادشاہ داریوش کی اطاعت کا جوا ڈالا۔[3]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

3۔ اہل تھریس دنیا کے طاقتور ترین لوگ ہیں۔۔۔ بلاشبہ ہندوستان کی استثنا کے ساتھ [4]۔۔۔ اور اگر اُن کا ایک سربراہ ہو' یا وہ آپس میں ایک بات پر متفق ہو جائیں تو میرا یقین ہے اُن کا ہم پلہ کہیں نہیں ملے گا اور وہ باقی سب اقوام سے کہیں آگے نکل جائیں گے۔ لیکن اُن کے لیے اِس قسم کا اتحاد ناممکن ہے' اور اِس مقصد میں کامیابی کے ذرائع بھی موجود نہیں۔ چنانچہ اِس لحاظ سے وہ کمزور ہیں۔ اہل تھریس اپنے ملک کے مختلف حصوں میں مختلف ناموں کے حامل ہیں' لیکن گیتے' [5] ٹروسی اور کریسٹون [6] لوگوں سے اوپر آباد افراد کے سوا باقی سب تھریسیوں کے روزمرہ آداب ہر لحاظ سے ایک جیسے ہیں۔

4۔ اپنی لافانیت کا عقیدہ رکھنے والے گیتے کے آداب و رسوم کے بارے میں پیچھے بات کر چکا ہوں۔ [7] ٹروسی باقی ہر اعتبار سے دیگر تھریسیوں سے ملتے ہیں' لیکن اُن میں پیدائش و اموات کی رسوم بھی ہیں جنہیں میں اب بیان کروں گا۔ بچے کے جنم پر اُس کے تمام عزیز رشتہ دار ارد گرد گول دائرے میں بیٹھ جاتے اور اُن مصیبتوں پر آہ و زاری کرتے ہیں جو اُسے اب دنیا میں آنے پر پیش آئیں گی۔ وہ انسان کے مقدر میں لکھی ہوئی ہر خرابی کا ذکر کرتے ہیں: جبکہ کسی شخص کی موت پر وہ اُسے ہنسی خوشی دفن کرتے اور کہتے ہیں کہ اب وہ تکلیفوں سے نجات پا گیا ہے اور کامل ترین مسرت سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔

5۔ کریسٹونیوں سے اوپر رہنے والے تھریسی مندرجہ ذیل رسوم کی پابندی کرتے ہیں۔ اُن میں ہر آدمی کی کئی کئی بیویاں ہیں اور کسی مرد کے مرتے ساتھ ہی اُس کی بیوگان میں اِس سوال پر لڑائی شروع ہو جاتی ہے کہ متوفی شوہر اُن میں سے کسے زیادہ محبت کرتا تھا۔ ہر بیوی کی سہیلیاں اُس کا ساتھ دیتی ہیں' اور جسے اِس اعزاز کا حقدار قرار دیا جائے اُس کو مردوں اور عورتوں سے تحسین و آفرین قبول کرنے کے بعد قریب ترین رشتہ دار قبر پر اپنے ہاتھ سے قتل کرتا اور متوفی شوہر کے ساتھ ہی قبر میں دفنا دیتا ہے۔ باقی بیوگان یہ اعزاز حاصل نہ کر سکنے پر سخت رنجیدہ ہوتی ہیں۔

6۔ ان قبائل سے تعلق نہ رکھنے والے تھریسیوں کی رسوم حسب ذیل ہیں۔ وہ اپنے بچے تاجروں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ وہ اپنی کنواری لڑکیوں پر کوئی نظر نہیں رکھتے' بلکہ آزاد چھوڑ دیتے ہیں: جبکہ اپنی بیویوں کے طرز عمل پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔ دلہنوں کو اُن کے ماں باپ سے بھاری رقم کے عوض خریدا جاتا ہے۔ اُن کے ہاں جسم پر نقش و نگار بنوانا اعلیٰ پیدائش کی علامت ہیں۔ بیکار رہنے کو نہایت باعزت سمجھا جاتا ہے' اور زمین میں کھیتی باڑی کرنے کو نہایت تحقیر آمیز: جنگ کر کے روزی کمانا اور لوٹ مار کرنا سب باتوں سے زیادہ قابل فخر ہے۔ یہ اُن کی سب سے زیادہ قابل ذکر رسوم ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

7۔ وہ تین دیوتاؤں ارلیس، ڈائیونی سس اور ارتمس[8] تاہم، باقی شہریوں کے برعکس اُن کے بادشاہ مرکری کی پوجا باقی تمام دیوتاؤں سے زیادہ کرتے، ہمیشہ اُسی کی قسم کھاتے اور خود کو اُس کی اولاد قرار دیتے ہیں۔

8۔ اُن کے امراء کو حسب ذیل انداز میں دفنایا جاتا ہے۔ جسم کو تین دن تک باہر لٹایا جاتا ہے؛ اور اس دوران وہ ہر قسم کے جانور شکار کرتے اور متوفی کی ماتم زاری کے بعد دعوت اڑاتے ہیں۔ تب وہ لاش کو دفناتے یا پھر جلا دیتے ہیں۔[9] آخر میں وہ قبر پر ایک ٹیلہ سا بناتے اور ہر قسم کی کھیلیں منعقد کرتے ہیں جن میں تنہاء مقابلے کے لیے سب سے بڑا انعام دیا جاتا ہے۔ یہ ہے تھریسیوں کے ہاں تدفین کا طریقہ۔

9۔ جہاں تک اس ملک کے شمال میں واقع خطے کا معاملہ ہے تو کوئی یقین کے ساتھ یہ نہیں بتا سکتا کہ یہاں کون لوگ آباد ہیں۔ لگتا ہے کہ آدریائے اِسترپار کرتے ہی آپ ایک غیر مختتم بیابان میں داخل ہو جاتے ہیں۔[10] اِستر کے اُس پار آباد لوگوں کے بارے میں مجھے صرف یہی پتہ چلا ہے کہ وہ سِگنے نامی نسل کے ہیں جو میڈیوں جیسا لباس پہنتے ہیں، اور اُن کے پاس پانچ انگلی لمبے لہریئے دار بالوں والے گھوڑے ہیں۔ وہ پستہ قامت، چپٹی ناک والے اور اتنے ناتواں ہیں کہ اپنی پشت پر آدمیوں کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے؛ لیکن جب انہیں رتھوں میں جوتا جائے تو تیز ترین گھوڑوں میں شمار ہوتے ہیں، اسی لیے اس ملک کے لوگ رتھ استعمال کرتے ہیں۔ ان کی سرحدیں تقریباً ایڈریاٹک سمندر پر Eneti تک پہنچتی ہیں اور وہ خود کو میڈیوں کے آباد کار قرار دیتے ہیں۔ لیکن میں یہ تصور کرنے سے قاصر ہوں کہ وہ میڈیوں کے آباد کار کیسے ہو سکتے ہیں۔۔ بہرحال طویل زمانوں کے وقفوں میں کچھ بھی ناممکن نہیں۔ ماسیلیا[11] سے اوپر آباد لگوریری تاجروں کو سِگنے کہتے ہیں، جبکہ سائپرس والوں کے ہاں اس لفظ کا مطلب نیزے ہے۔

10۔ تھریسیوں کے بیان کے مطابق اِسترپار کے ملک میں مکھیوں[12] کا قبضہ ہے، اس لیے مزید آگے جانا ممکن نہیں۔ لیکن اُن کی یہ بات مجھے قرین قیاس نہیں لگتی؛ کیونکہ یہ مکھیاں سردی کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ اس کی بجائے مجھے یقین ہے کہ "دُب" کے نیچے واقع خطے شدید سردی کے باعث ہی غیر آباد ہیں۔ اِس ملک کے بارے میں ہمیں یہی کچھ بتایا جاتا ہے۔۔۔ یعنی وہ ساحل جہاں سے میگابازس نے اب فارسیوں کو مطیع بنانے روانا ہوا تھا۔

11۔ بادشاہ داریوش ابھی ہیلس پونٹ پار کر کے سار دیس پہنچا ہی تھا کہ اُسے ملیشیائی ہِستیاس کا نیک کام اور ماتیلی کوئیس کا اچھا مشورہ یاد آیا۔ چنانچہ اُس نے دونوں آدمیوں کو بلوایا اور ایک ایک خواہش ظاہر کرنے کو کہا۔ ہستیاس پہلے مِلیتس کا بادشاہ تھا، لیکن اُس نے مزید کسی حکومت کی خواہش نہ کی بلکہ داریوش سے کہا کہ اُسے ایڈونیوں کا مائرسینس دیا جائے جہاں وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنا ایک شہر بسانا چاہتا ہے۔ یہ تھی ہستیاس کی خواہش۔ دوسری جانب کوئیس کوئی بادشاہ نہیں بلکہ محض ایک عام شہری تھا؛ اُس نے ماتیلنے کی حکومت مانگ لی۔ دونوں کی تمنا پوری ہوئی اور انہیں اپنی اپنی منتخب کردہ جگہیں مل گئیں۔

12۔ دریں اثناء' اتفاق یوں ہوا کہ بادشاہ داریوش نے ایک خواب کے نتیجہ میں میگابازس کو یہ حکم دینے کا فیصلہ کیا کہ وہ پیونیاؤں کو یورپ سے بے دخل کرکے ایشیاء بھیج دے۔ وہاں دو پیونیائی پگریس اور ماناکیس تھے جو اپنے ہم وطنوں پر حکومت کرنے کی تمنا رکھتے تھے۔ چنانچہ جب داریوش ایشیاء میں گیا تو وہ دونوں اپنی دراز قامت اور حسین و جمیل بہن کے ہمراہ سار دیس آئے۔ تب وہ انتظار کرنے لگے کہ کب بادشاہ لیڈیاؤں کے نواح کی ریاست میں جلوہ افروز ہوتا ہے۔ جب وہ دن آگیا تو انہوں نے اپنی بہن کو سجا سنوار کر اپنے لیے پانی لانے بھیجا۔ اُس نے سر پہ گھڑا اُٹھا رکھا تھا اور ایک ہاتھ سے گھوڑا چلا رہی تھی۔ وہ بادشاہ کے قریب سے ہی گذر رہی تھی؛ داریوش نے اُسے دیکھا' کیونکہ اُس کا یہ انداز فارسیوں یا لیڈیاؤں اور نہ ہی ایشیاء کے کسی باشندے کا تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنے ایک محافظ کو اُس کے پیچھے پیچھے جانے اور یہ دیکھنے کا حکم دیا کہ وہ اپنے گھوڑے کے ساتھ کیا کرتی ہے۔ نیزہ بردار اُس کے پیچھے گئے؛ اور عورت نے دریا پہ پہنچ کر پہلے گھوڑے کو پانی پلایا' پھر گھڑا بھر کر سر پر رکھا اور جس راستے سے آئی تھی اُسی پر واپس چلی گئی۔

13۔ بادشاہ داریوش اپنی آنکھوں سے کیے ہوئے نظارے اور محافظوں کی بتائی ہوئی تفصیل پر بہت حیران ہوا۔ چنانچہ اُس نے حسینہ کو اپنے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا۔ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ آئی جو کچھ ہی فاصلے پر بیٹھے ساری کارروائی دیکھ رہے تھے۔ تب داریوش نے اُن سے پوچھا کہ وہ کس قوم سے تھے؛ نوجوانوں نے جواب دیا کہ وہ اور اُن کی بہن پیونیائی ہیں۔ جواب میں داریوش نے پوچھا' "پیونیائی کون ہیں اور وہ دنیا کے کس حصے میں رہتے ہیں؟" بھائیوں نے اُسے بتایا کہ وہ خود کو اُس کی ماتحتی میں دینے آئے ہیں اور پیونیا دریائے سٹرامون کے کنارے پر ایک ملک ہے' اور یہ دریا ہیلس پونٹ سے زیادہ دور نہیں۔ انہوں نے کہا' پیونیائی ٹرائے کے ٹیوکریوں کے آباد کار تھے۔ اُن کے جوابات پر داریوش نے پوچھا کہ کیا اُن کے ملک کی عورتیں اتنا ہی سخت کام کرتی ہیں؟ بھائیوں نے فوراً جواب دیا' ہاں؛ کیونکہ یہی اُن کی ساری کارروائی کا اصل مقصد تھا۔

14۔ سو داریوش نے اپنے تھریس میں پیچھے چھوڑے ہوئے [13] سپہ سالار میگابازس کو خطوط کے ذریعہ حکم دیا کہ پیونیاؤں کو وطن بدر کردے اور مردوں' عورتوں اور بچوں کو اُس کے حضور پیش کرے۔ ایک گھڑ سوار یہ پیغام لے کر فوراً ہیلس پونٹ کی جانب روانہ ہوا' اور اسے پار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر کے میگابازس کو خطوط دیئے۔ میگابازس نے خطوط پڑھتے ہی تھریس سے رہنما منگوائے اور پیونیا پر حملہ آور ہوا۔

15۔ جب اہل پیونیا نے اپنے خلاف فارسیوں کے کوچ کی خبر سنی تو اکٹھے ہو کر ساحل سمندر پر گئے کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ فارسی اُن کے ملک میں اُسی راستے سے داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ یہاں وہ میگابازس کی فوج سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار کھڑے ہو گئے۔ لیکن فارسیوں کو بھی علم تھا کہ پیونیائی سمندر کے راستے کی حفاظت کرنے گئے ہیں؛ للہٰذا انہوں نے رہنماؤں کی مدد سے زمینی راستہ اختیار کیا اور پیونیا والوں کو خبر ہونے سے پہلے ہی اُن کے خالی شہروں میں گھس گئے۔ جب اہل پیونیا کو اپنے شہروں پر قبضہ کا پتہ چلا تو وہ منتشر ہو کر مختلف راہوں سے گھر پہنچے اور خود کو فارسیوں کے حوالے کر دیا۔ یوں پیونیا کے ان قبائل۔۔۔ یعنی سیروپیونی' پیوپلیان اور جھیل پراسیاس تک کے دیگر۔۔۔ کو وطن بدر کر کے ایشیاء لایا گیا۔

16۔ دوسری جانب کوہ پنگیم [۴] کے قریب اور ڈوبیرس' اگریانیوں' اوراوڈومانتیوں' نیز جھیل پراسیاس میں آباد پیونیاؤں کو میگابازس نے فتح نہ کیا۔ درحقیقت وہ جھیل پر رہنے والوں کو مغلوب کرنا تو چاہتا تھا مگر اس مقصد کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔ ان کے رہن سہن کا انداز حسب ذیل ہے۔ جھیل کے عین درمیان میں اونچے اونچے ڈھیروں کے اوپر چبوترے بنے ہیں جن تک پہنچنے کے لیے واحد تنگ سا پل بنایا گیا ہے۔ [۵] سابق دور میں سارے شہریوں نے مل کر ڈھیروں کو اُن کی جگہ پر جمایا تھا' لیکن بعد میں اس کام کے لیے مندرجہ ذیل رسم پر عمل ہونے لگا:۔۔۔ انہیں ایک اور سیلس نامی پہاڑ سے لایا جاتا ہے' اور ہر شخص اپنی ہر بیوی کے نام پر تین لاتا ہے۔ ہر شخص کی کئی بیویاں ہیں؛ اور وہ اسی انداز میں زندگی گذارتے ہیں۔ ہر ایک کے پاس رہنے کے لیے چبوترے پر ایک جھونپڑی ہے' اور ہر جھونپڑی کا ایک دروازہ نیچے جھیل میں بھی کھلتا ہے؛ وہ عموماً اپنے بچے کے پاؤں سے ایک رسی باندھ دیتے ہیں تاکہ وہ پانی میں نہ گر جائے۔ وہ اپنے گھوڑوں اور دیگر جانوروں کو مچھلیاں کھلاتے ہیں جو جھیل میں اتنی کثرت سے ملتی ہیں کہ ایک شخص کو نیچے والا دروازہ کھول کر محض ایک بالٹی رسی کے ذریعہ پانی میں پھینکنی اور پھر کچھ دیر انتظار کرنا پڑتا ہے: جب وہ بالٹی اوپر کھینچتا ہے تو وہ مچھلیوں سے بھری ہوتی ہے۔ مچھلیاں دو قسم کی ہیں جنہیں وہ پیپریکس اور ٹیلون کہتے ہیں۔

17۔ چنانچہ اہل پیونیا [۶] کو۔۔۔ ایشیاء لے جایا گیا۔ میگابازس نے انہیں مطیع کرتے ہی اپنی زیر قیادت فوج میں سے سات نہایت ممتاز آدمی چن کر انہیں بطور وفد مقدونیہ بھیجا۔ ان افراد کو امینتاس کے پاس جانا اور اُسے بادشاہ داریوش کو خراج ادا کرنے کا کہنا تھا۔ جھیل پار سیاس سے ہو کر ایک بہت مختصر راستہ مقدونیہ جاتا ہے۔ جھیل کے نزدیک ہی ایک کان ہے جہاں سے بعد میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکندر کو ہر روز ایک ٹیلنٹ چاندی حاصل ہوا کرتی تھی; اس کان سے گذر کر آپ صرف ڈائیسورم نامی پہاڑ پار کرلیں تو خود کو مقدونیہ میں پائیں گے۔

18۔ اس مہم پر بھیجے گئے فارسی جب دربار میں پہنچے اور امیتاس کے حضور لائے گئے تو انہوں نے اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ امیتاس نے نہ صرف اُن کا تقاضا پورا کیا بلکہ انہیں اپنے ساتھ کھانے کی دعوت بھی دی اور دوستانہ انداز میں تفریح فراہم کی۔ کھانا ختم ہونے پر وہ سب شراب نوشی کرنے لگے تو فارسیوں نے کہا--- "پیارے مقدونیو' ہم فارسیوں کی ایک روایت ہے کہ کوئی بڑی دعوت کرتے وقت اپنی بیویوں اور داشتاؤں کو بھی ساتھ لاتے اور پہلو میں بٹھاتے ہیں۔ اب جبکہ تم نے ہمارے ساتھ اتنا مہربانہ سلوک کیا ہے اور اتنی اچھی دعوت اور بادشاہ داریوش کے لیے خراج دیا ہے تو اس معاملے میں بھی ہماری روایت پر عمل کرو۔"

امیتاس نے جواب دیا--- "اے فارسیو! ہماری اِس قسم کی کوئی روایت نہیں: بلکہ ہم مردوں اور عورتوں کو الگ الگ رکھتے ہیں۔ تم چونکہ ہمارے آقا ہو' اس لیے ہم تمہاری اِس خواہش کو بھی پورا کریں گے۔"

امیتاس نے یہ کہہ کر کسی کو اپنی بیویاں لانے کے لیے بھیجا۔ خواتین آئیں اور فارسیوں کے سامنے ایک قطار میں بیٹھ گئیں۔ فارسیوں نے خواتین کو دلکش اور دلربا پاکر دوبارہ امیتاس سے کہا کہ "یہ طریقہ عقلمندانہ نہیں; کیونکہ خواتین نے اگر اِس انداز میں آنا تھا تو اُن کا نہ آنا زیادہ بہتر تھا; اُن کا ہمارے پہلو کی بجائے سامنے بیٹھنا ہماری نگاہوں کے لیے باعث اذیت ہے۔" یوں امیتاس کو مجبور کیا گیا کہ وہ عورتوں کو فارسیوں کے پہلو میں بیٹھنے کا حکم دے۔ عورتوں نے اُس کے حکم کی تعمیل کی; تب حد سے زیادہ بدمست فارسیوں نے ان پر ہاتھ پھیرنے شروع کردیئے اور ایک نے تو اپنے ساتھ بیٹھی خاتون کا بوسہ لینے کی کوشش بھی کی۔

19۔ بادشاہ امیتاس کو شدید رنج تو ہوا' مگر وہ خاموشی سے دیکھتا رہا' کیونکہ اُسے فارسیوں کی طاقت کا بہت زیادہ خوف تھا۔ تاہم' امیتاس کا نوجوان بیٹا الیگزینڈر بھی وہاں موجود تھا اور سب کچھ دیکھ رہا تھا' وہ خود کو مزید قابو میں نہ رکھ سکا اور غصے بھری آواز میں اپنے باپ سے بولا--- "محترم باپ' آپ بوڑھے اور متحمل مزاج ہیں۔ میز سے اُٹھیں اور اندر جاکر آرام کریں; مے نوشی کے لیے یہاں نہ ٹھہریں۔ میں مہمانوں کے پاس بیٹھوں گا اور انہیں تمام موزوں چیزیں فراہم کروں گا۔"

امیتاس نے اندازہ کرلیا کہ الیگزینڈر کوئی ناموزوں حرکت کرنا چاہتا ہے' لہٰذا اُس نے کہا:--- "پیارے بیٹے' تمہاری باتیں مجھے یوں لگی ہیں جیسے تم اندر سے کھول رہے ہو' اور میرا خیال ہے کہ تم کوئی خوفناک حرکت کرنے کے لیے مجھے یہاں سے بھیجنا چاہتے ہو۔ میں درخواست

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرتا ہوں کہ ان حضرات کے ساتھ نہ جھگڑو' بلکہ ان لوگوں کی حرکات پر صبر و سکون کا اظہار کرو تاکہ ہم کہیں تباہ نہ ہو جائیں ۔ میں تمہاری ہدایت پر عمل کرنے کو تیار ہوں ۔"

20۔ امیتاس اپنے بیٹے سے یہ درخواست کرکے باہر چلا گیا؛ اور الیگزینڈر نے فارسیوں سے کہا "ان خواتین کو اپنی ہی سمجھیں ۔ بس ہمیں اپنی خواہشات بتادیں ۔ لیکن اب جیسا کہ شام ڈھل رہی ہے اور آپ لوگ کافی شراب نوشی کر چکے ہیں' اس لیے اگر آپ کی خوشی ہو تو انہیں جانے دیں؛ یہ غسل کے بعد واپس آجائیں گی ۔" فارسی یہ بات مان گئے اور الیگزینڈر نے خواتین کو حرم میں بھجوا دیا اور اُن کی جگہ پر بے ریش نوجوانوں کو عورتوں والے کپڑے پہنا کر فارسیوں کے پاس لے آیا اور اُن کا تعارف کرواتے ہوئے کہا' "پیارے فارسیو' میرا خیال ہے کہ آپ کی تفریح میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی ۔ ہمارے پاس جو کچھ موجود تھا آپ کو پیش کر دیا' اور جو کچھ بھی کسی بھی جگہ سے حاصل کر سکے آپ کو دے دیا --- اور اب ہم تمہیں اپنے بہنیں اور مائیں پیش کرتے ہیں تاکہ ہماری جانب سے مکمل عزت افزائی پاؤ جس کے تم حقدار ہو --- اور یہ بھی کہ تم واپس جا کر اپنے بادشاہ کو بتاؤ کہ مقدونیہ کے یونانی صوبہ دار نے تمہاری خاطر مدارت بہت اچھے انداز میں کی ۔" یہ کہہ کہ الیگزینڈر نے ہر فارسی کے پہلو میں ایک ایک مقدونی "عورت" بٹھا دی جو درحقیقت لڑکے تھے ۔ اور جب فارسی بدتمیزی کرنے لگے تو ان نوجوانوں نے انہیں خنجروں سے مار ڈالا ۔

21۔ یوں سفیر اور اُن کے مصاحبین بھی موت کا شکار ہوئے ۔ کیونکہ فارسی اپنے ساتھ بہت سا سامان' خادم اور ہر قسم کا اسباب لائے تھے --- یہ سب کچھ اُن کے ساتھ ہی غائب ہو گیا ۔ کچھ ہی عرصہ بعد فارسیوں نے اپنے گمشدہ سفیروں کی تلاش شروع کی؛ لیکن الیگزینڈر نے کافی عقلمندی سے کام لیتے ہوئے اس کام کے لیے بھیجے گئے افراد کو کچھ تو دولت اور کچھ اپنی بہن گائیجیا[18] کی صورت میں رشوت دے کر ساتھ ملا لیا ۔ اُس نے گائیجیا کی شادی گمشدہ افراد کی تلاش میں آنے والے وفد کے فارسی سربراہ بوبارس[19] سے کی ۔ چنانچہ ان فارسیوں کی موت کا معاملہ دب گیا اور مزید کوئی بات نہ ہوئی ۔

22۔ اب اس خاندان کے مرد یونانی اور پرڈیکاس کی اولاد ہیں؛ اس بارے میں میں یقین سے کہہ سکتا ہوں اور آگے چل کر اسے واضح بھی کردوں گا ۔ [20] اولمپیا میں پین ہیلینیائی مقابلے کے منتظمین نے انہیں یہی شمار کیا تھا ۔ کیونکہ الیگزینڈر نے کھیلوں میں حصہ لینے کی خواہش کی اور اسی مقصد کے تحت اولمپیا آیا تو اُس کے خلاف چڑھائی پر آمادہ یونانیوں نے اُسے مقابلے سے خارج کروا دیا ہوتا --- وہ ضرور یہ کہتے کہ مقابلہ میں شریک ہونے کی اجازت صرف یونانیوں کو ہے؛ بربریوں کو نہیں ۔ لیکن الیگزینڈر نے خود کو آرگو یعنی آرگوس کا ثابت کیا اور اُسے یونانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تسلیم کر لیا گیا؛ اس کے بعد اُس کا نام پیدل ڈور کے مقابلے کی دوڑ میں شامل ہوا۔ یوں یہ معاملہ حل ہو گیا۔

23۔ میگابازس نے پیونیاؤں کے ہمراہ ہیلس پونٹ پہنچ کر اسے عبور کیا اور سار دیس گیا۔ ابھی وہ یورپ میں ہی تھا کہ اُسے مائر سینس میں ہلیشیائی ہستیاس کے ایک دیوار تعمیر کرنے کا علم ہوا۔۔۔ سٹرائمون پر یہ شہر (مائر سینس) اُس نے بادشاہ داریوش سے انعاماً حاصل کیا تھا۔ چنانچہ وہ ابھی پیونیاؤں کے ہمراہ سار دیس پہنچا ہی تھا کہ داریوش سے کہا ''آپ نے ایک دانا اور چالاک یونانی کو تھریس میں ایک شہر کا قبضہ دے کر بہت بڑی غلطی کی ہے' کیونکہ وہاں جہاز سازی کے لیے فراواں لکڑی' بکثرت چپو اور چاندی کی کانیں [۱۲] موجود ہیں؛ آس پاس بہت سے یونانی اور بربری لوگ آباد ہیں جو اُسے اپنا سردار بنانے کو اور دن رات اُس کا حکم ماننے پر تیار ہیں! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر آپ اپنے ہی پیروکاروں کے ساتھ جنگ میں نہیں الجھنا چاہتے تو اُسے اپنا کام روکنے کا حکم دیں۔ اُسے ایک نرم پیغام کے ذریعہ اپنے پاس آنے کا حکم دیں۔ پھر جب وہ آپ کے زیر اختیار آجائے تو اس بات کا یقین کر لیں کہ واپس یونان نہ جا سکے۔''

24۔ ان الفاظ میں میگابازس نے داریوش کو آسانی سے مائل کر لیا؛ داریوش نے اس معاملے میں اُس کی پیش بنی کو درست خیال کیا تھا۔ چنانچہ اُس نے مائر سینس کو پیغام بھجوایا کہ ''اے ہستیاس' یہ تمہارے لیے بادشاہ کی جانب سے پیغام ہے: میں ایک ایسے آدمی کا متلاشی ہوں جو میرے لیے اور میری عظمت کے لیے مشفقانہ جذبات رکھتا ہو؛ اور مجھے ایسا کوئی نہیں ملا جس پر تمہاری طرح اعتبار کر سکوں۔ تم نے صرف باتوں سے نہیں بلکہ اپنے افعال سے بھی میرے لیے اپنی محبت کا ثبوت دیا ہے۔ اب میں نے ایک زبردست مہم بھجوائی ہے' اس لیے میری درخواست ہے کہ تم میرے پاس چلے آؤ تاکہ میں تمہیں اپنے مقصد سے آگاہ کر سکوں!''

یہ سن کر ہستیاس نے قاصد کے الفاظ پر اعتبار کر لیا اور بادشاہ کا مشیر خاص بننا اُسے ایک بہت اہم بات لگی؛ لہٰذا وہ سیدھا سار دیس گیا۔ جب وہ آیا تو داریوش نے اُس سے کہا' ''پیارے ہستیاس' اب سنو کہ میں نے تمہیں کیوں بُلوایا ہے۔ سیتھیا سے واپس آنے اور تمہیں نظروں سے دور بھجوانے کے بعد میں تمہیں دوبارہ دیکھنے اور تم سے بات چیت کرنے کا شدید خواہشمند رہا۔ یقیناً دنیا میں کوئی بھی چیز ایک دانا اور سچے دوست سے زیادہ قیمتی نہیں؛ تم دانا بھی ہو اور سچے بھی' اور تم اس حقیقت کا کافی ثبوت بھی دے چکے ہو۔ اچھا ہوا کہ تم آ گئے؛ کیونکہ دیکھو' میرے پاس تمہارے لیے ایک پیشکش ہے۔ ملیتس اور اپنے نو تعمیر کردہ شہر کو تھریس میں ہی رہنے دو اور میرے پاس سوسا آ جاؤ؛ میرے ساتھ مشیر بن کر رہو اور تمام چیزوں سے لطف اُٹھاؤ۔'' [۲۲]

25۔ داریوش نے یہ کہہ کر اپنے چچازاد بھائی ارتافرنیس کو سار دیس کا امیر بنایا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہستیاس کو ساتھ لے کر سوسا چلا گیا۔ اُس نے اوٹینس ابن بیسامنیس [۲۳] کو ساحل سمندر پر تمام دستوں کا سالار تعینات کیا جس کے باپ کو بادشاہ کیمبائسس نے کھال کھینچنے کی سزا دی تھی [۲۴] کیونکہ اُس نے شاہی منصف ہوتے ہوئے ایک ناروا سزا دینے کے لیے رشوت لی تھی۔ چنانچہ کیمبائسس نے بیسامنیس کو مارا، اُس کی کھال کھینچی، اور کھال کو پٹیوں کی صورت میں کاٹ کر اُس نشست پر بچھادی جہاں بیٹھ کر وہ مسائل سنا کرتا تھا۔ اس کے بعد کیمبائسس نے بیسامنیس کے بیٹے کو اُس کی جگہ پر منصف مقرر کر دیا اور اُسے یہ یاد رکھنے کا حکم دیا کہ نشست کی گدی کس چیز سے بنی تھی۔

26۔ اسی کی مطابقت میں یہ اوٹینس اس انوکھی نشست پر بیٹھا، میگابازس کا جانشین بنا اور سب سے پہلے بازنطین اور کالسیدون [۲۵] پھر ٹروآس میں انتاندرس [۲۶] اور اس کے بعد لامپونیئم پر قبضہ کیا۔ تب اُس نے اہل لسبوس سے جہاز ادھار لیے اور لیمنوس و اِمبرس کو مطیع بنایا جہاں ابھی تک پیلاسجی [۲۷] آباد تھے۔

27۔ اب اہل لیمنوس اُن کے سامنے دفاع کے لیے کھڑے ہو گئے اور بڑی بہادری سے لڑے; لیکن انہیں شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ فارسیوں نے ساموس کے سورما میانڈرئیس [۲۸] کے بھائی لائیکاریٹس کی حکومت کے تحت بڑی سخت جدوجہد کی۔ بعد ازاں لائیکاریٹس اپنی حکومت میں مر گیا۔ اوٹینس نے ان سب اقوام کو فتح کرنے اور غلام بنانے کے لیے الزام لگایا تھا کہ انہوں نے سیتھیا کے خلاف جنگ میں بادشاہ کی فوج میں شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا جبکہ کچھ دیگر نے واپس آتے ہوئے لشکر پر حملہ کیا تھا۔ یہ تھیں وہ مہمات جو اوٹینس نے اپنی سالاری میں سرانجام دیں۔

28۔ کچھ عرصہ تک [۲۹] سکون رہا۔ پھر نیکسوس اور مِلیتس سے ایونیا کے متعلق نئی مشکلات نے سر اُٹھایا۔ اس وقت نیکسوس خوشحالی کے لحاظ سے باقی تمام جزائر پر فوقیت رکھتا تھا; [۳۰] اور مِلیتس اپنی طاقت کے بام عروج پر اور ایونیا کے سر کا تاج تھا۔ لیکن ملیشیائی دو پشتوں سے شدید سماجی ابتریوں کا شکار تھے; آخر کار اہل مِلیشیا نے تمام یونانیوں میں سے پاریوں کو اپنی حکومت کی ترتیب نو کے لیے منتخب کیا۔

29۔ پاریوں نے اُن کے اختلافات مندرجہ ذیل طریقے سے دور کیے۔ سرکردہ پاریوں کی ایک ٹولی مِلیتس آئی، اور اُن کی تباہ شدہ حالت کو دیکھ تو کہا کہ وہ سب سے پہلے اُن کے ملک کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ سارا مِلیشیا گھومے; اور راستے میں جہاں کہیں بھی انہیں کسی بنجر اور ویران علاقے میں کوئی اچھی کاشت شدہ زمین نظر آتی تو اُس کے مالکان کا نام درج کر لیتے; اس طرح سارے خطے میں پھرنے کے بعد اُنہیں چند ایک نام ہی حاصل ہوئے; انہوں نے واپس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملیتس آ کر لوگوں کو جمع کیا اور حکومت ان لوگوں کو دینے کا اعلان کیا جن کی زمینوں کو بہتر طور پر کاشت شدہ پایا تھا; کیونکہ اُنھوں نے سوچا تھا کہ جن لوگوں نے اپنے ذاتی معاملات کو اتنے بہتر طور پر منظم کیا تھا اسی طرح وہ ریاست کا نظام بھی درست طریقے سے چلائیں گے۔ دیگر ملیشیاؤں کو ان آدمیوں کی ماتحتی میں دیا گیا۔ یوں پاریوں نے ملیشیائی حکومت کو درست کر دیا۔

30۔ تاہم' اب اوپر مذکور دو شہروں سے ہی ایونیا کے گرد مشکلات کا گھیرا بننا شروع ہوا; اور وہ اسی انداز میں اُبھریں۔ عوام نے کچھ امیر آدمیوں کو نیکسوس سے نکال دیا تھا' اور وہ جلاوطنی کے بعد ملیتس بھاگ گئے۔ اُن کی آمد کے وقت ارستاغورث ابن مولپاغورث (ہستیاس[31] ابن لاسا غورث کا بھتیجا اور داماد) ملیتس میں برسر اقتدار تھا۔ کیونکہ شاہانہ طاقت کا تعلق ہستیاس سے تھا; لیکن اہل نیکسوس کی آمد پر وہ سوسا میں تھے۔ اب یہ نیکسوسی سابق دور میں ہستیاس کے قریبی دوست ہوا کرتے تھے; چنانچہ ملیتس آ کر انہوں نے ارستاغورث سے بات کی اور اپنا ملک واپس حاصل کرنے کی امید میں اس سے ہر ممکن مدد مانگی۔ ارستاغورث نے دل میں سوچا کہ اگر اُس کی مدد سے نیکسوسیوں کو اپنا ملک واپس مل گیا تو وہ نیکسوس کا مالک بن جائے گا۔ چنانچہ اُس نے اپنے ارادوں کو ہستیاس کے ساتھ دوستی کے لبادے میں چھپایا اور یوں گویا ہوا:۔۔۔

"میں شہر کے مالک نیکوسوسیوں کی مرضی کے خلاف آپ کو مطلوبہ مدد نہیں دے سکتا; کیونکہ مجھے علم ہے کہ وہ میدان جنگ میں آٹھ ہزار ڈھالیں لا سکتے ہیں اور اُن کے پاس جنگی جہازوں کی کافی بڑی تعداد میں موجود ہے۔ لیکن میں آپ کو کچھ مدد فراہم کرنے کی خاطر وہ سب کچھ کروں گا جو میرے اختیار میں ہے۔ میرے خیال میں یہ کام اس طریقہ سے ہو سکتا ہے۔ ارتافرنیس میرا دوست ہے۔ وہ ہستاپس کا بیٹا اور بادشاہ داریوش کا بھائی ہے۔ ایشیاء کا سارا ساحل اُس کے قبضہ میں ہے۔[32] اور اُس کے پاس بہت سے جہاز اور فوج بھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں اسے اس کام پر آمادہ کر سکتا ہوں۔"

نیکسوسیوں نے یہ سُن کر ارستاغورث کو یہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لینے کا اختیار دیا اور فوجیوں کو تنخواہ اور تحائف دینے کا وعدہ بھی کیا کیونکہ انہیں قوی امید تھی کہ اہل نیکسوس اور دیگر جزیروں والے بھی انہیں واپس آتے ہوئے دیکھتے ہی مطیع ہو جائیں گے۔[33] کیونکہ اُس وقت ایک بھی سائیکلیڈیس بادشاہ داریوش کے ماتحت نہ تھا۔

31۔ چنانچہ ارستاغورث نے ساردیس جا کر ارتافرنیس کو بتایا کہ نیکسوس ایک بہت بڑا لیکن خوبصورت اور زرخیز[34] زمین پر مشتمل جزیرہ تھا۔ یہ ایونیا کے قریب واقع تھا[35] اور یہاں بہت سی دولت اور غلاموں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ اُس نے کہا' "اس سرزمین پر حملہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کریں اور حکومت دوبارہ جلاوطنوں کو دے دیں; کیونکہ اگر آپ نے ایسا کر دیا تو میرے پاس آپ کے لیے بیش بہاء تحائف ہیں اور اس کے علاوہ اسلحے کی قیمت بھی ہے جو ہمیں ادا کرنی چاہیے تھی.
دوم' آپ نہ صرف لیکسوس بلکہ اُس کے ماتحت دیگر جزائر مثلاً پاروس' اینڈروس اور باقی ماندہ سائیکلیدیس کو بھی بادشاہ کی اطاعت میں لے آئیں گے۔ اور جب آپ انہیں حاصل کر لیں تو بہ آسانی یوبیا کے خلاف جا سکتے ہیں جو تقریباً سائپرس [۳۶] جتنا بڑا اور دولتمند جزیرہ ہے اور اُسے بڑی آسانی سے مطیع بنایا جا سکتا ہے۔ اس سارے پر قبضہ کے لیے ایک سو جہاز کافی ہوں گے۔"
ارتافرنیس نے جواب دیا۔۔۔"واقعی تم نے ایک ایسا منصوبہ سوچا ہے جو بادشاہ کے لیے فائدہ مند ہو سکتا ہے' اور تمہارا مشورہ جہازوں کی تعداد کے سوا ہر لحاظ سے اچھا ہے۔ بہار آنے پر تمہارے زیر اختیار سو کی بجائے دو سو جہاز ہوں گے۔ لیکن پہلے بادشاہ سے اس منصوبے کی منظوری لینا پڑے گی۔"

32۔ ارستاغورث یہ سن کر بہت خوش ہوا اور خیالی پلاؤ پکاتا ہوا گھر واپس گیا۔ جبکہ ارتافرنیس نے بادشاہ کو ارستاغورث کے منصوبہ سے آگاہ کرنے کے لیے ایک قاصد سوسا بھیجنے اور اُس کی منظوری حاصل کرنے کے بعد 200 سہ طبقہ جہازوں کا ایک بحری بیڑا اور فارسیوں اور ان کے حلیفوں کی ایک بہت بڑی فوج تیار کی۔ اس نے ان کی سالاری میگا بیٹس نامی فارسی کو دی جو بادشاہ داریوش کا بھتیجا اور اکیمینیدے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ کافی سال بعد جب لیسیڈیمون کے پوسانیاس ابن کلیومبروٹس کے دل میں یونان کا فرمانروا بننے کی خواہش پیدا ہوئی تو اُس کا رشتہ اسی میگا بیٹس کی بیٹی سے ہوا تھا (بشرطیکہ اس قصے میں کچھ صداقت موجود ہو [۳۷])
اب ارتافرنیس نے میگا بیٹس کو سالار نامزد کر کے ارستاغورث کی فوج کے آگے روانہ کیا۔

33۔ میگا بیٹس نے سمندر میں سفر شروع کیا' ملیتس پہنچا اور ارستاغورث کو ایونیائی فوجوں اور لیکسوسیوں سمیت اپنے ساتھ لیا; پھر ملیتس سے ہیلس پونٹ کا رخ کیا۔ کیاس پہنچ کر اُس نے کوکیسا (Caucasa) میں لنگر ڈالے تاکہ وہاں شمالی ہوا کا انتظار کرے; اور پھر سیدھا لیکسوس کی جانب بادبان کھول دیئے۔ تاہم' اہل لیکسوس کو اس موقعہ پر تباہ نہیں ہونا تھا; سو مندرجہ ذیل واقعات رونما ہوئے۔ جب میگا بیٹس جہازوں پر گھڑیوں کا معائنہ کرنے کے لیے چکر لگا رہا تھا اسے ایک مائندی (Myndian) جہاز پر کوئی گھڑی نظر نہ آئی۔ اس بے احتیاطی پر خفا ہو کر اُس نے اپنے محافظوں کو سکائی لیکس نامی کپتان کو بلانے کا کہا' اور اُسے جہاز کے پہلو میں بنے سوراخوں [۳۸] میں سے ایک کے ذریعہ باہر نکال کر اس طرح باندھ دیا کہ اُس کا سر باہر جبکہ دھڑ جہاز کے اندر رہے۔ جب سکائی لیکس کو یوں باندھ دیا گیا تو کسی نے جا کر ارستاغورث کو اطلاع دی کہ اُس کے مائندی دوست کے ساتھ یہ شرمناک سلوک ہو رہا ہے۔ سو اُس نے میگا بیٹس کو اُسے چھوڑنے کا کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیکن وہ نہ مانا؛ جس پر ارستاغورث نے خود ہی جا کر سکائی لیکس کو کھول دیا۔ یہ سن کر میگا بیٹس اور بھی زیادہ غصے میں آ گیا اور ارستاغورث سے تلخ انداز میں بات کی۔ موخرالذکر نے اُس سے کہا۔۔۔

"ان معاملات سے تمہارا کیا واسطہ ہے؟ کیا ارتافرنیس نے تمہیں یہاں میرا ماتحت اور حکم کا پابند بنا کر نہیں بھیجا؟ اس طرح گڑبڑ کیوں کرتے ہو؟"

میگا بیٹس نے اس انداز میں گفتگو سے نالاں ہو کر رات تک انتظار کیا اور پھر ایک کشتی لیکسوس بھیج کر انہیں آنے والے خطرے سے خبردار کر دیا۔

34۔ ابھی تک اہل لیکسوس کو ذرہ بھی شک نہ تھا کہ یہ فوج اُن کے خلاف آ رہی ہے: چنانچہ یہ پیغام ملتے ساتھ ہی وہ اپنی تمام املاک لے کر دیواروں میں بند ہو گئے اور خوراک و پانی کا ذخیرہ کر کے محاصرے کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں مکمل کر لیں۔ یوں لیکسوس نے دفاعی انداز اختیار کیا؛ اور جب فارسیوں نے کیاس سے سمندر پار کیا تو انہیں اپنے لیے پوری طرح تیار پایا۔ تاہم ' وہ وہاں بیٹھ گئے اور چار ماہ تک محاصرہ کیے رکھا۔ آخر کار جب تمام رسد ختم ہو گئی اور محاصرے پر ارستاغورث کی ذاتی جیب سے خاصی رقم خرچ ہو چکی اور کامیابی کے لیے مزید کی ضرورت پڑی تو فارسیوں نے کوشش ترک کر دی۔ انہوں نے کچھ قلعے بنا کر جلاوطن لیکسوسیوں کو وہاں رکھا' براعظم کی جانب پیچھے ہٹے اور اپنی مہم میں بری طرح ناکام رہے۔

35۔ اور اب ارستاغورث نے خود کو ارتافرنیس کے ساتھ کیے ہوئے وعدے پورا کرنے کے ہرگز قابل نہ پایا؛ نہ ہی وہ فوجیوں کی واجب الادا تنخواہیں دینے کے قابل تھا؛ ساتھ ساتھ اُسے یہ زبردست خوف بھی دامن گیر تھا کہ کہیں اس مہم کی ناکامی اور میگا بیٹس کے ساتھ جھگڑنے کے باعث اُسے ملیتس کی حکومت سے ہی محروم نہ کر دیا جائے۔ یہ متعدد خطرات اُسے بغاوت کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر چکے تھے؛ ایسے میں نشان زدہ سر والا ایک آدمی ہستیاس کی جانب بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے کا پیغام لے کر سوسا سے آیا۔ کیونکہ ہستیاس جب ارستاغورث کو بغاوت کا حکم دینے کو بے قرار تھا تو اُسے کوئی اور محفوظ راستہ سجھائی نہیں دے رہا تھا' تمام راہوں پر سخت پہرہ تھا؛ للٰہذا اُس نے اپنے نہایت بھروسہ مند غلام کا سر مونڈ کر اُس کی جلد پر حروف کسی نوکدار چیز سے لکھے اور پھر دوبارہ بال اُگنے کا انتظار کیا۔ بال اُگتے ہی اُس نے غلام کو ملیتس بھیجا اور ساتھ صرف یہ پیغام دیا۔۔۔ "جب تم ملیتس آؤ تو ارستاغورث کو اپنا سر مونڈنے کا حکم دو' اور پھر اس پر دیکھو۔" جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے' سر پر کھدے ہوئے حروف بغاوت کا حکم تھا۔ ہستیاس نے یہ سب اس لیے کیا کیونکہ وہ سوسا میں ہی رکھے جانے پر تکلیف زدہ تھا' اور اس لیے بھی کیونکہ اُسے قوی اُمید تھی کہ اگر کوئی مشکلات کا سامنا ہوا تو اُسے معاملات سلجھانے کے لیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساحل پر بھیجا جائے گا۔ البتہ اگر مِلیتس نے کوئی حرکت نہ کی تو اس کی وہاں واپسی کا ہرگز کوئی امکان نہ تھا۔

36۔ چنانچہ یہ تھے وہ خیالات جن کے تحت ہستیاس اپنا قاصد بھیجنے پر مائل ہوا؛ اور اتفاق یوں ہوا کہ عین اُس وقت ارستاغورث کے ذہن میں بھی بغاوت کی کئی تحریکات موجود تھیں۔

اس صورتحال کی مناسبت سے ارستاغورث نے اپنے بھروسہ مند دوستوں کی ایک مجلس مشاورت بلائی' اُن کے سامنے معاملہ پیش کیا اور انہیں اپنے مقصد اور ہستیاس کے پیغام سے آگاہ کیا۔ اس اجلاس میں اُس کے تمام دوست ہم خیال تھے اور ماسوائے ہیکاٹیاس کے سب نے بغاوت کرنے کی تجویز منظور کی۔ اُس نے پہلے تو اُن سب کو ہر طریقہ سے فارسیوں کے بادشاہ کے ساتھ جنگ سے گریز کرنے کا مشورہ دیا۔ تاہم وہ انہیں اپنا مشورہ ماننے پر مائل نہ کر سکا' لہٰذا اُس نے دوسری تجویز یہ دی کہ وہ خود کو سمندر کے آقا بنانے کے لیے ہر ممکن اقدامات کریں۔ اُس نے کہا' "جہاں تک مجھے نظر آ رہا ہے اس معاملے میں آپ کی کامیابی کا صرف ایک راستہ ہے۔ میں جانتا ہوں مِلیتس ایک کمزور ریاست ہے۔۔۔ لیکن اگر برانکیدے[۳۹] کے معبد میں لیڈیائی کروسس کے بھجوائے ہوئے خزانے ضبط کر لیے جائیں تو مجھے پوری اُمید ہے کہ سمندر پر قبضہ حاصل ہو جائے گا؛ کم از کم اس طرح جنگ شروع کرنے کے لیے کچھ رقم تو مل جائے گی' نیز معبد کے خزانے دشمن کے ہاتھ لگنے سے بھی بچ جائیں گے۔" یہ خزانے بیش بہاء تھے' جیسا کہ میں نے اپنی تاریخ کے پہلے حصہ میں بتایا ہے۔[۴۰] تاہم' اجلاس نے ہیکاٹیاس کا مشورہ مسترد کر دیا اور بغاوت کا عزم کیا۔ طے پایا کہ اُن میں سے کوئی ایک بذریعہ کشتی مائیس[۴۱] جائے (جہاں بحری بیڑا لیکسوس کی واپسی کے بعد سے لے کر اب تک ٹھہرا ہوا تھا) اور جہازوں کے ساتھ لیکسوس جانے والے کپتانوں کو ساتھ ملانے کی کوشش کرے۔

37۔ اِیاتراغورث نے فیصلے کے مطابق اپنا ایلچی روانہ کیا' اور اُس نے عیاری سے مائیلیسی[۴۲] اولیاتس ابن ابانولس اور ترمیری ہستیاس ابن تمنیس[۴۳] کو بھی ساتھ لیا۔۔۔ اسی طرح کوئیس ابن اریکساندر کو بھی (جسے داریوش نے ماتیلنے[۴۴] دیا) اور کائمینی ارستاغورث ابن ہیراکلیدیس کے علاوہ دیگر کو بھی' یوں ارستاغورث نے داریوش سے کھلی بغاوت کی اور اب اُس کے خلاف ہر ممکن انداز میں حکمت عملی طے کرنے لگا۔ اولاً' اس نے مِلیشیاؤں کو بغاوت میں پرجوش شمولیت پر مائل کرنے کی خاطر مِلیتس پر اپنی حاکمیت ختم کر دی اور اِسی ضمن میں ایک دولت مشترکہ قائم کی: اس کے بعد سارے ایونیا میں یہی کیا؛ کیونکہ اُس نے کچھ شہروں سے جابر حاکموں کو باہر نکالا اور کچھ دیگر کو (جن کی حمایت کی اُسے اُمید تھی) اُن کی جگہ پر تعینات کر دیا۔۔۔ یوں لیکسوسی بیڑے سے پکڑے ہوئے تمام افراد کو اُن سے متعلقہ ایک ایک شہر دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

38- اب اہلِ ماتیلینے نے کوئیس کے برسرِاقتدار آنے کی خبر سنتے ہی اُسے شہر سے باہر نکالا اور سنگسار کر دیا؛ دوسری طرف کائمیوں نے اپنے فرمانروا کو آزاد چھوڑ دیا؛ زیادہ تر دیگر نے بھی یہی کیا۔ اس طرح تمام شہروں سے جبری طرز حکومت ختم ہو گیا۔ ملیشیائی ارستاغورث نے اِس طریقہ سے تمام جابر حاکموں کو معزول کرنے اور شہروں کو اُن کی جگہ پر اپنے اپنے سربراہ چننے کا حکم دے کر ایک سہ طبقہ جہاز میں لیسیڈیمون کی جانب رُخ کیا؛ کیونکہ اُسے کسی طاقتور حلیف کی مدد حاصل کرنے کی اشد ضرورت تھی۔

39- سپارٹا میں اب اناکساندریدس ابن لیو بادشاہ نہیں تھا: وہ مر گیا تھا اور اُس کا بیٹا کلیومینیس قابلیت کے بل بوتے پر نہیں بلکہ پیدائشی بنیاد پر حکمران بن گیا تھا۔ اناکساندریدس نے اپنی ہی بھانجی کو بیوی بنالیا[45] اور اُس سے بڑی محبت کرتا تھا؛ لیکن اُس کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس پر ایفورس[46] نے اُسے اپنے سامنے بلوایا اور کہا۔۔۔ "اگر تمہیں اپنی کوئی فکر نہیں ہے، تو بہرحال ہم اس کی اجازت نہیں دے سکتے، نہ ہی ہم یوریستھینز کی نسل کو اپنے درمیان سے ختم ہونے دیں گے۔ تمہاری موجودہ بیوی کوئی بچہ نہیں پیدا کر سکی، اس لیے اُسے چھوڑ کر نئی شادی کر لو۔ یوں تم اہلِ سپارٹا کو خوش کر دو گے۔" اناکساندریدس نے ایسا کرنے سے انکار کیا کہ ایفورس نے اُسے "یہ اچھا مشورہ نہیں دیا کہ میں اپنی بیوی کو چھوڑ دوں، حالانکہ اُس نے کوئی تقصیر نہیں کی۔" چنانچہ اس نے حکم عدولی کی۔

40- تب ایفورس اور بڑوں[47] نے باہم مشورہ کر کے بادشاہ کو یہ تجویز پیش کی۔۔۔ "ہم دیکھ رہے کہ آپ اپنی موجودہ بیوی سے بیحد محبت کرتے ہیں، اس لیے اب ہم جو مشورہ دیں اُس کے مطابق عمل کریں اور ہمارے ساتھ بحث نہ کریں کہ کہیں سپارٹائی آپ کے حوالے سے کوئی غیر معمولی حکم نہ جاری کر دیں۔ ہم آپ سے اپنی موجودہ بیوی کو چھوڑنے کے لیے نہیں کہتے۔۔۔ اُسے آپ پہلے جیسی محبت اور عزت دیتے رہیں۔۔۔؛ لیکن ایک اور بیوی بھی لے لیں جو آپ کے بچوں کی ماں بن سکے۔"

اناکساندریدس یہ پیشکش سن کر مان گیا۔۔۔ اور تب وہ سپارٹائی روایت کے برخلاف دو الگ الگ گھروں میں دو بیویوں کے ساتھ زندگی گزارنے لگا۔

41- جلد ہی دوسری بیوی سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام کلیومینیس رکھا گیا؛ یوں وہ تخت کے وارث کو دنیا میں لائی۔ اِس کے بعد پہلی بیوی (جو پہلے بانجھ تھی) کسی انوکھے اتفاق سے حاملہ ہو گئی۔ تب دوسری بیوی کی سہیلیاں اِس سچائی کے متعلق افواہ سُن کر خوفزدہ ہو گئیں اور اِسے ایک جھوٹی ڈینگ قرار دیا؛ انہیں یقین تھا کہ پہلی بیوی ہرگز حاملہ نہیں ہے۔ سو اُنہوں نے اُس کے خلاف کافی احتجاج کیا؛ چنانچہ جب اُس کا وقت پورا ہو گیا تو بےیقینی سے ایفورس بستر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اردگرد بیٹھ گئے اور پیدائش کے عمل کو غور سے دیکھتے رہے۔[48] اس موقع پر اُس نے ڈوریئس اور فوراً بعد ہی لیونیداس اور پھر کلیومبروٹس کو جنم دیا۔ حتیٰ کہ کچھ کا کہنا ہے کہ لیونیداس اور کلیومبروٹس جڑواں تھے۔ اُدھر' دوسری بیوی' کلیومینیس کی ماں کبھی کوئی اور بچہ پیدا نہ کرسکی؛ وہ پری نیتاواس ابن دیمارمینس کی بیٹی تھی۔

42۔ کہا جاتا ہے کہ کلیومینیس پاگل پن کی طرف مائل تھا؛ جبکہ ڈوریئس اپنے تمام ساتھیوں سے برتر اور قابلیت کی بناء پر بادشاہت حاصل کرنے کا یقین رکھتا تھا۔ چنانچہ اناکساندریدس کی موت کے بعد جب اہل سپارٹا نے قانون کے مطابق سب سے بڑے بیٹے کلیومینیس کو تخت نشین کیا تو اپنے انتخاب کے بارے میں پُرامید ڈوریئس کلیومینیس جیسے شخص کا محکوم بن کر رہنا برداشت نہ کرسکا؛ اُس نے اہل سپارٹا سے آدمیوں کا ایک دستہ مانگا اور ایک بستی کی بنیاد رکھنے کی غرض سے سپارٹا کو چھوڑ کر چلا گیا۔ تاہم' اُس نے اپنے آئندہ مسکن کا مقام منتخب کرنے کے لیے نہ تو ڈیلفی سے رجوع کیا[49] اور نہ ہی کوئی اور روایتی طریقہ استعمال کیا؛ بلکہ اُس نے غصے میں سپارٹا کو چھوڑا اور کچھ تھیریائی[50] آدمیوں کی رہنمائی میں بذریعہ سمندر لیبیا گیا۔ یہ آدمی اُسے سِنی پس لائے جہاں اُس نے ایک دریا کے کناروں پر[51] بستی بسائی جس کا سارے لیبیا میں کوئی ثانی نہیں۔ لیکن تیسرے سال ہی ماسیوں' لیبیاؤں اور کارتھیجیوں نے اُسے یہاں سے بے دخل کردیا۔

43۔ ڈوریئس واپس پیلوپونیسے آیا؛ جہاں ایلیونی انٹی کیرس نے اُسے "سسلی میں ہیراکلیا کے شہر کی بنیاد رکھنے" کا مشورہ دیا (اُسے لائیس[52] کے استخاروں سے یہ مشورہ ملا تھا)؛ اُس نے کہا کہ "ایرکس[53] کا سارا ملک ہیراکلیڈز کا تھا' کیونکہ اِسے ہیراکلیس نے خود فتح کیا تھا۔" ڈوریئس یہ نصیحت سُن کر استخارہ کروانے ڈیلفی گیا کہ آیا وہ جس جگہ جارہا ہے وہاں جائے یا نہ۔ کاہنہ نے مثبت میں جواب دیا؛ جس پر ڈوریئس واپس لیبیا گیا' پہلی مرتبہ اپنے ساتھ آنے والے آدمیوں کو ہمراہ لیا اور اِٹلی کے ساحلوں کے ساتھ ساتھ اپنے راستے پر چل دیا۔

44۔ اہل سائبیرس[54] کا کہنا ہے کہ عین اِسی موقع پر وہ اور اُن کا بادشاہ ٹیلس کروٹونا پر حملہ کرنے والے تھے' اور شدید خوفزدہ کروٹونیوں نے ڈوریئس سے مدد مانگی۔ ڈوریئس مان گیا' اُس نے سائبیرس کے خلاف جنگ میں حصہ لیا اور شہر پر قبضہ کرنے میں کردار ادا کیا۔ ڈوریئس کے اور اِس کے ساتھیوں کی کارروائی کے بارے میں یہ ہے سائبیروں کا بیان۔ دوسری طرف اہل کروٹونا کہتے ہیں کہ ایلیا کے ایامیدے نسل کے غیب دان کالیاس کے سوا کسی غیر ملکی نے سائبیروں کے خلاف جنگ میں انہیں مدد نہیں دی تھی؛ اور کالیاس نے صرف سائبیری بادشاہ ٹیلس کی مدد کی اور قربانی انجام دینے کے موقع پر جب اُسے پتا چلا کہ کروٹونا پر حملہ کرنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سازگار نہیں ہو گا تو انہیں چھوڑ کر چلا گیا۔ یہ تھا اِن معاملات کے بارے میں دونوں پارٹیوں کا موقف۔

45۔ اِسی طرح دونوں فریقین اپنے اپنے بیان کی سچائی کی شہادتیں پیش کرتے ہیں۔ سائبیری ایک معبد اور مقدس احاطہ دکھاتے ہیں جو کراتس کے خشک دریا کے قریب ہے۔ اُن کا کہنا ہے ڈوریئس نے اُن کے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد اِسے ایتھنا کراتس کے نام منسوب کیا تھا۔ وہ ڈوریئس کی موت کو بھی ایک یقینی ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں؛ اُن کے مطابق وہ کہانت کی حکم عدولی کے باعث موت کا شکار ہوا تھا۔ کیونکہ اگر اُس نے خود کو دی گئی ہدایات سے اختلاف نہ کیا ہوتا بلکہ اپنے ذمہ لگائے گئے کام تک ہی محدود رہتا تو یقیناً ایرکسی علاقہ فتح کر لیتا اور اپنے ساتھیوں سمیت تباہ نہ ہو جاتا۔ دوسری جانب اہل کروٹونا اپنی سرحدوں کے اندر متعدد مخصوص قطعات کی جانب اشارہ کرتے ہیں جنہیں اُن کے ہم وطنوں نے ایلیائی کالیاس کا نام کیا تھا اور جو میرے زمانے میں بھی اسی خاندان کے زیرِ ملکیت ہیں؛ وہ کہتے ہیں کہ ڈوریئس اور اُس کے اخلاف کے زیرِ ملکیت کچھ بھی نہیں۔ تاہم، اگر ڈوریئس نے سائبیروں کے ساتھ لڑائی میں اُن کی مدد کی ہوتی تو اُسے کالیاس کے مقابلہ میں کہیں زیادہ کچھ حاصل ہوتا۔ یہ تھیں دونوں دھڑوں کے جانب سے پیش کردہ شہادتیں؛ آپ کی مرضی جسے چاہیں درست سمجھ لیں۔

46۔ ڈوریئس کے ساتھ بعض سپارٹائی بھی آبادی قائم کرنے گئے تھے، یعنی۔۔۔ تھیسالس، پارے بیٹس، سیلیاس، یوری لیون۔ یہ آدمی اور ان کی زیرِ قیادت تمام دستے سسلی پہنچے؛ لیکن وہاں انہیں ایجسٹیوں اور فنیقیوں کے ساتھ لڑائی میں شکست ہوئی اور صرف یوری لیون جانبر ہو سکا۔ تب اُس نے شکست خوردہ فوج کی باقیات جمع کیں، سیلی نوسی آبادی مِنوآ پر قبضہ جمایا اور سیلی نوسیوں کو اپنے استبدادی حکمران پیتھاغورث کی غلامی سے نجات پانے میں مدد دی۔ پیتھاغورث کی معزولی کے بعد اُس نے بجائے خود جابر حکمران بننا چاہا، بلکہ مختصر عرصہ تک سیلی نوسیوں پر حکومت بھی کرتا رہا۔۔۔ لیکن جلد ہی سیلی نوسیوں نے اُس کے خلاف بغاوت کی اور اُسے زیئس ایگوریئس ۵۵ کی قربان گاہ میں پناہ لینے کے باوجود زندہ نہ رہنے دیا۔

47۔ ڈوریئس کے ساتھ جانے اور مرنے والا ایک اور آدمی کروٹونا کا فلپ ابن بوٹاسیداس تھا جسے سائبیری ٹیلس کی بیٹی سے سگائی کے بعد کروٹونا سے جلاوطن کر دیا گیا اور اُس کی شادی معطل ہو گئی؛ مایوسی کے عالم میں اُس نے جہاز لیا اور سائی رینے چلا گیا۔ وہاں سے وہ ڈوریئس کے ساتھ ہو لیا، اس کے بیڑے میں اپنا ذاتی سہ طبقہ جہاز مہیا کیا جس کے عملے کی تنخواہیں بھی اُس نے اپنے ذمہ لیں۔ فلپ ایک اولمپیائی فاتح اور اپنے دور کا دلکش ترین یونانی تھا۔ اس نے اپنی خوبروئی کے باعث ایجسٹیوں میں بے مثال عزت پائی؛ کیونکہ انہوں نے اُس کی قبر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اوپر ایک جنگجو معبد تعمیر کیا جہاں وہ اب بھی قربانیاں چڑھاتے ہیں۔

48۔ تو یہ تھا ڈورِیئس کا انجام جو اگر کلیو مینیس کی حکومت کو برداشت کرتا اور سپارٹا میں ہی رہتا تو لیسیڈیمون کا بادشاہ بنتا؛ کیونکہ کلیو مینیس کچھ ہی عرصہ حکومت کرنے کے بعد اکلوتی بیٹی گورگو[۵۶] کو چھوڑ کر مرگیا۔

49۔ تاہم، جب مِلیتس کا فرمانروا ارستاغورث سپارٹا پہنچا تو ابھی کلیو مینیس ہی بادشاہ تھا۔ لیسیڈیمونیوں کے مطابق اُن کی ملاقات میں ارستاغورث نے اُسے ایک کانسی کی لوح دکھائی جس پر کھدے کرۂ ارض میں سارے سمندر اور دریا دکھائے گئے تھے۔ دونوں کے درمیان بات چیت شروع ہوئی؛ اور ارستاغورث نے سپارٹائی بادشاہ کو یوں مخاطب کیا:۔۔۔ "او بادشاہ کلیو مینیس، میرے یہاں سفر کر کے آنے کی تکلیفوں کو عجیب نہ سمجھیں؛ کیونکہ اب میں آپ کو جو حالات بتاؤں گا اُن کے سامنے یہ بجا نظر آئیں گی۔ ہم سے زیادہ اور کسی کے لیے بھی یہ بات باعث دکھ و شرم نہیں کہ ایونیاؤں کے بیٹوں نے اپنی آزادی کھو دی ہے اور دوسروں کے غلام بن گئے ہیں۔ اے اہل سپارٹا، یہ بات باقی تمام یونانیوں سے زیادہ آپ کے لیے قابل غور ہے کیونکہ سارے یونان پر غلبہ ہونا آپ کے ساتھ زیادہ تعلق واسطہ رکھتا ہے۔ چنانچہ ہم درخواست کرتے ہیں کہ اہل یونان کے مشترکہ دیوتاؤں کے نام پر اپنے عزیز ایونیاؤں کو غلامی سے نجات دے دیں۔ یہ کام مشکل بھی نہیں؛ کیونکہ بربری غیر جنگجو لوگ ہیں اور آپ پوری دنیا میں بہترین اور بہادر ترین جنگجو۔ اُن کے لڑنے کا طریقہ یہ ہے:۔۔۔ وہ تیر کمان اور ایک چھوٹا نیزہ استعمال کرتے ہیں، وہ میدان میں ٹراؤزر پہنتے اور سروں پر پگڑیاں[۵۷] باندھتے ہیں۔ انہیں شکست دینا بہت آسان ہے! یہ بھی جان لیں کہ اِن علاقوں میں آباد لوگوں کے پاس مجموعی طور پر تمام دنیا کی نسبت زیادہ اچھی چیزیں موجود ہیں۔۔۔ سونا، چاندی، تانبا، کشیدہ کاری والے لباس، لدو جانور، مشقتی غلام۔ اقوام کی سرحدیں حسب ذیل ترتیب میں ایک دوسری کے ساتھ لگتی ہیں۔ ایونیاؤں سے آگے۔۔۔۔" یہ کہہ کر اُس نے اپنے ساتھ لائی ہوئی لوح پر کھدے دنیا کے نقشے پر اپنی انگلی رکھی۔۔۔۔ "یہ لیڈیائی رہتے ہیں؛ اُن کی زمین زرخیز ہے اور چند لوگوں کے پاس بہت سی چاندی ہے۔ اُن کے بعد یہ فریجیائی آتے ہیں جن کے پاس ریوڑ اور گلّے کسی بھی مجھے معلوم[۵۸] نسل کی نسبت زیادہ ہیں اور فصلیں بھی خوب پیداوار دیتی ہیں۔ اس کے ساتھ کپاڈوشی ہیں جنہیں ہم یونانی لوگ سیریاؤں کے نام سے جانتے ہیں: وہ سلیشاؤں کے پڑوسی ہیں جو سمندر پر اِس جگہ تک پھیلے ہوئے ہیں جہاں یہ جزیرہ سائپرس واقع ہے۔ سلیشائی بادشاہ کو سالانہ پانچ سو ٹیلنٹ کا خراج ادا کرتے ہیں۔[۵۹] اُن کے بعد آرمینیائی آتے ہیں جو یہاں آباد ہیں۔۔۔ وہ بھی کثیرالتعداد ریوڑوں اور گلّوں کے مالک ہیں۔ پھر سیا، یہ علاقہ ہے جہاں آپ کو دریائے کوالٹس پس اور اسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرح اِس کے کناروں پر سُوسا کا شہر بھی نظر آتا ہے: عظیم بادشاہ اپنا دربار[60] اِسی شہر میں لگاتا اور خزانوں میں اپنی دولت جمع کرتا ہے۔[61] اِس شہر کا مالک بن کر آپ خود جوو کے ساتھ بھی مال و دولت کا مقابلہ کرنے کی جرات کر سکتے ہیں۔ آپ نے اپنے میسینیا کے دشمنوں کے ساتھ اور اِسی طرح آرگوس اور آرکیڈیا کے ساتھ غیر اہم سرحدوں اور زمین کی خاطر[62] جو جنگیں لڑیں اُن میں آپ کے دشمنوں کے پاس سونا' چاندی وغیرہ کچھ بھی نہیں تھا جو آدمیوں میں لڑنے اور مرنے کا جذبہ ابھارتا ہے۔ آپ کو ایسی جنگیں ہی لڑنی چاہئیں۔ اور جب آپ اس قدر آسانی سے ایشیاء کے مالک بن سکتے ہیں تو کیا اِس کے برخلاف فیصلہ کریں گے؟" کلیو مینیس نے ارستاغورث کی اِس تقریر کے جواب میں کہا'--- "او ملیشیائی مسافر! میں ٹھیک تین دن بعد تمہیں جواب دوں گا۔"

50۔ سو وہ اُس وقت مزید آگے نہ گئے۔ تاہم' جب جواب دینے کا مقررہ دن آیا اور دونوں ایک مرتبہ پھر آمنے سامنے آئے تو کلیو مینیس نے ارستاغورث سے پوچھا' "ایونیاؤں کے سمندر سے بادشاہ کی رہائش تک کا سفر کتنے دن کا ہے؟" اِس پر ارستاغورث (جو بادشاہ کو چکر دینے میں کامیاب ہو گیا تھا) نے ایک فاش غلطی کر ڈالی: اگر وہ سپارٹا والوں کو سمندر پار کرنے پر مائل کرنا چاہتا تھا تو اُسے سچائی چھپانی چاہیے تھے' مگر اُس نے صاف صاف بتا دیا کہ یہ سفر تین ماہ کا تھا۔ کلیو مینیس نے ارستاغورث کی بات فوراً قطع کی اور یوں مخاطب کیا:--- "او ملیشیا کے مسافر' سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے سپارٹا سے نکل جاؤ۔ تم نے لیسیڈیمونیوں کو یہ ہرگز اچھا مشورہ نہیں دیا کہ وہ سمندر میں تین ماہ کا سفر کریں۔" کلیو مینیس یہ کہہ کر گھر چلا گیا۔

51۔ لیکن ارستاغورث نے زیتون کی ایک ڈالی ہاتھ میں پکڑی اور تیز تیز قدموں کے ساتھ بادشاہ کے گھر کی جانب گیا جہاں اُسے عرض گذار کے بھیس میں ہونے کی وجہ سے اندر آنے کی اجازت دے دی گئی۔ کلیو مینیس کی اکلوتی آٹھ نو سالہ بیٹی گورگو بھی باپ کے پاس کھڑی تھی۔ اُسے دیکھ کر ارستاغورث نے تخلیئے کی درخواست کی: لیکن کلیو مینیس نے اُسے بلا جھجک بات کرنے کو کہا۔ سو ارستاغورث نے اپنی درخواست کی منظوری کی صورت میں بادشاہ کو دس ٹیلنٹ دینے کا وعدہ کیا: کلیو مینیس نے اثبات میں سر ہلایا تو ارستاغورث نے رقم کو بڑھاتے بڑھاتے پچاس ٹیلنٹ کر دیا۔ اچانک بچی بیچ میں بول پڑی:--- "والد' اُٹھ کر اندر چلیں' ورنہ یہ اجنبی یقیناً آپ کو دھوکا دے دے گا۔" کلیو مینیس اپنی بچی کے انتباہ پہ خوش ہو کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ ارستاغورث نے سپارٹا سے چلے جانا ہی بہتر خیال کیا کیونکہ وہ اب بادشاہ تک جانے والی راہ کے متعلق بات کرنے کے قابل نہ رہا تھا۔

52۔ زیر بحث راستے کا درست بیان حسب ذیل ہے:--- اِس کی ساری لمبائی کے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ شاہی قیام گاہیں [63] اور شاندار کاروان سرائے موجود ہیں؛ اور یہ سارے کا سارا آباد اور خطرے سے آزاد ہے۔ لیڈیا اور فریجیا میں 94.5 (ساڑھے چورانوے) پر سانگ [تقریباً 330 میل] کے فاصلے کے اندر اندر بیس قیام گاہیں ہیں۔ فریجیا سے روانہ ہونے پر ہیلس کو پار کرنا پڑتا ہے اور یہاں وہ دروازے ہیں جن میں سے گذر کر ہی آپ دریا کو عبور کر سکتے ہیں۔ اِس چوکی پر ایک طاقتور دستہ تعینات ہے۔ جب آپ یہاں سے گذر کر کیپاڈوشیا میں آجائیں تو 28 قیام گاہیں اور 104 پر سانگ آپ کو سلیشیا کی سرحدوں پر لاتے ہیں جہاں راستہ دو دروازوں میں سے ہو کر گزرتا ہے اور اُن دونوں پر محافظ مقرر ہیں۔ ان سے آگے آپ سلیشیا میں داخل ہوتے ہیں جہاں 15.5 (ساڑھے پندرہ) پر سانگ کے فاصلے میں تین قیام گاہیں ہیں۔ سلیشیا اور آرمینیا کی درمیانی حد دریائے فرات ہے جسے کشتیوں پر پار کرنا پڑتا ہے۔ آرمینیا میں قیام گاہوں کی تعداد 15 اور فاصلہ 56.5 پر سانگ ہے۔ ایک مقام پر محافظ دستہ تعینات ہے۔ اِس علاقے کو چار دریا آڑھا ترچھا کاٹتے ہیں جنہیں کشتیوں کے ذریعہ پار کرنا پڑتا ہے۔ پہلا دریا دجلہ ہے؛ دوسرے اور تیسرے دونوں کا نام [64] ایک ہی ہے حالانکہ وہ نہ صرف مختلف دریا ہیں بلکہ ساتھ ساتھ بھی نہیں بہتے۔ [65] کیونکہ پہلے کا منبع آرمینیا میں ہے جبکہ دوسرا متیانیوں کے ملک میں سے بہتا ہے۔ جبکہ چوتھا دریا گائندس ہے' اور سائرس نے اسی دریا کو منتشر کرنے کے لیے 360 نہریں کھدوائی تھیں۔ آرمینیا سے نکل کر متیانی ملک تک جانے میں چار قیام گاہیں آتی ہیں؛ ان سے گذر کر آپ خود کو سِسیا میں پاتے ہیں جہاں گیارہ قیام گاہیں اور 42.5 پر سانگ کا فاصلہ آپ کو ایک اور کشتی رانی کے قابل دریا کوایس پس تک لاتا ہے جس کے کناروں پر سُوسا شہر تعمیر کیا گیا ہے۔ یوں قیام گاہوں کی مجموعی تعداد 111 ہو جاتی ہے؛ اور آپ کو اتنی ہی تعداد میں آرام گاہیں سار دیس اور سوسا کے درمیان میں ملتی ہیں۔

53۔ تب اگر راستے کی درست پیائش کی جائے اور پر سانگ معمول کے مطابق تیس فرلانگ [66] کے برابر ہو تو سار دیس سے میمنن کے محل (جیساکہ اِسے کہا جاتا ہے) تک کا کل فاصلہ 450 پر سانگ یا 13,500 فرلانگ بنتا ہے۔ یوں روزانہ 150 فرلانگ سفر کی شرح سے [67] آپ کو سفر مکمل کرنے میں پورے نوے دن لگیں گے۔

54۔ چنانچہ جب مِلیشیائی ارستا غورث نے لیسیڈیمونی کلیو مینیس کو بتایا کہ سمندر سے بادشاہ کے محل تک پہنچنے میں تین ماہ لگتے ہیں تو اُس نے بالکل سچ بولا تھا۔ اگر کوئی شخص مزید درستگی کا خواہاں ہو تو فاصلہ کچھ زیادہ بنے گا؛ کیونکہ پہلے افِی سس سے سار دیس تک کا سفر بھی کرنا پڑے گا اور یوں یونانی سمندر سے سُوسا (یا میمنن کے شہر [68]) تک کا مجموعی درمیانی فاصلہ 14,040 فرلانگ بنے گا؛ جبکہ افِی سس سار دیس سے 540 فرلانگ بنتا ہے۔ اس طرح تین ماہ کے سفر میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تین دن مزید بڑھ جائیں گے۔

55۔ ارستاغورث سپارٹا سے نکل کر جلدی جلدی ایتھنز کی جانب چل دیا جس نے مندرجہ ذیل انداز میں اپنے مطلق العنان حکمرانوں سے نجات حاصل کی تھی۔ پسی سٹراٹس کا بیٹا اور فرمانروا ہپیاس کا بھائی ہپارکس (اپنی قسمت کے متعلق خواب میں واضح تنبیہہ مل جانے کے باوجود) گیفائریوں کی نسل کے دو افراد ہارموڈیئس اور ارسٹوگیتون کے ہاتھ قتل ہوا؛ اُس کی موت کے بعد بھی چار سال کے عرصہ تک ایتھنیوں پر ظلم ہوتا رہا[۶۹]؛ اور انہیں کچھ بھی حاصل نہ ہوا' بلکہ وہ بدتر ہو گئے۔

56۔ ہپارکس کا خواب یوں تھا:--- پین ایتھنی تیوہار سے ایک رات پہلے اُس نے سوتے میں ایک دراز قامت اور خوبصورت آدمی کو دیکھا جو اُس کے اوپر کھڑا ہوا تھا اور اُسے یہ پہلی ڈالی:---

تم شیر جیسے بہادر دل کے ساتھ ناقابل برداشت دکھوں کو سہو؛
یقیناً برا کام کرنے والا اپنے کام کے صلہ سے نہیں بچے گا۔

اُس نے دن چڑھتے ہی مفسرین کو بلوا کر اپنا خواب سنایا' پھر قربانیاں ادا کیں اور اِس کے بعد ایک جلوس کی قیادت کرتے ہوئے نیستی کی جانب چلا۔

57۔ ہپارکس کے قاتلوں کا تعلق گیفائریوں کے خاندان سے تھا۔ اُن کے اپنے بیان کے مطابق وہ اِریٹریا سے آئے تھے۔ تاہم' میری تحقیقات سے یہ واضح ہو جاتا کہ وہ اُن فنیقیوں کی اولاد ہیں جو کیڈمس کے ہمراہ موجودہ بیوشیا نامی ملک میں آئے تھے۔ یہاں انہیں تناگرا علاقے میں رہنے کے لیے اپنا حصہ ملا۔ بعد میں جب انہیں بیوشیاؤں نے اِس علاقے سے نکال دیا--- یہ واقعہ انہی علاقوں سے آرگوس والوں کے ہاتھوں اہل کیڈمس کی بے دخلی سے کچھ ہی عرصہ پہلے کا ہے[۷۰]--- تو انہوں نے ایتھنز میں پناہ لی۔ ایتھنیوں نے انہیں طے شدہ شرائط پر اپنے پاس رکھا جن کی ماتحتی میں وہ متعدد مراعات سے محروم ہو گئے۔

58۔ اب کیڈمس کے ساتھ آنے والوں اور گیفائریوں کے باپ دادا نے یونان میں پہنچ کر وہاں بہت سے فنون متعارف کروائے؛ ان فنون میں لکھنے کا فن[۷۱] بھی شامل تھا جس سے اہل یونان میرے خیال میں ہنوز نابلد تھے۔ اور شروع میں انہوں نے اُن کے الفاظ کو بالکل دیگر فنیقیوں کے الفاظ جیسا بنایا تھا' لیکن بعد میں وقت گذرنے پر وہ اُن کی زبان کے ساتھ ساتھ بدل گئے۔ ان علاقوں کے آس پاس آباد یونانی زیادہ تر ایونیائی تھے۔ انہوں نے چند الفاظ کی شکل میں تھوڑی بہت تبدیل کر کے فنیقی حروف کو ہی اپنا لیا' اور یوں اُن کی موجودہ صورت بنی؛ انہیں بجا طور پر فنیقی حروف کہا جاتا ہے کیونکہ یونان میں فنیقیوں نے ہی انہیں سب سے پہلے متعارف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کروایا تھا۔ ایونیائی لوگ کاغذ کے طوماروں کو بھی پہلے پرانے "چرمی کاغذ" کہتے تھے' کیونکہ جب کاغذ کمیاب تھا تو اِس کی بجائے وہ بھیڑوں اور بکریوں کی کھالوں پر لکھا کرتے تھے۔ بہت سے بربری اب بھی انہی پر لکھتے ہیں۔ [۲]

59۔ میں نے خود بھی بیوشیائی [۳] تھیبس کے اپالو اسمینیاس [۴] کے معبد میں کچھ تپائیوں پر کیڈمسی حروف [۵] کھدے دیکھے ہیں۔ ایک تپائی پر مندرجہ ذیل عبارت کندہ ہے:---

Me did Amphitryon place, from the far Teleboans Coming.★

یہ لائیس ابن لیبڈاکس ابن پولی ڈورس ابن کیڈمس کا دور تھا۔

60۔ ایک اور تپائی پر مخمس میں یہ کہانی تحریر ہے:---

میری' سکیئس باکسر کی جانب سے مقابلے جیتنے پر فوبس کو پیش کیا گیا ایک نہایت خوبصورت تحفہ۔

یہ غالباً سکیئس ابن ہپوکون ہوگا؛ اور تپائی اگر اُسی نے پیش کی تھی تو اُس کا تعلق اوڈیپس ابن لائیس کے دور سے تھا۔

61۔ تیسری تپائی پر بھی مخمس میں ایک عبارت یوں ہے:---

بادشاہ لاؤ دامس نے یہ تپائی دُور بین فوبس کو اُس وقت دی جب وہ تخت نشین ہوا---ایک حیرت انگیز حد تک خوبصورت تحفہ۔

اسی لاؤ دامس ابن ایٹیو کلیز کے دورِ حکومت میں اہلِ آرگوس نے اہلِ کیڈمس کو اُن کے ملک سے باہر نکالا [۶]' اور انکیلیاؤں کے پاس پناہ لی۔ [۷] تب گیفائری ملک میں ہی رہے لیکن وہ بیوشیاؤں کی آمد سے پہلے چلے گئے اور ایتھنز میں پناہ لی جہاں اُن کے پاس استعمال کے لیے ایسے بہت سے معبد تھے جن میں ایتھنیوں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں---ایک معبد آکیائی (قدیم یونانی' Achaean) دیمیتر کا بھی ہے جس کے اعزاز میں وہ خصوصی رنگ رلیاں منایا کرتے تھے۔

62۔ ہپارکس کا خواب' اُن کے قاتلوں کے خاندان سے متعلقہ گیفائریوں کا سلسلہ نسل بیان کرنے کے بعد اب مجھے اپنے اصل موضوع کی جانب آنا چاہیے؛ یعنی وہ طریقہ جس کے ذریعہ ایتھنیوں نے اپنے مطلق العنان حاکموں سے نجات حاصل کی۔ ہپارکس کے جانشین بادشاہ ہپیاس نے ایتھنیوں کی جانب درشت رویہ اختیار کیا اور الکمیونیدے [۸] نامی ایک ایتھنی خاندان (جسے پسی سٹراٹیدے نے جلاوطن کر دیا تھا [۹]) دیگر جلاوطنوں کے ساتھ مل گیا

★ اس کا کوئی مناسب ترجمہ نہیں ہو سکا۔ (مترجم)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اپنی واپسی اور بذریعہ طاقت ایتھنز کو آزاد کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے پیونیا سے اوپر لیسی ڈریئم پر قبضہ کیا اور اسلحہ کے ذریعہ اپنا مقصد حاصل کرنا چاہا; لیکن اُن پر زبردست بربادی نازل ہوئی اور مقصد نامکمل رہ گیا۔ چنانچہ انہوں نے کوئی ترکیب نہ لڑانے کا فیصلہ کیا جو انہیں ممکنہ طور پر کامیابی دلا سکتی تھی; اور اِسی مطابقت میں ایمفی کٹایوں کے ساتھ معبد تعمیر کرنے کا معاہدہ کیا جو اب ڈیلفی میں موجود ہے لیکن اس زمانے میں وجود نہیں رکھتا تھا۔ [۸۰] وہ بڑے دولتمند اور ایک قدیم و ممتاز خاندان کے ارکان تھے' اس لیے انہوں نے معبد کو اصل منصوبے سے بھی زیادہ شاندار انداز میں تعمیر کیا۔ معبد کے لیے فراہم کردہ کھردرے پتھر کے باوجود انہوں نے دیگر بہتریوں کے علاوہ ماتھے پر پاریائی (Parian) ماربل بھی لگایا۔

63۔ اگر اہم ایتھنیوں کی بات پر یقین کرلیں تو انہی افراد نے ڈیلفی میں رہنے کے دوران کاہنہ کو رشوت دے کر [۸۱] اہل سپارٹا کو یہ کہنے پر (جب بھی وہ کوئی استخارہ کروانے آئیں) مجبور کیا کہ وہ ایتھنز کو آزاد کردیں۔ چنانچہ جب لیسیڈیمونیوں کو کبھی اِس کے سوا اور کوئی جواب نہ ملا تو انہوں نے آنکیمولیئس ابن آستر۔۔۔ شہریوں میں ایک ممتاز حیثیت کا حامل آدمی۔۔۔ کو ایک بڑی فوج کی قیادت سونپ کر ایتھنز کے خلاف روانہ کیا اور حکم دیا کہ پسی سٹراٹیدے کو بیدخل کر دیں' حالانکہ وہ اُن کے قریبی دوست تھے۔ کیونکہ وہ آسمانی باتوں کو انسانی باتوں سے کہیں زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ فوج بذریعہ سمندر گئی اور اِسے تمام سامان فراہم کیا گیا۔ آنکیمودییس نے انہیں فالیرم [۸۲] میں لنگرانداز کیا; اور وہاں سب آدمی ساحل پر اُترے۔ پسی سٹراٹیدے کو اُن کے ارادوں کا اندازہ ہو چکا تھا' لہٰذا انہوں نے ایتھنز کے ایک حلیف ملک [۸۳] تھیسالی سے مدد مانگی۔ جواب میں تھیسالیوں نے انہیں عوامی رائے دہی کے ذریعہ 1,000 گھڑسوار [۸۴] اپنے بادشاہ سِنیاس کی قیادت میں بھجوائے جو ایک کونیائی (Coniaean) تھا۔ اِس مدد کے پہنچنے پر پسی سٹراٹیدے نے اپنا منصوبہ طے کیا: انہوں نے فالیرم کے اردگرد سارا میدان صاف کیا تاکہ اسے گھڑسوار فوج کی نقل و حرکت کے لیے موزوں بنا دیں اور پھر اپنے گھوڑوں پہ سوار ہو کر دشمن کے پڑاؤ پر ٹوٹ پڑے; انہوں نے لیسیڈیمونیوں پر اس قدر زبردست حملہ کیا کہ بہت سوں کو' بشمول سپہ سالار آنکیمولیئس کے' مار ڈالا اور باقیماندہ کو اُن کے جہازوں کی جانب بھگا دیا۔ یہ تھا لیسیڈیمون سے بھیجی گئی پہلی فوج کا انجام' اور آنکیمولیئس کا مقبرہ آپ آج بھی ایٹیکا میں دیکھ سکتے ہیں; یہ سائنوسارگوس [۸۵] میں ہیراکلیس کے معبد کے قریب ایلوپیکے (Foxtown) کے مقام پر ہے۔

64۔ بعد ازاں لیسیڈیمونیوں نے ایتھنز کے خلاف زیادہ بڑی فوج بھیجی جس کا سربراہ اپنے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کلیومینیس ابن اناکساندریدس کو بتایا۔ یہ افواج سمندر کی بجائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بری راستے سے روانہ ہوئیں۔ جب وہ ایٹیکا میں پہنچے تو اُن کا پہلا مقابلہ تھیسالیائی گھوڑ سواروں سے ہوا جنھیں انہوں نے جلد ہی بھگا دیا اور چالیس سے زائد سواروں کو مار ڈالا؛ باقی ماندہ بھاگ کر سیدھے تھیسالی گئے۔ کلیومینیس شہر کی جانب بڑھا اور آزادی کے خواہشمند ایتھنیوں کی مدد سے جابر حاکموں کا محاصرہ کیا جنہوں نے خود کو ایک پیلاجی قلعے میں بند کر لیا تھا۔[۸۶]

65۔ اب پسی سٹراٹیڈے کے سپارٹائیوں کے ہاتھ آنے کا امکان بہت کم تھا جنہوں نے اِس جگہ پر انتظار میں بیٹھنے کا سوچا بھی نہیں تھا؛[۸۷] محصورین نے پہلے سے ہی گوشت اور مشروب کا کافی ذخیرہ کر رکھا تھا۔۔۔ نہ ہی یہ قرین قیاس تھا کہ چند دن رکاوٹ ڈالنے کے بعد لیسیڈیمونی ایٹیکا سے واپس سپارٹا چلے جائیں گے۔ لیکن محصورین کے لیے ایک بہت نقصان دہ اور محاصرین کے لیے بہت فائدہ مند واقعہ ہوا۔ جب پسی سٹراٹیڈے کے بچوں کو ملک سے نکالا جا رہا تھا تو انہیں قیدی بنا لیا گیا۔ اِس مصیبت کے باعث اُن کے تمام منصوبے دھرے رہ گئے، اور ۔۔۔ بچوں کے تاوان کے طور پر۔۔۔ انہوں نے ایتھنیوں کے مطالبات مان لیے اور پانچ دن کے اندر اندر ایٹیکا کو خالی کرنے پر رضامند ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے جلد ہی ملک خالی کیا اور سکامندر پر سیجیئم[۸۸] کو چلے گئے؛ انہوں نے ایتھنیوں پر 36 سال حکومت کی۔ نسلی اعتبار سے وہ پائلیائی تھے اور اُن کا تعلق نیلیڈز[۸۹] سے تھا (جس سے کوڈرس اور میلا تھس بھی تعلق رکھتے تھے)؛ یہ لوگ اگلے وقتوں میں ایتھنز کے بادشاہ بنے تھے۔ لہٰذا ہپوکریٹس[۹۰] نے اپنے بیٹے کو پسی سٹراٹس کے نام سے بلانے کا سوچا: اُس نے اسے پسی سٹراٹس کا نام دیا جو نسطور کا بیٹا تھا۔ سو اِس طریقہ سے ایتھنیوں نے اپنے مطلق العنان حکمرانوں سے نجات پائی۔ آزادی حاصل کرنے سے لے کر بادشاہ داریوش سے بغاوت کرنے تک کے عرصہ میں (جب آخر کار ارستاغورث یہ درخواست لے کر ایتھنز آیا کہ ایتھنی لوگ ایونیاؤں کو امداد دیں) انہوں نے جو کچھ کیا اور سہا اب میں اُسے بیان کروں گا۔

66۔ پہلے ایتھنز کی طاقت بہت زیادہ ہوا کرتی تھی؛ لیکن اب مطلق العنان حکمرانوں کے جانے پر یہ اور بھی زیادہ بڑھ گئی تھی۔ حاکمیت اعلیٰ دو افراد کے سپرد تھی۔۔۔ آلکمیونی خاندان کا کلستھینز جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُس نے کاہنہ کو تحریص دلائی تھی،[۹۱] اور ایک اعلیٰ گھرانے کا اِیساغورث ابن تیساندر؛ اس کے رشتہ دار کیریائی زیئس کو قربانی چڑھاتے ہیں۔ اِن دونوں آدمیوں نے مل کر حکمرانی کے لیے جدوجہد کی؛ اور کلستھینز نے خود کو کمزور پا کر عام لوگوں کو اپنی مدد کے لیے بلایا۔ تب تک ایتھنی چار قبائل[۹۲] میں تقسیم تھے مگر اب کلستھینز نے دس قبائل بنا کر ایتھنیوں کو آپس میں بانٹ دیا۔ اِسی طرح اُس نے قبائل کے نام تبدیل کیے؛ کیونکہ اُن کے نام اِیون کے چار بیٹوں گلیلیون، ایجی کوریز، آرگادیز اور ہوپلیز کے ناموں پر رکھے گئے

ھے 'مگر کلستھینز نے ان ناموں کو ترک کیا اور سب کو اُن کے اپنے اپنے مقامی سورماؤں کے نام دیئے 'ماسوائے اجاکس کے۔ اجاکس ایتھنز کا پڑوسی اور حلیف تھا۔ [۹۳]

67۔ میرا یقین ہے کہ اُس نے ایسا کرنے میں صرف اپنے نانا 'سِکایون کے بادشاہ کلستھینز [۹۴] کی ہی نقل کی تھی۔ جب یہ بادشاہ آرگوس کے ساتھ برسرجنگ تھا تو اُس نے سِکایون میں رجز خوانوں کے مقابلوں کو ختم کر دیا تھا کیونکہ ہومری نظموں میں آرگوس اور اہل آرگوس ہی متواتر نغمے کا موضوع چلے آ رہے تھے۔ اُس کے دل میں یہ خواہش بھی پیدا ہوئی کہ ایڈراسٹس ابن تالوس کو اپنے ملک [۹۵] سے باہر نکال دے کیونکہ وہ ایک آرگوسی ہیرو تھا؛ اور سِکایون کے مقام پر ایڈراسٹس کی ایک درگاہ تھی جو شہر کے بازار میں آج بھی موجود ہے۔ چنانچہ کلستھینز نے ڈیلفی جا کر پوچھا کہ آیا وہ ایڈراسٹس کو بیدخل کرے یا نہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ کاہنہ نے اِس کا یہ جواب دیا۔۔۔ "ایڈراسٹس ایک سکایونی بادشاہ ہے لیکن تم محض ایک ڈاکو ہو۔" سو جب دیوتا نے اُس کی درخواست منظور نہ کی تو وہ گھر چلا گیا اور سوچنے لگا کہ ایڈراسٹس کو خود بخود چلے جانے پر کیسے مائل کیا جائے۔ کچھ دیر بعد اُسے ایک منصوبہ سوجھا جو اُس کے خیال میں لازماً کامیاب ہوتا۔ اُس نے ایلچیوں کو بیوشیا میں تھیس بھیجا اور اہل تھیس کو مطلع کیا کہ وہ میلانپس [۹۶] ابن ایتاکس کو سِکایون لانے کا خواہشمند ہے۔ اہل تھیس کی رضامندی پر کلستھینز میلانپس کو واپس اپنے ساتھ لے گیا اور اُسے سرکاری گھر کے اندر ایک مقدس احاطہ تفویض کیا' نیز وہاں محفوظ اور مضبوط ترین حصہ میں اُس کی ایک درگاہ بھی بنائی۔ اِس کارروائی کی وجہ۔۔۔ جسے میں بتائے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔ یہ تھی کہ میلانپس ایڈراسٹس کا بہت بڑا دشمن تھا۔ اور اُس نے ایڈراسٹس کے بھائی میسی سٹیز اور داماد ٹیڈ-لئس [۹۷] دونوں کو قتل کر دیا تھا۔ کلستھینز نے مقدس احاطہ میلانپس کے نام کرنے کے بعد ایڈراسٹس سے وہ قربانیاں اور تیوہار لے لیے جن کے ذریعہ ابھی تک اُس کی عزت افزائی کی جاتی تھی۔ اب ان قربانیوں اور تیوہاروں کو اُس کے رقیب کے نام کر دیا گیا۔ تب کے بعد سِکایونی ایڈراسٹس کا غیر معمولی احترام کرتے ہیں کیونکہ ملک پولی بس [۹۸] سے تعلق رکھتا تھا اور ایڈراسٹس پولی بس کی بیٹی کا بیٹا (نواسا) تھا؛ پولی بس لاولد ہی مرتے وقت اپنی بادشاہت ایڈراسٹس کو دے گیا تھا۔ وہ دیگر رسوم کی ادائیگی کے علاوہ ایڈراسٹس کے اعزاز میں المیہ اجتماعی گیت (کورس) بھی گایا کرتے تھے۔۔۔ وہ اِن گیتوں کو اُس کی مصیبتوں کی وجہ سے ڈایونی سس کی بجائے اُس سے منسوب کیا کرتے تھے۔ اب کلستھینز نے اجتماعی گیت ڈایونی سس جبکہ باقی کی مقدس رسوم میلانپس کے نام کر دیئے۔

68۔ یہ تھیں ایڈراسٹس کے معاملہ میں اُس کی کارروائیاں۔ ڈوریائی قبائل کے معاملے میں اُس نے پرانے ناموں کی جگہ پر پرانے نام تبدیل کیے؛ اور یہاں سکایونیوں کی نقل کرنے کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک خصوصی موقع پایا' کیونکہ اُس نے عام مستعمل ناموں کے ساتھ "سور" اور "گدھے" کے الفاظ کو بطور سابقہ لگایا; صرف اپنے قبائل کے نام سے یہ سلوک نہ کیا' بلکہ اُسے اپنے شاہانہ منصب پر مبنی نام دیا۔ کیونکہ وہ اپنے قبیلے کو آرکیلائی یعنی حکمران کہتا تھا' جبکہ دیگر کو ہیاتے (اہلِ سور)' اونیاتے (اہلِ گدھا) اور کورپاتے (اہلِ راج ہنس) کے نام دیئے۔ سکایونیوں نے اِن ناموں کو کلستھینز کی موت کے بعد بھی ساٹھ سال تک قائم رکھا: پھر باہمی مشورے سے ناموں کو بدل کر ہیلیائی' پیمفیلیائی اور دائماناتے کر دیا جو کافی مقبول ہیں; نیز چوتھے قبیلے کو ایجیالیئس ابن ایڈراسٹس کی نسبت سے ایجیالیائی کا نام دیا۔ [۹۹]

69۔ تو یہ تھی کلستھینز کی کارگزاری۔ [۱۰۰] ایتھنی کلستھینز' (جو سکایونی کلستھینز کا نواسہ تھا) نے ایونیاؤں سے حقارت کے تحت (جیسا کہ مجھے یقین ہے) فیصلہ کیا کہ اُس کے قبائل اُن کے قبائل سے مختلف ہونے چاہئیں; چنانچہ اُس کے ہم نام نے یہی روش اپنائی۔ اُس نے ایتھنز کے عوام کو مکمل طور پر اپنے دھڑے میں لاکر۔۔۔ جن سے وہ قبل ازیں نفرت کرتا تھا۔۔۔ تمام قبائل کو نئے نام دیئے اور اُن کی تعداد میں بھی اضافہ کیا; اُس نے چار کی بجائے دس قبیلے قائم کیے; اسی طرح ہر قبیلے میں دس محلے (*demes*) بنائے; اور اب وہ عوام الناس کی حمایت حاصل کر لینے کے بعد اپنے حریفوں سے کہیں زیادہ طاقتور ہو گیا تھا۔

70۔ اِیساغورث کی جڑیں کٹ گئیں; چنانچہ اُس نے اپنے دشمن کے خلاف منصوبہ بندی کرتے ہوئے لیسیڈیمونی کلیومینیس کو بلایا جو پِسی سٹراٹیدے کا محاصرہ کرنے کے وقت اُس کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کر چکا تھا۔ حتیٰ کہ کلیومینیس پر الزام عائد کیا گیا کہ وہ ایساغورث کی بیوی کے ساتھ بہت زیادہ شناسائی رکھتا تھا۔ اس موقعہ پر اُس نے پہلا کام یہ کیا کہ ایک قاصد بھیج کر تقاضا کیا کہ کلستھینز اور بعض ایتھنی۔۔۔ جنہیں وہ مطعون کہتا تھا۔۔۔ ایتھنز سے نکل جائیں۔ اُس نے یہ پیغام اِیساغورث کے مشورے پر بھیجا: کیونکہ متعلقہ معاملے میں قتل کا الزام الکمیونیدے اور اُس کے کرائے کے قاتلوں کے سر جاتا تھا' جبکہ وہ اور اُس کے دوست بے دوش تھے۔

71۔ ایتھنز میں "ملعونوں" کو اُن کا یہ نام ملنے کی وجہ حسب ذیل تھی۔ سائیلون نامی ایک ایتھنی شخص اولمپک کھیلوں کا فاتح تھا' اُس کے دل میں حکومت کرنے کی تحریک پیدا ہوئی' اور اُس نے اپنے کچھ ہم عمر ساتھیوں کی مدد سے قلعے پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن حملہ ناکام رہا' اور سائیلون شبیہ کے سامنے ملتجی بن گیا۔ تب نوکریریوں کے سرداروں نے۔۔۔ جو اُس وقت ایتھنز پر حکمران تھے۔۔۔ بھگوڑوں کو جان کی امان دے کر وہاں سے جانے پر مائل کیا۔ بایں ہمہ اُن سب کو قتل کر دیا گیا' اور الکمیونیدے پر الزام عائد کیا گیا۔ یہ سب کچھ پِسی سٹراٹس کے عہد سے قبل ہوا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

72- جب "ملعونوں کو شہر سے نکالنے کے بارے میں کلیو مینیس کا پیغام کلستھینز کے پاس پہنچا تو وہ خود بخود وہاں سے چلا گیا- تاہم 'کلیو مینیس اُس کی روانگی کے باوجود ساتھیوں کے چھوٹے سے ٹولے کے ہمراہ ایتھنز آیا اور سات سو ایتھنی خاندانوں کو جلاوطن کر دیا جن کی نشاندہی اِیسا غورث نے کی تھی- یہاں کامیابی پانے کے بعد اُس نے مجلس کو توڑنے اور حکومت کو اُس رہنما کے تین سو رفقاء کے ہاتھوں میں دینے کی کوشش کی- لیکن مجلس نے مدافعت کی اور اُس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا؛ لہٰذا کلیو مینیس 'اِیسا غورث اور اُن کے حامیوں نے قلعے پر قبضہ کر لیا- یہاں اُن پر مجلس کے حامی ایتھنی حملہ آور ہوئے اور انہیں دو یوم تک محاصرے میں رکھا: تیسرے دن انہوں نے شرائط قبول کر کے شہر سے جانے کی اجازت حاصل کر لی--- کم از کم اُن میں شامل لیسیڈیمونیوں کو تو اجازت دے دی گئی- یوں کلیو مینیس کو کہی گئی بات پوری ہوئی- کیونکہ جب وہ قلعہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے پہلی مرتبہ اندر گیا تو ابھی اُس نے دیوی کی عبادت گاہ میں قدم رکھا ہی تھا کہ (تاکہ اُس سے سوال پوچھ سکے) کاہنہ اپنے تخت سے اٹھی اور بولی--- "او لیسیڈیمون سے آنے والے اجنبی' یہاں سے چلا جا' اور اس مقدس جگہ میں داخل ہونے کا نہ سوچ--- کسی ڈوریائی کو یہاں قدم دھرنے کی اجازت نہیں-" لیکن کلیو مینیس نے جواب دیا' "اوہ' خاتون! میں ڈوریائی نہیں بلکہ آکیائی ہوں-"[۴۰۱] اِس انتباہ کو نظرانداز کر کے کلیو مینیس نے اپنی سی کوشش کی' اور یوں اُسے اپنے لیسیڈیمونی ساتھیوں[۴۰۲] سمیت وہاں سے جانا پڑا- باقی ماندہ کو ایتھنیوں نے قید کر کے مرنے کے لیے چھوڑ دیا--- اُن میں ڈیلفیائی تیماسیتھیئس بھی تھا' جس کی طاقت اور ہمت کے بارے میں' میں عظیم باتیں بتا سکتا ہوں-

73- سو یہ افراد قید میں ہی مر گئے- اِس کے فوراً بعد ایتھنیوں نے کلستھینز اور اُن سات سو خاندانوں کو واپس بلا لیا جنہیں کلیو مینیس نے باہر نکالا تھا؛ نیز انہوں نے فارسیوں کے ساتھ اتحاد کرنے کے لیے اپنے ایلچی ساردیس بھیجے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اب کلیو مینیس اور لیسیڈیمونیوں کے ساتھ جنگ ہوگی- سفیروں نے ساردیس پہنچ کر ارتافرنیس ابن ہستاسپس (جو وہاں کا حاکمِ وقت تھا) کو اُن کا پیغام سنایا تو اُس نے پوچھا "تم کون ہو اور دنیا کے کس حصے میں رہتے ہو[۴۰۳] جو فارسیوں کے حلیف بننے کی خواہش رکھتے ہو؟" سفیروں نے اُنہیں بتایا: جس پر ارتافرنیس نے مختصراً جواب دیا--- کہ "اگر اہلِ ایتھنز بادشاہ داریوش کو مٹی اور پانی (خراج) دینے پر راضی ہو جائیں تو میں تمہارے ساتھ اتحاد کر لوں گا؛ بصورتِ دیگر تم لوگ واپس گھروں کو جا سکتے ہو-" سفیروں نے اتحاد کرنے کی بے قراری میں باہمی مشورہ کے بعد شرائط قبول کر لیں؛ لیکن ایتھنز واپس آنے پر انہیں اس اطاعت گزاری پر شدید لعنت ملامت کی گئی-

74- دریں اثناء کلیو مینیس' قول اور فعل دونوں اعتبار سے ایتھنیوں کے ہاتھوں اپنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

توہین محسوس کرتے ہوئے، پیلوپونیسے کے تمام حصوں سے (کوئی مقصد بتائے بغیر) ایک فوج جمع کر رہا تھا تاکہ ایتھنیوں سے اپنا انتقام لے سکے اور اپنے ساتھ قلعے سے بچ کر آنے والے [۴] اِیسا غورث کو ایتھنز کا فرمانروا بنا سکے۔ چنانچہ اُس نے ایک بڑی فوج کے ساتھ اِلیوسس [۵] کے ضلع پر حملہ کیا، جبکہ اہل بیوشیا (جنہوں نے اُس کے ساتھ اتحاد کیا تھا) نے سرحد پر دو قصبوں اونوئی اور ہیسیے [۶] پر قبضہ کر لیا؛ دوسری جانب کالِس [۷] والوں نے ایٹیکا میں مختلف مقامات کو لوٹا۔ تاہم، ایتھنیوں نے خود کو ہر طرف سے لاحق خطرے کے باوجود اہل بیوشیا و کالِس کے متعلق تمام سوچوں کو کسی آئندہ وقت تک کے لیے موخر کیا اور اِلیوسس میں موجود پیلوپونیشیوں کے خلاف پیش قدمی کی۔

75۔ دونوں لشکر آپس میں اُلجھنے ہی والے تھے کہ سب سے پہلے کورنتھیوں نے خود کو غلطی کا مرتکب خیال کرتے ہوئے اپنا اِرادہ تبدیل کیا اور مرکزی فوج سے الگ ہو گئے۔ تب شاہِ سپارٹا اور مہم کے شریک رہنما دیماراتس اِبن ارستون --- جس کا ابھی تک کلیومینیس کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تنازعہ نہ تھا --- نے بھی اُن کی مثال پر عمل کیا۔ بادشاہوں کے درمیان اِس نااتفاقی کی وجہ سے سپارٹا میں ایک قانون منظور ہوا کہ دونوں فرمانروا فوج کے ساتھ باہر نہیں جائیں گے، جیسا کہ بعد میں روایت تھی۔ قانون میں یہ شِق بھی رکھی گئی کہ جب ایک بادشاہ کو پیچھا چھوڑا جائے گا تو تاتینڈاریدے (Tyndaridae) میں سے ایک بھی گھر پر رہے گا؛ جبکہ اِس وقت دونوں مہمات پر بطور حلیف جایا کرتے تھے۔ سو جب باقیوں نے دیکھا کہ لیسیڈیمونی بادشاہ باہم متفق نہیں اور کورنتھی دستے الگ ہو گئے ہیں تو وہ بھی پیچھے ہٹ آئے۔

76۔ ڈوریوں نے ایٹیکا پہ یہ چوتھی مرتبہ حملہ کیا تھا؛ وہ دو مرتبہ بطور دشمن اور دو مرتبہ ایتھنی لوگوں کی خدمت کے لیے آئے۔ انہوں نے پہلا حملہ اُس وقت کیا جب میگارا کی بنیاد رکھی اور تب ایتھنز میں کوڈرس برسرِاقتدار تھا؛ دوسرے اور تیسرے مواقع پر وہ پسی سٹراٹیدے کو نکالنے کے لیے سپارٹا سے آئے؛ اور چوتھا حملہ یہ تھا، جب کلیومینیس پیلوپونیشیائی فوج کی قیادت کرتے ہوئے اِلیوسس میں داخل ہوا۔ چنانچہ ڈوریوں نے ایٹیکا پر چار مرتبہ حملہ کیا۔

77۔ لہٰذا جب سپارٹائی فوج اِس قدر رُسواکن انداز میں منتشر ہوئی تو اپنا انتقام لینے کے خواہشمند ایتھنیوں نے پہلے کالِس والوں پر چڑھائی کی۔ تاہم، اہل بیوشیا نے موخرالذکر کو یُوریپس تک امداد دی، اور ایتھنیوں نے پہلے اُنہی پر حملہ کرنا بہترین سمجھا۔ نتیجتاً ایک لڑائی لڑی گئی اور ایتھنیوں کو مکمل فتح حاصل ہوئی؛ انہوں نے بہت سے دشمنوں کو ہلاک کیا اور سات سو کو زندہ پکڑ لیا۔ پھر اُسی دن دریا عبور کیا، یوبیا میں گئے اور کالِس والوں کو بھی بیوشیاؤں جیسی شکست دی؛ جس کے بعد وہ چار ہزار آبادکاروں [۸] کو ہپوبوتے کی زمینوں پر چھوڑ گئے ---

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کالسیدی اپنے امراء کو ہوبوتے ۹؎ کہتے ہیں۔ اُن کے پکڑے ہوئے تمام بیوشیائی اور کالسیدی قیدیوں کو جیل میں ڈالا اور لمبے عرصے تک تنگ کوٹھڑیوں میں رکھا گیا‘ حتیٰ کہ اُن کے تاوان کی مطلوبہ رقم ادا کر دی گئی؛ ایتھنیوں نے فی قیدی دو مِنا مانگے تھے۔ ایتھنیوں نے ان کو ڈالی گئی بیڑیاں اُن کے قلعہ میں اُتاریں جنہیں آج بھی وہاں پڑے دیکھا جا سکتا ہے۔۔۔ وہ مغرب کے رُخ والے عبادت خانے کے بالمقابل میڈیائی شعلوں ۱۰؎ جھلسی ہوئی دیوار کے ساتھ لٹکی ہیں۔ ایتھنیوں نے فدیہ کی رقم کا عشر نذر کیا؛ اور اسے چار گھوڑوں والے ایک تابنے کی رتھ پر خرچ کیا‘ جو قلعہ کے دروازہ ۱۱؎ میں داخل ہوتے ہی بائیں ہاتھ کو ہے۔ اُس پر کھدی تحریر حسب ذیل ہے:۔۔۔

جب کالسس اور بیوشیا نے جرات آزمائی کی‘
ایتھنز نے زبردست لڑائی میں ان کے غرور کا سر نیچا کیا:
توہین کے انتقام میں قیدی بنائے اور اُن کا فدیہ وصول کیا‘
عشر سے پالس کے لیے یہ رتھ بنوایا گیا۔

78۔ یوں ایتھنیوں کی طاقت و قوت میں اضافہ ہوا اور یہ بات کافی واضح ہے (صرف اس مثال سے نہیں بلکہ اور بہت سی مثالوں کے ذریعہ بھی) کہ آزادی ایک زبردست چیز ہے‘ کیونکہ ایتھنی جب تک مطلق العنان حاکموں کے مطیع رہے تب تک وہ اپنے کسی بھی پڑوسی سے زیادہ جنگجو نہ تھے‘ لیکن غلامی کا طوق اتار پھینکتے ساتھ ہی انہوں نے فیصلہ کن طور پر خود کو جنگجو ثابت کیا۔ ان چیزوں سے پتہ چلتا ہے کہ جب وہ ظلم و استبداد کا شکار تھے تو مار سہتے رہے کیونکہ اُس وقت وہ ایک آقا کے لیے کام کرتے رہے؛ لیکن جونہی انہوں نے اپنی آزادی حاصل کی ہر شخص حتیٰ المقدور کوشش کرنے کا شائق ہوا۔ سو ایتھینوں کا بول بالا ہو گیا۔

79۔ دریں اثناء ایتھنیوں سے انتقام لینے کے متمنی تھیبیوں نے استخارہ کروایا اور کاہنہ نے انہیں بتایا کہ وہ صرف اپنی طاقت کے بل بوتے پر اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے قابل نہ ہو سکیں گے؛ اس نے کہا: ”تمہیں یہ معاملہ تعداد کثیر کے سامنے رکھنا اور اُن سے قریب ترین افراد سے مدد طلب کرنا ہوگی۔“ چنانچہ قاصدوں نے اپنی واپسی پر ایک اجلاس بلایا‘ استخارے کا جواب عوام کے سامنے رکھا؛ لوگوں نے ”قریب ترین افراد سے مدد طلب کرنا ہوگی“ کی نصیحت سنتے ساتھ ہی کہا۔۔۔ کیا! ہمارے قریب ترین آباد لوگ تناگرا‘ کورونیا اور تھسپیئے نہیں ہیں؟ یہ لوگ ہمیشہ ہماری جانب سے لڑے اور ہمیں جنگ جیتنے میں مدد دی؟ اُن سے مدد مانگنے کا کیا فائدہ؟ لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ استخارے کے درست معنی نہ ہوں۔“

80۔ ابھی وہ آپس میں یوں بات چیت کر رہے تھے کہ بحث سے باخبر ایک آدمی نے چلا کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہا۔۔۔ "میرے خیال میں مجھے یہ سمجھ آگئی ہے کہ کہانت نے ہمیں کیا راستہ اختیار کرنے کی نصیحت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسوپس کی دو بیٹیاں تھیبے اور ایجینا تھیں۔ دیوتا کا مطلب ہے کہ چونکہ یہ دونوں بہنیں تھی اس لیے ہمیں ایجینا سے مدد مانگنی چاہیے۔" چونکہ کوئی اور شخص استخارے کی اس سے بہتر تفسیر نہ کر سکا تھا' لہٰذا اہل تھیبس نے فوراً اپنے قاصدوں کو ایجینا روانہ کیا اور کہانت کی نصیحت کے مطابق اُن سے اپنے قریب ترین لوگوں کے طور پر مدد طلب کی۔ اہل ایجینا نے اس درخواست کے جواب میں کہا وہ ایاسیدے کو اُن کی مدد کے لیے بھیجیں گے۔

81۔ اب اہل تھیبس نے ایاسیدے کی مدد پر انحصار کرتے ہوئے جنگی شعلوں کو دوبارہ بھڑکانے کی جرات کی؛ لیکن انہیں اتنا برا جواب ملا کہ انہوں نے ایاسیدے کو واپس بھیجنے اور اہل ایجینا سے اُن کی جگہ پر دوسرے آدمی بھجوانے کی درخواست کرنے کا فیصلہ کیا۔ اُس وقت کے خوشحال ترین لوگوں اہل ایجینا نے اپنی عظمت کو سربلند کیا اور ساتھ ہی انہیں ایتھنز کے ساتھ اپنا ایک قدیم تنازعہ یاد آیا؛[۱۲] انہوں نے تھیبیوں کو مدد فراہم کرنے پر رضامندی ظاہر کی اور فوراً ایتھنیوں کے ساتھ جنگ کرنے نکل کھڑے ہوئے۔۔۔ حتیٰ کہ انہیں قاصد کے ذریعہ پیشگی اطلاع بھی نہ بھیجا۔ ایتھنیوں کا سارا دھیان اہل بیوشیا کے ساتھ جدوجہد میں لگا ہوا تھا؛ لہٰذا اہل ایجینا اپنے جنگی جہازوں میں سوار ہو کے ایٹیکا کے ساحلوں پر جا اُترے' فالیرم[۱۳] کو لوٹا اور بہت سے جہازی شہروں (townships) کو تباہ کیا جس سے ایتھنیوں کو زبردست نقصان ہوا۔

82۔ اِیجینا اور ایتھنز والوں کے درمیان قدیم تنازعہ مندرجہ ذیل حالات کی پیداوار تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایپی ڈورس کی زمینوں پر کوئی فصل نہ ہوئی؛ اور ایپی ڈوریوں نے اپنی اِس مصیبت کے بارے میں ڈیلفی سے استخارہ کروایا۔ جواب میں کاہنہ نے اُنہیں دامیا اور اوکسیشیا (Auxesia) کی شبیہیں نصب کرنے کا حکم دیا اور یہ کام مکمل ہونے کی صورت میں انہیں انعام دینے کا وعدہ کیا۔ ایپی ڈوریوں نے پوچھا: "شبیہیں کانسی کی بنائی جائیں یا پتھر کی؟" کاہنہ نے انہیں بتایا: "کانسی کی اور نہ ہی پتھر کی؛ بلکہ انہیں باغ کے زیتون سے بناؤ۔"[۱۴] تب ایپی ڈوری ایتھنز کے لیے روانہ ہوئے اور ایٹیکا میں زیتون کاٹنے کی اجازت چاہی' کیونکہ زیتون کے درخت ایتھنیوں کے لیے مقدس ترین تھے' یا کچھ دیگر لوگوں کے مطابق اس لیے کہ اُس وقت ایتھنز کے سوا دنیا کے کسی حصے میں زیتون کے درخت موجود نہ تھے۔[۱۵] ایتھنیوں نے جواب دیا کہ وہ انہیں اِس شرط پر زیتون دیں گے کہ وہ ہر سال ایتھنا پولیاس اور اریک تھیئس کو تحائف نذر کیا کریں گے۔[۱۶] ایپی ڈوری مان گئے اور مطلوبہ چیز حاصل کر کے زیتون کی لکڑی سے شبیہیں بنا کر انہیں اپنے ملک میں نصب کر دیا۔ تب اُن کی زمین نے فصل پیدا کی اور انہوں نے ایتھنیوں کو وعدے کے مطابق ادائیگی کی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

83- قدیم دور میں اور حتیٰ کہ یہ واقعہ ہونے کے دور میں بھی اہلِ ایجنیا ہر لحاظ سے ایپی ڈوریوں کے ماتحت تھے' اور انہیں اپنے تمام باہمی جھگڑے چکانے کے لیے ایپی ڈورس جانا پڑتا تھا۔ تاہم' اِس کے بعد اہلِ ایجینا نے اپنے جہاز بنائے اور مغرور ہو کر ایپی ڈوریوں سے بغاوت کر دی۔ یوں اُن کے ساتھ دشمنی کا آغاز کر کے سمندر پر قابض ایجینیاؤں نے ایپی ڈورس کو لوٹا اور داسیا اور اوکسیشیا کی شبیہیں تک اُٹھا کر لے گئے جو انہوں نے اندرون ملک اپنے شہر سے تقریباً بیس فرلانگ دور اوئیا (Oea) نامی مقام پر نصب کر رکھی تھیں۔ اِس کارروائی کے بعد انہوں نے شبیہوں کے لیے ایک عبادت مقرر کی جس میں قربانیاں اور نسوانی ہجو یہ اجتماعی گیت شامل تھے; ساتھ ہی انہوں نے مخصوص افراد کو اِس کام پر لگایا کہ وہ دونوں دیویوں کے لیے دس دس اجتماعی گیت بنائیں۔ اِن گیتوں میں مردوں کو تو نہیں' بلکہ صرف ملک کی عورتوں کو گالی دی گئی تھی۔ اِسی قسم کی مقدس نشاط انگیزیاں بھی ایپی ڈوریوں میں مروج تھیں۔ اِسی طرح ایک اور طرح کی مقدس رنگ رلیاں بھی تھیں جن کے بارے میں بات کرنا جائز نہیں۔

84- شبیہوں کی چوری کے بعد ایپی ڈوریوں نے ایتھنیوں کو طے شدہ رقم ادا کرنا بند کر دی جس پر ایتھنیوں نے قاصد کے ذریعہ شکایت ایپی ڈورس بھجوائی۔ لیکن ایپی ڈوریوں نے اُن پر ثابت کیا کہ وہ کسی غلطی کے مرتکب نہ تھے۔ انہوں نے کہا۔۔۔ "جب تک شبیہیں ہمارے ملک میں تھیں ہم معاہدے کے مطابق نذر و نیاز بر وقت بھجواتے رہے۔ اب چونکہ شبیہیں ہم سے چھین لی گئی ہیں اس لیے ہم ادائیگی کے فرض سے سبکدوش ہو گئے ہیں: اب ایتھنی اپنی رقم کا مطالبہ ایجینیاؤں سے کریں جو اِس وقت شبیہوں پر قابض ہیں۔۔" تب ایتھنیوں نے قاصد کو ایجینا بھیجا اور شبیہوں کی واپسی کا تقاضا کیا; لیکن ایجینیاؤں نے جواب دیا کہ ایتھنیوں کا اِن سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔

85- ایتھنیوں کا کہنا ہے کہ اِس کے بعد ایک سہ طبقہ جہاز پر بعض شہریوں کو سوار کر کے ایجینا بھیجا گیا اور ریاست کی جانب سے بھیجے گئے یہ افراد ایجینا میں اُترے اور شبیہوں کو واپس لے جانا چاہا; وہ انہیں اپنی ملکیت سمجھتے تھے کیونکہ وہ اُن کے ملک کی لکڑی سے بنائی گئی تھیں۔ سب سے پہلے انہوں نے شبیہوں کو اُن کے پیڈسٹلز سے اکھاڑ کر اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کی' مگر ناکام رہے۔ تب انہوں نے شبیہوں کے ساتھ رسے باندھے اور انہیں گرانے کے لیے زور لگایا۔ اس کوشش کے دوران اچانک آسمان زور سے گرجا اور زمین زلزلے سے کانپ اُٹھی; اور سہ طبقہ جہاز کا عملہ دیوانگی کے عالم میں ایک دوسرے کو دشمنوں کی طرح قتل کرنے لگا; انجام کار صرف ایک آدمی باقی رہ گیا جو اکیلا فالیرم لوٹا۔

86- یہ ہے ایتھنیوں کا بیان۔ اہلِ ایجینا یہ تسلیم نہیں کرتے کہ جہاز صرف ایک ہے۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہتے ہیں "اگر جہاز صرف ایک ہوتا تو وہ حملے کا جواب بہت آسانی سے دے لیتے' اگر چہ اُن کے پاس کوئی جنگی بیڑا نہیں تھا؛ لیکن ایتھنی بہت بڑی تعداد میں جہاز لے کر آئے' لہٰذا انہوں نے جنگ نہ لڑی۔" تاہم وہ اس امر کی وضاحت نہیں دیتے کہ آیا انہوں نے سمندر میں اپنی کمتری کی وجہ سے ہار مانی یا اُس مقصد کے تحت جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں۔ اُن کا بیان یہ ہے کہ ایتھنیوں کو اپنے جہازوں سے اُترنے پر جب معلوم ہوا کہ مدافعت کے لیے کوئی موجود نہیں تو وہ شبیہوں کی طرف گئے اور انہیں اُکھاڑ کر لے جانے کی کوششوں میں ناکام ہوئے۔ پھر اُن کے مطابق۔۔۔ تاہم' مجھے ان کی بات پر یقین نہیں۔۔۔ جب دونوں مجسموں کو گھسیٹا اور کھینچا جا رہا تھا تو وہ دونوں اپنے گھٹنوں کے بل ہو گئے؛ وہ آج بھی اسی حالت میں ہیں۔ یہ تھا (ان کے مطابق) ایتھنیوں کا رویہ؛ دریں اثناء انہیں ساری کارروائی کا پہلے سے ہی علم ہو گیا تھا اور انہوں نے اہل آرگوس کو کمربستہ رہنے پر زور دیا؛ اور ابھی ایتھنیوں نے اُن کے ساحلوں پر قدم رکھا ہی تھا کہ اہل آرگوس مدد کو آ گئے۔ انہوں نے خفیہ طور پر اور خاموشی کے ساتھ ایجی ڈورس کو پار کیا اور ایتھنیوں کو خبر ہونے سے پہلے ہی اُن پر ٹوٹ پڑے۔ عین اُسی وقت آسمان گرجا اور زمین زلزلے سے لرزی۔

87۔ اہل ایجیناو آرگوس دونوں اس بیان پر متفق ہیں؛ اور خود ایتھنی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اُن کا صرف ایک آدمی زندہ حالت میں واپس ایٹیکا آیا تھا۔ اہل آرگوس کے مطابق وہ اُس جنگ میں بچ نکلا تھا جس میں انہوں نے ایتھنی فوجی دستوں کو تباہ کیا تھا۔ ایتھنیوں کے مطابق اُن کو فوج کو دیوتا نے تباہ کیا' اور یہ ایک آدمی بھی زندہ نہ بچا تھا' کیونکہ وہ مندرجہ ذیل انداز میں موت کا شکار ہوا۔ جب وہ تباہی کی خبر لے کر ایتھنز واپس پہنچا تو مہم پر جانے والوں کی بیویاں بہت دلگیر ہوئیں کہ صرف وہ قتل ہونے سے بچ گیا ہے۔۔۔ چنانچہ وہ اُس آدمی کے گرد جمع ہو گئیں اور اُسے اپنے لباس کے ساتھ بندھی پیٹیوں (Brooches) سے مارا۔۔۔ ہر ایک عورت نے یہ پوچھتے ہوئے اُسے ایک مرتبہ پیٹی ماری کہ وہ اُس کے شوہر کو کہاں چھوڑ آیا تھا۔ اس طرح آدمی مر گیا۔ ایتھنیوں نے عورتوں کے اس فعل کو ساری فوج کے انجام سے بھی زیادہ خوفناک خیال کیا؛ چونکہ انہیں سمجھ نہ آئی کہ عورتوں کو کیسے سزا دیں' لہٰذا اُن کے لباس اُتروا کر انہیں ایونیاؤں والا لباس پہننے پر مجبور کیا۔ ایتھنی عورتیں اس وقت تک ڈوریائی لباس پہنتی تھیں جس کی وضع قطع کورنتھی عورتوں کے لباس سے ملتی جلتی تھی۔ لیکن اب انہیں لنن کی عباء پہننا پڑی جس کے لیے بروچز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ۱۱

88۔ تاہم' حقیقت میں یہ لباس اصلاً ایونیائی نہیں بلکہ کیریائی ہے؛ کیونکہ قدیم دور میں تمام یونانی عورتیں وہ لباس پہنتی تھیں جسے اب ڈوریائی کہا جاتا ہے۔ مزید بتایا جاتا ہے کہ اہل آرگوس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وایجینیا نے اسی حوالے سے اپنی عورتوں کے لیے یہ رواج بنالیا کہ وہ سابق بروچز سے نصف سائز کی بروچز پہنا کریں اور ان دیویوں کے معبد میں کسی اور چیز کی بجائے بروچز ہی نذر کیا کریں۔ انہوں نے ایٹیکا کی کوئی چیز بھی معبد میں لانے سے منع کر دیا۔ چاہے وہ مٹی کا مرتبان ہی ہو[۸۸] اور ایک قانون بنایا کہ آئندہ وہاں پینے کے مقامی برتن ہی استعمال ہونے چاہیں۔ اس قدیم دور سے میرے زمانے تک اہل آرگوس وایجینا کی عورتیں ایتھنیوں سے نفرت کے باعث ہمیشہ پہلے سے بڑے بروچز پہنتی رہی ہیں۔

89۔ تو یہ تھی اُس تنازعہ کی وجہ جو اہل ایجینیا اور ایتھنیوں کے مابین موجود تھا۔ چنانچہ ' جب اہل تھیبس نے مدد کی درخواست کی تو ایجینیائی فوراً اہل بیوشیا کی مدد کرنے پر تیار ہو گئے۔ انہوں نے ایٹیکا کے سارے ساحل پر لوٹ مار کی; اور جواب میں ایتھنی اُن پر حملہ کرنے ہی والے تھے کہ ڈیلفی کی کہانت نے انہیں روک دیا اور ساتھ ہی حکم دیا کہ وہ اہل ایجینا کی اس زیادتی کے تیس برس بعد تک انتظار کریں اور اکتیسویں برس میں پہلے ایاکس کے لیے ایک مقدس احاطہ مخصوص کر کے جنگ شروع کریں۔ کاہنہ نے کہا' "یوں تمہاری خواہش پوری ہو جائے گی' لیکن اگر تم فوراً جنگ کرنے نکل پڑے تو انجام کار جزیرے کو فتح تو کر لو گے 'لیکن اس سے پہلے بہت تکلیف و مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔" یہ انتباہ سن کر ایتھنیوں نے ایاکس کے لیے ایک مقدس احاطہ مختص کیا۔۔۔ اُن کے بازار میں وہ آج بھی اُسی کے نام سے منسوب ہے۔۔۔ لیکن تیس سال تک صبر نہ کر سکے 'کیونکہ اہل ایجینا نے اُن کے ساتھ بڑا غلط سلوک کیا تھا۔

90۔ وہ اپنا انتقام لینے کے لیے تیاریاں کر رہے تھے کہ لیسیڈیمونیوں کی جانب سے تازہ ہل جل اُن کے منصوبوں کی راہ میں رکاوٹ بن گئی۔ لیسیڈیمونیوں کو سچائی کا علم ہو گیا تھا۔۔۔ کہ کیسے آلکمیونیدے نے کاہنہ کو رشوت دی' کاہنہ نے اُن کے اور پسی سٹراٹیدے کے خلاف سازش کی; اس انکشاف سے انہیں دوہرا دکھ ہوا کیونکہ انہیں اپنے ہی مخلص دوستوں کو جلاوطن کرنے کے بعد پتہ چلا کہ انہیں ایتھنز سے ذرہ برابر بھی مدد حاصل نہیں ہوئی تھی۔ وہ بعض پیشگوئیوں سے بھی رنجیدہ ہوئے' جنہوں نے قرار دیا کہ ایتھنی اُن پر بہت سی خوفناک مصیبتیں نازل کریں گے۔ ماضی میں وہ ان سے لاعلم تھے 'لیکن اب وہ کلیومینیس کے ذریعہ ان سے واقف ہو گئے تھے۔۔۔ جو انہیں ایتھنی قلعہ میں سے نکال کر اُس وقت اپنے ساتھ سپارٹا لے آیا تھا جب پسی سٹراٹیدے نے ایتھنز سے بے دخلی کے بعد انہیں وہاں چھوڑا تھا: وہ معبد[۸۹] میں تھے' اور کلیومینیس انہیں وہاں دیکھ کر اپنے ہمراہ لے گیا۔

91۔ سو جب لیسیڈیمونیوں کو پیشگوئیوں کا علم ہوا اور انہوں نے ایتھنیوں کی طاقت میں اضافہ ہوتے دیکھا' اور وہ اُن کے ماتحت بن کر رہنے کا سوچ رہے تھے تو انہیں یہ خیال آیا کہ اگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایٹیکا کے لوگ آزاد ہوتے تو وہ خود اُن جتنے طاقتور ہوتے' لیکن اگر وہ کسی مطلق العنان حاکم کے دباؤ میں ہیں تو کمزور اور اطاعت پسند ہوں گے۔ اس احساس کے تحت انہوں نے پسی سٹراٹس کے بیٹے ہپیاس کو ہیلس پونٹ پر سیجیئم سے بلوایا جہاں پسی سٹراٹید نے پناہ لے رکھی تھی۔ [120] ہپیاس اُن کے کہنے پر آن پہنچا اور اُس کی آمد پر سپارٹائیوں نے تمام دیگر حلیفوں کے نمائندوں کو ثمن بھیجا اور اجلاس سے یوں خطاب کیا:

"مسلح دوستو اور بھائیو! ہم یہ اعتراف کرنے کے لیے آزاد ہیں کہ ہم نے ماضی میں ایک غیر درست حرکت کی تھی۔ متضاد استخاروں سے گمراہ ہو کر ہم نے اپنے مخلص اور سچے دوستوں کو اُن کے ملک سے نکال دیا' اور مزید بر آں انہیں بھی جنہوں نے ایتھنز کو ہم پر منحصر کر رکھا تھا؛ اور ہم حکومت ناشکرے لوگوں کے ہاتھ میں دے دی۔۔۔ ایسے لوگ جنہوں نے ہمارے ذریعہ آزادی اور طاقت حاصل کرتے ہی ہم سے اور ہمارے بادشاہ سے ہر ممکن گستاخی کے ساتھ اپنے شہر سے باہر نکال دیا۔ تب سے وہ متواتر اپنی سوچوں کو بلند کرتے رہے ہیں' جیسا کہ بیوشیا اور کالسس کے پڑوسیوں کو اپنی قدر و قیمت معلوم ہو گئی ہے اور دیگر نے اگر انہیں ناراض کیا تو وہ بھی جلد ہی اپنی قدر و قیمت جان جائیں گے۔ اس غلطی کا ارتکاب کرنے کے بعد اب ہم آپ کی مدد سے اپنی پیدا کردہ خرابیوں کا ازالہ اور ایتھنیوں سے اپنا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے تحت ہم نے ہپیاس کو یہاں بلوایا ہے اور آپ کو بھی مختلف ریاستوں سے آنے کی دعوت دی تاکہ اب ہم سب دل و جان سے متحد ہو کر اُسے ایتھنز واپس دلائیں اور یوں اسے وہ چیز واپس دے دیں جو پہلے اُس سے چھینی تھی۔"

92-(i) یہ تھا اہل سپارٹا کا خطاب۔ حلیفوں کی اکثریت نے مائل ہوئے بغیر یہ سب باتیں سنیں۔ تاہم کسی نے بھی خاموشی کو نہ توڑا: آخر کار کورنتھی سوسیکلیز نے کہا:۔۔۔

"یقیناً جلد ہی آسمان نیچے اور زمین اوپر ہو گی' اور انسان سمندر میں رہنے لگیں گے اور اُن کی جگہ مچھلیاں خشکی پر آ جائیں گی' کیونکہ آپ لیسیڈیمونی حضرات یونان کے شہروں میں آزاد حکومتیں ختم کرنے اور اُن کی جگہ پر مطلق العنان حاکمیتیں قائم کرنے کی تجویز دے رہے ہیں۔ دنیا میں کوئی چیز بھی مطلق العنانی سے زیادہ نامنصفانہ اور خونیں نہیں۔ تاہم' اگر آپ کی نظر میں شہروں پر جابرانہ حکومتیں قائم کرنا درست ہے تو سب سے پہلے خود کو مطلق العنان فرمانروا کی ماتحتی میں دیں اور اُس کے بعد دوسری ریاستوں کو۔ اگر آپ ہمیشہ کی طرح اب بھی استبدادیت سے ناآشنا رہے اور سپارٹا کو اس سے بچائے رکھا تو موجودہ کارروائی کا مطلب اپنے حلیفوں کو بے اہمیت سمجھنے کے مترادف ہو گا۔ اگر آپ کو اور ہمیں بھی یہ معلوم ہو تاکہ مطلق العنانی کیا ہے تو آپ زیادہ بہتر طور پر مشورہ دینے کے قابل ہوتے۔ (92' ii) کورنتھ کی حکومت کبھی ایک چند

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سری حکومت تھی --- باہمی شادیاں کرنے والے ایک ہی نسل باخیادے کے افراد امور کا انتظام چلاتے تھے۔ اب یوں ہوا کہ اُن میں سے ایک کی لیبڈا نامی لنگڑی بیٹی تھی جس کے ساتھ باخیادے کا کوئی بھی مرد بیاہ کرنے کو تیار نہ تھا؛ چنانچہ اُس کی شادی لاپیتھے نسل اور کینیئس کے گھرانے سے تعلق رکھنے والے' پیترا ٹاؤن شپ کے رہائشی ا۔تیون ابن ایکی کریٹس سے ہوئی جس کی کسی بیوی سے کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ اس سلسلے میں استخارہ کروانے ڈیلفی گیا۔ ابھی وہ معبد میں داخل ہی ہوا تھا کہ کاہنہ نے ان الفاظ کے ساتھ اُس کا استقبال کیا ---

او قابل احترام ا۔تیون! اب کوئی تمہارا احترام نہیں کرتا: ---
لیبڈا بہت جلد ماں بنے گی --- اُس کا چٹان جیسا بچہ ایک دن شاہی نسل اور
کورنتھ شہر پر ٹوٹ پڑے گا۔

اتفاق سے باخیادے کو ا۔تیون سے کہی گئی اس غیبی بات کی خبر ہو گئی؛ انہیں ابھی تک اس قسم کی ایک اور سابق پیش گوئی کا مطلب بھی سمجھ نہیں آیا تھا' جو یوں تھی: ---

جب چٹانوں کے درمیان شاہین ایک آدم خور شیر کو جنم دے گا'
وہ طاقتور و غضبناک شیر بہت سوں کی ٹانگیں اُدھیڑ ڈالے گا ---
اے کورنتھی لوگو' اس پر اچھی طرح غور و خوض کر لو'
تم جو پیرینے اور کورنتھ کے قریب رہتے ہیں۔

(92' iii)۔ باخیادے کو کچھ عرصہ قبل اس کہانت کا علم ہوا تھا لیکن وہ اس کا مطلب سمجھنے میں ناکام رہے' حتیٰ کہ انہوں نے ا۔تیون کی کہانت کے متعلق سُنا تو سب کچھ فوراً سمجھ آ گیا۔ بایں ہمہ' اگرچہ اب انہیں پہلی پیش گوئی کا مقصد معلوم ہو گیا تھا' مگر وہ خاموش رہے اور اُس بچے کو مارنے کا سوچنے لگے جسے ا۔تیون کی بیوی نے جنم دینا تھا۔ چنانچہ جونہی ا۔تیون کی بیوی نے بچے کو جنم دیا' انہوں نے اپنے دس آدمیوں کو ا۔تیون کے ٹاؤن شپ کی جانب یہ حکم دے کر بھیجا کہ وہ بچے کو اغواء کر لیں۔ سو وہ افراد پیترا آئے اور ا۔تیون کے گھر میں جا کر پوچھا کہ کیا وہ بچے کو دیکھ سکتے ہیں؛ اُن کی نیت سے لاعلم لیبڈا نے بچے کو لا کر اُن میں سے ایک کی بازوؤں میں رکھ دیا۔ اُن افراد نے راستے میں طے کیا تھا کہ جو کوئی بھی بچے کو سب سے پہلے پکڑے گا تو اُسے فوراً فرش پر دے مارے گا۔ تاہم کسی الوہی منشاء کے تحت جب لیبڈا نے بچے کو آدمی کی بازوؤں میں رکھا تو وہ مسکرا اٹھا۔ آدمی کو یہ مسکراہٹ دیکھ کر اُس پر رحم آ گیا اور اُسے مار نہ سکا' چنانچہ اُس نے بچہ اپنے ساتھ والے کو پکڑا دیا؛ اسی طرح دس کے دس افراد نے باری باری بچے کو اُٹھایا لیکن اُسے قتل نہ کر پائے۔ ماں نے بچہ واپس لیا۔ آدمی گھر سے باہر جا کر کھڑے ہو گئے اور وہاں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے؛ اُس آدمی کو سب سے زیادہ ملامت کی گئی جس نے بچے کو سب سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہلے اُٹھایا تھا کیونکہ اُس نے طے شدہ پروگرام پر عمل نہ کیا تھا۔ آخر کار کافی وقت یونہی گذر جانے پر انہوں نے دوبارہ گھر میں جانے اور مل کر قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ (iv'92) لیکن اِیتیون کی اولاد کے ہاتھوں کورنتھ پر آفت آنا مقدر ہو چکا تھا: لہٰذا دروازے کے قریب ہی کھڑی لیبڈا نے اتفاقاً اُن کی ساری گفتگو سن لی اور خوفزدہ ہو کر بچے کو ایسی جگہ چھپا دیا جہاں کسی کو شک نہیں ہو سکتا تھا: یعنی اناج کی پیٹی (Cysel) میں۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ لوگ دوبارہ بچے کو دیکھنے آئے تو سارے گھر کی تلاشی لیں گے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا مگر بچے کو کہیں نہ پا کر انہوں نے یہی بہتر خیال کیا کہ واپس جا کر اعلان کر دیں کہ وہ بچے کو ٹھکانے لگا آئے ہیں۔ انہوں نے گھر واپس آ کر سب کو یہی بتایا۔ (v'92) اِیتیون کا بیٹا بڑا ہوا اور اُسے اوپر مذکور واقعہ کی یاد میں اناج کی پیٹی کی نسبت سے سِپسیلس کا نام دیا گیا۔ جوان ہونے پر وہ ڈیلفی گیا اور استخارہ کروانے پر اُسے ذو معنی جواب ملا جو حسبِ ذیل تھا:۔

دیکھو میرے گھر میں ایک ایسا آدمی آیا ہے جس پر قسمت مہربان ہے'
پسیلس ابن اِیتیون اور پر جلال کورنتھ کا بادشاہ'۔۔۔
وہ اور اس کے بچے بھی خوش ہیں'
لیکن بچوں کے بچے نہیں۔

پسیلس نے اِس کہانت پر مکمل یقین کے ساتھ کوشش کی اور کورنتھ کا حکمران بن گیا۔ یوں مطلق العنان بن کر اُس نے نہایت درشتی سے حکومت کی۔۔۔ بہت سے کورنتھیوں کو ملک بدر کیا' متعدد کو اُن کی جائیدادوں سے محروم کر دیا اور اُس سے بھی زیادہ بڑی تعداد کی زندگیاں چھین لیں۔ (vi'92) اُس کی حکومت تیس برس تک رہی' اور آخری برسوں میں پھل پھول رہی تھی: یہاں تک کہ اُس نے حکومت اپنے بیٹے پریاندر کے لیے چھوڑ دی۔ اس بادشاہ نے اپنی حکومت کے آغاز میں باپ کی نسبت کچھ نرم مزاجی کا مظاہرہ کیا' لیکن مِلیتس کے فرمانروا تھریسی بیولس کے ساتھ قاصدوں کے ذریعہ خط و کتابت کے بعد باپ سے بھی زیادہ ظالم بن گیا۔ ایک موقعہ پر اُس نے ایک قاصد بھیج کر تھریسی بیولس سے پوچھا کہ وقار کے ساتھ حکومت کرنے کے لیے بہترین انداز حکومت کون سا ہے۔ تھریسی بیولس قاصد کو شہر سے باہر غلے کے کھیت میں لے گیا اور اُس میں سے گذرتے ہوئے بار بار پوچھتا رہا کہ وہ کورنتھ سے کس مقصد کے تحت آیا ہے: اور اس دوران وہ ساتھ ساتھ غلے کی وہ بالیاں توڑ کر پھینکتا رہا جو باقیوں سے اوپر نکلی ہوئی تھیں۔۔ اس طرح اُس نے سارے کھیت میں پھر کر فصل کا سارا بہترین اور بھرپور ترین حصہ تباہ کر ڈالا۔۔ پھر ایک بھی لفظ کہے بغیر قاصد کو واپس بھیجا۔ قاصد کی کورنتھ واپسی پر پریاندر تھریسی بیولس کا مشورہ جاننے کا مشتاق تھا' لیکن قاصد نے بتایا کہ اُس نے کچھ بھی نہیں بتایا: وہ حیران تھا کہ پریاندر نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُسے ایک ایسے آدمی کے پاس کیوں بھیجا جو دیکھنے میں بدحواس لگتا ہے' کیونکہ اُس نے اپنی ہی فصل تباہ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کیا تھا۔ پھر اُس نے پریاندر کو تھریسی بیولس کی ساری حرکت سے آگاہ کیا۔ (vii '92) پریاندر کو اس عمل کا مطلب سمجھ میں آگیا اور اُس نے جان لیا کہ تھریسی بیولس نے اُسے تمام سرکردہ شہریوں کو مار ڈالنے کا مشورہ دیا ہے۔ چنانچہ تب کے بعد اُس نے اپنے عوام کے ساتھ بے انتہاء ظلم کیا۔ سپسیلس نے انہیں مارا اور نہ ہی جلاوطن کیا تھا' لیکن پریاندر نے وہ کام پورا کر دیا جو اُس کے باپ نے ادھورا چھوڑا تھا۔ [121] ایک دن اُس نے کورنتھ کی تمام عورتوں کو اپنی بیوی میلیسا کی خاطر الف ننگا کروا دیا۔ اُس نے قاصدوں کو بھیجا کہ وہ ایک مسافر سے اُس کے کیے ہوئے وعدے کے بارے میں دریائے ایکرون [122] کے کنارے پر واقع مردے کے دارالاستخارہ سے رجوع کریں' اور میلیسا ظاہر ہوئی مگر اس نے یہ بتانے سے انکار کر دیا کہ وعدہ کہاں تھا۔۔۔ اس نے کہا'۔۔۔"کوئی کپڑے نہ ہونے کے باعث میں ٹھٹھر رہی ہوں' میرے ساتھ دفن کیے گئے کپڑے استعمال کے لائق نہیں کیونکہ انہیں جلایا نہیں گیا تھا اور یہ پریاندر کے لیے اس بات کی علامت ہے کہ میری کہی ہوئی بات درست ہے۔۔۔ جب اُس نے چولہے میں اپنی روٹیاں پکائیں تو وہ ٹھنڈا تھا۔" جب یہ پیغام پریاندر کے پاس لایا گیا تو وہ علامت کو پہچان گیا کیونکہ اُس نے میلیسا کی لاش کی ساتھ ہی وہ لباس رکھا تھا: تب اُس نے صاف صاف اعلان کیا کہ تمام کورنتھیوں کی تمام بیویاں ہیرا کے معبد تک جائیں۔ سو عورتیں خوبصورت ترین پوشاکوں میں روانہ ہوئیں کہ جیسے کسی تیوہار میں شرکت کرنے جا رہی ہوں۔ تب اُس نے اُسی مقصد کے تحت چھپا کر بٹھائے ہوئے اپنے گارڈز کی مدد سے اُن سب کو برہنہ کروایا اور آزاد و غلام عورتوں میں کوئی امتیاز نہ برتا۔ پھر اُن کے کپڑے ایک گڑھے میں ڈال کر میلیسا کا نام پکارا اور سارے ڈھیر کو آگ لگا دی۔ اِس کارروائی کے بعد اُس نے دوسری مرتبہ استخارہ کروایا: اور میلیسا کے بھوت نے ظاہر ہو کر بتایا کہ مسافر کا وعدہ اُسے کہاں ملے گا۔ اے اہل لیسیڈیمون! یہ ہے مطلق العنانیت اور یہ ہیں اِس کے نتیجہ میں جنم لینے والے افعال۔ جب ہم کورنتھیوں نے سُنا کہ آپ نے ہپیاس کو بُلوایا ہے تو ہم بہت زیادہ حیران ہوئے: اور اب ہم آپ کی یہ تقریر سُن کر اور بھی زیادہ حیرت زدہ ہیں۔ ہم یونان کے مشترکہ دیوتاؤں کے نام پر آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اِس کے شہروں میں مطلق العنان فرمانروا تعینات نہ کریں۔ تاہم' اگر آپ نے فیصلہ کر ہی لیا ہے اور انصاف کے تمام تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر ہپیاس کو بحال کرنے پر مصر ہیں تو۔۔۔ جان لیں کہ کم از کم ہم کورنتھی آپ کے طرزِ عمل کو منظور نہیں کریں گے۔"

93۔ "یقیناً سب سے زیادہ افسوس کورنتھیوں کو ہو گا جب پسی سٹراٹیڈے کو ایتھنیوں کے ہاتھوں اپنی قسمت کی لکھی تکالیف سہنے کا وقت آئے گا۔" ہپیاس نے یہ بات اِس لیے کہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیونکہ اُسے پیشگوئیوں کے بارے میں کسی بھی دوسرے زندہ انسان سے زیادہ علم تھا۔ باقی کے حلیف سُوسیکلیز کی بات جاری رہنے تک خاموش رہے تھے، لیکن جب اُس نے اپنے خیالات اس قدر بیباکی سے کہہ ڈالے تو انہوں نے سکوت توڑا اور یک زبان ہو کر لیسیڈیمونیوں سے درخواست کی کہ "کسی یونانی شہر کا نظام تہہ و بالا نہ کریں۔" اِس طرح ساری کوشش بے سود ثابت ہوئی۔

94۔ تب ہپیاس نے پسپائی اختیار کی: مقدونیہ کے امینتاس نے اُسے انتھمس کا شہر پیش کیا، جبکہ تھیسالیوں نے اِیولکوس دینے پر آمادگی ظاہر کی؛ [۱۲۳] لیکن اُس نے دونوں کو نامنظور کیا اور واپس سیجیئم [۱۲۴] جانے کو ترجیح دی، جس شہر کو پسی سٹراٹس نے زور بازو پر ماتیلینیوں سے لیا تھا۔ پسی سٹراٹس جب اِس جگہ پر قابض ہوا تو اُس نے وہاں اپنے بیٹے ہیجسٹراٹس کو بطور مطلق العنان فرمانروا قائم کیا جس کی ماں آرگوس سے تعلق رکھتی تھی۔ لیکن اِس شہزادے کو اپنے باپ کے اِس تحفے سے لطف اٹھانے کی اجازت نہ ملی، کیونکہ وہاں کئی برس تک سیجیئم کے ایتھنیوں اور ایکلیئم [۱۲۵] نامی شہر کے ماتیلینیوں کے مابین جنگ جاری تھی۔ مائتیلینے والے مطالبہ کرتے تھے کہ یہ جگہ انہیں واپس دی جائے؛ لیکن ایتھنی نہ مانے کیونکہ اُن کا کہنا تھا کہ ٹروجنی علاقے پر ایولیاؤں کا استحقاق اُن سے یا کسی بھی اور ایسے یونانیوں سے زیادہ نہ تھا جنہوں نے ہیلن کے اغواء کے موقع پر مینی لاس کی مدد کی۔

95۔ چنانچہ جنگ شروع ہو گئی جس کے متعدد اور مختلف واقعات میں سے ایک حسب ذیل تھا۔ ایتھنیوں کی جیتی ہوئی ایک لڑائی میں شاعر الکیئس نے بھاگ کر جان بچائی لیکن اپنے ہتھیار کھو بیٹھا جو فاتحین کے ہاتھ لگ گئے۔ انہوں نے اِن ہتھیاروں کو سیجیئم میں ایتھنا کے معبد میں لٹکا دیا؛ اور الکیئس نے ایک نظم لکھی جس میں اپنے دوست میلانیپس کو شکست کا حال بتایا اور اُسے یہ نظم مائتیلینے بھجوادی۔ ماتیلینیوں اور ایتھنیوں کے مابین پریاندر ابن ہپسیلیس نے صلح کروائی جسے دونوں فریقین نے ثالث چنا تھا۔۔۔ اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ دونوں اپنے اپنے حالیہ مقبوضہ علاقوں پر برقرار رہیں؛ یوں سیجیئم ایتھنز کی اقلیم میں شامل ہو گیا۔

96۔ ہپیاس نے لیسیڈیمون سے ایشیاء واپس آ کر ارتافرنیس کو ایتھنز کے خلاف کرنے کے لیے زمین اور آسمان کے قلابے ملا دیئے، اور ایتھنز کو اپنا اور داریوش کا مطیع بنانے کی خاطر مقدور بھر کوشش کی۔ سو جب ایتھنیوں کو اُس کی نیتوں کا علم ہوا تو انہوں نے ایلچیوں کو سار دیس بھیجا اور فارسیوں سے استدعا کی کہ وہ ایتھنی جلاوطنوں کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ جواب میں ارتافرنیس نے انہیں بتایا کہ "اگر آپ محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو ہپیاس کو واپس وصول کرنا آپ کے لیے لازمی ہے۔" یہ جواب ملنے پر ایتھنیوں نے یہ بات نہ ماننے کا فیصلہ کیا اور فارسیوں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ کھلی دشمنی مول لینے کا ذہن بنالیا۔

97۔ ایتھنی اِس فیصلے تک پہنچے تھے، اور فارسیوں کے ساتھ تنازعہ کرنے کا سوچ چکے تھے کہ جب ملیشیائی ارستاغورث لیسیڈیمونی کلیومینیس کے حکم پر سپارٹا سے معطل ہونے کے بعد وہاں پہنچا۔ وہ جانتا تھا کہ سپارٹا کے بعد ایتھنز یونانی ریاستوں میں سے طاقتور ترین تھا۔[۱۲۶] وہ لوگوں کے سامنے نمودار ہوا اور سپارٹا کی طرح[۱۲۷] یہاں بھی انہیں ایشیاء کی اچھی چیزوں اور فارسیوں کے انداز جنگ سے متعلق بتایا۔۔۔ کہ وہ ڈھال اور نہ ہی نیزہ استعمال کرتے تھے، اور انہیں مفتوح کرنا کتنا آسان تھا۔ اُس نے اِن سب باتوں پر زور دینے کے علاوہ انہیں یہ یاددہانی کروائی کہ ملیتس ایتھنیوں کی بسائی ہوئی بستی تھا،[۱۲۸] لہٰذا وہ انہی کے ماتحت ہونا چاہیے جبکہ وہ اس قدر طاقتور تھے۔۔۔ اور اُس نے اپنی پرشوق درخواستوں میں اِس پر بہت کم توجہ دی کہ وہ کیا وعدہ کر رہا ہے۔۔۔ حتیٰ کہ اُن سب کو قائل کر لیا۔ لگتا ہے کہ اکیلے آدمی کی نسبت مجمعے کو زیادہ آسانی سے دھوکا دیا جاسکتا ہے۔۔۔ کیونکہ ارستاغورث لیسیڈیمونی کلیومینیس کو قائل کرنے میں تو ناکام ہو گیا تھا لیکن تیس ہزار ایتھنیوں کے ساتھ کامیاب رہا۔ ایتھنیوں نے اُس کی تحریصات کا شکار ہو کر متفقہ رائے دی کہ ایونیاؤں کی مدد کے لیے 20 بحری جہاز بھجوائے جائیں اور اُن کا سربراہ ہر اعتبار سے ممتاز شہری میلانتھیئس کو بنایا جائے۔ یہ جہاز یونانیوں اور بربریوں دونوں کے ساتھ زیادتی کا آغاز تھے۔

98۔ ارستاغورث آگے آگے روانہ ہوا اور ملیتس پہنچ کر ایک ایسا منصوبہ وضع کیا کہ جس سے ایونیاؤں کو کوئی ممکنہ فائدہ نہ پہنچ سکے؛۔۔۔ درحقیقت اِس منصوبے کو بناتے وقت اُس کے ذہن میں اُن کے فائدہ کی بجائے صرف اور صرف بادشاہ داریوش کو ستانے کی خواہش تھی۔ اُس نے فریجیا میں اُن پیونیاؤں کی جانب قاصد بھیجے جنہیں میگابازس دریائے سٹرائمون سے قیدی بنا کر لے گیا تھا،[۱۲۹] اور جو اب فریجیا میں زمین کے ایک خطہ پر جھونپڑیوں میں رہ رہے تھے۔ اِس آدمی نے پیونیاؤں کے پاس پہنچ کر اُن سے یوں خطاب کیا:

> "اے پیونیا کے رہنے والو، ملیتس کے بادشاہ ارستاغورث نے مجھے تمہارے پاس یہ بتانے کے لیے بھیجا ہے کہ اگر تم اُس کی بتائی ہوئی تجویز پر عمل کرو تو اب بچ کر نکل سکتے ہو۔ سارے ایونیا نے بادشاہ کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور تمہارے لیے وطن واپسی کی راہ کھلی ہے۔ تمہیں صرف ساحل تک پہنچنے کی تدبیر کرنی ہے؛ باقی کام ہمارا ہوگا۔"

اہل پیونیا نے جب یہ سنا تو بے انتہاء خوش ہوئے اور اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے کر پوری رفتار کے ساتھ ساحل کی جانب بھاگے؛ چند ایک ہی خوف کے مارے فریجیا میں رہے۔ باقی سمندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر پہنچے' سمندر پار کر کے کیاس گئے' جہاں انہوں نے ابھی قدم رکھا ہی تھا کہ فارسی گھڑسواروں کا ایک بہت بڑا دستہ ان کے قدموں کے نشانات پر چلتے چلتے آ گیا اور انہیں مغلوب کرنے کی کوشش کی۔ تاہم' کامیاب نہ ہونے پر انہوں نے کیاس پار پیغام بھیجا اور اہل پیونیا سے واپس آنے کی درخواست کی۔ موخرالذکر نے انکار کر دیا اور پہلے اہل کیاس نے انہیں کیاس سے لسبوس پہنچایا اور پھر اہل لسبوس نے آگے ڈور سکس تک؛ [۱۳۰] اِس مقام سے وہ پیدل پیونیا گئے۔

99۔ اب ایتھنی اپنے 20 جہازوں کے بیڑے کے ساتھ پہنچے اور اِریٹریوں [۱۳۱] کے پانچ سہ طبقہ جہاز بھی ہمراہ لائے جنہوں نے اچھے تعلقات کی بناء پر نہیں بلکہ ملیتس کے لوگوں کو ایک قرضہ کی ادائیگی کے لیے مہم میں شمولیت اختیار کی تھی۔ کیونکہ کالسیدیوں اور اِریٹریوں کے مابین ایک پرانی جنگ میں اہل ملیتس اِریٹریا کی طرف سے لڑے' جبکہ کالسیدیوں کو اہل ساموس کی مدد حاصل تھی۔ ارستاغورث نے اُن کی آمد پر باقی کے حلیفوں کو جمع کیا اور ساردیس پر حملہ کرنے کے لیے بڑھا؛ تاہم وہ ذاتی طور پر فوج کی قیادت نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنے بھائی کاروپینس اور ایک شہری ہرموفانتس کو سربراہ تعینات کیا جبکہ خود پیچھے ملیتس میں ہی رہا۔

100۔ ایونیائی اِس بیڑے کے ساتھ افیسس گئے اور اپنے جہازوں کو افیسی علاقے میں کورےسس کے مقام پہ چھوڑ کر شہر سے رہنما حاصل کیے اور ایک لشکر عظیم کے ساتھ آگے بڑھے۔ انہوں نے دریائے کائستر [۱۳۲] کی گزرگاہ کے ساتھ ساتھ مارچ کیا اور تمولس کی کوہستانی مینڈھ کو پار کر کے نیچے ساردیس پر حملہ آور ہوئے اور اُسے قبضہ میں لے لیا --- کسی آدمی نے کوئی مزاحمت نہ کی؛ --- سارا شہر اُن کے مکمل اختیار میں تھا' ماسوائے قلعہ کے جس کا دفاع ارتافرنیس ذاتی طور پر کر رہا تھا۔

101۔ تاہم' وہ شہر پر قبضہ کر لینے کے باوجود اُسے لُوٹنے میں کامیاب نہ ہوئے؛ کیونکہ ساردیس کے گھر زیادہ تر نرسلوں سے بنے تھے' اور چند ایک اینٹوں سے بنے گھروں کی چھتیں بھی نرسل کی تھیں' اس لیے جب کسی فوجی نے اُن میں سے ایک کو آگ لگائی تو یکایک گھر گھر جلنے لگا اور ہر طرف آگ پھیل گئی۔ [۱۳۳] شہر میں موجود فارسی اور لیڈیائی ہر طرف سے شعلوں میں گھِر گئے اور بچنے کی کوئی راہ نہ پا کر بازار میں ہجوم کی صورت میں اکٹھا ہوئے' پھر پاکتولس کے کناروں کی جانب گئے۔ کوہ تمولس سے آنے اور اپنے ساتھ ساردیس والوں کے لیے خاک طلاء کی ایک بھاری مقدار لانے والا دریا سیدھا ساردیس کے بازار میں سے ہو کر گزرتا ہے اور ہرمس کے سمندر تک پہنچنے سے پہلے ہی اُس میں مل جاتا ہے۔ سولیڈیائی اور فارسی جمع ہو کر پاکتولس کے قریب آئے اور انہیں اپنے دفاع میں کھڑے ہونا پڑا؛ اور ایونیاؤں نے جب اپنے دشمنوں کو جزواً مدافعت کرتے اور جزواً کثیرالتعداد جتھوں میں اپنے طرف آتے دیکھا تو وہ خوفزدہ ہو گئے اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمولس نامی مینڈھ میں پسپائی اختیار کی؛ رات آنے پر وہ اپنے جہازوں کو لوٹ گئے۔

102۔ تاہم سارڈیس جل کر راکھ ہو گیا اور دیگر عمارات کے علاوہ مقامی دیوی سائی بیلے کا معبد بھی تباہ ہو گیا؛ [134] یہی وجہ تھی کہ بعد ازاں فارسیوں کو یونانیوں کے معبد نذر آتش کرنے کا الزام دیا گیا۔ جونہی واقعہ کا علم ہوا' ہیلس کے اِس طرف سکونت پذیر تمام فارسی اکٹھے ہوئے اور لیڈیاؤں کو مدد کے لیے لائے۔ تاہم' اُن کے پہنچنے پر جب پتہ چلا کہ ایونیائی سارڈیس سے پیچھے ہٹ چکے تھے تو وہ تعاقب میں روانہ ہوئے اور اُن کے نقش قدم کے قریب قریب چلتے ہوئے ایفی سس میں اُن تک جا پہنچے۔ اہل ایونیا نے اُن کے خلاف جنگی صف بندی کی؛ اور جنگ شروع ہوئی جس میں یونانیوں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ فارسیوں نے اُن کی ایک بڑی تعداد کو تہہ تیغ کیا؛ انہوں نے دیگر مشہور و ممتاز آدمیوں کے علاوہ اریٹریوں کے کپتان یوایلسیداس (Eualcidas) کو بھی مار ڈالا جس نے کھیلوں میں اول انعامات جیتے اور Cean [135] سیموناپڈز سے داد و تحسین قبول کی تھی۔ جنگ سے بچ کر بھاگنے والوں نے مختلف شہروں میں پناہ لی۔

103۔ یوں یہ مقابلہ اختتام پذیر ہوا۔ بعد ازاں ایتھنیوں نے ایونیاؤں کو معاف کر دیا' اور اگرچہ ارستاغورث نے اپنے قاصدوں کے ذریعہ اُن سے کافی درخواستیں کیں مگر انہوں نے کوئی بھی مدد دینے سے انکار کر دیا۔ پھر بھی ایونیاؤں نے اس علیحدگی کے باوجود فارسی بادشاہ کے خلاف جنگ کرنے کے لیے اپنی تیاریاں مسلسل جاری رکھیں کیونکہ سابق حالات کے نتیجہ میں اب یہ جنگ ناگزیر ہو گئی تھی۔ ہیلس پونٹ کے اندر جہاز رانی کر کے وہ بائز نطیئم اور اُس حصے کے تمام دوسرے شہروں کو اپنی اطاعت میں لائے۔ پھر ہیلس پونٹ سے نکل کر کیریا گئے اور کیریاؤں کے اکثریتی حصے کو اپنے ساتھ ملا لیا؛ جبکہ کونس بھی ساتھ آن ملا جس نے سارڈیس کی آتشزدگی کے بعد ساتھ ملنے سے انکار کر دیا تھا۔

104۔ اماتھس کے سوا تمام سائپریوں نے بھی اپنی مرضی سے ایونیائی مقصد کو اپنایا۔ میڈیوں سے اُن کی بغاوت کا واقعہ حسب ذیل ہے۔ سلامیوں کے بادشاہ گورگس کا ایک چھوٹا بھائی اونی سیلس ابن سیرومس ابن اویلتھون ہوا کرتا تھا۔ اس آدمی نے سابق متعدد مواقع پر گورگس سے بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے کی استدعا کی تھی؛ لیکن ایونیاؤں کی بغاوت کا سُن کر اُس کے پاس مزید اڑے رہنے کی کوئی پرسکون وجہ نہ رہ گئی۔ تاہم گورگس نے اُس کی بات نہ سنی تو اُس نے خود ہی موقع تلاش کیا اور جب اُس کا بھائی شہر سے باہر گیا ہوا تھا تو اُس نے اپنے کرائے کے قاتلوں کے ساتھ مل کر دروازے بند کر دیئے۔ چنانچہ اونی سیلس اپنے شہر سے محروم ہو کر میڈیوں کی طرف بھاگ گیا؛ اور اونی سیلس نے سلامیوں کے بادشاہ کی جگہ سنبھال کر سارے سائپرس کو بغاوت پر آمادہ کرنا چاہا۔ اماتھیوں کے سوا سب مان گئے جنہوں نے اُس کی کوئی بات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ سُنی تھی؛ لہٰذا اوٹی سیلس اماتھس [۱۳۶] کے سامنے جا بیٹھا اور اُس کو محاصرے میں لے لیا۔

105۔ جب اوٹی سیلس اماتھس کے محاصرہ میں مصروف تھا تو بادشاہ داریوش کو اتھنیوں اور ایونیاؤں کے سارڈیس پر قبضہ کرنے اور اُسے آگ لگانے کی خبریں موصول ہوئیں؛ ساتھ ہی اُسے پتہ چلا کہ اتحاد کی ساری منصوبہ بندی اور حکمت عملی طے کرنے والا آدمی ملیشیائی ارستاغورث تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اُس نے سارا معاملہ سمجھتے ساتھ ہی ایونیاؤں کا خیال ذہن سے نکال دیا، اُسے یقین تھا کہ وہ اپنی بغاوت کی بھاری قیمت ادا کریں گے؛ اُس نے پوچھا کہ اتھنی کون تھے؟ [۱۳۷] اور مطلع کیے جانے پر اُس نے اپنی کمان منگوائی اور اُس میں ایک تیر لگا کر اُوپر آسمان کی جانب چھوڑا [۱۳۸] اور ساتھ ہی یہ کہا۔۔۔"اے زیئس [۱۳۹] مجھے اتھنیوں سے بدلہ لینے کی طاقت عنایت کر!" پھر اُس نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ وہ ہر رات کھانے کے لیے بیٹھتے وقت یہ الفاظ تین مرتبہ دوہرائیں۔۔۔"مالک، اتھنیوں کو یاد رکھیں۔"

106۔ تب اُس نے ملیتس کے ہستیاس کو اپنے حضور پیش ہونے کا پیغام بھیجا جسے کافی عرصہ سے اپنے دربار میں رکھا ہوا تھا؛ جب وہ آگیا تو اُسے یوں خطاب کیا۔۔۔"اے ہستیاس، مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہارے لیفٹیننٹ نے۔۔۔ جسے تم نے ملیتس میں تعینات کر رکھا ہے۔۔۔ میرے خلاف بغاوت بپا کی ہے۔ وہ دیگر براعظموں کے لوگوں کو میرے ساتھ لڑنے کے لیے لایا ہے اور ایونیاؤں۔۔۔ جن سے نمٹنا میں جانتا ہوں۔۔۔ کو اپنے ساتھ ملا کر سارڈیس کو مجھ سے چھین لیا ہے! تمہارا کیا خیال ہے، کیا ایسا ہی ہونا چاہیے؟ یا کیا یہ سب کچھ تمہارے علم اور مشورے کے بغیر ہو سکتا ہے؟ یاد رکھو، بعد میں یہی پتہ چلے گا کہ ان کارروائیوں کا الزام تمہارے سر جاتا ہے۔"

ہستیاس نے جواب دیا۔۔۔"اے بادشاہ، یہ آپ نے کیا بات کہہ دی ہے؟ کس چھوٹی یا بڑی ناخوشگواری نے آپ کے ذہن میں یہ خیال پیدا کر دیا! مجھے ایسا کرنے سے بھلا کیا ملے گا؟ یا اب میرے پاس کس چیز کی کمی ہے؟ کیا آپ کا سب کچھ میرا نہیں، اور کیا مجھے آپ کے تمام مشوروں میں حصہ لینے کے قابل نہیں سمجھا جاتا؟ اگر میرے لیفٹیننٹ نے وہی کچھ کیا ہے جو آپ بتا رہے ہیں تو یقین کریں کہ اُس نے صرف اور صرف اپنے دماغ سے کام لیا ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں یہ نہیں سوچ سکتا کہ واقعی ملیتس والوں اور میرے لیفٹیننٹ نے آپ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ لیکن اگر انہوں نے واقعی آپ کو کچھ نقصان پہنچایا اور آپ کو ملنے والی خبریں درست ہیں تو خود ہی دیکھ لیں کہ آپ کا مجھے ساحل سے ہٹانے کا فیصلہ کس قدر غلط تھا۔ لگتا ہے کہ ایونیائی وہاں سے میرے جانے تک انتظار کرتے رہے، اور پھر وہ کام کیا جس کے وہ کافی عرصہ سے متمنی تھے؛ جبکہ میں اگر وہاں موجود ہوتا تو ایک شہری بھی ہلچل کا شکار نہ ہوتا۔ اب آپ مجھے فوراً ایونیا روانہ کر دیں تاکہ میں معاملات کو پہلے والی ڈگر پر لے آؤں اور مسائل پیدا کرنے والے ملیتس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے نائیین کو آپ کے حوالے کردوں۔ میں آپ کے شاہی گھرانے کے تمام دیوتاؤں کی قسم کھاتا ہوں کہ اس معاملے کو آپ کی دلی خواہشات کے مطابق حل کرنے کے بعد اُتنی دیر تک کپڑے نہیں بدلوں گا جب تک کہ دنیا کے سب سے بڑے جزیرے سارڈینیا کو آپ کا باج گزار نہ بنالوں گا۔"

107۔ ہستیاس نے یہ بات بادشاہ کو دھوکہ دینے کے لیے کہی؛ اور داریوش نے ان باتوں سے قائل ہوکر اُسے جانے کی اجازت دی؛ بس اس بات کی یقین دہانی مانگی کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق عمل کرے اور پھر سُوساواپس آجائے۔

108۔ دریں اثناء--- جب سار دیس کے جلنے کی خبریں بادشاہ تک پہنچ رہی تھیں' اور داریوش تیر چلارہا اور ہستیاس کے ساتھ گفتگو کررہا تھا' اور موخرالذکر داریوش کی اجازت پاکر جہاز میں روانہ ہوچکا تھا--- سائپرس میں مندرجہ ذیل واقعات ہوئے۔ سلامینی اونی سیلس کو (جس نے اماتھس کو محاصرہ میں لے رکھا تھا) خبر ملی کہ ایک آرتی بیئس نامی فارسی بہت بڑا فارسی دستہ لے کر سائپرس پہنچنے والا تھا۔ سواونی سیلس نے یہ خبر ملنے پر ایونیا کے تمام علاقوں میں قاصد بھیجے اور ایونیاؤں سے مدد کی درخواست کی۔ انہوں نے تھوڑی سوچ بچار کے بعد اپنی پوری فوج جزیرے میں بھیج دی؛ اور اسی وقت فارسیوں نے اپنی بحری جہازوں میں سِلیشاپار کیا اور بذریعہ خشکی سلامیوں پر حملہ کرنے کے لیے بڑھے؛ جبکہ فنیقیوں نے بحری بیڑے کے ساتھ "سائپرس کی کنجیاں" نامی اس راس زمین کا چکر لگایا۔

109۔ ان صورتحالات میں سائپرس کے بادشاہوں نے ایونیاؤں کے کپتانوں کو جمع کرکے اُن سے یوں خطاب کیا:--- "اے اہل ایونیا' ہم سائپرسی یہ فیصلہ کرنے کا اختیار آپ کو سونپتے ہیں کہ آپ فارسیوں سے لڑیں گے یا فنیقیوں سے۔ اگر خشکی پر فارسیوں کے ساتھ طاقت آزمائی کرنے میں آپ کی خوشی ہے تو فوراً ساحل پہ آکر جنگ کے لیے صف بندی کرلیں؛ تب ہم آپ کے جہازوں پہ سوار ہوکر سمندر میں فنیقیوں کا مقابلہ کریں گے۔ لیکن اگر آپ فنیقیوں سے نمٹنے کو ترجیح دیتے ہیں تو ایسا ہی سہی: بس صرف یہ یقین رہے کہ آپ جو بھی راہ منتخب کریں وہ ایونیا اور سائپرس کی آزادی کو محفوظ رکھنے کی ہر ممکن کوشش ہو۔"

ایونیاؤں نے جواب دیا--- "ایونیا کی دولت مشترکہ ہمیں یہاں سمندر کی حفاظت کے لیے بھیجا ہے' نہ کہ اپنے جہاز آپ کے حوالے کرکے خود ساحل پر فارسیوں سے لڑنے کے لیے۔ چنانچہ ہم اپنے سپرد کیا گیا کام ہی کریں گے اور اُس میں کچھ خدمت کرنے کی کوشش کریں گے۔ یاد کیجئے' میڈیوں کی غلامی کے دوران آپ نے کیسے ظلم سہا تھا' بہادر سورماؤں والا طرز عمل اپنائیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

110۔ یہ تھا ایونیاؤں کا جواب۔ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ فارسی سلامیوں [۱۴۰] سے پہلے میدان میں آگے بڑھ آئے؛ اور سائپرسی بادشاہوں [۱۴۱] نے اُن سے لڑنے کے لیے اپنی فوجوں کی صف بندی کی' اور انہیں اس طرح تعینات کیا کہ جب باقی کے سائپرسی دشمن کے امدادی دستوں سے نبرد آزما ہوں تو سولیاؤں [۱۴۲] اور سلامینیوں کے بہترین دستے فارسیوں کا مقابلہ کریں۔ ساتھ ہی اونی سیلس نے اپنی مرضی سے فارسی جرنیل آرتی بیئس کے بالمقابل پوزیشن سنبھالی۔

111۔ اب آرتی بیئس ایک گھوڑے پر سوار ہوا جسے ایک پیادہ سپاہی کے ساتھ مقابلہ کرنے کی تربیت دی گئی تھی۔ اونی سیلس نے اس بات کا پتہ چلنے پر اپنے ڈھال بردار کو بلوایا جو کیریا سے تعلق رکھنے والا ماہر جنگ اور نہایت باہمت تھا؛ اونی سیلس نے اُس سے خطاب کیا:۔۔۔ میں نے سنا ہے کہ آرتی بیئس جس گھوڑے پہ سوار ہے وہ پچھلی دو ٹانگوں پہ کھڑا ہو کر آگے والی ٹانگوں اور دانتوں سے مدمقابل پر حملہ کرتا ہے۔ فوراً سوچ کر مجھے بتاؤ کہ تم کس کے ساتھ مقابلہ کرنے کا بیڑہ اُٹھاتے ہو۔۔۔ گھوڑے یا اُس کے سوار سے؟ اُس نے جواب دیا "میرے آقا میں ان دونوں' یا کسی ایک سے بھی مقابلہ کرنے کو تیار ہوں' اور ایسا کوئی امر نہیں جس کی وجہ سے میں آپ کے حکم پر عمل نہ کرسکوں۔ لیکن میں آپ کو ایک بات بتادوں جو میری نظر میں آپ کے لیے نہایت باعث دلچسپی ہوگی۔ چونکہ آپ ایک بادشاہ اور جرنیل ہیں' اس لیے میرے خیال میں آپ کو کسی ایسے شخص سے مقابلہ کرنا چاہیے جو بادشاہ بھی ہو اور جرنیل بھی۔ ایسی صورت میں اگر آپ نے اپنے مخالف کو قتل کردیا تو یہ آپ کے لیے باعث صد افتخار ہوگا' اور اگر خدانخواستہ آپ مارے گئے تو تب ایک اعلیٰ حیثیت کے دشمن کے ہاتھوں سے مرنا موت کا آدھا خوف ختم کردیتا ہے۔ اُس کے جنگی گھوڑے اور عملے کو آپ ہم' اپنے خادموں کے لیے چھوڑ دیں۔ اور گھوڑے کے کرتبوں کا کوئی خوف نہ کریں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ وہ آئندہ کبھی کسی کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکے گا۔

112۔ کیریائی کی اس تقریر سے کچھ ہی دیر بعد دونوں لشکر سمندر اور خشکی دونوں میدانوں میں برسرپیکار ہوئے۔ اور اتفاق ایسا ہوا کہ سمندر میں ایونیاؤں نے۔۔۔ جو کبھی پہلے یا بعد میں اُس دن جیسا نہیں لڑے۔۔۔ فنیقیوں کو شکست دی' بالخصوص اہل ساموس نے وقار حاصل کیا۔ دریں اثناء زمین پر جدال شروع ہوگیا تھا اور دونوں افواج میں شدید لڑائی جاری تھی کہ جرنیلوں کا مندرجہ ذیل واقعہ پیش آیا۔ اپنے گھوڑے پر سوار آرتی بیئس اونی سیلس کی جانب بڑھا جس نے اپنے ڈھال بردار کے ساتھ طے کردہ پروگرام کے مطابق سوار پر وار کیا؛ گھوڑا پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہوا اور اگلی ٹانگیں اونی سیلس کی ڈھال پر رکھ دیں' کیریائی نے فصل کاٹنے والی درانتی کے ساتھ اُس کی دونوں ٹانگیں بدن سے جدا کردیں۔ گھوڑا وہیں گر پڑا اور ساتھ ہی اس کا سوار بھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

113۔ گھمسان کے رن میں کیوریئم [143] کا فرمانروا اسٹیسانور۔۔۔ جو کسی زیادہ بڑے اور اہم دستے کی قیادت نہیں کر رہا تھا۔۔۔ اپنے جنگجوؤں کے ہمراہ دشمن سے جا ملا۔ اہل کیوریا۔۔۔ آرگوسی آباد کار' اگر رپورٹ درست ہے۔۔۔ کی اس بے وفائی پر سلامینیوں کے جنگی رتھ بانوں نے بھی انہی کی مثال پر عمل کیا: جس پر فارسیوں کے حق میں فتح قرار پائی اور سائپریوں کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے' بہت سے قتل ہوئے جن میں بغاوت کا بانی اونی سیلس ابن کیرسس اور سولیاؤں کا بادشاہ ارستو ِپیرس بھی شامل تھے۔ یہ ارستو ِپیرس فیلو ِپیرس تھا جسے ایتھنی سولون نے اپنے دورہ سائپرس کے وقت اپنی نظموں [144] میں باقی فرمانرواؤں سے زیادہ سراہا تھا۔

114۔ چونکہ اونی سیلس نے اماتھیوں کے شہر کا محاصرہ کیا تھا اس لیے انہوں نے اُس کی لاش کا سر جدا کیا اور اسے لے کر اماتھس گئے اور پھاٹک کے اوپر لٹکا دیا۔ سر وہیں لٹکا لٹکا کر کھوپڑی بن گیا: جس پر شہد کی مکھیوں کے ایک گروہ نے اس پر قبضہ کر لیا اور اسے اپنے چھتے سے بھر دیا۔ یہ دیکھ کر اماتھیوں نے استخارہ کروایا' اور انہیں جواب میں حکم دیا گیا کہ "سر نیچے اتار کر دفنا دو' اور آج کے بعد اونی سیلس کو ایک سورما سمجھ کر احترام دو' ہر سال اُس کے حضور قربانی پیش کرو: یہ تمہارے لیے اچھا ہے۔" لہٰذا آج بھی اماتھی اس حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

115۔ جہاں تک سمندری جنگ میں فتح پانے والے ایونیاؤں کا تعلق ہے تو جب انہوں نے اونی سیلس کی قطعی تباہی کے متعلق اور یہ جانا کہ سلامس کے سوا سائپرس کے تمام شہروں کو محاصرہ میں لے لیا گیا ہے (جنہیں باشندوں نے سابق بادشاہ گورگس [145] کے حوالے کر دیا تھا) تو وہ فوراً سائپرس سے نکل کر بحری جہازوں پر واپس گھر کو روانہ ہوئے۔ محصور شہر میں سے سولی نے سب سے زیادہ عرصہ تک مقابلہ کیا: فارسیوں نے پانچویں ماہ دیوار کے نیچے سرنگ کھود کر اس پر قبضہ کیا۔

116۔ چنانچہ اہل سائپرس ایک سال تک آزادی کا لطف اٹھانے کے بعد دوسری مرتبہ غلام بنائے گئے۔ دریں اثناء ڈوریسز (جس کی شادی داریوش کی ایک بیٹی سے ہوئی تھی) نے اپنے دیگر ہم زلفوں [146] ہمیاس' اوٹینس و دیگر فارسیوں کے ساتھ مل کر ساردیس میں اپنے ساتھ لڑنے والے ایونیاؤں کا پیچھا کرنے' انہیں شکست دینے اور انہیں اُن جہازوں کی طرف بھگانے کے بعد اپنی کوششوں کو مختلف شہروں کے خلاف تقسیم کیا اور باری باری سب کو قبضہ میں لینے اور لُوٹنے میں کامیاب ہو گئے۔

117۔ دوریسز نے ہیلس پونٹ پر واقع شہروں پر حملہ کیا اور پانچ دن میں پانچ شہروں۔۔۔ دردانس' ابائیدوسس' پرکوتے' لامپساکس اور پیسس۔۔۔ پر قبضہ کر لیا۔ پیسس سے اُس نے پاریئم کی جانب پیش قدمی کی: لیکن راستے میں ہی جاسوس نے خبر دی کہ کیریاؤں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایونیاؤں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے فارسی غلامی کا طوق گلے سے اتار پھینکا ہے' تو وہ واپس پلٹا اور ہیلس پونٹ کو چھوڑ کر کیریا کی جانب رُخ کیا۔

118۔ کیریاؤں کو کسی نہ کسی طرح ڈوریسز کی آمد سے پہلے ہی اُس کی پیش قدمی کی خبر مل گئی اور انہوں نے اپنی ساری طاقت کو "سفید ستون" نامی جگہ پر اکٹھا کریا جو اِڈریئم علاقے سے بہہ کر آنے اور میاندر میں گرنے والے دریائے ارسیاس (Aresyas) کے کنارے پر واقع ہے۔ یہاں جب وہ جمع ہوئے تو کئی منصوبے سامنے رکھے گئے۔ لیکن میری نظر میں سنڈیائی پکسوڈیرس ابن ماسولس کا منصوبہ بہترین تھا جس کی شادی سلیشیائی بادشاہ کی بیٹی سائنے سز سے ہوئی تھی۔ اُس کی تجویز یہ تھی کہ کیریائی میاندر کو پار کریں دریا کو اپنی پشت پہ رکھ کر لڑیں تاکہ بھاگنے کی تمام راہیں مسدود ہو جائیں اور وہ پوری ہمت و بہادری کے ساتھ لڑیں۔ تاہم' یہ رائے منظور نہ ہوئی: بہتر یہی خیال کیا گیا کہ میاندر دشمن کی پشت پر ہو' تاہم اگر وہ شکست کھائیں تو بھاگ نہ سکیں بلکہ سیدھے دریا میں غرق ہو جائیں۔

119۔ جلد ہی فارسی آن پہنچے اور انہوں نے میاندر پار کر کے ارسیاس کے کناروں پر کیریاؤں کے ساتھ لڑائی شروع کی: کافی دیر تک گھمسان کی جنگ ہوتی رہی' لیکن آخرکار کیریاؤں نے فارسیوں کی زیادہ تعداد کے باعث شکست کا منہ دیکھا۔ فارسیوں کے 2,000 جبکہ کیریاؤں کے کم از کم 10,000 آدمی کھیت رہے۔ میدان جنگ سے بھاگ نکلنے والے زئیس سٹرائیس--- صرف کیریاؤں کا معبود--- کے وسیع و عریض مقدس احاطے اور پلین (Plane) درختوں کے مقدس کنج میں بمقام لیبرانڈا اکٹھے ہوئے۔ یہاں انہوں نے اپنے بچاؤ کے بہترین ذرائع پر غور کیا---انہیں سمجھ نہ آ رہی تھی کہ خود کو فارسیوں کے حوالے کر دینا بہتر ہو گا یا ہمیشہ کے لیے ایشیاء کو چھوڑ جانا۔

120۔ ابھی وہ بحث ہی کر رہے تھے کہ ملیشیاؤں اور اُن کے حلیفوں کی ایک جماعت اُن کی مدد کو آ گئی: جس پر کیریاؤں نے اپنی سابق سوچوں کو ذہن سے جھٹک دیا' خود کو نئے سرے سے جنگ کے لیے تیار کیا اور فارسیوں کے آنے پر اُن کے ساتھ دوسری مرتبہ لڑے۔ تاہم' انہیں مزید بھاری شکست ہوئی: لڑائی میں شریک تمام دستوں کو شدید نقصان ہوا' جبکہ ملیشیاؤں پر وار سب سے زیادہ زوردار تھا۔

121۔ کچھ دیر بعد کیریاؤں نے ایک اور کارروائی میں اپنی بدقسمتی کا ازالہ کیا۔ انہیں سمجھ آ گئی کہ فارسی اب اُن کے شہروں پر حملہ کرنے والے ہیں' لہٰذا انہوں نے پیڈاسس جانے والی سڑک پر گھات لگائی: رات کے وقت پیشقدمی کرتے ہوئے فارسی پھندے میں آ گئے اور ڈوریسز' اموریجز اور سسی ماسز جرنیلوں سمیت ساری فوج تباہ ہو گئی: گائجس کا بیٹا مارسس بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مارا گیا۔ گھات کا رہنما میلاسا کا ایک شخص ہیراکلیدیس ابن ابانولس تھا۔ یوں یہ فارسی ختم ہوئے۔۔

122۔ دریں اثناء ہمیاس۔۔۔ جو سار دیس پر حملہ کے بعد ایونیاؤں کا پیچھا کرنے والوں میں سے ایک تھا۔۔۔ نے پروپونتس کا رُخ کیا اور میئس [۱۴۷] نامی مائشی شہر پر قبضہ جمالیا۔ تاہم، جب اُس نے ڈرویسز کے ہیلس پونٹ سے نکل کر کیریا میں جانے کی خبر سُنی تو اُس نے بھی پروپونتس کو چھوڑا اور اپنی فوج کو لے کر ہیلس پونٹ کی جانب مارچ کیا، ٹروڈ کے تمام ایولیاؤں کو مطیع بنایا اور اسی طرح قدیم تیوکریوں کی باقیات گر گیتھے کو بھی فتح کیا۔ تاہم، اُس نے ٹروڈ سے کوچ نہ کیا بلکہ یہ کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد ایک بیماری کا شکار ہو گیا۔

123۔ اوپر مذکور انداز میں اُس کی موت کے بعد سار دیس کے صوبہ دار ارتافرنیس اور تیسرے جرنیل [۱۴۸] اوٹینس کو ایونیا اور پڑوسی ایولیاؤں کے خلاف جنگ پر جانے کی ہدایت کی گئی۔ انہوں نے ایونیا میں کلازومینے [۱۴۹] اور ایولیا [۱۵۰] میں کائمے کو بازیاب کیا۔

124۔ چونکہ ایک کے بعد دوسرا شہر قبضہ میں آ گیا، اس لیے ملیشیائی ارستاغورث (جو درحقیقت بہت کم ہمت آدمی تھا، جیسا کہ اُس نے یہاں ثابت کیا) نے خطرے کی بو سونگھ کر بھاگنے کے لیے اِدھر اُدھر راہیں تلاش کرنا شروع کر دیں، حالانکہ اُسی نے ایونیا میں اتنی زبردست گڑبڑ پیدا کی تھی۔ وہ قائل ہو چکا تھا کہ بادشاہ داریوش پر غلبہ پانے کی کوشش بے سود ہو گئی، لہٰذا اُس نے اپنے جنگی بھائیوں کو بلوایا اور اُن کے سامنے مندرجہ ذیل منصوبہ رکھا۔ اُس نے کہا، "پناہ لینے کے لیے کوئی جگہ ڈھونڈ لینا بہتر ہو گا، تاکہ ملیتس سے نکلنے کی صورت میں ہم وہاں جا سکیں۔ کیا مجھے ایک بستی کا سربراہ بن کر سارڈینیا [۱۵۱] جانا چاہیے یا بذریعہ جہاز ایڈونیا میں مارسینس کا رُخ کرنا چاہیے جسے ہستیاس نے بادشاہ داریوش سے تحفہ میں حاصل کیا تھا اور جہاں اُس نے قلعہ بندی شروع کر دی ہے؟"

125۔ ارستاغورث کے اس سوال کے جواب میں مورخ ہیکاٹیئس ابن ہیجی ساندر نے جواب دیا کہ اُس کی نظر میں کوئی بھی جگہ موزوں نہیں تھی۔ اُس نے کہا، "آپ کو لیروس [۱۵۲] کے جزیرے میں ایک قلعہ تعمیر کرنا اور ملیتس سے بے دخلی کی صورت میں وہاں جا کر وقت گذارنا چاہیے؛ آپ فوراً لیروس پر حملہ کر کے ملیتس پر دوبارہ اپنا قبضہ قائم کر سکتے ہیں۔" یہ تھا ہیکاٹیئس کا دیا ہوا مشورہ۔

126۔ تاہم، ارستاغورث مارسینس جانے پر مائل تھا۔ چنانچہ اُس نے ملیتس کی حکومت ایک ممتاز شہری فیثاغورث (پائتھاگورس) کے ہاتھوں میں دی اور ساتھ جانے کے خواہشمند تمام افراد کو لے کر جہاز میں تھریس گیا اور وہاں مذکورہ جگہ پر قبضہ کر لیا۔ وہاں سے اُس نے تھریسیوں پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حملہ کے لیے پیشقدمی کی: لیکن یہاں اُسے اپنی ساری فوج کے ساتھ کاٹ ڈالا گیا' جبکہ وہ ایک شہر کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اور محصورین ہتھیار ڈالنے کی شرائط قبول کرنے کو بے قرار تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حواشی
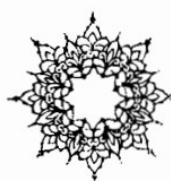
1. دیکھئے چوتھی کتاب، جز 143،
2. جدید اریگلی (Erekli)۔ مارمورا کے سمندر پر کچھ اہمیت کا حامل ایک مقام۔
3. میگابازس کی فتوحات صرف ساحلی خطوں تک محدود تھیں۔
4. پیچھے کہی گئی بات کے حوالہ سے (تیسری کتاب، جز 94)۔
5. گیتے کے بارے میں دیکھئے چوتھی کتاب، جز 93۔
6. کریسٹون کے بارے میں دیکھئے پہلی کتاب، جز 57۔
7. دیکھئے چوتھی کتاب جز 94۔
8. جنگ، شراب نوشی اور تعاقب--- تھریسیوں والے حالات میں کسی بھی قوم کی مرکزی مسرتیں--- کے الگ الگ دیوتا (اریس، ڈایونی سس اور ڈیانا) تھے جنہیں یونانیوں نے اریس، ڈایونی سس اور ارتمس کے ساتھ شناخت کیا۔
9. ہندی یورپی اقوام اکثر و بیشتر اپنے مُردوں کو جلایا ہی کرتی تھی۔ ہومر کے ہاں بھی ایسا ہی ہے، لیکن یونان میں مائی سینی دور میں عام طور پر دفنایا جاتا تھا۔
10. ہنگری اور آسٹریا۔
11. جدید مارسیلز۔
12. مچھر۔
13. دیکھیں، چوتھی کتاب، جز 143؛ اور پانچویں کتاب جز 1۔
14. انگستا کی وادی اور فانو تا پراوستا کو جانے والا بالائی سڑک کے درمیان ساحل کے متوازی چلنے والا سلسلہ کوہ۔
15. وسطی یورپ اور بالخصوص سوئٹزرلینڈ کی جھیلوں میں کی گئی دریافتیں ہیروڈوٹس کے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سارے بیان کی تصدیق کرتی ہیں۔ یہاں بیان کردہ انداز حیات (اور بدیہی طور پر جو سوئٹزر لینڈ کے قدیم باشندوں کا بھی تھا) نیوگنی کے باشندوں میں پایا گیا۔

١٦ معلوم ہوتا ہے کہ قدیم وقتوں میں پیونیا دو الگ الگ خطوں پر مشتمل تھا۔ غالباً ہیرڈوٹس کو صرف سٹرائمونی پیونیا کا علم تھا۔

١٧ اہل فارس بھی عورتوں کو پردہ کرانے میں دیگر مشرقیوں جیسے ہی تھے۔

١٨ دیکھئے آٹھویں کتاب' جز 136۔

١٩ بوبارس میگابازس کا بیٹا تھا۔ بعد میں اُسے آتھوس میں مزدوروں کا نگران متعین کیا گیا (دیکھئے ساتویں کتاب' جز 22)

٢٠ دیکھئے آٹھویں کتاب' جز 137۔

٢١ اس مقام کے انتخاب میں ہستیاس نے زبردست ذہانت کا مظاہرہ کیا۔ آس پاس امیر اور وسیع سٹرائمونی میدان ہے' لکڑی فراواں ہے' پڑوس میں سونے اور چاندی کی کانیں ہیں' سمندر تک فوری رسائی ممکن ہے۔۔۔ ایک نئی آبادی کے لیے یہ ساری باتیں نہایت اہم ہیں۔

٢٢ اس مشرقی روایت کا موازنہ سیموئیل (2) باب ix'7'11;xix'33;اور سلاطین (1) باب ii-7 سے کیجئے۔

٢٣ یہ اوٹینس سازشی کا بیٹا نہیں ہے جو فارناسپس کا بیٹا تھا (تیسری کتاب' جز 68)

٢٤ بعد کے وقتوں میں فارسی اپنے مجرموں کی کھال زندہ حالت میں ہی کھنچواتے نظر آتے ہیں۔

٢٥ دیکھئے چوتھی کتاب جز 144۔

٢٦ انٹانڈرس ایڈرامیتیئم کے مغرب میں کچھ فاصلے پر ایڈرامیتی خلیج کے ساحل پر واقع ہے۔

٢٧ دیکھئے چوتھی کتاب' جز 145۔

٢٨ دیکھئے تیسری کتاب' جز 148-142

٢٩ غالباً کلٹن اسے "دو سال کے سکون" سے تعبیر کرنے میں زیادہ غلطی پر نہیں۔

٣٠ قدیم زمانے میں نیکسوس کی زرخیزی ضرب المثل تھی۔

٣١ اسے ابھی تک داریوش نے سوسا میں اپنے پاس ہی رکھا ہوا تھا۔

٣٢ یہ بلاشبہ ایک دروغ گوئی ہے۔

٣٣ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیکسوس کو کچھ دیگر سائیکلیڈس پر بھی کچھ حاکمیت حاصل تھی۔

٣٤ نیکسوس جرسی سے کافی بڑا ہے' لیکن وائٹ (Wight) جزیرے کے نصف سے زیادہ نہیں۔

٣٥ نیکسوس ایونیائی ساحل سے کم از کم 80 میل کے فاصلہ پر ہے۔ تاہم' فارسیوں کے مقبوضہ ساموس سے یہ زیادہ از زیادہ 65 میل ہے اور صاف موسم میں نظر آتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۳۶ سائپرس اپنے سائز میں درحقیقت یوبیا (نیگروپونٹ) سے زائد از دوگنا ہے۔

۳۷ پوسانیاس کی ان کارروائیوں کے درست حال کے لیے دیکھیں Thucyd 'i' 130 – 128۔

۳۸ جہاز کے "پہلو میں بنے سوراخ" یقیناً چپوؤں کے لیے تھے۔

۳۹ مِلیتس کے نزدیک واقع اپالو کے معبد پر ایک نوٹ کے لیے دیکھیں جیمس جارج فریزر کی پوسانیاس' جلد چہارم ص' 125,6 – E.H.B۔

۴۰ دیکھئے پہلی کتاب' جز 92۔

۴۱ مائیس ایونیا کے بارہ شہروں میں سے ایک تھا (دیکھئے پہلی کتاب' جز 142)

۴۲ ترمیرا کی طرح مائیلیسا یا مائیلا سا بھی کیریا کا ایک شہر تھا۔

۴۳ یہ ہستیاس بعد ازاں زرکسیز کے ساتھ مہم پر گیا (دیکھیں ساتویں کتاب' جز 98)

۴۴ دیکھئے پیچھے جز 11۔

۴۵ سپارٹا میں اس قسم کی شادیاں عام تھیں۔ لیونیداس نے اپنی بھتیجی گورگو (کتاب ساتویں' جز 239) اور رارشیدامس نے اپنی خالہ لامپتو سے شادی کی (چھٹی کتاب' جز 71)۔

۴۶ سپارٹا میں ایفورس کے حوالہ سے دیکھیں پہلی کتاب جز 65۔ یہ رستہ بادشاہوں پر اُن کے اثر و رسوخ کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔

۴۷ اٹھائیس افراد پر مشتمل مجلس مشاورت۔ اس کا ذکر ایفورس کے ساتھ پہلی کتاب' جز 65 اور پھر چھٹی کتاب' جز 57 میں بھی آیا ہے۔ لگتا ہے کہ ایفورس اور بڑوں کے باہم متفق ہو جانے کے بعد بادشاہ کا کوئی اختیار نہیں رہتا تھا۔

۴۸ اِس کا موازنہ ہمارے اپنے ملک کی ایک روایات سے کریں جس میں ریاست کے بڑے افسروں کو کسی شہزادے یا شہزادی کی پیدائش پر ملکہ کے کمروں میں بلوایا جاتا ہے۔ اہل سپارٹا کے ہاں ایک مذہبی محرک بھی کارفرما تھا۔ ہیراکلیس کے خون کی پاکیزگی کو محفوظ رکھنا اُن کے لیے مذہبی نکتہ نظر سے اہم تھا۔

۴۹ ہر بستی کے لیے کسی نہ کسی کہانت کی ضرورت تھی؛ اور جب بستی دور یائی ہوتی تو بس ڈیلفی سے استخارہ کروایا جاتا۔

۵۰ تھیرا کا سائی رینے کے ساتھ تعلق (چوتھی کتاب 159 – 150) بنی پس کو منتخب کیے جانے کے امر کی وضاحت کر دے گا۔

۵۱ ہیروڈوٹس نے اِس جگہ کو افریقہ میں زرخیز ترین قرار دیا ہے' اس کا ذکر پیچھے بھی آ چکا ہے (دیکھئے چوتھی کتاب جز 198؛ موازنہ کریں جز 175)۔

۵۲ یعنی لائیس کو "دی گئی" کہانتیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۵۳ یہ جزیرے کے مغربی کونے پر، ڈریپانم سے کچھ شمال کی طرف واقع ہے، موجودہ ترا پانی۔
۵۴ سائبیرس میگنا گریسیا کے اہم ترین شہروں میں سے ایک تھا۔ اس کی تعیش ضرب المثل ہے (چھٹی کتاب، جز 127)۔ کروٹونیوں نے 70 دن محاصرہ کے بعد یہاں قبضہ کیا تھا (510 ق۔م)۔ انہوں نے دریا کو شہر کی جانب موڑ کر اُسے تباہ کر ڈالا۔ [یہ واقعہ میگنا گریسیا کی پہلی شکست سے پہلے کا ہے]۔
۵۵ یعنی "فورم کا محافظ۔" یہ غالباً بازار میں ایستادہ تھا۔
۵۶ وہ سپارٹائی رواج کے مطابق اپنے چچا لیونید اس کی بیوی بنی (دیکھئے ساتویں کتاب، جز 239)۔
۵۷ دیکھئے ساتویں کتاب، جز 61۔
۵۸ فریجیا کا اونچا ہموار قطعہ زمین چراگاہ کے لیے خصوصاً موزوں ہے۔
۵۹ دیکھئے تیسری کتاب، جز 90۔
۶۰ اِس وقت تک سُوسا یقیناً فارسی دارالحکومت بن چکا تھا۔ کوایس پس حال میں شہر سے ڈیڑھ میل جنوب میں ہے۔ قدیم دور میں سُوسا کا شاندار محل عظیم شہرت رکھتا تھا (دیکھئے آگے جز 53)۔
۶۱ جب الیگزینڈر دی گریٹ سوسا میں داخل ہوا تو 50 ہزار ٹیلنٹ یا سوا کروڑ سٹرلنگ سے زائد مالیت کی چاندی ضبط کی گئی۔
۶۲ دیکھئے پہلی کتاب جز 66 تا 68 اور 82۔
۶۳ "شاہی قیام گاہوں" سے بادشاہ کے قاصدوں کی رہائش گاہیں مراد ہیں جو اپنی والی رہائش گاہ سے اگلی تک جاتے اور پھر واپس لوٹ آتے تھے (دیکھئے آٹھویں کتاب، جز 98)۔
۶۴ یعنی بڑا اور چھوٹا Zabst۔
۶۵ ہیروڈوٹس کا یہ بیان بالکل درست ہے۔
۶۶ دیکھئے دوسری کتاب، جز 6۔ یہ یونانیوں کا ایک عام اندازہ تھا۔ تاہم، سٹرابو ہمیں بتاتا ہے کہ یہ ہمہ گیر طور پر متفقہ نہیں تھا کیونکہ کچھ لوگ پرسانگ کو 40 جبکہ دیگر 60 سٹیڈیم کے برابر سمجھتے تھے (ایک سٹیڈیم 607 فٹ کے برابر ہے۔ مترجم)۔ سچ یہ ہے کہ جدید فرسخ کی طرح قدیم پرسانگ اصل میں فاصلے کا نہیں بلکہ وقت (ایک گھنٹے) کا پیمانہ تھا۔ ایک سے دوسرا مطلب اختیار کرتے ہوئے یہ مختلف مقامات پر مختلف لمبائی (علاقے کی نوعیت کے مطابق) بتانے لگا۔
۶۷ ہیروڈوٹس نے یہاں ایک فوج کی ممکنہ رفتار کی شرح دی ہے۔ جبکہ چوتھی کتاب کے جز 101 میں وہ عام پیدل آدمی کا سفر 200 سٹیڈیم یعنی تقریباً 23 میل شمار کرتا ہے۔
۶۸ میمنن کا قصہ ان میں سے ایک ہے جن میں سچائی کی رمق دریافت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہماری "معلومات" کے مطابق سب سے پہلے میمنن کو سُوسا کے ساتھ منسوب کرنے والا مصنف ایسکائی لس ہے جو اپنی ماں کو سِسیا کی خاتون بتاتا ہے۔ تاہم یہ بات واضح ہے کہ سوسا یا وہاں کے عظیم محل کی تعمیر کو اُس سے منسوب کرنے کی کہانی ہیروڈوٹس کے دور تک یونان میں مقبول ہو چکی تھی۔

۶۹ 514 قبل مسیح سے لے کر 510 قبل مسیح تک۔

۷۰ یہاں ہیروڈوٹس کا اشارہ اینٹی گونی کی داستان کی طرف ہے۔

۷۱ ایلیڈ کے باب 168 میں ہومر کھاتا ہے اُس کے دور میں یونانی لکڑی کی تہہ دار لوحوں پر لکھا کرتے تھے۔

۷۲ یہ بیان قابل غور ہے۔ یہاں جن "بربریوں" کی جانب اشارہ کیا گیا ہے اُن میں ہم فارسیوں کو بھی شامل تصور کر سکتے ہیں۔ اشوریہ اور بابل میں عموماً پتھر اور مٹی پر لکھا جاتا تھا؛ مصر میں لکڑی، چمڑے اور کاغذ پر؛ اٹلی میں درختوں کی چھال اور لِنن پر؛ جبکہ یہودی لوگ اِس کام کے لیے لکڑی، پتھر اور دھات استعمال کرتے تھے۔ لگتا ہے کہ یونانیوں نے بھی ایومینیز دوم کے دور سے قبل (197 تا 159 قبل مسیح) تک کبھی چرمی کاغذ کو استعمال نہیں کیا تھا۔

۷۳ بیوشیائی تھیبس کو یہاں مصری تھیبس سے ممتاز کیا گیا ہے۔

۷۴ بحوالہ پہلی کتاب، جز 52۔

۷۵ فنیقی حروف کی طرح قدیم یونانی حروف بھی دائیں سے بائیں لکھے جاتے تھے۔ کافی عرصہ بعد تک برتنوں پر انہیں اِسی انداز میں لکھا جاتا رہا؛ لیکن لگتا ہے کہ یہ تب پرانے انداز کی ہی محض ایک نقل تھی؛ کیونکہ پسامیٹی کس کے دور میں (ساتویں صدی قبل مسیح) عبارتیں بائیں سے دائیں کو تحریر کی جاتی تھیں۔

۷۶ لاؤدامس اپنے باپ ایٹیوکلیز کے بعد تھیبس کے تخت پر بیٹھا۔

۷۷ انکیلیائی ایک اِلائری قبیلہ تھے۔

۷۸ آگے دیکھئے چھٹی کتاب جز 125 تا 131، جہاں الکمیونیدے کی ابتدائی تاریخ دی گئی ہے۔

۷۹ یعنی خود پسی سٹراٹس نے جو پسی سٹراٹیدے میں شامل تھا (دیکھئے پہلی کتاب، جز 64)۔

۸۰ پرانا معبد جلا دیا گیا تھا (دیکھئے دوسری کتاب، جز 180)۔

۸۱ کلیومینیس نے ڈیلفی کی کاہنہ کو ایک مرتبہ پھر رشوت دی تھی، دیکھئے چھٹی کتاب، جز 66۔

۸۲ فالیرم ایتھنز کی فطری اور نہایت قدیم بندرگاہ ہے۔ یہ پائرِیئس کی نسبت شہر کے زیادہ نزدیک ہے۔ پائرِیئس کو پیریکلیز کے عہد سے پہلے تک بطور بندرگاہ استعمال نہ کیا گیا تھا۔

۸۳ جیسے بیوشیا عموماً سپارٹا کا حامی نظر آتا ہے، اسی طرح تھیسالی ایتھنی حامی ہے۔ بیوشیا کی باہمی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رقابت اتحاد کی بنیادی وجہ لگتی ہے۔

۸۴ ملک چراگاہوں کے لیے سازگار تھا؛ اور تھیسالیائی گھوڑے بالخصوص شاندار تھے (دیکھئے ساتویں کتاب' جز 196)۔

۸۵ دیکھئے چھٹی کتاب' جز 116۔

۸۶ یعنی آرکوپولس۔

۸۷ بدیہی طور پر وہ محاصرے کرنے میں اپنی عدم قابلیت سے آگاہ تھے۔ (دیکھئے نویں کتاب' جز 70)۔ اس موقع پر آرکوپولس کے زیادہ طاقتور نہ ہونے کی شہادت یہاں زرکسیز کے محاصرہ کے بیان سے بھی ملتی ہے (دیکھئے آٹھویں کتاب' جز 52 اور 53)۔ اسے بعدازاں سیمون (Cimon) نے فصیل بند کیا۔

۸۸ دیکھئے آگے جز 94' 95۔

۸۹ آگے کی کہانی یوں ہے کہ ہومری نسطور ابن نیلیئس' شاہ پائیلوس سے پانچویں پیڑھی کے میلانتھس ہیراکلیدے کی واپسی کے وقت میسینا کا بادشاہ تھا۔ جلاوطن ہونے پر اُس نے ایٹیکا میں پناہ لی جہاں اُس کا بڑا پُرمحبت استقبال ہوا بلکہ اُسے تخت پر بٹھایا گیا۔ موجود حکمران تھائموتیس کو اُس کے حق میں دستبردار ہونے پر مجبور کیا گیا تھا۔

۹۰ دیکھئے پہلی کتاب' جز 59۔

۹۱ دیکھئے پیچھے جز 62۔

۹۲ یعنی ایٹیکا کے قدیم "موروثی" قبائل۔

۹۳ اجاکس سلامیوں (Salamis) کا نگہبان سورما تھا۔ (دیکھئے آٹھویں کتاب کا جز 64 اور 121)۔

۹۴ اِس بادشاہ کے حوالے سے دیکھئے چھٹی کتاب جز 126۔

۹۵ آرگوس کے بادشاہ اور تھیس پر پہلے (داستانی) حملے کے رہنما ایڈراسٹس کو متعدد مقامات پر بطور ہیرو پوجا جاتا تھا۔

۹۶ یہاں غالباً میلانپس کا "مجسمہ" مراد ہے۔ دیکھئے آگے جز 80۔

۹۷ میلانپس ابن ایتاکس کا شمار فیری سائیدیس اور اپالوڈورس نے تھیس کے مدافعین میں کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ محاصرہ کے دوران اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ اُسے امفی آروس نے تہہ تیغ کیا۔

۹۸ پولی بس کورنتھ کا بادشاہ تھا اور سِکایون اس کی اقلیم میں شامل تھا۔

۹۹ ایجیالینی اِس خطے کے قدیم ایونیاؤں کا پرانا نام تھا۔

۱۰۰ کلستھینز تینوں بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا اور اُسے عام حالات میں تخت نشین ہونے کی بہت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کم اُمید تھی۔ تاہم' اس کا سب سے بڑا بھائی منجھلے بھائی کی بیوی کے ساتھ بدکاری کا مرتکب ہوا تو کلستھینز نے موخر الذکر (ایسو دیمس) کو بدکار کو قتل کرنے کی ترغیب دی۔ پھر اُسے کہا کہ وہ اکیلا حکومت نہیں کر سکتا' کیونکہ قربانیاں ادا کرنا اُس کے لیے ناممکن تھا؛ لیکن اُسے شریک بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔ انجام کار اُس نے ایسودیمس کو ایک سال کے لیے خود ساختہ جلاوطنی پہ جانے پر مجبور کیا؛ تاکہ اس کی عدم موجودگی میں مکمل بادشاہ بن جائے۔

۱۰۱ متفقہ روایت کے مطابق ہیراکلیدے پیلوپونیسے کا پرانا شاہی خاندان تھے۔

۱۰۲ اہل ایتھنز نے اپنے دشمنوں کے خلاف اِس فتح کو ہمیشہ اپنے حافظہ میں زندہ رکھا۔

۱۰۳ دیکھیے پہلی کتاب' جز 153؛ اور اسی کتاب میں آگے جز 105۔

۱۰۴ غالباً ایک سپارٹائی کے بھیس میں۔

۱۰۵ الیوسس جنوبی طرف سے ایٹیکا میں جانے کی کلید تھا۔

۱۰۶ ہسیے آسوپس کے میدان میں سیتھیرون کی شمالی طرف واقع ہے۔

۱۰۷ کالسس یونان میں اہم ترین شہروں میں سے ایک تھا۔ کہا جاتا تھا کہ بالاصل یہ ایتھنز سے آئے ہوئے لوگوں کی ایک آبادی تھی۔ اِس کا جدید نام اگریپو یا نیگروپونٹ ہے۔

۱۰۸ لفظی مطلب "الاٹمنٹ ہولڈرز" ہے۔ انہیں عام آبادکاروں سے الگ سمجھنا ہو گا جو جہاں جگہ ملی بس گئے تھے اور جو اپنی مادرِ وطن کے ساتھ بہت کم تعلق رکھتے تھے۔

۱۰۹ کالسیدی ہپوبوتے یا "گھوڑوں کے مہتم" ایک دولتمند اشرافیہ اور بیشتر یونانی ریاستوں کے نائٹس جبکہ رومنوں کے "equites" یا Celeres کے ہم رُتبہ تھے۔ اگلے زمانوں میں دولت کا اندازہ گھوڑا یا گھوڑے رکھنے سے لگایا جاتا تھا۔

۱۱۰ دیکھیے آٹھویں کتاب' جز 53۔

۱۱۱ عظیم پروپائلیا' پیریکلیز کے شاندار فن پاروں میں سے ایک ہے۔

۱۱۲ اس جھگڑے کی وجہ آگے جز 82 میں بیان کی گئی ہے۔

۱۱۳ اُس دور میں ایتھنز کی بندرگاہ۔

۱۱۴ لکڑی کے مجسمے پتھر اور کانسی کے مجسموں سے پہلے کے ہیں؛ کیونکہ لکڑی کو تراشنا آسان تھا۔

۱۱۵ یقیناً یہ بات درست نہیں کیونکہ مشرق میں بہت قدیم دور سے ہی زیتون کاشت کیا جا رہا تھا (دیکھیے خمسہ موسیٰ' vi' 11؛ viii' 8' وغیرہ)۔ تاہم' یہ کافی ترین قیاس ہے کہ ایٹیکا میں زیتون ایشیاء سے آیا ہو' اور اُس وقت تک باقی یونان اِس سے ناواقف ہو۔

۱۱۶ ایتھنا پولیاس سے ہمیں ایتھنا مراد لینی چاہیے جو شہر کی نگران تھی۔ موخر زمانوں میں اُس کا معبد ایک عمارت کا حصہ تھا جسے اہل ایتھنز اریکتھیئم نامی مقبول عام نام سے جانتے ہیں۔ یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عمارت آرکوپولس کی شمالی طرف اور تقریباً اُس مقام کے بالقابل تھی جہاں بعد میں پارتھی نون بنا۔

۱۱۷ یہ brooch یا بک گھوڑے کی نعل سے بنا ہوا تھا جس میں ایک پن اور ایک ہک تھا۔ ڈوریائی عباء اونی اور بغیر بازوؤں کے تھی' اور اسے بروچز کے ساتھ کندھوں پر باندھا جاتا تھا۔ یہ عباء زیادہ لمبی نہیں تھی اور بمشکل گھٹنوں تک پہنچتی تھی۔ ایونیائی عباء لنن سے بنی تھی: اس کی مختصر چھوٹی چھوٹی بازو تھیں' (جیسی کہ میوزز کے مجسموں میں نظر آتی ہیں) للذا ان ایونیائی عباؤں کے لیے بروچز کی ضرورت نہ تھی۔ یہ لمبا اور مکمل لباس تھی' اس میں کندھوں سے پاؤں تک سارا جسم چھپ جاتا تھا۔

۱۱۸ ایتھنز کے بنے ہوئے مٹی کے برتن قدیم یونان میں مشہور ترین تھے۔

۱۱۹ ایتھنا پولیاس کا معبد (دیکھئے پیچھے جز 72 اور 82)

۱۲۰ دیکھئے پیچھے جز 65 (اور Bury کی "تاریخ یونان" باب ۷)

۱۲۱ پریاندر کی استبدادیت پر سبھی اہل قلم متفق ہیں۔

۱۲۲ ایپی رس کا ایک دریا: اب اسے فاناریوتیکو یا سولیوتیکو کے نام سے جانا جاتا ہے (دیکھئے فریزر کی شاخ زریں' باب 17)۔

۱۲۳ یہ بندرگاہ میگنیشا نامی ضلع میں پاگاسیان خلیج کے اندر واقع ہے: کہا جاتا ہے کہ آرگونالس یہیں سے روانہ ہوئے تھے۔

۱۲۴ دیکھئے پیچھے جز 65۔

۱۲۵ اِس کا یہ نام اِس لیے پڑا کیونکہ ایکلیز کا مقبرہ اِس میں موجود سمجھا جاتا تھا۔

۱۲۶ موازنہ کریں پہلی کتاب' جز 56

۱۲۷ پیچھے جز 49 دیکھیں۔

۱۲۸ دیکھئے پہلی کتاب' جز 147؛ اور نویں کتاب' جز 97۔

۱۲۹ دیکھئے پیچھے جز 15 تا 17۔

۱۳۰ ہیروڈوٹس نے ڈورسکس کا نام اس سیلابی میدان کو دیا ہے جس میں سے دریائے ہربس (Maritza) گذر کر سمندر میں گرتا ہے۔

۱۳۱ اِریٹریا یوبیا کے ساحل پر کالس سے 12 یا 13 میل نیچے واقع ہے۔

۱۳۲ دریائے کائسٹر (موجودہ مینڈیرے) شمالی طرف سے ایفی سس کو چھوتا اور اُس کی بندرگاہ کو تشکیل دیتا تھا۔

۱۳۳ مشرقی راجدھانیوں میں گھر اب بھی شاذونادر ہی اینٹ یا پتھر سے بنائے جاتے ہیں۔ تعمیر میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زیادہ تر نرسل اور لکڑی ہی استعمال ہوتی ہے۔ چنانچہ خوفناک آتشزدگی انہیں گاہے بگاہے تباہ کرتی رہتی ہے۔

۳۴ سائی بیبے، سائی بیلے یا ربیا دیوتاؤں کی ماں تھی۔۔۔ یہ تمام مشرقی اقوام میں ایک اہم معبود ہے۔ ساردیس میں اُس کا معبد ایک شاندار عمارت تھی جسے بہت بڑے بڑے سفید ماربل کے بلاکس سے ایونیائی انداز میں بنایا گیا تھا۔

۳۵ Cean سیمونائیڈز نے بھی پندار کی طرح کھیلوں میں انعامات جیتنے والوں کی تعریف میں گیت لکھے۔

۳۶ سائپرس میں قدیم ترین فینیقی بستیوں میں سے ایک۔

۳۷ موازنہ کریں پہلی کتاب، جز 153؛ اور اسی کتاب کا جز 73۔

۳۸ اس کا موازنہ تھریسیوں کے متعلق دیئے گئے بیان سے کریں (چوتھی کتاب، جز 94) یہاں تیر کے ذریعہ آسمان تک پیغام بھیجنے کا نظریہ کارفرما لگتا ہے۔

۳۹ یعنی "اہورمزد" اہل یونان ہر قوم کے خدائے مطلق کو اپنے زئیس کے ساتھ شناخت کرتے تھے (دیکھیں پہلی کتاب، جز 131؛ دوسری کتاب، جز 55، وغیرہ)

۴۰ سلامس سائپرس کے مشرقی ساحل پر واقع تھا۔

۴۱ لگتا ہے کہ فینیقیا کی طرح سائپرس میں بھی متعدد چھوٹے چھوٹے بادشاہ حکومت کرتے رہے۔

۴۲ سولی سائپرس کے شمالی ساحل پر واقع تھا۔

۴۳ کیوریئم پیفوس اور اماتھس کے درمیان جنوبی ساحل پر واقع ہے۔

۴۴ سولون نے اپنی نظمیں زیادہ تر نوحے کی (elegiac) بحر میں لکھیں اور وہ تنبیہانہ یا حکایتی تھیں۔

۴۵ گورگس اس وقت بھی بادشاہ تھا جب زرکسیز نے مہم جوئی کی تھی۔ (دیکھئے ساتویں کتاب، جز 98)

۴۶ بادشاہ کی بیٹیوں کو ممتاز ترین فارسی امراء کے ساتھ بیاہنے کا دستور سلطنت کے استحکام اور شاہی طاقت کی مضبوطی کے پیش نظر جاری کیا گیا۔ اس طرح سے وہ لوگ تخت کے ساتھ قریبی طور پر منسلک ہو جاتے جن کی جانب بغاوتیں ہونے کا امکان غالب رہتا تھا۔

۴۷ اس ساحل پر بیشتر دیگر شہروں کی طرح سیئس بھی ملیشیاؤں کی ایک آبادی تھا۔

۴۸ دیکھئے، پیچھے جز 116۔

۴۹ دیکھئے پہلی کتاب، جز 142۔

۵۰ دیکھئے، پہلی کتاب، جز 149۔

Courtesy-www.pdfbooksfree.pk

۱۵۱ لگتا ہے کہ اِس دور کے یونانی سارڈینیا کو ایک قسم کے ایل ڈوریڈو کے طور پر دیکھتے تھے۔
۱۵۲ سپوریڈ زمیں سے ایک لیروس کا قدیم نام جوں کاتوں ہے۔

ایڈیٹر کا اضافی نوٹ:

"ہیروڈونس کا بنیادی موضوع---یعنی مشرق کے ساتھ یونان کی جدوجہد--- اُس کے لئے فارسی جنگ کے سیاسی نتیجہ کی نسبت زیادہ گہرے معنی کا حامل تھا۔ یہ دو مختلف قسم کی تہذیبوں ' مختلف کرداروں کے حامل عوام اور مختلف سیاسی اداروں کا باہمی ٹکراؤ اور تعلق تھا۔ اس کی کتاب کے آخری حصے میں ' جہاں فارس اور یونان کی حتمی جدوجہد بیان کی گئی ہے ' بربریوں کی غلامی اور یونانیوں کی آزادی ' مشرقی استبدادیت اور ہیلینیائی آئین پرستی کے درمیان مقابلہ ہمیشہ سے موجود ہے اور نمایاں طور پر اُبھر کر سامنے آتا ہے۔ لیکن مشرقی ثقافت کے ساتھ ہیلینیائی ثقافت کا تضاد ساری کتاب پر غالب ہے؛ یہ ظاہری موضوع کی اندرونی معنی کے ساتھ گہری یگانگت کا پتہ دیتا ہے۔ یہ ہیروڈونس کی تاریخ کی کنجی ہے۔"

"ہیروڈونس فارسی جنگ کا ہومر تھا ' اور دراصل اسی جنگ نے اُس میں تحریک پیدا کی۔ اُس کی کتاب چھٹی صدی کی تہذیب کی تصویر پیش کرتی ہے؛ اور یہ ایک ہمہ گیر تاریخ بھی ہے کیونکہ اس میں واحد موضوع کے حوالے سے معلوم دنیا کے بہت بڑے حصے کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ ادب کی خوش قسمتی ہے کہ وہ زیادہ تنقیدی نہیں تھا؛ اگر اس کی تنقید زیادہ گہری اور کم بے تصنع ہوتی تو وہ ہومر ثانی قرار نہیں پا سکتا تھا۔"---[J.B Bury کی "قدیم یونانی مورخین" (1909ء) سے اقتباس ' لیکچر (ii)]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھٹی کتاب

اِیراتو
(عشقیہ شاعری کی دیوی)

1۔ ایونیائی بغاوت کا بانی پچھلے صفحے پر بیان کردہ انداز میں موت سے دوچار ہوا۔ دریں اثناء ملیتس کا فرمانروا داریوش سے سوسا چھوڑنے کی اجازت پاکر سار دیس آیا۔ اُس کی آمد پر جب سار دیس کے صوبہ دار ار تافرنیس نے پوچھا کہ اُس کے خیال میں ایونیا کی بغاوت کی کیا وجہ تھی، تو اُس نے جواب دیا کہ وہ نہیں جانتا، اور سارے معاملے سے لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے اپنی حیرت کا دکھاوا کیا۔ تاہم، ار تافرنیس کو اُس کی بے ایمانی کا علم ہو گیا اور اُسے بغاوت کی ساری تاریخ کا بھی مکمل علم تھا۔ اُس نے ہستیاس سے کہا "ہستیاس، تمہیں اصل صورتحال سے میں آگاہ کروں گا: یہ جوتا تم نے سیا ہے، ارستاغورث نے تو صرف پہنا ہے۔"

2۔ ہستیاس اُس کی جانکاری سے خوفزدہ ہوا اور رات ہوتے ہی ساحل کی طرف بھاگا۔ یوں اُس نے داریوش سے کیا ہوا قول توڑا: کیونکہ اُس نے دنیا کے سب سے بڑے جزیرہ سارڈینیا کو فارسی اطاعت میں لانے کا وعدہ کیا تھا[1] مگر درحقیقت وہ جنگ کا رُخ بادشاہ کی جانب موڑنا چاہتا تھا۔ کیاس پار کرنے پر مقامی باشندوں نے اُسے رسیوں میں جکڑ لیا اور الزام لگایا کہ وہ داریوش کے حق میں اور اُن کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی نیت سے وہاں آیا تھا۔ تاہم، ساری سچائی کا علم ہونے پر اُنہیں پتہ چلا کہ ہستیاس درحقیقت بادشاہ کا ایک دشمن تھا: اور انہوں نے اُسے فوراً چھوڑ دیا۔

3۔ اس کے بعد ایونیاؤں نے اُس سے پوچھا کہ اُس نے بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے پر ارستاغورث کو اتنا زیادہ کیوں اُکسایا اور اُن کی قوم کو اتنی مشکلات سے کیوں دوچار کیا۔ جواب میں اُس نے احتیاط کی کہ انہیں اصل وجہ نہ بتائے، بلکہ صرف یہی بتایا کہ بادشاہ داریوش فنیقیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو اُن کے اپنے علاقہ سے نکال کر ایونیا میں بسانا چاہتا تھا' جبکہ اُس نے ایونیاؤں کو فنیقیا میں بسایا' اور اسی لیے ارستاغورث کو حکم جاری کیا۔ اب یہ بات درست نہ تھی کہ بادشاہ کی ایسی کوئی نیت تھی' لیکن ہستیاس اس طریقہ سے ایونیاؤں کے دل میں خطرات پیدا کرنے میں کامیاب رہا۔[1]

4۔ اس کے بعد ہستیاس نے اتارنیئس کے رہنے والے ایک شخص ہرمیپس کے ذریعہ سار دیس میں متعدد فارسیوں کو خطوط بھیجے جو قبل ازیں بغاوت کے حوالے سے اُس کے ساتھ کچھ گفتگو کر چکے تھے۔ تاہم' ہرمیپس نے یہ خطوط متعلقہ افراد کو پہنچانے کی بجائے ارتافرنیس کے ہاتھوں میں دے دیئے جس نے صورتحال کو سمجھ کر ہرمیپس کو حکم دیا کہ خطوط کو ان کے پتوں پر پہنچائے اور پھر اُن کے جوابات لے کر اُس کے پاس واپس آئے۔ اس طریقہ سے دھوکے بازوں کا سراغ لگا کر ارتافرنیس نے متعدد فارسیوں کو مار ڈالا اور سار دیس میں ایک افراتفری پیدا کر دی۔

5۔ جہاں تک ہستیاس کا تعلق ہے تو جب اس معاملہ میں اُس کی توقعات ناکام رہیں تو اُس نے اہل کیاس (Chians) پر زور دیا کہ وہ اُسے ملیتس لے جائیں؛ لیکن ملیشیائی جو ارستاغورث سے نجات پا کر بہت خوش تھے' اب اپنے ملک میں ایک اور مطلق العنان حاکم کی آمد پر بہت پریشان ہوئے؛ نیز اب وہ آزادی کا ذائقہ بھی چکھ چکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اُس کی واپسی کی مخالفت کی؛ اور جب اُس نے رات کے وقت زبردستی داخل ہونے کی کوشش کی تو ایک مقامی باشندے نے اُسے ران پر زخم تک لگا دیا۔ یوں اپنے ہی ملک میں مسترد ہونے کے بعد وہ واپس کیاس گیا؛ اُس نے اہل کیاس سے درخواست کی کہ وہ اُسے جہاز فراہم کریں مگر بے سود؛ پھر وہ مائتی لینے گیا اور اہل لسبوس سے جہاز حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔ اُنہوں نے آٹھ سہ طبقہ جہازوں کا ایک بیڑہ تیار کیا اور اُس کے ہمراہ بیلس پونٹ گئے' وہاں پڑاؤ ڈالا اور بحراسود (Euxine) سے گذر کر آنے والے تمام جہازوں کو قبضہ میں لینے لگے' حتیٰ کہ عملے نے اُس کے احکامات پر عمل کرنے کا اعلان کر دیا۔

6۔ جب ہستیاس اور مائتی لینی اس سرگرمی میں مصروف تھے تو ملیتس کو ایک وسیع فوج کی جانب سے حملے کی توقع تھی جو بحری بیڑے اور زمینی فوج دونوں پر مشتمل تھی۔ فارسی کپتانوں نے اپنے متعدد دستوں کو یکجا کر کے واحد فوج کی شکل دے لی تھی؛ اور انہوں نے ایسے تمام دیگر شہروں کو ساتھ ملانے (جنہیں وہ کم اہمیت سمجھتے تھے) اور سیدھے ملیتس پر چڑھائی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ بحری ریاستوں میں سب سے زیادہ جوش و خروش فنیقیا نے دکھایا؛ لیکن بحری بیڑے میں سائپرس (جنہیں حال ہی میں مطیع بنایا گیا[2]' سلیشیائی اور مصری بھی شامل تھے۔

7۔ اہل فارس ملیتس اور ایونیا کے خلاف جب یہ تیاریاں کر رہے تھے تو ایونیاؤں نے اُن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ارادوں کی خبر پا کر اپنے نمائندوں کو پانیو نیئم[4] بھیجا اور اپنے معاملات کی صورتحال پر گفت وشنید کی۔ تب یہ فیصلہ ہوا کہ فارسیوں کے مقابلہ کے لیے کوئی زمینی فوج جمع نہیں کی جائے گی' بلکہ ملیشیاؤں کو اپنی فصیلوں کی ہر ممکن مدافعت کے لیے چھوڑ دیا جائے: ساتھ ہی یہ بھی قرار پایا کہ ریاستوں کی ساری کی ساری بحری طاقت کو مسلح کر کے لیڈے[5] (Lade' ملیتس سے پرے ایک چھوٹا سا جزیرہ) میں جمع کیا جائے۔

8۔ ایونیائی اپنے جہازوں میں اکٹھا ہونا شروع ہوئے اور اُن کے ساتھ لسبوس کے ایولیائی آ گئے: اور اِس طرح انہوں نے اپنی شیرازہ بندی کی:--- مشرقی حصہ ملیشیاؤں پر مشتمل تھا جنہوں نے 80 جہاز مہیا کیے: اُن کے بعد پریانیوں کے 12 اور پھر مائیوسیوں کے تین جہاز تھے: مائیوسیوں کے بعد اہل تیوس کے سترہ جہاز تھے: تب سو جہاز فراہم کرنے والے اہل کیاس آتے تھے۔ اِس سے آگے بالترتیب آٹھ' تین' ستر اور آخر میں ساٹھ جہاز اریتھریوں' فوکایوں' لسبوسیوں اور ساموسیوں کے تھے جو مل کر مغربی حصہ تشکیل دیتے ہوئے تھے۔ بحری بیڑہ کُل 353 سہ طبقہ جہازوں پر مشتمل تھا۔ ایونیائی طرف کے جہاز بھی اتنی ہی تعداد میں تھے۔

9۔ بربریوں کے ساتھ 600 جہاز تھے۔ یہ سب ملیشیا کے ساحل سے پرے جمع ہوئے' جبکہ بری فوج ساحل پر جمع تھی: لیکن قائدین کو ایونیائی بیڑے کی طاقت کا علم ہونے پر خوف لاحق ہوا کہ شاید وہ انہیں شکست دینے میں ناکام ہو جائیں' اور ایسی صورت میں سمندر پر ملکہ نہ رہنے کے باعث وہ ملیتس پر غلبہ نہ پا سکیں گے اور نتیجتاً انہیں داریوش کی جانب سے سزا ملے گی۔ پس اِن سب باتوں کے بارے میں سوچ کر انہوں نے مندرجہ ذیل راہ عمل اپنانے کا فیصلہ کیا:--- ارستاغورث کے معزول کردہ جن ایونیائی فرمانرواؤں نے بھاگ کر میڈیز میں پناہ لی تھی اور اب پڑاؤ میں موجود تھے' انہیں بُلوا کر ملیتس کے خلاف مہم پر بھیجا جائے۔ لٰہذا فارسیوں نے اُن سے یوں خطاب کیا: "اے اہل ایونیا' اب موزوں وقت آ گیا ہے کہ تم بادشاہ کے لیے اپنا جوش و جذبہ دکھاؤ۔ تم میں سے ہر شخص اپنے ہم وطن کو مرکزی فوج سے الگ کرنے کی حتیٰ المقدور کوشش کرے۔ اُن سے وعدہ کرو کہ اگر وہ مان گئے تو بغاوت کی وجہ سے انہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا: اُن کے معبد اور نہ ہی کوئی نجی عمارات جلائی جائیں گی: نہ ہی اُن کے ساتھ بغاوت سے سابق رویہ سے زیادہ سختی کی جائے گی۔ لیکن اگر انہوں نے ہتھیار نہ ڈالے اور جنگ آزمائی کرنے پر مُصر رہے تو انہیں دھمکی دو' اور بتا دو کہ لڑائی میں شکست کھانے پر انہیں غلام بنا لیا جائے گا: اُن کے لڑکوں کو خواجہ سرا بنایا اور کنواریوں کو باکترا لے جایا جائے گا: جبکہ اُن کا ملک غیر ملکیوں کے ہاتھوں میں دے دیا جائے گا۔"

10۔ ایونیائی فرمانرواؤں کو راتوں رات اُن کے اپنے اپنے شہریوں کی جانب بھیجا گیا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فارسیوں کا پیغام سنایا گیا؛ لیکن لوگ نہایت ہٹ دھرم تھے اور انہوں نے اپنے ہم وطنوں سے بے وفائی کرنے سے انکار کر دیا' ہر ریاست کے باشندوں کا خیال تھا کہ پیغام صرف انہیں ہی بھیجا گیا ہے۔ فارسیوں کے پہلی مرتبہ ملیتس کے سامنے نمودار ہونے پر مندرجہ ذیل واقعات رونما ہوئے۔

11۔ بعد میں' جب ابھی ایونیائی بیڑہ لیڈے میں ہی جمع تھا' تو مجلسیں ہوئیں اور مختلف لوگوں نے تقریریں کیں۔۔۔جن میں فوکائی کپتان ڈایونی سیئس بھی شامل تھا جس نے مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا:۔۔۔ "اہل ایونیا ہم تلوار کی دھار پہ کھڑے ہیں' ایک طرف آزادی اور دوسری جانب غلامی ہے۔ اب آپ کو انتخاب کرنا ہے کہ آپ سختی سہیں گے اور فی الحال محنت و مشقت کی زندگی گزار کر بعد میں اپنے دشمنوں پر غلبہ پانے اور خود کو آزاد کرنے کے قابل بنیں گے؛ یا پھر موجودہ بدنظمی اور انتشار کو جاری رکھیں گے جس میں آپ کے بادشاہ کے انتقام سے بچنے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ آپ میری بات اور میری قیادت پر بھروسہ کریں۔ پھر' اگر دیوتاؤں نے ہمارے درمیان اعتدال قائم رکھا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہمارے دشمن جنگ سے گریز کریں گے' یا اگر وہ لڑے بھی تو مکمل شکست سے دوچار ہوں گے۔"

12۔ اِن الفاظ نے ایونیاؤں پر اثر کیا اور انہوں نے فوراً ڈایونی سس سے عہد وفاداری کیا؛ جس پر وہ ہر روز جہازوں کی صف بندی کر کے جنگی مشقیں کرنے لگا[6] شام ڈھلے تک جہاز اپنے لنگروں پر ٹکے رہتے'[7] تاکہ آدمیوں کے پاس صبح سے شام تک محنت کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہ ہو۔ ایونیائی سات روز تک اطاعت کرتے رہے؛ لیکن آٹھویں دن کام کی سختی اور سورج کی گرمی کے باعث تھک کر وہ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ "ہم نے کس دیوتا کو ناراض کر دیا ہے کہ ہمیں یہ سزا بھگتنا پڑ رہی ہے؟ ہم بیوقوف اور راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں کہ خود کو ایک فوکائی ڈینگ باز کے اختیار میں دے دیا جس نے بیڑے میں تین جہاز بھی فراہم نہیں کیے! وہ ہم پہ اپنی حاکمیت قائم کرنے کے بعد ہمیں سنگین ترین انداز میں نڈھال کر رہا ہے؛ نتیجتاً ہم میں سے متعدد بیمار پڑ گئے ہیں' اور بہت سے دیگر بھی بیمار ہونے کو ہیں۔ بہتر تھا کہ ہم اِن سختیوں کے بجائے کوئی بھی مشکل سہہ لیتے: جس غلامی کا ہمیں خوف دلایا گیا ہے وہ کہیں زیادہ درشت ہونے کے باوجود ہماری موجودہ کلفتوں سے زیادہ بری نہیں ہو سکتی۔ آؤ' ہم مل کر اُس کا حکم ماننے سے انکار کر دیں۔" یہ کہہ کر اُنہوں نے اُس کی حکم عدولی شروع کر دی' اور اپنے خیمے فوجیوں کی طرح جزیرے پہ نصب کر دیئے' جہاں وہ سارا دن سائے میں ستاتے رہے اور جہازوں پہ جا کر تربیت حاصل کرنے سے اِنکار کر دیا۔

13۔ اب ساموسی کپتانوں کو اِس واقعہ کا علم ہوا تو وہ اُن شرائط کو قبول کرنے پر پہلے سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زیادہ مائل ہوئے جن کی پیشکش کی اجازت فارسیوں نے ایاسز ابن سیلوسون کو دے رکھی تھی۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا تھا کہ ایونیاؤں میں سب کچھ بد نظمی کا شکار تھا' اور انہوں نے یہ بھی محسوس کیا کہ بادشاہ کی طاقت کے ساتھ لڑنے میں کوئی اُمید نہیں; اگر وہ اپنے خلاف بھیجے گئے بیڑے کو شکست دے بھی لیتے تو انہیں علم تھا کہ اُس سے پانچ گنا بڑا ایک اور بیڑہ آجائے گا۔ سو انہوں نے دستیاب موقع سے فائدہ اٹھایا اور ایونیاؤں کو کام کرنے سے انکار کرتے دیکھتے ہی خوشی خوشی اپنے معبدوں اور جائیدادوں کی حفاظت کرنے کو چل دیئے۔ اہل ساموس کو شرائط کی پیشکش کرنے والا یہ ایاسز سیلوسون کا بیٹا اور سابق ایاسز کا پوتا تھا۔ قبل ازیں وہ ساموس کا فرمانروا تھا' لیکن مِلیشیائی ارستاغورث نے اُسے (دیگر ایونیائی فرمانرواؤں کے ساتھ ہی) حکومت سے محروم کر دیا تھا۔

14۔ کچھ ہی دیر بعد فینیقی حملہ کرنے کے لیے جہازوں پر روانہ ہوئے; اور ایونیائی قطار بنا کر اُن کا مقابلہ کرنے گئے۔ جب وہ ایک دوسرے کے نزدیک آئے اور برسرپیکار ہوئے تو میں یہ قطعیت کے ساتھ نہیں بتا سکتا کہ کون سے ایونیائی بہادروں کی طرح لڑے اور کون بزدلوں کی طرح بھاگ گئے' کیونکہ سبھی دھڑوں کو الزام دیا جاتا ہے; لیکن روایت یہ ہے کہ اہل ساموس نے ایاسز کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کے مطابق مستول بلند کیے اور گیارہ کے سوا اپنے تمام جہاز لے کر چلے گئے۔ ان گیارہ جہازوں کے کپتانوں نے کمانڈروں کے احکامات پر کوئی توجہ نہ دی بلکہ جنگ میں مصروف رہے۔ اِس بہادری کے اعتراف میں ریاست ساموس انہی افراد کو دی گئی' اور اُن کے اپنے اور باپ داداؤں کے نام ایک ستون پہ کھدوا کر انہیں اعزاز بخشا گیا; یہ ستون اب بھی بازار میں ایستادہ ہے۔ اہل ساموس کو دیکھ کر اہل لسبوس بھی۔۔۔ جو اُن کے پہلو میں صف آراء تھے۔۔۔ بھاگنے لگے; پھر زیادہ تر ایونیاؤں نے اِسی مثال پر عمل کیا۔

15۔ وہیں جم کر لڑنے والوں میں سے اہل کیاس نے بزدلی دکھانے سے نفرت کی' شجاعت و مردانگی کا پرجوش مظاہرہ کیا اور بری طرح مجروح ہوئے۔ جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے' انہوں نے مشترکہ بیڑے میں ایک سو جہاز مہیا کیے تھے اور ہر جہاز پر چالیس سرکردہ شہری سوار تھے: جب انہوں نے حلیفوں کے بڑے حصے کو مشترکہ مقصد سے منہ موڑے دیکھا تو اُن دھوکے بازوں کی مکروہ مثال پر عمل کرنا پسند نہ کیا حتیٰ کہ وہ بے یار و مددگاری کے عالم میں بھی لڑتے رہے اور انجام کار دشمنوں کے بہت سے جہازوں پر قبضہ جمانے کے ساتھ ساتھ اپنے آدھے جہاز بھی کھو دیئے۔ تب وہ اپنے باقی ماندہ جہازوں کے ساتھ اپنے ملک کو بھاگ گئے۔

16۔ جہاں تک اُن کے تباہ شدہ اور ناکارہ جہازوں کا تعلق ہے تو دشمنوں نے اُن کا تعاقب کر کے انہیں سیدھا میکالے[8] میں پہنچا دیا' جہاں عملہ انہیں چھوڑ کر جزیرے پر بھاگ نکلا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

راستے میں وہ الفی سس کے علاقہ میں پہنچے اور اِسے پار کرنے کی کوشش کی; لیکن اُن پر ایک سنگین مصیبت ٹوٹ پڑی۔ رات کا وقت تھا اور الفی سسی عورتیں تھیسموفوریا۔۔۔ اہل کیاس کی سابق مصیبت سے بے خبری کے عالم میں[9]۔۔۔ منانے میں مصروف تھیں۔ سو جب الفی سیوں نے ایک مسلح دستے کو اپنے ملک پر حملہ آور دیکھا تو انہوں نے نووارد گان کو ڈاکو خیال کیا جو اُن کی عورتوں کو اغواء کرنے کی نیت سے آئے تھے;[10] چنانچہ وہ اپنی پوری طاقت جمع کر کے اُن کے خلاف نکل کھڑے ہوئے اور سب کو مار ڈالا۔

17۔ فوکائی ڈایونی سیئس کو جب شکست کا پتہ چلا تو وہ دشمن کے تین جہازوں پر قبضہ کرنے کے بعد بھاگ نکلا۔ تاہم' وہ واپس فوکایا نہ گیا' کیونکہ اُسے یقین تھا کہ وہ باقی ایونیا کی طرح دوبارہ فارسی غلامی میں چلا جائے گا; لہٰذا اُس نے سیدھا فینیقیا کا رُخ کیا کیونکہ وہاں بہت سے تاجر ڈوبے تھے; وہ بہت سا مال غنیمت جمع کرنے کے بعد سسلی کی جانب روانہ ہوا اور وہاں بحری قزاق بن کر کارتھیجیوں اور ٹرہینیوں کو لوٹنے لگا' لیکن یونانیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔

18۔ فارسیوں نے ایونیاؤں کو سمندری جنگ میں شکست دینے کے بعد ملیتس کا بحری اور بری محاصرہ کر لیا' دیواروں کے نیچے سے سرنگیں نکالیں اور ہر طریقہ استعمال کیا' حتیٰ کہ انہوں نے قلعے اور شہر دونوں پر قبضہ کر لیا۔۔۔ اب ارستاغورث کی قیادت میں بغاوت شروع ہوئے چھ سال گذر چکے تھے۔ انہوں نے شہر کے تمام باشندوں کو غلام بنایا' اور یوں استخارہ میں کی گئی پیشگوئی پوری ہوئی۔

19۔ کیونکہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب اہل آرگوس نے اپنے ملک کی سلامتی کے بارے میں پوچھنے کے لیے ڈیلفی سے رجوع کیا تو انہیں ایک پیشگوئی کی گئی جس میں اُن کے علاوہ دیگر اقوام بھی ملوث تھیں۔ کیونکہ اِس میں جزواً آرگوس کی خوشحالی کے اعلان کے علاوہ ضمناً ملیتس کے لوگوں کی قسمت کا بھی ذکر تھا۔ میں فی الحال صرف وہی حصہ بیان کروں گا[11] جس میں غیر حاضر ملیشیاؤں کی بات کی گئی ہے:۔۔۔

"او ملیتس' تب تو گاہے بگاہے برائی کی تدبیر کرے گا
تو بہت سے جشن منائے گا اور زبردست مال غنیمت حاصل کرے گا:
تب تیرے سرپرست لمبے بالوں والے آقاؤں کے پاؤں دھوئیں گے:۔۔۔
اور تب ہمارے پیارے ڈیڈامیائی معبد پر غیروں کا قبضہ ہو گا۔"

ملیشیاؤں کے مقدر میں یہی لکھا تھا; کیونکہ لمبے بالوں والے فارسیوں نے بیشتر آدمیوں کو مارنے کے بعد عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا; اور ڈیڈاما کی عبادت گاہ[12] میں معبد اور دارالاستخارہ دونوں کو لوٹا اور نذر آتش کیا گیا; یہاں کے خزانوں کے متعلق میں نے اپنی تاریخ کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیگر حصوں میں جا بجاذ کر کیا ہے۔

20۔ جن ملیشیاؤں کی جانیں بخشی گئیں انہیں بطور قیدی سُوسا لے جایا گیا' بادشاہ داریوش نے اُن کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کیا: انہیں دریائے دجلہ کے اریتھرلئن سمندر میں گرنے کے مقام سے نزدیک ساحلوں پر واقع ایک شہر آمپے میں بسایا۔ فارسیوں نے خود ملیتس اور اس کے اردگرد کے میدان کو اپنے لیے رکھا جبکہ پہاڑی علاقہ پیڈانس [13] کے کیریاؤں کو تفویض کر دیا گیا۔

21۔ اور اب سائبیری---- جنھوں نے اپنے شہر ہارنے کے بعد لاؤس اور سکیڈرس پر قبضہ کیا---اہل ملیتس کی سابق شفقت کو نہ لوٹا سکے۔ کیونکہ جب سائبیرس پر کروٹونیوں [14] نے غلبہ پایا تو ملیتس کے تمام بچوں اور بوڑھوں نے اپنے سر مونڈ کر زبردست سوگ منایا: چونکہ ملیتس اور سائبیرس ہمیں معلوم تمام شہروں میں دو نہایت قریب ترین اتحادی تھے۔ دوسری طرف ایتھنیوں نے ملیتس کی شکست پر بے انتہاء افسوس ظاہر کیا اور کئی طریقوں سے' بالخصوص فرائی نیکس [15] کے ساتھ سلوک میں اظہار ہمدردی کیا۔ کیونکہ جب یہ شاعر اپنا ڈرامہ "ملیتس کی شکست" سٹیج پر لایا تو سارا تھیٹر اشکبار ہو گیا: اور لوگوں نے اُسے اپنی ہی بدقسمتیوں کی یاد تازہ کرنے کے جرم میں ایک ہزار درم جُرمانہ کیا۔ اسی طرح انہوں نے ایک قانون بنایا کہ کوئی شخص کبھی اس ڈرامے کو پیش نہیں کرے گا۔

22۔ یوں ملیتس کو اُس کے باشندوں سے محروم کیا گیا۔ ساموس میں ذرا امیر طبقہ کے لوگ کپتانوں کی کارروائیوں اور میڈیوں کے ساتھ اُن کے لین دین سے بہت زیادہ نالاں تھے۔ چنانچہ انہوں نے بحری جنگ کے فوراً بعد ایک مجلس مشاورت بلائی اور فیصلہ کیا کہ وہ ایاسز اور فارسیوں کے غلام بننے کے لیے بیٹھے نہیں رہیں گے' بلکہ اپنے ملک میں مطلق العنان کے قدم پڑنے سے پہلے ہی سمندر میں سفر کر کے کسی اور زمین پر جا بسیں گے۔ اب اتفاق یہ ہوا کہ تقریباً اسی وقت سسلی کے زانکلیوں نے اپنے سفیر ایونیاؤں کی جانب بھیج کر اُنہیں کالے ایکتے آنے کی دعوت دی جہاں وہ ایک ایونیائی شہر تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ یہ جگہ کالے ایکتے (یا خوبصورت ڈوری) سسلیوں [16] کے ملک میں ہے اور اس کا ترہینیا [17] کے سامنے والا حصہ سسلی میں واقع ہے۔ تمام ایونیاؤں کو کی گئی یہ پیشکش صرف اہل ساموس اور اُن اہل ملیتس نے قبول کی جو بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

23۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل حالات پیش آئے۔ اہل ساموس اپنے سفر میں ایتھی زیفائری لوکریاؤں [18] کے ملک میں پہنچے' جبکہ زانکلی اور اُن کا بادشاہ سکاتھس سسلی کے ایک قصبے کا محاصرہ کیے بیٹھے تھے۔ ریجیئم [19] کے فرمانروا اناکسی لاؤس نے--- جس کے تعلقات زانکلیوں کے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کشیدہ تھے--- صورتحال کو جانتے ہوئے اہل ساموس سے درخواست کی اور انہیں کالے اکیتے جانے کا ارادہ ترک کرنے اور خود زانکلے کو قبضہ میں لینے پر مائل کیا جہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ساموسیوں نے اس مشورے پر عمل کیا اور شہر کے مالک بن بیٹھے؛ زانکلی یہ خبر سنتے ہی اپنے شہر کو واپس لینے دوڑے اور گیلا[20] کے فرمانروا ہپوکریٹس سے بھی مدد مانگی جو اُن کا حلیف تھا۔ ہپوکریٹس اپنی فوج لے کر اُن کی مدد کو آیا؛ لیکن وہاں پہنچ کر اُس نے زانکلی بادشاہ سکاتھس کو قید کر لیا (جس نے ابھی ابھی اپنے شہر کو کھویا تھا) اور پابہ زنجیر کر کے اُسے اُس کے بھائی پاتھوجینز سمیت اناٹکس شہر بھیج دیا؛ پھر اُس نے اہل ساموس کے ساتھ ایک سمجھوتہ کیا اور زانکلے کے عوام کو فریب دینے پر رضامندی ظاہر کی۔ اس دھوکہ بازی کے انعام میں اُسے مال غنیمت' اشیاء اور غلاموں کا نصف ملنا تھا--- یعنی اُس شہر اور کھلے علاقے سے ملنے والے تمام مال غنیمت اور غلاموں کا نصف۔ چنانچہ ہپوکریٹس نے زانکلیوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو غلام بنا لیا؛ تاہم تین سو نمایاں شہریوں کو قتل کرنے کے لیے اہل ساموس کے سپرد کر دیا؛ لیکن انہوں نے اُن کی جان بخشی کر دی۔

24۔ زانکلیوں کا بادشاہ سکاتھس بھاگ کر اناٹکس سے ہمیر آگیا؛[21] وہاں سے آگے ایشیاء اور پھر داریوش کے دربار میں پہنچا۔ داریوش نے اُسے اپنے پاس پناہ لینے والے یونانیوں میں سب سے زیادہ راست گو خیال کیا؛ کیونکہ وہ بادشاہ سے رخصت لے کر سسلی کے دورے پر گیا اور وہاں سے واپس فارس میں آ کر نہایت پر آسائش زندگی گزارتا رہا اور ضعیف العمری میں فطری موت مرا۔

25۔ یوں اہل ساموس میڈیوں کی غلامی سے بچ گئے اور کسی مشکل کے بغیر خوبصورت ترین شہر زانکلے[22] کے مالک بنے۔ خود ساموس میں فینیقیوں نے لڑائی میں ملیتس کو جیتنے کے بعد ایاسز ابن سیلوسون کو دوبارہ تخت پر بٹھایا۔ انہوں نے یہ کام فارسیوں کے حکم پر کیا جو ایاسز کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اُسے صلہ دینا چاہتے تھے۔ اسی طرح انہوں نے اہل ساموس سے درگذر کی--- کیونکہ وہ اپنے جہازوں کو چھوڑ کر چلے گئے تھے--- اور اُن کے شہر یا معبد کو نذر آتش نہ کیا جیسا کہ دیگر باغیوں کے ساتھ کیا تھا۔ ملیتس کی شکست کے فوراً بعد فارسیوں نے کیریا واپس لیا' کچھ شہروں پر بزور شمشیر قبضہ کیا جبکہ دیگر نے خود بخود سرنگوں کر دیا۔

26۔ دریں اثناء ملیتس کے انجام کی خبریں لیشیائی ہستیاس تک پہنچیں جو ہنوز بائزنطیئم میں موجود تھا اور بحیرہ اسود[23] میں سے نکل کر آنے والے ایونیائی تاجروں کی راہ مارنے میں مشغول تھا۔ ہستیاس نے یہ خبریں سنتے ہی ابائیدوس کے رہنے والے بساتیس ابن اپالوفینز کو ہیلس پونٹ کا نگران بنایا اور خود اپنے لسبوسیوں کو لے کر کیاس کے لیے روانہ ہوا۔ اُس نے کیاس کے علاقہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں واقعہ "The Hollows" نامی مقام پر کیاس کے ایک فوجی دستے سے مقابلہ کیا اور ان کی تعداد کثیر کو ہلاک کر ڈالا؛ بعد ازاں اُس نے اپنے لسبوسیوں کی مدد سے باقی کے تمام اہل کیاس کو مطیع بنایا جو سمندری جنگ میں شکستوں کے باعث کمزور پڑ چکے تھے۔ اُس نے کیاس کے شہر پولیچنے کو اپنا صدر مقام بنایا۔

27۔ اکثر یوں ہوتا ہے کہ جب کسی ریاست یا قوم پر بدبختی نازل ہونے والی ہو تو پہلے کوئی انتباہ مل جاتا ہے۔ اس معاملے میں بھی یہی ہوا' کیونکہ اہل کیاس کو کچھ عجیب نشانیاں نظر آ چکی تھیں۔ اُن کے سو لڑکوں کا ایک طائفہ ڈیلفی کی جانب بھیجا گیا تھا؛ اور ان میں سے صرف دو واپس آئے جبکہ باقی 98 ایک وبائی مرض کا شکار ہو گئے۔ اسی طرح سمندری جنگ سے کچھ ہی پہلے ایک سکول کی چھت گر پڑی اور اُس کے نیچے پڑھائی میں مصروف 120 بچوں میں سے صرف ایک زندہ بچا۔ خدا نے ان علامات کے ذریعہ انہیں خبردار کر دیا تھا۔ کچھ ہی عرصہ بعد سمندری لڑائی ہوئی جس نے شہر کو گھٹنوں کے بل جھکا دیا؛ اور لڑائی کے بعد ہستیاس اور اُس کے لسبوسیوں نے حملہ کیا اور کمزور ہو چکے اہل کیاس نے آسانی سے ہار مان لی۔

28۔ اب ہستیاس ایونیاؤں اور ایولیاؤں پر مشتمل ایک کثیر فوج لے کر تھاسوس کے خلاف نکلا اور اس کا محاصرہ کیا ہی تھا کہ فینیقیوں کے ملیتس سے نکلنے اور دیگر ایونیائی شہریوں پر حملہ آور ہونے کی خبر ملی۔ یہ سن کر ہستیاس نے تھاسوس کا محاصرہ اٹھایا اور اپنی ساری فوج کے ساتھ لسبوس کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں اُس کی فوج کو خوراک کی اشد ضرورت پڑی تو اُس نے لسبوس کو چھوڑا اور سمندر پار کر کے براعظم پر گیا تاکہ اتارنی علاقے اور اس طرح کائیکس (جو مائشیا سے تعلق رکھتا تھا) کے میدانوں میں اُگنے والی فصلوں کو کاٹ سکے۔ اتفاقاً ہرپاگس نامی ایک فارسی ان خطوں میں ایک کافی بڑی فوج کی سربراہی کر رہا تھا۔ ہستیاس کی آمد پر وہ اُس سے مقابلہ کرنے آیا اور اُس کے بہت سے فوجیوں کو ہلاک کر کے ہستیاس کو قیدی بنا لیا۔

29۔ ہستیاس مندرجہ ذیل انداز میں فارسیوں کے ہتھے چڑھا۔ یونانیوں اور فارسیوں نے اتارنیس کے علاقہ میں بمقام مالینا شدید جنگ کی' حتیٰ کہ گھوڑ سوار دستہ آگے آیا اور یونانیوں کو بھگا کر لڑائی کا فیصلہ کر دیا؛ ہستیاس نے سوچا کہ داریوش اُسے سزائے موت نہیں دے گا' لہٰذا اُس نے حسب ذیل رویہ سے اپنی زندگی سے محبت ظاہر کی۔ فرار کے دوران جب ایک فارسی نے اُسے قابو کر لیا تو وہ فارسی زبان میں بہ آواز بلند پکارا کہ وہ ملیشیائی ہستیاس تھا۔

30۔ • اگر اُسے سیدھا بادشاہ داریوش کے پاس لے جایا جاتا تو مجھے پورا یقین ہے کہ اُسے کوئی آنچ نہ آتی' بلکہ بادشاہ اُسے معاف کر دیتا۔ تاہم سار دیس کے صوبہ دار اور اُس کے صیاد ہرپاگس نے اسی وجہ کی بناء پر۔۔۔ کیونکہ انہیں خوف تھا کہ اگر وہ بچ نکلا تو دوبارہ بادشاہ کا منظور نظر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بن جائے گا۔۔۔ اُسے سار دیس پہنچتے ہی مار ڈالا۔ انہوں نے اُس کی وہیں کھال اتروائی۔ [۲۴] جبکہ سر حنوط کر کے بادشاہ کو سوسا بھیج دیا۔ اس واقعہ کی خبر ملنے پر داریوش نے ہستیاس کو زندہ اپنے سامنے پیش نہ کیے جانے کو ایک عظیم غلطی خیال کیا اور اپنے خادموں کو حکم دیا کہ سر دھو کر احتیاط سے کفنائیں اور پھر دفنا دیں کیونکہ یہ ایک ایسے آدمی کا سر تھا جس نے بادشاہ اور فارسیوں کو بہت فائدہ پہنچائے تھے۔ [۲۵] یہ تھا ہستیاس کا انجام۔

31۔ فارسیوں کی بحری فوج نے سردیاں ملیتس میں بسر کیں اور اگلے سال ساحل سے پرے واقع جزائر کیاس، لسبوس اور ٹینیڈوس [۲۶] پر حملہ کرنے چلے، جنہیں بڑی آسانی سے مطیع بنا لیا گیا۔ بربری ہر جزیرے پر قبضہ کرنے کے بعد مقامی باشندوں کو گھیرتے۔ گھیرے میں لینے کا یہ طریقہ حسب ذیل ہے۔ آدمی بازو میں بازو ڈال کر شمالی سے جنوبی ساحل تک ایک زنجیر بناتے اور پھر ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک سارے جزیرے پر مارچ کرتے اور باشندوں کو پکڑتے ہیں۔ [۲۷] اسی انداز میں فارسیوں نے براعظم پر واقع ایونیائی قصبات بھی حاصل کیے، تاہم وہاں باشندوں کو گھیرنا ممکن نہ تھا۔

32۔ اور اب اُن کے جرنیلوں نے اُن تمام دھمکیوں کو عملی شکل دی جو جنگ سے پہلے ایونیاؤں کو دی تھیں۔ [۲۸] کیونکہ انہوں نے قصبات پر قبضہ جماتے ساتھ ہی بہترین لڑکوں کو جمع کیا اور انہیں ہیجڑے بنا دیا، جبکہ حسین ترین لڑکیوں کو گھروں سے نکال کر بادشاہ کو بطور تحفہ بھجوایا، اور ساتھ ہی شہروں کو اُن کے معبدوں سمیت جلا کر راکھ کر دیا۔ یوں ایونیائی تیسری مرتبہ غلام بنے۔ انہیں پہلی بار لیڈیاؤں، دوسری اور تیسری مرتبہ فارسیوں نے طوق غلامی پہنایا

33۔ بحری فوج ایونیا سے نکل کر ہیلس پونٹ کی جانب بڑھی اور (جب آپ آبناؤں میں داخل ہوں تو) بائیں کنارے پر واقع تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔ کیونکہ دائیں کنارے والے شہروں کو فارسیوں کی بری فوج پہلے ہی مطیع کر چکی تھی۔ یورپی طرف پر ہیلس پونٹ کے سرحدی مقامات یہ ہیں: کیرونیسے جو متعدد شہروں پر مشتمل ہے، پیرنتھس [۲۹]، تھریس کے قلعے، سیلیریا [۳۰] اور بائیز نطیئم [۳۱] اس موقع پر بائز نطینوں اور اُن کے سامنے والے پڑوسی کالسیدونیوں نے فنیقیوں کی آمد کا انتظار کرنے کی بجائے اپنے ملک سے خروج کیا اور بحر اسود میں سفر کرتے ہوئے مسمبریا کے شہر میں سکونت اختیار کی۔ فنیقیوں نے اوپر مذکور تمام جگہوں کو جلانے کے بعد پروکونیسس [۳۲] اور ارتاکا کا رُخ کیا اور انہیں بھی آگ دکھائی۔ یہ کرنے کے بعد وہ واپس کیرونیسے آئے تاکہ ان شہروں کو بھی مطیع بنا سکیں جو سابقہ حملے کے دوران محفوظ رہ گئے تھے سائزیکس پر انہوں نے کوئی حملہ نہ کیا کیونکہ مقامی باشندوں نے اُن کی آمد سے پہلے ہی اوبیرس ابن میگابازس (ڈیسکالیئم کا صوبہ دار) سے شرائط طے کر کے بادشاہ کی اطاعت قبول کر لی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فنیقیوں نے کیرونیسے میں کارڈیا [۳۳] کے سوا تمام شہروں کو زیر کیا۔

34۔ اس وقت تک کیرونیسے کے شہر سیمون کے بیٹے اور ستیساغورث کے پوتے ملتیسا دیس کی حکومت کے ماتحت تھے جسے وہ ملتیادیس ابن سپسیلس سے ترکہ میں ملے تھے؛ موخرالذکر نے انہیں حسب ذیل انداز میں حاصل کیا تھا۔ اُس دور میں کیرونیسے کا تعلق ایک تھریسی قبیلہ ڈولونکی سے تھا۔ اس قبیلہ نے اپسنتھیوں [۳۴] کے ساتھ جنگ میں بدحواس ہونے پر اپنے شہزادوں کو ڈیلفی میں اس حوالے سے استخارہ کرانے بھیجا۔ جواب میں کاہنہ نے انہیں حکم دیا کہ "اُس آدمی کو اپنے ساتھ بطور آباد کار اپنے ملک میں لے کر جاؤ جو معبد میں سے نکلنے پر سب سے پہلے تمہاری مہمانداری کرے۔" اہل ڈولونکی "مقدس راہ [۳۵]" پر چلتے ہوئے فوسس اور بیوشیا کے خطوں سے گذرے؛ ابھی تک کسی نے انہیں مدعو نہیں کیا تھا' لہٰذا انہوں نے ایتھنز کی جانب سفر اختیار کیا تھا۔

35۔ اُس وقت پسی سٹراٹس ایتھنز کا مالک کُل تھا؛ لیکن ملتیادیس ابن سپسیلس بھی ایک سر برآوردہ شخص تھا۔ اُس کا تعلق ایک ایسے خاندان سے تھا جو چار گھوڑوں والی رتھ کی دوڑ [۳۶] میں حصہ لیا کرتا تھا اور اپنا سلسلہ نسب ایاکس اور ایجینا سے ملاتا تھا' لیکن یہ خاندان فِلیاس ابن اجاکس (جو خاندان کا اولین ایتھنی شہری تھا) کے وقت سے ایتھنز کا ہی ہو کر رہ گیا تھا۔ ہوا یوں کہ ڈولونکی دروازے میں سے گذرے تو ملتیادیس اپنے دالان میں بیٹھا ہوا تھا جس نے انہیں غیر ملکی لباس میں نیزوں [۳۷] سے مسلح دیکھ کر اپنے پاس بلایا اور قیام و طعام کی دعوت دی۔ اجنبیوں نے اُس کا مہمان بننا قبول کر لیا اور ضیافت ختم ہونے کے بعد اُسے کہانت کی پوری ہدایات سے آگاہ کرتے ہوئے درخواست کی کہ وہ دیوتا کا کہا مان لے۔ ملتیادیس اُن کی بات سنتے ہی مان گیا؛ کیونکہ پسی سٹراٹس کی حکومت اُس کے لیے تکلیف دہ تھی اور وہ اُس کی پہنچ سے باہر نکلنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ سیدھا ڈیلفی گیا اور کاہنہ سے دریافت کیا کہ آیا اُسے ڈولونکی کی خواہش کے مطابق عمل کرنا چاہیے یا نہیں۔

36۔ چونکہ کاہنہ اُن کی درخواست کی حمایتی تھی' اس لیے ملتیادیس ابن سپسیلس --- جو اولمپیا میں چار گھوڑوں والے رتھ کی دوڑ جیت چکا تھا --- نے ایتھنز کو خیرباد کہا' اس مہم میں ساتھ چلنے کے خواہش مند تمام ایتھنیوں کو ساتھ لیا اور ڈولونکی کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔ کیرونیسے پہنچ پر اُس کے مدعو کرنے والوں نے اُسے اپنا بادشاہ بنا دیا۔ اس کے بعد اُس کا پہلا کام کارڈیا سے پاکتیہ تک کیرونیسے کی گردن پر ایک دیوار تعمیر کرنا تھا تاکہ ملک کو اپسنتھیوں کے حملوں اور لوٹ مار سے بچایا جا سکے۔ خاکنائے کی چوڑائی اس مقام پر 36 فرلانگ ہے' جبکہ خاکنائے کے اندر جزیرہ نما کی کل لمبائی 420 فرلانگ ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

37۔ جب وہ خاکنائے کے آرپار دیوار بنانے کا کام مکمل کر چکا اور یوں کیرونیسے کو اپسنتھیوں سے محفوظ کر دیا تو دیگر لڑائیاں لڑنے کے لیے نکلا' اور سب سے پہلے لامپسا کینیوں پر حملہ کیا؛ لیکن بدقسمتی سے اُن کی لگائی ہوئی گھات میں پھنس کر قیدی بنا لیا گیا۔ اب ہوا یہ کہ ملتیادیس لیڈیا کے بادشاہ کروسس کا منظورِ نظر تھا۔ چنانچہ جب کروسس نے اُس کی مصیبت کے بارے میں سنا تو قاصد بھیج کر لامپساکس والوں کو ملتیادیس کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ اُس نے کہا' "اگر تم نے انکار کیا تو میں تمہیں ایک صنوبر کی طرح مسل کر رکھ دوں گا۔" تب لامپسا کینیوں کو کچھ وقت کے لیے کروسس کی اس بات پر شبہ ہوا اور انہیں سمجھ نہ آئی کہ صنوبر کی طرح مسل کر رکھ دوں گا کا کیا مطلب تھا؛ لیکن آخرکار اُن کا ایک بوڑھا آدمی اس کا حقیقی مفہوم سمجھ گیا اور اُس نے انہیں بتایا کہ صنوبر وہ واحد درخت ہے جو کٹنے کے بعد نئی جڑیں نہیں نکالتا بلکہ مردہ ہو جاتا ہے۔ سو لامپسا کینیوں نے کروسس کی دھمکی سے خوفزدہ ہو کر ملتیادیس کو آزاد کر دیا۔

38۔ یوں ملتیادیس کروسس کی مدد سے بچ نکلا۔ کچھ عرصہ بعد وہ لاولد مرگیا اور اپنی سلطنت اور تمام دولت اپنے نصف بھائی[38] ستیساغورث ابن سیمون کے لیے چھوڑ گیا۔ اُس کی موت کے بعد سے ہی کیرونیسے کے لوگ اُسے اپنے بانی کے طور پر رواجی قربانیاں پیش کرتے ہیں؛ نیز انہوں نے اُس کے اعزاز میں ایک حکایتی (gymnic) شاعری کے مقابلے اور رتھ دوڑ کی روایت بھی قائم کی' ان دونوں مقابلوں میں لامپسا کینی کا حصہ لینا جائز نہیں۔ لامپساکس کے ساتھ جنگ ختم ہونے سے پہلے ہی ستیساغورث بھی لاولد مرگیا: وہ کمرۂ عدل میں بیٹھا ہوا تھا کہ بھگوڑے کے بھیس میں آئے ہوئے ایک جانی دشمن نے کلہاڑے سے کاری وار کر دیا۔

39۔ ستیساغورث کی موت پر پِسی سٹراٹیدے نے ایک سہ طبقہ جہاز تیار کیا اور ملتیادیس ابن سیمون (آنجہانی کے بھائی) کیرونیسے بھیجا تاکہ وہ وہاں کے امور کا انتظام سنبھال سکے۔ وہ اُسے ایتھنز میں کافی حمایت دکھا چکے تھے کہ جیسے وہ درحقیقت اُس کے باپ سیمون کی موت میں حصہ دار نہ ہوں۔۔۔ اس معاملے پر کسی اور جگہ بات کی جائے گی۔[39] اُس نے آکر خود کو گھر میں بند کر لیا اور ظاہر کیا کہ وہ اپنے متوفی بھائی کی یاد میں سوگ منا رہا ہے؛ اس پر کیرونیسے کے سربرآوردہ لوگ تمام شہروں سے اکٹھے ہوئے اور جلوس کی صورت میں ملتیادیس کے پاس اظہار افسوس کرنے آئے۔ ملتیادیس نے انہیں پکڑنے اور جیل میں ڈالنے کا حکم دیا؛ اور اس کے بعد کیرونیسے کا مالک بن گیا' 500 کرائے کے قاتلوں کا ایک دستہ بنایا اور تھریسی بادشاہ اولورس کی بیٹی ہیجی پسیلا سے شادی کی۔

40۔ اس ملتیادیس ابن سیمون کو ملک میں رہتے ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ اُس پر ایک مصیبت نازل ہوئی جو حالیہ مصیبتوں سے زیادہ سنگین تھی: کیونکہ تین سال قبل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُسے سیتھیوں کے ایک حملے کے سامنے پسپا ہو کر بھاگنا پڑا تھا۔ ان خانہ بدوشوں نے داریوش کے حملے سے نالاں ہو کر اپنا ایک گروہ اکٹھا کیا اور کیرونیسیے تک جا پہنچے۔ [۴۰] ملتیادیس نے اُن کے آنے کا انتظار نہ کیا بلکہ بھاگ گیا اور سیتھیوں کے واپس جانے تک دور ہی رہا' تا آنکہ ڈولونکی اُسے واپس لے آئے۔ یہ سب کچھ اُن واقعات سے تین سال قبل ہوا جو ملتیادیس کو اب پیش آئے تھے۔

41۔ اُس نے ٹینیڈوس [۴۱] پر فنیقیوں کے حملہ آور ہونے کی خبر سنتے ہی پانچ سہ طبقہ جہازوں پر اشیائے ضروریہ لادیں اور کارڈیا کے مقام سے ایتھنز کو روانہ ہو گیا: جب وہ کیرونیسیے کے ساحل کے ساتھ خلیج میلاس سے نیچے کی طرف جا رہا تھا تو راستے میں اچانک پورے فنیقی بیڑے سے آمنا سامنا ہو گیا۔ تاہم وہ اپنے چار جہازوں سمیت بچ نکلا اور اِمبرس میں داخل ہو۔۔۔ تعاقب کرنے والوں کے ہاتھ ایک جہاز ہی آ سکا۔ اُس کا سب سے بڑا بیٹا میٹی اوکس اس جہاز کا کپتان تھا: میٹی اوکس تھریسی بادشاہ اولورس کی بیٹی نہیں بلکہ کسی اور عورت کے بطن سے تھا۔ وہ اور اُس کا جہاز پکڑے گئے: اور جب فنیقیوں کو معلوم ہوا کہ وہ ملتیادیس کا بیٹا ہے تو اُسے بادشاہ کے پاس لے جانے کا فیصلہ کیا تاکہ شاہی امتیازات حاصل کر سکیں۔ کیونکہ انہیں یاد تھا کہ ملتیادیس نے ہی ایونیاؤں کو پُل توڑ کر گھر واپس جانے کے لیے سیتھیوں کی درخواست ماننے کا مشورہ دیا تھا۔ [۴۲] تاہم میٹی اوکس کو پیش کیے جانے پر داریوش نے اُسے سزا کی بجائی تحائف سے لاد دیا۔ اُسے ایک گھر اور جاگیر اور ایک فارسی بیوی بھی دی جس سے جنم لینے والے بچوں کو فارسی شمار کیا گیا۔ جہاں تک ملتیادیس کا معاملہ ہے تو وہ اِمبرس سے بحفاظت ایتھنز جا پہنچا۔

42۔ اس موقع پر فارسیوں نے ایونیاؤں کو مزید کوئی نقصان نہ پہنچایا: بلکہ اس کے برعکس سال ختم ہونے سے پہلے پہلے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جو زیادہ تر اُنہی کے مفاد میں تھے۔ سار دیس کے صوبہ دار ارتافرنیس نے تمام ایونیائی شہروں سے نمائندوں کو بلاوا بھیجا اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاہدہ کرنے پر مجبور کیا کہ وہ آپس میں ہتھیار استعمال نہیں کریں گے بلکہ جھگڑے گفت و شنید کے ذریعہ سلجھائیں گے۔ [۴۳] اسی طرح اُن کے سارے ملک کی پیمائش (پر سانگ میں) کی۔۔۔ اہل فارس تیس فرلانگ کے برابر فاصلے کو پر سانگ ہی کہتے ہیں [۴۴] اور مختلف شہروں کے لیے جزیہ مقرر کیا۔ اس کی شرح آج بھی وہی ہے جو تب ارتافرنیس نے مقرر کی تھی۔ شرح تقریباً تقریباً وہی تھی جو بغاوت سے قبل مروج تھی۔ [۴۵] یہ تھا ایونیاؤں کے ساتھ فارسیوں کا پُرامن سلوک۔

43۔ اگلے موسم بہار میں داریوش نے تمام دیگر جرنیلوں کو معطل کر کے ماردونیس ابن گوبریاس [۴۶] کو سمندر اور خشکی پر لڑنے والے افراد کا ایک کثیر التعداد دستہ دے کر ساحل کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جانب بھیجا۔ اُس وقت ماردونیئس ایک نوجوان تھا اور اُس نے حال ہی میں بادشاہ کی بیٹی ارتازوسترا سے شادی کی تھی۔ ماردونیئس جب اپنی فوج کے ہمراہ سلیشا پہنچا تو اُس نے جہاز لیے اور بحری عملے کو لے کر ساحل کے ساتھ ساتھ چل دیا' جبکہ بری فوج دیگر رہنماؤں کی زیرِ قیادت ہیلس پونٹ کی جانب روانہ ہوئی۔ ایشیاء کے ساحل کے ساتھ ساتھ سفر کے دوران وہ ایونیا آیا؛ اور یہاں ایک ایسا انوکھا واقعہ پیش آیا جو ایسے یونانیوں کو بہت حیران کرے گا جنہیں یہ یقین نہیں آ سکتا کہ اوٹینس نے سات سازشیوں کو فارس کو ایک دولت مشترکہ بنانے کا مشورہ دیا تھا۔ ماردونیئس نے سارے ایونیا کے جابر حاکموں کو معزول کیا اور اُن کی جگہ پر جمہوریتیں قائم کیں۔ اس کارروائی کے بعد وہ تیزی سے ہیلس پونٹ کی جانب چلا' اور جب بہت سے جہاز اکٹھے کر لیے گئے اور ایک طاقتور بری طاقت بھی جمع ہو گئی تو اُس نے اپنے دستوں کو جہازوں کے ذریعہ آبنائے کے پار پہنچایا اور یورپ کے راستے اریٹریا و ایتھنز کے خلاف بڑھا۔[47]

44۔ کم از کم یہی شہر اس مہم کا بہانہ بن گئے جس کا اصل مقصد زیادہ سے زیادہ یونانی شہروں کو مطیع بنانا تھا؛ اور جب اہل تھاسوس نے بلا حیل و حجت سمندری فوج کی اطاعت قبول کر لی تو یہ بات عیاں ہو گئی' جبکہ زمینی فوج نے مقدونیوں کو بادشاہ کے سابق غلاموں میں شامل کر دیا۔ مقدونیہ کے اس طرف کے تمام قبائل کو پہلے مطیع بنایا جا چکا تھا۔[48] بحری بیڑہ تھاسوس سے براعظم کے دوسری طرف گیا اور اکانتھس کے کنارے کنارے بحر پیمائی کی' جہاں سے کوہ آتھوس کا چکر کاٹنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن یہاں اچانک شمالی ہوا آ گئی جس کے سامنے کوئی شئے نہیں ٹھہر سکتی؛ بہت سے جہاز تیز ہوا کی بدسلوکی کا شکار ہوئے اور متعدد آتھوس کی زمین پر چڑھ گئے۔ کہا جاتا ہے کہ تباہ شدہ جہازوں کی تعداد 300 سے کچھ ہی کم تھی؛ اور مرنے والے افراد کی تعداد 20 ہزار سے زیادہ[49] کیونکہ آتھوس کے آس پاس والے سمندر میں باقی تمام سمندروں سے زیادہ بلائیں ہیں؛ کچھ افراد کو انہی بلاؤں نے دبوچ کھا لیا' جبکہ کچھ دیگر چٹانوں سے جا ٹکرائے۔ تیراکی سے ناآشنا کچھ ایک ڈوب گئے' اور کچھ کو سردی نے موت کے منہ میں دھکیل دیا۔

45۔ دوسری طرف خشکی پر ماردونیئس اور اُس کی فوج پر تھریسیوں کے ایک قبیلے بریگی (Brygi) نے شب خون مارا؛ اور یہاں فارسیوں کی بہت بڑی تعداد تہہ تیغ ہوئی' حتیٰ کہ خود ماردونیئس بھی مجروح ہوا۔ بایں ہمہ بریگی اپنی آزادی برقرار رکھنے میں کامیاب نہ ہو سکے؛ کیونکہ ماردونیئس نے اُس وقت تک ملک سے کوچ نہ کیا جب تک کہ ان سب کو فارس کا ماتحت نہ بنا لیا۔ اگرچہ اُس نے انہیں طوق غلامی پہنا دیا تھا' پھر بھی اُن کے ہاتھوں اُس کی بَری فوج کو پہنچنے والے نقصان اور آتھوس کے قریب بحری بیڑے کی تباہی نے اُسے واپس جانے پر مائل کیا؛ یوں اُس کی فوج شرمناک ناکامی کے بعد واپس ایشیاء روانہ ہوئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

46۔ ان واقعات سے اگلے سال داریوش کو اہل تھاسوس کے کچھ پڑوسیوں سے خبر ملی کہ وہ بغاوت کی تیاریاں کر رہے ہیں؛ چنانچہ اُس نے ایک قاصد کے ذریعہ انہیں اپنی دیواریں منہدم کرنے اور اپنے تمام جہازوں کو ابدیرا [50] لانے کا حکم دیا۔ اہل تھاسوس نے ملیشیائی ہستیاس کے حملہ کے وقت [51] فیصلہ کیا تھا کہ (چونکہ اُن کی آمدنی بہت زیادہ تھی) وہ اپنی آمدنی کو جنگی جہاز بنانے اور شہر کے گرد ایک اور طاقتور فصیل بنانے میں صرف کریں گے۔ یہ آمدنی جزوا براعظم پر اُن کی املاک سے اور جزوا اُن کی زیر ملکیت کانوں سے حاصل ہوتی تھی۔ وہ سکاپتے ہائلے کے مقام پر سونے کی کانوں کے مالک تھے جہاں کی سالانہ پیداوار 80 ٹیلنٹ تھی۔ تھاسوس والی کانوں سے نسبتاً کم پیداوار ہوتی، لیکن پھر بھی وہ فاضل آمدنی کا ایک بہت بڑا ذریعہ تھیں؛ وہاں سے اوسطاً 200 اور زیادہ سے زیادہ تین ٹیلنٹ سالانہ حاصل ہوتے تھے۔

47۔ میں نے یہاں مذکور کانیں خود دیکھی ہیں؛ سب سے زیادہ حیرت انگیز وہ ہیں جنہیں فنیقیوں نے اس وقت دریافت کیا تھا جب تھاسس کے ساتھ گئے اور جزیرے کو آباد کیا (بعد میں جزیرہ انہی کے نام سے منسوب ہوگیا)۔ یہ فنیقی کارگاہیں تھاسوس میں ہی کوئیرا اور اینیرا نامی جگہ کے درمیان ساموتھریس [52] کے بالمقابل ہیں: دیو قامت پہاڑ ساموتھریس کو کچ دھات کی تلاش میں ادھیڑ کر رکھ دیا گیا ہے۔ تو یہ تھے اُن کے ذرائع آمدنی۔ اس موقع پر عظیم بادشاہ نے احکامات جاری کیے ہی تھے کہ اہل تھاسوس نے اپنی دیوار ڈھادی اور بحری بیڑے کو لے کر ابدیرا پہنچ گئے۔

48۔ اس کے بعد داریوش نے یونانیوں پر ثابت اور انہیں مائل کرنے کا فیصلہ کیا کہ آیا وہ اُس کی مسلح مدافعت کرنا چاہتے تھے یا اطاعت گذاری اختیار کرنا۔ چنانچہ اُس نے یونان کے اردگرد مختلف سمتوں میں قاصدوں کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ ہر جگہ بادشاہ کے لیے مٹی اور پانی (خراج) کا مطالبہ کریں۔ ساتھ ہی دیگر قاصدوں کو اپنے باج گزار مختلف ساحلی شہروں میں بھیجا اور اُن سے متعدد جنگی جہازوں اور گھوڑا گاڑیوں کی فراہمی کا مطالبہ کیا۔

49۔ ان شہروں نے اپنی تیاریاں شروع کردیں؛ اور یونان بھیجے گئے قاصدوں نے براعظم پر واقع ریاستوں کی ایک بہت بڑی تعداد اور تمام جزائر سے بھی بادشاہ کے حکم کے مطابق خراج وصول کیا۔ جزائر میں ایجینا والے بھی شامل تھے جنہوں نے باقیوں کی طرح فارسی بادشاہ کو مٹی اور پانی دینے پر رضامندی ظاہر کی۔ ایتھینوں نے جب اہل ایجینا کی حرکات کے متعلق سنا تو یہی سمجھا کہ انہوں نے اپنے آپ سے دشمنی میں یہ بات تسلیم کی تھی، اور یہ کہ ایجینا والے ایتھنز پر حملے میں داریوش کے ساتھ شریک ہونے کا ارادہ رکھتے تھے، لہٰذا انہوں نے معاملے کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ اس قدر اچھا بہانہ ملنے پر خوشی سے پھولے نہ سمائے اور سپارٹا کو بار بار وفد [53] بھیج کر اہل ایجینا پر الزام عائد کیا کہ اس معاملے میں اُن کا طرز عمل یونان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے غداری کا ثبوت تھا۔

50۔ اس پر سپارٹیوں کا بادشاہ کلیو مینیس ابن اناکساندریدس ذاتی طور پر ایجینا گیا تاکہ زیادہ بڑے ملزموں کو پکڑ سکے۔ تاہم جونہی اُس نے انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کی تو بہت سے ایجینیاؤں نے مدافعت کی' اور سب سے پہلے سرکشی کرنے والا شخص پولی کریٹس کا بیٹا کریئس تھا۔ اس شخص نے اُسے بتایا کہ "تم بھاری قیمت ادا کیے بغیر واحد ایجینیائی کو بھی نہیں لے جاسکتے... ایتھنیوں نے تمہیں یہ حملہ کرنے کے لیے رشوت دی ہے اور تمہارے پاس اپنی حکومت کی جانب سے اس حملے کا کوئی حکم موجود نہیں... بصورت دیگر قبضہ کرنے کے لیے دونوں بادشاہ اکٹھے آتے۔" اُس نے یہ باتیں دیماراتس کی جانب سے ملنے والی ہدایات کے مطابق کہی تھیں۔ [۵۴] اس کے فوراً بعد کلیو مینیس نے ایجینا سے خروج کو لازمی پاکر کریئس سے اُس کا نام پوچھا: اور جب کریئس نے اُسے بتایا تو اُس نے کہا' "او کریئس [۵۵] اپنے سینگوں پر جلد از جلد تانبے کی نوکیں لگالو' کیونکہ تمہیں ایک عظیم خطرے سے نبرد آزما ہونا پڑے گا۔"

51۔ دریں اثناء دیماراتس ابن ارستون سپارٹا میں کلیو مینیس کے خلاف الزامات عائد کر رہا تھا۔ کلیو مینیس کی طرح وہ بھی سپارٹیوں کا بادشاہ تھا' لیکن اُس کا تعلق کمتر گھرانے سے تھا... ایسا نہیں ہے کہ اس کا گھرانہ دوسرے گھرانے کی نسبت کمتر ماخذ کا حامل تھا' کیونکہ دونوں گھرانے ایک ہی نسل سے تھے... لیکن یوریستھینز کا گھرانہ نسبتاً زیادہ محترم ہے۔

52۔ تمام شاعروں کے برخلاف [۵۶] لیسیڈیمونیوں کا کہنا ہے کہ خود بادشاہ ارستودیمس ابن ارستوماخوس' ابن کلیودیئس ابن ہیلس نے انہیں اُن کی موجودہ مقبوضہ زمین پر پہنچایا نہ کہ ارستودیمس کے بیٹوں نے۔ ارستودیمس کی بیوی کا نام آرجیا بتایا جاتا ہے اور وہ آتیسیون ابن تیسامینس ابن تھیرساندر ابن پولی نیسز کی بیٹی تھی: اُس نے ملک میں اُن کی آمد کے کچھ ہی عرصہ بعد جڑواں بچوں کو جنم دیا۔ ارستودیمس بس اپنے بچوں کو ایک نظر دیکھ لینے تک ہی زندہ رہا اور جلد ہی ایک بیماری کے باعث مرگیا۔ روایت کے مطابق اُس کے زمانے کے لیسیڈیمونیوں نے دونوں میں سے بڑے بچے کو اپنا بادشاہ بنانے کا فیصلہ کیا: لیکن اُن کی شکل اس قدر ملتی جلتی تھی اور وہ قدو قامت میں اس قدر مشابہہ تھے کہ اُن میں کوئی تمیز نہ کی جاسکی: چنانچہ وہ کوئی انتخاب کرنے میں ناکام ہوکر بچوں کی ماں کے پاس گئے اور پوچھا کہ اُن میں سے بڑا کون ہے۔ ماں نے بھی کہا کہ "میں اُن دونوں میں کوئی امتیاز نہیں کرسکتی۔" اگرچہ حقیقت میں وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ کون بڑا ہے اور کون چھوٹا: اُس نے جان بوجھ کر لاعلمی کا اظہار کیا تاکہ اگر ممکن ہو تو اُن دونوں کو سپارٹا کے بادشاہ بنا دیا جائے۔ اب لیسیڈیمونی شدید مخمصے کا شکار تھے: چنانچہ انہوں نے تصفیہ کے لیے ڈیلفی کے دارالاستخارہ سے رجوع کیا۔ کاہنہ نے جواب دیا' "دونوں کو بادشاہ بناؤ' لیکن بڑے کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زیادہ احترام دو۔" لیسیڈیمونی اور بھی زیادہ پریشان ہوئے اور انہیں سمجھ نہ آئی کہ بڑے اور چھوٹے کا فیصلہ کیسے کریں: آخر کار میسینا کے ایک پانی تمیں نامی شخص نے انہیں بغور یہ مشاہدہ کرنے کی تجویز دی کہ ماں کس کو پہلے نہلاتی اور دودھ پلاتی ہے: اگر وہ بار بار ایک ہی کو ترجیح دے تو سب کچھ واضح ہو جائے گا: اگر وہ کبھی ایک اور کبھی دوسرے کو ترجیح دے تو اس کا مطلب ہو گا کہ وہ بھی اُنہی جتنی لاعلم ہے۔۔۔ موخرالذکر صورت میں انہیں کوئی اور طریقہ سوچنا ہو گا۔ لیسیڈیمونیوں نے اُس کی تجویز کے مطابق عمل کیا اور ماں کو وجہ بتائے بغیر اُسے غور سے دیکھتے رہے: یوں انہیں پتہ چل گیا کہ وہ بچوں کو نہلاتے یا دودھ پلاتے وقت ایک ہی بچے کو ترجیح دیتی تھی۔ سو وہ اس ترجیح یافتہ لڑکے کو محل میں لے آئے اور اسے یوریستھینز: جبکہ اس کے چھوٹے بھائی کو پروکلیز کا نام دیا۔ جب لڑکے جوان ہوئے تو تاحیات ایک دوسرے کے دشمن رہے: اور اُن کے اخلاف پر مشتمل گھرانے آج تک یہ دشمنی اور تنازعہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔

53۔ کوئی اور یونانی لوگ تو نہیں لیکن لیسیڈیمونی ہی یہ سب کچھ بیان کرتے ہیں: بعد کے واقعات کے لیے یونانیوں کی عمومی روایت دی جا رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ڈوریوں کے بادشاہوں کو۔۔۔ پرسیئس ابن ڈانے تک شمار کرتے اور دیوتا کو خارج کرتے ہوئے۔۔۔ بجا طور پر مشترکہ یونانی فہرستوں میں دیا گیا ہے' اور انہیں درست طور پر یونانی سمجھا جاتا ہے: کیونکہ اس ابتدائی دور میں بھی وہ یونانیوں میں شمار ہوتے تھے۔ میں نے کہا ہے "پرسیئس تک" اور اس سے آگے نہیں کیونکہ پرسیئس کا کوئی فانی باپ نہیں جس کے نام سے اُسے پکارا جائے' جیسا کہ ایمفی ٹرائیون میں ہیراکلیس کا ہے: چنانچہ "پرسیئس تک" کہنا درست اور منطقی نظر آتا ہے۔ اگر ہم آکری سیئس کی بیٹی ڈانے کا سلسلہ اجداد کھوجیں تو پتہ چلے گا کہ ڈوریوں کے سردار درحقیقت مصری تھے۔ [57] یہاں دیئے گئے نسب ناموں میں مشترکہ یونانی بیانات پر انحصار کیا گیا ہے۔

54۔ فارسی کہانی کے مطابق پرسیئس ایک اشوری تھا جو یونانی بن گیا۔ [58] لہٰذا اس کے اجداد یونانی نہیں تھے۔ وہ تسلیم نہیں کرتے کہ آکری سیئس کے اجداد کسی بھی طرح پرسیئس سے تعلق رکھتے تھے' بلکہ انہیں مصری قرار دیتے ہیں' جیسا کہ یونانی بھی تصدیق کرتے ہیں۔

55۔ اس موضوع پر اتنی ہی بات کافی ہے۔ مصریوں نے ڈوریوں کی سلطنتیں کیسے حاصل کرلیں [59] اور انہوں نے کس طریقہ سے خود کو اس اعلیٰ عہدے پر فائز کیا۔۔۔ ان سوالات کے بارے میں' میں کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ ان کے متعلق صرف دوسروں سے ہی بیانات مل سکے۔ اب میں ایسے نکات پر بات کروں گا جن پر کسی اور مصنف نے قلم نہیں اُٹھایا۔

56۔ سپارٹا والوں نے اپنے بادشاہوں کو مندرجہ ذیل اختیارات دیئے تھے۔ سب سے پہلے تو دو مذہبی مناصب' یعنی لیسیڈیمونی اور آسمانی زیئس [60] کے: اپنی خوشی سے' کسی روک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹوک کے بغیر کسی بھی ملک کے خلاف جنگ کرنے کا حق؛ پیشقدمی کرتے ہوئے سب سے آگے چلنے اور پسپا ہوتے ہوئے سب سے آخر میں چلنے کی مراعات؛ اور فوج کے ساتھ جاتے وقت سو منتخب آدمیوں [۶۱] کا ایک حفاظتی دستہ اپنے ساتھ رکھنا؛ اسی طرح اپنی مہمات میں جتنے مویشی چاہے قربان کرنا اور قربان شدہ جانوروں کی کھالیں اور ہڈیاں اپنے ذاتی استعمال کے لیے رکھنا۔

57۔ یہ تھیں زمانہ جنگ میں ان کی مراعات؛ زمانہ امن میں اُن کے حقوق حسب ذیل ہیں۔ جب کوئی شہری عام قربانی کا اہتمام کرے تو بادشاہ کو سب سے آگے والی نشستیں دی جاتی ہیں۔ انہیں دیگر تمام مہمانوں سے پہلے اور دوگنی مقدار میں کھانا دیا جاتا ہے۔ وہ اشیاء نذر کرنے میں بھی سبقت کرتے ہیں۔ اور قربان کیے گئے جانوروں کی کھالیں انہیں ملتی ہیں۔ ہر ماہ کی یکم اور پھر پہلے عشرے کی ساتویں تاریخ [۶۲] کو ہر بادشاہ کسی بدنامی کے بغیر عوامی رقم سے ایک جانور وصول کر کے اپالو کو نذر کرتا ہے' اور اُس کے ساتھ میڈی منس [۶۳] کھانا اور لاکونیائی کوارٹ شراب بھی۔ کھیلوں کے مقابلوں میں انہیں ہمیشہ محترم نشست ملتی؛ وہ غیر ملکیوں کی مدارت کے لیے شہریوں کو نامزد کرتے؛ ڈیلفی سے استخارہ کروانے کے لیے بھی پائتھیوں میں سے دو افسروں کو مقرر کرتے جو بادشاہوں کے ساتھ کھانا کھاتے اور انہی کی طرح عوامی خرچ پر زندگی گزارتے تھے۔ اگر بادشاہ عوامی کھانے پر تشریف نہ لاتے تو اُن میں سے ہر ایک کو اُسے دو کو ئنکس کھانا اور ایک کوٹیلے شراب گھر بھجوانا پڑتی؛ اگر وہ آجاتے تو انہیں دونوں چیزوں کی دوگنی مقدار دی جاتی' اور جب کوئی شہری انہیں دعوت پر بلاتا تو تب بھی یہی ہوتا۔ وہ اعلان کی گئی تمام کہانتوں کو اپنے قبضہ میں رکھتے؛ لیکن پائتھی اُن سے لازماً آگاہی حاصل کرتے۔ انہیں صرف اور صرف مندرجہ ذیل چیزوں کے بارے میں مطلق فیصلہ کرنے کا حق تھا:۔۔۔ جب کوئی لڑکی اپنے باپ کی جائیداد کی تنہاء وارث رہ جائے اور ابھی تک اُس کی سگائی نہ ہوئی ہو تو وہ اس کے ساتھ شادی کے لیے مرد کا فیصلہ کرتے؛ وہ عوامی شاہراہوں کے حوالے سے تمام معاملات کا فیصلہ کرتے؛ اور اگر کوئی شخص کسی بچے کو گود لینا چاہتا تو اُسے یہ ذمہ داری بادشاہوں کے سامنے قبول کرنا ہوتی۔ اسی طرح انہیں 28 سینیٹروں کے ساتھ مجلس میں بیٹھنے کا حق تھا؛ اور اگر وہ غیر حاضر ہوتے تو اُن کے قریب ترین رشتہ دار سینیٹر اُن کی مراعات حاصل کرتے اور شاہی پراکسی کے طور پر اپنے ووٹ کے علاوہ دو اور ووٹ بھی ڈالتے۔

58۔ یہ ہیں وہ اعزازات جن کے ذریعہ اہل سپارٹا اپنے بادشاہوں کو اُن کی زندگی میں نوازتے ہیں؛ موت کے بعد دیگر عزت افزائیاں اُن کی منتظر ہوتی ہیں۔ گھڑسوار اُن کی موت کی خبر سارے لاکونیا میں لے کر جاتے ہیں جبکہ شہر میں عورتیں ایک کیتلی بجاتی ہوئی اِدھر اُدھر جاتی ہیں۔ اِس اشارے پر ہر گھر کے ایک مرد اور ایک عورت کو سوگ منانا پڑتا ہے' بصورت دیگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہیں بھاری جرمانہ ہوتا ہے۔ اِسی طرح لیسڈیمونیوں کے ہاں اُن کے بادشاہوں کی وفات پر ایک دستور رائج ہے جو ایشیائی بربریوں میں بھی پایا جاتا ہے۔۔۔یعنی کہ جب اُن کا کوئی بادشاہ مر جاتا ہے تو نہ صرف سپارٹائی بلکہ سارے لاکونیا سے دیہاتیوں کی ایک مخصوص تعداد کو اُن کی مرضی سے یا جبراً جنازے میں شرکت کے لیے لایا جاتا ہے۔ سو یہ افراد اور ہیلوت' اور اسی طرح خود اہل سپارٹا[64] ہزاروں کی تعداد میں' مرد اور عورتیں مل کر نکلتے ہیں اور وہ سب کے سب اپنے ماتھوں کو زور زور سے پیٹتے' مسلسل روتے اور آہ و زاری کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اُن کا آخری بادشاہ بہترین تھا۔ اگر کوئی بادشاہ جنگ میں مارا جائے تو وہ اُس کا ایک مجسمہ بنا کر خوبصورتی سے سجائے ہوئے پلنگ پر رکھتے اور قبر تک لے جاتے ہیں۔ تدفین کے بعد دس دن تک کوئی مجلس منعقد نہیں ہوتی' نہ ہی وہ ناظمین کا انتخاب کرتے ہیں' بلکہ سارے وقت ماتم زاری کرتے رہتے ہیں۔

59۔ وہ ایک اور روایت میں بھی فارسیوں کے ساتھ ملتے ہیں۔ ایک بادشاہ کی وفات پر جب دوسرا تخت نشین ہو تو نیا بادشاہ تمام اہل سپارٹا کے ذمہ بادشاہ یا عوامی خزانہ کو واجب الادا تمام قرضے معاف کر دیتا ہے۔ اسی طرح فارسیوں کے ہاں ہر بادشاہ حکومت شروع کرنے پر صوبوں کی جانب سے واجب الادا خرچ ادا کرتا ہے۔

60۔ لیسیڈیمونی ایک لحاظ سے مصریوں کے ساتھ مماثلت رکھتے ہیں۔ اُن کے قاصد' نفیری نواز اور اسی طرح خانسامے بھی اپنے پیشے موروثی طور پر چلاتے ہیں۔ نفیری نواز کا بیٹا نفیری نواز' قاصد کا بیٹا قاصد اور خانساماں کا بیٹا خانساماں ہی بنتا ہے؛ دوسرے لوگ گانے یا پکانے میں اپنی اچھی صلاحیتوں کا اظہار کر کے نفیری نواز یا خانساماں کا پیشہ اختیار نہیں کر سکتے؛ بلکہ ہر کوئی اپنے باپ والا پیشہ اپناتا ہے۔ یہ تھیں لیسیڈیمونیوں کی کچھ روایات۔

61۔ زیرِ موضوع دور میں جب کلیومینیس اِیجینا میں یونان کی عمومی فلاح کے لیے محنت کر رہا تھا تو سپارٹا میں دیمارانس' اہل ایجینا کے لیے محبت سے زیادہ اپنے رفیق کار سے نفرت کے تحت' مسلسل اُس پر الزامات عائد کرتا رہا۔ چنانچہ کلیومینیس نے ایجینا سے واپس آتے ہی دل میں سوچا کہ وہ دیمارانس کو شاہی منصب سے کیسے محروم کر سکتا ہے؛ اور مندرجہ ذیل حالات نے اُسے جواز فراہم کر دیا۔ شاہ سپارٹا ارستون کی دو بیویاں تھیں لیکن کسی سے بھی اولاد پیدا نہیں ہوئی تھی؛ تاہم اُس نے اب بھی باپ بننے کو ممکن سمجھتے ہوئے تیسری شادی کرنے کا تہیہ کیا؛ اور یہ شادی اِس طرح ہوئی۔ سپارٹا میں اُس کا ایک دوست تھا جس کے ساتھ وہ کسی بھی دوسرے شہری سے زیادہ رازداری کر لیا کرتا تھا۔ اس دوست کی بیوی کا حسن سارے سپارٹا میں بے نظیر تھا؛ اور بھی عجیب بات یہ کہ وہ جتنی اب حسین تھی پہلے اتنی ہی بدصورت ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ اُس کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دایا نے اُسے اِس قدر ناپسندیدہ اور والدین کو دکھی دیکھ کر ایک منصوبہ سوچا اور بچی کو لے کر روزانہ تھیراپنا[65] کے مقام پر ہیلن کے معبد میں لے جانے لگی؛ یہ معبد فوبیئم[66] سے اوپر ایستادہ ہے؛ دایا اُسے شبیہہ کے سامنے رکھتی اور دیوی سے دعا کرتی کہ بچی کی بدصورتی واپس لے لے۔ ایک روز جب وہ معبد سے نکلی تو اُس کے سامنے ایک عورت ظاہر ہوئی اور پوچھا کہ اُس کی بازوؤں میں کیا تھا۔ دایا کے بتانے پر عورت نے بچی کو دیکھنے کی درخواست کی؛ لیکن دایا نے انکار کر دیا؛ اُس نے کہا کہ والدین نے بچی کسی کو دکھانے سے منع کیا ہے۔ تاہم' عورت نے اصرار کیا اور آخر کار دایا نے اُسے بچی دکھا دی۔ تب عورت نے آہستگی سے بچی کے سر کو تھپتھپایا اور کہا' "ایک روز یہ بچی سپارٹا کی حسین ترین عورت ہوگی۔" اُسی دن سے بچی کی بدصورتی دور ہونا شروع ہو گئی۔ جب وہ شادی کی عمر کو پہنچی تو اگیتس ابن السیدیس (جس کا ذکر میں نے اوپر ارستون کے دوست کے طور پر کیا ہے) نے اُسے اپنی بیوی بنا لیا۔

62۔ اب اتفاق یہ ہوا کہ ارستون کو اِس شخص سے محبت ہو گئی اور اِس محبت نے اُس کے ذہن پر ایسا تسلط جمایا کہ اُس نے آخر کار مندرجہ ذیل ترکیب سوچی۔ وہ حسینہ کے شوہر' اپنے دوست کے پاس گیا اور تجویز پیش کی کہ وہ آپس میں تحائف کا تبادلہ کریں۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کی زیرِ ملکیت اشیاء میں سے بہترین چیز لینے کی خواہش ظاہر کریں۔ دوست کو اپنی بیوی کے حوالہ سے کوئی خطرہ نہیں تھا کیونکہ ارستون بھی شادی شدہ تھا' لہٰذا وہ فوراً مان گیا؛ حلف کے ذریعہ باہمی سمجھوتہ طے پا گیا۔ ارستون نے اگیتس کو اُس کا مانگا ہوا تحفہ دے دیا' اور جب اُس کی کوئی چیز مانگنے کی باری آئی تو اُس نے اگیتس کی بیوی کو اپنے ساتھ گھر لے جانے کی خواہش ظاہر کر دی۔ لیکن دوست نے پس و پیش کی اور کہا' "میری بیوی کے سوا تم جو چیز بھی چاہو لے لو۔" تاہم' وہ اپنے کیے ہوئے وعدے یا ارستون کی چلی ہوئی چال کی مدافعت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے انجام کار ارستون کو اپنی بیوی لے کر جانے کی اجازت دے دی۔

63۔ تب ارستون نے اپنی دوسری بیوی سے علیحدگی اختیار کر کے اِس عورت کو تیسری بیوی بنا لیا؛ اور اِس بیوی نے دس ماہ پورے ہونے سے پہلے ہی ایک بچے کو جنم دیا' جو یہاں مذکور دیماراتس تھا۔ تب ایک خادم نے آکر اُسے خبر دی جب وہ ایفورس کے ساتھ مشاورت کر رہا تھا۔ اُس نے ماہ انگلی پہ گن کر حساب لگایا اور پھر چلایا' "یہ بچہ میرا نہیں ہو سکتا۔" ایفورس نے بھی یہ بات سُن لی؛ لیکن اُنھوں نے اُس وقت کوئی بات نہ کی۔ لڑکا جوان ہوا اور ارستون اپنی کہی ہوئی بات پر پچھتایا؛ کیونکہ وہ پوری طرح قائل ہو گیا تھا کہ دیماراتس اُس کا حقیقی بیٹا تھا' اُس کا نام دیماراتس رکھنے کی وجہ مندرجہ ذیل تھی۔ اِن واقعات سے کچھ عرصہ قبل تمام سپارٹائی لوگوں نے ارستون کو تب تک کے سپارٹائی بادشاہوں سے زیادہ ممتاز خیال کرتے ہوئے ایک دعا مانگی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی کہ اُس کے ہاں بیٹا پیدا ہو۔ اِسی لیے بچے کا نام دیمارا تس [67] رکھا گیا۔

64۔ ارستون کی موت کا وقت آ پہنچا؛ اور دیمارا تس نے بادشاہت وصول کی؛ لیکن اُس کے مقدر کا لکھا لگتا ہے کہ جب یہ الفاظ ادا کیے گئے تھے تو تبھی وہ شاہی منصب سے محروم ہو گیا تھا۔ اِس تقدیر کے لکھے کو کلیو مینیس نے عملی جامہ پہنایا جسے اُس نے دو مرتبہ زبردست دھوکا دیا تھا۔۔۔ ایک مرتبہ جب وہ اپنی فوج کو ایلیوسس [68] سے واپس لے کر آ رہا تھا؛ اور دوسری مرتبہ جب کلیو مینیس سمندر پار کر کے میڈیوں کے حمائتیوں سے لڑنے کے لیے ایجینا گیا۔ [69]

65۔ اب کلیو مینیس دیمارا تس سے انتقام لینے کا عزم کر کے مینا ریس کے بیٹے اور ایجس کے پوتے لیوتی چائیڈز کے پاس گیا جس کا تعلق دیمارا تس والے خاندان سے ہی تھا؛ کلیو مینیس نے اُس سے حسب ذیل معاملے پر سمجھوتہ کیا۔ کلیو مینیس کو دیمارا تس کی جگہ پر لیوتی چائیڈز کو بادشاہ بنانے کے لیے مدد فراہم کرنا تھی؛ اور لیوتی چائیڈز کو اہلِ ایجینا کے خلاف کلیو مینیس کا ساتھ دینا تھا۔ لیوتی چائیڈز دیمارا تس سے مرکزی طور پر چیلون ابن دیمار مینس کی بیٹی پر کالس کے حوالے سے نفرت کرتا تھا: اِس خاتون کی منگنی لیوتی چائیڈز سے ہوئی تھی: لیکن دیمارا تس نے سازش کے تحت اُس کی دلہن کو اغواء کیا [70] اور پھر خود شادی کر لی۔ یہ تھی اُن کی دشمنی کی وجہ۔ یہاں مذکور دور میں لیوتی چائیڈز کے ذہن پر یہ پُرشوق خواہش چھا گئی کہ کلیو مینیس دیمارا تس کے خلاف آگے بڑھے اور حلف لے کہ "دیمارا تس سپارٹا کا جائز بادشاہ نہیں تھا' کیونکہ وہ ارستون کا حقیقی بیٹا نہ تھا۔" لیوتی چائیڈز نے یہ حلف دینے کے بعد دیمارا تس پر مقدمہ کیا اور اُس کے سامنے ارستون کا وہ جملہ پیش کیا جو اُس نے خادم کے ہاتھوں بیٹے کی پیدائش کی خبر آنے پر ادا کیا تھا: "یہ بچہ میرا نہیں ہو سکتا۔" لیوتی چائیڈز نے دیمارا تس کو ارستون کی بجائے کسی اور کی اولاد ثابت کرنے کے لیے اِسی ایک فقرے پر اکتفا کیا: اُس نے ایفورس کو بھی بطور گواہ پیش کیا جنھوں نے ارستون کے منہ سے یہ الفاظ خود سنے تھے۔

66۔ جب اِس معاملے پر کافی اختلاف رائے پیدا ہو گیا تو اہل سپارٹا نے ڈیلفی کے دارالاستخارہ سے یہ پوچھنے کا فیصلہ کیا کہ آیا دیمارا تس ارستون کا بیٹا ہے یا نہیں۔ انہیں یہ تجویز کلیو مینیس نے دی؛ اور یہ فیصلہ جاری ہوتے ہی اُس نے ڈیلفیوں کے ایک نہایت بااثر آدمی کو بون ابن ارستو فانتس کو دوست بنایا؛ اور اُس کو بون نے کاہنہ پیریالا کو کلیو مینیس کی مرضی کے مطابق جواب دینے پر راغب کیا۔ [71] چنانچہ جب قاصد آئے اور یہ سوال پیش کیا تو کاہنہ نے جواب دیا' "دیمارا تس ارستون کا بیٹا نہیں۔" کچھ دیر بعد یہ سب کچھ معلوم ہو گیا: اور کو بون کو ڈیلفی سے فرار ہونا پڑا جبکہ کاہنہ اپنے منصب سے ہاتھ دھو بیٹھی۔

67۔ دیمارا تس کی معزولی مندرجہ ذیل ذرائع سے عمل میں آئی: لیکن اُسے سپارٹا سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میڈیوں کی جانب فرار کی وجہ اُس پر عائد کی گئی موت کی سزا تھی۔ اپنی سلطنت کو کھونے پر اُسے ایک ناظم (مجسٹریٹ) بنا دیا گیا؛ اور کچھ عرصہ بعد جب جمنوپیڈیئے [۲۷] کے تیوہار کا وقت آیا تو وہ تماشائیوں کے درمیان جا بیٹھا؛ جس پر لیوتی چائیڈز۔۔۔ جو اُس کی جگہ پر اب بادشاہ تھا۔۔۔ نے اپنا ایک خادم بھیج کر اُس کی توہین یا مذاق اڑانے کے لیے پوچھا "ایک بادشاہ رہنے کے بعد مجسٹریٹ بننا کیسا لگتا ہے؟" [۲۸] اِس سوال سے مجروح ہو کر دیمارا تس نے جواب دیا: "اسے کہو کہ میں نے تو دونوں کا مزہ چکھا ہے، لیکن اُس نے نہیں۔ بایں ہمہ یہ بات یا تو سپارٹا کو لامحدود عنایات سے نوازے گی یا پھر لامحدود مصیبتوں سے۔" یہ کہہ کر اُس نے اپنا سر عباء میں لپیٹا اور تھیٹر سے نکل کر سیدھا اپنے گھر چلا گیا، جہاں ایک بیل قربانی کے لیے تیار کر کے زیئس کو نذر کیا؛ پھر اپنی ماں کو بُلوایا۔

68۔ جب ماں آئی تو اُس نے بیل کی انتڑیاں اٹھا کر اُس کے ہاتھ پر رکھ دیں اور مندرجہ ذیل الفاظ میں التجا کی:۔۔۔

"پیاری ماں، میں تم سے تمام دیوتاؤں اور بالخصوص ہمارے آتش دان کے دیوتا زیئس کے نام پر درخواست کرتا ہوں کہ مجھے سچ سچ میرے باپ کے متعلق بتاؤ۔ کیونکہ لیوتی چائیڈز نے میرے خلاف مقدمے میں کہا تھا کہ جب تم ارستون کی بیوی بنی تو تمہاری کوکھ میں پہلے سے ہی سابق شوہر کا بچہ موجود تھا؛ دیگر لوگ اِس سے بھی زیادہ تحقیر آمیز باتیں کرتے ہیں، کہ ہمارے اصطبل کے مہتمم نے تمہاری نظر کرم حاصل کر لی تھی اور میں اُسی کا بیٹا ہوں۔ برائے مہربانی، دیوتاؤں کا واسطہ ہے کہ مجھے سچائی بتاؤ۔ کیونکہ اگر تم سے یہ غلطی ہوئی ہے تو تمہارا یہ فعل بیشتر دوسری عورتوں جیسا ہے؛ اور سپارٹائی میرے ارستون کا بیٹا ہونے کے متعلق عجیب باتیں کہتے ہیں جبکہ اُس کی کسی اور بیوی سے کوئی اولاد نہ تھی۔"

69۔ ماں نے دیمارا تس کی بات سن کر جواب دیا: "پیارے بیٹے، چونکہ تم نے سچ جاننے کی اس قدر پُر زور درخواست کی ہے، اس لیے تمہیں مکمل سچ بتایا جائے گا۔ جب ارستون مجھے اپنے گھر میں لایا تو اپنی آمد کی تیسری رات کو میرے پاس ارستون جیسی شباہت کا ایک شخص آیا جو کچھ دیر میرے پاس ٹھہرنے کے بعد اُٹھا اور اپنے گلے سے ہار اُتار کر میرے سر پہ رکھ دیئے، اور پھر چلا گیا۔ جب ارستون اندر داخل ہوا اور مجھے ہار پہنے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ یہ کس نے دیئے ہیں میں نے کہا کہ یہ تمہی نے پہنائے ہیں، لیکن اُس نے میری بات کو مسترد کیا؛ جس پر میں نے قسم کھائی کہ یہ صرف اور صرف اُس نے پہنائے ہیں، اور یہ بھی کہا کہ اُس نے ابھی ابھی میرے پہلو سے اٹھ کر فوراً بھیس بدل کر اچھا نہیں کیا تھا۔ ارستون میری قسم سن کر سمجھ گیا کہ کوئی مافوق الفطرت قسم کا واقعہ پیش آیا ہے اور دراصل یہ پتہ چلا کہ پھولوں کے ہار ہیرو معبد سے آئے تھے جو ہمارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دربار کے دروازوں کے قریب ہے---استراباکس کا معبد---نیز غیب دانوں نے قرار دیا کہ وہ بھوت استراباکس کا ہی تھا- میرے بیٹے' اب میں نے تمہیں وہ سب کچھ بتادیا ہے جو تم جاننا چاہتے تھے- یا تو تم اُس ہیرو کے بیٹے ہو---یا تم استراباکس کو اپنا باپ کہہ سکتے ہو؛ یا پھر ارستون ہی تمہارا باپ تھا- جہاں تک اُن کی تم سے نفرت کے معاملے کا تعلق ہے تو ارستون نے تمہاری پیدائش کی خبر سُن کر متعدد گواہوں کے سامنے جو کہا تھا کہ "وہ میرا بیٹا نہیں ہو سکتا کیونکہ ابھی دس ماہ پورے نہیں ہوئے" تو یہ ایک بے تُکی بات تھی جو لاعلمی میں کہی گئی- سچ یہ ہے کہ بچے نہ صرف دس بلکہ نو اور حتیٰ کہ سات ماہ بعد بھی پیدا ہو جاتے ہیں-[۴] میرے بچے تم خود بھی سات ماہے ہو- ارستون نے جلد ہی تسلیم کر لیا تھا کہ اُس نے بغیر سوچے سمجھے وہ بات کہہ دی تھی- میرے بیٹے' اپنی پیدائش کے حوالے سے دیگر کہانیوں پر کان مت دھرو: کیونکہ تم نے ساری سچائی جان لی ہے- جہاں تک اصطبل کے مہتمم کا معاملہ ہے تو دعا کرو کہ لیوتی چائیڈز اور یہ بات کہنے والے تمام لوگوں کو سزا ملے!" یہ تھا ماں کا جواب-

70- دیمارانس نے تمام مطلوبہ معلومات حاصل کرنے کے بعد زادِ سفر جمع کیا اور ڈیلفی جانے کے بہانہ سے ایلس جا کر استخارہ کیا- تاہم' لیسیڈیمونیوں کو شک گزرا کہ وہ ملک سے فرار ہونا چاہتا ہے' لہٰذا انہوں نے آدمیوں کو اس کے پیچھے بھیجا؛ لیکن دیمارانس جلدی جلدی' اُن کے پہنچنے سے پہلے ہی ایلس سے جہاز پر بیٹھ کر زیکانتھس[۵] چلا گیا- لیسیڈیمونیوں نے تعاقب کیا اور اُسے پکڑ کر تمام مصاحبین کو الگ کر دینا چاہا؛ لیکن اہلِ زیکانتھس نے اُسے اُن کے ہاتھ نہ لگنے دیا: سو وہ بچ کر بعد میں بذریعہ سمندر ایشیاء چلا گیا'[۶] اور خود کو بادشاہ داریوش کے حضور پیش کر دیا- داریوش نے اُس پر عنایت کرتے ہوئے اُسے شہر اور زمینوں کا مالک بنا دیا- یہ تھا وہ اتفاق جو دیمارانس کو ایشیاء میں لانے کا باعث بنا- وہ اپنے اعلیٰ کارناموں اور عقلمندانہ مشوروں کی وجہ سے لیسیڈیمونیوں میں ممتاز حیثیت کا حامل تھا' اور سپارٹائی بادشاہوں[۷] میں سے وہی ایک ایسا تھا جس نے اولمپیا میں چار گھوڑوں والی رتھ کی دوڑ جیت کر اپنے ملک کو وقار بخشا-

71- دیمارانس کی معزولی کے بعد لیوتی چائیڈز ابن مناریس نے سلطنت حاصل کی- اس کا ایک بیٹا زیوکسیدامس تھا جسے بہت سے سپارٹائی سائی نسکس[۸] کہہ کر بلاتے تھے- اس زیوکسیدامس نے سپارٹا پر حکومت نہ کی بلکہ اپنے باپ سے پہلے ہی مر گیا اور اپنے پیچھے ایک بیٹا آرشیدامس چھوڑ گیا- زیوکسیدامس کی موت پر لیوتی چائیڈز نے یُوریدامے نامی عورت سے دوسری شادی کی جو مینیئس کی بہن اور داکتروویس کی بیٹی تھی-- اس بیوی سے اُس کا کوئی بیٹا تو نہیں لیکن صرف ایک بیٹی لامپتو پیدا ہوئی جس کی شادی اُس نے زیوکسیدامس کے بیٹے آرشیدامس سے کی-

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

72۔ تاہم 'لیوتی چائیڈز نے بھی اپنا بڑھاپا سپارٹا میں نہ گذارا بلکہ ایک سزا کا شکار ہوا اور یوں دیماراتس کا انتقام پورا ہو گیا۔ جب لیسیڈیمونی تھیسالی کے خلاف جنگ لڑنے گئے تو اُس نے ان کی قیادت کی' وہ اسے سارا کا سارا فتح کر ہی لیتے لیکن بہت بڑی رقم کی رشوت لے لی۔ دراصل اُسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا گیا تھا جب وہ اپنے خیمے میں ایک چاندی سے بھرے gauntlet (آہنی دستانہ ؟) پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس پر مقدمہ چلا کر سپارٹا سے وطن بدر کر دیا گیا؛ اس کا گھر مسمار کر دیا گیا؛ اور وہ خود ٹیجیا بھاگ گیا اور وہیں اپنے دن پورے کیے۔

73۔ یہاں مذکور زمانے میں ہی کلیومینیس نے دیماراتس کے معاملے میں کارروائی کو ایک خوشگوار انجام تک پہنچانے کے بعد فوراً لیوتی چائیڈز کو اپنے ساتھ لیا اور اہل ایجینا نے دونوں بادشاہوں کو اپنے خلاف آتا دیکھ کر کوئی مزید مدافعت نہ کرنا بہتر سمجھا۔ سو دونوں بادشاہوں نے سارے ایجینا سے دس ایسے آدمی چنے جو دولت اور نسل کے اعتبار سے ممتاز ترین تھے: ان میں کریئس ۷۹ ابن پولی کریٹس اور کاسامبس ابن ارستوکریٹس بھی شامل تھے: وہ ان افراد کو اپنے ساتھ ایٹیکا لے گئے اور وہاں انہیں اہل ایجینا کے شدید دشمنوں ایتھنیوں کے حوالے کر دیا۔

74۔ بعد ازاں دیماراتس کے خلاف استعمال کیے گئے ہتھکنڈوں کا پتہ چلا تو کلیومینیس اپنے ہی ہموطنوں سے خوفزدہ ہو کر تھیسالی بھاگ گیا۔ وہاں سے وہ آرکیڈیا گیا اور مشکلات پیدا کرنا شروع کر دیں' پھر آرکیڈیوں کو سپارٹا کے خلاف متحد کرنے کی کوشش کی۔ اُس نے مختلف حلفوں کے ذریعہ انہیں اپنی رہنمائی قبول کرنے کا پابند بنایا' اور حتیٰ کہ یہ خواہش بھی کی کہ اُن کے سرکردہ رہنماؤں کو ساتھ لے کر نوناکریس شہر جائے اور سٹائکس کے پانیوں پر انہیں قسم اٹھوائے۔ کیونکہ آرکیڈیوں کے مطابق سٹائکس (Styx) کے پانی اُس شہر میں ہیں اور وہ یہ صورت پیش کرتے ہیں: آپ تھوڑے سے پانی کو ایک چٹان سے basin میں ٹپکتے ہوئے دیکھتے ہیں جس کے ارد گرد ایک دیوار بنائی گئی ہے۔

75۔ لیسیڈیمونی کلیومینیس کی کارروائیوں کے متعلق سن کر خوفزدہ ہوئے اور اُس کے ساتھ سمجھوتہ کیا کہ وہ واپس سپارٹا آ کر پہلے کی طرح بادشاہ بنے گا۔ چنانچہ کلیومینیس واپس آیا. لیکن فوراً شدید دیوانگی کا شکار ہو گیا: پہلے بھی اُس کا ذہن پوری طرح چاق و چوبند نہیں تھا۔ ۸۰ اُس نے راہ چلتے ہوئے سامنے آنے والے ہر سپارٹائی کے منہ پر اپنا عصائے شاہی مار کر اپنی دیوانگی کا ثبوت دیا۔ اُس کے اس رویے اور پاگل پن کو دیکھ کر قریبی رشتہ داروں نے اُسے جیل میں ڈال دیا اور حتیٰ کہ اُس کے پاؤں میں بیڑیاں پہنا دیں۔ اُس نے جب خود کو محبوس اور تنہا پایا تو دربان سے ایک چاقو مانگا۔ دربان نے پہلے تو انکار کیا' جس پر کلیومینیس اُسے ڈرانے دھمکانے لگا: آخر کار دربان نے خوفزدہ ہو کر اُسے چاقو دے دیا۔ کلیومینیس نے چاقو ہاتھ میں آتے ہی اپنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹانگوں، رانوں، چوتڑوں اور پنڈلیوں سے گوشت ادھیڑ ڈالا، پھر پیٹ کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا، جس پر وہ کچھ ہی دیر بعد مر گیا۔ یونانیوں کا عمومی خیال ہے کہ وہ اس انجام سے اس لیے دوچار ہوا کہ اُس نے کاہن کو دیماراتس کے خلاف بیان دینے پر راغب کیا تھا: اہل ایتھنزباقی تمام لوگوں سے اختلاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب اُس نے ایلیوسس کے ذریعہ حملہ کیا تو دیویوں [۸۱] کے مقدس کنج کو کاٹ ڈالا تھا: جبکہ اہل آرگوس کے خیال میں اس کی وجہ یہ تھی کہ اُس نے جنگ سے بھاگ کر آرگس کے مقدس احاطے میں پناہ لینے والے کچھ آرگوسیوں کو قتل کیا اور پھر جذبہ توہین کے تحت کنج کو بھی جلا ڈالا تھا۔

76۔ ایک مرتبہ جب کلیو مینیس نے استخارہ کروانے کے لیے قاصد کو ڈیلفی بھیجا تو کاہنہ نے پیش بینی کی کہ وہ آرگوس پر قبضہ کر لے گا: چنانچہ وہ سپارٹا والوں کو لے کر دریائے ایراسینس پر گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ دریا ستمفالی [۸۲] جھیل سے نکلتا اور اس کے پانی ایک گہری کالی کھائی میں گرتے اور پھر دوبارہ آرگوس میں ظاہر ہوتے ہیں، وہاں اہل آرگوس اسے ایراسینس کہتے ہیں۔ اس دریا کے کناروں پہ پہنچ کر کلیو مینیس نے اسے قربانی چڑھائی: لیکن ہر ممکن کوشش کر لینے کے باوجود قربانی کے جانور دریا عبور کرنے کے لیے سازگار نہ ہوئے۔ چنانچہ اُس نے کہا کہ وہ دیوتا کا معترف ہے کہ وہ اپنے ہموطنوں کے ساتھ دغا کرنے پر تیار نہیں، لیکن اہل آرگوس اُس سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے۔ تب اُس نے اپنے دستوں کو پیچھے بلایا اور انہیں لے کر تھائیریا گیا جہاں سمندر کو سانڈ کی قربانی پیش کی اور اپنے آدمیوں کو جہاز پر سوار کر کے نوپلیا [۸۳] لے گیا جو ترنتھی علاقے [۸۴] میں ہے۔

77۔ اہل آرگوس یہ سن کر سمندر کی جانب گئے تاکہ اپنے ملک کا دفاع کر سکیں: اور ترنس کے پڑوس میں سیپیا نامی جگہ پر پہنچ کر انھوں نے لیسیڈیمونوں کے بالمقابل پڑاؤ ڈالا۔ دونوں لشکروں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ تھا۔ اور اب انہیں کھلی جنگ میں شکست سے دوچار ہونے کا اتنا خوف نہیں تھا جتنا کہ کسی چالاکی کا نشانہ بننے کا: کیونکہ کہانت میں انہیں اور ملیشیاؤں [۸۵] کو مشترکہ طور پر بتایا گیا تھا کہ خطرہ مخفی قسم کا ہوگا۔ کہانت کے الفاظ حسب ذیل تھے:

وقت آئے گا جب عورت مرد کو فتح کرے گی۔
دور تک اُس کا تعاقب کر کے آرگوس میں عزت و تحسین حاصل کرے گی:
تب بھرپور آرگوسی عورت کے رخسار کاٹ ڈالے جائیں گے:۔۔۔
لٰہذا آنے والے وقتوں میں غیر مولود انسان یہ کہیں گے،
"ایک نیزے نے کنڈلی دار خوفناک سانپ کو مار ڈالا۔" [۸۶]

ان سب اتفاقات کے ایک ساتھ پیش آنے پر اہل آرگوس بہت ناامید ہوئے: سو انھوں نے فیصلہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا کہ وہ دشمن کے نقیب کے اشاروں پر چلیں گے۔ یہ عزم کر کے انہوں نے حسب ذیل انداز میں عمل کیا: جب بھی لیسیڈیمونیوں کا نقیب اپنی فوج کے سپاہیوں کو کوئی حکم دیتا تو اہل آرگوس اپنی طرف بھی وہی کرتے۔

78- جب کلیومینیس نے آرگوسیوں کو اس طرح عمل کرتے دیکھا تو اُس نے اپنے دستوں کو حکم دیا کہ جونہی نقیب فوجیوں کو رات کے کھانے کا کہے تو وہ فوراً اپنے ہتھیار اُٹھا کر دشمن کے لشکر پر دھاوا بول دیں۔ لیسیڈیمونیوں نے یہی کیا اور جب آرگوسی اشارے پر عمل کرتے ہوئے کھانا کھانے بیٹھے ہی تھے کہ وہ اُن پر ٹوٹ پڑے: نتیجتاً آرگوسیوں کی بہت بڑی تعداد قتل ہوئی جبکہ باقی (جن کی تعداد مرنے والوں سے دوگنی تھی) نے آرگس کے مقدس کنج میں پناہ لی۔

79- اس صورتحال میں کلیومینیس نے حسب ذیل اقدام کیا: کچھ بھگوڑوں سے مقدس احاطے میں پناہ گزین آرگوسیوں کے نام معلوم ہونے پر اُس نے انہیں ایک ایلچی کے ذریعہ باری باری 'بلوایا (اُن کا تاوان وصول کرنے کے بہانے سے) اب پیلوپونیسیوں کے ہاں قیدیوں کا تاوان دو مینے فی کس مقرر ہے۔ سو کلیومینیس نے ان افراد کو تقریباً پچاس کی تعداد میں 'بلوایا اور قتل کروا دیا۔ اس دوران احاطے کے اندر ہی رہنے والوں کو باہر کے واقعات کا کوئی علم نہ تھا: کیونکہ کنج اس قدر گھنا تھا کہ اندر والے لوگ باہر کی کارروائی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ لیکن آخر کار اُن میں سے ایک شخص نے درخت پر چڑھ کر دھوکا دہی کو دیکھا: اس کے بعد اُن میں سے کوئی بھی بلاوے پر نہ گیا۔

80- تب کلیومینیس نے تمام غلاموں کو جھاڑیاں لا کر کنج کے گرد ڈھیر لگانے کا حکم دیا: ایسا ہی کیا گیا اور کلیومینیس نے کنج کو آگ لگا دی۔ جب شعلے پھیلے تو اُس نے ایک بھگوڑے سے پوچھا کہ کنج کا دیوتا کون ہے؟ تو اُس نے جواب دیا، "آرگس" سو یہ سُن کر اُس نے ایک گہری آہ بھری اور بولا---

> "اے اپالو، پیش گوئی کے دیوتا، تو نے مجھے آرگوس پر قبضہ کرنے کی ہدایت دے کر بہت بڑا دھوکا کیا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ اب تیری کہانت پوری ہو چکی ہے۔"

81- اب کلیومینیس نے اپنی فوج کا زیادہ بڑا حصہ گھر بھیج دیا، جبکہ ایک ہزار بہترین جنگجوؤں کے ساتھ ہیرا[^] کے معبد کی جانب بڑھا تاکہ وہاں قربانی کر سکے۔ تاہم، جب اُس نے خود قربان گاہ پر جانور ذبح کیا تو پروہت نے اُسے منع کر دیا، کیونکہ اُس معبد میں کسی غیر ملکی آدمی کا قربانی کرنا خلاف قاعدہ تھا۔ کلیومینیس نے اپنے محافظوں کو حکم دیا کہ پجاری کو گھسیٹ کر کوڑے ماریں: جبکہ اُس نے خود قربانی انجام دی اور پھر سپارٹا واپس چلا گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

82۔ تب اُس کے دشمن اُسے ایفورس کے سامنے لائے اور الزام عائد کیا کہ اُس نے رشوت لے کر آرگوس کو چھوڑ دیا تھا حالانکہ وہ اُس پر بہ آسانی قبضہ کر سکتا تھا۔ اُس نے جواب دیا۔۔۔ اس کے غلط یا صحیح ہونے کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔۔۔ لیکن بہر صورت اُس کی جانب سے الزام کا جواب یہ تھا کہ "جیسے ہی مجھے پتہ چلا کہ جس مقدس احاطے پر میں نے قبضہ کیا ہے وہ آرگوس کا ہے تو میں نے یہی سمجھا کہ کہانت میں کی گئی پیشگوئی پوری ہو گئی ہے: چنانچہ میں نے شہر پر قوت آزمائی کرنا مناسب نہ سمجھا اور پھر قربانی کے ذریعہ دیوتا کی مرضی معلوم کی کہ کیا وہ یہ جگہ مجھے عنایت کرنا چاہتا ہے یا نہیں۔ سو جب میں نے قربانی پیش کی تو شگون خوشگوار تھے، لیکن اچانک شبیہہ کی چھاتی سے آگ کا ایک شعلہ لپکا جس سے مجھے قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ وہ آرگوس پر قبضہ کے حق میں نہیں ہے۔ کیونکہ اگر شعلہ پیشانی سے نمودار ہوتا تو میں شہر، قلعہ اور سب کچھ حاصل کر لیتا: لیکن چونکہ یہ چھاتی میں سے نکلا تھا اس لیے دیوتا کی مرضی کے مطابق عمل کیا۔" اُس کی بات اہل سپارٹا کو درست اور منطقی معلوم ہوئی اور اُس کے مخالفین کے لگائے ہوئے الزامات رد ہو گئے۔

83۔ تاہم، آرگوس اس حد تک غیر آباد ہو گیا کہ غلاموں نے ریاست کا انتظام چلایا. عہدے سنبھالے اور کلیومینیس کے ہاتھوں قتل ہونے والے کے بیٹوں کے جوان ہونے تک ہر چیز کا نظم و نسق چلاتے رہے۔ تب ان موخر الذکر نے غلاموں کو بے دخل کر کے شہر پر دوبارہ اپنا قبضہ قائم کیا: جبکہ بے دخل کیے گئے غلاموں نے ایک جنگ لڑی اور ترنس کو جیت لیا: لیکن آرکیڈیا کی فجالیائی ۸۸ نسل کا ایک کلیانڈر نامی غیب دان غلاموں کے ساتھ مل گیا اور انہیں اپنے آقاؤں پر تازہ حملہ کرنے کے لیے بھڑکایا۔ تب وہ ایک دوسرے کے ساتھ کئی سال تک لڑتے رہے. لیکن انجام کار آرگوسیوں نے بڑی مشکل سے اپنی بالادستی قائم کر لی۔

84۔ آرگوسی کہتے ہیں کہ کلیومینیس اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا اور اپنی حرکات کے نتیجہ میں نہایت خوفناک موت کا شکار ہوا۔ لیکن اُس کے اپنے ہموطنوں کا کہنا ہے کہ اُس کی دیوانگی کسی مافوق الفطرت وجہ سے نہیں، بلکہ صرف پانی ملائے بغیر شراب پینے کی عادت کا نتیجہ جو اُس نے سیتھیوں سے سیکھی تھی۔ یہ خانہ بدوش ملک پر داریوش کے حملہ آور ہونے کے وقت سے۔۔۔ ہمیشہ سے انتقام لینے کی خواہش رکھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے نمائندوں کو سپارٹا کے ساتھ اتحاد کرنے کی غرض سے بھیجا، اور تجویز دی کہ وہ خود فاسس دریا کے راستے میڈیا میں داخل ہونے کی کوشش کریں، جبکہ اہل سپارٹا افیسس سے براعظم پر پیش قدمی کریں اور پھر دونوں افواج اکٹھی ہو کر ایک بن جائیں۔ جب سیتھی اس مقصد کے تحت سپارٹا آئے تو کلیومینیس متواتر اُن کے ساتھ رہا: اور کافی واقفیت پیدا ہونے پر اُن سے پانی ملائے بغیر شراب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پینے کا طریقہ سیکھا: اہل سپارٹا کے خیال میں یہ عادت اُس کے پاگل پن کا باعث بن گئی۔ اتنے عرصے بعد بھی جب سپارٹائی معمول سے زیادہ خالص شراب پینا چاہیں تو "سیتھی طریقے سے" جام بنانے کا کہتے ہیں۔ تو یہ تھا کلیومینیس کے بارے میں سپارٹائیوں کا بیان: لیکن خود میرے خیال میں اُس کی موت دیمارالتس کے ساتھ غلط رویے کی سزا تھی۔

85۔ کلیومینیس کی خبر ایجینا پہنچتے ساتھ ہی اہل ایجینا نے اپنے سفیر سپارٹا بھیج کر اپنے ہنوز ایتھنز میں رکھے گئے یرغمالیوں کے ساتھ لیوتی چائیڈز کے رویہ کی شکایت کی۔ سو لیسیڈیمون والوں نے ایک عدالت انصاف لگائی اور لیوتی چائیڈز کو سزا دی کہ چونکہ اُس نے ایجینا کے لوگوں کو بہت ستایا تھا' اس لیے اسے سفیروں کے حوالے کر دیا جائے' تاکہ وہ انہیں اُن آدمیوں کے پاس لے جائے جنہیں ایتھنیوں نے قابو کر رکھا تھا۔ سفیر اُسے لے کر جانے ہی والے تھے: لیکن سپارٹا میں نہایت تعظیم یافتہ شخص تھیاسیدیس ابن لیوپریپیس نے مداخلت کی اور اُن سے کہا۔۔۔

"اے اہل ایجینا' تم کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟ کیا تم سپارٹائیوں کے مقید بادشاہ کو لے کر جانا چاہتے ہو جسے اُس کے ہموطنوں نے تمہارے ہاتھوں میں دے دیا ہے؟ اگرچہ ابھی انہوں نے غصے میں یہ سزا دی ہے' تاہم ایک وقت آئے گا جب وہ یہ کام کرنے پر تمہیں سزا دیں گے اور تمہارے ملک کو مکمل طور پر تباہ کر دیں گے۔"

ایجینا والوں نے یہ بات سن کر اپنا منصوبہ تبدیل کیا اور لیوتی چائیڈز کو قید کر کے لے جانے کی بجائے اس سے معاہدہ کیا کہ وہ اُن کے ساتھ ایتھنز آئے گا اور انہیں اُن کے آدمی واپس کر دے گا۔

86۔ تاہم' جب وہ اس شہر میں پہنچے اور اُس کا کیا ہوا وعدہ پورا کرنے کا تقاضا کیا تو غیر رضامند ایتھنی بہانے بناتے ہوئے کہنے لگے کہ "دو بادشاہ آ کر ان آدمیوں کو ہمارے پاس چھوڑ گئے تھے' اور ہم صرف ایک کو امانت واپس کرنا درست نہیں سمجھتے۔" سو آدمیوں کی واپسی سے ایتھنیوں کے صاف انکار پر لیوتی چائیڈز نے کہا۔۔۔

"اے اہل ایتھنز' جیسا جی میں آئے کرو۔۔۔ یرغمالی میرے حوالے کر کے راستی کا مظاہرہ کرو' یا اس کے برعکس انہیں اپنے پاس ہی رکھو۔ تاہم' میں تمہیں وعدے کے حوالے سے سپارٹا میں ہونے والا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ کہانی یوں ہے کہ تین پشت پہلے لیسیڈیمون میں ایک آدمی گلاکس ابن ایپی سائیدیس رہا کرتا تھا جو سلطنت بھر میں ہر فن کے ماہر کا ہم پلہ ہونے کی فضیلت رکھتا تھا' اور اس کے انصاف پسندانہ کردار نے اُسے تمام سپارٹائیوں سے برتر بنا دیا تھا۔ اس آدمی کے ساتھ متعینہ موسم میں حسب ذیل واقعات پیش آئے۔ ایک ملیشیائی شخص سپارٹا آیا اور اُس سے ملاقات کرنے کی خواہش میں بولا'۔۔۔ "میں ملیتس کا رہنے والا ہوں۔ اور اے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گلاکس، میں تمہاری ایمانداری سے فائدہ اُٹھانے کی اُمید لے کر یہاں آیا ہوں کیونکہ جب میں نے ایونیا اور باقی سارے یونان میں بہت سی باتیں سُنیں اور جب میں نے مشاہدہ کیا کہ ایونیا ہمیشہ غیر محفوظ ہے جبکہ پیلوپونیسے غیر متزلزل اور مستحکم رہتا ہے اور اسی طرح یہ بھی دیکھا کہ ہمارے ملک میں دولت متواتر ایک ہاتھ سے دوسرے میں منتقل ہوتی رہتی ہے تو میں نے دل سے مشورہ کرکے فیصلہ کیا کہ اپنی آدھی جائیداد کو رقم میں تبدیل کرکے تمہیں سونپ دوں۔ تو یہ ہے چاندی--- اسے لے لو--- اور ساتھ ہی یہ کھاتے بھی اپنے پاس محفوظ رکھو؛ یاد رکھنا کہ تم نے یہ رقم اُس شخص کو واپس کرنی ہے جو تمہارے پاس ان کے باقی حصے لے کر آئے۔" گلاکس نے اُس کی بیان کردہ شرائط پر رقم لے لی۔ کافی برس گذر جانے پر اُس ملیشیائی کے بیٹے سپارٹا آئے اور گلاکس سے ملے؛ تب انہوں نے کھاتے پیش کیے اور رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ لیکن گلاکس نے انکار کرتے ہوئے اُن کو جواب دیا؛ مجھے یہ معاملہ یاد نہیں، اور نہ ہی تمہاری بتائی ہوئی تفصیلات ذہن میں آرہی ہیں۔ جب یاد آجائے گا تو یقیناً وہی کروں گا جو درست ہوگا۔ اگر میں نے واقعی رقم لی تھی تو تمہیں اسے واپس لینے کا حق ہے؛ لیکن اگر یہ مجھے نہیں دی گئی تو میں یونانی قوانین کو تمہارے خلاف استعمال کروں گا۔ فی الحال میں تمہیں کوئی جواب نہیں دیتا؛ لیکن آئندہ چار ماہ کے اندر اندر یہ معاملہ نمٹا دوں گا۔" سو ملیشیائی افسوس کے ساتھ واپس چلے گئے اور سمجھنے لگے کہ وہ اپنی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ گلاکس نے ڈیلفی تک سفر کیا اور وہاں استخارہ کروایا۔ اُس کے سوال کہ کیا وہ قسم اٹھالے[۸۹] کا کاہنہ نے حسبِ ذیل انداز میں جواب دیا:---

> اے گلاکس، فی الحال بہترین یہی ہے کہ جو تمہارے دل میں آتا ہے کرو،
> قسم اٹھا کر اپنی بات منوالو اور دولت حاصل کرو۔
> تو پھر قسم اٹھاؤ--- موت اُن لوگوں کا بھی مقدر ہے جنہوں نے کبھی جھوٹی قسم نہیں اٹھائی ہوتی۔
> تاہم، قسم کے خدا کا ایک بیٹا ہے جو بے نام اور ہاتھوں پیروں سے عاری ہے؛
> وہ طاقتور اُن لوگوں سے انتقام لیتا اور انہیں تباہی سے دوچار کرتا ہے
> جن کا تعلق جھوٹی قسم اٹھانے والے شخص کی نسل یا خاندان سے ہوتا ہے۔
> لیکن قسم نبھانے والے افراد اپنے پیچھے پھلتی پھولتی ہوئی اولاد چھوڑ کر جاتے ہیں۔

یہ سُن کر گلاکس نے دیوتا سے پرزور التجا کی کہ اُس کا سوال معاف کر دیا جائے؛ لیکن کاہنہ نے جواب دیا کہ دیوتا کو تحریص دلانا اتنا ہی بُرا ہے جتنا کہ بُرے عمل کا ارتکاب کرنا۔ تاہم، گلاکس نے ملیشیائی مہمانوں کو بلا کر انہیں اُن کی رقم واپس کر دی۔ اور اے اتھینیو، اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ ساری کہانی میں نے کس مقصد کے تحت بیان کی ہے۔ اُس وقت گلاکس کی ایک بھی اولاد نہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی؛ نہ ہی اُس کے خاندان جیسا کوئی اور خاندان معلوم ہے جس کی جڑ اور شاخیں سپارٹا سے ختم ہو گئی ہوں۔ چنانچہ بہترین یہی ہے کہ جب کوئی وعدہ کرو تو اس سے انحراف کرنے کا سوچو تک نہیں۔"

لیوتی چایڈز نے اپنی بات مکمل کی، لیکن جب اُس نے دیکھا کہ اتھنی کوئی توجہ نہیں دے رہے تو وہ انہیں چھوڑ کر اپنی راہ چل دیا۔

87۔ اہل ایجینا کو کبھی اُن کی غلط کارروائیوں پر سزا نہیں ملی تھی، جو انہوں نے اہل اہل کی خوشی کے خاطر ایتھنز کے خلاف کی تھیں۔[۹۰] تاہم، اب انہوں نے اپنی زیادتی کو محسوس کیا اور اتھنیوں کے خلاف شکایت کی ٹھوس بنیاد پائی تو فوراً انتقام لینے پر تیار ہو گئے۔ اتفاق یہ ہوا کہ اتھنی تھیورس[۹۱]۔۔۔ جس کو چپوؤں کی پانچ قطاریں چلاتی تھیں۔۔۔ سونیئم[۹۲] میں تھا، لہٰذا اہل ایجینا نے گھات لگائی اور مقدس جہاز کے مالک بن گئے؛ انہوں نے جہاز پہ سوار اعلیٰ رتبہ کے متعدد اتھنیوں کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیا۔

88۔ اِس گستاخی پر اتھنیوں نے مزید صبر نہ کیا اور اہل ایجینا کو سبق سکھانے کی تیاریاں شروع کر دیں؛ اور چونکہ ایجینا میں اُس وقت ایک ممتاز و مشہور آدمی نیکوڈرومس ابن کنوئتھس موجود تھا، جس کے تعلقات اپنے ہم وطنوں کے ساتھ ساتھ اچھے نہ تھے کیونکہ انہوں نے اُسے وطن بدر کر دیا تھا؛ اتھنیوں نے اِس آدمی کے بارے میں باتیں سنیں، جس نے سُن رکھا تھا کہ وہ اہل ایجینا کے ساتھ بدسلوکی کرنے کے لیے کس قدر پکا عزم کیے ہوئے تھے؛ اتھنیوں نے اس کے ساتھ معاہدہ کیا کہ ایک مخصوص دن کو وہ جزیرے کے ساتھ دغابازی کرنے کے لیے تیار رہے اور وہ فوج کا ایک دستہ لے کر اُس کی مدد کو آئیں گے۔ کچھ عرصہ بعد نیکوڈرومس نے معاہدے کے مطابق پرانے شہر پر قبضہ کر لیا۔

89۔ تاہم، اتھنی اُس روز نہ آئے؛ کیونکہ اُن کا اپنا بحری بیڑہ اہل ایجینا کے ساتھ لڑنے کی کافی طاقت نہ رکھتا تھا، اور ابھی وہ کورنتھیوں سے جہاز مانگ ہی رہے تھے کہ مہم ناکام ہو گئی۔ اُن دنوں کورنتھیوں کے تعلقات اتھنیوں کے ساتھ بہترین تھے؛ چنانچہ اب انہوں نے اُن کی درخواست مان کر 20 جہاز فراہم کر دیئے؛ لیکن چونکہ وہ اپنے قانون کے مطابق مفت میں جہاز مہیا نہیں کر سکتے تھے، اس لیے انہوں نے اتھنیوں سے پانچ درم فی جہاز وصول کیے۔[۹۳] جونہی اتھنیوں کو یہ امداد حاصل ہوئی، انہوں نے اپنے جہازوں پر بھی عملے کو سوار کیا اور ستر[۹۴] جہازوں کا مسلح بحری بیڑہ لے کر ایجینا کی جانب بڑھے، لیکن وہ وعدہ کیے گئے دن سے ایک دن بعد پہنچے۔

90۔ دریں اثناء جب نیکوڈرومس کو پتہ چلا کہ اتھنی مقررہ وقت پر نہیں آئے تو وہ جہاز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں بیٹھ پر جزیرے سے فرار ہو گیا۔ اس کے ہمراہ جانے والے ایجینوں کو اتھنیوں نے سونیئم میں بسایا' جہاں سے نکل کر وہ جزیرے کے ایجینوں کو لوٹا کرتے تھے۔ لیکن یہ بعد کے دور کا واقع ہے۔

91۔ اِس طرح دولت مند ایجینوں نے نیکوڈرومس کے [۹۵] کے خلاف بغاوت کرنے والے عام لوگوں پر فتح پانے کے بعد اُن پر ہاتھ ڈالا اور موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ لیکن یہاں وہ بے حرمتی کے مرتکب ہوئے جس کا کفارہ وہ اپنی تمامتر کوششوں کے باوجود ادا نہ کر سکے۔ ہوا یوں کہ انہوں نے جزیرے سے نکلتے وقت دیوی کو اشتعال دلایا جس کی پہلے تشفی کیا کرتے تھے۔ سات سو عام لوگ زندہ اُن کے ہاتھ لگ گئے تھے؛ اور اُن سب کو موت کی جانب لے جایا جا رہا تھا کہ ایک اپنی زنجیروں سے بچ نکلا اور فرار ہو کر قانون دہندہ دیمیتر [۹۶] کے معبد کے پھاٹک کی طرف بھاگا اور دروازے کے ساتھ چمٹ گیا۔ دوسروں نے اُسے واپس گھسیٹنے کی کوشش کی مگر ناکام ہونے پر اُس کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور اُسے ساتھ لے گئے۔ اِس کے ہاتھ وہیں موٹھ کو پکڑے رہے۔

92۔ یہ تھیں ایجینوں کی آپس میں کارروائیاں۔ جب اتھنی پہنچے تو وہ 70 جہازوں کے ساتھ اُن کا مقابلہ کرنے گئے؛ ایک جنگ ہوئی جس میں ایجینوں نے شکست کھائی۔ تب انہوں نے دوبارہ اپنے پرانے حلیفوں [۹۷] یعنی اہل آرگوس سے رجوع کیا؛ لیکن اب انہوں نے مدد دینے سے انکار کر دیا۔ اہل آرگوس کو غصہ تھا کہ کچھ ایجینیائی جہازوں نے --- جنہیں کلیومینیس نے زبردستی لے لیا تھا --- آرگولس پر حملے میں اُس کا ساتھ دیا۔ سکائی اونیوں کے بعض جہازوں کے ساتھ بھی اسی موقع پر یہی کچھ ہوا تھا: اور آرگوسیوں نے اس غلط حرکت کے مرتکب ہر جہاز کو ایک ہزار ٹیلنٹ جُرمانہ کیا تھا: جس پر سکائیون نے غلطی کا اقبال کیا اور آرگوسیوں کو ایک سو ٹیلنٹ [۹۸] ادا کرنے کا وعدہ کیا؛ لیکن ایجینوں نے انہیں ہرگز معاف نہ کیا اور تکبر و غرور کا مظاہرہ کیا۔ اسی لیے اب انہوں نے آرگوسیوں سے مدد کی درخواست کی تو انہوں نے ایک بھی فوجی بھیجنے سے انکار کر دیا۔ باہیں ہمہ' ایک ہزار کے قریب رضاکار آرگوسی سے اُن کے ساتھ آ ملے جن کا قائد یوری بیتس پنج بازی مقابلوں [۹۹] میں مہارت رکھتا تھا۔ ان آدمیوں میں سے زیادہ تر واپس نہ آ سکے' بلکہ ایجینا میں اتھنیوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ اُن کا قائد یوری بیتس دوبدو لڑائیاں لڑا اور اس طرح تین آدمیوں کو مارنے کے بعد چوتھے کے ہاتھوں خود قتل ہو گیا: جو سوفینز نامی ڈیکیلیائی تھا۔ [۱۰۰]

93۔ بعد میں جب اتھنی بیڑہ غیر منظم تھا تو ایجینوں نے اس پر حملہ کر کے اُسے شکست دی اور چار جہازوں کو عملے سمیت پکڑ لیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

94۔ اس طرح ایجینوں اور ایتھنیوں کے درمیان جنگ بھڑکی۔ دریں اثناء داریوش اپنی حکمت عملی پر عمل پیرا رہا' درباری اُسے روز بروز "ایتھنیوں کو یاد رکھنے" کی ہدایت کرتے رہے[۱۰۱] اور اِسی طرح پسی سٹراٹیدے بھی متواتر دباؤ ڈالتے رہے جو ہمیشہ سے اپنے ہموطنوں کو موردالزام ٹھہراتے تھے۔ نیز وہ یونان میں جنگ کرنے کے لیے ایک بہانہ مل جانے پر کافی خوش تھا' کہ وہ خراج دینے سے انکار کرنے والوں کو مطیع کرنا چاہتا ہے۔ جہاں تک ماردونیئس کا تعلق ہے تو چونکہ اُس کی مہم اس قدر ناکام رہی تھی اس لیے داریوش نے اُس جگہ پر دیگر جرنیلوں کو تعینات کردیا' یعنی میڈیائی نسل کا داتس اور اُس کا اپنا بھتیجا ارتافرنیس ابن ارتافرنیس۔ ان جرنیلوں کو حکم دیا گیا کہ ایتھنز اور اریٹریا پر قبضہ کرکے قیدیوں کو اُس کے حضور پیش کریں۔

95۔ چنانچہ نئے سالاروں نے دربار سے رخصت لی اور نیچے سِلیشا میں آلیئن میدان کی طرف گئے: ان کے ساتھ کثیر زمینی فوج تھی۔ یہاں پڑاؤ ڈالنے پر بحری فوج بھی اُن کے ساتھ آملی جسے مختلف ریاستوں سے جمع کیا گیا تھا: نیز گھوڑا گاڑیاں بھی آگئیں جن کی تیاری کا حکم داریوش نے ایک سال قبل اپنے باج گزاروں کو دیا تھا۔[۱۰۲] 600 سہ طبقہ جہازوں پر مشتمل سارا بحری بیڑہ ایونیا کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں سے وہ ساحل کے ساتھ ساتھ سیدھا ہیلیس پونٹ اور تھریس جانے کی بجائے ساموس کی طرف مڑے اور جزائر کے درمیان میں سے اکیریائی[۱۰۳] سمندر میں سفر کیا: مجھے یقین ہے کہ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ کوہ آتھوس کا چکر کاٹنے سے خوفزدہ تھے جہاں ایک سال پہلے انہیں بھاری نقصان کا سامنا کرنا پڑا تھا: بلکہ ایک اور وجہ نیکسوس پر قبضہ کی اُن کی سابقہ ناکام کوشش بھی تھی۔[۱۰۴]

96۔ چنانچہ جب فارسی اکیریائی سمندر کے راستے آکر نیکسوس میں لنگرانداز ہوئے۔۔۔ جہاں انہوں نے دیگر ریاستوں سے پہلے حملہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔ تو اہل نیکسوس نے اُن پر نازل ہونے والی سابق آفت کو ذہن میں رکھ کر اُن کا مقابلہ کرنے کی بجائے راہ فرار اختیار کی اور پہاڑیوں کی جانب بھاگ گے۔ تاہم' فارسی اُن میں سے کچھ کو پکڑنے میں کامیاب رہے اور اُنہیں قیدی بنا کر ساتھ لے گئے جبکہ شہر کو تمام معبدوں سمیت آگ لگادی۔ یہ کام کرکے وہ نیکسوس سے روانہ ہوئے اور جہازوں کا رخ دیگر جزائر کی جانب کیا۔

97۔ جب فارسی اس کام میں مصروف تھے تو دوسری طرف اہل ڈیلوس نے اپنا جزیرہ چھوڑ کر ٹینوس[۱۰۵] میں پناہ لی۔ مہم نزدیک آنے پر داتس دیگر جہازوں سے پہلے آگے بڑھا: وہ جہازوں کو ڈیلوس میں لنگرانداز کرنے کی بجائے رہینیا میں ڈیلوس کے خلاف لے گیا جبکہ خود یہ پتہ چلانے کے لیے آگے گیا کہ آیا اہل ڈیلوس بھاگ گئے ہیں یا نہیں: تب اُس نے حسب ذیل پیغام دے کر ایک قاصد کو اُن کی جانب بھیجا:۔۔۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اے پاک آدمیو' تم فرار کیوں ہو رہے ہو؟ تم نے مجھے اتنا سخت گیر اور غلط کیوں سمجھ لیا ہے؟ یقیناً مجھ میں اتنی عقل ہے کہ --- اگر بادشاہ کا حکم نہ بھی ہوتا --- دو دیوتاؤں کو جنم دینے والے ملک کو چھوڑ دوں --- یعنی ملک اور اُس کے باشندوں دونوں کو ۔ اس لیے اپنے گھروں کو لوٹ آؤ؛ اور ایک مرتبہ پھر اپنا جزیرہ آباد کرو۔" داتس نے اہل ڈیلوس کو یہ پیغام بھیجنے کے علاوہ قربان گاہ پر 300 ٹیلنٹ وزن کا لوبان بھی بھینٹ کیا۔

98- اس کے بعد وہ اپنے سارے لشکر کو لے کر اریٹریا کے خلاف گیا' اور اپنے ساتھ ایونیاؤں اور ایولیاؤں دونوں کو لیا ۔ وہ رخصت ہو رہا تھا تو ایک زلزلے نے ڈیلوس کو ہلا کر رکھ دیا --- آج تک یہ پہلا اور آخری جھٹکا تھا ۔[106] اور درحقیقت یہ ایک شگون تھا جس کے ذریعہ دیوتا نے انسانوں کو اُن کی جانب بڑھتی ہوئی خرابیوں سے خبردار کیا ۔ کیونکہ درایوش ابن ہستاپس' ذرکسیز ابن داریوش اور آرتگزرکسیز ابن ذرکسیز کی آئندہ تین پشتوں میں یونان پر پچھلی 20 پشتوں کی نسبت کہیں زیادہ مصیبتیں نازل ہوئیں: --- کچھ مصیبتوں کا باعث تو فارسی تھے' لیکن کچھ مصیبتیں مطلق طاقت کے بارے میں اُن کے اپنے سرکردہ آدمیوں کے درمیان تنازعات کا نتیجہ تھیں ۔ اس لیے یہ بات حیران کن نہیں کہ 'اگرچہ ڈیلوس پہلے کبھی نہیں لرزا تھا مگر اس مرتبہ ایک زلزلے کا شکار ہوا' اور درحقیقت ڈیلوس کے بارے میں ایک کہانت ہے: --- "میں ڈیلوس کو بھی لرزاؤں گا' جو آج تک کبھی نہیں لرزا ہے ۔"
اوپر مذکور ناموں میں سے داریوش کو "مزدور" ذرکسیز کو "جنگجو" اور آرتگزرکسیز کو "عظیم جنگجو" قرار دیا جاسکتا ہے ۔

99- بربری ڈیلوس کو کھونے کے بعد دیگر جزائر کی جانب بڑھے' ہر ایک سے[107] فوجی دستے لیے' اور اسی طرح بہت سے بچوں کو یرغمال بنا کر لے گئے ۔ وہ ایک کے بعد دوسرے جزیرے کا رخ کرتے ہوئے آخرکار کیرستس[108] پہنچے؛ لیکن یہاں کیرستیوں نے یرغمالی دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ نہ تو یرغمالی دیں گے اور نہ ہی اپنے پڑوسیوں یعنی ایتھنز اور اریٹیریا کے شہروں کے خلاف ہتھیار اُٹھائیں گے ۔ فارسیوں نے کیرستس کا محاصرہ کر لیا اور آس پاس تباہی پھیلائی' آخرکار لوگ باہر آنے اور اُن کی شرائط ماننے پر مجبور ہو گئے ۔

100- دریں اثناء اِریٹریوں نے فارسی فوج کو اپنے خلاف آتا دیکھ کر ایتھنیوں سے مدد مانگی ۔ ایتھنیوں نے اُن کی درخواست مسترد تو نہ کی' بلکہ انہیں چار ہزار زمیندار بطور مددگار تفویض کر دیئے جنہیں کالسیدی ہپوبیتے[109] کی جاگیریں الاٹ کی گئی تھیں ۔ تاہم' اِریٹریا میں معاملات زیادہ اچھے نہ تھے؛ کیونکہ اُنہوں نے ایتھنیوں سے مدد مانگ تو لی تھی' مگر آپس میں اِس امر پر متفق نہ تھے کہ کیا حکمتِ عملی اختیار کی جائے: بعض کا ارادہ تھا کہ شہر کو چھوڑ کر یوبیا کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہاڑیوں میں پناہ لے لیں' جبکہ فارسیوں سے انعام وصول کرنے کے متمنی دیگر افراد اپنے ملک سے غداری کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اریٹریا کے سرکردہ آدمیوں میں ایک ایسکائنیز ابن نوتھون نے جب ان باتوں کے بارے میں سنا تو وہاں پہنچ چکے ایتھنیوں کو صورتحال سے آگاہ کر دیا اور اُن سے درخواست کی کہ وہ اُس کے ہم وطنوں کے ساتھ مرنے کی بجائے اپنے ملک واپس چلے جائیں۔ ایتھنیوں نے اُس کے مشورے پر غور کیا اور خطرے سے بچ کر نکل گئے۔

101۔ اب فارسی بیڑہ نزدیک آیا اور **تامینے** 'کیوریئے اور ایجیلیا میں لنگر انداز ہوئے --- یہ تینوں مقامات اِریٹریا کے علاقہ میں ہیں۔ اِن جگہوں پر قبضہ کرنے کے بعد انہوں نے فوراً اپنے گھوڑوں کو ساحل پر اُتارا اور دشمن پر حملہ کے لیے تیار ہو گئے۔ لیکن اِریٹریوں کا اِرادہ آگے آکر جنگ کرنے کا نہیں تھا؛ شہر نہ چھوڑنے کا فیصلہ ہونے کے بعد اُن کی توجہ صرف اِس بات پر تھی کہ اگر ممکن ہو سکے تو اپنی دیواروں کی حفاظت کر لیں۔ اب قلعے پر یلغار ہوئی اور چھ روز تک دونوں حریفوں کے بہت سے افراد قتل ہوتے رہے' لیکن ساتویں دن اعلیٰ شہرت یافتہ شہریوں یوفوربس ابن آلسیماکس اور فِلاگرس ابن سائی نیاس نے فارسیوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا۔ انہوں نے دیواروں کے اندر داخل ہوتے ہی تمام معبدوں کو لوٹا اور نذرِ آتش کر دیا اور یوں اپنے ساردیس میں جلائے گئے معبدوں کا انتقام لیا؛ نیز انہوں نے داریوش کے حکم پر عمل کرتے ہوئے تمام باشندوں کو قیدی بنا لیا۔

102۔ فارسیوں نے کچھ دیر انتظار کے بعد اِریٹریا کو مطیع بنایا اور پھر ایٹیکا کی جانب گئے' راستے میں ایتھنیوں کو کافی سیدھا کیا اور اُن کے ساتھ وہی سلوک کرنے کا سوچا جو انہوں نے اِریٹریا کے لوگوں سے کیا تھا۔ اور چونکہ سارے ایٹیکا میں کوئی بھی جگہ میراتھن سے زیادہ اُن کے گھوڑوں کے لیے باعث سہولت نہ تھی' نیز یہ اِریٹریا سے بھی قریب تھی' اِس لیے ہپیاس ابن پسی سٹراٹس انہیں وہیں لے گیا۔

103۔ ایتھنیوں کو اِس کی خبر ملی تو وہ بھی اپنے دستوں کو لے کر میراتھن کی جانب بڑھے' اور وہاں اپنے دس جرنیلوں [1] --- جن میں سے ایک مِلتیادیس بھی تھا --- کی قیادت میں دفاع کے لیے کھڑے ہو گئے۔

اب اِس آدمی کے باپ سیمون ابن متیساغورث کو پسی سٹراٹس ابن ہپوکریٹس نے ایتھنز سے جلاوطن کیا تھا۔ اُس نے اپنی جلاوطنی کے دوران خوش قسمتی سے اولیمپیا میں چار گھوڑوں والے رتھ کی دوڑ جیت لی' اور یوں اُسے بالکل وہی عزت حاصل ہو گئی جو اپنے عم زاد ملتیادیس [1] کے ہاتھوں بیدخل ہونے سے پہلے تھی۔ اگلی اولیمپیائی کھیلوں میں اُس نے دوبارہ پہلے والے گھوڑوں کے ساتھ ہی انعام جیتا' جس پر اُس نے پسی سٹراٹس کو فاتح قرار دلوا دیا' کیونکہ اُس کے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معاہدہ کیا تھا کہ وہ اپنا اعزاز اُسے دے کر اپنے ملک واپس آنے کی اجازت حاصل کر لے گا۔
بعد ازاں اُس نے ایک مرتبہ پھر اُنہی گھوڑوں کے ساتھ دوڑ جیتی جس پر پسی سٹراٹس (جو مر چکا تھا) کے بیٹوں نے اُسے مار ڈالا۔ انہوں کے کچھ آدمیوں کو گھات میں بٹھا دیا؛ اور انہوں نے اُسے رات کے وقت گورنمنٹ ہاؤس کے نزدیک قتل کیا۔ اُسے شہر سے باہر' شاہراہ وادی سے پرے دفنا دیا گیا؛ اور اُس کے مقبرے کے بالکل سامنے گھوڑے دفن ہوئے جنھوں نے تین انعام جیتے تھے۔ قبل ازیں لیسیڈیمون کے اِیوا غورث کے گھوڑے بھی یہی کامیابی حاصل کر چکے تھے۔ سیمون کی وفات پر اُس کا بڑا بیٹا ستیساغورث کیرونیسے میں تھا جہاں وہ اپنے چچا مِلتیادیس کے ساتھ رہتا تھا۔ چھوٹا بھائی اپنے باپ کے پاس ایتھنز میں تھا۔۔۔ اُسے کیرونیسی کالونی کے بانی کی نسبت سے مِلتیادیس کہا جاتا تھا۔

104۔ یہی مِلتیادیس کیرونیسے سے فرار ہونے اور دو مرتبہ موت کے منہ سے بچ نکلنے کے بعد ایتھنیوں کی قیادت کر رہا تھا۔۔۔ پہلے فنیقیوں نے اِمبرس تک اُس کا تعاقب کیا[2] جو اُسے پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے جانے کے خواہشمند تھے؛ اور جب وہ اِس خطرے سے بچ گیا اور اپنے ملک میں پہنچ کر خود کو بالکل محفوظ سمجھا تو اُسے پتہ چلا کہ دشمن اُس کے منتظر تھے' وہ اُسے عدالت کے سامنے لائے اور کیرونیسے پر مطلق العنانی قائم کرنے کے الزام میں مقدمہ چلایا۔ لیکن وہ یہاں بھی سرخرو نکلا اور لوگوں کی آزادانہ رائے سے ایتھنیوں کا سالار بنا دیا گیا۔

105۔ شہر سے روانہ ہونے سے قبل جرنیلوں نے فیدی پدیس[3] نامی قاصد۔۔۔ جو پیدائش اعتبار سے ایتھنی اور پیشے کے لحاظ سے ایک تربیت یافتہ دوڑ لگانے والا تھا۔۔۔ کو سپارٹا بھیجا۔ اِس آدمی نے واپس آ کر ایتھنیوں کو جو بیان دیا وہ یہ تھا کہ جب وہ ٹیجیا سے اوپر پار تھی نیئم پہاڑ کے قریب تھا تو اُس کی ملاقات دیوتا پان سے ہوئی؛ دیوتا نے اُسے نام لے کر پکارا اور ایتھنیوں سے یہ پوچھنے کا حکم دیا کہ "تم نے مجھے اس قدر نظرانداز کیوں کر دیا ہے' جبکہ میں تم پر بڑا مہربان ہوں' میں نے سابق وقتوں میں تمہاری کافی مدد کی ہے اور آنے والے وقتوں میں بھی کروں گا؟" ایتھنیوں نے اِس رپورٹ پر یقین کر لیا اور اپنے معاملات دوبارہ درست روش پر آتے ساتھ ہی آرکوپولس[4] کے نیچے پان کا ایک معبد بنوایا اور (اوپر مذکور پیغام کے جواب میں) اُس کے اعزاز میں سالانہ قربانیاں اور مشعل دوڑ منعقد کیں۔

106۔ ہمارے زیرِ بحث موقعہ پر جب فیدی پدیس کو ایتھنی جرنیلوں نے بھیجا اور اُس نے راستے میں پان دیوتا سے ملاقات کی تو اگلے ہی دن سپارٹا پہنچ گیا۔[5] وہ سیدھا سپارٹا کے حکمرانوں کے پاس گیا اور اُن سے کہا:۔۔۔

"اے اہلِ لیسیڈیمون' اہلِ ایتھنز تم سے التجا کرتے ہیں کہ فوراً اُن کی مدد کو آؤ' اور اِس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بات کی اجازت نہ دو کہ یونان بھر کی قدیم ترین ریاست [۶] کو بربری اپنا غلام بنالیں۔ آپ نے دیکھا ہے کہ اِریٹریا کو غلام بنایا جاچکا ہے؛ اور یونان اِس اہم شہر کو کھونے سے کمزور ہو گیا ہے۔"

یوں فیدی پدیس نے اپنے ذمہ لگایا گیا پیغام پہنچایا۔ اور سپارٹائیوں نے ایتھنیوں کی مدد کرنے کی خواہش کی، لیکن وہ انہیں کوئی فوری مدد دینے کے قابل نہ تھے کیونکہ وہ اپنا قانون نہیں توڑنا چاہتے تھے۔ یہ پہلے عشرے کا نواں دن تھا؛ [۷] اور وہ نو تاریخ کو سپارٹا سے باہر نہیں جاسکتے تھے کیونکہ تب چاند پورا نہیں ہوتا تھا۔ سوانہوں نے چاند پورا ہونے تک انتظار کیا۔

107۔ ہپیاس ابن پسی سٹراٹس نے بربریوں کو میراتھن پہنچایا: اُس نے ایک رات قبل خواب میں ایک عجیب و غریب منظر دیکھا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ وہ اپنی ماں کی بانہوں میں لیٹا ہوا ہے، اور اِس خواب کی تعبیر یہ نکالی کہ وہ ایتھنز کو بازیاب کرے گا، اپنی کھوئی ہوئی طاقت بحال کرے گا اور پھر اپنے وطن میں بڑھاپے تک ایک اچھی زندگی گزارے گا۔ اب وہ فارسیوں کے رہنما کے طور پر عمل کرنے لگا: سب سے پہلے تو اُس نے اِریٹریا سے پکڑے ہوئے قیدیوں کو ایجیلیا [۸] نامی جزیرے پر اُتارا۔۔۔ یہ خطہ Styreans [۹] سے تعلق رکھتا تھا۔۔۔ اور اِس کے بعد بحری بیڑے کو میراتھن میں لنگرانداز کیا اور بربریوں کے دستوں کو جہاز سے نیچے اُتارا۔ وہ اِس کارروائی میں مصروف تھا کہ اُسے معمول سے زیادہ لمبی سانس لینی اور کھانسنا پڑا۔ چونکہ وہ ایک بڑی عمر کا آدمی تھا اور اُس کے زیادہ تر دانت گر چکے تھے، اس لیے کھانسی کے زور سے ایک اور دانت ٹوٹ کر باہر ریت پر گر پڑا۔ ہپیاس نے دانت کو ڈھونڈنے کی ہر ممکن کوشش کر لی، مگر وہ کہیں نظر نہ آیا: جس پر اُس نے ایک گہری آہ بھری اور قریب کھڑے لوگوں سے کہا۔۔۔

"بہرحال، یہ زمین ہماری نہیں ہے؛ اور ہم اِسے قبضہ میں لانے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اس میں میرا حصہ اتنا ہی ہے جتنا میرا دانت نے قبضہ میں لے رکھا ہے۔"

سو ہپیاس کو یقین آگیا کہ یہ اُس کے خواب کی تعبیر تھی۔

108۔ ایتھنیوں کو ہیراکلیس [۲۰] سے تعلق رکھنے والے ایک مقدس احاطے میں جنگ کے لیے صف آراء کیا گیا تھا: تب اہل پلیٹیا بھی اُن کے ساتھ آملے جو پوری قوت کے ساتھ اُن کی مدد کرنے آئے تھے۔ کچھ عرصہ قبل اہل پلیٹیا نے اپنے آپ کو ایتھنیوں کا ماتحت بنالیا تھا؛ اور ایتھنی اُن کی طرف سے کئی محنت طلب کام کر چکے تھے؛ اہل پلاتیا نے تھیس کے لوگوں کے ہاتھوں کئی سنگین نقصانات سہے تھے: سو جب کلیومینیس ابن اناکساندریدس اور لیسیڈیمونی اُن کے پڑوس میں تھے تو سب سے پہلے انہوں نے ہتھیار پھینکنے اور اطاعت قبول کرنے کی پیشکش کی۔ لیکن لیسیڈیمونیوں نے اُن کی اطاعت قبول نہ کی اور کہا۔۔۔

"ہم تم سے بہت دور رہتے ہیں، اور ہماری دستگیری محض باعث نااُمیدی ہوگی۔ ہمیں پتہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگنے سے پہلے ہی تمہیں اکثر غلام بنالیا جائے گا۔ اِس کی بجائے ہمارا مشورہ ہے کہ تم ایتھنیوں کی اطاعت اختیار کرو جو تمہارے قریبی پڑوسی ہیں اور تمہاری حفاظت کرنے کی بہتر قابلیت رکھتے ہیں۔"

انہوں نے یہ بات اہل پلیٹیا کی بھلائی کی خاطر نہیں بلکہ اِس وجہ سے کہی کیونکہ وہ ایتھنیوں کو اہل بیوشیا کے ساتھ لڑائیوں میں کھپانا چاہتے تھے۔ تاہم' اہل پلیٹیا نے لیسیڈیمونیوں کا یہ مشورہ فوراً مان لیا؛ اور جب ایتھنز کے معبد میں بارہ خداؤں کو قربانی پیش کی جارہی تھی تو وہ آکر قربان گاہ کے اردگرد [۱۲۱] پناہ گزینوں کے طور پر بیٹھ گئے اور خود کو ایتھنیوں کے اختیار میں دے دیا۔ اہل تھیبس نے اہل پلیٹیا کی اِس کارروائی کی خبر ہوتے ہی اُن کے خلاف خروج کیا جبکہ ایتھنیوں نے اُن کی مدد کے لیے فوجی دستے بھیجے۔ دونوں افواج میں جنگ شروع ہونے ہی والی تھی کہ اتفاقاً وہاں موجود کورنتھیوں نے انہیں لڑنے نہ دیا: فریقین نے ثالث مقرر کرنے پر رضامندی ظاہر کی' جس کے بعد انہوں نے جھگڑا چکایا اور دونوں ریاستوں کے درمیان اِس شرط پر حدود مقرر کردیں: کہ اگر کوئی بیوشیائی بیوشیا سے اپنا تعلق توڑنا چاہتا ہو تو اہل تھیبس انہیں اپنی مرضی کرنے کی اجازت دیں گے۔ اس فیصلہ پر کورنتھی فوراً اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے: اسی طرح ایتھنیوں نے بھی واپسی کا قصد کیا؛ لیکن بیوشیائی مارچ کے دوران اُن پر ٹوٹ پڑے' ایک جنگ لڑی گئی جس میں ایتھنیوں نے اُن کو بری طرح شکست دی۔ تب ایتھنی کورنتھیوں کی تعین کردہ حد کے پابند نہ رہے: بلکہ ان حدود سے آگے بڑھ گئے اور ایسوپس [۱۲۲] کو تھیبیوں کے ملک اور اہل پلیٹیا و ہسیا کے ملک کے درمیان سرحدی لکیر بنا دیا۔ اِن حالات کے تحت اہل پلیٹیا نے خود کو ایتھنز کے سپرد کیا تھا۔ اور اب وہ ایتھنیوں کو مدد دینے میراتھن آئے تھے۔

109۔ ایتھنی جرنیل متفق الرائے نہ تھے: بعض نے جنگ کا خطرہ مول نہ لینے کا مشورہ دیا کیونکہ وہ میڈیوں کے اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کرنے کے لیے تعداد میں بہت کم تھے' جبکہ دیگر افراد فوری لڑائی کے حق میں تھے: اور ان موخرالذکر میں ملتیادیس بھی شامل تھا۔ چنانچہ اُس نے آراء کے درمیان یہ تضاد اور زیادہ حقیر مشورے کو غالب دیکھ کر پولمارک کے پاس جانے اور بات چیت کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ ایتھنز میں پولمارک [۱۲۳] بننے کے لیے جس آدمی کے نام قرعہ نکلتا تھا وہ دس جرنیلوں کے ساتھ ووٹ ڈالنے کا حقدار ہوتا' جبکہ قدیم دور سے ہی [۱۲۴] ایتھنیوں نے اُسے اُن کے ساتھ ووٹ ڈالنے کا مساوی حق دے رکھا تھا۔ اس موقعہ پر پولمارک افیدنے کا کالی ماکس تھا؛ چنانچہ ملتیادیس اُس کے پاس گیا اور بولا:---

"کالی ماکس' اب یہ تم پر منحصر ہے کہ ایتھنز کو غلام بنادو یا پھر اِس کی آزادی کو تحفظ دے کر آنے والی نسلوں کے لیے ہارموڈئیس اور ارستوجیتون سے بھی بڑی یادگار چھوڑ جاؤ۔ کیونکہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایتھنی لوگ ایک قوم بننے کے بعد کبھی اس جیسے عظیم خطرے سے دو چار نہیں ہوئے۔ اگر وہ میڈیوں کا طوق غلامی اپنے گلے میں پہن لیں تو اُن پر جو مصیبتیں نازل ہوں گی اُن کا تعین ہپیاس کی طاقت سے پہلے ہی ہو چکا ہے۔ دوسری طرف، اگر وہ لڑے اور غالب آ گئے تو ایتھنز یونان میں پہلا شہر بن کر اُبھرے گا۔ اب میں واضح کروں گا کہ یہ چیزیں کیسے واقع ہوں گی اور اِن کا تعین کرنا آپ پر کیسے منحصر ہے۔ ہم دس سالار (جرنیل) ہیں اور ہمارے ووٹ مخالفانہ ہیں: ہم میں سے آدھے لڑنا چاہتے ہیں اور آدھے ہتھیار پھینک دینا۔ اگر ہم نے لڑائی نہ لڑی تو مجھے نظر آ رہا ہے کہ ایتھنز میں بڑی گڑبڑ ہو گی جو آدمیوں کے عزائم کو ہلا کر رکھ دے گی، اور مجھے خوف ہے کہ تب وہ خود بخود سرِ تسلیم خم کر دیں گے؛ لیکن اگر ہم اپنے شہریوں کے درمیان کوئی نااتفاقی پیدا ہونے سے قبل جنگ لڑے، دیوتا ہمارے ساتھ نیک سلوک کریں، تو دشمن پر غلبہ پانے کی بہت اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ اِس معاملے میں ہماری نظریں آپ پر ہی لگی ہیں۔ آپ کو بس میری رائے کے حق میں ووٹ دینا ہے اور آپ کا ملک آزاد ہو جائے گا، نہ صرف آزاد بلکہ یونان کی پہلی ریاست بنے گا۔ یا اگر آپ تسہیل پسندوں کی حمایت میں ووٹ ڈالنا چاہتے ہیں تو نتائج بر عکس ہوں گے۔"

110۔ اِن الفاظ کے ذریعہ مِلتیادیس نے کالی ماکس کو قائل کر لیا، اور پولمارک کا ووٹ ڈالنے سے فیصلہ جنگ کرنے کے حق میں ہو گیا۔ اس کے بعد لڑنے کے خواہشمند تمام سالاروں کی جب فوج کی قیادت کرنے کی باری آئی تو انہوں نے اپنا حق ملتیادیس کو دے دیا۔ اگرچہ اُس نے اُن کی پیشکشیں قبول کر لیں، مگر اتنی دیر تک نہ لڑا جب تک کہ اُس کی اپنی باری نہ آ گئی۔

111۔ انجام کار جب اُس کی باری آ گئی تو ایتھنی کی صف بندی کی گئی اور اس کی ترتیب یہ تھی۔ پولمارک پولی ماکس میمنہ کا سربراہ تھا؛ کیونکہ اُس دور میں ایتھنیوں کے اصول کے مطابق میمنہ پولمارک کو دیا جاتا تھا۔[۱۲۵] اس کے بعد مندرجہ ذیل قبائل بلحاظ تعداد ایک مسلسل قطار میں تھے: جبکہ سب سے آخر میں اہل پلیٹیا نے میسرہ تشکیل دے رکھا تھا۔ اور اُس دن تک یہ ایتھنیوں کی روایت رہی تھی کہ، ہر پانچویں برس ایتھنز میں منعقد ہونے والی[۱۲۶] قربانیوں اور اجلاسوں میں، ایتھنی قاصد ایتھنیوں کے ساتھ ساتھ اہل پلیٹیا کے لیے بھی دیوتاؤں سے التجا کیا کرتا تھا۔ اب جب وہ اپنا لشکر لے کر میراتھن کے میدان جنگ میں گئے تو ایتھنی مقدمتہ الجیش میڈیوں جتنا ہی لمبا تھا، قلب لشکر کے عہدے کمتر تھے اور یہ قطار کا کمزور ترین حصہ بن گیا، جبکہ میمنہ اور میسرہ بہت طاقتور اور اعلیٰ عہدوں کے حامل تھے۔

112۔ لہٰذا جب میدان لگ گیا اور آثار سازگار نظر آئے تو ایتھنیوں نے بربریوں کی جانب دوڑ لگا دی۔ اب دونوں فوجوں کا باہمی فاصلہ آٹھ فرلانگ سے کچھ کم تھا۔ چنانچہ فارسیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے یونانیوں کو تیزی سے اپنی طرف آتے دیکھا تو اُن سے نمٹنے کے لیے تیار ہو گئے' اگرچہ انہیں لگا تھا کہ ایتھنی حواس باختہ ہو گئے ہیں اور اپنی بربادی پر تلے ہوئے ہیں: کیونکہ انہوں نے مٹھی بھر آدمیوں کو گھڑ سواروں یا تیر اندازوں کے بغیر بھاگ کر آتے ہوئے دیکھا۔ یہ تھی بربریوں کی رائے: لیکن ایتھنی اُن پر ٹوٹ پڑے اور قابل ذکر انداز میں لڑے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے' وہ یونانیوں میں سے اولین ایسے لوگ تھے جنہوں نے بھاگتے ہوئے دشمن پر حملہ کرنے کا طریقہ متعارف کروایا' اور اسی طرح انہوں نے ہی سب سے پہلے میڈیائی لباس کو پسند کرنے اور اسی انداز میں ملبوس ہو کر آدمیوں کا مقابلہ کرنے کی جرات کی۔ آج تک میڈیوں کا نام ہی یونانیوں کے لیے باعث خوف رہا تھا۔

113۔ دونوں فوجیں میراتھن کے میدان میں کافی لمبے وقت تک برسرپیکار رہیں: اور اثنائے جنگ میں' جہاں خود فارسیوں اور سیکائے (Sacae) نے پوزیشن سنبھال رکھی تھی' بربری فتح مند رہے اور یونانیوں کا تعاقب کر کے انہیں اندرون ملک کی جانب بھگا دیا۔ لیکن میمنہ اور میسرہ میں ایتھنیوں اور اہل پلیٹیا نے دشمن کو شکست دی۔ یہ کر چکنے کے بعد انہوں نے شکستہ بربریوں کو آرام سے بھاگ جانے دیا' اور پھر دونوں اکٹھے ہو کر اپنے قلب لشکر کے خلاف فتح پانے والوں پر حملہ آور ہوئے' اُن سے لڑے اور فتح حاصل کی۔ یہ بھی بھاگ کھڑے ہوئے' اور اب ایتھنیوں نے ساحل تک بھگوڑوں کا پیچھا کیا' انہیں قتل کیا' اُن کے جہازوں کو پکڑا اور آگ لگانے کی صدا لگائی۔

114۔ اسی کشمکش کے دوران پولمارک کالی ماکس اپنا سر فخر سے بلند کرنے کے بعد زندگی سے محروم ہوا: ایک سالار تھراسیلاس کا بیٹا ستیسی لاس بھی قتل ہوا: اور سائنے گیرس ابن یوفوریون نے دشمن کی کشتی کے دنبالے کو پکڑنے پر اپنا ہاتھ کٹوا لیا اور مر گیا: اسی طرح بہت سے دیگر اہم اور نامور ایتھنیوں نے بھی کیا۔

115۔ بایں ہمہ' ایتھنیوں نے اِس طریقہ سے سات جہاز قابو کیے: جبکہ بربریوں نے باقی جہازوں کو سمندر میں ڈالا اور اپنے اریٹریائی قیدیوں کو جزیرے سے (جہاں انہیں اُتارا تھا) سوار کر کے اِس اُمید میں کیپ سُونیئم کا چکر لگایا کہ وہ ایتھنیوں کی واپسی سے پہلے ایتھنز پہنچ جائیں گے۔ اُن کو یہ راہ عمل اپنانے کی تجویز دینے پر الکمویندے کو اُن کے ہم وطن الزام دیتے ہیں. کہا جاتا ہے کہ انہوں نے فارسیوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر رکھا تھا اور جب وہ اپنے جہازوں پر سوار ہو گئے تو ایک ڈھال بلند کر کے اُنہیں اشارہ کر دیا۔

116۔ چنانچہ فارسیوں نے سونیئم کے گرد جہاز رانی کی۔ لیکن ایتھنی ہر ممکن تیز رفتاری کے ساتھ اپنے شہر کی حفاظت کے لیے روانہ ہوئے اور بربریوں کے نظر آنے سے پہلے ہی ایتھنز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہنچنے میں کامیاب ہو گئے: ۱۲۸ اور چونکہ میراتھن میں اُن کا پڑاؤ ہیراکلیس کے ایک مقدس احاطہ میں تھا' سواب انہوں نے سائنو سارجز ۱۲۹ میں بھی اِسی دیوتا کے ایک اور احاطے میں پڑاؤ ڈالا — بربری بحری بیڑہ آن پہنچا اور فالیرم میں لنگرانداز ہوا جو اس دور میں ایتھنز کی بندرگاہ ۱۳۰ تھی; لیکن کچھ دیر اپنے چپوؤں پر آرام کرنے کے بعد وہ رخصت ہوئے اور ایشیاء کی جانب چلے گئے —

117— میراتھن کی اِس جنگ میں بربریوں کے 6,400 جبکہ ایتھنیوں کے 192 آدمی مارے گئے — لڑائی میں ایک عجیب و غریب واقعہ ہوا — ایک ایتھنی شخص ایپی زیلس ابن کیوفاغورث گھمسان کی لڑائی میں پھنسا ہوا تھا اور شجاعت کا مظاہرہ کر رہا تھا کہ اچانک اُس کی آنکھیں نابینا ہو گئیں; کسی تلوار کے وار یا تیر لگے بغیر اس کا یہ اندھاپن تاحیات جاری رہا — میں نے سنا ہے کہ اس نے اِس معاملے کے بارے میں مندرجہ ذیل بیان دیا تھا: اُس نے کہا کہ دیو قامت جنگجو اُس کے سامنے کھڑا تھا; اُس کی بہت بڑی ڈاڑھی نے ساری ڈھال کو چھپا رکھا تھا; اس بھوت نما شخص نے اُسے چھوڑ دیا مگر اُس کے بہت سے دیگر ساتھیوں کو مار ڈالا — جہاں تک میں سمجھتا ہوں ایپی زیلس کی بتائی ہوئی کہانی اتنی ہی ہے — ۱۳۱

118— دریں اثناء داتس واپس ایشیاء آ رہا تھا' اور ابھی وہ مائیکونس ۱۳۲ پہنچا تھا کہ جب اُس نے نیند کے دوران ایک خواب دیکھا — یہ نہیں معلوم کہ خواب کیا تھا; لیکن اُس نے دن چڑھتے ساتھ ہی سارے بحری بیڑے کی تلاشی اور ایک فنیقی جہاز میں رکھا گیا اپالو کا سونا چڑھا بت دیکھ کر پوچھا کہ یہ کہاں سے لایا گیا ہے; جب اُسے پتہ چلا کہ یہ بت کون سے معبد کا تھا تو اُسے اپنے جہاز پہ رکھ کر ڈیلوس لے گیا اور اپنے جزیرے پر ساتھ واپس آنے والے اہل ڈیلوس کے ساتھ مل کر تھیبی ڈیلیئم ۱۳۳ --- کالکس کے سامنے والے ساحل پر واقع --- کا بت بازیاب کر دیا — تب وہ جہاز پہ وہاں سے چلا گیا' لیکن اہل ڈیلوس بُت کو بازیاب کرنے میں ناکام رہے اور کہیں بیس برس بعد ایک کہانت میں انتباہ ملنے پر ہی تھیبی اسے خود واپس ڈیلیئم لائے —

119— جہاں تک اُن اِریٹریوں کا ذکر ہے جنہیں داتس اور ارتافرنیس قیدی بنا کر لے گئے تھے' تو بحری بیڑہ ایشیاء پہنچنے پر اُنہیں سُوسا لے جایا گیا — انہیں قیدی بنانے سے پہلے بادشاہ داریوش کو ان لوگوں پر سخت غصہ تھا کہ انہوں نے اُسے بلا اشتعال مجروح کیا تھا; لیکن انہیں اپنے حضور بطور غلام پیش ہوتے دیکھ کر انہیں اور کوئی نقصان نہ پہنچایا' لیکن انہیں سوسا سے 210 فرلانگ دُور سیشا میں --- آرڈریکا نامی مقام پر --- اپنے سٹیشنوں میں سے ایک میں ٹھہرایا — یہ مقام تین قسم کی پیداواریں دینے والے کنوئیں سے 40 فرلانگ دور تھا — وہ کنوئیں سے رال' نمک اور تیل مندرجہ ذیل طریقے سے حاصل کیا کرتے تھے: وہ شراب کا نصف مشکیزہ کنوئیں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈالتے اور پھر اُسے اوپر کھینچ کر سیال کو ایک تالاب میں ڈال دیتے: وہاں سے وہ سیال ایک اور تالاب میں جاتا اور تین مختلف شکلیں اختیار کرلیتا۔ رال اور نمک فوراً ہی سخت ہو جاتے ہیں جبکہ تیل کو پیپوں میں ڈال لیا جاتا۔ اہل فارس اسے "rhadinace" کہتے ہیں' یہ کالا اور ناخوشگوار بُو والا ہوتا ہے۔ تو یہاں بادشاہ داریوش نے اِریٹریوں کو آباد کیا: میرے دور میں بھی وہ یہیں رہتے اور اپنی پرانی زبان ہی بولتے ہیں۔

120۔ چاند پورا ہونے کے بعد دو ہزار لیسیڈیمونی ایتھنز آئے۔ وہ بروقت پہنچنے کے اِس قدر مشتاق تھے کہ انہوں نے سپارٹا سے اٹیکا پہنچنے میں صرف تین دن لیے: تاہم' وہ جنگ میں شریک ہونے کے آرزومند تھے اس لیے میراتھن کی جانب بڑھتے رہے اور وہاں مقتولوں کو دیکھا۔ تب ایتھنیوں کو فتح کی مبارک دینے کے بعد انہوں نے رخصت لی اور واپس گھر کو لوٹے۔

121۔ لیکن یہ بات میرے لیے حیرت انگیز اور ہر طرح سے ناقابل یقین ہے کہ الکمیونیدے نے فارسیوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا تھا اور انہوں نے ایتھنز کو بربریوں اور ہپیاس کا محکوم بنانے کی خواہش میں ڈھال کو بلند کر کے اشارہ دیا تھا۔۔۔ کیونکہ الکمیونیدے نے خود کو مطلق العنان حاکموں سے اُتنا ہی متنفر ظاہر کیا تھا' جتنا کہ کالیاس ابن فینی پس اور ہپونیکس [۱۳۴] کے باپ نے۔ یہ کالیاس ایتھنز میں واحد ایسا شخص تھا جس نے پسی سٹراٹیدے کے بید خل کیے جانے اور لوگوں کی اکثریتی رائے سے اُن کی اشیاء برائے فروخت نمائش پر رکھی جانے کے بعد' خریداری کرنے کا حوصلہ کیا اور اِسی طرح کئی دیگر طریقوں سے زبردست جارحیت کا مظاہرہ کیا۔

122۔ وہ کئی حوالوں سے یاد رکھے جانے کے قابل آدمی تھا۔ کیونکہ اِس طریقہ سے اُس نے نہ صرف ملک کی آزادی کی جدوجہد میں خود کو دوسروں سے کہیں زیادہ ممتاز کر لیا' بلکہ اولمپیائی کھیلوں میں گھڑ دوڑ میں پہلا اور چار گھوڑوں والی رتھ دوڑ میں دوسرا انعام حاصل کر کے' نیز بہت ابتدائی دور میں پائتھی کھیلوں میں فتح پا کر بھی یونانیوں کی نظر میں قدرومنزلت حاصل کی۔ وہ اپنی تین بیٹیوں کے ساتھ رویہ کے حوالے سے بھی قابل ذکر تھا: کیونکہ جب وہ شادی کی عمر کو پہنچیں تو اُس نے تینوں کو بہت سا جہیز دیا' اور انہیں پوری پوری آزادی دی کہ وہ ایتھنز کے شہریوں [۱۳۵] میں سے اپنے شوہر منتخب کر لیں' اور انہیں مرضی کے مرد سے شادی کرنے کی مکمل آزادی دی۔ [۱۳۶]

123۔ الکمیونیدے مطلق العنان فرمانرواؤں سے اپنی نفرت میں اس شخص سے شمہ بھر بھی کم نہیں تھا' اس لیے ان پر لگائے گئے الزام نے مجھے حیرت زدہ کر دیا اور اسی لیے مجھے یقین نہیں آتا کہ انہوں نے ڈھال اُٹھا کر اشارہ دیا ہو گا: کیونکہ یہ وہ افراد تھے جنہوں نے مطلق العنانی کا سارا عرصہ جلاوطنی میں گزارا اور انہوں نے تو پسی سٹراٹیدے کو تخت و تاج سے محروم کرنے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تدبیر بھی سوچی۔ [137] دراصل میں انہیں ایسے لوگوں کے طور پر قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں جنھوں نے ایتھنز کو آزادی دلانے میں ہارموڈیئس یا ارستوجیتون سے کہیں بڑا کردار ادا کیا۔ [138] کیونکہ ان موخرالذکر افراد نے تو بس ہپارکس [139] کو قتل کرنے کے ذریعہ دیگر پسی سٹراٹیدے کو منتشر کر دیا تھا اور مطلق العنانی کے خاتمہ کے لیے بمشکل ہی کچھ کرنے کے قابل ہو سکے؛ جبکہ الکمیونیدے بین طور پر ایتھنز کے نجات دہندہ تھے۔۔۔ بشرطیکہ یہ بات درست ہو کہ انہوں نے کاہنہ کو رشوت دے کر لیسیڈیمونیوں کو یہ حکم دینے پر مائل کیا کہ وہ ایتھنز کو آزاد چھوڑ دیں، جیساکہ پیچھے بیان کیا گیا ہے۔

124۔ لیکن شاید وہ ایتھنز کے لوگوں سے نالاں تھے؛ اور اس لیے ان کے ملک سے دغا کر گئے۔ لیکن اس کے برعکس کوئی ایسے ایتھنی بھی موجود نہ تھے جنہیں اس قدر عوامی سطح پر عزت دی جاتی ہو یا جنہیں اس قدر مراتب حاصل ہوں۔ چنانچہ یہ فرض کرنا بھی درست نہیں کہ انہوں نے ڈھال بلند کی ہوگی۔ بلاشبہ ڈھال بلند ضرور کی گئی تھی، لیکن میں یہ یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ یہ حرکت کرنے والا کون تھا۔

125۔ الکمیونیدے زمانہ بعید میں بھی ایتھنز کا ایک ممتاز خاندان تھے؛ لیکن الکمیون اور پھر میگاکلیز کے دور کے بعد انہیں خصوصی امتیاز حاصل ہو گیا۔ جب لیڈیائی کروسس نے سارڈیس سے آدمیوں کو ڈیلفیائی کہانت لینے کے لیے بھیجا تو اول الذکر شخصیت یعنی الکمیون نے اُس کے قاصدوں کو بخوشی امداد دی اور انہیں اپنا کام پورا کرنے میں معاونت کی تھی۔ کروسس کے پیغامات [140] وقتاً فوقتاً دیوتا تک پہنچانے والے لیڈیاؤں نے جب اُسے (کروسس کو) الکمیون کے مہربانہ سلوک کے متعلق بتایا تو اُس نے موخرالذکر کو سارڈیس بُلوایا اور جب وہ آ گیا تو اُسے اتنی مقدار میں سونا تحفتاً دیا جتنا کہ وہ ایک وقت میں اُٹھا سکتا تھا۔ الکمیون نے بادشاہ کی جانب سے یہ تحفہ ملنے کا اعلان سُن کر حسب ذیل انداز میں تیاری کی۔ اُس نے ڈھیلی سی ایک عباء پہنی اور کمر پہ رسی باندھ کر اُسے ایک بڑے سے تھیلے کی شکل دے دی اور ہر ممکن حد تک کھلے ہاف بوٹ پاؤں میں ڈالے اور خزانے میں گیا۔ یہاں وہ خاک طلاء کے ایک ڈھیر پہ ٹوٹ پڑا اور سب سے پہلے اپنے ہاف بوٹس اور ٹانگوں کی اندرونی طرف کو ہر ممکن حد تک بھرا؛ اس کے بعد عباء کو سینے تک سونے سے بھر لیا، پھر بالوں اور منہ میں بھی سونا بھر کر خزانے والے کمرے سے بمشکل گھسٹتا ہوا باہر آیا۔ اُسے دیکھ کر کروسس ہنس پڑا، اور نہ صرف اُسے وہ تمام سونا لے جانے دیا بلکہ دیگر بیش بہا تحائف بھی دیئے۔ یوں یہ گھرانہ دولت مند ہو گیا؛ اور الکمیون رتھ دوڑ کے لیے گھوڑے پالنے اور اولمپیا میں انعام جیتنے کے قابل ہو سکا۔ [141]

126۔ اگلی نسل میں سکایون کے بادشاہ کلستھینز نے خاندان کو یونانیوں کے درمیان اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی زیادہ نمایاں مقام دلوایا۔ کیونکہ یہ کلستھینز ابن ارستونیمس ابن مائرون ابن آندریاس ایک بیٹی اگارستا کا باپ تھا جسے وہ یونان کے بہترین شوہر کے ساتھ بیاہنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اُس نے اولمپیائی کھیلوں میں رتھ دوڑ میں انعام جیت کر عوام میں منادی کرا دی کہ: "یونانیوں میں سے جو شخص بھی خود کو کلستھینز کا داماں بننے کے قابل سمجھتا ہے تو وہ ساٹھ دن کے اندر اندر سکایون آئے؛ کیونکہ ان ساٹھ دنوں کے بعد ایک سال کے اندر اندر کلستھینز اپنی بیٹی کے لیے شوہر کا فیصلہ کرے گا۔" سو ذاتی خصوصیات یا اپنے ملک پر فخرمند یونانی جوق در جوق سکایون کی جانب چلے آئے؛ کلستھینز نے ان کی طاقتوں کو آزمانے کے لیے ایک پیدل دوڑ کا ٹریک اور ایک کشتی کا میدان تیار کر رکھا تھا۔

127۔ اٹلی سے سمندریدیس ابن ہپوکریٹس آیا جو سائبیرس کا رہنے والا تھا... اُس دور میں یہ شہر اپنی خوشحالی کے بام عروج پر تھا۔ سمندریدیس پُرتعیش رہن سہن میں دیگر تمام افراد پر سبقت رکھتا تھا۔ اسی طرح داماسس ابن امائرس عرف "دانا" آیا جو سائرس کا رہنے والا تھا۔ اٹلی سے صرف یہی دو اُمیدادار آئے تھے۔ ایونیائی خلیج سے ایپی ڈامنی ایمفی مینسٹس ابن ایپی سٹروفس آیا؛ ایتولیا مالیز سے اُس ٹیٹورمس کا بھائی آیا جو طاقت میں تمام یونانیوں پر برتری رکھتا تھا اور جو عام لوگوں سے گریز کرنے کی خاطر ایتولیائی علاقے کے نہایت دور افتادہ حصے میں چلا گیا تھا۔ پیلوپونیسے سے کئی ایک آئے... آرگوسیوں کے بادشاہ فیدون کا بیٹا لیوسیدیس جس نے سارے پیلوپونیسے میں اوزان اور پیمانے مقرر کیے' اور تمام یونانیوں میں سرکش ترین تھا... اسی لیوسیدیس نے کھیلوں کے ایلیائی ناظمین کو بے دخل کرکے بذات خود اولمپیا میں مقابلوں کی صدارت کی تھی... میں نے کہا کہ لیوسیدیس اسی فیدون کا بیٹا لگتا ہے؛ اور اسی طرح ٹراپیزس شہر کا رہنے والا ایک آرکیڈیائی امیانتس ابن لائی کرگس آیا؛ اس کے علاوہ پائیس کا ایک آزینی لافینز آیا جس کے باپ یوفوریون نے (آرکیڈیا میں مروج کہانی کے مطابق) ڈایوسکوری [۴۳] کو اپنے گھر میں دعوت دی اور اُس کے بعد اپنا گھر مہمانوں کے لیے ہمیشہ کھلا رکھا؛ مزید برآں الیس کا رہنے ولا اونوماسٹس ابن اگینس آیا۔ یہ چاروں پیلوپونیسے سے آئے تھے۔ ایتھنز سے (اوپر مذکور) الکمیون کا بیٹا میگا کلیز اور تیساندر کا بیٹا ہپوکلیدیس آئے؛ مو خرالذکر تمام ایتھنیوں میں امیر ترین اور دلکش ترین تھا۔ اسی طرح اریٹریا سے ایک یوبیائی آدمی لائی سانیاس آیا۔ تھیسالی سے ایک کرانونی ڈایاکٹوریدیس آیا جو سکوپیدے کی نسل سے تھا؛ اور مولوسیان سے آلکون آیا۔ یہ تھی رشتے کے امیدواروں کی فہرست۔

128۔ جب وہ سب آگئے اور مقررہ دن کا سورج نکل آیا تو سب سے پہلے کلستھینز نے ہر ایک سے اس کے اور خاندان کے بارے میں پوچھا؛ پھر اُن سب کو ایک برس تک اپنے پاس رکھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اُن کی مردانہ خصوصیات' مزاج' کامیابیوں اور اُن کی قابلیت کا امتحان لیا۔ جو ابھی نوجوان تھے انہیں ساتھ لے کر وقتاً فوقتاً جمنازیم جاتا؛ لیکن سب سے بڑی آزمائش ضیافتی میز تھی۔۔ ایتھنز سے آئے ہوئے اُمیدواروں نے کسی نہ کسی طرح اُسے سب سے زیادہ خوش کیا؛ اور ان میں سے تیساندر کا بیٹا ہپوکلیدیس نمایاں تھا۔۔۔ کچھ تو اپنی مردانہ وجاہت کے باعث اور کچھ اس وجہ سے کہ اُس کے اجداد کورنتھی کائپ سیلیدیوں کے رشتہ دار تھے۔

129۔ آخر کار جب انتخاب کے اعلان کا مقررہ دن آگیا تو کلستھینز نے سب سے پہلے صد بیل قربانی دی اور ایک ضیافت میں تمام اُمیدواروں اور سکایون کے سب لوگوں کی میزبانی کی۔۔ دعوت کے بعد اُمیدواروں نے موسیقی اور ایک دیئے گئے موضوع پر بحث کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔ جب شراب پیش کی گئی تو سب سے زیادہ بدحواس ہو جانے والے ہپوکلیدیس نے اونچی آواز میں نفیری نوازوں کو پکارا اور انہیں رقص کی دُھن بجانے کو کہا: انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور ہپوکلیدیس دھن پر ناچنے لگا اور اُس نے سمجھا کہ وہ بہت خوبصورتی سے ناچ رہا ہے؛ لیکن اُسے دیکھ کر کلستھینز کو سارے معاملے پر شبہ ہونے لگا۔ تب ہپوکلیدیس نے ایک وقفے کے بعد خادم کو ایک میز لانے کا کہا؛ اور جب میز آگئی تو وہ اُس کے اوپر چڑھ کر پہلے لاکونیائی اور پھر اٹیک انداز میں ناچنے لگا؛ پھر وہ سر کے بل میز پر کھڑا ہو گیا اور ٹانگیں ادھر ادھر جُھلانے لگا۔ اگرچہ کلستھینز نے ہپوکلیدیس کو داماد کے لیے غیر مناسب خیال کیا تھا' اور اُس کے ناچ اور بے شرمی کے باوجود غصے کو قابو میں رکھے ہوئے تھا' لیکن اب اُسے فضاء میں ٹانگیں چلاتے دیکھ کر مزید برداشت نہ کر سکا اور چلا اٹھا'' او ابن تیساندر' تم نے ناچ ناچ کر اپنی بیوی سے ہاتھ دھو لیے ہیں!'' لیکن اُس نے جواب دیا'' ہپوکلیدیس کو اس کی کیا پروا؟'' بعد میں یہ جواب ضرب المثل بن گیا۔

130۔ پھر کلستھینز نے سب کو خاموش ہونے کا حکم دیا اور وہاں جمع لوگوں سے یوں مخاطب ہوا:۔۔۔ ''میری بیٹی کے امیدوارو' میں تم سب سے بہت خوش ہوں: اور اگر ممکن ہوتا تو تم سب کی تمنا پوری کر دیتا اور صرف ایک کو منتخب کر کے باقیوں کی توہین نہ کرتا۔ لیکن میری صرف ایک بیٹی ہے' اس لیے سب کی خواہش پوری کرنا میرے اختیار سے باہر ہے' اس لیے میں ہر ناکام اُمیدوار کو ایک ٹیلنٹ چاندی تحفہ میں دوں گا کیونکہ آپ نے میرے گھر میں اتنا وقت گذار کر مجھے عزت بخشی ہے۔ لیکن میں ایتھنز کے رسم و رواج کے مطابق اپنی بیٹی اگارستا کے لیے میگا کلیز ابن الکمیون کو بطور شوہر منتخب کرتا ہوں۔'' تب میگا کلیز نے اپنی رضامندی ظاہر کی: اور کلستھینز نے شادی کا حلفیہ وعدہ دے دیا۔

131۔ یوں رشتے کے اُمیدواروں کا معاملہ اختتام پذیر ہوا اور الکمیونیدے یونان بھر میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مشہور ہو گئے۔اس شادی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچے کا نام اُس کے نانا کے نام پر کلستھینز رکھا گیا' اُس نے ایتھنز میں قبائل بنائے اور ایک عوامی حکومت قائم کی[۳]۔اسی طرح میگا کلیز کا ایک اور بیٹا ہپوکریٹس بھی تھا جس کے بچے میگا کلیز اور اگارستا تھے۔۔۔ موخر الذکر کا نام بنت کلستھینز کے نام پر رکھا گیا۔ اُس کی شادی ژان تی پس ابن آریفرون سے ہوئی: اور حمل کے دوران اُس نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک شیر کو جنم دے رہی تھی: کچھ دن بعد اُس نے ژان تی پس کو ایک بیٹے پیریکلیز کا باپ بنا دیا۔

132۔ میراتھن میں حاصل کی ہوئی فتح کے بعد ملتیادیس کو اپنے ہم وطنوں کے درمیان پہلے سے بھی کہیں زیادہ اثر رسوخ حاصل ہو گیا۔ تاہم' جب اُس نے اِنہیں بتایا کہ وہ ستر جہازوں پر مشتمل ایک بیڑا[۴] ایک مسلح فوج اور رقم چاہتا ہے۔۔۔اور انہیں اس بارے میں کوئی بات نہ بتائی کہ وہ کون سے ملک پر حملہ کرنے جارہا تھا' بلکہ صرف یہ وعدہ کیا کہ اگر وہ ساتھ چلیں تو انہیں مالا مال کر دے۔۔۔جب اُس نے انہیں یہ سب کچھ بتایا تو وہ رضامند ہو گئے اور اُسے تمام مطلوبہ فوج مہیا کر دی۔

133۔ سو ملتیادیس مطلوبہ فوج حاصل کر کے پاروس کی جانب روانہ ہوا تاکہ پاروسیوں کو مبینہ طور پر ایتھنز کے خلاف جنگ پر جانے کی سزا دے۔۔۔ بلکہ اُن کا ایک سہ طبقہ جہاز بھی پاروسی بحری بیڑے کے ساتھ میراتھن آیا تھا۔ تاہم' یہ محض ایک بہانہ تھا: اور سچائی یہ تھی کہ ملتیادیس پاروسیوں کے خلاف بغض رکھتا تھا کیونکہ پیدائشی پاروسی لائساغورث ابن تیسیاس نے فارسی ہائیدارنیس کی اُس کے خلاف کہانیاں سُنائی تھیں۔ اُس نے پاروس کے سامنے پہنچ کر باشندوں کو شہر پناہ کے اندر دھکیلا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ساتھ ہی باشندوں کی طرف پیغام رساں بھیج کر ایک سو ٹیلنٹ کا مطالبہ کیا اور انکار کی صورت میں دھمکی دی کہ وہ محاصرہ جاری رکھے گا اور شہر پر قبضہ کر لینے تک پیچھے نہیں ہٹے گا۔ لیکن اہل پاروس نے اُس کے مطالبے پر ذرا بھی غور کیے بغیر اپنے شہر کے دفاع کے لیے ہر ممکن ذرائع استعمال کیے' حتیٰ کہ اس مقصد کی خاطر نئے منصوبے اختراع کیے۔ ایک منصوبہ یہ تھا کہ رات کے وقت کام کر کے دیوار کے اُن حصوں کو دوگنا اونچا کیا جائے جہاں سے حملے کا امکان تھا۔

134۔ اس معاملے کے متعلق اتنے بیان میں سارے یونانی باہم متفق ہیں: باقی تفصیل کی شہادت صرف اہل پاروس دیتے ہیں۔ ملتیادیس نے اُس وقت زبردست دانشمندی کا مظاہرہ کیا جب ایک پاروسی عورت نے اُس کے پاس آ کر اُسے مشورہ دیا۔ یہ عورت تیموپاتال کی دیوی کے معبد میں نائب کاہنہ کے عہدے پر فائز رہ چکی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ تیمو نے ملتیادیس کے پاس جا کر اُسے مشورہ دیا کہ اگر وہ (یعنی ملتیادیس) محاصرہ والی جگہ کے قریب ایک بہت بڑا گودام بنا دے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو وہ اُسے ایک رائے دے سکتی ہے۔ چنانچہ عورت نے جب اُسے اپنی بات کا مطلب سمجھا دیا تو مِلتیادیس شہر کے سامنے واقع ایک پہاڑی پر گیا اور دیمیتر تھیسمو فورس[۱۴۵] کے مقدس احاطہ کے گرد لگی باڑ کو پھلانگ لگا کر پار گیا، کیونکہ وہ دروازہ نہیں کھول سکتا تھا۔ احاطے کے اندر چھلانگ لگانے کے بعد وہ سیدھا عبادت خانے میں کچھ کرنے کی نیت سے گیا۔۔۔ یا تو کوئی مقدس اشیاء اٹھانے جنہیں اپنی جگہ سے ہلانا جائز نہیں تھا، یا کوئی اور کام کرنے، میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔۔ اور ابھی وہ دروازے پر ہی پہنچا تھا کہ اچانک خوفزدہ ہو گیا[۱۴۶] اور اُلٹے پاؤں واپس ہوا؛ لیکن واپس باہر چھلانگ لگاتے ہوئے ران کا پٹھا کھنچنے کے باعث گھٹنے کے بل زمین پہ آ رہا۔

135۔ سو ملتیادیس بیمار ہو کر گھر واپس آیا۔ وہ نہ تو ایتھنیوں کو دولت دلوا سکا اور نہ پاروس فتح کر پایا؛ اُس نے شہر کا 26 روز تک محاصرہ کرنے اور باقی کے جزیرے کو لوٹنے کے سوا کچھ نہ کیا تھا۔ تاہم، اہلِ پاورس کو جب یہ معلوم ہوا کہ دیوی کی نائب کاہنہ تیمو نے ملتیادیس کو وہ حرکت کرنے کا مشورہ دیا تھا، تو اُسے اس جُرم کی سزا دینے کا سوچا؛ چنانچہ انہوں نے محاصرہ ختم ہوتے ہی قاصدوں کو ڈیلفی بھیجا اور دیوی سے پوچھا کہ کیا وہ نائب کاہنہ کو مار ڈالیں۔ "اُس نے اپنے ملک کے دشمنوں کو بتایا ہے کہ ہمیں کس طریقہ سے مطیع کیا جا سکتا ہے، اور ملتیادیس کو وہ خفیہ اشیاء دکھائی ہیں جنہیں دیکھنا کسی مرد کے لیے جائز نہیں۔" لیکن کاہنہ نے اُنہیں منع کرتے ہوئے کہا، "تیمو کی کوئی خطاء نہیں؛ ملتیادیس کا ایک ناخوشگوار انجام سے دوچار ہونا فیصل ہو چکا تھا؛ اور تیمو کو اُسے تباہی کی جانب ترغیب دینے کے لیے بھیجا گیا تھا۔" یہ تھا کاہنہ کی جانب سے اہلِ پاورس کو ملنے والا جواب۔

136۔ مِلتیادیس کی پاورس سے واپسی پر ایتھنیوں نے اُس کے حوالے سے بہت بحث مباحثہ کیا؛ اور اُس کے خلاف سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر بولنے والے ژان تی پس ابن آریفورن نے اُس پر عوام کے سامنے مقدمہ چلایا اور ایتھنیوں کو دھوکہ دینے کے الزام میں اُسے زندگی اور موت کی آزمائش میں سے گذرنے کو کہا۔ اگرچہ مِلتیادیس عدالت میں حاضر تھا، مگر اپنے دفاع میں کچھ نہ بولا؛ کیونکہ اُس کی ران سُوجنے لگی تھی اور وہ اپنے حق میں دلائل دینے سے معذور ہو گیا تھا۔ اُسے ایک دیوان پر مجبوراً لیٹنا پڑا، جبکہ دوستوں نے اُس کا دفاع کیا۔ انہوں نے میراتھن کی لڑائی کا تفصیلاً ذکر کیا، اور یہ بھی بتایا کہ کیسے مِلتیادیس نے جزیرہ لیمنوس پر تسلط جمایا اور پیلاجیوں سے انتقام لینے کے بعد ایتھنز کو فتح کرنے سے گریز کیا تھا۔ لوگوں نے اُس کی زندگی تو بخش دی، لیکن دھوکہ بازی کے جُرم میں اُسے 50 ٹیلنٹ[۱۴۷] کا جرمانہ کیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد اُس کی ران بالکل اکڑ کر رہ گئی اور وہ مر گیا؛ جرمانے کی رقم اُس کے بیٹے سیمون نے ادا کی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

137۔ مِلتیادیس نے مندرجہ ذیل انداز میں لیمنوس پر قبضہ کیا تھا۔ ایک دفعہ ایتھنیوں نے بعض پیلا بجیوں کو ایٹیکا سے بے دخل کر دیا تھا: یہ بتانا ممکن نہیں کہ انہوں نے یہ منصفانہ بنیادوں پر کیا تھا یا غیر منصفانہ بنیادوں پر' کیونکہ میں اس بارے میں صرف وہی جانتا ہوں جو مجھے بتایا گیا ہے۔ ہیکاتیاس ابن ہیجی ساندر اپنی تاریخ میں اسے غیر منصفانہ قرار دیتا ہے۔ اُس کے مطابق ''ایتھنیوں نے پیلا بجیوں کو اپنے شہر کے گرد دیوار تعمیر کرنے کے معاوضہ کے طور پر کوہ Hymettus کے دامن میں ایک قطعہ زمین دیا تھا۔ یہ زمین اُس وقت بنجر اور بہت سستی تھی: لیکن پیلا بجیوں نے اس کی حالت بہتر بنا دی: جس پر ایتھنیوں نے اُن سے یہ زمین واپس لینا چاہی۔ سو کسی بہتر بہانہ کے بغیر انہوں نے ہتھیار اُٹھائے اور پیلا بجیوں کو بے دخل کر دیا۔'' لیکن ایتھنیوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے جو کچھ کیا بالکل جائز بنیادوں پر کیا۔ وہ کہتے ہیں' ''جب پیلا بجی Hymettus کے دامن میں رہتے تھے تو اکثر وہاں سے نکل کر ہمارے علاقے پر حملہ اور ہمارے بچوں کے ساتھ زیادتیاں کیا کرتے تھے۔ کیونکہ اُس دور میں ایتھنی اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو ''نو چشمے'' نامی جگہ سے پانی لینے بھیجا کرتے تھے کیونکہ اُن دنوں کسی بھی ایتھنی اور نہ کسی دوسرے یونانیوں کے پاس گھریلو غلام ہوتے تھے۔ کنواری لڑکیاں جب واپس آتیں تو پیلا بجیوں نے اُن کی حالت بری بنائی ہوتی تھی۔ وہ اسی پر قانع نہیں ہوئے: بلکہ انہوں نے ایک سازش تیار کی' اور ایتھنیوں نے انہیں اپنے شہر پر حملہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پکڑ لیا۔ تب ایتھینوں نے ثبوت دیا کہ وہ پیلا بجیوں کے مقابلہ میں کتنے بہتر لوگ تھے۔ وہ سب پیلا بجیوں کو قتل کر سکتے تھے' مگر انہیں بغاوت کرتے ہوئے پکڑ لینے کے باوجود اُن کی زندگیاں بخش دیں اور محض اپنا علاقہ چھوڑ جانے کا ہی تقاضا کیا۔ اس کے بعد پیلا بجی ایٹیکا سے نکل کر لیمنوس اور دیگر مقامات پر بس گئے۔'' یہ تھا ایتھنیوں کا موقف۔

138۔ لیمنوس میں آباد ہونے کے بعد انہی پیلا بجیوں کو ایتھنیوں سے انتقام لینے کی خواہش ہوئی۔ وہ ایتھنی تیوہاروں سے اچھی طرح واقف تھے' لہٰذا انہوں نے کچھ جہاز تیار کیے اور براررون[۸] کے مقام پر ارتمس کے تیوہار سے ایتھنی عورتوں کو پکڑنے کے لیے گھات لگائی: وہ عورتوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو اغواء کر کے لیمنوس لے گئے اور وہاں داشتائیں بنا کر رکھا۔ کچھ عرصہ بعد عورتوں نے بچوں کو جنا' جنہیں ایٹیکا کی زبان اور ایتھنیوں کے آداب کی پابندی سکھائی گئی۔ ان لڑکوں نے پیلا بجی عورتوں کے بیٹوں کے ساتھ لین دین کرنے سے انکار کر دیا: اور اگر کوئی پیلا بجی لڑکا اُن میں سے کسی ایک کو مارتا تو وہ سب مل کر اپنے ساتھی کا بدلہ لیتے۔ یونانی لڑکوں نے دوسروں پر حاکمیت جتانے کا کوئی دعویٰ بھی نہ کیا اور بالادستی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جب یہ باتیں پیلا بجیوں کے کانوں تک پہنچیں تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معاملے پر غور و خوض کے بعد خوفزدہ ہو کر ایک دوسرے سے کہا' "اگر یہ لڑکے اب بھی ہماری جائز بیویوں کے بیٹوں کے خلاف متحد ہیں اور اُن پر حاکمیت جتانا چاہتے ہیں تو وہ جوان ہو کر کیا نہیں کریں گے؟" تب انہوں نے ایٹک عورتوں کے تمام بیٹوں کو مار ڈالنا مناسب سمجھا: انہوں نے یہی کیا' اور ساتھ ہی اُن کی ماؤں کو بھی مار ڈالا۔ اس فعل' اور لیمنوس کی عورتوں کے ایک سابق جرم---جب انہوں نے تھوآس [۱۴۹] کے دور میں اپنے شوہروں کو قتل کر دیا تھا---کی وجہ سے یونان بھر میں برے اعمال کو "لیمنوسی اعمال" کہنے کا رواج پڑ گیا۔

139۔ جب پیلا سجیوں نے اپنے بچوں اور اُن کی ماؤں کو قتل کر ڈالا تو زمین نے انہیں خوراک دینے سے انکار کر دیا' اُن کی بیویوں نے معدودے چند بچوں کو جنم دیا ور ریوڑوں و گلوں میں اضافہ کی شرح پہلے سے کہیں کم ہو گئی' حتیٰ کہ انہوں نے قحط اور دکھ سے مجبور ہو کر اپنے آدمیوں کو ڈیلفی بھیجا اور دیوتا سے یہ بتانے کی التجا کی کہ وہ ان تکالیف سے کیسے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ کاہنہ نے جواب دیا کہ "تمہیں ایتھنیوں کا ہر مطالبہ پورا کرنا ہوا۔" تب پیلا سجی ایتھنز گئے اور اس خواہش کا اعلان کیا کہ وہ ایتھنیوں کے ساتھ اپنی سابقہ زیادتی کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں۔ سو ایتھنیوں نے اپنے ٹاؤن ہال میں ایک نشست تیار کی' اسے خوبصورت ترین پوشوں سے سجایا' اس کے پہلو میں ایک میز پر ہر قسم کی اچھی چیزیں رکھیں اور پھر پیلا سجیوں سے کہا کہ انہیں بالکل اسی انداز میں اپنا ملک اُن کے حوالے کرنا ہو گا۔ جواب میں پیلا سجیوں نے کہا "جب کوئی جہاز آپ کے ملک سے ہمارے ملک تک شمالی ہوا کے ساتھ ایک ہی دن میں آئے گا تو تب ہم اسے آپ کے حوالے کر دیں گے۔" انہوں نے یہ بات اس لیے کہی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایٹیکا لیمنوس کے جنوب میں بہت دور واقع ہونے کے باعث یہ بات ناممکن تھی۔ [۱۵۰]

140۔ اس وقت مزید کوئی بات نہ ہوئی۔ لیکن بہت برس بعد جب ہیلس پونٹ کیرونیسے کو ایتھنز کے زیر اختیار لایا گیا تو ملتیادیس ابن سیمون نے کیرونیسے میں ایلیئس سے لیمنوس تک جہاز رانی کی اور پیلا سجیوں کو جزیرہ خالی کرنے کو کہا۔ ہیفاستیا کے لوگوں نے تعمیل کی: لیکن مائرینا والوں نے کیرونیسے کو ایٹیکا کا حصہ تسلیم نہ کرتے ہوئے انکار کر دیا اور وہ محاصرہ کے بعد مجبوراً مطیع ہوئے۔ یوں ایتھنیوں اور ملتیادیس نے لیمنوس حاصل کیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حواشی
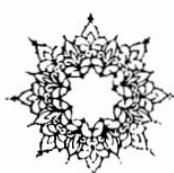
۱ دیکھئے پانچویں کتاب، جز 106 سارڈینیا کے خلاف مہم اُس دور کے ایونیائی یونانیوں کی من پسند چیز لگتی ہے۔

۲ اس بات پر فوری یقین کرلیا جانا تاریخی مثالوں سے بھی زیادہ بہتر طور پر ثابت کرتا ہے کہ عظیم مشرقی سلطنتوں میں آبادی کی اس قسم کی منتقلیاں کتنی عام تھیں۔

۳ دیکھئے پانچویں کتاب، جز 115 اور 116۔

۴ دیکھئے پہلی کتاب، جز 141 اور 148۔

۵ اب لیڈے میاندر کے میدان میں ایک چھوٹا سا کوہستانی علاقہ ہے۔

۶ یہ اہم ترین بحری جنگی چال تھی جس سے یونانی واقف تھے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اِس کے دو مقاصد تھے: اول، دو جہازوں کے درمیان چپوؤں کا فاصلہ جہاں سے جہاز نقل و حرکت کر سکے، اور دوم، دشمن کے بیڑے کے ایک حصہ کو باقی سے جدا کر دینا۔

۷ یعنی ساحل پہ واپس آئے بغیر، جیسا کہ عموماً رواج تھا۔

۸ میکالے کی تفصیل کے لیے دیکھیں، پہلی کتاب، جز 148۔ یہ نام کوہستانی راس زمین کو دیا گیا تھا جو ساحل سے باہر کو ساموس کی سمت میں جاتی تھی۔

۹ اِس امر میں ہمیں ایک اور اشارہ ملتا ہے کہ ایفی سس بغاوت سے بے تعلق رہا۔

۱۰ اس قسم کی زیادتیوں کے تعدد کے لیے دیکھئے آگے جز 138۔

۱۱ دیکھئے آگے جز 77۔

۱۲ ڈیڈامانای جگہ کا ایک اور نام برانکیدے بھی تھا۔ یہ ملیتس کے علاقے میں واقع تھا جہاں اپالو کا مشہور معبد قائم تھا۔

۱۳ دیکھئے پہلی کتاب، جز 175۔

۱۴ دیکھیے پانچویں کتاب، جُز 44۔
۱۵ تھیسپز کے شاگرد فرائی نیکس نے تقریباً سن 511ق م میں ٹریجیڈیز لکھنا شروع کیں۔
۱۶ Sicels یا Sicilian یونانی سسلی کی قبل از ہیلینیائی آبادی کا ایک حصہ تھے۔
۱۷ یعنی شمالی ساحل پر۔
۱۸ ایپی زیفائری یا مغربی لوکریائی (Locrians) اٹلی کے لوکریائی ہیں جو ایک شہر لوکری اور جدید کالیبریا کے انتہائی جنوب کے نزدیک ایک خطہ زمین کے مالک تھے۔
۱۹ ریجیئم کا نام تقریباً جوں کا توں رہا ہے۔ یہ جدید ریجیو ہے۔
۲۰ دیکھیے ساتویں کتاب، جُز 153 اور 154۔
۲۱ ھیمرا ایک اہم مقام اور سسلی کے شمالی ساحل پر واحد یونانی آبادی تھی۔
۲۲ زانکلے، جدید میسینا۔
۲۳ دیکھیے پیچھے جز 5۔
۲۴ باغیوں کے ساتھ فارسی سلوک کے مطابق۔
۲۵ پوسے کا سر موصول ہونے پر سیزر کے طرز عمل سے موازنہ کریں۔
۲۶ ٹینیڈوس کا نام آج بھی بالکل یہی ہے۔ یہ ایک چھوٹا مگر زرخیز جزیرہ ہے اور یہاں شاندار شراب پیدا ہوتی ہے۔
۲۷ دیکھیے تیسری کتاب، جز 149۔
۲۸ دیکھیے پیچھے جز 149۔
۲۹ دیکھیے پانچویں کتاب، جز 1۔
۳۰ مارمورا کے سمندر پر، قسطنطنیہ سے تقریباً 40 میل دور ایک چھوٹا سا قصبہ۔
۳۱ دیکھیے چوتھی کتاب، جُز 144۔
۳۲ دیکھیے چوتھی کتاب، جُز 13۔
۳۳ یہ تھریسی کیرونیسے کی مغربی طرف پر واقع تھا۔
۳۴ ایک تھریسی لوگ جو کیرونیسے کے شمال میں واقع خطے پر قابض تھے۔
۳۵ بدیہی طور پر "مقدس راہ" سے مراد ڈیلفی سے "مشرق کی جانب" جانے والی راہ ہے۔
۳۶ ایسے شخص کو بڑا امیر سمجھا جاتا تھا جو بڑی کھیلوں میں مقابلے کے لیے گھوڑے پالتا تھا۔
۳۷ یونان میں ہتھیار اُٹھا کر چلنا کچھ ہی عرصہ پہلے متروک ہو گیا تھا۔
۳۸ لفظی مطلب "عم زاد" ہے۔
۳۹ دیکھیے آگے، جُز 103۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۴۰ یہ ایک لوٹ مار کی مہم لگتی ہے؛ غالباً سیتھی ایونیاؤں کی اُس وقت تک کامیاب بغاوت سے مرعوب ہو گئے تھے۔

۴۱ دیکھئے آگے جز 103۔

۴۲ دیکھئے چوتھی کتاب، جز 137۔

۴۳ یونانی معاہدوں میں یہ شرائط مشترک تھیں۔

۴۴ دیکھئے دوسری کتاب، جز 6؛ اور پانچویں کتاب جز 53۔

۴۵ دیکھئے تیسری کتاب، جز 90۔ نئی شرح کے تقرر اور پیائش کی ضرورت اس لیے پڑی کیونکہ بغاوت کے نتیجہ میں علاقہ میں ردوبدل ہو گیا تھا۔

۴۶ یہ فارسیوں میں ناموں کی تبدیلی کی ایک اور مثال ہے (موازنہ کریں، تیسری کتاب، جز 160 وغیرہ) گوبریاس ماردونیئس کا بیٹا تھا۔

۴۷ پچھلی جنگ کو مشتعل کرنے والے (دیکھئے پانچویں کتاب، جز 99)

۴۸ دیکھئے پانچویں کتاب، جز 18۔

۴۹ اس ساحل پر بحرپیائی آج بھی پُرخطر ہے۔

۵۰ اس کی جائے وقوع پر، دیکھئے آگے ساتویں کتاب، جز 109۔

۵۱ دیکھئے پیچھے جز 28۔

۵۲ یعنی جزیرے کے جنوب مشرق میں۔

۵۳ اس درخواست کی اصل اہمیت یہ ہے کہ اس نے سپارٹا کو یونان کا عمومی والی بنا دیا۔ اس سے قبل وہ سرکردہ طاقت بنا رہا، اُسے بار بار طاقتور کے خلاف کمزور کی مدد کے لیے بلایا گیا، لیکن ماسوائے پیلوپونیسے کی ریاستوں کے کسی اور پر قطعی سیادت کے بغیر (دیکھئے پانچویں کتاب، جز 91) اب اُسے سارے یونان پر ایک مطلق حاکیت کا حامل اور یونانی آزادیوں کا مناسب محافظ تسلیم کر لیا گیا۔ یہ درخواست یونان کے دوسرے بڑے شہر ایتھنز کی جانب سے ہونے کے باعث اور بھی باوزن ہو گئی۔

۵۴ دیماراتس نے یہ دوسری مرتبہ کلیومینیس کی مدافعت کی تھی (دیکھئے پانچویں کتاب، جز 75)

۵۵ کلیومینیس نے نام "کریئس" پر زور دیا کیونکہ یونانی زبان میں اس کا مطلب دُنبہ ہے۔

۵۶ یہ شاعر رزمیہ داستانوں والے نہیں ہیں۔ داستانوی چکر کا اختتام یولیسز کے بیٹے ٹیلی گونس کی مہمات پر ہوا۔

۵۷ دیکھئے دوسری کتاب، جز 91۔ ہیروڈوٹس دانوس کو مصر سے لانے والی کہانی پر یقین رکھتا ہے۔

۵۸ یہ آگے (ساتویں کتاب، جز 150) بیان کردہ کہانی سے بالکل الگ کہانی ہے--- کہ ڈانے کے بیٹے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پرسیئس کا ایک بیٹا پرسس' پرسز تھا جو آ کیمینی بادشاہوں کا جد امجد بنا--- بعد میں یونانیوں نے اُسے ہی اپنا لیا۔ دونوں ہی کہانیاں من گھڑت لگتی ہیں۔

۵۹ یعنی پیلوپونیسے کی سلطنتیں جنہیں بعد ازاں ڈوریوں نے فتح کیا۔

۶۰ یعنی آسمانی اقلیم میں بادشاہ زیئس کے' اور الوہی بادشاہ کے جس سے سپارٹا میں شاہی نسل کا سلسلہ شروع ہوا۔ مذہبی پیشوائی اور شاہی منصب کی یکجائی کا تصور قدیم ادوار میں تقریباً ہمہ گیر تھا۔

۶۱ بادشاہ کے حفاظتی دستے میں شامل جنگجوؤں کی تعداد باقی تمام جگہوں پر 300 بتائی گئی ہے۔

۶۲ یونانی مہینے کو عشروں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ ہر ماہ کی سات تاریخ اپالو کے لیے مقدس تھی کیونکہ یقین کیا جاتا تھا کہ وہ مئی (تھارجیلیون) کی سات تاریخ کو پیدا ہوا تھا۔

۶۳ میڈی منس تقریباً کونکس (Choenix) ایک چوتھائی گیلن اور کوٹیلے (Cotyle) نصف پائنٹ کے برابر تھا۔

۶۴ لیسیڈیمونی آباد میں شامل تین طبقات کو یہاں ایک دوسرے سے واضح طور پر ممیز کیا گیا ہے:--- دیہی علاقوں کے آزاد باشندے (*Perioeci*)؛ (2) کھیتی باڑی کرنے والے غلام (*Helots*)؛ اور (3) سپارٹائی یا ڈوری فاتحین جو واحد "شہری" تھے' اور جو دارالحکومت میں اعلیٰ درجہ کی زندگی گزارتے تھے۔

۶۵ تھیراپنا یوروتاس کے بائیں کنارے پر سپارٹا کے تقریباً عین سامنے ایک جگہ تھی' جہاں سے معبد تقریباً دو میل کے فاصلہ پر تھا۔

۶۶ خود شہر سے کچھ فاصلے پر اپالو کا ایک مقدس احاطہ۔

۶۷ دیم۔ ارالتس یعنی بادشاہ" کے لیے لوگوں کی دعا۔" فرانسیسی تاریخ کے لوئی *le Desire* سے موازنہ کریں۔

۶۸ دیکھیے پانچویں کتاب' جز 75۔

۶۹ دیکھیے پیچھے جز 50 اور 51۔

۷۰ دلہن کا اغواء سپارٹائی شادی کا ایک لازمی جزو تھا۔ لُوٹ کی شادی ہندوستان میں بھی مروج رہی ہے۔

۷۱ ڈیلفی کی کاہنہ کو رشوت دینے کا امراس کے علاوہ الکمیونیدے والی مثال سے بھی واضح ہے (پانچویں کتاب' جز 63)۔ تاہم' اس قسم کے معاملات شاذونادر لگتے ہیں۔

۷۲ جمنوپیڈیئے یا" برہنہ نوجوانوں" کا تیوہار سپارٹا کے اہم جشنوں میں سے ایک تھا۔ اس موقع پر جنگی گیت گائے جاتے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۷۳؎ موازنہ کریں، پہلی کتاب، جز 129۔
۷۴؎ دیکھئے پیچھے جز 63۔
۷۵؎ زیکا ستھس جدید زانتے (Zante) ہے۔
۷۶؎ 486 قبل مسیح میں (دیکھئے ساتویں کتاب، جز 3)۔
۷۷؎ اِس معاملے میں کامیابی کے لیے دولت بنیادی شرط تھی۔
۷۸؎ یعنی "Whelp" یا 'بگھیلا' کتے کا پلا۔
۷۹؎ دیکھئے پیچھے جُز 50۔
۸۰؎ دیکھئے پانچویں کتاب، جُز 92۔
۸۱؎ عظیم دیویاں دیمیترا اور پرو سرپائن۔
۸۲؎ ستیمفالس یا ستیمفالیا نامی جھیل شمالی آرکیڈیا میں تھی۔
۸۳؎ جدید نقشوں میں نوپلیا کا ترکی نام اناپلی لکھا گیا ہے۔ تاہم، اب بھی اہل یونان اسے اس کے قدیم نام سے جانتے ہیں۔
۸۴؎ ترنس (Tiryns) آرگوس سے مختصر فاصلے پر واقع تھا۔ (ترنس کی باقیات کے مفصل بیان کے لیے دیکھئے فریزر کی "پوسانیاس" جلد سوم، ص 217)۔
۸۵؎ دیکھئے پیچھے جز 19
۸۶؎ اس کہانت کی کوئی منطقی وضاحت کرنا بیکار ہے۔ اس کا ابہام ہمیں بنیاد فراہم کرتا ہے کہ اسے کاہنہ کا حقیقی جواب سمجھیں (کیا آرگوس پر سپارٹا کی فتح کی پیش گوئی کی گئی ہے؟)
۸۷؎ قدیم دور کا ایک مشہور ترین معبد جو آرگوس کے نزدیک واقع تھا۔ یہ 1831ء میں دریافت ہوا۔ (دیکھئے فریزر کی "پوسانیاس" جلد سوم، ص ص 185۔165)
۸۸؎ فجالیا ایک آرکیڈیائی شہر تھا۔
۸۹؎ یونانی قانون کے تحت ملزم کو اجازت تھی کہ وہ مدعی کی رضامندی سے اپنی بے گناہی کی قسم اٹھا کر اپنے اوپر عائد کردہ الزام سے خود کو بری کر لے۔
۹۰؎ دیکھئے پانچویں کتاب، جز 81 اور 89۔
۹۱؎ ایتھنی "تھیورس" بحری جہاز تھا جو مقدس قاصدوں کو ڈیلوس لے کر گیا۔
۹۲؎ سُونیئم کی جائے وقوع ایٹیکا کی راس زمین کے انتہائے جنوب میں تھی۔
۹۳؎ اِس طریقہ سے ایک قانونی شق کو پورا کیا گیا: ایتھنیوں کو 100 درم (ہمارے 4 پونڈ) ادا کرنے پڑے۔
۹۴؎ یوں نظر آتا ہے کہ اِس موقع پر ایتھنز کے پاس 50 بحری جہازوں کا ایک بیڑہ تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۹۵ بیشتر ڈوریائی ریاستوں کی طرح ایجینا میں بھی آئین چند سری (Oligarchical) تھا۔ لگتا ہے کہ ایتھنیوں نے اس صورتحال سے فائدہ اٹھا کر ایک انقلاب بپا کرنے کی کوشش کی جو جزیرے کو عملی طور پر اُن کے اختیار میں لے آتا۔ یہ "انقلابی" جنگ کی پہلی مثال ہے جس میں ایتھنز نے حصہ لیا۔

۹۶ یونان کے تقریباً سبھی علاقوں میں اِس کے اعزاز میں ہی تھیسموفوریا کی ضیافت منائی جاتی تھی۔

۹۷ دیکھئے پانچویں کتاب، جز 86

۹۸ موجودہ 24 ہزار پاؤنڈ سٹرلنگ سے زیادہ رقم۔

۹۹ تیغ بازی، تیراکی، نشانہ بازی، گھڑسواری اور جست۔

۱۰۰ ڈیکیلیا ایتھنز کے شمالی طرف والے سلسلہ کوہ پر واقع تھا اور شہر سے دکھائی دیتا تھا۔

۱۰۱ دیکھئے پانچویں کتاب، جُز 105۔

۱۰۲ دیکھئے پیچھے، جُز 48۔

۱۰۳ اکیریائی سمندر کا یہ نام جزیرہ اکیریا (موجودہ نکیریا یا نکارہا) کی نسبت سے پڑا جو ساموس اور مائیکونس کے درمیان ہے۔

۱۰۴ دیکھئے پانچویں کتاب، جز 34۔

۱۰۵ ٹینوس (جدید ٹینو) شمال کی طرف ڈیلوس سے تقریباً 13 میل کے فاصلے پر تھا۔

۱۰۶ پاک جزیرے ڈیلوس کو زلزلوں سے بالخصوص مستثنیٰ سمجھا جاتا تھا۔ اہل ڈیلوس نے اس زلزلے کو اپنے دیوتا کی جانب سے ایک بہت بڑی جنگ کا اشارہ خیال کیا۔

۱۰۷ دیکھئے آگے جز 133۔

۱۰۸ کیرستس قدیم یوبیا کے چار مرکزی شہروں میں سے ایک تھا (یہ ہمارے نقشوں کا اگریپو ہے)۔

۱۰۹ دیکھئے پانچویں کتاب، جز 77۔

۱۱۰ دس جرنیل کلستھینز کی دی ہوئی تشکیل کا ایک حصہ جس نے ایتھنی فوج کو دس قبائل کی سیاسی تقسیم کے بناء پر تعینات کیا تھا۔ ہر قبیلہ سال میں ایک بار اپنی گھڑسوار فوج کا سالار، پیادہ فوج کا سالار چنتا جن دونوں کے اوپر ایک جرنیل ہوتا۔ یہ جرنیل ارکان سینیٹ کے برعکس منتخبہ ہوتے تھے اور انہیں عوام تعینات کرتے۔

۱۱۱ ملتیادیس ابن سپیلس کیرونیسے کا پہلا بادشاہ۔

۱۱۲ دیکھئے پیچھے جز 41۔

۱۱۳ براؤننگ کی "Dramatic Idylls" میں نظم "فیدی پدیس" دیکھیں۔

۱۱۴ پان کا معبد یا عبادت گاہ پر دپائیلیا یا قلعے کے پھاٹک سے عین نیچے ایک چٹان کی کھوہ میں تھی۔ یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھوہ یا غار اب بھی موجود ہے۔(دیکھئے Bury کی "تاریخ یونان" باب vi)۔

۱۱۵ محققین نے براہ راست فاصلہ کا اندازہ 135 یا 140 میل لگایا ہے۔

۱۱۶ یہ ایتھنز کی ایک من پسند بڑھ تھی کہ اُس کے باشندوں نے مٹی سے جنم لیا تھا۔ اسی لیے grasshopper کی علامت اختیار کی گئی تھی۔

۱۱۷ یونانیوں نے اپنے 29 یا 30 دن کے مہینے کو تین ادوار میں تقسیم کر رکھا تھا: (1) یکم تا دس، (2) گیارہ تا بیس، اور (3) اکیس تا آخری تاریخ تک۔ چنانچہ پہلے عشرے کی نویں تاریخ خود ماہ کی بھی نویں تاریخ ہوئی۔

۱۱۸ یوبیا اور ایٹیکا کے درمیان۔

۱۱۹ سائرا جنوبی یوبیا کا ایک شہر تھا۔

۱۲۰ ہیرا کلیس میراتھن میں خصوصی طور پر پوجے جانے والے دیوتاؤں میں سے ایک تھا۔

۱۲۱ ایتھنز میں بارہ خداؤں کی قربان گاہ کا ذکر پیچھے بھی آچکا ہے (دوسری کتاب، جز 7)۔ یہ اگورا میں تھی۔

۱۲۲ ایسوپس جدید *Vurieni* ہے --- جنوبی بیوشیا کا ایک بڑا دریا۔

۱۲۳ پولمارک یا جنگی آرکون (مجسٹریٹ) عظمت و قار کے لحاظ سے تیسرے درجے کا آرکون تھا۔

۱۲۴ جب ہیروڈوٹس نے یہ لکھا تو پولمارک کے پاس کوئی عسکری وظائف نہ تھے۔

۱۲۵ دایاں بازو یا میمنہ ایک خصوصی رتبے کی حامل پوسٹ تھا (دیکھئے نویں کتاب، جز 27)۔ پولمارک بادشاہ کے نمائندہ کے طور پر یہ عہدہ سنبھالتا تھا۔

۱۲۶ غالباً یہاں کل ایتھنی تیوہار مراد ہے۔ یہ ہر پانچویں سال منعقد ہوتا تھا (یعنی چار سال میں ایک مرتبہ اور اولمپیائی تیوہاروں کے وسط میں)۔ یہ ایتھنیوں کا مہا مذہبی اجلاس تھا۔

۱۲۷ دُنبالے کا آرائشی حصہ خوبصورتی سے موڑے گئے لکڑی کے تختوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ جہازوں کو عموماً اُن کے دنبالے ساحل کی طرف کر کے قطار میں ساحل پر کھڑا کیا جاتا تھا، اس لیے انہیں آرائشی دُنبالے سے پکڑا جا سکتا تھا (دیکھئے Rich کی Dict. of Antiquites)۔

۱۲۸ عام راستے سے ایتھنز سے میراتھن کا فاصلہ 26 میل ہے۔

۱۲۹ دیکھئے پانچویں کتاب، جز 63۔ سائنو سارجز ارسطو کے مشہور مدرسے لائسیم کے بہت نزدیک واقع تھا۔

۱۳۰ دیکھئے پانچویں کتاب، جز 63۔

۱۳۱ پلوٹارک کے مطابق ایتھنیوں کے متعدد آدمیوں نے تھیسئیس کو فارسیوں کے خلاف اور اپنی جانب سے لڑتے دیکھا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۳۲ یہ ٹینوس اور اِکیریا یعنی ٹینو اور رنکاریا کے درمیان واقع ہے۔

۱۳۳ پیلو پونیسیائی جنگ کے آٹھویں سال 424 ق-م میں جب ایتھنیوں نے اِس معبد کے نزدیک شکست کھائی تو اِس کو خصوصی شہرت حاصل ہو گئی۔ کہا جاتا ہے کہ ڈیلیئم کا یہ نام اِس لیے رکھا گیا تھا کیونکہ اِسے ڈیلوس کے مقام پر اپالو کے معبد کے طرز پر بنایا گیا تھا۔

۱۳۴ دیکھیے ساتویں کتاب، جُز 151۔

۱۳۵ بحیثیت مجموعی ایتھنی خواتین --- بلا استثنا یونانی خواتین --- کا رشتہ طے کرتے وقت اُن کی مرضی نہیں معلوم کی جاتی تھی۔

۱۳۶ اِس جُز کو عموماً ایک اضافہ خیال کیا جاتا ہے۔

۱۳۷ دیکھیے پانچویں کتاب، جُز 63۔

۱۳۸ یہ امر واضح ہے کہ ہیروڈوٹس تھیوسی ڈائیڈز کا ہم خیال تھا (چھٹی کتاب، جُز 59 – 54) کہ ان اشخاص کی یاد کو بہت زیادہ تعظیم دی جاتی تھی۔

۱۳۹ دیکھیے پانچویں کتاب، جُز 55 اور 62

۱۴۰ دیکھیے پہلی کتاب، جُز 55۔

۱۴۱ اس ساری کہانی پر شک کرنے کی ٹھوس وجوہ موجود ہیں۔

۱۴۲ (کاستور اور پولکس "عظیم جڑواں بھائی جن سے ڈوریائی پر ارتھنا کرتے ہیں۔)

۱۴۳ دیکھیے پانچویں کتاب، جُز 69۔

۱۴۴ لگتا ہے کہ ساری ایتھنی بحریہ میں کل ستر جہاز ہی تھے، حتیٰ کہ تھیمسٹو کلیز نے ان کی تعداد بڑھا کر 200 کر دی (دیکھیے پیچھے جُز 89، اور ساتویں کتاب، جُز 144) چنانچہ ملتیادیس کل ایتھنی بحریہ کو اس مہم پر ساتھ لے کر گیا تھا۔

۱۴۵ دیکھیے، پیچھے جُز 16۔

۱۴۶ اُس نے محسوس کیا کہ وہ ایک نہایت ناپاک حرکت کر رہا ہے، کیونکہ دیمیتر کی خانقاہوں میں مرد داخل نہیں ہو سکتے تھے۔

۱۴۷ اُس دور میں 50 ٹیلنٹ (بارہ ہزار پاؤنڈ سٹرلنگ) بلاشبہ کافی بڑی رقم تھی۔

۱۴۸ اس جگہ پر بھی کافی بہتر طور پر واضح ہے کہ براورون ایٹیکا کے بحری انتظامی حلقوں میں سے ایک تھا۔ براورونیا ہر چار سال میں ایک مرتبہ منعقد ہونے والا تیوہار تھا جس میں پانچ تا دس سال عمر کی ایٹیک لڑکیاں سوسنی رنگ کے لباس پہن کر جلوس کی صورت میں معبد تک جاتیں اور وہاں ایک رسم ادا کرتیں جس میں وہ ریچھوں کی نقالی کرتی تھیں۔ کسی بھی ایٹیک عورت کو اس رسم میں شریک ہوئے بغیر شادی کرنے کی آزادی نہ تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۴۹ مزید کہانی یہ ہے کہ جزیرے کے اصل باشندوں Sintian لیمنوسیوں کو اپنی بیویوں سے نفرت ہوگئی (جن پر ایفرودتی نے لعنت بھیجی تھی) اور انہوں نے براعظم کی تھریسی عورتوں سے شادی کرلی۔ اس پر ان کی بیویوں نے سازش کرکے اپنے باپوں اور شوہروں کو مار ڈالا۔ صرف ہپسی پائلے نے اپنے باپ تھوآس پر رحم کھا کر اُسے چھپا دیا۔ بعد میں اُس کی دھوکہ دہی کا انکشاف ہونے پر تھوآس کو مار ڈالا اور ہپسی پائلے کو بطور غلام بیچ دیا گیا۔

۱۵۰ لیمنوس ایٹیکا سے تقریباً 140 میل شمال میں ہے۔

میراتھن کی جنگ کے بارے میں ایڈیٹر کا اضافی نوٹ:

میراتھن کی جنگ کی اہمیت کو بمشکل ہی زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاسکتا ہے۔ ایتھنیوں کی کامیابی نے یونان کو تحریک دی کہ وہ بعدازاں زرکسیز کے ایک زیادہ بڑے حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو تیار کرسکے۔ یہ اُن فتوحات میں سے ایک ہے جن پر اقوام کی قسمتوں کا انحصار تھا۔ لیکن جنگ کے اس پہلو کے علاوہ ہمیں یہ بھی بخوبی یاد ہے کہ ایتھنز کی عظیم جمہوریہ اس لافانی میدان جنگ میں آکر پیدا نہیں تو بالغ ضرور ہوئی۔ اہل ایتھنز میراتھن کو اپنی تاریخ کا فیصلہ کن عہد قرار دینے میں حق بجانب ہیں۔ "یوں لگتا ہے کہ جیسے اُس روز خدائوں نے اُن سے کہا تھا: جائو اور پھلو پھولو۔"

مزید معلومات کے لئے Thirlwall اور Grote کی تواریخ ملاحظہ کریں۔ Creasy نے بھی اپنی "دنیا کی فیصلہ کن جنگیں" میں کافی تفصیلات فراہم کی ہیں۔

جدید یورپ کے لئے جو حیثیت واٹرلو اور ٹرافالگر کی ہے' قدیم دنیا کے لئے میراتھن اور سلامس بھی وہی حیثیت رکھتی تھیں۔ اول الذکر میں پہلے بحری اور پھر بری فتح حاصل ہوئی' جبکہ موخرالذکر میں معاملہ اُلٹ تھا۔ ایک عجیب خوش اتفاقی یہ ہے کہ ان دونوں عالمی واقعات میں بحری اور بری جنگوں کے درمیان صرف دس سال کا وقفہ ہے (490 تا 480 ق م اور 1805 تا 1815 عیسوی)۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتویں کتاب

پولائمنیا
(فصاحت کی دیوی)

1۔ میراتھن میں لڑی گئی جنگ کی خبریں جب بادشاہ داریوش ابن ہستاپس کے کانوں تک پہنچیں تو اسے ایتھنیوں پر بڑا غصہ آیا' جو سار دیس[1] پر اُن کے حملے کے باعث پہلے ہی کافی بڑھ چکا تھا' اور وہ یونان پر لشکر کشی کرنے کے لیے پہلے سے کہیں زیادہ بے قرار ہو گیا۔ اُس نے فوراً متعدد ریاستوں میں منادی کروا دی کہ محصول کی نئی اضافہ شدہ شرحیں لاگو کی جائیں' نیز جہاز' گھوڑے' رسد اور ذرائع آمدورفت بھی مہیا کیے جائیں۔ اُس کے احکامات کی تشہیر کی گئی؛ اور اب سارا ایشیاء تین سال سے افراتفری کا شکار تھا' جبکہ یونان پر حملے کے پیش نظر بہترین اور بہادر ترین افراد کا اندارج اور انہیں اس مقصد کے لیے تیاری کروانا تھا۔

اس کے بعد چوتھے سال[2] کیمبائس کے پکڑے ہوئے مصریوں نے فارسیوں کے خلاف بغاوت کر دی؛ جس پر داریوش جنگ کے لیے پہلے سے بھی زیادہ مشتعل ہو گیا[3] اور اپنے دونوں دشمنوں پر چڑھائی کرنے کا شدت سے آرزو مند ہوا۔

2۔ اب جیسا کہ وہ مصر اور ایتھنز کے خلاف مہم جوئی کرنے والا تھا کہ اُس کے بیٹوں میں اقتدار اعلیٰ کے حصول کی خاطر خوفناک محاذ آرائی شروع ہو گئی۔ فارسیوں کا یہ اصول تھا کہ بادشاہ کے لیے اپنی فوج کے ہمراہ جانے سے پہلے تخت کا وارث مقرر کرنا ضروری تھا۔[4] سلطنت حاصل کرنے سے پہلے داریوش کی سابق بیوی بنت گوبریاس سے تین بیٹے تھے؛ جبکہ حکومت شروع کرنے کے بعد ایٹوسا بنت سائرس نے اُسے چار بیٹے دیئے۔ سابقہ بیوی کی اولاد میں سے ارتابازنیس بڑا تھا' دوسری کی اولاد میں سے زرکسیز۔ چنانچہ دو مختلف بیویوں کے یہ بیٹے اب آپس میں عناں گیر تھے۔ ارتابازنیس نے سب سے بڑا بیٹا ہونے کے ناطے تخت و تاج پر دعویٰ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جتایا؛ کیونکہ ساری دنیا میں بڑے بیٹے کو فوقیت دینے کا دستور تھا: جبکہ دوسری طرف زرکسیز نے اصرار کیا کہ وہ ایٹوسا بنت سائرس کی اولاد تھا اور یہ سائرس ہی تھا جس نے فارسیوں کو اُن کی آزادی دلائی تھی۔[5]

3- اس معاملے کے متعلق داریوش کے اعلان سے پہلے دیماراتس ابن ارستون --- جسے سپارٹا میں تخت سے محروم کر دیا تھا اور جو بعد میں اپنی مرضی سے جلاوطن ہو گیا تھا[6] --- سُوسا آیا اور شہزادوں کے مابین نزاع کی خبر سنی۔ اطلاعات کے مطابق وہ زرکسیز کے پاس گیا اور اُسے یہ زور دینے کا مشورہ دیا --- کہ جب وہ پیدا ہوا تو داریوش بادشاہ بن چکا تھا اور فارسیوں پر حکومت کر رہا تھا؛ لیکن جب ارتابازنیس دنیا میں آیا تو وہ محض ایک عام شہری تھا۔ لہٰذا اُس پر کسی اور کو ترجیح دینا نہ تو درست ہے اور نہ ہی جائز دیماراتس نے مشورہ دیتے ہوئے کہا "کیونکہ سپارٹا میں قانون ہے کہ اگر تخت سنبھالنے سے پہلے کسی بادشاہ کے بیٹے موجود ہوں اور بعد ازاں ایک اور بیٹا پیدا ہو جائے تو موخرالذکر ہی باپ کی سلطنت کا وارث ہوتا ہے۔" زرکسیز نے اُس کے مشورہ پر عمل کیا اور داریوش نے اُسے حق بجانب خیال کرتے ہوئے اپنا جانشین نامزد کر دیا۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو مجھے اس کے بغیر بھی یقین ہے کہ تاج زرکسیز کو ہی ملتا کیونکہ ایٹوسا مختار کل تھی۔[7]

4- یوں داریوش نے زرکسیز کو اپنا جانشین مقرر کرنے کے بعد فوجوں کے ساتھ کوچ کرنے کا سوچا؛ لیکن ابھی اُس کی تیاریاں جاری تھیں کہ موت نے اُس کی راہ روک لی۔ وہ مصر کی بغاوت اور یہاں مذکور واقعات سے اگلے برس[8] 36 سال حکومت کر کے مر گیا اور باغی مصری اور ایتھنی سزا پائے بغیر رہ گئے۔ اُس کی موت پر سلطنت زرکسیز کو مل گئی۔

5- اب زرکسیز نے تخت سنبھالنے پر یونانی جنگ کے معاملہ میں سرد مہری دکھائی اور مصر کے خلاف چڑھائی کی خاطر فوج اکٹھی کرنے کے کام میں لگ گیا۔ لیکن ماردونیس ابن گوبریاس --- جو دربار میں موجود تھا اور اُس کا پھپھو زاد ہونے کے ناطے اُس پر بڑا اثر و رسوخ رکھتا تھا --- اُسے حسب ذیل مشورے دیئے:---

"آقا' یہ درست نہیں کہ ایتھنز والے فارسیوں کو اتنا گزند پہنچانے کے بعد بھی صاف بچ جائیں۔ اس وقت جو کام آپ کے ذہن میں اُسے پورا کریں اور پھر جب مصریوں کے غرور کا سر نیچا ہو جائے تو ایتھنز پر لشکر کشی کریں۔ یوں آپ کا بول بالا ہونے کے علاوہ رُعب و دبدبہ بھی قائم ہو جائے گا اور دیگر ملک آپ کے ملک پر حملہ کرتے ہوئے ڈریں گے۔" یہاں تک تو اُس نے جذبہ انتقام کے تحت کہا؛ لیکن کبھی کبھی ذرا مختلف روش اختیار کرتے ہوئے کہا "یورپ ہر قسم کے کاشتہ درختوں سے معمور اور نہایت شاندار مٹی والا خوبصورت ترین خطہ ہے: بادشاہ معظم کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوا کوئی بھی شخص اس قسم کی زمین پر قبضہ کرنے کے لائق نہیں۔"

6۔ اُس نے یہ سب اس لیے کہا کیونکہ وہ مہمات کا خواہشمند تھا اور یونان کا صوبہ دار بننے کی توقع رکھتا تھا؛ اور کچھ دیر بعد اُس نے زرکسیز کے پاس جا کر اُسے اپنی خواہشات کی تکمیل پر رضامند کیا۔ تاہم' اُسی وقت رُونما ہونے والے کچھ دیگر واقعات نے اُس کی کوششوں کو مہمیز دی۔ کیونکہ سب سے پہلا اتفاق تو یہ ہوا کہ تھیسالی کے بادشاہ آلیودے کی جانب سے قاصدوں نے آ کر زرکسیز کو یونان آنے کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ وہ اپنی استعداد کے مطابق اُسے پوری پوری مدد فراہم کریں گے۔ مزید برآں' سوسا آئے ہوئے پسی سٹرائیدے نے بھی بالکل آلیودے والی بات کہی اور ایک معجزہ گر ایتھنی اونوماکریتس کے ذریعہ اُس پر اور بھی زیادہ دباؤ ڈالا--- اسی اونوماکریتس نے میوزیئس [9] کی پیش بینیوں کو ترتیب دی تھی۔ پہلے پسی سٹرائیدے کی اس شخص کے ساتھ دشمنی تھی لیکن انہوں نے سوسا آنے سے پہلے اپنا جھگڑا طے کر لیا۔ اُسے پسی سٹراٹس کے بیٹے ہپارکس نے ایتھنز سے ملک بدر کیا تھا کیونکہ اُس نے میوزیئس کی تحریروں میں ایک مصنوعی پیش گوئی کا اضافہ کر دیا تھا کہ لیمنوس سے پرے واقع جزائر ایک دن سمندر میں غرق ہو جائیں گے۔ ہرمیونے [10] کے لاسس نے اُسے یہ کام کرتے ہوئے پکڑ لیا۔ اسی وجہ سے ہپارکس نے اُسے اپنا قریب ترین دوست ہونے کے باوجود ملک بدر کر دیا۔ تاہم' اب وہ پسی سٹراٹس کے بیٹوں کے ساتھ سوسا گیا تھا اور انہوں نے بادشاہ کے سامنے اُس کی بڑی تعریفیں کی تھیں؛ جبکہ وہ خود جب بھی بادشاہ کی صحبت میں ہوتا تو اسے بار بار مخصوص کہانتیں سناتا رہتا؛ اور اُس نے بربریوں کی تباہی سے متعلقہ تمام باتوں کو حذف کر کے صرف وہی حصے سنائے جن میں اُن سے عظیم ترین کامیابی کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس نے زرکسیز کو بتایا' "یہ تقدیر کا لکھا تھا کہ ایک فارسی ہیلس پونٹ کو عبور کر کے ایشیاء سے یونان پر لشکر کشی کریں۔" جب اونوماکریتس زرکسیز کو اپنی کہانتوں سے متاثر کر رہا تھا تو پسی سٹرائیدے اور آلیودے بھی اپنے مشوروں پر زور دیتے رہے' حتیٰ کہ بادشاہ نے اُن کی بات مان لی اور مہم لے کر جانے پر رضامند ہو گیا۔

7۔ تاہم' داریوش کی موت کے اگلے برس [11] پہلے وہ باغیوں کے خلاف بڑھا اور انہیں مطیع کرنے اور سارے مصر کو پہلے سے بھی زیادہ سخت طوقِ غلامی پہنانے کے بعد اپنے بھائی اکیمینیز کو حکومت سونپ دی۔ اکیمینیز کو بعد ازاں لیبیائی پسامیٹی کس کے بیٹے اِناروس نے قتل کر دیا۔

8۔(i) مصر کی تادیب کے بعد زرکسیز نے ایتھنز کے خلاف مہم جوئی کرنے سے قبل ممتاز ترین فارسیوں کی آراء معلوم کرنے اور انہیں اپنے منصوبے [12] بتانے کے لیے ایک اجلاس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلایا۔ جب حضرات جمع ہو گئے تو بادشاہ نے اُن سے کہا:---

"اہل فارس' آپ کے درمیان ایک نئی روایت لانے والا میں پہلا شخص نہیں ہوں گا--- بلکہ میں اپنے باپ داداؤں سے ملنے والی روایت پر ہی عمل کروں گا۔ ہمارے بوڑھے لوگ یقین دلاتے ہیں کہ ہماری نسل نے استیاجز پر سائرس کے غلبے کے وقت سے لے کر آج تک کبھی تساہل نہیں برتا اور یوں ہم فارسیوں نے میڈیوں کے بھوت کو اُتار پھینکا۔ اس دوران خدا نے ہماری راہنمائی کی؛ اور ہم نے اُس کی قیادت کو مانتے ہوئے زبردست ترقی کی۔ مجھے کیا ضرورت ہے کہ آپ کو سائرس' کیمبائسس اور اپنے والد داریوش کے افعال کے متعلق بتاؤں' کہ انہوں نے کتنی اقوام کو فتح کر کے ہماری قلمرو میں شامل کر دیا؟ آپ خود ہی کافی بہتر طور پر جانتے ہیں کہ انہوں نے کیا کارنامے سرانجام دیئے۔ لیکن اپنی طرف سے میں یہ کہوں گا کہ میں نے تخت و تاج سنبھالتے ہی یہ سوچنا شروع کر دیا تھا کہ کن ذرائع سے اپنے پیشروؤں کی ہمسری اور فارس کی طاقت میں اتنا ہی اضافہ کر سکتا ہوں جتنا کہ انہوں نے کیا تھا۔ واقعی میں نے اس پر بہت غور و خوض کیا اور آخر کار وہ راہ تلاش کر لی جس پر چلتے ہوئے ہم عظمت رفعت اور اپنے ہی ملک جتنی بڑی ایک سرزمین پر قبضہ حاصل کر سکتے ہیں--- جبکہ ہمیں تسکین اور بدلہ بھی مل جائے گا۔ اسی مقصد کے تحت اب میں نے آپ کو بُلوایا ہے تاکہ آپ کو اپنے ارادوں سے آگاہ کر سکوں۔"

8۔(ii) "میرا ارادہ ہے کہ ہیلس پونٹ پر ایک ہی پُل بناؤں اور یورپ کے راستے یونان پر لشکر کشی کر کے اُن زیادتیوں کا انتقام لوں جو ایتھنیوں نے فارسیوں اور میرے والد کے ساتھ کی تھیں۔ آپ نے اپنی آنکھوں سے داریوش کو ان لوگوں کے خلاف تیاریاں کرتے دیکھا؛ لیکن انہیں موت نے آلیا اور انتقام لینے کی توقعات پوری نہ ہوئیں۔ چنانچہ میں داریوش اور تمام اہل فارس کے ایماء پر جنگ کا آغاز اور یہ وعدہ کرتا ہوں کہ ایتھنز کو حاصل کرنے اور جلانے تک آرام سے نہیں بیٹھوں گا--- وہی ایتھنز جس نے بلا اشتعال مجھے اور میرے والد کو مجروح کرنے کی جرات کی۔ وہ کافی عرصہ پہلے ہمارے ایک غلام ملیتس کے ارستاغورث کے ساتھ ایشیاء آئے تھے اور انہوں نے سار دیس میں داخل ہو کر اس کے معبدوں اور مقدس کنجوں [۱۴] کو جلا ڈالا تھا؛ پھر کچھ ہی عرصہ پہلے جب ہم داتس اور ارتافرنیس کی قیادت میں اُن کے ساحل پر اُترے تو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ انہوں نے ہمارے ساتھ کیسا ناروا سلوک کیا۔

8۔(iii) "چنانچہ' اِن وجوہ کی بناء پر میں اِس جنگ کا حامی ہوں؛ اور مجھے اِس میں بہت سے فائدے بھی دکھائی دے رہے ہیں۔ ایک دفعہ ہم اِن لوگوں اور ان کے پڑوسیوں--- جو فریجیائی پیلوپس کی زمین پر قابض ہیں--- کو مطیع کر لیں تو فارسی علاقے کو خدا کے آسمان تک وسیع کر دیں گے۔ تب سورج ہماری سرحدوں سے پرے کی کسی سرزمین پر نہیں چمکے گا؛ کیونکہ میں یورپ کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک سِرے سے دوسرے تک جاؤں گا اور آپ کی مدد سے وہاں کے تمام علاقوں کو ایک ہی ملک بنادوں گا۔ اگر میری معلومات درست ہوں تو یہ ہے موجودہ صورتحال: جن اقوام کا میں نے ذکر کیا ہے، اگر ایک بار انہیں مغلوب کر لیا گیا تو دنیا بھر میں کوئی شہر، کوئی ملک ہمارے خلاف ہتھیار اُٹھانے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اِس طریق پر عمل کرتے ہوئے ہم ساری نوعِ انسانی کو۔۔۔ معصوموں کے ساتھ ساتھ اپنے ساتھ زیادتی کے مجرموں کو بھی۔۔۔ اپنی زیرِ اطاعت کر لیں گے۔

8۔(iv) "اگر آپ مجھے خوش کرنا چاہتے ہیں تو حسبِ ذیل عمل کریں: جب میں فوج کے اکٹھے ہونے کے وقت کا اعلان کروں تو آپ سب کے سب فوراً جمع ہو جائیں؛ اور جان لیں کہ جو شخص اپنے ساتھ سب سے زیادہ خوبصورت صف بندی لائے گا میں اُسے نہایت قابلِ احترام تحائف دوں گا۔ تو یہ ہے آپ کے کرنے کا کام، لیکن اس معاملے میں اپنی ذاتی خواہش کو پس پشت ڈالنے کے لیے میں سارا معاملہ آپ پر چھوڑتا اور اپنے اپنے خیالات آزادانہ بیان کرنے کی پوری اجازت دیتا ہوں۔"

زرکسیز یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

تب ماردونیئس نے بات شروع کی اور کہا:۔۔۔

9۔(i) "میرے آقا، سچی بات تو یہ ہے کہ آپ نہ صرف تمام موجودہ بلکہ آئندہ فارسیوں سے بھی افضل ہیں۔ آپ کا ابھی کہا ہوا ہر لفظ درست اور راست ہے؛ لیکن آپ کا یہ فیصلہ بہترین ہے کہ یورپ میں رہنے والے ایونیاؤں [14] کو اپنا مزید مضحکہ اُڑانے کی اجازت نہ دی جائے۔ واقعی یہ ایک خوفناک بات ہوگی اگر ہم سیکائے [15]، ہندوستانیوں، ایتھوپیاؤں، اشوریوں اور متعدد دیگر طاقتور اقوام۔۔۔ اُن کی کسی زیادتی کے باعث نہیں بلکہ صرف سلطنت میں اضافہ کے لیے۔۔۔ کو فتح کرنے اور غلام بنانے کے بعد اپنے ساتھ اس قدر زیادتی کرنے والے یونانیوں کو بلا انتقام چھوڑ دیں۔ ہمیں اُن سے کس بات کا خوف ہے؟۔۔۔ یقیناً اُن کی تعداد سے تو نہیں؟۔۔۔ اُن کی زیادہ دولت سے تو نہیں؟ ہم ان کا طریقہ جنگ جانتے ہیں۔۔۔ ہمیں معلوم ہے کہ اُن کی طاقت کس قدر کم ہے: ہم اپنے ملک میں رہنے والے اُن کے بچوں۔۔۔ ایونیاؤں، ایولیاؤں اور ڈوریوں۔۔۔ کو پہلے ہی اپنا مطیع بنا چکے ہیں۔۔ میں خود بھی اِن لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں جب میں آپ کے والد کے حکم پر اُس کے خلاف لشکر لے کر گیا تھا؛ اور اگرچہ میں مقدونیہ تک گیا، اور ایتھنز سے کچھ ہی فاصلے پر تھا لیکن کسی ذی نفس نے میرے خلاف جنگ کے لیے نکلنے کی جرات نہ کی۔

9۔(ii) "تاہم، مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ یونانی نہایت احمقانہ انداز میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اعلانِ جنگ ہوتے ساتھ ہی وہ اپنے سارے ملک میں ہموار ترین میدان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈھونڈتے اور وہاں جمع ہو کر لڑتے ہیں جس کے نتیجہ میں فاتح بھی بڑے نقصان کے ساتھ واپس جاتے ہیں: میں نے مفتوحین کی بات نہیں کی کیونکہ وہ تو بالکل ہی تباہ ہو جاتے ہیں۔ اب یقیناً وہ یک زبان ہیں' اس لیے کہ وہ ایلچیوں اور قاصدوں کا تبادلہ کر کے باہمی اختلافات دور کرتے ہیں نہ کہ جنگ کے ذریعہ۔ یا بدترین یہ کہ اگر انہیں ایک دوسرے کے خلاف لڑنا پڑ ہی جائے تو بہترین سے بہترین پوزیشنیں سنبھال کر جھگڑے چکاتے ہیں۔ لیکن جب میں اپنی فوج لے کر مقدونیہ کی سرحدوں پر گیا تو ان یونانیوں نے اپنے اس قدر احمقانہ انداز جنگ کے باوجود جنگ کرنے کا نہ سوچا۔

9۔(iii) "اے بادشاہ' تو پھر وہ کون ہے جو آپ کے ساتھ اُس وقت ٹکر لینے کی جرات کرے گا جب آپ ایشیاء کے تمام سورماؤں اور ساتھ ہی بحری جہازوں کو بھی لے کر جائیں گے؟ میرے خیال میں تو یونانی لوگ اتنے بیوقوف نہیں۔ تاہم' میں غلطی کی معافی چاہتا ہوں' وہ اتنے بیوقوف ضرور ہیں کہ کھلی جنگ میں ہمارا مقابلہ کریں: ایسی صورت میں انہیں پتہ چل جائے گا کہ ساری دنیا میں کوئی سپاہی ہمارے ہم پلہ نہیں ہیں۔ بایں ہمہ ہمیں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھنی چاہیے: کیونکہ انسانوں کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ محنت و مشقت سے حاصل ہوا ہے۔"

جب ماردونیئس اس انداز میں زرکسیز کے سخت الفاظ کو نرم بنا چکا تو وہ بھی خاموش بیٹھ گیا۔

10۔(i) باقی کے فارسی خاموش تھے: کیونکہ سب اپنے سامنے پیش کیے گئے منصوبے کے خلاف بولنے سے ڈرتے تھے۔ لیکن ہستاپس کے بیٹے اور زرکسیز کے چچا ارتابانس نے اپنے رشتے کے بھروسے پر بولنے کی ہمت کی: "اے بادشاہ' بہترین راہ چننے کے لیے ایک سے زیادہ آراء کا نہ ہونا ناممکن ہے: ایسی صورت میں آپ خود کو دیئے گئے مشورے کی پابندی کرنے پر مجبور ہوتے ہیں: لیکن اگر مخالفانہ تقاریر کی جائیں تو انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ اسی انداز میں خالص سونا اپنی شناخت خود نہیں کرتا' بلکہ ہم اُسے کسی گھٹیا کچ دھات کے ساتھ آزما کر ہی جان پاتے ہیں کہ بہتر کون ہے۔ میں نے اپنے بھائی اور تمہارے باپ داریوش کو سیتھیوں[16] پر حملہ نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا' یہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس اپنے پورے ملک میں کوئی گھر نہیں۔ تاہم' داریوش نے اِن سیلانی قبائل کو مطیع کرنے کا سوچا اور میری بات پر کان دھرے بغیر اُن پر لشکر کشی کر دی' نتیجتاً وہ اپنے بہت سے بہادر ترین جنگجوؤں کو کھو کر گھر واپس آیا۔ اے بادشاہ! آپ ایسے لوگوں پر حملہ کرنے کو ہیں جو سیتھیوں سے کہیں برتر ہیں' جو زمین اور سمندر میں دوسروں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا بہتر ہے کہ میں آپ کو اُن خطرات سے آگاہ کر دوں جو وہاں پیش آئیں گے۔

10۔(ii) تم کہتے ہو کہ ہیلس پونٹ پر پل بنا کر اپنی فوج کو یورپ کے راستے یونان کے خلاف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لے کر جاؤ گے۔ فرض کرو کہ تمہیں زمین یا سمندر' یا دونوں طرف سے کوئی مصیبت در پیش آ جاتی ہے۔ یہ واقعی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ لوگ بہادر مشہور ہیں۔ درحقیقت ہم اُن کے سابق طرزِ عمل سے اُن کی طاقت کا اندازہ کر سکتے ہیں؛ کیونکہ جب داتس اور ارتافرنیس اپنی وسیع فوج لے کر ایٹیکا پر چڑھائی کرنے گئے تو ایتھنیوں نے تن تنہا انہیں شکست دے دی۔ چلیں مان لیا کہ وہ دونوں باتوں میں کامیاب نہیں ہیں' پھر بھی اگر وہ اپنے جہازوں پر آدمیوں کو سوار کر کے سمندر میں ہمیں شکست دیں' ہیلس پونٹ جائیں اور وہاں پل تباہ کر دیں--- تو جناب یہ ایک خوفناک صورتحال ہو گی۔

10۔(iii) "میں نے صرف اپنی ماں کی دانش کے ذریعہ ہی اندازہ نہیں لگایا کہ آئندہ کیا ہو گا؛ بلکہ مجھے یاد ہے کہ ہم اُس وقت کیسے تباہی سے بال بال بچے تھے جب تمہارے باپ نے تھریسی بوسفورس پہ پل بنانے کے بعد سیتھیوں پر لشکر کشی کی تھی' اور انہوں نے ایونیاؤں کو--- جو اِستر کے پل کے نگران تھے--- پل توڑنے پر آمادہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کر دیکھی تھی۔ ۱۷ اُس روز اگر ملیتس کا بادشاہ ہستیاس دیگر بادشاہوں کا حمایتی بن جاتا اور اُن کے خیالات کو مسترد نہ کرتا تو فارسی سلطنت معدوم ہو کر رہ جاتی۔ یہ بات سننا بھی خوفناک ہے کہ بادشاہ کی قسمت کا انحصار صرف ایک شخص پر تھا۔

10۔(iv) "اس لیے تم بلا ضرورت اتنا بڑا خطرہ مول نہ لو' بلکہ میری مشفقانہ رائے پر عمل کرو۔ یہ اجلاس برخاست کر دو اور جب معاملے پر اکیلے میں اچھی غور کر چکو تو اپنے فیصلہ کا اعلان کرنا۔ اِس دنیا میں مجھے کوئی بھی چیز اپنے تمہارے ساتھ مشورے سے زیادہ فائدہ مند نہیں لگی۔ کیونکہ اگر معاملات تمہارے اُمیدوں کے برخلاف بھی ہو جائیں' تب بھی اچھی طرح سوچ سمجھ لینا چاہیے' اگرچہ سوچ بچار سے قسمت کے بہاؤ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جبکہ اگر ایک آدمی کو دیئے گئے مشورے خراب ہیں تو وہ نیچے آن گرتا ہے' لیکن تب بھی اس کو دیا گیا مشورہ بیوقوفانہ ہوتا ہے۔

10۔(v) "کیا آپ دیکھتے نہیں کہ کس طرح خدا بجلی گرا کر ہمیشہ بڑے بڑے جانوروں کو نیست و نابود کر دیتا ہے' جبکہ چھوٹے چھوٹے جانوروں کو خراش بھی نہیں آتی؟ اسی طرح کیا اُس کے کوندے صرف بلند ترین گھروں اور لمبے لمبے درختوں پر ہی نہیں گرتے؟ واضح طور پر وہ اپنی شان و شوکت بڑھانے والی ہر چیز کو ملیا میٹ کرتا ہے۔ اکثر اوقات چند ایک آدمی طاقتور لشکر کے دانت کھٹے کر دیتے ہیں اور وہ ایسے انداز میں تباہ ہو جاتے ہیں جو اُن کے شایانِ شان نہیں۔ کیونکہ خدا اپنے سوا کسی کو بھی بلند سوچیں سوچنے کی اجازت نہیں دیتا۔

10۔(vi) "مزید برآں' عجلت ہمیشہ بربادی سے دوچار ہوتی ہے جو بہت بڑی بڑی مصیبتوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر منتج ہوتی ہے: لیکن تاخیر میں بہت سے فائدے ہیں جو پہلی نظر میں تو نظر نہیں آتے لیکن وقت گزرنے پر انہیں سب کی آنکھیں دیکھ لیتی ہیں---اے بادشاہ' یہ ہے آپ کے لیے میرا مشورہ!

10-(vii) "اور ماردونیس ابن گوبریاس! تم نے یونانیوں کے بارے میں بہت بیوقوفانہ باتیں کہی ہیں' وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں کم قدر واہمیت نہیں دینی چاہیے۔کیونکہ تم نے یونانیوں کو ذلیل کر کے بادشاہ کو اُن کے خلاف چڑھائی کرنے پر آمادہ کرنا چاہا ہے: اور میرے خیال میں تم خاص طور پر یہی مقصد حاصل کرنے کی کوشش میں ہو۔ خدا کرے تمہاری خواہش پوری نہ ہو! کیونکہ غیبت تمام برائیوں میں بدترین ہے۔اِس میں دو آدمی غلطی کرتے ہیں اور ایک آدمی کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔افتراء پرداز ایک آدمی کی پشت پیچھے برائیاں کر کے غلط کام کرتا ہے: اور خوشامد سننے والا شخص خود تحقیق کیے بغیر اُس کی باتوں پر یقین کر لیتا ہے۔جس کی غیبت کی جائے وہ دونوں کے ہاتھوں زیادتی سہتا ہے: کیونکہ ایک اُس کے خلاف جھوٹا الزام عائد کرتا ہے' اور دوسرا اُسے بلا تحقیق برا سمجھ لیتا ہے۔

10-(viii) "تاہم' اگر ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنا واقعی بہت ضروری ہے تو کم از کم بادشاہ کو فارس میں اپنے گھر جانے دو۔ تب میں اور تم اپنے بچوں کو اِس معاملے میں داؤ پر لگائیں اور اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوں۔اگر تمہارے بقول معاملات بادشاہ کے لیے بہتر رہیں تو میری اور میرے بچوں کی گردن مار دینا۔ لیکن اگر وہ میری پیشگوئی کے مطابق نکلے تو تمہارے بچے اور تم---اگر تم زندہ بچ پائے---مرو گے۔ لیکن اگر تم یہ شرط لگانے سے انکار کرتے ہو اور یونان پر لشکر کشی کے لیے ہنوز اصرار کرتے ہو تو مجھے یقین ہے کہ یہاں تم جنہیں پیچھے چھوڑ کر جاؤ گے ایک روز انہیں یہ افسوسناک خبر سننے کو ملے گی کہ ماردونیس نے فارسی عوام کو ایک عظیم تباہی سے دوچار کر دیا ہے اور خود ایتھنیوں یا لیسیڈیمونیوں کے ملک میں ہی کہیں کتوں اور پرندوں کا شکار ہو گیا ہے: اگر تم راستے میں ہی کہیں قبل از وقت مر نہ گئے تو اُن لوگوں کی طاقت کا بذاتِ خود تجربہ کر لو گے جن کے خلاف جنگ کے لیے تم بادشاہ کو اُکسا رہے ہو۔"

11- ارتابانس نے اپنی بات ختم کی۔ لیکن زرکسیز نے غصے کے عالم میں اُسے جواب دیا---

"ارتابانس تم میرے باپ کے بھائی ہو---اور یہی بات تمہیں اپنے بیوقوفانہ الفاظ کا جائز صلہ ملنے سے بچا گئی ہے۔ تاہم' میں تمہیں ایک شرم دلاؤں گا' تم ایک بزدل اور کم ہمت آدمی ہو--- تم یونانیوں سے لڑنے کے لیے میرے ساتھ نہیں جاؤ گے بلکہ یہیں عورتوں کے ساتھ اٹھکیلیاں کرتے رہو گے۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سب تمہاری مدد کے بغیر بھی حاصل کروں گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیونکہ اگر میں نے اہل ایتھنز سے انتقام نہ لیا تو مجھے زرکسیز ابن داریوش ابن ہستاسپس ابن ارسامیز ابن اریارامینز ابن تیس پس ابن سائرس [18] ابن کیمبائسس ابن تیس پس ابن اکیامینز نہ سمجھنا۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اگر ہم آرام سے بیٹھے رہے تو وہ نہیں بیٹھے رہیں گے بلکہ یقینی طور پر ہمارے ملک پر حملہ کر دیں گے۔۔۔ کم از کم اُن کی سابق کارروائیوں سے تو یہی لگتا ہے۔ کیونکہ یاد رکھو' یہ وہی تھے جنہوں نے سارڈیس کو جلایا اور ایشیاء پر دھاوا بولا۔ سو دونوں فریقین کا پیچھے ہٹنا ناممکن ہے اور اِس وقت کچھ کر گزرنے یا نقصان برداشت کرنے میں سے ایک راہ منتخب کرنا پڑے گی: یا تو ہماری سلطنت یونانیوں کی قلمرو میں شامل ہو جائے گی یا اُن کی سرزمین فارسیوں کا شکار بنے گی؛ کیونکہ اِس جھگڑے میں کوئی درمیانی راستہ موجود نہیں۔ لہٰذا یہ درست ہے کہ ہم۔۔۔ جنہوں نے ماضی میں زیادتیاں سہی ہیں۔۔۔ اب اپنا بدلہ لیں اور اِس طرح مجھے پتہ چل جائے گا کہ اِن لوگوں کے خلاف لشکر کشی کرنے میں مجھے کونسا عظیم خطرہ لاحق ہے۔ [19] ۔۔۔ اُن لوگوں کو میرے باپ دادا [20] کے ایک غلام فریجیا کے پیلوپس نے اس قدر سختی سے کچلا تھا کہ آج بھی وہاں کی زمین اور باشندے فاتح کے نام سے وابستہ ہیں!"

12۔ گفتگو بس یہیں تک ہوئی۔ شام گہری پڑ گئی اور زرکسیز ارتابانس کی رائے کی وجہ سے بہت بے چینی اور بے سکونی محسوس کرنے لگا۔ سو اُس نے رات کے دوران غور و فکر کیا اور آخر کار اِس نتیجے پر پہنچا کہ یونان کے خلاف فوج کشی کرنا اُس کے لیے فائدہ مند نہیں۔ یہ نئی بات سوچ کر وہ سو گیا۔ اب اُس نے رات کو فارسیوں کے بقول ایک خواب دیکھا۔۔۔ اُس نے دیکھا کہ ایک لمبا اور خوبصورت آدمی اُس کے اوپر کھڑا کہہ رہا ہے "او فارسی' کیا تم نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے اور فارسیوں کو فوج اکٹھی کرنے کا حکم دینے کے بعد یونان پر لشکر کشی نہیں کرو گے؟ یقیناً تم نے اِرادہ بدل کر ٹھیک نہیں کیا؛ اور نہ ہی یہاں کوئی آدمی تمہارے رویے کو پسند کرے گا۔ تم نے دن کے وقت جو فیصلہ کیا تھا اُسی کے مطابق چلو۔" زرکسیز کو لگا کہ وہ شخص یہ بات کہہ کر فضاء میں تحلیل ہو گیا تھا۔

13۔ صبح ہوئی اور بادشاہ نے کسی سے اپنے خواب کا ذکر نہ کیا' بلکہ پچھلے روز والے فارسیوں کو ہی بلا کر اُن سے مندرجہ ذیل باتیں کہیں:۔۔۔

"اے اہل فارس' اگر میں اپنے فیصلے کو بدل دوں تو مجھے معاف کر دیں۔ یوں سمجھیں کہ ابھی میری عقل نے پوری طرح نشو و نما نہیں پائی' اور یہ کہ جو لوگ مجھے یہ جنگ کرنے پر اُکسا رہے ہیں انہوں نے مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی اکیلا نہیں چھوڑا۔ ارتابانس کا مشورہ سُن کر میرا جوان خون اچانک اُبل پڑا؛ بلکہ میں نے اس کے خلاف ایسی باتیں کہیں جو اُس کی عمر کے شایان شان نہیں: تاہم' اب میں اپنی غلطی تسلیم کرتا اور اُس کے مشورے پر عمل کرنے کا فیصلہ کرتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں۔ جان لیں کہ میں نے یونان کے خلاف مہم جوئی کرنے کے حوالہ سے اور آپ کو تکلیف سے نکالنے کے لیے اپنا ارادہ تبدیل کر دیا ہے۔"

فارسی یہ بات سُن کر بہت خوش ہوئے اور زرکسیز کے قدموں میں گر کر اُس کا شکریہ ادا کیا۔

14۔ لیکن جب رات ہوئی تو خواب میں زرکسیز کو پھر وہی شبیہہ اپنے اوپر کھڑی نظر آئی' اور اُس شبیہہ نے کہا' "او ابن داریوش' لگتا ہے کہ تم نے میرے الفاظ کو نظرانداز کرتے ہوئے تمام فارسیوں کے سامنے مہم کے خاتمے کا اعلان کر دیا ہے' کہ جیسے تم نے میری بات سُنی ہی نہ ہو۔ لہٰذا جان لو اور یقین رکھو کہ جب تک تم جنگ پر نہیں جاؤ گے تمہارے ساتھ یہ واقع ہو گا۔۔۔ جیسے تم مختصر عرصہ میں طاقتور اور بااثر ہو گئے ہو' اُسی طرح بہت کم عرصہ میں زوال کا شکار ہو جاؤ گے۔"

15۔ زرکسیز اپنے اِس خواب سے خوفزدہ ہو کر بستر پہ اُچھلا اور قاصد کے ذریعہ ارتابانس کو بلوایا: جب وہ آگیا تو زرکسیز نے اُس سے مندرجہ ذیل باتیں کہیں:۔۔۔

ارتابانس' میں نے تمہارے ایک اچھے مشورے کے جواب میں برے الفاظ بول کر حماقت کا مظاہرہ کیا تھا۔ تاہم' میں فوراً ہی پچھتایا اور پوری طرح قائل ہو گیا کہ تمہارا مشورہ قابل تقلید تھا۔ لیکن اب میں شدید خواہش کے باوجود اُس پر عمل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جب سے میں نے اپنا اِرادہ بدلا ہے ایک خواب مجھے خوفزدہ کر رہا ہے جس نے میرے ارادوں کو نامنظور کیا ہے اور اب دھمکیوں سے بھی ڈرانے لگا ہے۔ اگر یہ خواب خدا کا پیغام ہے اور اگر وہ واقعی یہ چاہتا ہے کہ ہماری فوجیں یونان پر چڑھائی کریں تو تم بھی بالکل وہی خواب دیکھو گے اور تمہیں بھی وہی ہدایت دی جائیں گی جو مجھے دی گئی ہیں۔ اور میرے خیال میں ایسا یقیناً ہو گا' بشرطیکہ تم میرے والا لباس پہن لو اور تخت پر بیٹھنے کے بعد میرے بستر میں جا کر سو جاؤ۔"

16۔ ارتابانس نے پہلے تو بادشاہ کا حکم نہ مانا: کیونکہ وہ خود کو شاہی تخت پر بیٹھنے کے قابل نہیں سمجھتا تھا۔ تاہم' آخرکار وہ زرکسیز کی بات ماننے پر مجبور ہوا لیکن پہلے بادشاہ سے حسب ذیل باتیں کیں:۔۔۔

16۔(i) "مجھے اِس بات کی اہمیت بہت کم نظر آتی ہے کہ آیا ایک آدمی بذات خود عقلمند ہے یا اچھے مشوروں پر غور کرنے کو تیار ہے۔ درحقیقت تم میں یہ دونوں ہی باتیں موجود ہیں: لیکن بُرے لوگوں کے مشورے تمہیں تباہی سے دوچار کر دیں گے: وہ سمندر میں ہلچل مچانے والے ہوا کے جھونکوں کی مانند ہوتے ہیں جو اُسے اپنی فطرت کے مطابق نہیں رہنے دیتے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو تمہاری جانب سے لعنت ملامت نے مجھے زیادہ تکلیف نہیں پہنچائی: میرے لیے

زیادہ باعث تکلیف بات یہ دیکھنا تھی کہ جب فارسیوں کے سامنے دو راہیں رکھی گئیں--- ایک غرور اور دوسری انکساری کی--- تو انھوں نے زیادہ کچھ حاصل کرنے کے لالچ میں تمھیں غلط مشورہ دیا۔

16-(ii) "اب تمہارا کہنا ہے کہ جب سے تم نے بہتر راہ کو چنا ہے اور یونان پر لشکر کشی کا خیال ترک کر دیا تو ایک خواب نے تمہیں ڈرایا جو مہم کو ترک کرنے کے خلاف ہے۔ لیکن میرے بیٹے، اس قسم کی باتوں میں کوئی اُلوہیت نہیں ہوتی۔ میں تم سے عمر میں کافی بڑا ہونے کے ناطے تمہیں یہ بتاؤں گا کہ نوع انسانی کے آس پاس منڈلانے والے خوابوں کی نوعیت کیا ہے۔ آدمی دن کے دوران جو کچھ سوچتا رہا ہو وہی رات کے وقت اُسے خواب میں دکھائی دیتا ہے۔ پچھلے کئی دنوں کے دوران ہم نے اِس مہم کے بارے میں ہی بات کی ہے۔

16-(iii) "تاہم، اگر معاملہ ایسا نہیں جیسا میں سمجھ رہا ہوں، بلکہ اِس میں واقعی خدا کا ہاتھ ہے تو تم نے مختصراً اِس کے بارے میں مجھے اپنے خیالات بتا دیئے ہیں---کہ یہ مجھے بھی ویسا ہی نظر آئے جیسا تمہیں آیا ہے اور مجھے بھی وہی ہدایت دے۔ لیکن یہ خواب جیسا مجھے تمہارے کپڑوں میں نظر آئے گا ویسا ہی اپنے کپڑوں دکھائی دے گا، اور تمہارے بستر میں جا کر سونے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا--- میرا مطلب ہے کہ اگر وہ مجھے نظر آنا ہی ہے تو کہیں بھی آ جائے گا۔ کیونکہ تمہیں خواب میں نظر آنے والی شبیہہ اتنی بیوقوف نہیں کہ مجھے تمہارے کپڑوں میں پہچان نہ سکے۔ تاہم، اب یہ دیکھنا ہمارا کام ہے کہ کیا وہ مجھے کم اہمیت دیتی ہے اور میرے سامنے ظاہر نہیں ہوتی--- چاہے میں نے اپنے کپڑے پہنے ہوں یا تمہارے--- اور تمہارے سر پہ منڈلاتی رہتی ہے۔ اگر بار بار ایسا ہوتا ہے تو میں خود اُسے خدا کی جانب سے بھیجا ہوا سمجھوں گا۔ باقی اگر تمہارا ذہن پریشان ہے، اور اپنے منصوبے سے منہ موڑنا تمہارے لیے ممکن نہیں، تو ٹھیک ہے میں جا کر تمہارے بستر میں سو جاتا ہوں۔ تاہم، تب تک میں اپنی سابقہ رائے پر ہی بضد رہوں گا۔"

17- جب ارتابانس یہ باتیں کہہ چکا تو زرکسیز کے الفاظ کو غلط ثابت کرنے کے لیے اُس کے احکامات پر عمل کیا۔ وہ زرکسیز کے کپڑے پہن کر شاہی تخت پر بیٹھا اور پھر بادشاہ کے بستر پر جا سویا۔ نیند کے دوران اُسے عین وہی خواب نظر آیا جو زرکسیز نے دیکھا تھا: شبیہہ نے اُس کے اوپر کھڑے ہو کر کہا:---

"تو تم ہو وہ آدمی جس نے زرکسیز کی محبت میں اُسے یونان پر لشکر کشی سے باز رکھنے کی کوشش کی ہے! لیکن موجودہ یا آئندہ وقت میں تم بھی نقصان اٹھائے بغیر نہیں رہو گے کیونکہ تم نے اُس چیز کی راہ میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی ہے جو مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔ جہاں تک زرکسیز کا معاملہ ہے تو اُسے صاف صاف بتا دیا گیا ہے کہ اگر اُس نے میرا حکم ماننے سے انکار کیا تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُس کا کیا حشر ہو گا۔"

18۔ ارتابانس کو لگا کہ شبیہہ نے ان الفاظ میں اُسے دھمکی دی اور پھر اُس کی آنکھوں کو سرخ گرم سلاخوں[21] سے جلانے کی کوشش کی۔ اس پر وہ لرز گیا اور بستر سے اچھل کر زرکسیز کی جانب گیا اور اُس کے پاس بیٹھ کر اُسے سارا خواب سنایا۔ اس کے بعد ارتابانس نے حسب ذیل الفاظ کہے:۔۔۔

"اے بادشاہ! میں ایسا آدمی ہوں جس نے بہت سی طاقتور سلطنتوں کو کمزوروں کے ہاتھوں تہ و بالا ہوتے دیکھا ہے؛ اسی لیے میں نے تمہیں جوانی کے جوش میں بہنے سے روکنا چاہا؛ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اپنی زیر ملکیت اشیاء سے زیادہ کی ہوس کرنا کتنی بری چیز ہے۔ مجھے مساگیتے کے خلاف سائرس کی مہم یاد ہے اور اُس کا حاصل بھی؛ ایتھیوپس کے خلاف کیمبائسس کا خروج بھی میرے ذہن میں ہے؛ میں نے سیتھیوں پر داریوش کے حملے میں حصہ لیا تھا؛۔۔۔ چنانچہ ان سب باتوں کو سامنے رکھ کر میرا خیال تھا کہ اگر تم امن سے رہو تو سب لوگ تمہیں خوش قسمت قرار دیں گے۔ لیکن چونکہ یہ تحریک واضح طور پر اوپر سے آئی ہے اور ایک خدا کی بھیجی ہوئی آفت یونانیوں پر نازل ہونے والی ہے' اس لیے میں نے اس معاملے میں اپنے خیالات بدل دیئے ہیں۔ تم اہل فارس کو خدا کی منشاء بتادو اور انہیں سابقہ حکم پر ہی عمل کرنے کی ہدایت کرو۔ خیال رکھنا کہ کہیں خدا کی عنایت تمہاری کسی کوتاہی یا کاہلی کا باعث ضائع نہ ہو جائے۔"

یہ تھی دونوں کی گفتگو؛ اور جب دن چڑھا تو زرکسیز نے خواب کے حوالے سے خوشدلی کے ساتھ سب کچھ فارسیوں کے سامنے پیش کر دیا؛ جبکہ ارتابانس نے بھی مہم کے حق میں بات کی۔

19۔ جب زرکسیز جنگ کے لیے نکلنے کا فیصلہ کر چکا تو اسے تیسرا خواب نظر آیا۔ اس کے بارے میں کاہنوں سے مشورہ لیا گیا'[22] اور انہوں نے کہا کہ اس کا معنی ساری دنیا تک رسائی ہے' اور یہ کہ ساری نوع انسانی اس کی خدمت گذار بن جائے گی۔ بادشاہ نے جو خواب دیکھا وہ یوں تھا: اُس نے دیکھا کہ اُس کے سر پر ایک زیتون کے درخت کی شاخ ہے اور شاخ سے باہر کو پھیلی ہوئی ڈالیوں نے ساری زمین پر سایہ کر رکھا ہے؛ پھر اچانک اُس کی بھنوؤں پر رکھا ہوا پھولوں کا ہار غائب ہو گیا۔ سو جب کاہنوں نے خواب کی تعبیر بتادی تو مل کر بیٹھے ہوئے تمام اہل فارس اپنی اپنی سلطنت کو چلے گئے اور بادشاہ کی پیشکشوں پر بھروسہ کر کے وہاں زبردست جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ کیونکہ سبھی کو وہ انعامات و تحائف ملنے کی امید تھی جن کا وعدہ زرکسیز نے کیا تھا۔ لہٰذا زرکسیز نے براعظم کے ہر گوشے کو روند کر اپنا لشکر جمع کیا۔

20۔ مصر کی بحالی سے شمار کیا جائے تو زرکسیز نے پورے چار برس[23] اپنی فوج اکٹھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنے اور اپنے فوجیوں کی ضرورت کی تمام اشیاء تیار کرنے میں صرف کیے۔ پانچویں سال کے آخیر میں ہی اُس نے ایک طاقتور لشکر کے ہمراہ کوچ کیا۔ ہم تک پہنچنے والی معلومات کے مطابق یہ فوج آج تک کی تمام فوجوں سے کہیں زیادہ بڑی تھی؛ حتیٰ کہ کوئی بھی اور مہم اس کے مقابلہ میں اہم نہیں لگتی، نہ ہی سیتھیوں کے خلاف داریوش کی مہم، نہ سیتھیوں کا حملہ جس کا بدلہ داریوش لینا چاہتا تھا؛[۲۴] ٹرائے کے خلاف ایٹریدے کی مہم بھی نہیں جس کے بارے میں ہم کہانی سنتے ہیں: یا اُس سے بھی پہلے ماشیوں اور ٹیوکریوں کی بھی نہیں جس میں یہ اقوام بوسفورس پار کر کے یورپ میں گئیں اور سارے تھریس کو فتح کرنے کے بعد ایونیائی سمندر[۲۵] تک کا علاقہ فتح کیا، جبکہ جنوب میں دریائے پینیئس تک جا پہنچیں۔

21۔ یہ تمام اور دیگر مہمات (اگر وہ ایسی ہی تھیں) زرکسیز والی مہم کے مقابلہ میں کچھ نہیں کیونکہ کیا سارے ایشیاء میں کوئی ایسی قوم موجود تھی جسے زرکسیز یونان کے خلاف ساتھ لے کر نہیں روانہ ہوا تھا؟ یا کیا غیر معمولی حجم کے دریاؤں کے علاوہ کوئی اور ایسا دریا موجود تھا جو اُس کے فوجیوں کی پیاس بجھانے کے لیے کافی ہو؟ ایک قوم نے جہاز مہیا کیے، دوسری نے پاپیادہ سپاہی، تیسری نے گھوڑے، چوتھی نے سامان کے لیے گاڑیاں، پانچویں نے پُلوں کی طرف جنگی جہاز، چھٹی نے جہاز اور زادِ راہ۔

22۔ چونکہ سابقہ بحری بیڑے کو آتھوس کے قریب زبردست تباہی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔[۲۶] اس لیے سب سے پہلے تین سال تک اسی حوالے سے تیاریاں کی گئیں۔ کیرونیسے میں ایلیاس کے مقام پر سہ طبقہ جہازوں کا ایک بیڑہ کھڑا تھا؛ اور مختلف اقوام نے اس جگہ سے کئی دستے بھیجے جنھوں نے ایک دوسرے کو وقفے وقفے سے آرام کرنے کا موقع دیا اور مشقت گیروں کی نگرانی میں ایک خندق پر کام کیا؛ جبکہ آتھوس کے آس پاس رہنے والے لوگوں نے بھی محنت میں حصہ لیا۔ دو فارسیوں بوباریس ابن میگابازس اور آرتاکائیس ابن ارتیاس نے کام کی نگرانی کی۔

آتھوس ایک بڑا اور مشہور آباد پہاڑ ہے اور سمندر میں کافی دور تک چلا گیا ہے۔ جس جگہ پر پہاڑ براعظم پر ختم ہوتا ہے وہاں ایک راس زمین سی بنی ہے؛ اور اس مقام پر زمین کی ایک تقریباً 12 فرلانگ چوڑی پٹی اکانتھیوں اور تورونے کے سمندروں کو جدا کرتی ہے۔ اس خاکنائے پر (جہاں کوہ آتھوس ختم ہوتا ہے) ایک یونانی شہر[۲۷] سانے (Sane) ہے۔ سانے سے اندر کی طرف اور خود آتھوس کے اوپر متعدد قصبات ہیں، جنھیں اب زرکسیز براعظم سے علیحدہ کرنے میں مصروف تھا: قصبات کے نام یہ ہیں: ڈائیم، اولو فکسس، ایکروتھوم، تھاسس اور کلیونے۔

23۔ اُن کی کھدائی کرنے کا انداز حسبِ ذیل تھا:[۲۸] سانے شہر کے قریب سے ایک آڑی لکیر کھینچی گئی؛ اور مختلف اقوام نے اپنے درمیان کھدائی کا کام تقسیم کیا۔ خندق گہری ہونے پر نیچے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والے آدمی کھدائی کرتے رہے جبکہ دیگر آدمی کھدی ہوئی مٹی ایک دوسرے کو منتقل کرکے اوپر تک پہنچاتے رہے۔ چنانچہ فنیقیوں کے سوا تمام اقوام کو دوہری محنت کرنا پڑی: کیونکہ خندق اوپر سے تنگ اور نیچے سے چوڑی ہونے کے باعث مٹی متواتر نیچے گرتی رہی۔ لیکن فنیقیوں نے باقی تمام کاموں کی طرح یہاں بھی مہارت کا مظاہرہ کیا۔ کیونکہ انہوں نے خود کو الاٹ کیے گئے حصہ پر مجوزہ پیائش سے دوگنی چوڑائی پر خندق کھودنا شروع کی اور گہرائی میں جاتے ہوئے چوڑائی کم کرتے گئے' لہٰذا مقررہ گہرائی تک پہنچنے پر اُن کے حصے کی چوڑائی بھی باقیوں جتنی تھی۔ قریب ہی ایک گھاس کے میدان میں اکٹھے ہونے کی ایک جگہ اور مارکیٹ تھی: پیسے ہوئے غلے کی بہت بڑی مقدار ایشیاء سے یہاں لائی گئی تھی۔

24۔ اس کام کے متعلق غور کرنے پر مجھے لگتا ہے کہ زرکسیز خندق بنا کر اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا اور اخلاف کے لیے ایک یادگار چھوڑ جانا چاہتا تھا۔ اُس پر صاف ظاہر تھا کہ وہ کسی مشکل کے بغیر اپنے جہازوں کو خاکنائے کے پار لے جاسکتا تھا[29] پھر بھی اُس نے احکامات جاری کیے کہ ایک نہر بنائی جائے جس میں سے سمندر گزرے' اور اس نہر کی چوڑائی اتنی ہو کہ دوسہ طبقہ جہاز پہلو بہ پہلو چپو چلاتے ہوئے اس میں سے گذر سکیں۔ اسی طرح اُس نے خندق کھودنے والے افراد کو ہی دریائے سٹرائمون پر پل بنانے کا کام سونپا۔

25۔ جب یہ کارروائیاں جاری تھیں تو وہ پُلوں کے لیے رسے تیار کروا رہا تھا--- کچھ پیپرس کے اور کچھ سفید سن کے: اُس نے یہ کام فنیقیوں اور مصریوں کو سونپ رکھا تھا۔ اسی طرح اُس نے مختلف جگہوں پر سامان رسد ذخیرہ کروا رکھا تھا تاکہ یونان میں لشکر کشی کے دوران اپنی فوج اور لدو جانوروں کی ضروریات پوری کرسکے۔ اُس نے تمام مقامات کے بارے میں محتاط پوچھ گچھ کی اور اشیاء ایسی جگہوں پر رکھوائیں جہاں انہیں ایشیاء کے مختلف علاقوں اور مختلف راہوں سے بہ آسانی پہنچایا جاسکتا تھا۔ زیادہ بڑا حصہ تھریسی ساحل پر لیوسے ایکتے پہنچایا گیا' تاہم' کچھ حصہ پیرنتھیوں کے ملک میں ٹائرودیدا[30] میں' کچھ ڈورسکس[31] میں' کچھ دریائے سٹرائمون کے کنارے ایون[32] جبکہ کچھ مقدونیہ لے جایا گیا۔

26۔ دریں اثناء' اکٹھی کی گئی بری فوج زرکسیز کے ہمراہ سارڈیس کی جانب گامزن تھی' وہ کپاڈوشیا میں کریٹالا سے روانہ ہوا تھا۔ بادشاہ کے ہمراہ براعظم کے اُس پار جانے والے سارے لشکر کو اس مقام پر جمع ہونے کا حکم دیا گیا تھا اور یہاں میں یہ بتانے کی طاقت نہیں رکھتا کہ کس صوبہ دار کے دستوں کو سب سے شاندار اور منظم قرار دیا گیا اور کیسے بادشاہ کے وعدہ کے مطابق انعام ملا: کیونکہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ آیا یہ مرحلہ آیا بھی تھا یا نہیں۔ البتہ یہ امر یقینی ہے کہ زرکسیز کا لشکر دریائے ہیلس پار کرنے کے بعد فریجیا سے ہوتا ہوا **کلینے**[33] شہر میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہنچا۔ یہاں دریائے میاندر کے ماخذ موجود ہیں' اور اسی طرح ایک اور کافی بڑے دریا کیٹاریکٹ کے بھی: موخرالذکر دریا کلینے کے بازار میں سے اُبھرتا اور میاندر میں جاگرتا ہے۔ اس بازار میں بھی نظروں کے سامنے سیلنس مارسیاس کی کھال لٹکی ہے جسے فریجیائی کہانی کے مطابق اپالو نے کھنچوا کر یہاں لٹکایا تھا۔

27۔ اس شہر میں ایک لیڈیائی شخص پائتھیس ابن اتیس رہتا تھا۔ اس آدمی نے زرکسیز اور اُس کی ساری فوج کا زبردست انداز میں خیر مقدم کیا اور ساتھ ہی اپنی جانب سے جنگ کے لیے ایک خطیر رقم پیش کی۔ رقم کا ذکر سُن کر زرکسیز نے اپنے پاس کھڑے فارسیوں سے پوچھا' "یہ پائتھیس کون ہے اور اُس کے پاس کتنی دولت ہے؟" انہوں نے جواب دیا' "اے بادشاہ! یہ وہی شخص ہے جس نے آپ کے والد داریوش کو ایک سونے کا درخت اور سونے کے انگور دیئے تھے؛ [۴۴] اور ہماری معلومات کے مطابق وہ آپ کی استثنا کے ساتھ اب بھی دنیا کا امیر ترین آدمی ہے۔"

28۔ زرکسیز آخری الفاظ پر حیران ہوا اور اب بذات خود پائتھیس سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اُس کی دولت اصل میں کتنی تھی۔ پائتھیس نے حسب ذیل جواب دیا:۔۔۔

"اے بادشاہ! میں آپ سے یہ معاملہ نہیں چھپاؤں گا' اور نہ ہی یہ منافقت کروں گا کہ مجھے اپنی دولت کا اندازہ نہیں ہے: بلکہ مجھے پورا پورا علم ہے اور آپ کے سامنے مکمل طور پر بتاؤں گا۔ کیونکہ جب غیر ممالک میں آپ کے سفر کا چرچا ہوا اور میں نے سنا کہ آپ سیدھے یونانی ساحل کی طرف آرہے ہیں تو آپ کو جنگ کے لیے اپنی جانب سے کچھ رقم دینے کی خاطر اپنے خزانوں کو شمار کیا: مجھے پتا چلا کہ اُن کی مالیت دو ہزار ٹیلنٹ چاندی اور سونے کے سات ہزار کم 40 لاکھ ڈارک سٹاٹر [۴۵] بنتی ہے۔ میں نے یہ سب کچھ اپنی مرضی سے آپ کو تحفہ میں پیش کیا ہے: اور جب یہ خرچ ہو جائیں تو میرے غلام اور جاگیریں میری ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی دولت ہوں گی۔

29۔ اس تقریر نے زرکسیز کا دل موہ لیا اور اُس نے جواب دیا' "پیارے لیڈیائی' فارس سے نکل کر یہاں پہنچنے تک کوئی آدمی ایسا نہیں ملا جس نے تمہاری طرح ہمارا استقبال کیا ہو' یا خود بخود جنگ کے لیے رقم لے کر میرے پاس آیا ہو۔ تم نے یہ دونوں ہی کام کیے۔۔۔ پہلے میرے لشکر کو شاندار دعوت دی اور اب ایک خطیر رقم پیش کر رہے ہو۔ اس کے بدلے میں' میں تم پر یہ مہربانی کرتا ہوں کہ آج کے بعد تم میرے پکے دوست ہو: اور 40 لاکھ میں سات ہزار کی کمی میں اپنی طرف سے پوری کرتا ہوں تاکہ تم مجھے پورے 40 لاکھ ہی دو۔ اب تمہارے پاس جو کچھ بھی بچا ہے اُس سے مزہ اُٹھاتے رہو: اور ہمیشہ ایسے ہی رہنا جیسے اب ہو۔ اگر تم نے ایسا کر لیا تو زندگی بھر

نہیں پچھتاؤ گے۔"

30۔ اس کے بعد زرکسیز نے آگے کا قصد کیا؛ اور ایک فریجیائی شہر Anaua اور ایک نمک پیدا کرنے والی جھیل سے گذر کر ایک بڑے فریجیائی شہر کولوسے [۳۶] پہنچا جو اُس مقام پر واقع ہے جہاں دریائے لائیکس ایک غار میں گرتا اور غائب ہو جاتا ہے۔ یہ دریا تقریباً پانچ فرلانگ کے فاصلے تک زیرِ زمین بہنے کے بعد ایک مرتبہ پھر ظاہر ہوتا اور اوپر مذکور دریا کی طرح میاندر میں گرتا ہے۔ فوج کولوسے سے کوچ کر کے فریجیا کی لیڈیا سے لگنے والی سرحدوں پر پہنچی؛ اور یہاں وہ ایک سِدرارا [۳۷] نامی شہر میں آئے جہاں کروسس نے ایک ستون نصب کروا کر اُس پر دونوں ممالک کی حدود کندہ کی ہوئی تھیں۔

31۔ فریجیا سے نکل کر لیڈیا میں جانے پر سڑک الگ ہو جاتی ہے؛ بائیں طرف والا راستہ کیریا میں جاتا ہے جبکہ دائیں طرف والا سار دیس کو۔ آپ اس راستے پر چلتے جائیں تو میاندر پار کر کے کالاتیس شہر کے قریب سے گذرنا پڑتا ہے جہاں گندم اور جھاؤ [۳۸] کے پھل سے شہد بنانے والے لوگ رہتے ہیں۔ یہ راہ منتخب کرنے والے زرکسیز نے یہاں ایک اس قدر خوبصورت شجرِ چنار [۳۹] دیکھا کہ وہاں طلائی زیور نذر کیے اور اپنے لافانیوں [۴۰] میں سے ایک کو یہاں نگران بنا دیا۔ اگلے روز وہ لیڈیائی دارالسلطنت میں داخل ہوا۔

32۔ یہاں اُس نے سب سے پہلے قاصدوں کو پیغام بھیجا کہ وہ مٹی اور پانی دینے کو ترجیح دیں اور بادشاہ کے استقبال کے لیے ہر جگہ پر جشن منانے کی تیاریاں کریں۔ اُس نے سپارٹا اور نہ ہی ایتھنز کو کوئی پیغام بھیجا؛ [۴۱] لیکن ان شہروں کے سوا اُس کے قاصد ہر کہیں گئے۔ اُس نے پہلے ہی انکار کر چکی ریاستوں سے دوبارہ مٹی اور پانی (خراج) کیوں مانگا؟ اس کی وجہ یہ تھی: اُس نے سوچا کہ اگرچہ انہوں نے داریوش کے مطالبہ کو رد کر دیا تھا مگر اب خوف کے مارے، انکار کرنے کی جرات نہیں کریں گی۔ چنانچہ اُس نے قطعی طور پر معلوم کرنے کے لیے اپنے قاصدوں کو بھیجا۔

33۔ اس کے بعد زرکسیز نے ابائیدوس کی جانب کوچ کی تیاریاں مکمل کیں جہاں ہیلس پونٹ پر ایشیاء اور یورپ کے درمیان پُل ابھی ابھی مکمل ہوا تھا۔ سیستوس اور میڈائٹس [۴۲] (ہیلس پونٹی کیرونیسے میں) کی بیچ راہ میں اور عین ابائیدوس کے سامنے زمین کی ایک چٹانی پٹی سمندر میں کچھ فاصلے تک جاتی ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں کچھ عرصہ بعد یونانیوں نے ژان تی پس ابن آریفرون کی زیرِ قیادت سیستوس کے فارسی حاکمِ وقت آرتائکتیس کو شکست دی اور اسے ایک لکڑی کے پھٹے پر کیلوں سے ٹھونک دیا۔ [۴۳] یہی آرتائکتیس ایلیاس کے پراسس ٹیسی لاس کے معبد میں عورتوں کو لایا اور وہاں ناپاک ترین گناہوں کا مرتکب ہوا۔

34۔ کام کے ذمہ دار آدمیوں نے اس پٹی کی جانب ابائیدوس سے ایک دوہرا پل بنایا؛ اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب فنیقیوں نے ایک لائن سن کے رسوں سے تعمیر کر دی تو مصریوں نے دوسری کو پیپرس سے بنایا۔ ابائیدوس کے پار سامنے والے ساحل تک یہ سات فرلانگ بنتا ہے۔ چنانچہ اس حصے پر کامیابی سے پل بنایا جا چکا تو ہوا یوں کہ ایک خوفناک طوفان اُٹھا اور سارا کام برباد کر گیا۔

35۔ سوزرکسیز یہ خبر سُن کر بہت غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ ہیلس پونٹ کو 300 کوڑے پڑیں گے اور اس میں بیڑیوں کا ایک جوڑا ڈالا جائے گا۔ میں نے سنا ہے کہ اُس نے لوہاروں کو حکم دیا کہ اپنے لوہے اُٹھائیں اور ہیلس پونٹ کو پہنا دیں۔ یہ بات یقینی ہے کہ اُس نے پانی کو کوڑے مارنے والوں کو ساتھ ساتھ یہ بربری اور گستاخانہ الفاظ بولنے کا حکم دیا: "او سرکش پانی' تیرے آقا نے تجھے یہ سزا دی ہے کیونکہ تو نے بلاوجہ اُس کے ساتھ زیادتی کی ہے' حالانکہ اُس نے تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ پھر بھی بادشاہ زرکسیز تجھے ضرور پار کرے گا' چاہے تو اجازت دے یا نہ دے۔ تو اس بات کا حقدار ہے کہ کوئی انسان قربانی کے ساتھ تیری عزت افزائی نہ کرے: کیونکہ تُو درحقیقت ایک مکار اور بدذائقہ دریا[۴۴] ہے۔" اُس کے احکامات پر جب سمندر کو یوں سزا دی جا رہی تھی تو اُس نے حکم دیا کہ کام کے نگرانوں کی گردنیں مار دی جائیں۔

36۔ تب کام کے ذمہ داروں نے یہ ناخوشگوار فریضہ سرانجام دیا: اور دیگر ماہرین تعمیرات کام پر لگ گئے اور اسے حسب ذیل انداز میں پایہ تکمیل کو پہنچایا۔

انہوں نے پل بنانے کے لیے بحر اسود کی ایک طرف 360 اور دوسری طرف 314 جہاز ساتھ ساتھ کھڑے کیے: یہ جہاز سمندر سے زاویہ قائمہ پر اور ہیلس پونٹ کے بہاؤ کی سمت میں کھڑے کیے گئے تھے تاکہ ساحلی رسوں پر زیادہ کھنچاؤ نہ پڑے۔ انہوں نے جہازوں کو ملا کر اُنہیں غیر معمولی سائز کے لنگروں سے ایک جگہ پر روکے رکھا تاکہ بحر اسود کی جانب والے پُل کے جہاز آبناؤں کے اندر آنے والی ہواؤں کی مدافعت کر سکیں اور مغرب میں آگے کو ایجیئن کے سامنے والا پُل جنوب اور جنوب مشرق سے آنے والی ہواؤں کا مقابلہ کر سکے۔ جہازوں کی قطاروں کے درمیان کم از کم تین جہازوں کا فاصلہ رکھا گیا جس میں سے کوئی بحر اسود سے آنے یا اس میں جانے والا ہلکا جہاز گذر سکے۔ جب یہ سب کام ہو چکا تو انہوں نے لکڑی کے لنگر چرخوں (Capstans) کی مدد سے رسوں کو تنا۔ مزید بر آں' اس مرتبہ انہوں نے پیپرس اور سن کو علیحدہ علیحدہ استعمال کرنے کی بجائے ہر پُل کے چھ رسوں میں سے دو سن اور چار پیپرس کے بنائے۔ دونوں رسے ایک ہی جتنے موٹے اور ایک جیسے معیار کے تھے: لیکن سن کے رسے زیادہ بھاری تھے۔۔۔ کم از کم ایک ٹیلنٹ فی کیوبٹ۔ آبنائے پر جب پُل مکمل ہو گیا تو درختوں کے تنوں کو پھٹوں کی شکل دے کر پُل کی چوڑائی کے برابر کاٹا اور مضبوط رسیوں سے ساتھ ساتھ جوڑ دیا گیا۔ پھر جھاڑیاں لا کر پھٹوں پر رکھی گئیں' اور جھاڑیوں کے اوپر مٹی ڈالنے کے بعد اُسے کوٹ کوٹ کر ٹھوس بنایا گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آخر میں ایک راہداری کے دونوں طرف اتنی اونچی دیواریں (دھس 'Bulwarks) بنائی گئیں کہ گھوڑے اور لدو جانور نیچے پانی دیکھ کر ڈر نہ جائیں۔

37۔ آخر کار سب کام مکمل ہو گیا۔۔۔ پُل' آتھوس کا منصوبہ 'کٹاؤ کے دہانوں پر پُشتے (جنہیں اس لیے بنایا گیا تھا کہ پانی کی جھاگ مدخلوں[۴۵] کو بند نہ کر دے)؛ اور جب زرکسیز کو سارے کام کی تکمیل کی خبر دی گئی تو انجام کار لشکر سار دیس میں سردیاں گذار کر بہار آتے ہی ابائیدوس کی جانب پورے سازو سامان کے ساتھ روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت سورج اچانک آسمانوں پر اپنی جگہ چھوڑ کر غائب ہو گیا حالانکہ کوئی بادل دکھائی نہ دے رہے تھے اور آسمان صاف و پر سکون تھا۔ دن رات میں بدل گیا؛ یہ بدشگونی دیکھ کر زرکسیز کا ماتھا ٹھنکا اور اُس نے فوراً کاہنوں کو بلوا کر اس فال کا مطلب پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا۔۔۔ "خدا یونانیوں کو اُن کے شہروں کی تباہی سے پیشگی خبردار کر رہا ہے؛ کیونکہ سورج اُن کی پیش گوئی کرتا ہے اور چاند ہمارے لیے۔" سو اس جواب سے مطمئن ہو کر زرکسیز خوشی خوشی آگے بڑھتا رہا۔

38۔ فوج اپنے کوچ کا آغاز کر چکی تھی جب لیڈیائی پاتھیس آسمانی شگون سے خوفزدہ ہو گیا اور اپنے تحائف کی بنیاد پر حوصلہ کر کے زرکسیز کے پاس آیا اور بولا۔۔۔ "اے میرے آقا' میرے اوپر ایک مہربانی کریں جو آپ کے لیے تو ایک معمولی بات لیکن میرے لیے نہایت اہم ہے۔" زرکسیز نے فوراً اُس کی خواہش پوری کرنے کا وعدہ کیا اور بلا جھجک دل کی بات کہنے کا حکم دیا۔ پاتھیس نے بھرپور بے باکی کے ساتھ کہا۔۔۔

"اے میرے آقا! آپ کے اِس خادم کے پانچ بیٹے ہیں؛ اور اتفاقاً سبھی کو یونان کے خلاف اس فوج کشی میں شامل ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ میری درخواست ہے کہ میرے بڑھاپے پر رحم کھائیں؛ اور میرے سب سے بڑے بیٹے کو پیچھے ہی رہ جانے اور میری دولت کی دیکھ بھال کرنے کی اجازت دیں۔ باقی چار کو اپنے ساتھ لے جائیں؛ اور دل کی تمنا پوری کر کے بحفاظت واپس آئیں۔"

39۔ لیکن زرکسیز بہت غصہ میں آ گیا اور اُسے جواب دیا: "او بوڑھے! تم نے میرے ساتھ اپنے بیٹے کی بابت بات کرنے کی جرات کیسے کی جبکہ میں خود اپنے بیٹوں' بھائیوں' رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ یونان پر حملہ کرنے جا رہا ہوں؟ تم میرے غلام ہو اور تمہارا فرض ہے کہ اپنے سارے گھرانے کے ساتھ میرے پیچھے پیچھے آؤ اور بیوی کو بھی گھر پر نہ چھوڑو! یاد رکھو' انسان کی روح اُس کے کانوں میں رہتی ہے اور کوئی اچھی بات سننے پر فوراً اُس کا جسم مسرت سے لبریز ہو جاتا ہے؛ لیکن کوئی بری بات سنتے ہی پر ہیجان ہو جاتا ہے۔ جب تم نے اچھا عمل کیا اور مجھے اعلیٰ تحائف پیش کیے تو بادشاہ نے تم پر عنایات کیں اور اب جبکہ تم بدل گئے اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سرکش ہو گئے ہو تو تمہیں اُس سے کم ملے گا جس کے تم مستحق ہو۔ تم اور تمہارے چار بیٹے تو محفوظ رہیں گے، لیکن جس بیٹے کو تم نے باقیوں پر ترجیح دی ہے، اُس کی زندگی کا خاتمہ تمہاری سزا ہو گی۔" یہ کہتے ساتھ ہی اُس نے حکم دیا کہ پاتھیس کے سب سے بڑے بیٹے کو ڈھونڈ کر اُس کے جسم کو دو حصوں میں کاٹا جائے اور عظیم شاہراہ کے دائیں اور بائیں طرف لٹکا دیا جائے تاکہ فوج اُن کے درمیان میں سے گذرے۔[46]

40۔ بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی اور فوج لاش کے دو حصوں کے درمیان سے گزری۔ سب سے پہلے سامان بردار اور لدو جانور گذرے، پھر متعدد اقوام کا ملا جلا ایک وسیع گروہ کسی وقفے کے[47] بغیر گذرا جن کی تعداد نصف فوج سے زائد تھی۔ ان دستوں کے بعد بادشاہ اور اُن کے درمیان کچھ فاصلہ رکھا گیا۔ بادشاہ کے آگے پہلے ایک ہزار بہترین فارسی گھڑ سوار تھے، پھر ایک ہزار بہترین نیزہ بردار جن کے نیزوں کا رُخ زمین کی طرف تھا۔۔۔ ان کے بعد دس مقدس گھوڑے (Nisaean) نسیان تھے۔ ان گھوڑوں کو نسیان اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اُن کا تعلق میڈیا میں ایک وسیع میدان نسیان سے ہے جہاں بڑی عمدہ نسل کے گھوڑے پائے جاتے ہیں۔ دس مقدس گھوڑوں کے بعد زیئس کا مقدس رتھ تھا جسے آٹھ سفید دودھ گھوڑے کھینچ رہے تھے جبکہ پیچھے پیچھے چلتے ہوئے رتھ بانوں نے اُن کی لگامیں تھام رکھی تھیں۔ پھر خود زرکسیز کا رتھ تھا جس میں نسیان گھوڑے جتے ہوئے تھے اور فارسی رتھ بان اتی رامفیز ابن اوٹینس بادشاہ کے پہلو میں کھڑا تھا۔[48]

41۔ اس طرح زرکسیز ساردیس سے روانہ ہوا۔۔۔ لیکن وہ گاہے بگاہے اپنے رتھ سے اُتر کر ادھر اُدھر چہل قدمی کیا کرتا تھا۔ بادشاہ کے پیچھے ہی ایک ہزار اعلیٰ اور بہادر ترین فارسی نیزہ برداروں کا دستہ اپنے نیزے اُٹھائے ہوئے معمول کے انداز میں[49] چل رہا تھا۔ اس کے بعد دس ہزار پیادے[50] تھے۔ ان آخری والوں میں سے ایک ہزار نے نیزے اُٹھا رکھے تھے جن کی نچلی طرف نوکوں کی بجائے طلائی انار لگے تھے: اور اُن کے گرد دیگر نو ہزار تھے جن کی نیزوں پر لگے انار چاندی کے تھے۔ جن نیزہ برداروں نے اپنے نیزوں کا رخ زمین کی طرف کر رکھا تھا اُن پر بھی طلائی انار تھے اور زرکسیز کے بالکل پیچھے چلنے والے ایک ہزار فارسیوں کے نیزوں پر سونے کے سیب تھے۔ دس ہزار پیادوں کے پیچھے فارسی گھڑ سواروں کا دس ہزاری دستہ تھا: اور پھر باقی کی فوج کافی فاصلے پر ملے جلے ہجوم کی صورت میں چلی آ رہی تھی۔

42۔ لیڈیا سے نکلنے کے بعد فوج کا رُخ دریائے کائیکس اور سرزمین مائشیا کی جانب ہو گیا۔ کائیکس سے پرے سڑک کوہ کانا کو بائیں طرف چھوڑتے ہوئے اتارنیائی میدان میں سے گذرتی اور کارینا کے شہر کو جاتی ہے۔ فوج اسے چھوڑ کر تھیبے[51] کے میدان کی جانب بڑھی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایڈرا میتھم اور پیلا جی شہر انتاندرس [۵۲] کو پار کیا؛ پھر کوہ ایڈا کو بائیں ہاتھ [۵۳] رکھ کر ٹروجنی علاقے میں داخل ہوئی۔ اس سفر میں فارسیوں کو کچھ نقصان برداشت کرنا پڑا؛ کیونکہ جب وہ رات کے وقت کوہ ایڈا کے دامن میں فروکش تھے تو گرج چمک کے ساتھ تیز آندھی آگئی اور بہت سوں کو ہلاک کر ڈالا۔

43۔ سار دیس سے روانگی کے بعد اپنی راہ میں آنے والے پہلے دریا سکاماندر --- جس کا پانی آدمیوں اور جانوروں کی پیاس بجھانے کے لیے کافی نہ ہو سکا --- [۵۴] پر پہنچ کر زرکسیز پریام کے پیرگامس [۵۵] پر چڑھا' کیونکہ وہ جگہ کو دیکھنے کا خواہشمند تھا۔ جب اُس نے سب دیکھ لیا اور تمام معلومات حاصل کرلیں تو ٹروجن اتھنا کے حضور ایک ہزار بیل قربان کیے جبکہ کاہنوں نے ٹرائے میں ہلاک ہونے والے سورماؤں کو مشروبات بھینٹ کیے۔ اگلی رات پڑاؤ میں کھلبلی مچ گئی لیکن صبح کے وقت دن کی روشنی میں وہ دوبارہ روانہ ہوئے اور رہوٹیئم' اوفر-ٹنیئم اور دار دانس [۵۶] کے شہروں کو --- جو گرجس [۵۷] کے ٹیوکریوں کے دائیں طرف ابائیدوس کے کنارے پر ہیں --- کو بائیں ہاتھ چھوڑتے ہوئے ابائیدوس پہنچے۔ [۵۸]

44۔ وہاں پہنچ کر زرکسیز اُس پر بیٹھ گیا اور وہاں سے نیچے ساحل پر نگاہ دوڑاتے ہوئے اپنی ساری بری و بحری افواج بیک وقت دیکھا۔ اس دوران اُسے جہازوں کے درمیان بحرپیائی کا مقابلہ دیکھنے کی خواہش ہوئی' چنانچہ مقابلہ ہوا اور سیڈون کے فینیقی فاتح رہے: زرکسیز فوجیوں کے دوڑ کے مقابلہ سے بھی محظوظ ہوا۔

45۔ اور اب سارے ہیلس پونٹ کو اپنے بیڑے کے جہازوں کے تسلط میں جبکہ سارے ساحل اور ابائیدوس کے آس پاس ہر میدان میں آدمی ہی آدمی دیکھ کر زرکسیز نے خود کو شاباش دی لیکن اگلے ہی لمحے رو دیا۔

46۔ تب بادشاہ کے چچا ارتابانس --- جس نے اُسے یونان پر لشکر کشی سے منع کرنے کی کوشش کی تھی --- زرکسیز کے رونے کی خبر سُن کر اُس کے پاس گیا اور کہا --- "تمہارے کچھ دیر پہلے والے اور موجودہ تاثر میں اتنا تضاد کیسے آگیا! تب تم خوش ہو رہے تھے' اور دیکھو اب رو رہے ہو۔"

زرکسیز نے جواب دیا: "انسانی زندگی کے اختصار کے بارے میں اور یہ سوچ کر میرا دل بھر آیا کہ ایک سو سال بعد اس وسیع و عریض انبوہ کثیر میں سے ایک فرد بھی زندہ نہیں ہوگا۔"
ارتابانس نے کہا' "زندگی میں کچھ چیزیں اس سے بھی زیادہ افسردہ کن ہیں۔ ہماری زندگی مختصر سہی لیکن اس لشکر میں یا کہیں اور کوئی اس قدر مسرور شخص بھی ہوگا کہ جسے کئی مرتبہ زندہ رہنے کی بجائے مرجانے کی خواہش محسوس ہوئی ہوگی۔ ہم پر آفات نازل ہوتی ہیں: بیماری ہمیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پریشان اور ہراساں کرتی ہے اور ہماری اس مختصر زندگی کو بھی طویل بنا دیتی ہے۔ سو ہماری زندگی کی کلفتوں میں موت ہماری نسل کے لیے ایک خوبصورت پناہ گاہ ہے؛ اور ہمیں خوشگوار موقعوں کا مزہ فراہم کرنے والا خدا اہم پر رشک کرتا ہے۔"

47۔ زرکسیز بولا "ٹھیک ہے' انسانی زندگی ویسی سی جیسی تم نے پیش کی ہے۔ لیکن' ارتابانس! اسی وجہ کی بنا پر آؤ ہم اپنی سوچوں کا دھارا دوسری جانب موڑ لیں اور اس قدر غمناک موضوع پر زیادہ بات نہ کریں جبکہ خوشگوار چیزیں ہمارے پیش نظر ہیں۔ اس کی بجائے مجھے بتاؤ کہ اگر تمہیں خود بھی وہ خواب نظر آیا ہوتا تو کیا تب بھی تمہارا خیال وہی ہوتا جو اس وقت ہے' اور کیا تب بھی تم مجھے یونان پر لشکر کشی سے روکتے رہتے' یا اس موقع پر مختلف انداز میں سوچ رہے ہوتے؟ مجھے ایمانداری سے جواب دو۔"

48۔ ارتابانس نے کہا' "اے بادشاہ' خدا کرے کے ہمارے دیکھے ہوئے خواب کا نتیجہ ہماری خواہش کے مطابق نکلے! جہاں تک میرا اپنا معاملہ ہے تو میں اب بھی خوفزدہ ہوں' اور ہمیں لاحق خطرات پر غور کر کے اور بالخصوص دو باتوں کو آپ کے خلاف جاتا دیکھ کر میں بمشکل ہی خود کو قابو کر پایا ہوں۔"

49۔ زرکسیز نے جواب میں کہا' "او عجیب آدمی! کیا کہا' برائے مہربانی مجھے بتاؤ کہ تم کن دو چیزوں کی بات کر رہے ہو؟ کیا تمہیں میری بری فوج تعداد میں کم لگ رہی ہے' یا کیا تم سمجھتے ہو کہ یونانی اس سے بھی بڑا لشکر لے کر میدان میں آئیں گے؟ یا تم ہمارے بحری بیڑے کو اُن سے کمزور سمجھتے ہو؟ یا تم ان دونوں حوالوں سے خوفزدہ ہو؟ اگر تمہاری رائے میں ہم کسی بھی حوالے سے کمتر ہیں تو فوراً ایک اور دستہ جمع کیا جا سکتا ہے۔"

50۔ ارتابانس نے کہا' "اے بادشاہ! یہ ممکن نہیں کہ کوئی باشعور آدمی تمہاری فوج کی یا جہازوں کی تعداد میں کوئی غلطی نکال سکے۔ دو چیزیں ان سب سے زیادہ معاندانہ بن جائیں گی۔ وہ دو چیزیں زمین اور سمندر ہیں۔ میرے خیال میں سارے وسیع و عریض سمندر میں کہیں بھی کوئی اتنی بڑی بندرگاہ نہیں کہ طوفان آنے کی صورت میں تمہارے جہاز وہاں سما کر یقینی تحفظ حاصل کر سکیں۔ نیز تمہیں اس قسم کی صرف ایک نہیں بلکہ سارے ساحل پر کئی بندرگاہیں درکار ہوں گی جن کے ذریعہ تم پیشقدمی کر سکو۔ اس قسم کی بندرگاہیں نہ ہونے کے باعث یہ امر ذہن میں رکھنا چاہئے کہ انسانوں پر اتفاقات حکومت کرتے ہیں نہ کہ انسان اتفاقات پر۔ یہ ہے دو خطروں میں سے پہلا خطرہ؛ اور اب میں دوسرے کی بابت بات کروں گا۔ زمین بھی تمہاری دشمن ہوگی؛ کیونکہ آگے ہی آگے بڑھتے ہوئے کوئی بھی تمہاری مدافعت نہیں کرے گا' تو پھر کامیابی کس پر حاصل ہوگی؟ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ محض فاصلے کے سوا کچھ بھی تمہارے مدمقابل نہ ہوگا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور فاصلہ بڑھتا ہی چلا جائے گا تو خوراک ختم ہو جائے گی۔ میرے خیال میں بہترین یہی ہے کہ مشورہ کرتے وقت تمام ممکنہ آفات کو تصور کیا جائے' لیکن عمل کا وقت آنے پر بہادری دکھائی جائے۔"

جواب میں زرکسیز نے کہا۔۔۔ "اے ارتابانس' تمہاری کہی ہوئی بات میں ایک استدلال موجود ہے; لیکن میری تم سے درخواست ہے کہ تمام چیزوں سے ایک ہی طرح خوف نہ کھاؤ اور نہ ہی ہر خدشے کو شمار کرو۔ کیونکہ اگر تم ہمیں پیش آنے والی ہر صورتحال میں تمام ممکنات کو دیکھتے رہے تو کبھی کچھ حاصل نہ کر پاؤ گے۔ ہمیں بہتر یہ ہے کہ ہمیشہ دل مضبوط رکھو اور امکانات سے خوف کھانے کی بجائے اپنے حصے کی مصیبتیں سہو۔ نیز اگر تم نے دوسروں کی ہر بات کی مخالفت کی اور ہمیں وہ راہ نہ بجھائی جو اختیار کرنی چاہیے تو دوسروں کی طرح تم بھی ہمیں ناکامی سے دوچار کر دو گے; کیونکہ تم بھی اُن کے ہم پلہ ہو اور جہاں تک اُس یقینی راہ کا معاملہ ہے تو تم محض ایک انسان کی حیثیت میں ہمیں اُس تک کیسے لے جاسکتے ہو؟ میں پُر یقین نہیں ہوں کہ تم ایسا کر سکتے ہو۔ کامیابی زیادہ تر انہی کو ملتی ہے جو بہادری کے ساتھ قدم اٹھاتے ہیں' نہ کہ انہیں جو ہر بات کو جانچتے تولتے اور کوشش کرنے میں سستی کرتے ہیں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ فارس کی طاقت اب کتنی بلندی تک پہنچ گئی ہے۔۔۔ اگر مجھ سے پہلے تخت پر بیٹھنے والے تمہارے ہم خیال ہوتے یا انہوں نے محض تم جیسوں کے مشورے ہی سنے ہوتے تو فارس کبھی آج جتنا طاقتور نہ ہو سکتا۔ انہوں نے بہادرانہ کوششوں کے ذریعہ ہی اپنا اقتدار وسیع کیا; کیونکہ عظیم سلطنتیں عظیم خطرات مول لے کر ہی فتح کی جاسکتی ہیں۔ اس لشکر کشی میں ہم اپنے باپ داداؤں کی پیروی کر رہے ہیں; اور ہم سال کے بہترین موسم میں روانہ ہوئے ہیں; سو جب ہم سارے یورپ کو مطیع کر لیں گے تو کسی مصیبت کا تجربہ کیے بغیر واپس آئیں گے۔ کیونکہ ایک طرف ہمارے پاس رسد کے وافر ذخائر ہیں' جبکہ دوسری طرف ہم اُن تمام ممالک کا غلہ بھی حاصل کریں گے جن پر ہم حملہ آور ہوں گے; ہمارا رُخ کسی خانہ بدوش لوگوں کی طرف نہیں بلکہ ایسے لوگوں کے خلاف ہے جو کھیتی باڑی کرتے ہیں۔"

51۔ تب ارتابانس نے کہا۔۔۔ "اگر تمہارا فیصلہ ہے کہ ہم کسی چیز سے خوف نہ کھائیں گے تو کم از کم میرے ایک مشورے پر ہی غور کر لو; کیونکہ جب بہت سے معاملات درپیش ہوں تو آپ کے پاس کہنے کو کچھ زیادہ نہیں ہوتا۔ تم جانتے ہو کہ سائرس ابن کیمبائسس نے ایونیاؤں کی ساری نسل کو مطیع کر کے فارسیوں کا باج گزار بنا دیا تھا' ماسوائے ایٹیکا[59] والوں کے۔ اب میرا مشورہ ہے کہ تم ان لوگوں کو انہی کے باپوں[60] کے خلاف لے کر نہ جاؤ; کیونکہ ہم اس قسم کی مدد کے بغیر ہی انہیں زیر کرنے کے قابل ہیں۔ اگر ہم انہیں اپنے ساتھ جنگ پر لے کر جا رہے ہیں تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہیں دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہو گا۔۔۔ اپنے وطن کو غلام بنانے میں مدد دے کر خود کو بد ترین لوگ ظاہر کرنا' یا اُسے آزاد رکھنے کی جدوجہد میں شامل ہو کر خود کو نہایت باوفا ثابت کرنا۔ اگر وہ ناانصافی کی راہ چنتے ہیں تو ہمارے لیے بہت کم فائدہ مند ثابت ہوں گے: جبکہ اگر انہوں نے منصفانہ اقدام کا فیصلہ کیا تو ہمارے لشکر کو زبردست نقصان پہنچائیں گے۔ ایک پُرانی ضرب المثل کو ذہن میں رکھیں جس میں سچ کہا گیا ہے کہ۔۔۔ کسی معاملے کا آغاز اور انجام فوراً ہی نظر نہیں آتا۔"

52۔ زرکسیز نے جواب دیا' "ارتابانس تمہاری کہی ہوئی بات قطعی بے بنیاد ہے' تم یہاں بھی اُسی طرح غلطی پر ہو جیسے ایونیاؤں کی ایمانداری پر شک کرنے میں تھے۔ کیا انہوں نے ہمیں اپنی وابستگی کا یقینی ثبوت نہیں دے دیا۔۔۔ ایک ایسا ثبوت جس کے تم خود گواہ ہو' اور وہ تمام لوگ بھی جو داریوش کے ہمراہ سیتھیوں کے خلاف لڑے تھے؟ جب ساری فارسی فوج کو بچانا یا تباہ کرنا مکمل طور پر اُن کے ہاتھ میں تھا تو اُنہوں نے وفاداری کا مظاہرہ کیا اور ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ علاوہ ازیں وہ اپنی بیویوں بچوں اور جائیدادوں کو پیچھے ہمارے ملک میں چھوڑ کر جائیں گے۔۔۔ تو کیا یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ بغاوت کی کوشش کریں گے؟ اس حوالے سے کوئی خوف نہ کرو: بلکہ دل کو مضبوط رکھو اور میری سلطنت اور خاندان پر اعتماد کرو۔ میں اپنی حاکمیت کے لیے صرف اور صرف تم پر اعتبار کرتا ہوں۔"

53۔ زرکسیز جب اپنی بات مکمل کر چکا تو ارتابانس کو واپس سوسا بھیج کر تمام قابل ذکر فارسیوں کو اپنے سامنے پیش ہونے کا حکم دیا' اور جب وہ آگئے تو اُن سے مخاطب ہوا:۔۔۔

"اے اہل فارس' میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا ہے کیونکہ تمہیں شجاعت و بہادری سے کام لینے کی ترغیب دینا چاہتا ہوں' اور بزدلی دکھا کر فارسیوں کی سابقہ فتوحات کو بے توقیر کرنے سے باز رکھنا چاہتا ہوں۔ آؤ ہم سب کے سب انفرادی اور اجتماعی طور پر مقدور بھر کوشش کریں کیونکہ یہ ہمارے مشترکہ فائدے کا معاملہ ہے۔ میری درخواست ہے کہ جنگ میں ہر ممکن طریقے سے حصہ لو۔ ہم جن لوگوں پر حملہ کرنے جارہے ہیں وہ بہادر جنگجو ہیں۔۔۔ بشرطیکہ رپورٹ درست ہو۔۔۔؛ اور اگر ہم نے انہیں فتح کر لیا تو پھر دنیا میں کوئی بھی قوم ہماری مخالفت کرنے کی ہمت نہ کرے گی۔ آؤ اب فارس کی بھلائی کے محافظ دیوتاؤں [الہ] سے دعا کریں اور نہر کو پار کریں۔"

54۔ سارا دن تیاریاں جاری رہیں: اور اگلے دن انہوں نے پُلوں پر ہر قسم کے مصالحہ جات جلائے اور راستے میں حنا کی ڈالیاں' بچھائیں اور سورج نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔ جونہی سورج نکلا زرکسیز نے طلائی جام لے کر سمندر میں بھینٹ کے طور پر شراب گرائی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سورج کی جانب منہ کرکے دعا کی کہ "یورپ کو فتح کر لینے تک میرے اوپر کوئی بد قسمتی نازل نہ ہو اور میں کامیابی سے یورپ کی آخری حدود تک جاؤں۔" دعا کے بعد اُس نے طلائی جام کو ہیلس پونٹ میں پھینکا اور اس کے ساتھ ہی ایک طلائی پیالہ اور ایک فارسی تلوار بھی--- جسے ہم acinaces[۶۲] کہتے ہیں۔ میں یقین کے ساتھ نہیں کہ اُس نے یہ سورج دیوتا کو بھینٹ کی تھی، یا وہ ہیلس پونٹ کو سزا دینے پر پچھتایا تھا اور ان تحائف کے ذریعہ اپنی غلطی کی تلافی کرنا چاہی تھی۔

55۔ تاہم، اُس نے بھینٹ کی اور فوج نے سمندر کو عبور کرنا شروع کیا؛ اور پیادوں نے گھڑ سواروں کے ساتھ بحراسود کی طرف واقع پل پار کیا؛ لدو جانور اور پڑاؤ کا سامان اٹھانے والے دوسرے پل سے گئے جو ایجیئن کے رُخ پر تھا۔ سب سے پہلے دس ہزار فارسی گئے جنھوں نے اپنے سروں پر پھولوں کے گجرے رکھے ہوئے تھے؛ اُن کے بعد متعدد اقوام کا ایک ملا جلا ہجوم گیا۔ انہوں نے پہلے دن پل پار کیا۔

اگلے روز گھڑسوار گذرنا شروع ہوئے؛ اور اُن کے ساتھ فوجی گئے جنھوں نے اپنے نیزوں کی نوک نیچے کی جانب کر رکھی تھی اور انہوں نے بھی دس ہزاریوں کے مانند گجرے پہن رکھے تھے:--- پھر مقدس گھوڑوں اور مقدس رتھ کی باری آئی، اس کے بعد زرکسیز نیزہ برداروں اور ایک ہزار گھوڑوں کے ساتھ گذرا، اور پھر باقی فوج کی باری آئی۔ ساتھ ہی بحری جہاز سامنے والے ساحل پر گئے۔ تاہم، ایک اور بیان کے مطابق بادشاہ سب سے آخر میں گیا تھا۔

56۔ جونہی زرکسیز یورپی طرف پہنچا تو کھڑے ہو کر اپنی فوج کو گذرتے ہوئے غور سے دیکھا۔ فوج کسی وقفے کے بغیر مسلسل سات دن اور سات راتوں تک گذرتی رہی۔ بتایا جاتا ہے کہ یہاں جب زرکسیز پار آگیا تو ایک ہیلس پونٹی نے کہا تھا---

"او زیئس، تو ایک فارسی آدمی کے روپ اور نام کو اختیار کرکے ساری نسل انسانی کو یونان کی تباہی کے لیے کیوں لیے جا رہا ہے؟ اُن کی مدد کے بغیر یونان کو تباہ کرنا تیرے لیے زیادہ آسان ہوتا!"

57۔ جب ساری فوج پار چلی گئی اور فوجی دستے اب کوچ کرنے ہی والے تھے کہ انہوں نے ایک انوکھا شگون دیکھا۔ تاہم بادشاہ نے اس کا کوئی ذکر نہ کیا، حالانکہ اس کا مطلب سمجھنا زیادہ مشکل نہ تھا۔ شگون یہ تھا:--- ایک گھوڑی نے خرگوش کو جنم دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ زرکسیز بڑی شان شوکت کے ساتھ اپنا لشکر لے کر یونان کے خلاف جائے گا لیکن اسے اپنے مقام کوچ پر واپس پہنچنے کے لیے خرگوش کی طرح بھاگنا پڑے گا۔ جبکہ زرکسیز ابھی سارڈیس میں تھا تو ایک اور فال بھی ظاہر ہوئی تھی--- ایک اور خچر نے مخنث بچھڑا دیا تھا؛ لیکن اسے بھی نظرانداز کیا گیا۔

Courtesy-www.pdfbooksfree.pk

58۔ سوزدکسیز ان شگونوں سے نظر چُرا کر آگے بڑھا؛ اور اُس کے ساتھ بری فوج تھی۔ لیکن بحری بیڑے نے مخالف راہ اختیار کی اور ہیلس پونٹ کے دہانے تک جا کر ساحل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا۔ یوں بحری بیڑہ مغرب میں کیپ سارپیڈون [63] کی جانب گیا جہاں اُسے فوجوں کی آمد تک انتظار کرنے کا حکم دیا گیا تھا؛ لیکن بری فوج کیرونیسے کے ساتھ ساتھ مشرقی سمت میں بڑھی۔۔۔ اُس کے دائیں طرف اتھامس کی بیٹی ہیلی کا مقبرہ اور دائیں طرف کارڈیا شہر تھا۔ وہ اگورا نامی شہر میں سے گذر کر خلیج میلاس کے کناروں کے ساتھ ساتھ چلے اور پھر دریائے میلاس کو عبور کیا جس کے پانیوں کو اپنے لشکر کے لیے ناکافی پایا۔ اس مقام سے اُن کا رُخ مغرب کی طرف ہو گیا؛ اور وہ ایک ایولیائی آبادی اینوس [64] اور اسی طرح جھیل تسین تورس [65] سے ہوتے ہوئے ڈورسکس آئے۔

59۔ تھریس کے سمندر کے کنارے پر ایک ساحل اور وسیع میدان کو ڈورسکس کا نام دیا گیا ہے جس کے درمیان میں سے طاقتور دریائے ہربس بہتا ہے۔ یہیں پر ڈورسکس نامی شاہی قلعہ تھا جہاں داریوش نے سیتھیوں پر حملے کرنے کے دور سے ہی ایک فارسی دستہ رکھا ہوا تھا۔ فوجیوں پر نظر ثانی اور اُن کی گنتی کے لیے زدکسیز کو یہ مقام سہولت بخش لگا۔ بحری بیڑے کو ڈورسکس لانے والے بحری کپتانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے جہازوں کو ملحقہ ساحل پر لے جائیں جہاں ساموتھریسیوں کا شہر سالے اور ایک دوسرا شہر زونے کھڑا ہے۔ ساحل سمندر سیریئم [66] نامی مشہور راس زمین تک جاتا ہے؛ اگلے وقتوں میں اس سارے علاقے پر سیکونی [67] آباد تھے۔ سو کپتان اپنے جہاز وہاں لائے اور انہیں ساحل پر لگا کر درست کرنے لگے، جبکہ زدکسیز ڈورسکس میں اپنے فوجیوں کو گننے میں مصروف تھا۔

60۔ میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ ہر قوم کے فوجیوں کی تعداد کتنی تھی۔۔۔ کیونکہ کسی نے اس کا ذکر نہیں کیا۔۔۔ لیکن پوری فوج کی مجموعی تعداد سترہ لاکھ تھی۔ گنتی کرنے کا انداز مندرجہ ذیل تھا۔ دس ہزار افراد کا ایک دستہ مخصوص جگہ پر لایا گیا اور آدمیوں کو ہر ممکن حد تک ساتھ ساتھ کھڑا کر کے اُن کے اردگرد دائرہ کھینچ دیا گیا۔ پھر دائرے کی لکیر کے اوپر باڑ بنائی گئی جو آدمی کی کمر تک اونچی تھی؛ پھر باری باری نئے دستوں کو احاطے میں لایا گیا، یہاں تک کہ ساری فوج کی مردم شماری ہو گئی۔ اس کے بعد فوجوں کو ان کی اقوام میں تقسیم کیا گیا۔

61۔ اس مہم میں مندرجہ ذیل اقوام نے حصہ لیا۔ فارسی، جو سر پہ مکٹ پہنے ہوئے تھے اور اُن کے جسموں پر مختلف رنگوں کی بازو والی عبائیں تھیں جن پر لوہے کے کھپرے تھے جیسے مچھلیوں کے ہوتے ہیں۔ اُن کی ٹانگوں پر پاجامے تھے؛ اور انہوں نے بچاؤ کے لیے بید کی ڈھالیں اُٹھا رکھی تھیں؛ اُن کے ترکش کمروں پر لٹک رہے تھے اور ہتھیاروں میں ایک چھوٹا نیزہ، ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غیر معمولی سائز کی کمان اور نرسل کے تیر شامل تھے۔ اسی طرح اُن کی دائیں رانوں کے ساتھ خنجر بندھے ہوئے تھے۔ ذرکسیز کا سسرا وٹینس اُن کا سربراہ تھا۔ قدیم وقتوں میں اہل یونان ان لوگوں کو سیفینیوں کے نام سے جانتے تھے؛ لیکن وہ خود کو اور اُن کے پڑوسی انہیں آرتیانی کہتے تھے۔ جو اور ڈانے کے بیٹے پرسیس نے بیلس کے بیٹے سیفئیس سے ملاقات کی اور اُس کی بیٹی آندرومیدا سے شادی کرکے پرسس کا باپ بنا۔ (جسے وہ اپنے پیچھے ملک میں ہی چھوڑ گیا تھا کیونکہ سیفئیس کا کوئی بیٹا نہ تھا۔) تو تب کہیں آکر یہ قوم پرسس کی نسبت سے پرشین یا فارسی کہلانے لگی۔ [۶۸]

62- میڈیوں کے آلات حرب بھی بالکل فارسیوں جیسے تھے؛ اور درحقیقت دونوں کا مشترکہ لباس فارسی سے زیادہ میڈیائی تھا۔ [۶۹] اُن کا سربراہ اکیمینی نسل کا تگرینس تھا۔ قدیم دور میں ان میڈیاؤں کو آریائی کہا جاتا تھا؛ لیکن جب کولکیائی مِیڈیا ایتھنز سے اُن میں آیا تو انہوں نے اپنا نام تبدیل کرلیا۔ یہ اُن کا اپنا بیان ہے۔ اہل شیشا فارسیوں کے انداز میں مسلح تھے، ماسوائے ایک لحاظ سے:۔۔۔ اُنہوں نے اپنے سروں پر ہیٹوں (hats 'مکٹ' کلاہ) کی بجائے کپڑے [۷۰] باندھ رکھے تھے۔ انافیس ابن اوٹینس اُن کی قیادت کر رہا تھا۔ اسی طرح ہیرکانی بھی فارسیوں کے انداز میں مسلح تھے۔ اُن کا رہنما وہی میگاپانس تھا جو بعد میں بابل کا صوبہ دار بنا۔

63- اشوری اپنے سروں پر خود (ہیلمٹ) پہن کر جنگ کرنے گئے جو پیتل کے بنے ہوئے تھے، اور اُن کی ساخت ایسی تھی کہ جسے بیان کرنا آسان نہیں۔ انہوں نے ڈھالیں، نیزے، کٹاریں اٹھا رکھی تھیں جو کافی حد تک مصریوں جیسی تھیں؛ لیکن علاوہ ازیں اُن کے پاس لکڑی کے ڈنڈے بھی تھے جو لوہے اور لنن کی زرہوں [۷۱] سے بندھے ہوئے تھے۔ جن لوگوں کو یونانی لوگ سیریائی کہتے ہیں وہ بربریوں [۷۲] کے لیے اشوری ہیں۔ کالدیوں [۷۳] کا سالار اوتاپس ابن ارتاکیئس تھا۔

64- باکتری کافی حد تک میڈیوں سے ملتا جلتا سر کا لباس پہن کر جنگ کرنے گئے، لیکن انہوں نے اپنے ملکی دستور کے مطابق بید کی کمانیں اور چھوٹے بھالے اُٹھا رکھے تھے۔

سکائے یا سیتھیوں نے ٹراؤزر پہن رکھے تھے اور اُن کے سروں پر اونچی سخت نوکدار ٹوپیاں تھیں۔ انہوں نے اپنے ملک کی کمان اور کٹار اُٹھا رکھی تھی؛ اس کے علاوہ اُن کے پاس جنگی کلہاڑا بھی تھا۔ درحقیقت وہ امیرجیائی [۷۴] سیتھی تھے لیکن اہل فارس انہیں سکائے کہتے تھے کیونکہ وہ تمام سیتھیوں کو اسی نام سے پکارتے تھے۔ [۷۵] داریوش اور بنت سائرس ایٹوسا کا بیٹا ہتساپس سکائے کا سالار تھا۔

65- ہندوستانیوں نے سوتی لباس پہنے ہوئے تھے، اور اُن کے پاس بید کی کمانیں اور بید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ہی تیر تھے جن کی انیاں لوہے کی تھیں۔ یہ تھے ہندوستان کے اوزار' اور وہ اپر تا بیتس کے بیٹے فارنازاتھریس کی زیر قیادت تھے۔

66۔ آریاؤں نے میڈیائی کمانیں اُٹھار کھی تھیں' لیکن باقی تمام حوالوں سے باکتریوں کی طرح مسلح تھے۔ ہائیڈارنیس کا بیٹا سیسامنیز اُن کا سالار تھا۔

پارتھیوں' کوراسمیوں' سوگدیوں' گنداریوں اور دادیکے کے پاس بالکل باکتریوں والے ہتھیار تھے۔ پارتھیوں اور کوراسمیوں کا سالار ارتابازس ابن فارنا سیز تھا' سوگدیوں کا ازانیس ابن ارتیئس اور گنداریوں اور دادیکے کا ارتی فیئس ابن ارتابانس۔

67۔ کاسپیوں نے چمڑے کی عبائیں پہنی ہوئی تھیں اور وہ بید کی کمان اور چھوٹی تلواروں سے لیس تھے۔ وہ ان ہتھیاروں کے ساتھ ارتی فیئس کے بھائی آریومار دس کی سرکردگی میں جنگ کرنے گئے۔

سرانگیوں کے لباس تیز رنگوں کے تھے اور ہاف بوٹ گھٹنوں تک پہنچتے تھے: انہوں نے میڈیائی کمانیں اور بھالے اٹھائے ہوئے تھے۔ فیرنداتمیں ابن میگابازس اُن کا سالار تھا۔

پاکتیوں کے جبے چمڑے کے تھے اور اُن کے پاس اپنے ملک کی کمانیں اور کٹاریں تھیں۔ اُن کی قیادت ارتی نتیس ابن اتھاماتریس کر رہا تھا۔

68۔ یُوتی' مائشی اور پاریکانی سب پاکتیوں کی طرح مسلح تھے۔ پہلے دو کا قائد ارسامینس ابن داریوش تھا' جبکہ آخری کا سیرومیتریز ابن اُوبازس۔

69۔ عربوں نے ایک لمبی عباء زیرہ[6] (Zeira) پہنی ہوئی تھی اور اُسے کمر سے باندھ رکھا تھا: انہوں نے اپنے دائیں طرف لمبی کمانیں اٹھار کھی تھیں جن کی تانت اُتار کر پیچھے کی طرف موڑا جا سکتا تھا۔[7]

ایتھوپیائی لوگوں نے چیتوں اور شیروں کی کھالیں اوڑھ رکھی تھیں اور اُن کی کم از کم چار کیوبٹ لمبی کمانیں کھجور کے پتے کے ڈنٹھل سے بنی ہوئی تھیں۔ اُن کے ایک قسم کے نرسل سے بنے ہوئے چھوٹے تیروں کی انیوں پر لوہے کی بجائے[8] کا ایک تیز دھار ٹکڑا لگا تھا۔ جیسا مہروں پر الفاظ کندہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح اُن کے نیزوں کی انیاں بارہ سنگھے کے تیز کیے ہوئے سینگوں سے بنی تھیں۔ انہوں نے جنگ میں جاتے وقت اپنے جسموں کو چاک اور قرمز سے رنگ لیا۔ عربوں[9] اور مصر کے بالائی خطہ سے آئے ہوئے ایتھوپیاؤں کا سالار داریوش اور آرتی ستونے (بنت سائرس) کا بیٹا ارسامیس تھا۔ یہ آرتی ستونے داریوش کی عزیز ترین بیوی تھی: اور اُس نے اِسی کا مجسمہ ہتھوڑے سے کوٹے ہوئے سونے سے بنوایا تھا۔ آرتی ستونے کا بیٹا ارسامیس ان دونوں اقوام کا قائد تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

70۔ مشرقی ایتھوپیائی --- کیونکہ فوج میں اِس نام کی دو اقوام تھیں --- ہندوستانیوں کے ساتھ صف بند تھے۔ وہ اپنی زبان اور بالوں کی خصوصیت کے سوا اور کسی بات میں دیگر ایتھوپیاؤں سے تفاوت نہ رکھتے تھے۔ کیونکہ مشرقی ایتھوپیاؤں کے بال لمبے تھے' جبکہ لیبیا (افریقہ) والوں کے بال ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ گھنگھریالے تھے۔ اُن کے ہتھیار بیشتر اعتبار سے ہندوستانیوں جیسے تھے: لیکن انہوں نے اپنے سروں پر گھوڑوں کی کھوپڑیاں' بمع کانوں اور ایال کے' پہن رکھی تھیں: کانوں کو اکڑا کر کھڑا کیا گیا تھا' اور ایال کلغی کا کام دیتی تھی۔ یہ لوگ ڈھالوں کی جگہ پر سارس کی کھالیں استعمال کرتے تھے۔

71۔ لیبیاؤں نے چمڑے کا لباس پہنا ہوا تھا اور اُن کے پاس آگ میں تپائی ہوئی برچھیاں تھیں۔ میساجز ابن اوریزس اُن کا سالار تھا۔

72۔ پیفلاگونی سروں پہ چنٹ دار خود پہن کر اور چھوٹی ڈھالیں و نیزے اٹھا کر جنگ کرنے گئے۔ اُن کے پاس برچھیاں اور خنجر بھی تھے' اور پاؤں میں اُن کے ملک کے ہاف بوٹ تھے' جو پنڈلیوں کے درمیان تک اونچے تھے۔ لگیانی' متیانی' ماریانڈینی اور سیریائی (یا کپاڈوشی بقول اہل فارس) بھی اِس انداز میں مسلح تھے۔ پیفلاگونی اور متیانی دوتس ابن میگا سیڈرس کی زیرِ قیادت تھے' جبکہ ماریانڈینی' لگیانی اور سیریاؤں کا سالار گوبریاس ابن داریوش و آرتی ستونے تھا۔

73۔ فریجیاؤں کا لباس کافی حد تک پیفلاگونیوں جیسا تھا' ماسوائے چند ایک اختلافات کے۔ مقدونیوں کے بیان کے مطابق جس دور میں فریجیائی یورپ میں سکونت پذیر تھے اور اُن کے ساتھ مقدونیا میں رہا کرتے تھے تو اُن کا نام بریگیانی تھا: لیکن ایشیاء منتقل ہونے پر انہوں نے اپنا نام بدل لیا۔ [۸۰]

فریجیاؤں کے آبادکار آرمینی فریجیاؤں کے انداز میں مسلح تھے۔ دونوں اقوام آرتوشمیز کی زیرِ قیادت تھیں جس کی شادی داریوش کی ایک بیٹی سے ہوئی تھی۔

74۔ لیڈیاؤں کے مسلح ہونے کا انداز بہت حد تک یونانیوں جیسا تھا۔ قدیم وقتوں میں یہ لیڈیائی میڈونیائی کہلاتے تھے' لیکن اُنہوں نے اپنا نام تبدیل کیا اور اتمیں (اتمیں) کے بیٹے لیڈس کی نسبت سے لیڈیائی کہلانے لگے۔

ماشیوں نے سر پہ اپنے ملک کے مخصوص خود پہن رکھے تھے اور چھوٹی ڈھالیں بھی اُٹھائی ہوئی تھیں: انہوں نے اپنی برچھیوں کے سرے آگ میں تپا کر سخت کیے ہوئے تھے۔ ماشی لیڈیائی آبادکار ہیں اور اولمپس سلسلہ کوہ کی نسبت سے اولمپیائی کہلاتے ہیں۔ لیڈیاؤں اور ماشیوں دونوں کا سالار ارتافرنیس ابن ارتافرنیس تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

75۔ تھریسی لوگ اپنے سروں پر لومڑوں کی کھالیں اور جسموں پر عبائیں پہن کر جنگ کرنے گئے؛ عباؤں کے اوپر کئی رنگوں [81] کے لمبے جبے تھے۔ اُن کی ٹانگیں اور پاؤں ہرن کی کھال سے بنائے گئے ہاف بوٹوں میں ملبوس تھے؛ اُن کے اسلحہ میں برچھیاں اور کمانی دار چاقو شامل تھے۔ ان لوگوں نے ایشیاء میں جانے کے بعد بتھینیوں [82] کا نام اختیار کر لیا؛ قبل ازیں جب وہ سٹرائمون پر رہتے تھے تو انہیں سٹرائمونی کہا جاتا تھا۔ اُن کے اپنے بیان کے مطابق وہاں سے انہیں ماشیوں اور ٹیوکریوں [83] نے بیدخل کیا۔ اِن ایشیائی تھریسیوں کا سالار باساسیس ابن ارتابانس تھا۔

76۔ [کالیبیائی [84]] بیل کے پہلو سے بنی ہوئی ڈھالیں اور لومڑ کے شکار میں استعمال ہونے والی قسم کی دو برچھیاں اٹھائے ہوئے تھے۔ اُن کے سروں پر پیتل کے خود تھے؛ اور اِن سے اوپر بیل کے سینگوں اور کانوں جیسے پیتل کے سینگ اور کان تھے۔ اُن کی ٹانگوں پر قرمزی رنگ کی پٹیاں تھیں۔ اِن لوگوں کے ملک میں اریس کا ایک دارالاستخارہ ہے۔

77۔ قبالیوں کے پاس بھی سلیشیاؤں جیسے ہتھیار تھے، جن کے متعلق میں سلیشیاؤں کے متعلق بات کرتے ہوئے بتاؤں گا۔ [85] قبالی اصل میں میونیائی ہیں، لیکن لاسونیائی کہلاتے ہیں۔

مِلائیوں نے چھوٹے نیزے اُٹھائے ہوئے تھے اور اُن کا لباس بکلوں سے بندھا ہوا تھا۔ اُن میں سے کچھ کے پاس لائشی کمانیں تھیں۔ [86] انہوں نے سر پہ چمڑے کی ٹوپیاں چڑھا رکھی تھیں۔ بادریس ابن ہستانیس اِن دونوں اقوام کا سالار تھا۔

78۔ موشیاؤں نے لکڑی کے خود پہنے ہوئے تھے اور چھوٹے سائز کی ڈھالیں اور نیزے اُٹھا رکھے تھے: تاہم، نیزوں کی نوک طویل تھی۔ اُن کے ہتھیار تیبارینیوں، ماکرونیوں اور موسی نوشیوں [87] کے ہتھیاروں سے ملتے جلتے تھے۔ ان اقوام کے قائدین حسب ذیل تھے: موشیائی اور تیبارینی آریومارڈس کی زیرِ قیادت تھے جو داریوش اور پارمس بنت سمیردیس ابن سائرس کا بیٹا تھا؛ جبکہ ماکرونیوں اور موسی نوشیوں کا سربراہ ارتائی کتیز تھا جو ہیلس پونٹ پر سیستوس کے حاکم کیرامِس کا بیٹا تھا۔

79۔ ماریس نے سر پہ اپنے ملک کا مخصوص خود پہنا ہوا تھا اور چھوٹی چمڑے کی ڈھالیں اور برچھیاں استعمال کرتے تھے۔

کولکیوں کے سر پہ لکڑی کے خود اور ہاتھوں میں خام کھال کی چھوٹی ڈھالیں اور مختصر نیزے تھے۔ علاوہ ازیں اُن کے پاس تلواریں بھی تھیں۔ ماریس اور کولکیوں دونوں کی قیادت فیرانداتس ابن تیاسپس کر رہا تھا۔

ایلارودی اور ساسپیری کولکیوں کے انداز میں مسلح تھے: اُن کا رہنما ماسِتیسٹرا ابن سیرومتراس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔

80۔ اریتھریئن سمندر سے آئے ہوئے جزیروں کے باسیوں کے پاس تقریباً قریباً میڈیا والوں جیسا لباس اور اسلحہ تھا۔ وہ اُن جزائر میں رہتے تھے جہاں بادشاہ کے حکم پر وطن بدر کیے گئے افراد کو بھیجا جاتا تھا۔ اُن کار ہنما ماردونتیس ابن باگیاس تھا جو اگلے سال ایک جہاز کی کپتانی کرتے ہوئے مائیکالے (Mycale) کی جنگ میں مارا گیا۔

81۔ یہ تھا بری فوج میں شامل اقوام کا بیان۔ اور اِن کے سالاروں کے نام بھی اوپر دیے گئے ہیں۔ اُن کے ذمہ دستوں کی قیادت اور گنتی کرنے کا کام تھا؛ اور انہوں نے ایک ہزار اور دس ہزار افراد پر قائدین تعینات کیے؛ لیکن دس یا ایک سو افراد کے قائدین دس ہزار قائدین نے نامزد کیے۔ دیگر افسران بھی تھے جو مختلف عہدوں پر اور اقوام کو احکامات جاری کرتے؛ لیکن اوپر مذکورہ افسران سالار تھے۔

82۔ خود اِن سالاروں اور ساری برج فوج کے اوپر چھ سپہ سالار تھے --- یعنی ماردونیئس ابن گوبریاس تریتانتے شمیز ابن ارتابانس (جس نے یونان پر چڑھائی نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا)؛ سمیر دومینیس ابن اوٹینس --- یہ دونوں داریوش کے بھتیجے اور زرکسیز کے چچازاد تھے --- ماسیتیز ابن داریوش وایٹوسا؛ گرجس ابن آریزس؛ اور میگابازس ابن زوپائرس۔

83۔ دس ہزاری دستے کے سوا ساری فوج اِن سپہ سالاروں کے ماتحت تھی۔ دس ہزاریوں میں تمام فارسی اور چیدہ چیدہ آدمی شامل تھے اور اُن کی قیادت ہیدارنس ابن ہیدارنس کر رہا تھا۔ انہیں مندرجہ ذیل وجہ کی بناء پر "لافانی" کہا جاتا تھا۔ اگر اُن کے دستے میں سے کوئی شخص موت یا بیماری کا شکار ہوتا تو اُس کی جگہ پر فوراً دوسرا آدمی آجاتا؛ اس طرح اُن کی تعداد کبھی دس ہزار سے بڑھتی اور نہ گھٹتی۔

تمام دستوں میں سے اہل فارس کی شان و شوکت سب سے زیادہ تھی، اور وہ سب سے بہادر بھی تھے۔ اوپر مذکور ہتھیاروں کے علاوہ وہ سر سے پاؤں تک سونے سے چمک رہے تھے جس کی بہت مقدار اُن کے جسموں پر لگی تھی۔ ۸۸ اُن کے پیچھے پیچھے ڈولیوں میں اُن کی داشتائیں اور خوبصورت کپڑوں میں ملبوس خادموں کی قطار تھی۔ اُن کی اشیاء علیحدہ اُونٹوں اور لدو جانوروں پر تھیں۔

84۔ یہ تمام مختلف اقوام گھوڑوں پہ سوار ہو کر لڑتی تھیں؛ تاہم، اِس موقع پر سبھی نے گھوڑ سوار مہیا نہ کیے، ماسوائے حسب ذیل کے:---

(۱) فارسی، جو بالکل اپنے پیادوں کے انداز میں مسلح تھے، ماسوائے اِس کے کہ اُن میں سے بعض نے اپنے سروں پر ہتھوڑے سے کوٹے ہوئے پیتل یا لوہے کی اشیاء پہن رکھی تھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

85۔ (ii) سیگاریتوں کے نام سے جانا جانے والا سیلانی قبیلہ ---ان لوگوں کی زبان فارسی اور لباس آدھا فارسی آدھا پاکتیو تھا اور فوج میں انہوں نے 8 ہزار گھوڑے مہیا کیے۔ یہ لوگ محض ایک چاقو کے سوا اور کوئی کانسی یا لوہے کا ہتھیار اُٹھا کر نہیں چلتے؛ لیکن وہ سن سے بنے ہوئے پھندے استعمال کرتے ہیں اور جنگوں میں جاتے وقت انہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اُن کے لڑنے کا انداز حسب ذیل تھا: دشمن سے سامنا ہونے پر وہ اپنی کمندوں کو اُن کی طرف پھینکتے (جن کے آخر پر پھندے بنے ہوتے تھے)؛ پھر پھندے میں انسان یا گھوڑا جو بھی آتا اُسے اپنی جانب کھینچتے' اور خود کو پھندے سے نکالنے میں مصروف دشمن کو مار ڈالتے ہیں۔ [۸۹] یہ تھا اُن لوگوں کے جنگ لڑنے کا انداز۔۔اور اب اُن کے گھوڑسوار فارسیوں کے ساتھ شامل تھے۔

86۔ (iii) میڈیائی اور رِشیائی جن کے پاس اپنے پیادے سپاہیوں والے ہی ہتھیار تھے۔

(iv) اپنے پیدل سپاہیوں کے انداز میں مسلح ہندوستانی گھوڑوں اور کچھ رتھوں میں سوار تھے---رتھوں کے آگے گھوڑے یا جنگلی گدھے جتے ہوئے تھے۔

(v) باکتری اور کاسپئن اپنے پیدل سپاہیوں کی طرح صف بند تھے۔

(vi) لیبیاؤں کے پاس بھی اپنے پیدل سپاہیوں والے ہتھیار تھے؛ لیکن سب رتھوں میں سوار تھے۔ [۹۰]

(vii) کاسپیری اور پاریکانی نے بھی باقیوں کی طرح اپنے پیادوں جیسے ہتھیار اُٹھا رکھے تھے۔

(viii) عربوں کا انداز بھی اپنے پیادوں والا تھا' لیکن سب اونٹوں پر سوار تھے جو تیزی میں گھوڑوں سے کمتر نہیں۔ [۹۱]

87۔ صرف اور صرف اِنہی اقوام نے فوج کو گھوڑے مہیا کیے؛ اور گھوڑوں کی تعداد اونٹوں یا رتھوں کے علاوہ اسی ہزار تھی۔ عربوں کے سوا سب دستوں میں معین تھے: عربوں کو سب سے آخر میں رکھا گیا تھا کہ گھوڑے ڈر نہ جائیں کیونکہ وہ اونٹوں کو دیکھنا برداشت نہیں کر سکتے۔ [۹۲]

88۔ گھوڑسوار دستے کی قیادت داتس کے بیٹے ارمامتھر اس اور ٹی تھیاس کر رہے تھے۔ ایک اور سالار فارنیوشیز بیماری کے باعث سار دیس میں رہ گیا تھا: کیونکہ شہر سے نکلتے وقت اُس کے ساتھ ایک بدشگون واقعہ پیش آیا تھا:---ایک کتا بھاگ کر گھوڑے کے پیروں تلے آیا اور روندا گیا؛ اور گھوڑے نے بدک کر اپنی اگلی ٹانگیں اُٹھائیں اور اپنے سوار کو نیچے پھینک دیا۔ گرنے کے بعد فارنیوشیز کو خون کی قے آئی اور دق کی بیماری کا شکار ہو گیا۔ فارنیوشیز کا حکم ملتے ہی گھوڑے کے ساتھ حسب ذیل سلوک کیا گیا۔ ملازم اُسے اُس جگہ پر لے کر گئے جہاں اُس نے اپنے سوار کو گرایا تھا' اور اُس کی چاروں ٹانگوں کو کاٹ ڈالا۔ یوں فارنیوشیز سالاری سے محروم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہا۔

89۔ سہ طبقہ جہازوں کی کل تعداد 1207 تھی' اور اُن کو مندرجہ ذیل اقوام نے مہیا کیا تھا:۔۔۔

(i) فینیقیوں۔۔۔ بشمول فلسطین کے سیریائی۔۔۔ نے تین سو جہاز فراہم کیے جن کے عملے کی پوشاک یوں تھی: انہوں نے اپنے سروں پر تقریباً یونانی انداز کے خود پہنے ہوئے تھے؛ جسموں پر لِنن کے سینہ بند تھے؛ [93] وہ حلقے (Rim) سے بغیر ڈھالیں اٹھائے ہوئے تھے؛ [94] اور نیزوں برچھیوں سے مسلح تھے۔ اُن کے اپنے بیان کے مطابق وہ قدیم دور میں اریتھریئن سمندر کے کنارے آباد تھے؛ لیکن بعد ازاں سمندر پار کر کے سیریا کے ساحل پر آ گئے اور آج بھی وہاں رہتے ہیں۔ سیریا کا یہ حصہ اور یہاں سے مصر تک کا سارا خطہ فلسطین [95] کے نام سے جانا جاتا ہے۔

(ii) مصریوں نے دو سو بحری جہاز مہیا کیے۔ اُن کے عملوں نے سروں پہ چنٹ دار خود پہنے ہوئے تھے اور غیر معمولی سائز کی حلقے دار مقعر ڈھالیں اُٹھا رکھی تھیں۔ وہ سمندری لڑائی کے لیے موزوں نیزے اور بڑے بڑے کلہاڑے اٹھائے ہوئے تھے۔ اُن میں سے بیشتر نے سینہ بند پہن رکھے تھے اور اُن کے پاس چھوٹی خمیدہ تلواریں تھیں۔

90۔ (iii) سائپریوں نے 150 بحری جہاز دیئے اور وہ حسب ذیل انداز میں مسلح تھے۔ اُن کے بادشاہوں کے سروں پر پگڑیاں بندھی تھیں جبکہ عام لوگوں نے عبائیں پہن رکھی تھیں۔ وہ مختلف نسلوں کے ہیں: کچھ ایتھنز اور سلامس' کچھ آرکیڈیا' کِتھنس [96]' فینیقیا اور چند ایک اُن کے اپنے بیان کے مطابق) ایتھوپیا کے رہنے والے تھے۔

91۔ (iv) سِلیشیاؤں نے 100 بحری جہاز مہیا کیے۔ اُن کے عملے نے سروں پر اپنے ملک کے مخصوص خود پہنے ہوئے تھے اور انہوں نے ڈھالوں کی بجائے خام کھال کی بنی ہلکی سپر اُٹھا رکھی تھی؛ اُن کے جسم پر اُونی عبائیں تھیں' اور ہتھیاروں میں دو برچھیاں اور ایک تلوار شامل تھی۔۔۔ جو مصریوں کی ہلکی سی خمیدہ چھوٹی تلوار (کٹلس) سے بہت مشابہہ تھی۔ قدیم دور میں اِن لوگوں کا نام ہپاکیانی [97] تھا' لیکن ایک فینیقی سِلکس ابن آگینور کی نسبت سے موجودہ نام اختیار کر لیا۔

(v) پمفیلیوں نے 30 جہاز مہیا کیے جن کا عملہ بالکل یونانیوں کے انداز میں ہتھیار بند تھا۔ یہ قوم اُن افراد کی اولاد ہے جو ٹرائے سے واپسی پر ایمفی لوکس اور کالکس کے ساتھ منتشر ہو گئے تھے۔

92۔ (vi) لائی شیوں نے 50 جہاز دیئے جن کے عملے نے پنڈلیوں پر چمڑے اور چار آئینہ (سینہ بند) پہن رکھے تھے' جبکہ ہتھیاروں میں کنتھی (Cornel) کی لکڑی کی کمانیں' بغیر پروں کے تیر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور برچھیاں شامل تھیں۔ اُن کا بیرونی لباس بکرے کی کھال کا تھا جو کندھوں پہ ڈالا ہوا تھا؛ سر پہ رکھے ہیٹ کے گرد ٹکڑوں کا حلقہ تھا؛ اور اُن کے پاس دیگر ہتھیاروں سے علاوہ کٹاریں اور تیغے بھی تھے۔ یہ لوگ کریٹ سے آئے اور کبھی ترمیلے کہلاتے تھے: اُن کا موجودہ نام ایک اتھنی باشندے لائیکس ابن پانڈیون کی نسبت سے ہے۔[98]

93– (vii) ایشیاء کے ڈوریوں کی جانب سے 30 جہاز تھے۔ وہ یونانی انداز میں مسلح تھے، کیونکہ اُن کے باپ دادا پیلوپونیسے سے آئے تھے۔

(viii) کیریاؤں نے بحری بیڑے میں 70 جہاز دیئے اور وہ یونانیوں کے انداز میں مسلح تھے، بس ایک فرق یہ تھا کہ اُن کے ہتھیاروں میں کٹاریں اور تیغے بھی شامل تھے۔ قدیم دور میں کیریاؤں کا نام اِس تاریخ کے پہلے حصے میں دیا گیا تھا۔[99]

94– (ix) ایونیاؤں نے ایک سو بحری جہاز دیئے اور وہ یونانیوں کے انداز میں مسلح تھے۔ جس عرصہ میں یہ ایونیائی پیلوپونیسے میں موجودہ آکیا (Achaea) نامی زمین پر آباد تھے، اور ابھی دانوس اور ژیوتھس پیلوپونیسے میں نہیں آئے تھے تو (یونانیوں کے مطابق) اِنہیں ایجیالی پیلاسجی[100] یا "ساحل سمندر کے پیلاسجی" کہا جاتا تھا؛ لیکن بعد میں یہ ایون ابن زیوتھس کی نسبت سے ایونیائی کہلانے لگے۔

95– جزیروں کے باشندوں نے 17 جہاز فراہم کیے اور یونانیوں جیسے ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ وہ بھی پیلاسجی نسل تھے جنھوں نے بعد کے وقتوں میں ایونیاؤں کا نام اپنا لیا---انہوں نے یہ نام بالکل اُسی وجہ سے اپنایا جس وجہ سے ایتھنز کے لوگوں نے بارہ شہروں کو اختیار کیا تھا۔[101]

ایولیاؤں کی جانب سے 60 جہاز تھے اور اُن کے ہتھیار بھی یونانیوں والے تھے۔ انہیں بھی قدیم دور میں پیلاسجی کہا جاتا تھا۔ پونٹس[102] کے ہیلس پونٹیوں---جو ایونیاؤں اور ڈوریوں کے آباد کار تھے---نے 100 بحری جہاز مہیا کیے جن کے عملے نے یونانی ہتھیار اُٹھا رکھے تھے۔ اِن میں ابیدینی شامل نہیں تھے جو اپنے ملک میں ہی رہے کیونکہ بادشاہ نے اُن کے ذمہ پلوں کی حفاظت کا خصوصی کام لگایا تھا۔

96– ہر جہاز پر فارسی، میڈیائی یا سیکائی (Sacans) سپاہیوں کا ایک دستہ سوار تھا۔ فینیقی جہاز بحری بیڑے میں بہترین تھے اور فینیقیوں میں سیڈونیوں کے جہازوں کو سبقت حاصل تھی۔ ہر قوم کے بحری یا بری دستے کا سربراہ ایک ایک مقامی شخص تھا؛ لیکن میں اِن سربراہوں کے نام نہیں لکھوں گا کیونکہ مجھے اپنی تاریخ کے لیے اِس کی کوئی ضرورت نہیں۔ کچھ اقوام کے سربراہ اِس قابل بھی نہیں کہ اُن کے نام لکھے جائیں؛ علاوہ ازیں ہر قوم میں جتنے شہر تھے اُتنے ہی سربراہ تھے۔ اور وہ در حقیقت سالاروں کی حیثیت سے نہیں بلکہ باقی لشکر کی طرح محض غلاموں کی حیثیت سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فوج کے ہمراہ تھے۔ میں فارسی سالاروں کے نام لکھ چکا ہوں جو فوج میں شامل متعدد اقوام کی قیادت کر رہے تھے۔

97۔ بحری بیڑے کے سالار حسب ذیل تھے--- آریا بگنس ابن داریوش' پریکساپس ابن اسیا تھینز' میگابازس ابن میگا بیتس اور اکیامینیس ابن داریوش۔ اول الذکر داریوش کا گوبریاس کی ایک بیٹی کے بطن سے پیدا ہونے والا بیٹا تھا اور وہ ایونیائی اور کیریائی جہازوں کی قیادت کر رہا تھا؛ اکیامینیس یا آ کیمینیز--- زرکسیز کا اپنا بھائی--- مصریوں کا قائد تھا۔ [۳۰۳] باقی ماندہ بیڑے کی قیادت دو موخر الذکر افراد کے پاس تھی۔ سہ طبقہ جہازوں کے علاوہ وہاں 30 اور 50 چپوؤں سے چلنے والی کشتیاں (Galleys) 'Cercuri [۳۰۴] اور گھوڑے لانے لے جانے کے لیے کشتیوں کا ایک مجمع بھی تھا جن کی کل تعداد تین ہزار بنتی تھی۔

98۔ سالاروں کے بعد مندرجہ ذیل افراد اُن لوگوں میں سے مشہور ترین تھے جو بحری بیڑے میں سوار تھے:- ٹیٹرامنیستس ابن انیسس سیڈونی؛ ماپین ابن سیروم [۳۰۵] الصوری؛ مربال [۳۰۶] ابن اگبال ارادی' سائی نیسس ابن اور رومیڈون سلیشیائی؛ سائبر نسکس ابن سیکاس لائشی؛ گورگس ابن کیرسس [۳۰۷] اور تیموناکس ابن تیماغورث سائپری اور ہستیاس ابن تمنیس [۳۰۸]' ہگریس ابن سلدومس اور داماسی تھیمس ابن کاندولس کیریائی۔

99۔ دیگر کمتر افسروں کا میں کوئی ذکر نہیں کروں گا کیونکہ مجھے اِس کی کوئی ضرورت نہیں؛ لیکن ارتمیسیا [۳۰۹] نامی ایک مخصوص رہنما کے متعلق ضرور بات کروں گا جس کی یونان پر حملے میں شمولیت--- حالانکہ وہ ایک عورت تھی--- میرے لیے شدید تعجب کا باعث ہے۔ اُس نے اپنے شوہر کی وفات کے بعد حاکمیت حاصل کر لی تھی؛ اور اگرچہ اب اُس کا ایک جوان بیٹا موجود تھا' پھر بھی اُس کی بہادر روح اور مردانہ وار ہمت نے اُسے جنگ میں آنے پر تحریک دی' حالانکہ اُس سے تقاضا نہ کیا گیا تھا۔ جیسا کہ میں نے کہا' اُس کا نام ارتمیسیا تھا اور وہ لیگداس کی بیٹی تھی؛ وہ باپ کی طرف سے ہیلی کارنیسی اور ماں کی جانب سے کریٹی تھی۔ اُس نے ہیلی کارنیسی' کوس' نیسرس اور کالندنا کے لوگوں پر حکومت کی؛ اور فارسیوں کو اُس کے فراہم کردہ پانچ سہ طبقہ جہاز پورے بیڑے میں شہرت کے لحاظ سے سیڈونیوں کے جہازوں کے بعد آتے تھے۔ اِسی طرح اُس نے زرکسیز کو اُس کے تمام مشیروں سے زیادہ محفوظ مشورہ دیا۔ اوپر مذکور جن شہروں پر اُس کی حکومت تھی وہ سب کے سب ڈوری تھے؛ کیونکہ ہیلی کارنیسی لوگ ٹروزین [۳۱۰] سے آئے ہوئے آباد کار تھے' جبکہ باقیوں کا تعلق ایپی ڈورس [۳۱۱] سے تھا۔ سمندری فوج کے بارے میں بیان یہاں ختم ہوتا ہے۔

100۔ جب لشکر کی گنتی اور زمرہ بندی ہو چکی تو زرکسیز کو ساری افواج کا معائنہ کرنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور ہر چیز کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ وہ اپنے رتھ میں بیٹھ کر قوم در قوم گیا، بہت سے سوالات پوچھے، جبکہ منشی اُن کے جواب لکھتے گئے۔ آخر کار اُس نے پیدل اور گھڑسوار فوج کا ایک کونے سے دوسرے کونے تک دورہ کر لیا۔ پھر وہ اپنے رتھ سے اُتر کر ایک سیڈونی کشتی میں سوار ہوا اور ایک طلائی چھتر تلے بیٹھ کر اپنے جہازوں کی تمام قطاروں میں سے گزرا۔۔۔ جہازوں کو مرمت کے بعد اب سمندر میں ڈال دیا گیا تھا۔۔۔ اس نے یہاں بھی اُسی طرح پوچھ تاچھ کی جیسے زمینی افواج کے معائنہ کے دوران کی تھی، اور منشیوں کو جوابات ریکارڈ کرنے کا حکم دیا۔ کپتان اپنے جہازوں کو ساحل سے تقریباً 400 فٹ دور لے گئے اور وہاں انہیں زمین کی طرف منہ کر کے ایک ہی قطار میں کھڑا کر دیا؛ عرشوں پر جنگجو افراد جنگ کے لیے بالکل تیار کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔ بادشاہ نے جہازوں کی درمیانی خالی جگہوں پر کشتی پہ گھوم پھر کر بیڑے کا معائنہ کیا۔

101۔ اب زرکسیز سارے بیڑے کا معائنہ کر کے واپس ساحل پہ اُترا تو دیمار اتس ابن ارستون کو بلوایا جو یونان کے خلاف لشکر کشی میں اُس کے ہمراہ گیا تھا، اور اُس سے یوں کہا:۔۔۔

"دیمار اتس، اِس موقع پر میں تم سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ تم ایک یونانی ہو اور میں نے تمہارے علاوہ کچھ دیگر یونانیوں کے ساتھ گفتگو کے دوران بھی سُنا ہے کہ تم ایسے شہر کے رہنے والے ہو جو اُن کی سرزمین میں چھوٹا یا کمزور ترین نہیں ہے۔ اس لیے مجھے بتاؤ کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا یونانی ہم پر ہاتھ اُٹھائیں گے؟" میری اپنی یہ رائے ہے کہ اگر تمام یونانی اور مغرب کے تمام بربری بھی ہمارے خلاف یکجا ہو جائیں تو میری یلغار کا مقابلہ نہ کر سکیں گے کیونکہ اُن کا ذہن ایک جیسا نہیں۔ لیکن میں اس بارے میں تمہارے خیالات جاننا چاہتا ہوں۔

زرکسیز کے سوال کے جواب میں دیمار اتس نے کہا،۔۔۔ "اے بادشاہ! کیا آپ کی خواہش ہے کہ میں آپ کو درست جواب دوں یا خوشگوار؟"

تب بادشاہ نے اُسے سچ بولنے کا حکم دیا اور وعدہ کیا کہ وہ اُس کو اِس کے حوالے سے کبھی ناپسند نہیں کرے گا۔

102۔ یہ وعدہ سُن کر دیمار اتس نے مندرجہ ذیل جواب دیا:۔۔۔

"اے بادشاہ! چونکہ آپ نے مجھے تمام خطرات مول لے کر سچ بولنے کا حکم دیا ہے اس لیے میرا جواب یہ ہے۔ احتیاج ہمیشہ سے ہمارے وطن میں ہمارے ساتھ مل کر رہتی آئی ہے، جبکہ شجاعت محض ایک حلیف ہے جسے ہم نے تھوڑی سی دانائی اور سخت قوانین کے ذریعہ حاصل کیا ہے۔ اُس کی مدد نے ہمیں احتیاج کو دیس نکالا دینے اور غلامی سے بچنے کے قابل بنایا۔ کسی بھی ڈوری سرزمین میں رہنے والوں کی نسبت یونانی زیادہ بہادر ہیں؛ لیکن جو میں کہنے والا ہوں اُس کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تعلق سب سے نہیں بلکہ لیسیڈیمونیوں سے ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ وہ آپ کی شرائط ہرگز قبول نہیں کریں گے کیونکہ اُن کی وجہ سے یونان غلامی کا شکار ہو جائے گا؛ مزید برآں' وہ آپ کے ساتھ یقیناً جنگ کریں گے' اگرچہ باقی کے یونانی آپ کی خواہش کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں گے۔ جہاں تک اُن کی تعداد کا تعلق ہے تو یہ مت پوچھیں کہ وہ کتنے ہیں' کہ اُن کی مدافعت ایک ممکنہ بات ہوگی؛ کیونکہ اگر اُن میں سے ایک ہزار بھی میدان میں ڈٹ جائیں تو جنگ میں آپ کا مقابلہ کریں گے۔ اگر وہ اِس سے کم تعداد میں ہوئے تو تب بھی میدان سے نہیں بھاگیں گے۔"

103— زرکسیز دیمارالتس کا یہ جواب سُن کر ہنسا اور بولا'۔۔۔

"دیمارالتس' کیسی بیوقوفانہ بات ہے! ایک ہزار آدمی اِس جیسی فوج کے ساتھ لڑیں گے! تم جو کبھی اُن کے بادشاہ ہوا کرتے تھے' کیا تم آج ہی دس آدمیوں کے ساتھ یہ لڑائی لڑو گے؟ مجھے یقین نہیں ہے۔ پھر بھی اگر تمہارے تمام ساتھی شہری ویسے ہی ہیں جیسے تم نے بتائے ہیں تو اُن کے بادشاہ کی حیثیت سے تمہیں بھی اپنے ملک کے محاورے [۱۱۲] کے مطابق دوگنی تعداد سے لڑنے کے لیے تیار ہونا چاہئے۔ اگر اُن میں سے ہر ایک میرے دس سپاہیوں کے جوڑ کا ہوا تو میں تمہیں 20 آدمیوں سے مقابلہ کرنے کے لیے کہوں گا۔ یوں تم اپنی کہی ہوئی بات کی تصدیق کر دو گے۔ تاہم' اگر تم ڈینگ باز یونانی واقعی ویسے آدمی ہو جنہیں میں نے اور خود دیمارالتس تم نے بھی میرے دربار میں دیکھا یا اُن سے گفتگو کی ہے۔۔۔ میں کہتا ہوں کہ اگر تم واقعی اس قسم کے آدمی ہو تو تمہارے کہے ہوئے الفاظ محض ایک ڈینگ سے زیادہ ہو سکتے ہیں؟ کیونکہ اگر یکسانیت کی ہر ممکن سطح کو مان لیا جائے تو تب بھی۔۔۔ ایک ہزار یا دس ہزار یا پچاس ہزار بالخصوص اگر وہ سب ایک ہی طرح سے آزاد ہیں اور مطلق العنان حکمران کے ماتحت نہیں۔۔۔ اِس قسم کی فوج' مجھ جیسی فوج کے سامنے کیسے کھڑے رہ سکتے ہیں؟ چلو اگر وہ پانچ ہزار بھی ہیں تو اُن کے ہر آدمی کے لیے ہمارے دس ہزار سے زائد آدمی ہوں گے۔ [۱۱۳] اگر ہماری فوجوں کی طرح اُن کا بھی صرف ایک آقا ہوتا تو اُس کا خوف انہیں اپنی فطری صلاحیت سے زیادہ بہادری دکھانے پر مائل کر دیتا؛ یا اُنہیں اپنے سے کہیں زیادہ بڑی فوج کے خلاف لڑنے کے لیے مار پیٹ کر بھی لایا جا سکتا تھا۔ [۱۱۴] لیکن اپنی مرضی کے مالک ہونے کے باعث وہ یقیناً متضاد کارروائیاں کریں گے۔ جہاں تک میرا اپنا تعلق ہے تو مجھے یقین ہے کہ اگر یونانیوں کو صرف فارسیوں سے لڑنا پڑتا اور دونوں فریقین کی تعداد برابر ہوتی تو تب بھی یونانیوں کو میدان میں قدم جمائے رکھنا مشکل ہوتا۔ جن لوگوں کی تم بات کر رہے ہو' اُس قسم کے لوگ ہمارے درمیان بھی ہیں۔۔۔ بہت زیادہ تو نہیں لیکن چند ایک ضرور ہیں۔ مثلاً میرے بعض محافظ تن تنہاء تین تین یونانیوں سے لڑنے کے خواہشمند ہیں۔ لیکن یہ بات تمہیں معلوم نہیں؛ اور اِسی وجہ سے تم نے اس قدر بیوقوفانہ باتیں کہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

104- دیمار اتس نے جواب دیا۔۔۔ "اے بادشاہ! میں ابتداء سے ہی جانتا تھا کہ اگر میں نے سچ بولا تو میری بات آپ کی سماعت کو ناگوار گزرے گی۔ لیکن آپ نے مجھے سچ سچ بتانے کو کہا تھا' اس لیے میں نے آپ کو بتا دیا کہ اہل سپارٹا کیا کریں گے اور میں نے اُن کے لیے اپنی محبت کے تحت یہ بات نہیں کہی۔۔۔ کیونکہ آپ سے زیادہ بہتر طور پر اور کوئی نہیں جانتا کہ اِس وقت اُن کے لیے میری محبت کیا ہو گی جب انہوں نے مجھے میرے عہدے اور آبائی اعزازت سے محروم کر کے وطن بدر کر دیا اور میں نے آپ کے باپ کے پاس آکر پناہ لی۔ کیا یہ قرین قیاس ہے کہ کوئی باہوش انسان اپنے اوپر کی گئی مہربانی کی ناشکری کرے گا اور اُسے دل سے بھلا دے گا؟ خود میں دس اور نہ ہی دو آدمیوں سے لڑنے کی شیخی بگھارتا ہوں۔۔۔ اگر میرے پاس انتخاب کی راہ ہوتی تو میں ایک آدمی سے بھی نہ لڑتا۔ لیکن اگر ضرورت یا کوئی اور ناگزیر وجہ ہوتی تو میں اُن آدمیوں میں سے ایک ساتھ ضرور لڑتا جو تین یونانیوں کا ہم پلہ ہونے کی بڑھ مارتے ہیں۔ اسی طرح لیسیڈیمونی جب اکیلے اکیلے لڑتے ہیں تو دنیا کے کسی بھی اچھے آدمیوں جیسے ہوتے ہیں' اور جب جماعت کی صورت میں لڑیں تو سب سے زیادہ بہادر ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ آزاد آدمی ہیں لیکن ہر حوالے سے آزاد نہیں؛ وہ ایک ہی آقا قانون کو مانتے ہیں; اور اِس آقا سے اُن کا خوف دیگر اقوام کے اپنے آقاؤں سے خوف کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔ وہ اُس کا ہر حکم مانتے ہیں; اور اُس کا حکم ہمیشہ ایک سا ہوتا ہے: یہ انہیں جنگ میں پیٹھ دکھانے سے منع کرتا ہے۔۔۔ چاہے دشمنوں کی تعداد کتنی ہی ہو' اور اُن سے تقاضا کرتا ہے کہ خم ٹھونک کر لڑیں اور فتح کریں یا مر جائیں۔ اے بادشاہ! اگر میری یہ باتیں آپ کو بیوقوفانہ لگتی ہیں تو آئندہ میں پہلے سے بھی زیادہ چپ رہنے کو ترجیح دوں گا۔ میں نے اب بھی آپ کے اصرار پر بات کی تھی۔ میری دعا ہے کہ آئندہ ہمیشہ آپ کی خواہشات کے مطابق بولوں۔"

105- یہ تھا دیمار اتس کا جواب; اور ذرکسیز اُس پر ناراض ہونے کی بجائے ہنسا اور مشفقانہ الفاظ کے ساتھ واپس بھیج دیا۔

اس بات چیت کے بعد ذرکسیز نے داریوش کے تعینات کردہ گورنر کو ہٹا کر میسکامیس ابن میگاڈوٹس کو ڈورسکس کا گورنر بنایا' پھر اپنی فوج کو لے کر تھریس کے راستے یونان کی جانب روانہ ہوا۔

106- یہ آدمی میسکامیس' جسے وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا تھا' اس قدر ممتاز آدمی تھا کہ بادشاہ ہر سال اُسے خصوصی تحائف بھیجا کرتا تھا' کیونکہ وہ ذرکسیز یا داریوش کے تعینات کردہ تمام گورنروں سے زیادہ پُر جلال تھا۔ اسی طرح ارتاذرکسیز ابن ذرکسیز میسکامیس کی اولاد کو سالانہ تحائف بھیجتا رہا۔ ذرکسیز کی لشکر کشی شروع ہونے سے پہلے ہی تھریس میں اور ہیلس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یونٹ کے آس پاس فارسی گورنروں کی حکومت قائم تھی; لیکن مہم ختم ہونے پر ان تمام اشخاص کو یونانیوں نے اپنے شہروں سے نکال باہر کیا' ماسوائے ڈور سکس کے گورنر کے: اگرچہ بہت سوں نے کوشش کی لیکن کوئی بھی میسکامیس کو بے دخل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا- اسی وجہ سے فارسیوں پر حکومت کرنے والا بادشاہ ہر سال اُسے تحائف بھیجا کرتا ہے-

107- جن دیگر گورنروں کو یونانیوں نے باہر نکالا تھا' اُن میں سے ایک بھی ززکسیز کی نظر میں بہادر آدمی نہ تھا--- ماسوائے ایون کے گورنر بوگیز کے- ززکسیز کبھی اُس کو داد و تحسین نہ دے سکا; اور اُس کے جو بیٹے فارس میں رہے اور زندہ بچ گئے تھے' انہیں اُس نے خصوصی عزت و احترام سے نوازا- سچی بات تو یہ ہے کہ بوگیز عظیم مرتبے کا مستحق تھا; کیونکہ جب سیمون ابن ملتیادیس کی زیرِ قیادت ایتھنیوں نے اُس کا محاصرہ کیا اور شرائط قبول کر کے شہر میں پسپائی اختیار کرنے اور واپس ایشیاء جانے کی صاف راہ موجود تھی تو اُس نے شرائط مسترد کر دیں; کیونکہ اُسے خوف تھا کہ بادشاہ سمجھے گا کہ اس نے اپنی جان بچانے کی خاطر بزدلی کا مظاہرہ کیا ہے; چنانچہ اُس نے ہتھیار ڈالنے کی بجائے آخری حد تک جانے کا فیصلہ کیا- جب قلعے میں موجود ساری خوراک ختم ہو گئی تو اُس نے ایک ارتھی بنائی اور اپنے بچوں' بیوی' داشتاؤں اور گھریلو غلاموں کو ذبح کر کے آگ میں ڈال دیا- پھر قلعے میں موجود تمام سونا اور چاندی جمع کر کے اُسے دیواروں کے اوپر سے دریائے سٹرائمون میں پھنکا- یہ کام کر چکنے کے بعد وہ خود بھی آگ میں کود گیا- آج بھی فارسی اِس بنیاد پر بوگیز کو سراہنے اور اُس کی قدر کرنے میں حق بجانب ہیں-

108- جیسا کہ میں نے بتایا ہے' ززکسیز ڈور سکس سے یونان کے خلاف روانہ ہوا; اور راستہ میں آنے والی تمام اقوام کو اپنی مہم میں شامل ہونے پر مجبور کیا- کیونکہ تھیسالی تک کا سارا ملک--- جیسا کہ میں بتا چکا ہوں---- میگابازس اور بعد میں ماردونیئس [115] نے فتوحات کے ذریعہ بادشاہ کا باج گزار اور غلام بنا دیا تھا- اور ززکسیز ڈور سکس سے کوچ کر کے ساموتھریسی قلعوں سے گزرا' جن میں سے مسمبریا انتہائے مغرب میں ہے- اگلا شہر سٹرائمے ہے جس کا تعلق تھاسوس سے ہے- اِس کے اور مسمبریا کی بیچ راہ میں دریائے لائس بہتا ہے جو فوج کو پانی مہیا کرنے کے لیے کافی نہ ہو سکا' بلکہ اُس کی پیاس بجھاتے بجھاتے سوکھ گیا- پہلے یہ خطہ گلائیکا کہلاتا تھا; اب اس کا نام بریانٹکا ہے; لیکن درحقیقت یہ بھی سیکونیائی ہے- [116]

109- ززکسیز لائس کی خشک گزرگاہ کو عبور کر کے یونانی شہروں مارونیا' دیکایا' ابدیرا اور اُن کے پڑوس میں واقع مشہور جھیلوں سے ہو کر گذرا--- مارونیا اور سٹرائمے کے درمیان جھیل اسمارس' اور دیکایا کے نزدیک جھیل برسٹونس جو دو دریاؤں ٹراوس اور کمپساٹس سے پانی وصول کرتی ہے- ابدیرا کے نزدیک اُس کی راہ میں کوئی مشہور جھیل نہ آئی; بلکہ اُس نے

Courtesy-www.pdfbooksfree.pk

دریائے نیستس عبور کیا جو وہاں سمندر تک پہنچتا ہے۔ اپنی راہ پر مزید آگے بڑھتے ہوئے وہ براعظم کے متعدد شہروں سے گذرا' جن میں سے ایک شہر تو تقریباً 30 فرلانگ قطر کی' مچھلیوں اور نمک سے بھری ایک جھیل کا مالک ہے جس کا پانی لدو جانوروں نے پی کر ختم کر دیا۔ اس شہر کا نام پستائرس تھا۔ یہ تمام شہر یونانی تھے اور لب ساحل واقع تھے؛ زرکسیز نے اِن سب کو اپنے بائیں طرف رکھا اور آگے کو چلا۔

110۔ ذیل میں اُن تھریسی قبائل کے نام دیئے جا رہے ہیں جن کے ملک سے وہ ہو کر گزرا: پیتی' سیکونیائی' بسٹونیائی' ساپائی' درسیائی' ایڈونیائی اور سترائے۔ ان میں سے کچھ سمندر کے کنارے رہتے تھے اور انہوں نے بادشاہ کے بیڑے میں جہاز فراہم کیے؛ جبکہ دیگر براعظم کے زیادہ اندرونی حصوں میں رہتے تھے' اور یہاں مذکور تمام قبائل' ماسوائے سترائے' کو پاپیادہ خدمت پر مجبور کیا گیا۔

111۔ جہاں تک ہمیں علم ہے' آج تک کبھی کوئی سترائے کو مطیع نہیں کر سکا' بلکہ وہ آج بھی دیگر تھریسیوں کے بر عکس ایک آزاد اور غیر مفتوح لوگ ہیں۔ وہ مختلف درختوں سے مل کر بنے اور برف سے ڈھکے جنگلوں میں ملبوس فلک بوس پہاڑوں کے درمیان رہتے ہیں۔ ان تھریسیوں کے ملک میں بلند ترین سلسلہ کوہ پر واقع ایک ڈایونی سس کا دارالاستخارہ ہے۔ سترائی نسل کا ایک شخص بیسی کہانتیں جاری کرتا ہے؛ لیکن ڈیلفی کی طرح یہاں بھی پیغمبر ایک عورت ہے؛ اور اُس کے جوابات کو سمجھنا مشکل نہیں۔

112۔ جب زرکسیز اوپر مذکور خطے میں سے گذر گیا تو پایئری (Pierian) قلعوں کی طرف آیا جن میں سے ایک کا نام فاگریس اور دوسرے کا پرگامس ہے۔[117] یہاں وہ قلعہ کی دیواروں کے پاس سے گذرا' اُس کے دائیں ہاتھ پر بلند اور طویل سلسلہ کوہ پانجیئم[118] تھا جہاں سونے اور چاندی کی کانیں ہیں --- کچھ ایک پر پایئری اور راوڈومانتی لیکن زیادہ تر پہ سترائے کام کرتے ہیں۔

113۔ تب زرکسیز نے پیونیائی قبائل --- دوبیریائی اور پیوپلے --- کے ملک میں سے راہ اپنائی جو پانجیئم کے شمال میں واقع ہے' اور مغرب کی جانب بڑھتے ہوئے دریائے سٹرائمون اور ایون کے شہر میں پہنچا جہاں بوگیز گورنر تھا جس کا تذکرہ میں نے گذشتہ صفحات میں کیا ہے[119] اور جو اُس وقت تک زندہ تھا۔ کوہ پانجیئم کے آس پاس کا خطہ زمین فائلس کہلاتا ہے؛ مغرب میں یہ دریا انگیتیس تک پہنچتا ہے جو سٹرائمون میں گرتا ہے' اور جنوب میں بذات خود سٹرائمون ہے جہاں اس وقت کاہن دریا کو سازگار بنانے کی خاطر سفید گھوڑوں کی قربانی کر رہے تھے۔[120]

114۔ فارسیوں نے ان اور دیگر بہت سی جادوئی رسوم کے ذریعہ دریا کو خوش کر کے اُسے پلوں کے ذریعہ عبور کیا جو اُن کی آمد سے پہلے ہی "نوراہیں"[121] نامی جگہ پر (ایڈونیروں کے علاقہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں) بتایا گیا تھا اور جب انہیں پتہ چلا کہ جگہ کا نام "نو راہیں" ہے تو انہوں نے علاقے کے نو (9) جوان لڑکوں اور نو دوشیزاؤں کو پکڑ کر وہاں زمین میں زندہ گاڑ دیا۔ زندہ دفن کرنا ایک فارسی رسم ہے۔ میں نے سُنا ہے کہ زرکسیز کی بیوی امیسترس نے بڑھاپے میں زمین کے نیچے آباد خیال کیے جانے والے دیوتا کے شکرانے کے طور پر مشہور آدمیوں کے چودہ بیٹوں کو زندہ دفن کر دیا تھا۔

115۔ لشکر دریائے سٹرائمون سے مغرب کی طرف بڑھا اور ایک ساحلی پٹی پر پہنچا جہاں یونانی شہر آرگیلس آباد ہے۔ یہ کنارا اور اِس سے اوپر کا سارا علاقہ بسالیٹا [۱۲۲] کہلاتا ہے۔ زرکسیز یہاں سے گزر کر اور خلیج پوسیڈ یئم کو بائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے سیلیائی میدان [۱۲۳] میں سے گذرا اور ایک یونانی شہر ستاگیرس [۱۲۴] سے ہوتا ہوا اکانتھس آیا۔ کوہ پانجیئم کے آس پاس رہنے والوں کے ساتھ ساتھ ان علاقوں کے باشندوں کو بھی فوج میں جبراً بھرتی کیا گیا: ساحل سمندر پر بسنے والوں کو بحری بیڑے میں جبکہ خشکی پر کافی آگے رہنے والوں کو بری افواج کے ساتھ چلنے پر مجبور کیا گیا۔ زرکسیز کی فوج نے جو راہ پکڑی وہ آج بھی جوں کی توں ہے: اہل تھریس یہاں کھیتی باڑی نہیں کرتے بلکہ اِسے نہایت احترام دیتے ہیں۔

116۔ اکانتھس پہنچ کر فارسی بادشاہ نے اپنی خدمت کے لیے اکانتھیوں کا جوش دیکھ کر اور کھدائی میں اُن کے کام کے متعلق سُن کر انہیں اپنے حلفیہ دوستوں میں شامل کیا' ایک میڈیائی لباس [۱۲۵] تحفے میں دیا اور علاوہ ازیں اُن کی بڑی عزت افزائی بھی کی۔

117۔ ابھی وہ یہیں ٹھہرا ہوا تھا کہ جب نہر کے کام [۱۲۶] کی نگرانی کرنے والا ارتا کیئس بیمار ہوا اور مر گیا۔ اُسے زرکسیز کی نظروں میں بڑی قدر و اہمیت حاصل تھی اور وہ پیدائشی لحاظ سے ایک آرکیمینی تھا۔ مزید برآں وہ تمام فارسیوں سے لمبا۔۔۔ شاہی معیار [۱۲۷] پانچ کیوبٹ سے صرف چار انگلیاں چھوٹا۔۔۔ اور دنیا کے کسی بھی آدمی سے زیادہ زور دار آواز رکھتا تھا۔ اس حادثے پر شدید رنجیدہ زرکسیز اُسے قبر تک لے گیا اور بڑی شان و شوکت سے دفن کیا: جبکہ سارے لشکر نے قبر کے اوپر مٹی ڈھیر کرنے میں مدد دی۔ اکانتھیوں نے ایک کہانت کی تعمیل میں اس ارتا کیئس کو قربانی پیش کی اور اپنی دعاؤں میں اُسے نام لے کر پکارا۔ لیکن بادشاہ زرکسیز کو اُس کی موت پر عظیم دکھ ہوا۔

118۔ فوج کو کھانا کھلانے اور زرکسیز کو تفریح مہیا کرنے والے یونانیوں کو اب شدید پریشان کیا گیا' یہاں تک کہ اُن میں سے کچھ کو مکان اور گھر بیچنے پر بھی مجبور ہونا پڑا۔ پھر اہل تھاسوس نے براعظم پر اپنی املاک کے حوالے سے لشکر کا استقبال کیا اور کھانا کھلایا۔ انتی پیترابن اورگیس۔۔۔ بہترین شہرت کا حامل شہری جسے یہ کام سونپا گیا تھا۔۔۔ نے ثابت کیا کہ کھانے پر 400

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹیلنٹ چاندی کا خرچ آیا۔ [۱۲۸]

119۔ دیگر شہروں کے نگرانوں نے بھی تقریباً اتنی ہی رقم کا تخمینہ لگایا۔ استقبال کے لیے پہلے ہی حکم دے دیا گیا تھا اور اسے کافی اہم خیال کیا جاتا تھا۔ اِس کا طریقہ میں ذیل میں بیان کروں گا۔ جونہی احکامات [۱۲۹] لانے والے قاصد اُن کے پاس پہنچتے تو ہر شہر کے باشندے اپنے پاس جمع شدہ غلے میں سے ایک حصہ نکالتے اور کئی ماہ تک گندم اور جو کا آٹا پیستے رہتے۔ اِس کے علاوہ وہ جہاں سے بھی مویشی ملتے انہیں خرید کر موٹا تازہ کرتے؛ اور مرغیوں اور آبی شکار کو جوہڑوں اور عمارتوں میں پالتے تاکہ وہ فوج کی آمد پر تیار ہوں؛ جبکہ ساتھ ساتھ سونے اور چاندی کی صراحیاں' جام اور میز پر کھانے پیش کے لیے درکار تمام چیزیں بھی تیار کرتے۔ موخر الذکر تیاریاں صرف بادشاہ اور اُس کے ساتھ بیٹھ کر کھانے والوں کے لیے تھیں؛ باقی کی فوج کے لیے کھانے کے علاوہ کچھ بھی تیار نہ کیا جاتا۔ فارسیوں کی آمد پر زرکسیز اپنے واسطے تیار شدہ خیمے میں جاکر آرام کرتا جبکہ سپاہی کھلے آسمان تلے ہی رہتے۔ کھانے کا وقت آنے پر منتظمین کو بے پناہ محنت کرنا پڑتی؛ جبکہ مہمان پیٹ بھر کر کھانا کھاتے اور پھر وہیں رات گزارنے کے بعد اگلی صبح شاہی خیمہ اکھاڑتے اور اُس میں رکھی اشیاء بھی اُٹھاکر ساتھ لے جاتے۔

120۔ ان میں سے ایک موقعہ پر ابدیرا کے میگاکریون نے دانشمندی سے کام لیتے ہوئے اپنے ہموطنوں کو حکم دیا کہ وہ "سب عورتیں اور مرد' جماعت کی صورت میں معبدوں میں جائیں' وہاں پناہ گزین بن کر ٹھہریں اور دیوتاؤں سے التجا کریں کہ وہ مستقبل میں اپنے امن کو لاحق ہو سکنے والے ممکنہ خطرات میں سے نصف کو معاف کر دیا کریں۔۔۔ ساتھ ہی ماضی میں اُن کی اس مہربانی کا پرجوش انداز میں شکریہ ادا کریں کہ انہوں نے زرکسیز کو دن میں صرف ایک مرتبہ کھانا کھانے پر ہی قانع کر دیا تھا۔" کیونکہ اگر بادشاہ کو رات کے کھانے کے علاوہ ناشتہ فراہم کرنے کا بھی حکم ملا ہوتا تو اہلِ ابدیرا زرکسیز کی آمد سے پہلے ہی بھاگ جاتے یا اگر وہیں اُس کا انتظار کرتے تو قطعی طور پر تباہ ہو جاتے۔ اقوام نے زبردست مشکلات کے باوجود خود کو دی گئی ہدایات کے مطابق ہی عمل کیا تھا۔

121۔ اکانتھس کے مقام پر زرکسیز اپنے بحری بیڑے سے جُدا ہوا اور کپتانوں کو حکم دیا کہ وہ تھرمائی خلیج میں تھرما کے مقام پر پہنچ کر اُس کا انتظار کریں۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس شہر سے گذرنا مختصر ترین راستہ تھا۔ قبل ازیں اُس نے پیش قدمی کے لیے مندرجہ ذیل احکامات صادر کیے تھے:۔۔۔ اُس کی بری افواج ڈورسکس سے اکانتھس تک تین ٹکڑیوں میں آئی تھیں' جن میں سے ایک نے بحری بیڑے کے ساتھ ساتھ ساحل کی راہ اپنائی تھی اور اِس کی قیادت ماردونیس اور ماسس تیس کر رہے تھے۔ دوسری ٹکڑی نے تریتانتے شمیز اور گرجس کی زیرِ قیادت براعظم کے اندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والی راہ اپنائی: تیسری ٹکڑی، جس میں خود ذرکسیز شامل تھا، پہلی دونوں کے درمیان پیش قدمی کر رہی تھی اور اِس کے سربراہ سمیردو مینیس اور میگابائزس [130] تھے۔

122- چنانچہ بحری بیڑہ بادشاہ سے الگ ہونے کے بعد کوہ آتھوس کو کاٹ کر بنائی گئی نہر میں سے گذرا اور خلیج میں آیا جس کے کناروں پر ایسا، پلورس، سِنگس اور سارٹا شہر واقع ہیں؛ ان تمام شہروں سے دستے لیے گئے۔ پھر یہ تھرمائی خلیج کی طرف گیا اور کیپ ایمپی لس --- تورونیوں کی راس زمین --- کا چکر کاٹ کر یونانی شہروں تورونے، گالیپس، سیرمیلا، میسی برما اور اولنتھس گیا اور ہر ایک سے متعدد بحری جہاز اور آدمی لیے --- یہ خطہ سِتھونیا [131] کہلاتا ہے۔

123- بیڑہ کیپ ایمپی لس سے ایک مختصر راستہ کے ذریعہ کیپ کینا سٹریئم [132] گیا جو سمندر میں دور تک گئے ہوئے [133] جزیرہ نما پالینے میں ایک مقام ہے؛ وہاں پوٹیڈیا، افی ٹِس، نیپولِس، اینجا، تھیرامبس، سکیونے، مینڈے اور سانے [134] سے مزید جہاز اور آدمی اکٹھے کیے گئے --- یہ قدیم دور میں فلیگرا لیکن موجودہ دور میں پالینے [135] کہلانے والے خطہ کے شہر ہیں۔ یہاں سے وہ دوبارہ ساحل کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے بادشاہ کی متعین کردہ جگہ کی طرف بڑھے اور پالینے کے نزدیک اور تھرمائی خلیج کے کنارے واقع تمام شہروں سے جہاز اور آدمی لیے: ان شہروں کے نام لیپاکسس، کومبریا، لیزائے، گیگونس، کامپسا، سمیلا اور اینیا ہیں۔ جس خطے میں یہ شہر واقع ہیں وہ اب بھی پرانا نام کروسیا [136] برقرار رکھے ہوئے ہے۔ بحری بیڑے نے موخر الذکر شہر اینیا سے گذر کر خود کو تھرمائی خلیج میں میگڈونیا کی زمین کے سامنے پایا --- یوں وہ انجام کار مقررہ جگہ تھرما پہنچے اور دریائے آکسیئس --- جو بوٹیا کو میگڈونیا سے جدا کرتا ہے --- پر سنڈس اور کالیسترا میں بھی آئے۔ بوٹیا کا ساحلی بحر بہت مختصر ہے، جس پر دو شہر اِشنے اور پیلا [137] ہیں۔

124- سو بیڑہ آکسیئس اور تھرما اور ان کے درمیانی شہروں میں لنگر ڈال کر بادشاہ کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ دریں اثناء ذرکسیز نے اپنی بری فوج [138] کے ساتھ اکانتھس سے تھرما کی جانب کوچ کیا۔ وہ پیونیا اور کرسٹونیا سے گذر کر دریائے ایکی ڈورس [139] پر آیا جو کرسٹونیوں کے ملک میں اُبھر کر میگڈونیا میں سے گزرتا اور آکسیئس پر ایک دلدلی علاقے کے قریب سمندر تک پہنچتا ہے۔

125- اِس کوچ میں لشکر کے سامان سے لدے ہوئے اونٹوں پر شیروں نے حملہ کر دیا، جو رات کے وقت اپنی کچھاروں سے نکل کر آئے، لیکن آدمیوں اور لدو جانوروں کو چھوڑ دیا جبکہ صرف اونٹوں کو اپنا شکار بنایا۔ میں حیران ہوں کہ آخر کس وجہ سے شیر باقی جانوروں کو چھوڑ دینے اور اونٹوں پر حملہ کرنے کی جانب مائل ہوئے کیونکہ انہوں نے پہلے کبھی اِس جانور کو نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی اِس کا کوئی تجربہ رکھتے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

126- سارا خطہ شیروں اور بڑے سینگوں والے جنگلی بھینسوں [140] سے بھرا ہوا ہے جنہیں یونان میں لایا گیا ہے۔ شیر دریائے نیسٹس جو ابدیرا میں سے بہہ کر آتا ہے' اور آکیلوس جو اکارنانیا کو سیراب کرتا ہے کے درمیان واقع خطے تک ہی محدود ہیں۔ [141] دریائے نیسٹس کے مشرق کی طرف یورپ کے اگلے حصے میں اور نہ ہی آکیلوس کے جنوب والے سارے براعظم میں آپ کو کوئی شیر دکھائی دیتا ہے; لیکن ان دونوں حدود کے درمیانی علاقوں میں شیر وسیع تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ [142]

127- زرکسیز نے تھرما پہنچ کر اپنی فوج کو ٹھہرایا جو میگڈونیا میں تھرما کے شہر سے شروع ہو کر لیڈیاس اور ہیلیاکمون دریاؤں تک ڈیرہ زن ہو گئی; اور یہ دونوں دریا باہم مل کر بوٹیا اور مقدونیا کے درمیان سرحد تشکیل دیتے ہیں۔ یہ تھی اُس علاقے کی وسعت جس میں بربریوں نے پڑاؤ ڈالا۔ ایکی ڈورس کے سوا یہاں کے تمام دریا فوجوں کو پانی پلانے کے لیے کافی رہے۔

128- زرکسیز نے تھرما سے تھیسالی پہاڑ اولمپس اور اوسا [143] کا نظارہ کیا جو نہایت بلند ہیں۔ یہاں جب اُس نے اِن پہاڑوں کے مابین ایک تنگ گھاٹی [144] کے بارے میں سنا (جس میں سے دریائے پینیئس بہتا ہے اور جہاں تھیسالی میں داخل ہونے کی راہ موجود تھی) تو اُسے خواہش ہوئی کہ بذریعہ سمندر خود جا کر دریا کے دہانے کا جائزہ لے۔ اُس کا منصوبہ تھا کہ براعظم کے مقدونیوں کے ملک سے ہوتی ہوئی بالائی راہ سے اپنی فوج کو لے کر جائے اور یوں پیریبیا میں داخل ہو اور نیچے گونس [145] شہر کو آئے; کیونکہ اُسے بتایا گیا تھا کہ یہ راہ محفوظ ترین تھی۔ چنانچہ اُس نے دل میں یہ خیال پیدا ہوتے ہی اِس پر عملدرآمد شروع کر دیا۔ اپنی عادت کے مطابق اُس نے ایک سیڈونی جہاز [146] پہ سوار ہو کر باقی کے بحری بیڑے کو لنگر اُٹھانے کا اشارہ کیا اور اپنی بری فوج کو چھوڑ کر پینیئس کو روانہ ہوا۔ یہاں دریا کے دہانے نے اُسے بہت حیران کیا' اُس نے اپنے گائیڈوں کو بلوا کر پوچھا کہ آیا دریا کا بہاؤ تبدیل کر کے اِسے کسی اور مقام پر سمندر میں گرانا ممکن ہے یا نہیں۔

129- روایت کے مطابق قدیم وقتوں میں تھیسالی بڑے بڑے پہاڑوں میں گھری ہوئی ایک جھیل تھا۔ درحقیقت اوسا اور پیلیون پہاڑ۔۔۔ جو دامن [147] میں باہم ملتے ہیں۔۔۔ مشرق کی جانب سے' اولمپس شمال [148] پنڈس مغرب [149] اور اوتھرس جنوب [150] کی طرف سے اِس کی حد بندی کرتے ہیں۔ اِن پہاڑوں کے اندر واقع گہرا خطہ تھیسالی کہلاتا ہے۔ بہت سے دریا اِس میں اپنا پانی گراتے ہیں; لیکن اُن میں سے پانچ زیادہ قابل ذکر ہیں: یعنی پینیئس' ایپی ڈانس' اونوکونس' اینی پیئس اور پامیس۔ یہ دریا تھیسالی کے گرد محیط پہاڑوں میں سے بہہ کر نیچے آتے اور ایک ہی راستے سے یعنی نہایت تنگ گھاٹی کے ذریعہ سمندر میں گرتے ہیں۔ اِتصال کے بعد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمام نام ختم ہو جاتے ہیں اور دریا پینیئس کا نام اختیار کر لیتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ گھاٹی موجود نہیں تھی جو پرانے وقتوں میں پانیوں کو باہر نکلنے کی راہ دیا کرتی تھی؛ اُس وقت دریا اور جھیل بوئبیس [۱۵۱] بے نام تھے لیکن تب بھی اُن کا بہاؤ آج جتنا ہی تھا اور انہوں نے تھیسالی کو ایک سمندر بنا دیا۔ اہل تھیسالی نے ہمیں بتایا ہے کہ جس گھاٹی میں سے پانی گزرا کرتا تھا وہ پوسیڈون نے بنوائی تھی؛ اور یہ کافی قرین قیاس ہے؛ کم از کم جو شخص یقین رکھتا ہے کہ پوسیڈِن زلزلے لاتا ہے' اور یہ کہ اِس طرح پیدا ہونے والی کھائیاں اُس کے ہاتھ کا کام ہیں' وہ اِس دراڑ کو دیکھ کر اِسے پوسیڈون کا ہی کام قرار دے گا۔ کیونکہ مجھے صاف طور پر لگتا ہے کہ کسی زلزلے نے پہاڑوں کو نیچے سے پھاڑ ڈالا ہے۔ [۱۵۲]

130۔ چنانچہ جب زرکسیز نے اپنے گائیڈوں سے پوچھا کہ کیا پانیوں کو کسی اور راستے سے سمندر میں ڈالا جا سکتا ہے یا نہیں' تو اُن ممالک کے طبعی حالات سے اچھی طرح آشنا افراد نے جواب دیا...

"اے بادشاہ' اور ایسا کوئی بھی راستہ نہیں جس کے ذریعہ سے دریا سمندر تک پہنچ سکے' ماسوائے اِس راستے کے جسے آپ اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ کیونکہ تھیسالی پہاڑوں کے گھیرے میں ہے۔"

بتایا جاتا ہے کہ زرکسیز نے یہ جواب سُن کر کہا...

"واقعی تھیسالی کے لوگ بڑے عقلمند ہیں اور اُن کے پاس اپنے ذہن بروقت تبدیل کرنے اور اپنی حفاظت کے لیے مشاورت کرنے کی اچھی وجہ موجود ہے۔ کیونکہ دیگر امور سے قطع نظر انہوں نے ضرور محسوس کیا ہو گا کہ وہ ایک ایسے علاقے میں رہتے ہیں جسے بہ آسانی زیر کیا جا سکتا ہے۔ اِس سے زیادہ اور کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں کہ گھاٹی کے آگے بند باندھ کر اُن کی زمینوں کو ڈبویا اور دریا کو موجودہ راہگذر سے پرے ہٹا دیا جائے؛ اور دیکھو پہاڑوں کے سوا سارا تھیسالی فوراً زیر آب آ جائے گا۔"

بادشاہ کا روئے سخن آلیوس کے بیٹوں کی جانب تھا جو تھیسالی کے رہنے والے تھے اور تمام یونانیوں میں سب سے پہلے انہوں نے ہی اُس کی اطاعت قبول کی تھی۔ زرکسیز نے سوچا کہ انہوں نے تمام لوگوں کی جانب سے اپنی دوستانہ پیشکشیں کی تھیں۔ [۱۵۳] سو زرکسیز جگہ کا جائزہ لینے اور مذکورہ بالا تقریر کرنے کے بعد واپس تھرما چلا گیا۔

131۔ پائیریا میں زرکسیز نے کئی دن تک قیام کیا' اِس دوران اُس کی فوج کے تیسرے حصے کو مقدونیائی سلسلہ کوہ پر درخت کاٹنے کے کام پر لگایا گیا تھا تاکہ افواج کھلے راستے سے پربیبیا میں جا سکیں۔ خراج کا مطالبہ کرنے کے لیے یونان بھیجے گئے سفیر اِس موقع پر پڑاؤ میں واپس آئے'

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بعض خالی تھے جبکہ دیگر کے پاس پانی مٹی (خراج) تھا۔

132- جن سے خراج حاصل کیا گیا تھا وہ مندرجہ ذیل تھے: تھیسالیائی' ڈولوپائی' [154] اینیانی' [155] پرہیبانی' لوکریئی' میگنیشیائی' مالیائی' آکیائی (فتیوٹس [156] کے)' تھیبی' اور بالعموم بیوشیائی۔ ماسوائے پلیٹیا اور تھسپیا والوں کے۔ یہ تھیں وہ اقوام جن کے خلاف (بربریوں کی مزاحمت کا فیصلہ کرنے والے) یونانیوں نے مندرجہ ذیل حلف لیا تھا۔۔۔ "یونانی خون کے وہ تمام لوگ جنھوں نے اپنے حالات بہتر ہونے کے باوجود بلا ضرورت خود کو فارسیوں کے حوالے کردیا' ہم اُن کی اشیاء کا دسواں حصہ لے کر ڈیلفی میں دیوتا کو دیں گے۔"

133- بادشاہ زرکسیز نے ایتھنز یا سپارٹا کی جانب خراج کے مطالبہ کے لیے کوئی سفیر نہ بھیجے تھے جس کی وجہ میں اب بیان کروں گا۔ کچھ عرصہ قبل اِسی مقصد کے تحت [157] جب داریوش نے اپنے قاصد بھیجے تھے تو انہیں ایتھنز میں سزا کے گڑھے [158]' سپارٹا میں ایک کنوئیں میں پھینک کر حکم دیا گیا تھا کہ وہاں سے مٹی اور پانی (خراج) حاصل کر کے اپنے بادشاہ کے پاس لے جائیں۔ اِسی لیے اب زرکسیز نے اُن سے کوئی مطالبہ نہ کیا۔ میں یہ نہیں بتا سکتا کہ ایتھنیوں پر کونسی مصیبت آن پڑی تھی کہ انہوں نے قاصدوں کے ساتھ یہ ناروا سلوک کیا۔ لیکن اتنا یقین ہے کہ سزا اِس جرم کی وجہ سے نہیں تھی۔

134- تاہم' لیسیڈیمونیوں پر آگامیمنن کے قاصد تالتھی بیئس کا غضب شدت کے ساتھ نازل ہوا۔ سپارٹا میں تالتھی بیئس کا ایک معبد ہے؛ اور اُس کے اخلاف' جنہیں تالتھی بیادے کہتے ہیں' آج بھی وہاں رہتے ہیں اور قاصد کا عہدہ صرف انہی لوگوں کی خصوصی مراعات ہے۔ چنانچہ جب اہل سپارٹا نے اوپر مذکور فعل کا ارتکاب کر لیا تو اُن کی قربانیوں کے جانور نیک شگون نہ دے سکے؛ اور ایسا ایک طویل عرصہ تک ہوتا رہا۔ تب اہل سپارٹا پریشان ہوئے؛ اور اپنے اوپر عائد شدہ سنگین آفت کے پیش نظر انہوں نے عوامی اجلاس بلائے اور سارے شہر میں اعلان کروا دیا کہ "کیا کوئی لیسیڈیمونی سپارٹا کو اپنی زندگی کا نذرانہ دینے کو تیار ہے؟" اِس پر دو سپارٹائی سپرتھیاس ابن انیرسٹس اور بولس ابن نکولوس۔۔۔ دونوں ہی اعلیٰ گھرانے کے اور امیر ترین بھی۔۔۔ نے سامنے آ کر اور آزادانہ طور پر خود کو زرکسیز کے آگے سپارٹا میں داریوش کے مقتول قاصدوں کی تلافی کے طور پر پیش کیا۔ سو اہل سپارٹا نے اُنہیں مرنے کے لیے میڈیز بھیج دیا۔

135- اِن اشخاص کی دکھائی ہوئی ہمت ہی صرف قابل قدر اور باعث حیرت نہیں؛ بلکہ ان کی کی ہوئی مندرجہ ذیل تقاریر بھی قابل ذکر ہیں۔ سُوسا جاتے ہوئے راستے میں انہوں نے خود کو ہائیدارنس [159] کے آگے پیش کیا۔ ہائیدارنس پیدائشی طور پر فارسی تھا اور ایشیاء کے ساحل سمندر پر آباد تمام اقوام کی قیادت اُسی کے پاس تھی۔ اُس نے مہمان نوازی کا مظاہرہ کیا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہیں ایک دعوت میں بلایا: جب وہ کھانا کھا رہے تھے تو اُن سے کہا:---

"اولیسیڈیمون کے رہنے والو، تم بادشاہ کے دوستوں میں شامل ہونے کو کیوں تیار نہیں ہو؟ تمہیں صرف میری اور میری دولت کی جانب نگاہ ڈالنا پڑے گی اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ بادشاہ قدر کرنا جانتا ہے۔ اگر تم اُس کی اطاعت قبول کرلو تو میری طرح تم بھی اُس کے ہاتھوں سے یونان میں کوئی حکومتی عہدہ حاصل کرلو گے۔"

انہوں نے جواب دیا، "ہائیدارنس تم یک طرفہ مشیر ہو۔ تم نے نصف معاملے کا تجربہ کیا ہے، لیکن باقی نصف تمہاری معلومات سے ماوراء ہے۔ تم صرف ایک غلامانہ زندگی سے واقف ہو اور تم نے کبھی آزادی کا مزہ نہیں چکھا، اِس لیے تم یہ بتانے سے قاصر ہو کہ یہ میٹھی ہوتی ہے یا ترش۔ آہ! اگر تم نے جانا ہوتا کہ آزادی کیا ہے تو تم ہمیں اِس کی خاطر لڑنے کا حکم دیتے، نہ صرف برچھی سے بلکہ جنگی کلہاڑے سے بھی۔"

یہ تھا ہائیدارنس کو اُن کا جواب۔

136۔ بعد ازاں جب وہ سوسا میں بادشاہ کے حضور آئے اور محافظوں نے انہیں جھکنے اور اظہار اطاعت کرنے کا حکم دیا، بلکہ اُن سے بزور ایسا کروانے کی حد تک آگئے، مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر اُن کے سر بھی اُتار کر زمین پہ پھینک دیئے جائیں تب بھی وہ ایسا نہیں کریں گے: کیونکہ انسانوں کی پوجا کرنا اُن کا دستور نہیں اور نہ ہی وہ اِس مقصد کے لیے فارس آئے تھے۔ سو انہوں نے یہ رسم ادا نہ کی اور پھر بادشاہ کو حسب ذیل الفاظ میں مخاطب کیا:---

"او میڈیوں کے بادشاہ! لیسیڈیمونیوں نے ہمیں یہاں تمہارے اُن قاصدوں کے بدلے میں بھیجا ہے جنہیں سپارٹا میں قتل کر دیا گیا تھا، تاکہ اِس معاملے میں تمہارا قصاص ادا کر سکیں۔"

تب زرکسیز نے روح کی حقیقی عظمت کے ساتھ جواب دیا، "میں لیسیڈیمونیوں کی طرح عمل نہیں کروں گا جنہوں نے قاصدوں کو قتل کر کے ایسے قوانین کو توڑا جن کی پابندی تمام انسان کرتے ہیں۔ میں نے اُن کے اِس فعل کو برا کہا تھا اس لیے اب خود اِس کا ارتکاب ہرگز نہیں کروں گا۔ نیز میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ دو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر لیسیڈیمونیوں کو اُن کے احساس جرم سے آزادی دلا دوں۔"

137۔ اہل سپارٹا کی اس کارروائی نے تالتھی بیئس کا غصہ کچھ وقت کے لیے فرو کر دیا، حالانکہ سپرتھیاس اور بُولس زندہ سلامت واپس آ گئے تھے۔ لیکن کئی برسوں بعد یہ غصہ ایک مرتبہ پھر جاگ اٹھا جب پیلوپونیسیوں اور ایتھنیوں کے درمیان جنگ ہو رہی تھی۔

میری رائے میں اِس معاملے میں الوہی کار فرمائی صاف ظاہر تھی۔ تالتھی بیئس کا غضب سفیروں پر نازل ہونا انصاف کا تقاضا تھا: لیکن یہ مجھے صاف طور پر ایک مافوق الفطرت معاملہ لگتا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ یہ انہی افراد کے بیٹوں پر نازل ہوا جنہیں فارسی بادشاہ کے پاس بھیجا گیا تھا۔۔۔ نِکولوس ابن بولِس اور انیرِستس ابن سپرتھیاس: یہی افراد جب ایک تجارتی جہاز میں جا رہے تھے تو تِرنس سے مچھیروں کو ساتھ لے گئے تھے۔ تاہم' یہ بات یقینی ہے کہ لیسیڈیمونیوں کی جانب سے بطور سفیر ایشیاء بھیجے گئے ان دونوں آدمیوں سے تھریس کے بادشاہ سیتاکلیز ابن تیریز اور ابدیرا کے رہائشی نمفوڈورس ابن پاتھس نے دغا کیا اور انہیں ہیلس پونٹ پر بساتھے میں قیدی بنا کر رکھا' وہاں سے ایٹیکا لے کر گئے اور پھر انہیں وہاں ایتھنیوں نے ایک کورنتھی ارستیاس ابن ادیمانتس [۱۶۰] نے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ تاہم' یہ سب کچھ ذرکسیز کی مہم کے کافی سالوں بعد ہوا۔ [۱۶۱]

138۔ اب میں اپنے اصل موضوع کی طرف واپس آتا ہوں۔۔۔ فارسی بادشاہ کی مہم اگرچہ ایتھنز کے خلاف تھی لیکن اصل میں سارا یونان خوفزدہ تھا۔ اور یونانی کچھ ہی عرصہ قبل اِس سے آگاہ ہوئے: لیکن اُن سب نے معاملے کو ایک ہی روشنی میں نہ دیکھا۔ کچھ ایک نے فارسیوں کو خراج ادا کر دیا تھا اور اِس بناء پر بہادری کے ساتھ خود کو بربری فوج کے نقصان سے محفوظ سمجھ رہے تھے: جبکہ دیگر نے اطاعت کا مطالبہ مسترد کر دیا تھا اور انتہائی تشویش میں مبتلا تھے۔ کیونکہ انہوں نے یونان میں موجود جہازوں کو فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے بہت کم خیال کیا' جبکہ یہ بات صاف ظاہر تھی کہ ریاستوں کی زیادہ بڑی تعداد جنگ میں شریک ہونے کی بجائے میڈیوں کا گرمجوشی سے استقبال کرے گی۔

139۔ اور یہاں میں ایک رائے دینے پر مجبور ہوں: میں جانتا ہوں کہ بہت سے لوگ اِسے ناپسند کریں گے' لیکن میں اسے درست سمجھتے ہوئے چھپانے سے قاصر ہوں۔ اگر ایتھنی آتے ہوئے خطرے کے خوف سے اپنے ملک کو خالی کر جاتے' یا وہیں رہتے ہوئے ذرکسیز کی طاقت کے سامنے سرِتسلیم خم کر دیتے تو یقیناً سمندر میں فارسیوں کی مدافعت کی کوئی کوشش نہ ہوتی: ایسی صورت میں خشکی پر صورتحال حسبِ ذیل ہوتی۔ اگرچہ پیلوپونیسیوں نے خاکنائے پر بہت سی قلعہ بندیاں کر لی ہوتیں' تاہم' اُن کے حلیف لیسیڈیمونیوں سے الگ ہو جاتے۔۔۔ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اِس وجہ سے کہ ایک کے بعد دوسرا شہر بربریوں کے بحری بیڑے کے زیرِ تسلط آ جاتا: اور یوں آخر میں لیسیڈیمونی تن تنہاء کھڑے ہوتے اور ہمت و شجاعت کا مظاہرہ کر کے شاندار موت مرتے۔ چاہے وہ یہ راہ اپناتے یا کوئی اور۔۔۔ اس سے قبل کہ یہ انتہائی حد آ جاتی اور وہ ایک کے بعد دوسری یونانی ریاست کو میڈیوں کے ساتھ ملتے ہوئے دیکھتے۔۔۔ تو وہ بادشاہ ذرکسیز کے ساتھ شرائط طے کر لیتے:۔۔۔ یوں ہر دو صورتوں میں یونان فارس کا مطیع بن جاتا۔ کیونکہ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اگر بادشاہ سمندر پر بالادستی حاصل کر لیتا تو خاکنائے پر بنائی گئی دیواروں کا ممکن طور پر کیا مفید مقصد ہو سکتا تھا۔ اب اگر کوئی آدمی کہے کہ ایتھنی یونان کے نجات دہندہ تھے'

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو وہ سچ سے انحراف نہیں کرے گا' کیونکہ انہوں نے واقعی ترازو اٹھائے رکھے' اور جس فریق کے ساتھ بھی ملتے اُسے بچا لیتے۔ یونان کی آزادی برقرار رکھنے کا فیصلہ کرنے کے بعد انہوں نے ہی یونانی قوم کے اُس حصے کو تحریک دلائی جو میڈیوں کی جانب مائل نہیں ہوا تھا: سودیوتاؤں کے بعد صرف انہوں نے حملہ آور کی مدافعت کی۔ ڈیلفی سے آنے والی کچھ خوفناک کہانتوں نے اُن کے دلوں کو خوفزدہ تو کیا لیکن انہیں یونان سے بھاگ جانے پر مجبور نہ کر سکیں۔ اُن میں اتنی ہمت تھی کہ اپنے وطن سے وفا نبھائیں اور دشمن کے آنے کا انتظار کریں۔

140۔ استخارہ کروانے کے لیے بے قرار اِیتھنیوں نے جب اپنے قاصد ڈیلفی بھیجے تو ابھی قاصد مقدس احاطے میں مجوزہ رسوم ادا کرنے کے بعد دیوتا کی خانقاہ میں بیٹھے ہی تھے کہ ارستونیسے نامی کاہنہ نے پیشگوئی کی۔۔۔

بدبختو' تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ تخلیق کے آخری کناروں تک بھاگ جاؤ'
گھروں اور اُن ٹیلوں کو چھوڑ کر جن کی بلندی پر تمہارے شہر کی دیوار ہے۔
سر اور نہ ہی جسم اپنے مقام پر مستحکم ہیں'
اور نہ ہی نیچے زمین پر پاؤں یا ہاتھ مضبوط ہیں'
نہ ہی درمیانی حصہ غیر مجروح ہے۔
سب۔۔۔ سب کچھ تباہ اور ضائع ہو چکا۔ کیونکہ آگ اور پرجوش اریس' ایک سیریائی [۱۶۲] رتھ کے ہمراہ اُسے تباہ کرنے دوڑے چلے آرہے ہیں۔
صرف تمہیں ہی نقصان نہیں ہو گا؛ وہ تمام میناروں کو زمین بوس کر دے گا'
وہ دیوتاؤں کی بہت سی زیارت گاہوں کو جلا کر تباہ کر ڈالے گا۔
وہ اب بھی کھڑے ہیں اور اُن کا کالے رنگ کا پسینہ خوفناک انداز میں بہہ رہا ہے'
وہ خوف سے لرز اور کانپ رہے ہیں؛ اور دیکھو! بلند چھتوں سے کالا خون رس رہا ہے' جو کسی شدید تباہی کا شگون ہے۔
معبد سے باہر چلے جاؤ؛ اور ان آفات پر غور کرو جو تمہاری منتظر ہیں!

141۔ جب اِیتھنی قاصدوں نے یہ جواب سُنا تو عمیق ترین خوف سے بھر گئے: تب ڈیلفیوں کے ایک ممتاز ترین شخص تیمون ابن اینڈروبولس نے دیکھا کہ وہ اس افسردہ کن پیشگوئی پر کس قدر پُرملال تھے' تو انہیں مشورہ دیا کہ زیتون کی ایک ڈالی لے کر خانقاہ میں دوبارہ جائیں اور پناہ گزینوں کی حیثیت سے کہانت کا تقاضا کریں۔ اِیتھنیوں نے اِس مشورے پر عمل کیا اور ایک مرتبہ پھر اندر جا کر کہا۔۔۔ "اے مالک! ہم تیری عنایت کے طلب گار ہیں' ہم نے اپنے ہاتھوں میں عاجزی کی یہ ڈالیاں اٹھا رکھی ہیں' تو ہمیں ہمارے ملک کے حوالے سے کوئی زیادہ تسلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والی بات بتا۔ ورنہ ہم تیری عبادت گاہ سے باہر نہیں جائیں گے، بلکہ موت آنے تک یہیں رہیں گے۔" اِس پر کاہنہ نے انہیں ایک اور جواب دیا جو حسبِ ذیل تھا:۔۔۔

"پالس اولمپس کے بادشاہ کو منانے کے قابل نہیں ہو سکی،
اگرچہ اُس نے اُس سے بار بار التجا کی اور اُسے زبردست مشورہ ماننے پر مجبور کیا،
تاہم، میں ایک مرتبہ پھر زیادہ سخت اور قطعی الفاظ میں تم سے مخاطب ہوں۔
جب دشمن وہ سب کچھ لے لے گا جو سیکروپس [۱۶۳] کی حد پر ہے،
جو اِس کے اندر ہے، اور وہ سب جو الوہی سِتھیرون کی پناہ میں ہے،
تب دور اندیش زیئس ایتھنا کی دعاؤں کی جواب میں یہ عنایت کرتا ہے:
لکڑی کی دیوار تم اور تمہارے بچوں کے لیے بدستور محفوظ رہے گی۔
گھوڑے کی ٹاپوں اور نہ ہی پیادوں کے زمین پر چلنے کی آواز آنے کا انتظار کرو،
بلکہ اپنی پشت دشمن کی طرف کر کے چلے جاؤ۔
تاہم، ایک دن آئے گا جب تم اُس سے جنگ کرو گے۔
مقدس سلامس، تم عورتوں کی اولاد کو تباہ کر دو گے،
جب آدمی بیج پھینکیں گے، یا جب وہ فصل کاٹیں گے۔"

142۔ یہ جواب سابقہ جواب سے نرم لگتا تھا، اور در حقیقت تھا بھی؛ چنانچہ قاصدوں نے اِسے لکھ لیا اور اپنے ساتھ لے کر ایتھنز واپس روانہ ہوئے۔ تاہم، وطن پہنچنے پر جب انہوں نے لوگوں کو یہ جواب دکھایا اور اس کا صحیح مفہوم جاننے کے لیے بحث شروع ہوئی تو بہت سی مختلف تعبیریں کی گئیں؛ خاص طور پر دو آپس میں قطعی متضاد لگتی تھیں۔ بعض بوڑھوں کی رائے تھی کہ دیوتا انہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ قلعہ بچ جائے گا؛ کیونکہ قدیم دور میں یہ ایک لکڑ کوٹ تھا؛ اور انہوں نے کہانت میں "لکڑی کی دیوار" سے یہی باڑ مراد لی۔ دیگر کا کہنا تھا کہ دیوتا نے بحری بیڑے کی جانب اشارہ کیا تھا؛ اور اُنہوں نے مشورہ دیا کہ جہازوں کو فوری طور پر تیار کر لینا بہتر ہو گا۔ "لکڑی کی دیوار" سے بحری جہاز مراد لینے والے لوگ بھی کہانت کی آخری دو سطروں کے باعث متذبذب تھے۔۔۔

مقدس سلامس، تم عورتوں کی اولاد کو تباہ کر دو گے،
جب آدمی بیج پھینکیں گے، یا جب وہ فصل کاٹیں گے۔

اِن الفاظ نے انہیں بہت پریشان کیا جنہوں نے لکڑی کی دیوار کو بحری جہازوں کی جانب اِشارہ قرار دیا تھا؛ جبکہ مفسرین نے انہیں یہ مطلب سمجھایا کہ اگر انہوں نے بحری جنگ کے لیے تیاریاں کیں تو سلامس میں شکست کھا جائیں گے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

143۔ ایتھنز میں ایک ایسا آدمی موجود تھا جس نے حال ہی میں شہری کا اولین رتبہ حاصل کیا تھا: اُس کا اصل نام تو تھمسٹو کلیز تھا' لیکن وہ عام طور پر ابن نیو کلیز [۱۶۴] کے طور پر جانا جاتا تھا۔ یہ شخص سامنے آیا اور کہا کہ مفسرین نے کہانت کی وضاحت بالکل درست طور پر نہیں کی ہے۔۔۔ "کیونکہ اگر زیرِ بحث حوالہ ایتھنیوں سے ہی متعلق ہوتا تو اسے اتنے مبہم انداز میں بیان نہ کیا گیا ہوتا' اور اگر سلامس کے باشندوں کی قریب ہی موجودگی میں جزیرہ تباہ ہونے والا ہوتا تو اس کے لیے "مقدس" کی بجائے "بدقسمت" کا لفظ استعمال کیا جاتا۔ اصل میں دیوتا نے ایتھنیوں سے زیادہ دشمن کو ڈرایا ہے۔" چنانچہ اُس نے اپنے ہم وطنوں کو مشورہ دیا کہ سمندر میں لڑنے کی تیاری کریں' کیونکہ جہاز ہی وہ لکڑی کی دیوار تھے جس پر بھروسہ کرنے کی دیوتا نے ہدایت کی تھی۔ یوں جب تھمسٹو کلیز نے معاملہ واضح کر دیا تو ایتھنیوں نے اس کے نکتہ نظر کو مفسرین کی بتائی ہوئی تفسیر پر فوقیت دی۔ مفسرین سمندری جنگ لڑنے کے خلاف تھے: انہوں نے کہا کہ "ایتھنی بس یہی کر سکتے ہیں کہ اپنے دفاع میں ہاتھ اُٹھائے بغیر ایٹیکا سے نکل جائیں اور کسی اور ملک [۱۶۵] میں رہائش اختیار کر لیں۔"

144۔ اس سے پہلے تھمسٹو کلیز نے ایک مشورہ دیا تھا جو بہت سازگار طور پر غالب رہا۔ ایتھنیوں کے خزانے میں دولت کی بہت بڑی مقدار موجود تھی۔۔۔ لاریئم [۱۶۶] کے مقام پر کانوں کی پیداوار۔۔۔ اور وہ اسے اپنے بالغ شہریوں کے درمیان بانٹنے کے متعلق سوچ رہے تھے جنہیں دس درم فی کس [۱۶۷] ملتے۔ اِس موقع پر تھمسٹو کلیز نے انہیں مشورہ دیا کہ تقسیم کو ملتوی کر کے اِس رقم سے 200 بحری جہاز تعمیر کر لیں تاکہ انہیں اہلِ ایجینا کے خلاف جنگ میں استعمال کیا جا سکے۔ ایجینا کے ساتھ جنگ چھڑنے ہی کی وجہ سے اب یونان بچ گیا: کیونکہ اب ایتھنی ایک بحری طاقت بننے پر مجبور ہو گئے تھے۔ نئے جہازوں کو جس مقصد کے لیے بنایا گیا تھا وہ اُس میں استعمال تو نہ ہوئے لیکن ضرورت کے وقت میں یونان کے مددگار بن گئے اور ایتھنیوں کے پاس جنگ سے قبل صرف یہی جہاز نہیں تھے' بلکہ انہوں نے مزید کی تعمیر بھی شروع کر دی: کہانت پر بحث کے بعد منعقد ہونے والے ایک اجلاس میں انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ دیوتا کی نصیحت کے مطابق اپنی ساری نفری کو اور شمولیت کے خواہشمند یونانیوں کو بھی جہازوں پر سوار کر لیں اور بربری حملہ آوروں سے جنگ کریں۔ تو یہ تھیں ایتھنیوں کو موصول ہونے والی کہانتیں۔

145۔ یونانی مفاد کے حامی یونانی ایک جگہ پر جمع ہوئے' باہم مشورہ کیا' قسمیں اُٹھائیں اور متفقہ فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے مختلف اقوام کے درمیان موجود جھگڑوں اور دشمنیوں کو ختم کیا جائے۔ رنجشیں بہت سی تھیں' لیکن ایک سب سے زیادہ اہم تھی' یعنی ایتھنیوں اور اہلِ ایجینا [۱۶۸] کے مابین ہنوز جاری جنگ۔ یہ کام مکمل ہونے اور زرکسیز کے اپنی فوج کے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سار دیس پہنچنے کی خبر ملنے پر انہوں نے فیصلہ کیا کہ بادشاہ کے معاملات جاننے کے لیے جاسوس ایشیاء بھیجے جائیں۔ ساتھ ہی یہ عزم بھی کیا گیا کہ اہل آرگوس کی جانب قاصد روانہ کر کے اُن کے ساتھ فارسیوں کے خلاف اتحاد قائم کیا جائے؛ جبکہ انہوں نے گیلو ابن دینو مینیس کو سسلی میں کورسائرا اور کریٹ کے لوگوں کو بھی یونان کی مدد کرنے کے پیغامات بھیجے۔ اُن کی خواہش تھی کہ اگر ممکن ہو تو سارے یونان کو ایک ہی نام دے کر سب کو مدافعت کے ایک ہی منصوبہ میں شامل کیا جائے کیونکہ خطرہ سبھی کے سر پر منڈلا رہا تھا۔ گیلو کی طاقت بہت زیادہ بتائی جاتی تھی۔۔۔ کسی بھی واحد یونانی قوم سے کہیں زیادہ۔

146۔ سو جب یہ فیصلے ہو گئے اور ریاستوں کے باہمی جھگڑے طے پا گئے تو انہوں نے سب سے پہلے تین آدمیوں کو بطور جاسوس ایشیاء بھیجا۔ یہ آدمی سار دیس گئے اور بادشاہ کی افواج کا معائنہ کیا، لیکن وہ پکڑے گئے اور بری فوج کے سالاروں کے حکم پر پوچھ گچھ کے بعد انہیں موت کی سزا دی گئی۔ تاہم، یہ خبر ملنے پر زرکسیز نے سالاروں کی جانب سے سنائی گئی سزا کو منسوخ کیا اور اپنے بعض ذاتی محافظوں کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اگر ابھی تک جاسوسوں کو مارا نہیں گیا تو انہیں لا کر اُس کے حضور پیش کریں۔ قاصدوں نے ایسا ہی کیا اور جاسوسوں کو بادشاہ کے سامنے لائے۔ بادشاہ نے اُن کی آمد کا مقصد سُن کر اپنے محافظوں کو حکم دیا کہ اِنہیں سارالشکر کے پیادوں اور گھڑ سواروں کا معائنہ کروائیں اور جب ان کی اچھی طرح تسلی ہو جائے تو یہ جس ملک بھی جانا چاہیں انہیں صحیح سلامت جانے دیں۔

147۔ زرکسیز نے ان احکامات کی وجوہ بعد میں حسب ذیل پیش کیں۔ اُس نے کہا، "اگر جاسوسوں کو مار دیا جاتا تو یونانی بدستور میری فوج کی وسعت سے بے خبر رہتے؛ جبکہ انہیں قتل کرنے سے یونانیوں کو بہت کم نقصان پہنچتا۔ دوسری طرف، جاسوسوں کی یونان واپسی کے باعث وہ میری طاقت کو جان لیں گے؛ اور (توقع ہے کہ) ہمارے کوچ سے پہلے ہی سر تسلیم خم کر دیں گے، اِس طرح ہماری فوجیں مہم جوئی کی مصیبت سے بچ جائیں گی۔" اُس نے ایک اور موقع پر بھی اِسی قسم کی دلیل دی تھی۔ ابائیدوس میں قیام کے دوران اُس نے غلے کے جہاز دیکھے جو Euxine (بحر اسود)[۱۶۹] سے آتے ہوئے ہیلس پونٹ میں سے گذر کر ایجینا اور پیلو پونیسے کی طرف جا رہے تھے۔ زرکسیز کے خدمتگاروں کو جونہی پتا چلا کہ یہ جہاز دشمن کے ہیں تو وہ فوراً انہیں قابو میں کرنے کی تیاریاں اور انتظار کرنے لگے کہ زرکسیز کب اشارہ دیتا ہے۔ تاہم، اُس نے بس یہی پوچھا کہ "جہاز کس منزل کی طرف گامزن ہیں؟" جب اُسے جواب ملا کہ "آقا، یہ جہاز غلہ لے کر آپ کے دشمنوں کے پاس جا رہے ہیں۔" تو اُس نے کہا، "ہم بھی غلہ اور دیگر اشیاء لے کر وہیں جا رہے ہیں۔ اگر وہ بھی ہمارے لیے رسد لے کر جا رہے ہیں تو ہمیں کیا نقصان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے؟"

سو جاسوسوں کو سب چیزیں دکھانے کے بعد چھوڑ دیا گیا اور وہ واپس یورپ آئے۔

148۔ فارسیوں کے خلاف باہم اتحاد کرنے والے یونانیوں نے جاسوسوں کو ایشیاء روانہ کرنے کے بعد اپنے سفیروں کو آرگوس بھیجا۔ اپنی کارروائیوں کے متعلق خود اہل آرگوس کا بیان حسب ذیل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہیں یونان کے خلاف بربریوں کی تیاریوں کی خبر بہت شروع میں مل گئی تھی۔ اور انہیں امید تھی کہ یونانی اُن سے مدد مانگیں گے۔ لہٰذا انہوں نے قاصدوں کو ڈیلفی بھیج کر دیوتا سے پوچھا کہ اِس معاملے میں کون سا طرز عمل اپنانا اُن کے لیے بہترین ہوگا۔ کچھ ہی عرصہ پہلے انہیں اپنے چھ ہزار شہریوں کا نقصان اٹھانا پڑا تھا جنہیں لیسیڈیمونیوں نے کلیومینیس ابن اناکساندریدس *کحلہ کی زیر قیادت قتل کیا تھا؛ اِسی وجہ سے اب انہوں نے ڈیلفی سے رجوع کیا۔ اُن کا سوال سُن کر کاہنہ نے کہا۔۔۔

"اپنے تمام پڑوسیوں کی نفرت کا شکار، عنایت یافتہ لافانیوں کے منظورِ نظر،
اپنی برچھی کو اندر کی جانب کھینچ کر بے حرکت بیٹھے رہو اور صبر سے دیکھو؛
جنگ کر کے اپنے سر کی حفاظت کرو، اور سر جسم کا خیال رکھے گا۔"

یہ پیشگوئی سفیروں کی آمد سے کچھ عرصہ پہلے کی تھی؛ لیکن جب وہ آگئے تو انہیں اجلاس گھر میں آکر اپنا پیغام سنانے کی اجازت دی گئی۔ اور اُن کے مطالبات کا جواب یہ دیا گیا۔۔۔ "آرگوس تمہاری بات ماننے کو تیار ہے، بشرطیکہ لیسیڈیمونی تیس سال کے لیے جنگ بندی کا معاہدہ کر لیں، نیز متحدہ افواج کی قیادت میں آرگوس کو بھی شریک کریں۔ اگرچہ مجموعی قیادت آرگوس کے پاس ہی ہوگی، *اکحلہ تب وہ قیادت کی برابر تقسیم پر مطمئن ہوگا۔"

149۔ وہ کہتے ہیں کہ مجلس مشاورت نے انہیں او پر مذکور جواب دیا تھا، حالانکہ کاہنہ نے انہیں یونانیوں کے ساتھ اتحاد کرنے سے منع کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ کہانت کی حکم عدولی کا خطرہ مول لے کر بھی 30 سالہ جنگ بندی کا معاہدہ کرنے کے شدت سے خواہش مند تھے تاکہ اپنے بیٹوں کو جوان مرد بننے کی مہلت دے دیں۔ انہوں نے سوچا کہ اگر اِس قسم کا معاہدہ نہ ہوا اور انہیں فارسیوں کے ہاتھوں ایک اور آفت کا سامنا کرنا پڑا تو عین ممکن تھا کہ وہ سپارٹا کے غلام بن جاتے۔ لیکن آرگوس کی مجلس مشاورت کے پیش کردہ مطالبات کے جواب میں لیسیڈیمونی سفیروں نے کہا۔۔۔ "ہم جنگ بندی کا معاہدہ کرنے کا معاملہ لوگوں کے سامنے رکھیں گے۔ جہاں تک قیادت کا معاملہ ہے تو ہمیں یہ جواب دینے کا حکم ملا ہے کہ سپارٹا کے دو لیکن آرگوس کا ایک بادشاہ ہے۔۔۔ یہ ممکن نہیں کہ سپارٹا کے دو میں سے کسی بھی ایک بادشاہ کو اُس کے وقار سے محروم کیا جائے۔۔۔ لیکن ہم آرگوس کے بادشاہ کو بھی ان دونوں کی طرح ایک ووٹ کا حق دینے پر

تیار ہیں۔" اہل آرگوس نے کہا کہ وہ سپارٹا کے اِس تکبر کو برداشت نہیں کر سکتے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی بجائے بربریوں کی حکومت کو قبول کرنا قابل ترجیح سمجھتے ہیں۔ سو انہوں نے سفیروں کو حکم دیا کہ سورج ڈھلنے سے پہلے پہلے اُن کے علاقے سے نکل جائیں ورنہ وہ اُن کے ساتھ دشمنوں جیسا سلوک کریں گے۔

150۔ یہ تھا خود آرگوس والوں کے مطابق ان اُمور کا بیان۔ یونان میں ایک اِس سے مختلف کہانی بھی عموماً سنائی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زرکسیز نے یونان کے خلاف مہم پر روانہ ہونے سے قبل آرگوس کی جانب ایک قاصد بھیجا جس نے وہاں جا کر کہا:---

"اے اہل آرگوس' بادشاہ زرکسیز نے تمہارے لیے یہ پیغام بھیجا ہے۔ ہم فارسی یہ سمجھتے ہیں کہ جس پرسس کے ہم اخلاف ہیں وہ ڈانے اور آندرومیدا ابنت سیفیئس کا بیٹا پرسیئس تھا۔ لہٰذا لگتا ہے کہ ہم بھی تمہاری نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے یہ اچھا نہیں لگتا کہ ہم انہی کے خلاف جنگ کریں جن سے ہماری نسل چلی ہے؛ نہ ہی تمہارے لیے یہ بہتر ہو سکتا ہے کہ تم دوسروں کی جانب سے ہمارے خلاف لڑو۔ تمہارا کام ہے کہ چپ چاپ اور علیحدہ رہو۔ بس معاملات کو میری خواہش کے مطابق چلنے دو' اور میری نظر میں تمہارا رتبہ تمام لوگوں سے زیادہ ہو گا۔"

کہانی کے مطابق اہل آرگوس نے اِس خطاب کی بہت قدر کی' چنانچہ انہوں نے شروع میں نہ تو یونانیوں سے وعدہ کیا اور نہ ہی ابھی کوئی مطالبہ پیش کیا۔ تاہم' بعد میں جب یونانیوں نے اُن سے مدد مانگی تو انہوں نے اوپر مذکور مطالبہ کیا' کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ لیسیڈیمونی اِسے نہیں مانیں گے۔ یوں انہیں جنگ میں شریک نہ ہونے کا ایک بہانہ مل جاتا۔

151۔ بعض یونانی کہتے ہیں کہ یہ بیان حیرت انگیز طور پر کئی سال بعد کے ایک واقعہ سے میل کھاتا ہے۔ کالیاس ابن ہپونیکس اور بعض دیگر افراد ایک بالکل الگ معاملے کی خاطر ایتھنیوں کے سفیر کی حیثیت سے میمنن کے شہر سُوسا گئے۔ ابھی وہ وہیں موجود تھے کہ اہل آرگوس نے بھی اپنے سفیر سُوسا بھیجے تاکہ ارتازرکسیز سے پوچھ سکیں کہ "کیا اُس کے باپ کا کیا ہوا معاہدۂ دوستی بدستور قائم ہے یا کیا اب وہ انہیں اپنے دشمن سمجھنے لگا ہے؟"---ارتازرکسیز نے اِس کے جواب میں کہا' "معاہدہ یقیناً قائم ہے؛ اور میں کسی بھی شہر کو آرگوس سے زیادہ اپنا دوست نہیں سمجھتا۔"

152۔ میں مثبت طور پر یہ کہنے سے قاصر ہوں کہ آیا زرکسیز نے قاصد کو آرگوس بھیجا تھا یا نہیں؛ نہ ہی یہ کہ آرگوس کے سفیروں نے سُوسا میں ارتازرکسیز کے ساتھ دوستی کا معاملہ واقعی پیش کیا تھا یا نہیں؛ اور نہ ہی میں یہاں خود آرگوس والوں کی رائے کے علاوہ کوئی اور رائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوں گا۔ تاہم، میں یہ جانتا ہوں کہ اگر ہر قوم اپنے برے کاموں کا کسی اور قوم کے برے کاموں سے تبادلہ کرنا چاہتی اور اپنے پڑوسیوں کی خطاؤں کا بغور جائزہ لیتی تو اُسے اپنے بُرے کاموں کو اپنے ہی پاس رکھنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اہل آرگوس کا رویہ شاید دیگر کے رویے سے زیادہ حقارت آمیز نہیں تھا۔ میرا فرض اتنا ہے کہ تمام بیانات کو رپورٹ کر دوں: لیکن میرا اِس سب سے متفق ہونا بھی ضروری نہیں--- اِس بات کا اطلاق میری ساری تاریخ پر ہوتا ہے۔ کچھ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ پہلے اہل آرگوس نے فارسیوں کو یونان پر حملہ کرنے کی دعوت دی، کیونکہ وہ لیسیڈیمون کے ساتھ جنگ میں ناکام رہے تھے۔ اہل آرگوس کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے۔

153۔ لیسیڈیمون کے سائیاگرس سمیت دیگر سفیروں کو حلیفوں نے گیلو سے بات چیت کرنے کی ہدایت کے ساتھ سسلی بھیجا تھا۔

گیلا میں سب سے پہلے یہی گیلو آباد ہوا تھا۔ اِس کا جدِ امجد ٹرائیو پیئم [۲۷۲] سے پرے تیلوس نامی جزیرے کا باشندہ تھا۔ جب انٹی فیمس اور رہوڈز [۲۷۳] کے لِنڈیاؤں نے گیلا کو نو آبادی بنایا تو اُس نے بھی مہم میں حصہ لیا۔ وقت گزرنے پر اُس کے اخلاف نیچے آباد دیوتاؤں کے اعلیٰ پروہت بن گئے--- اُن کے پاس یہ عہدہ اُس وقت سے تھا جب گیلو کے اجداد میں سے ایک ٹیلی نیز نے اِسے حسب ذیل انداز میں حاصل کیا۔ گیلا کے بعض باشندوں نے بغاوت میں ناکامی کے بعد ماکتوریئم کے مقام پر پناہ لی جو گیلا سے اُوپر والی چوٹیوں پر ایک شہر ہے۔ ٹیلی نیز نے کسی انسانی مدد کے بغیر، صرف اِن دیوتاؤں کی مقدس رسوم کے ذریعہ انہیں دوبارہ ملک میں آباد کیا۔ میں یہ بتانے سے قاصر ہوں کہ اُسے یہ رسوم کیسے معلوم ہوئیں: لیکن یہ یقینی ہے کہ وہ اُن کی مدد کے سہارے جلاوطنوں کو واپس لے آیا۔ اِس کارنامے کے انعام میں اُسے اُن دیوتاؤں کے پروہتِ اعلیٰ کا عہدہ مل گیا، اور پھر اُس کی اولادوں کو ملتا رہا۔ بالخصوص یہ بات میرے لیے باعث حیرت ہے کہ ٹیلی نیز نے یہ معجزہ کیسے کر دکھایا: کیونکہ میں نے ہمیشہ اس نوعیت کے کاموں کو عام انسانوں کی استعداد سے ماوراء اور صرف بہادر و مردانہ روح کو ہی اس کے قابل سمجھا ہے۔ جبکہ سسلی کے آس پاس رہنے والوں کا کہنا ہے کہ ٹیلی نیز نرم خو اور نسائی قسم کا شخص تھا۔ تاہم، اُسے یہ عہدہ اوپر مذکور انداز میں حاصل ہو گیا۔

154۔ بعد میں، کلیانڈر ابن پنتاریس [۲۷۴] سات سالہ استبدادی حکومت کے بعد گیلا کے ایک شہری سیبیلس کے ہاتھوں قتل ہوا، اور تب کلیانڈر کا بھائی ہپوکریٹس تخت نشین ہوا۔ اُس کے دور میں پروہت اعلیٰ ٹیلی نیز کا ایک خلف گیلو بادشاہ کے محافظ دستے میں بہت سے دوسروں کی خدمت کرتا رہا--- جن میں ایک اینی سیڈمس ابن پتائیکس [۲۷۵] بھی تھا۔ وہ اپنی صلاحیت کے بل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بوتے پر بہت مختصر وقت میں گھوڑ سوار دستے کا سالار بن گیا- کیونکہ جب ہپوکریٹس نے کالی پولس' [176] اس کے بعد لیکسوس، [177] زانکلے، [178] لیونٹنی، [179] سیراکیوس اور بربریوں کے اور بہت سے شہروں کا محاصرہ کیا تو ہر جنگ میں گیلو نے خود کو سب مقابلوں میں ممتاز کیا- اوپر مذکور تمام شہروں میں سے صرف سیراکیوس کو غلام نہ بنایا جا سکا- اہل سیراکیوس اِس بدقسمتی سے بچ گئے. انہوں نے دریائے ایلورس کے کنارے کورنتھیوں اور کورسائریوں سے شکست کھائی تھی' اور فاتحین نے اُن کے اور ہپوکریٹس کے درمیان اِس شرط پر صلح کروادی کہ وہ اُسے کامارینا [180] دیں گے؛ کیونکہ قدیم دور میں یہ شہر سیراکیوس کا تھا-

155- تاہم' جب ہپوکریٹس بھی اپنے بھائی کلیانڈر جتنے عرصہ تک حکومت کرنے کے بعد ہیبلا شہر کے قریب مرگیا--- سِسلیوں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے--- تو گیلو نے ہپوکریٹس کے دو بیٹوں یوکلیدیس اور کلیانڈر کے مقصد کو پورا کرنے کے بہانے سے آزادی کے خواہاں شہریوں کو شکست دے کر شاہی طاقت پر قبضہ کر لیا- اِس خوش بختی کے بعد گیلو حسب ذیل انداز میں سیراکیوس کا مالک بھی بن گیا- عام لوگوں نے غلاموں کی مدد سے سیراکیوسی جاگیرداروں کو شہر سے باہر نکال دیا اور وہ بھاگ کر **کاسمینے** چلے گئے- گیلو انہیں واپس سیراکیوس لایا اور یوں شہر کی ملکیت حاصل کرلی؛ کیونکہ لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور اُس کے پہنچتے ہی شہر خالی کر گئے-

156- سیراکیوس کا مالک بن جانے پر گیلو نے گیلا پر حکومت کی بہت کم پرواکی' اور اپنے بھائی ہیرو کے سپرد کر دی' جبکہ اپنے نئے شہر کی دیواروں کو مضبوط بنایا- سیراکیوس نے تیزی سے ترقی کی اور ایک خوشحال جگہ بن گیا- کیونکہ گیلو نے کامارینا کو ملیامیٹ کر دیا تھا' اُس کے تمام باشندوں کو سیراکیوس لاکر شہری بنالیا تھا؛ وہ گیلا کے نصف سے زائد شہریوں کو بھی وہاں لایا اور انہیں بھی بالکل اہل کامارینا والے حقوق دیئے- سسلی کے میگاریوں کے ساتھ بھی یہی ہوا--- اُن کے شہر کا محاصرہ کرنے اور انہیں ہتھیار پھینکنے پر مجبور کرنے کے بعد اُس نے امیر آدمیوں کو پکڑا (جو اُس کے ہاتھوں اپنی موت کی توقع کر رہے تھے) اور انہیں سیراکیوس لاکر شہریوں کی حیثیت سے آباد کیا- جبکہ لڑائی میں کوئی حصہ نہ لینے والے عام لوگوں نے خود کو محفوظ محسوس کیا' وہ انہیں بھی سیراکیوس لایا اور بطور غلام فروخت کر کے جہاز پہ چڑھا دیا- اُس نے سِسلی [181] کے یوبیاؤں کے ساتھ بھی یہی کیا- دونوں اقوام کے ساتھ اُس کا رویہ اِس یقین کی بنیاد پر تھا کہ "عوام" نہایت ناپسندیدہ ساتھی ہوتا ہے- اِس طرح گیلو ایک عظیم بادشاہ بن گیا-

157- جب یونانی سفیر سیراکیوس پہنچے اور انہیں بولنے کی اجازت ملی تو انہوں نے کہا---

ہمیں لیسیڈیمونیوں اور ایتھنیوں (اپنے اپنے حلیفوں کے ساتھ) نے یہاں بھیجا ہے تاکہ آپ کو بربری کے خلاف مدافعت میں شامل ہونے کا کہہ سکیں- بلاشبہ آپ نے اُس کے حملے کی خبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سُن لی ہوگی' اور یہ جانتے ہیں کہ ایک فارسی ہیلس پونٹ پہ پُل بنا کر مشرق کی تمام فوجوں کے ہمراہ ایشیاء سے باہر آرہا ہے تاکہ یونان پر حملہ کر سکے... اُس نے صرف ایتھنز پر حملہ کرنے کا بہانہ بنایا ہے' لیکن در حقیقت وہ سارے یونانیوں کو اپنا مطیع بنانا چاہتا ہے۔ لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ آپ یونان کی آزادی برقرار رکھنے والوں کی مدد کریں; چونکہ آپ کی طاقت عظیم ہے' اور سسلی کے مالک کی حیثیت سے یونان میں آپ کا حصہ کوئی چھوٹا نہیں۔ اگر سارا یونان متحد ہو گیا تو ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو جائے گا اور ہم اپنے دشمن حملہ آوروں کا مقابلہ کر سکیں گے; لیکن اگر کچھ نے غداری کی' کچھ نے مدد دینے سے انکار کر دیا اور سارے یونان کا تھوڑا سا حصہ ہی ڈٹا رہا تو اِس خوف کی وجہ موجود ہوگی کہ سارا یونان نیست و نابود ہو جائے گا۔ کیونکہ آپ یہ اُمید نہ رکھیں کہ فارسی ہمارے ملک کو فتح کر لینے کے بعد مطمئن ہو جائے گا اور آپ کے خلاف نہیں بڑھے گا۔ بلکہ آپ پیشگی اقدام کر لیں; اور ہماری مدد کرتے ہوئے یہی سمجھیں کہ آپ اپنا دفاع کر رہے ہیں۔ عقلمندانہ مشوروں سے مسائل بہتر طور پر حل ہوتے ہیں۔"

158۔ سفیروں کی اس تقریر کے جواب میں گیلو نے غرور کے ساتھ کہا...

"یونانیو' تم نے خود غرضانہ الفاظ کے ساتھ یہاں آنے اور مجھے بربریوں کے خلاف اپنے اتحاد میں شامل کرنے کی جرات کی ہے۔ قبل ازیں جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ میرے ساتھ مل کر بربریوں سے لڑو... جس وقت میرے اور کارتھیج[۸۲] کے درمیان لڑائی چھڑ گئی تھی... جب میں نے ایجسٹا کے آدمیوں سے ڈوریئس ابن اناکساندریدس کے قتل کا بدلہ لینے کی درخواست کی تھی اور تجارتی مقامات کو آزاد کرنے میں تمہاری مدد کرنے کا وعدہ کیا تھا... تو تب تم نہ تو میری مدد کرنے کو یہاں آئے اور نہ ہی ڈوریئس کا انتقام لینے; بلکہ اگر تم نے رکاوٹ ڈالنے کی کوئی بھی کوشش کی ہوتی تو اِس وقت یہ ممالک مکمل طور پر بربریوں کے ماتحت ہوتے۔ تاہم' اب معاملات میرے حق میں بہتر اور مفید ہو گئے ہیں اور اب تمہارے سروں پر خطرہ منڈلا رہا ہے' تو دیکھو! تم گیلو کو غور کرنے کا کہتے ہو۔ اگرچہ تب تم نے میری بے عزتی کی تھی' لیکن اب میں تمہاری طرح نہیں کروں گا: میں تمہیں مدد دینے کو تیار ہوں' اور اپنے حصے کے طور پر 200 سہ طبقہ جہاز' 20 ہزار مسلح آدمی' دو ہزار گھڑسوار' اور اتنی ہی تعداد میں تیرانداز' نیزہ بردار' اس کے علاوہ ساری مدت جنگ کے لیے تمام یونانی فوج کے لیے غلہ بھی فراہم کروں گا۔ تاہم' میری ایک شرط ہے... کہ تم مجھے بربریوں کے ساتھ جنگ کے دوران یونانی فوجوں کا مرکزی سالار اور قائد مقرر کرو گے۔ جب تک تم یہ شرط نہیں مانو گے' میں نہ تو مدد بھیجوں گا اور نہ خود آؤں گا۔"

159۔ یہ الفاظ سُن کر سیاگرس خود پر قابو نہ رکھ سکا اور بولا...

"یقیناً پیلوپس کے بیٹے آگامیمنن کے سینے سے ایک آہ نکلے گی جب وہ سُنے گا کہ گیلو اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیراکیوس کے آدمیوں نے سپارٹا سے قیادت چھین لی تھی۔ اِس لیے اِس قسم کی کوئی مزید شرط نہ رکھو، بلکہ اگر تم یونان کی مدد کو آنا چاہتے ہو تو لیسیڈیمونی جرنیلوں کے ماتحت خدمات سرانجام دینے کی تیاری کرو۔ کیا تم ایک قائد کے ماتحت نہیں لڑو گے؟۔۔۔ تو ٹھیک ہے اپنی مدد اپنے پاس رکھو۔"

160۔ سیاگرس کے الفاظ میں تکبر و نخوت کا اظہار دیکھ کر گیلو نے سفیر کو اپنی آخری پیشکش کی:۔۔۔ اُس نے کہا، "سپارٹائی اجنبی، کسی شخص کو کی گئی ملامتیں اُس کے غصے کو مشتعل کر سکتی ہیں; لیکن تمہاری تقریر کی گستاخیاں مجھے کسی زیادتی پر مائل نہیں کریں گی۔ واقعی اگر تم اِس قدر سختی کے ساتھ اپنے حق قیادت کی حمایت کرتے ہو تو مناسب ہو گا کہ میں بھی اپنی شرط پر اڑا رہوں، کیونکہ میں بھی ایک کہیں زیادہ بڑے بحری بیڑے اور فوج کا سربراہ ہوں۔ تاہم، اگر میرا مطالبہ تمہیں بہت زیادہ ناگوار گزر رہا ہے تو میں کچھ کم پر بھی قناعت کر لوں گا۔ اگر تمہاری مرضی ہے تو بری فوج کی قیادت تم اپنے پاس رکھو لیکن بحری بیڑے کا سالار میں ہی بنوں گا; یا اگر تم بحری امارت چاہتے ہو تو پھر بری قیادت میری ہو گی۔ اگر تم اِن شرائط پر راضی نہیں ہو تو سیدھے گھر چلے جاؤ اور اِس عظیم اتحاد کو کھو دو۔" یہ تھی گیلو کی پیشکش۔

161۔ اِس موقع پر ایتھنی قاصد نے مداخلت کی اور اِس سے پہلے کہ سپارٹائی کوئی جواب دے سکتا، وہ گیلو کو مخاطب کر کے بولا۔۔۔

"سیراکیوسوں کے بادشاہ! یونان نے ہمیں یہاں آپ کے پاس فوج مانگنے کے لیے بھیجا ہے، جرنیل نہیں۔ تاہم، آپ نے خود کو قیادت نہ ملنے کی صورت میں فوج بھیجنے کا وعدہ نہیں کیا; اور آپ اِسی ایک شرط پر اڑے ہوئے ہیں۔ جب آپ نے مجموعی قیادت کی درخواست کی تو ہم خاموش رہے; کیونکہ ہم اچھی طرح جانتے تھے کہ ہم سپارٹائی سفیر پر دونوں کی جانب سے جواب دینے کا بھروسہ کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ نے ساری فوج کی قیادت کا مطالبہ پورا نہ ہونے پر اب بحری بیڑے کی قیادت مانگ لی ہے۔ آپ جان لیں کہ اگر سپارٹائی سفیر مان بھی گیا تو ہم ہرگز نہیں مانیں گے۔ اگر لیسیڈیمونی بحری قیادت کے خواہشمند نہیں تو یہ ہماری ہو گی۔ جب تک وہ قیادت اپنے پاس رکھنا چاہیں گے ہم کوئی جھگڑا نہیں کریں گے; لیکن ہم آپ کے یا کسی اور کے حق میں ہرگز دستبردار نہ ہوں گے۔ اگر ہم سیراکیوسوں کو امیر بنا دیں تو ہمیں یونان کی کسی بھی قوم سے کہیں زیادہ بڑی بحری طاقت جمع کرنے کا کیا فائدہ ہو گا؟۔۔۔ ہم ایتھنی یونان کی قدیم ترین قوم ہیں جنہوں نے کبھی اپنا وطن تبدیل نہیں کیا۔۔۔ ہومر کے مطابق ہمیں لوگوں نے فوج کی صف بندی اور ترتیب کی قابلیت رکھنے والا تمام یونانیوں میں سے بہترین آدمی ٹرائے بھیجا تھا۔۔۔ اِس طرح ہم اپنے اوپر فخر کر سکتے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

162۔ گیلو نے جواب دیا۔۔۔ "او ایتھنی اجنبی، لگتا ہے کہ تمہارے پاس سالاروں کی کوئی کمی نہیں: لیکن غالباً اُن کے احکامات پر عمل کرنے والے آدمیوں کی قلت ہے۔ چونکہ تم کچھ بھی چھوڑنا نہیں چاہتے اور ہر چیز پر حق جتاتے ہو، اس لیے بہتر ہے کہ فوراً واپس یونان جاؤ اور کہو کہ اُس کی بہار کھو گئی ہے۔" اُس کی بات کا مطلب یہ تھا: چونکہ بہار سال کا بہترین موسم ہوتا ہے، سو اس کی فوجیں یونانی فوج کی نسبت بہترین تھیں۔۔۔ چنانچہ یونان اِس اتحاد سے محروم ہو کر بہار سے محروم کردہ سال جیسا ہو گیا ہے۔

163۔ تب یونانی سفیر مزید کوئی بات چیت کیے بغیر گھر روانہ ہو گئے: اور بربریوں کے مقابلہ میں یونانیوں کی کمزوری سے خوفزدہ گیلو صورتحال کے بارے میں غور کرنے لگا اور اُس نے ایک بالکل مختلف منصوبہ سوچا۔ جونہی اُسے فارسیوں کے ہیلس پونٹ کو عبور کرنے کی خبر ملی اُس نے کوس کے رہائشی کیڈمس ابن سکاتھس کی زیرِ قیادت تین جہازوں کو بہت سی دولت اور دوستانہ پیغامات کے ساتھ ڈیلفی بھیجا: وہاں اُسے جنگ پر نظر رکھنی اور یہ دیکھنا تھا کہ حالات کیا رخ اختیار کرتے ہیں: اگر فتح بربریوں کی ہوتی تو اس نے خزانہ اور گیلو کے زیرِ حکومت علاقوں کا خراج بھی زرکسیز کو دے دینا تھا اور اگر یونانی فتح مند ہوتے خزانے کو واپس لے آنا تھا۔

164۔ اس کیڈمس کو ماضی میں اپنے باپ سے کوس کی شاہی طاقت ملی تھی اور وہ اپنی مرضی سے، کسی خطرے کے بغیر اور صرف انصاف سے محبت میں اپنی حکومت عوام کو سونپ کر سسلی چلا آیا تھا: جہاں اُس نے ساموس پر قبضے اور زانکلے [۱۸۳] یا میسانا کو بسانے میں مدد دی۔ اِس موقع پر گیلو نے اُسے یونان بھیجنے کے لیے منتخب کیا کیونکہ وہ اُس کی ایمانداری کے ثبوت دیکھ چکا تھا اور اب اُس نے اپنے سابقہ قابلِ احترام کاموں میں ایک اور کام کا اضافہ کیا جو اُس کے شایانِ شان نہیں تھا۔ اس نے اپنے اختیار میں دی گئی ساری وسیع و عریض دولت کو چھوا تک نہیں: لیکن جب یونانیوں نے سمندری لڑائی جیت لی اور زرکسیز اپنی فوج لے کر بھاگ گیا تو وہ سارے خزانے کو اپنے ساتھ سسلی لے آیا۔

165۔ تاہم، سسلی کے رہائشی کہتے ہیں کہ گیلو اگرچہ جانتا تھا کہ اُسے لیسیڈیمونیوں کی ماتحتی میں لڑنا ہوگا، اس لیے اگر ہیمرا کا بادشاہ تیریلس ابن کرینی پس رکاوٹ نہ بنتا تو وہ یونانیوں کی مدد کو ضرور آتا: تیریلس کو اکیگری گینٹم [۱۸۴] کے بادشاہ تھیرو ابن اینی سیدمس نے اُس کے شہر سے نکالا اور عین اِس موقع پر تین ہزار آدمیوں پر مشتمل ایک فوج لے کر سسلی آگیا: اِس فوج میں فینیقی، لیبیائی، ایبریائی، لگوریی، ہیلسکائی، سارڈینی اور کورسکانی [۱۸۵] شامل تھے اور اُن کی قیادت کارتھیجیوں کا بادشاہ [۱۸۶] ہاملکار ابن ہانو کر رہا تھا۔ تیریلس نے کچھ تو اپنی دوستی کی بناء پر اور زیادہ تر ریجیئم [۱۸۷] کے بادشاہ اناکسیلاس ابن کریٹی نس کی پرجوش مدد کے ذریعہ ہاملکار پر غلبہ

پالیا: اُس نے ہاملکار کو اپنے بیٹے بطور یرغمال دے کر اُسے مہم جوئی پر مائل کیا۔ یہاں اناکسیلاس نے اپنے ہی سُسر کی خدمت کی: کیونکہ اُس کی شادی تیریلس کی ایک بیٹی سدیپے سے ہوئی تھی۔ سوچونکہ گیلو یونانیوں کو کوئی مدد نہ دے سکا اِس لیے دولت کو ڈیلفی بھیجا تھا۔

166۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سسلی میں کارتھیجی ہاملکار پر گیلو اور تھیرو کی فتح اُسی دن بیکار ہو گئی جب یونانیوں نے سلامس کے مقام پر فارسیوں کو شکست دی۔ ہاملکار باپ کی جانب سے کارتھیجی اور ماں کی جانب سے سیراکیوسی تھا اور اپنی صلاحیت کے بل بوتے پر کارتھیج کا بادشاہ بنا تھا: میری اطلاع کے مطابق وہ جنگ اور شکست کے بعد منظر سے غائب ہو گیا: گیلو نے اُس کو بہت تلاش کیا لیکن وہ زندہ یا مردہ کہیں نہ ملا۔

167۔ کارتھیجیوں نے امکان کو اپنا رہنما بنایا تھا' وہ اِس معاملے کا مندرجہ ذیل بیان دیتے ہیں:۔۔۔ اُن کا کہنا ہے کہ یونانیوں اور بربریوں کے مابین صبح سے شام تک ہونے والی ساری جنگ کے دوران ہاملکار پڑاؤ میں ہی رہا' وہ دشمنوں کی نعشوں کو آگ میں بھینٹ کر کے سازگار شگون دیکھتا رہا۔ قربانیوں کے اوپر شراب بھینٹ کرنے پر اُس نے اپنی فوج کو بھاگتا دیکھا: جس پر وہ خود بھی شعلوں میں کود کر غائب ہو گیا۔ فنیقیوں کے بیان کے مطابق چاہے ہاملکار اسی انداز میں غائب ہوا یا سیراکیوسوں کے مطابق کسی اور انداز میں' لیکن یہ یقینی ہے کہ کارتھیجیوں نے اُس کو قربانیاں پیش کیں اور اپنی تمام آبادیوں میں اُس کے اعزاز میں یادگاریں بھی نصب کیں۔۔۔ سب سے بڑی یادگار کارتھیج والی ہے۔ سسلی کے معاملات کے متعلق اتنا ہی کافی ہے۔

168۔ جہاں تک کورسائریوں کا تعلق ہے تو انہوں نے سفیروں کے پیغام کا مندرجہ ذیل جواب دیا تھا۔ انہوں نے فوری طور پر آنے اور یونانیوں کی مدد کرنے کا وعدہ کیا: ساتھ ہی کہا کہ "ہم یونان کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھ کر آرام سے نہیں بیٹھے رہ سکتے: کیونکہ اگر وہ مغلوب ہو گیا تو اگلے ہی دن ہمیں غلامی کا طوق پہننا پڑ جائے گا: اِس لیے ہم اپنی پوری کوشش کر کے اُس کو مدد دیں گے۔" اِس واضح جواب کے باوجود جب امداد بھیجنے کا وقت آیا تو اُن کا ارادہ بدل گیا۔ انہوں نے کافی پہلے ہی 60 جہازوں کو عملے سمیت تیار کر لیا تھا' لیکن وہ پیلوپونیسے سے آگے نہ گئے' بلکہ پائیلوس[۱۸۸] اور تینارم[۱۸۹] کے قریب ہی لنگر انداز رہے۔۔۔ گیلو کی طرح وہ بھی دیکھ رہے تھے کہ جنگ کیا موڑ اختیار کرتی ہے۔ کیونکہ انہیں اُمید تھی کہ اہل فارس ایک عظیم جنگ جیتیں گے اور پھر سارے یونان کے مالک بن جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے وہی کیا جیسا کہ میں نے بتایا ہے' تاکہ وہ ذرکسیز کو اِن جیسے الفاظ میں مخاطب کرنے کے قابل ہو سکیں: "اے بادشاہ! اگرچہ یونانیوں نے آپ کے خلاف ہم سے مدد مانگی تھی' اور اگرچہ ہمارے پاس ایک کافی بڑی فوج تھی اور ہم ایتھنز کے بعد کسی بھی یونانی ریاست سے زیادہ تعداد میں جہاز فراہم کر سکتے تھے' لیکن ہم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے انکار کر دیا' چونکہ ہم آپ کے خلاف لڑنا اور آپ کو ناراض کرنا نہیں چاہتے۔" کورسائریوں کو اُمید تھی کہ اِس قسم کی بات کہنے سے اہل فارس اُن کے ساتھ باقی یونانیوں کی نسبت بہتر سلوک کریں گے؛ اور میری رائے میں ایسا ہی ہوتا۔ اس کے ساتھ ساتھ اُن کے پاس اپنے ہموطنوں کے سامنے پیش کرنے کے لیے ایک عذر موجود تھا جسے انہوں نے وقت آنے پر استعمال کیا۔ امداد نہ بھیجنے پر جب انہیں ملامت کی گئی تو انہوں نے جواب دیا۔۔۔ "ہم نے 60 سہ طبقہ جہازوں کا ایک بیڑہ تیار کیا تو تھا لیکن Etesian ہواؤں نے ہمیں کیپ مالیا کے اوپر سے ہو کر آنے کی اجازت نہ دی اور ہمیں سلامس سے آگے نہ آنے دیا۔۔۔ ہم نے کسی بُرے ارادے سے بحری جنگ سے خود کو الگ نہیں رکھا۔" اس طرح سے کورسائریوں نے یونانیوں کی ملامتوں کا جواب دیا۔

169۔ مدد کی درخواست کے لیے بھیجے گئے سفیروں نے جب اہل کریٹ کے سامنے مدعا بیان کیا تو اُنہوں نے حسب ذیل ردعمل دیا۔ انہوں نے اپنی ریاست کی جانب سے قاصدوں کو ڈیلفی بھیجا اور دیوتا سے پوچھا کہ اگر وہ یونان کو مدد فراہم کریں تو آیا یہ اُن کے مفاد میں ہوگا یا نہیں۔ کاہنہ نے جواب دیا: "بیوقوفو! کیا تم ابھی تک اُن مصیبتوں کی شکایت نہیں کرتے جو مینی لاس کی مدد کرنے پر غضبناک مینوس نے تم پر نازل کی تھیں؟ اُس کی کیا وقعت تھی جب تم نے اُسے ایک بربری سے انتقام لینے کے لیے مدد دی تھی جس نے ایک سپارٹا کی عورت کو اغواء کر لیا تھا!" جب ڈیلفی سے یہ جواب اہل کریٹ تک پہنچا تو انہوں نے یونانیوں کی مدد کا خیال دل سے نکال دیا۔

170۔ روایت کے مطابق مینوس سیکانیا (یا موجودہ سسلی) گیا تاکہ ڈیڈالس کو تلاش کر سکے لیکن ایک خوفناک موت کا شکار ہوا۔ کچھ عرصہ بعد اہل کریٹ نے کسی دیوتا کی تنبیہہ پر سیکانیا میں۔۔۔ پولی کنائٹس اور پریسیانی کے سوا۔۔۔ ایک بہت بڑی مہم بھیجی اور کامیکس۔۔۔ جو میرے دور میں اگری جینٹم سے تعلق رکھتا ہے۔۔۔ کا پانچ سال تک محاصرہ کیا۔ تاہم' آخر کار غلبہ پانے میں ناکامی ہونے اور محاصرہ مزید جاری رکھنے کے قابل نہ رہنے پر وہ اپنی راہ پر چل دیئے۔ گھر کی جانب بحرپیمائی کے دوران وہ ایاپیجیا پہنچے تھے کہ ایک خوفناک طوفان آیا اور انہیں ساحل پر لا پھینکا۔ اُن کے تمام جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے؛ یوں کریٹ واپسی کا کوئی ذریعہ نظر نہ آنے پر انہوں نے ہائریا قصبہ کی بنیاد رکھی' وہاں رہائش اختیار کی اور پھر اپنے نام کریٹوں سے بدل کر میساپی ایاپیجی رکھ کر جزیرے کی بجائے براعظم کے باشندے بن گئے۔ ہائریا سے نکل کر بعد ازاں انہوں نے دیگر شہروں کی بنیاد رکھی جن پر قبضہ کرنے کے لیے تیرنتی کوشاں رہے (کافی بعد کے دور میں) لیکن کامیاب نہ ہوئے اور شکست کھائی۔۔۔ درحقیقت یونانیوں کا اس قدر خوفناک قتال کبھی نہیں ہوا' جہاں تک میری معلومات ہیں: اور صرف تیرنتیوں نے ہی نہیں بلکہ ریجیئم کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آدمیوں نے بھی نقصان اُٹھایا (تین ہزار شہری) جنہیں تیرنتیوں کی مدد کو جانے پر مائسی تھس ابن کوئرس نے مجبور کیا تھا؛ تیرنتیوں کے مقتولین کی تعداد بے شمار تھی۔ مائسی تھس اناکسی لاس کا ایک گھریلو غلام تھا اور وہ اسے اپنے پیچھے ریجیئم کا انچارج بنا آیا تھا؛ یہی وہ آدمی تھا جسے بعد ازاں ریجیئم چھوڑنے پر مجبور کیا گیا اور وہ آرکیڈیا میں ٹیجیا کے مقام پر رہنے لگا اور یہیں سے اولمپیا کی زیارت گاہ میں متعدد مجسموں کی بھینٹیں بھیجیں۔

171۔ تیرنتیم اور ریجیئم والوں کا یہ بیان زیرِ بحث موضوع سے ہٹ کر ہے۔ اب ہم واپس آتے ہیں۔ پریسیوں کا کہنا ہے کہ مختلف اقوام کے آدمی اب کریٹ کی طرف آئے جو اپنے باشندوں سے محروم ہو گیا تھا؛ لیکن آنے والوں میں سب سے زیادہ تعداد یونان والوں کی تھی۔ مینوس کی موت کے تین پشتوں بعد ٹروجن کی جنگ ہوئی؛ اور اہل کریٹ مینی لاس کے مددگاروں میں کچھ کم ممتاز نہ تھے۔ لیکن جب وہ ٹرائے سے واپس لوٹے تو قحط اور وبا نے انہیں گھیر لیا اور انسانوں و مویشیوں کو ہلاک کر ڈالا۔ کریٹ ایک مرتبہ پھر اپنے باشندوں سے محروم ہوا اور چند ایک ہی باقی بچے؛ جنہوں نے نئے مہاجروں کے ساتھ مل کر کریٹ کو تیسری مرتبہ بسایا اور آج بھی اس جزیرے میں رہتے ہیں۔ اب کاہنہ نے کریٹ کے افراد کو انہی واقعات کی یاد دلائی تھی؛ اور اُس نے انہیں یونانیوں کی مدد کرنے سے روک دیا، حالانکہ وہ اُن کی مدد کو جانا چاہتے تھے۔

172۔ تھیسالیوں نے صرف مجبور ہو کر ہی میڈیوں کے مقصد میں شرکت اختیار کی؛ کیونکہ انہوں نے بین ثبوت دے دیا کہ الیوادے [190] (Aleuadae) کی سازشیں انہیں ہرگز پسند نہ تھیں۔ جونہی انہوں نے فارسی بادشاہ کے سمندر پار کر کے یورپ میں آنے کی خبر سنی تو فوراً اپنے سفیر کو یونانیوں کی طرف بھیجا جو باہمی مشورہ کے لیے اِستھمس میں اکٹھے ہوئے جہاں یونانی مقصد کی حامی تمام ریاستوں نے اپنے اپنے وفود بھیجے ہوئے تھے۔ سفیروں نے وہاں پہنچ کر اپنے ہم وطنوں سے کہا:۔۔۔

"اے اہل یونان، مناسب ہے کہ تم درۂ اولمپس کی حفاظت کرو کیونکہ اِس طرح تھیسالی کے ساتھ ساتھ باقی یونان بھی محفوظ ہو جائے گا۔ ہم اِس کام میں اپنا حصہ ڈالنے کے لیے پوری طرح تیار ہیں؛ لیکن تمہیں ہماری طرف ایک طاقتور فوج بھیجنا ہو گی؛ وگرنہ ہم تمہیں خبردار کیے دیتے ہیں کہ ہم فارسیوں کے ساتھ شرائط طے کر لیں گے۔ ہم باقی سارے یونان سے آگے ہیں، اس لیے ہمیں بے یار و مددگار مرنے کے لیے نہ چھوڑو۔ تاہم، اگر تم ہمیں مدد بھیجنے کو تیار نہیں ہو تو پھر ہمیں دشمن کی مدافعت کرنے پر مجبور بھی نہیں کر سکتے؛ کیونکہ لاچاری سے بڑی طاقت اور کوئی نہیں۔ چنانچہ ہم اپنی حفاظت کے لیے ہر ممکن اقدام کریں گے۔" یہ تھا تھیسالیوں کا واضح اعلان۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

173۔ اس پر یونانیوں نے پیادوں کا ایک دستہ بذریعہ سمندر تھیسالی بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ درۂ اولمپس کی حفاظت کر سکے۔ اسی کی مطابقت میں ایک فوج اکٹھی کی گئی جو یورِپس گئی اور آکیا کے ساحل پر آلس کے مقام پر اُتری اور جہازوں کو وہیں چھوڑ کر خشکی کے راستے تھیسالی میں کوچ کیا۔ یہاں انہوں نے ٹمپے کی تنگنائے پر قبضہ کر لیا جو دریائے پینیئس کی گذرگاہ کے ساتھ ساتھ زیریں مقدونیا سے تھیسالی تک جاتی ہے اور ایک طرف اولمپس جبکہ دوسری طرف اوسا ہوتا ہے۔ اس جگہ پر 10,000 مسلح آدمیوں کی اکٹھی کی گئی ایک یونانی فوج نے پڑاؤ ڈالا اور تھیسالیائی گھوڑ سواروں کا دستہ بھی یہاں اُن کے ساتھ آملا۔ لیسیڈیمونیوں کی جانب سے کماندار اِیوانیتس ابن کارینس تھا جسے پولیارکوں میں سے منتخب کیا گیا تھا لیکن وہ شاہی خون کا حامل نہ تھا۔ جبکہ ایتھنیوں کی جانب سے قائد تھیمسٹوکلیز ابن نیوکلیز تھا۔ تاہم' انہوں نے پڑاؤ چند روز سے زیادہ تک نہ کیا؛ کیونکہ مقدونیائی الیگزینڈر ابن امینتاس کی جانب سے قاصدوں نے آکر ٹمپے سے پڑاؤ اٹھانے کا مشورہ دیا' اور انہیں بتایا کہ اگر وہ درے میں ہی ٹھہرے رہے تو حملہ آور فوج کے پیروں تلے روندے جائیں گے۔ انہیں قاصدوں کا یہ مشورہ بہتر لگا اور یہ مشورہ دینے والا مقدونیائی خیر خواہ' لہٰذا انہوں نے اسی کی مطابقت میں عمل کیا۔ میری رائے میں انہیں سب سے زیادہ یہ خوف لاحق تھا کہ فارسی کہیں کسی اور [191] درے سے نہ داخل ہو جائیں جو بالائی مقدونیا [192] سے پیرہابی علاقہ کے راستے گونس شہر کے پاس سے گذر کر تھیسالی جاتا تھا--- واقعی زرکسیز کی فوج کچھ عرصہ بعد اِسی راہ سے داخل ہوئی۔ چنانچہ یونانی اپنے جہازوں کی طرف واپس گئے اور ایتھمس کی جانب چل دیئے۔

174۔ یہ تھے تھیسالی میں مہم جوئی کے حالات: یہ اُس وقت واقع ہوئے جب بادشاہ ابائیدوس میں ہی تھا اور ایشیاء سے یورپ میں جانے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ حلیفوں کی بے اعتنائی کا شکار اہلِ تھیسالی نے میڈیوں کے مقصد کو اپنا لیا؛ اور بعد میں جنگ کے دوران وہ زرکسیز کے بہت کام آئے۔

175۔ یونانیوں نے واپس اِستھمس آکر الیگزینڈر کی کہی ہوئی بات پر باہم مشورہ اور غور کیا کہ انہیں جنگ کس مقام پر کرنی چاہیے اور کن کن جگہوں پر قبضہ کرنا چاہیے۔ غالب رائے یہ تھی کہ انہیں تھرموپائلے درہ کی حفاظت کرنی چاہیے کیونکہ یہ تھیسالیائی تنگنائے کی نسبت کم چوڑا تھا اور اُن کے لیے نزدیک بھی۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ بربریوں کو درے سے گذر کر یونان میں داخلے سے روکنے کے لیے وہ اس کی حفاظت کریں گے؛ ساتھ ہی یہ بھی عزم کیا گیا کہ بحری بیڑا آگے ہستیاؤتس [193] کے خطے میں ارتیمیسیم کی جانب جائے؛ کیونکہ یہ مقامات پاس پاس ہونے کے باعث بحری بیڑے اور فوج کے لیے آپس میں رابطہ کرنا آسان ہوگا۔ دونوں مقامات کا بیان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مندرجہ ذیل ہے۔

176۔ ارتمیسیئم اُس جگہ پر ہے جہاں تھریس ۱۹۴ کا سمندر سکڑ کر ایک تنگ نہر کی صورت اختیار کرتا اور سکاتھس کے جزیرے اور میگنیشیا کے براعظم کے درمیان چلتا ہے۔ اس تنگ آبنائے سے گذر کر آپ ارتمیسیئم نامی ساحلی پٹی پر آتے ہیں؛ جو یُوبیا کا ایک حصہ ہے اور یہاں ارتمس کا ایک معبد ہے۔ جہاں تک ٹراکس ۱۹۵ کے ذریعہ یونان میں داخلے کا سوال ہے تو اِس کا تنگ ترین حصہ تقریباً 50 فٹ چوڑا ہے۔ تاہم، تھرموپائلے سے کچھ اوپر اور کچھ نیچے کے مقامات اور بھی زیادہ تنگ ہیں۔ اِس جگہ سے نیچے الپینی ۱۹۶ میں تنگی اتنی زیادہ ہے کہ اکیلی گاڑی بھی نہیں گذر سکتی؛ اور اوپر دریائے فینکس کے کنارے انتھیلا نامی شہر کے قریب بھی یہی صورتحال ہے۔ تھرموپائلے کے مغرب میں ایک فلک بوس عمودی پہاڑی---جس پر چڑھنا ممکن نہیں---اوپر اوٹا کے سلسلہ کوہ تک جاتی ہے؛ جبکہ مشرق کی طرف سمندر اور دلدلیں سڑک کو بند کرتی ہیں۔ اِس جگہ پر گرم چشمے ہیں جنہیں مقامی لوگ "کالدرون" یعنی ابلتی ہوئی دیگ کہتے ہیں؛ اور اُن سے اوپر ہیراکلیس ۱۹۷ کی مقدس قربان گاہ ہے۔ کبھی مدخل کے منہ پر ایک دیوار ۱۹۸ بنی ہوتی تھی جس میں ایک دروازہ ہوا کرتا تھا۔ یہ تعمیرات فوکایوں نے تھیسالیوں کے ڈر سے اُس وقت کروائی تھیں جب موخرالذکر تھیسپروشیا سے (اپنے موجودہ مسکن) ایولس میں آباد ہونے آئے تھے۔ چونکہ تھیسالیائی فوکس کو مطیع بنانے کے لیے کوشاں تھے اس لیے فوکایوں نے اپنی حفاظت کی خاطر دیوار تعمیر کی اور گرم چشموں کا رُخ درے کی طرف کر دیا تاکہ پانی کا بہاؤ راستے کو توڑ پھوڑ دے۔ یوں انہوں نے تھیسالیوں کو اپنے ملک میں آنے سے روکنے کی خاطر ہر حربہ استعمال کیا۔ پرانی دیوار بہت قدیم وقتوں میں بنائی گئی تھی؛ اور اس کا زیادہ تر حصہ امتداد زمانہ کا شکار ہو گیا تھا۔ تاہم، اب یونانیوں نے اِس کی دراڑوں کی مرمت کرنے اور یہاں بربریوں کا سامنا کرنے کا فیصلہ کیا۔ اِس مقام پر سڑک کے بہت قریب ایک الپینی نامی گاؤں تھا جہاں سے یونانیوں نے اپنے فوجیوں کے لیے غلہ حاصل کیا۔

177۔ یونانیوں کو یہ جگہیں اپنے مقصد کے لیے موزوں لگیں۔ تمام امکانات کا اچھی طرح جائزہ لے کر اور دھیان میں رکھتے ہوئے کہ بربری اِس خطہ میں اپنی کثیر تعداد اور نہ ہی گھڑسواروں کا کوئی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں، انہوں نے یونان پر حملہ آور کا انتظار کرنے کا فیصلہ کیا اور جب انہیں فارسی کے پائیریا پہنچنے کی خبر ملی تو وہ فوراً اِستھمس سے پیدل تھرموپائلے کی جانب روانہ ہوئے، جبکہ دیگر سمندر کے راستے ارتمیسیئم کی طرف چل دیئے۔

178۔ اب یونانیوں نے دونوں جگہوں ۱۹۹ پر پہنچنے کے لیے تیز رفتاری دکھائی؛ اور تقریباً اسی وقت خود کو اپنے ملک کو خطرے میں محسوس کر کے ڈیلفی والوں نے دیوتا سے رجوع کیا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جواب میں انہیں حکم ملا کہ "ہواؤں سے التجا کرو؛ کیونکہ ہوائیں یونان کے بہت کام آئیں گی۔" سو یہ جواب ملنے پر ڈیلفی والوں نے آزادی کے متوالے تمام یونانیوں کو پیغام بھیج کر اِس پیشگوئی سے آگاہ کیا اور بربریوں کے خوف میں لپٹی ہوئی فضاء میں انہیں خوش کر کے دائمی شکریہ حاصل کیا۔ یہ کام کرنے کے بعد انہوں نے ہواؤں کے اعزاز میں ایک قربان گاہ بمقام تھائیا بنائی (جہاں اِس جگہ کی نام دہندہ بنت کیفی سس کا ایک مقدس احاطہ تھا) اور ہواؤں کو قربانیوں کے ساتھ پوجا۔ اِس کہانت کے باعث اہل ڈیلفی آج بھی ہواؤں کے حضور قربانی دیتے ہیں۔

179۔ زرکسیز کا بحری بیڑہ تھرما سے روانہ ہوا؛ اور دس تیز ترین جہاز سیدھے آگے سکاتھس کی طرف گئے جہاں یونانیوں کے تین (ٹروئیزن ۲۰۰ کا ایک' دوسرا ایجینا کا اور تیسرا ایتھنز کا) جہاز حالات کا جائزہ لینے کے لیے کھڑے تھے۔ یہ جہاز بربریوں کو آتے ہوئے دیکھتے ہی بھاگ گئے۔

180۔ بربریوں نے اُن کا تعاقب کیا اور ٹروئیزنی جہاز۔۔۔ جس کا کپتان پریکسی نس تھا۔۔۔ اُن کے ہاتھ لگ گیا۔ تب فارسیوں نے خوبصورت ترین مسلح آدمی کو پکڑ کر جہاز کے آگے نکلے ہوئے حصے پر قربان کر دیا؛ کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ یہ اِس قدر خوبصورت پہلا دشمن قیدی شخص ایک نیک شگون تھا۔ قربان کیے گئے شخص کا نام لیو تھا؛ اور ہو سکتا ہے کہ اِس نام نے بھی کچھ حد تک اُس کی تقدیر کو متعین کرنے میں حصہ ڈالا ہو۔

181۔ کپتان ایسونیدیس کی زیرِ قیادت ایجیناوالوں نے فارسیوں کو کچھ کم تکلیف نہ دی۔ پاتھس ابن ایشے نوس نے اُس روز لڑنے والے تمام افراد پر سبقت حاصل کی۔ جہاز آ جانے کے بعد بھی اس آدمی نے مدافعت جاری رکھی اور زخموں سے چُور چُور ہو کر گرنے سے پہلے لڑائی بند نہ کی۔ فارسی جہازوں کے مسلح افراد نے جب دیکھا کہ وہ ابھی تک زندہ ہے تو اُسے بچانے کی خاطر (کیونکہ وہ بڑی بہادری سے لڑا تھا) زخموں پر مُر لگایا اور اُن پر سوتی پٹیاں باندھ دیں۔ پھر جب وہ واپس گئے تو اپنے قیدی کو سارے لشکر کے سامنے تعریفی انداز میں پیش کیا اور اُس کے ساتھ بڑی مہربانی کی؛ لیکن باقی سارے عملے کے ساتھ بالکل غلاموں والا رویہ اپنایا گیا۔

182۔ یوں فارسی دو جہاز پکڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ تیسرے سہ طبقہ جہاز کا کپتان فورمس تھا۔ یہ دریائے پینیئس کے دہانے کے قریب خشکی پر چڑھ گیا۔ بربریوں نے جہاز پر تو قبضہ کر لیا لیکن آدمی فرار ہو گئے۔ کیونکہ ایتھنی فوراً چھلانگیں لگا کر اُترے اور تھیسالی کے راستے واپس ایتھنز چلے گئے تھے۔ ارتمیسیئم میں رُکے ہوئے یونانیوں کو جب سکاتھس کی جانب سے ملنے والے آگ کے اشاروں ۲۰۱ کے ذریعہ معاملے کا پتہ چلا تو وہ اِس قدر خوفزدہ ہوئے کہ دشمن پر نظر رکھنے کے لیے سکاؤٹس کو یوبیا کی سطحِ مرتفع پر چھوڑ کر کالکس چلے گئے تاکہ یوریپس کی حفاظت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر سکیں۔

183۔ دریں اثناء بربریوں کے بھیجے ہوئے دس میں سے تین جہاز سکاتھس اور میگنیشیا کے درمیان زیر آب چٹان "چیونٹی" تک آ گئے اور وہاں ایک پتھر کا ستون نصب کیا جسے وہ اِس مقصد کے لیے اپنے ساتھ لائے تھے۔ اِس کے بعد اپنی راہ صاف ہونے پر بربری سارے جہازوں کو لے کر تھرما سے روانہ ہوئے۔ اُن کے عین راستے میں موجود چٹان کے متعلق انہیں سکائروس[۲۰۲] کے پامون نے آگاہ کیا۔ مسلسل ایک دن کا بحری سفر کر کے وہ میگنیشیا[۲۰۳] میں سیپیاس کے مقام پر ایک ساحلی پٹی پر پہنچے جو کاستھانیا شہر اور سیپیاس کی راس زمین کے درمیان واقع ہے۔

184۔ زرکسیز کی بحری فوج کو اِس مقام تک اور زمینی فوج کو تھرموپائلے تک پہنچنے میں کوئی بُرا واقعہ پیش نہ آیا۔ اور میرے اندازے کے مطابق ارکان کی تعداد اب بھی مندرجہ ذیل تھی۔ سب سے پہلے تو 1207 جہازوں عملہ تھا جو ایشیاء سے بادشاہ کے ہمراہ آیا تھا؛ اگر ہم ہر جہاز پر 200 آدمیوں[۲۰۴] کا عملہ فرض کریں تو کل تعداد 2,41,400 بنتی ہے۔ اِن میں سے ہر جہاز پر مقامی سپاہیوں کے علاوہ 30 جنگجو آدمی تھے جو فارسی' میڈیائی یا سیکائی[۲۰۵] تھے؛ یوں مزید 36,210 کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان دونوں اعداد میں' میں پانچ طبقہ جہازوں کے عملوں کا اضافہ کروں گا جو ہر جہاز پر 80 بنتے ہیں۔ اس قسم کے جہاز تین ہزار[۲۰۶] تھے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے؛ چنانچہ اُن پر سوار آدمیوں کی تعداد 240,000 بنتی ہے۔ یہ بحری فوج تھی جسے بادشاہ ایشیاء سے ساتھ لے کر آیا تھا؛ اور اس کی تعداد مجموعی طور پر 5,17,610 بنتی ہے۔ پیدل فوجی 17,00,000[۲۰۷] اور گھڑ سوار 80,000[۲۰۸] تھے؛ اِن میں اونٹنی سوار عربوں اور رتھ سوار لیبیاؤں کا بھی اضافہ کرنا چاہیے جو 20,000 تھے۔ لہٰذا بری و بحری افواج کی کل تعداد 23,17,610 افراد بنتی ہے۔ اِن میں پڑاؤ کے خدمتگاروں اور رسد کے جہازوں پر سوار افراد کی تعداد شامل نہیں۔

185۔ اِس تعداد میں ابھی ان افواج کو شامل کرنا باقی ہے جو یورپ میں اکٹھی ہوئی تھیں' اور اِن کے متعلق میں صرف اندازے سے ہی بات کر سکتا ہوں۔ تھریس اور اِس کے ساحل سے پرے واقع جزائر میں آباد یونانیوں نے بحری بیڑے میں 120 جہاز فراہم کیے جن کا عملہ 24,000 افراد بنتا ہے۔ اِن سے علاوہ تھریسیوں' پیونیاؤں' ایورڈیوں' بوٹیانیوں' کالسیدی قبائل' مقدونیوں' میگنیشیاؤں اور دیگر اقوام نے بھی پیادے مہیا کیے؛ اور مجھے یقین ہے کہ اِن اقوام کی افواج میں تین لاکھ افراد بنتی ہیں۔ ایشیاء سے آئی ہوئی فوج اور اِس کو ملا کر لڑاکا آدمیوں کی کل تعداد 26,41,610 ہو جاتی ہے۔

186۔ تو یہ تھی لڑنے والے آدمیوں کی تعداد' میرا یقین ہے کہ پڑاؤ کے پیچھے پیچھے آنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والے خدمتگاروں' غلے کے جہازوں اور فوج کے ہمراہ دیگر کشتیوں پر سوار آدمیوں کی تعداد لڑاکا آدمیوں کی تعداد سے کم کی بجائے زیادہ ہی بنتی ہے۔ تاہم میں انہیں کم یا زیادہ کی بجائے برابر ہی شمار کروں گا۔ چنانچہ ہمیں اپنی سابقہ تعداد میں اتنی ہی تعداد جمع کرنا پڑے گی۔ یوں ززکسیز ابن داریوش کے ہمراہ سیپیاس اور تھرموپائلے [209] تک آنے والے آدمیوں کی کل تعداد 52,83,220 بن جائے گی۔

187۔ تو یہ تھی ززکسیز کے سارے لشکر کی تعداد جہاں تک غلہ پینے والی عورتوں' داشتاؤں اور خواجہ سراؤں کا تعلق ہے تو اُن کے بارے میں کوئی بھی یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا: نا ہی فوج کے پیچھے پیچھے آنے والے سامان بردار گھوڑوں' لدو جانوروں یا ہندوستانی شکاری کتوں کو کثیر التعداد ہونے کی وجہ سے شمار کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ مجھے اس پر کوئی حیرت نہیں ہوتی کہ کچھ جگہوں پر دریاؤں کا پانی لشکر کے لیے ناکافی ثابت ہوا: بلکہ میں تو اِس بات پر حیران ہوں کہ رسد کم کیوں نہ پڑ گئی۔ کیونکہ حساب کتاب لگانے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر ایک آدمی زیادہ سے زیادہ روزانہ ایک Choenix غلہ کھاتا ہو تو فوج 1,10,340 میڈیمنی [210] روزانہ استعمال کرتی ہو گی۔۔۔ اور اِس اندازے میں عورتوں' خواجہ سراؤں' لدو جانوروں اور کتوں کی خوراک شامل نہیں۔ آدمیوں کے اِس انبوہ کثیر میں ایک آدمی بھی ایسا نہ تھا جو دلکشی اور قد و قامت کی بنیاد پر ززکسیز سے زیادہ طاقت کا حقدار ہو۔

188۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے' بحری بیڑہ تھرما سے چل کر میگنیشیائی علاقہ میں آیا اور وہاں کاستھانیا شہر اور کیپ سیپیاس کے درمیان ایک ساحلی پٹی پر قبضہ کر لیا۔ پہلی قطار کے جہاز زمین سے قریب تھے' جبکہ باقی کافی فاصلے پر لنگر انداز ہوئے۔ ساحل کی وسعت بہت کم تھی' لٰہذا انہیں کنارے سے پیچھے آٹھ قطاروں کی صورت میں لنگر انداز ہونا پڑا۔ اس طریقہ سے انہوں نے رات گزاری لیکن دن چڑھنے پر سکون و خاموشی کی جگہ شورش انگیز سمندر اور زبردست طوفان نے لے لی جو مشرق کی جانب سے اُن پر مصیبت بن کر نازل ہوا۔۔۔ اہل علاقہ اِس ہوا کو ہیلس پونٹیائی کہتے ہیں۔ جنہوں نے ہواؤں کو دُور سے آتے دیکھ لیا اور اپنے جہازوں کو ساحل کی جانب لے گئے وہ اپنے جہازوں سمیت بچ گئے لیکن جن جہازوں کو طوفان نے بیچ سمندر میں گھیرا اُن میں سے کچھ ساحل پر آ گئے' کچھ Ipni یا "چولہے" نامی مقام۔۔۔ پیلیون کے دامن میں۔۔۔ جبکہ کچھ دیگر کیپ سیپیاس کے قریب گھسٹ گئے: ایک حصہ میلیبیا اور کاستھانیا شہروں کے قریب ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ طوفان کے سامنے کسی کی نہ چلی۔

189۔ کہا جاتا ہے کہ ایتھنیوں نے بوریاس [211] سے یونانیوں کے لیے مدد مانگی تھی کیونکہ انہیں ایک کہانت میں حکم دیا گیا تھا کہ "اپنے داماد سے مدد مانگو۔" یونانیوں کی روایت کے مطابق

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بوریاس نے ایٹیکا کی ایک عورت اور یتھیا بنت اریک تھیئس کو اپنی بیوی بنایا تھا۔ سوا یتھنیوں نے اِس شادی کے باعث بوریاس کو اپنا داماد سمجھتے ہوئے --- جب وہ اپنے جہازوں کے ساتھ یوبیا کے کالکس [۲۱۲] میں تھے --- اُسے اور اور یتھیا دونوں کو قربانی پیش کی اور درخواست کی کہ وہ اُن کی مدد کو آئیں اور بربریوں کے جہازوں کو تباہ کر دیں --- جیسا کہ پہلے کوہ آتھوس کے قریب کیا تھا۔ میں یہ بتانے سے قاصر ہوں کہ آیا بوریاس نے اسی یا پھر کسی اور وجہ سے بربریوں پر آفت نازل کی تھی؛ لیکن ایتھنیوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے پہلے بوریاس کی مدد حاصل کر لی تھی اور اُسی نے یہ سب تباہیاں کیں۔ چنانچہ وطن واپس آکر انہوں نے دریائے اِلیسس کے کنارے اس دیوتا کا ایک معبد بنایا۔

190۔ اِس طوفان کے باعث فارسی بیڑے کے کم از کم نقصان کا اندازہ لگانے والوں کا کہنا ہے کہ اُن کے چار سو جہاز تباہ ہوئے' بے شمار آدمی مر گئے اور بہت سا خزانہ ڈوب گیا۔ کیپ سیپیاس کے قریب کھیتی باڑی کرنے والے ایک میگنیشیائی شخص امینوکلیز ابن کریٹینیز نے اِن جہازوں کے ملبے سے بہت فائدہ حاصل کیا؛ اُس نے لہروں کے ساتھ ساحل پر آ جانے والے متعدد طلائی اور نقرئی جام جمع کر لیے؛ جبکہ فارسیوں کے خزانوں کے صندوق اور ہر قسم کی بے شمار طلائی اشیاء بھی اُس کے قبضہ میں آ گئیں۔ اِس طرح امینوکلیز بہت امیر آدمی بن گیا؛ لیکن دیگر حوالوں سے قسمت نے اُس کے ساتھ یاوری نہ کی: دوسرے آدمیوں کی طرح اُس کا بھی اپنا دکھ تھا --- اپنے وارث کو کھونے کی آفت۔

191۔ جہاں تک تباہ ہونے والی سامان رسد کی کشتیوں اور دیگر تجارتی جہازوں کا تعلق ہے تو اُن کا شمار ممکن نہیں۔ واقعی نقصان اتنا زیادہ تھا کہ بحری فوجوں کو خوف ہوا کہ کہیں اس انتشار و بے ترتیبی کے عالم میں تھیسالیائی اُن پر حملہ نہ کر دیں' لہٰذا انہوں نے اپنے جہازوں کا ملبہ کنارے پر رکھ کر اُس کے ارد گرد ایک بلند کچی عمارت بنا دی۔ طوفان تین دن تک جاری رہا۔ آخر کار ساحروں نے ہواؤں کے حضور قربانیاں پیش کر کے اور انہیں عاملوں کے ذریعہ مسحور کر کے ساتھ ہی تھیٹس اور نیریدس کو بھینٹیں چڑھا کر چوتھے دن طوفان کو روکنے میں کامیابی حاصل کر لی؛ یا شاید وہ خود ہی تھم گیا۔ اُن کی تھیٹس کو قربانی پیش کرنے کی وجہ یہ تھی: ایونیاؤں نے انہیں بتایا تھا کہ یہیں وہ جگہ تھی جہاں سے پیلیئس اُسے اغواء کر کے لے گیا تھا' اور یہ کہ ساری راس زمین اُس کی بہن نیریدس کے نام پر مقدس تھی۔ سو طوفان چوتھے دن دھیما پڑ گیا۔

192۔ یوبیا کے بلند علاقوں کے آس پاس یونانیوں کے چھوڑے ہوئے مخبر طوفان شروع ہونے کے اگلے دن اپنی جگہوں سے جلدی جلدی نیچے آئے اور ہموطنوں کو فارسی بیڑے کی آپ بیتی سے آگاہ کیا۔ انہوں نے یہ سنتے ساتھ ہی نجات دہندہ پوسیڈون کا شکریہ ادا کیا اور اُس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اعزاز میں بھینٹیں چڑھائیں۔ پھر وہ ہر ممکن رفتار کے ساتھ واپس ار تمیسیئم کی جانب روانہ ہوئے' راستے میں چند ایک جہازوں نے اُن کی راہ روکی انہوں نے دوسری مرتبہ اس جگہ پہنچ کر اُس ساحلی پٹی پر پڑاؤ ڈالا؛ اُس دن سے لے کر عہد حاضر تک وہ پوسیڈون کو "نجات دہندہ" کہہ کر ہی پکارتے ہیں۔

193۔ جب ہوائیں تھمیں اور سمندر پر سکون ہوا تو بربری اپنے جہاز نیچے پانی میں لائے اور براعظم کے کنارے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھے۔ پھر میگنیشیا کی آخری حد تک چکر لگانے کے بعد سیدھا کھاڑی میں گئے جو پگاسے [۲۱۳] تک جاتی ہے۔ اِس کھاڑی میں میگنیشیا سے تعلق رکھنے والی ایک جگہ ہے جہاں (کہا جاتا ہے کہ) جیسن اور اُس کے ساتھیوں نے ہیراکلیس کو پانی لانے بھیجا تھا' مگر وہ اُسے وہیں چھوڑ کر طلائی پشم کی تلاش میں کولکس میں ایا کی جانب روانہ ہو گئے تھے۔ اس جگہ کا نام الیفی تے پڑ گیا۔ اب ذرکسیز کا بحری بیڑہ یہیں لنگر انداز ہوا۔

194۔ باقی بیڑے سے کافی پیچھے رہ جانے والے پندرہ جہازوں پر ار تمیسیئم میں یونانی بحری بیڑے کی نظر پڑ گئی اور وہ غلطی سے انہیں اپنے ہی جہاز خیال کر کے اُن کے درمیان میں آئے اور دشمن کے ہتھے چڑھ گئے۔ اِس سکوارڈن کا سالار ساندوسیس ابن تھماسیئس تھا جو ایولس میں کائمے [۲۱۴] کا گورنر تھا۔ وہ شاہی منصفین [۲۱۵] میں سے ایک تھا' اور کچھ عرصہ پہلے داریوش نے اُسے رشوت لینے کے الزام میں مصلوب کر دیا تھا؛ لیکن جب وہ صلیب پر ٹنگا ہوا تو داریوش نے دل میں سوچا کہ ساندوسیس کی شاہی گھرانے کے ساتھ نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہیں؛ لہٰذا اُس نے عقلمندی کی بجائے جلد بازی سے کام لینے کا اعتراف کرتے ہوئے اُسے نیچے اُتارنے کا حکم دیا۔ یوں ساندوسیس داریوش کے ہاتھوں مرنے سے بچ گیا اور اِس وقت زندہ تھا؛ لیکن اِس دوسری مصیبت سے بچ نکلنا اُس کے مقدر میں نہ تھا؛ کیونکہ جونہی یونانی جہازوں کو دیکھ کر اُن کی جانب بڑھے تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور اُن پر بڑی آسانی سے قابو پا لیا۔

195۔ کیریا میں الابانداکا فرمانروا ایریدوس بھی ایک جہاز پر سوار تھا اور اُسے قیدی بنا لیا گیا؛ اس کے علاوہ پیفوس کے جرنیل پنتھیلس ابن ڈیمونوس کو بھی۔ یہ شخص اپنے ساتھ پیفوس [۲۱۶] سے 12 جہاز لایا تھا اور طوفان میں گیارہ جہازوں سے ہاتھ دھونے کے بعد باقی بچے ہوئے ایک جہاز میں ار تمیسیئم کی جانب جاتے ہوئے پکڑا گیا۔ یونانیوں نے اپنے قیدیوں سے ذرکسیز کی افواج کے متعلق ضروری پوچھ گچھ کرنے کے بعد انہیں بیڑیاں پہنا کر خاکنائے کورنتھ کی طرف بھیج دیا۔

196۔ ساندوسیس کی زیرِ قیادت پندرہ جہازوں کو چھوڑ کر بربریوں کی بحری فوج بحفاظت الیفی تے پہنچ گئی۔ دریں اثناء ذرکسیز اپنی بری فوج کے ہمراہ تین دن پہلے' تھیسالی اور آکیا کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

راستے مالیاؤں کے علاقہ میں داخل ہوگیا۔ تھیسالی میں اُس نے اپنے گھوڑوں کا تھیسالیائی گھوڑوں سے موازنہ کیا جن کی اُس نے یونان بھر[217] میں شہرت سنی تھی؛ لیکن یونانی گھوڑے دوڑ میں بہت پیچھے رہ گئے۔ خطے کے دریا، ماسوائے اونوکونس[218] فوج کو پانی مہیا کرنے کے لیے کافی رہے۔ لیکن آکیا میں سب سے بڑا دریا ایپی ڈانس بمشکل ہی کافی ہوا۔

197۔ آلس[219] پہنچنے پر اُس کے رہنماؤں نے اُسے ہر چیز سے مطلع کرنے کی خواہش میں لافستی ز-لئس[220] کے معبد سے متعلق ایک کہانی سنائی۔۔۔ کہ کیسے اتھامس کے بیٹے ایولس نے اینو سے مشورہ کرکے فریکس کو مارنے کی سازش تیار کی؛[221] کس طرح بعد میں اہل آکیا نے ایک کہانت میں خبردار کیے جانے پر اُس کے اخلاف پر ایک پابندی عائد کرتے ہوئے اُن کی نسل کے سب سے بڑے شخص کو عوامی گھر میں داخل ہونے سے منع کردیا۔ اگر کوئی درواز ں سے اندر آ ہی جاتا تو قربان ہوئے بغیر کبھی باہر نہ جاپاتا۔ نیز اُنہوں نے اُسے بتایا کہ کس طرح بہت سے افراد عین قتل ہونے کے موقع پر اس قدر خوفزدہ ہو جاتے ہیں کہ فرار ہوکر کسی اور ملک میں پناہ لے لیتے ہیں؛ اور یہ کہ اگر وہ کافی عرصہ بعد واپس آجائیں اور انہیں کمرہ عدالت کے اندر پایا جائے تو انہیں پھولوں کے ہار پہنا کر زبردست جلوس کی صورت میں باہر لایا اور قربان کردیا جاتا ہے۔ یہ پابندی سائتی سورس ابن فریکس نے ختم کی، کیونکہ جب آکیاؤں نے کہانت کی تعمیل میں اتھامس ابن ایولس کو اپنے گناہ کی بھینٹ بنایا اور اُسے قربان کرنے ہی والے تھے کہ سائتی سورس ایا (کولکس میں) سے آیا اور اتھامس کو بچالیا؛ اس فعل کے ذریعہ اُس نے دیوتا کا قہر اپنے اخلاف پر منتقل کرلیا۔ چنانچہ، زرکسیز یہ کہانی سننے کے بعد جب دیوتا کے کنج میں پہنچا تو ایک طرف سے ہوکر گزر گیا اور اپنی فوج کو بھی یہی کرنے کا حکم دیا۔ اُس نے اتھامس کی اولادوں کے خاندان اور مقدس احاطے کو بھی یہی احترام دیا۔

198۔ یہ تھیں تھیسالی اور آکیا میں زرکسیز کی کارروائیاں۔ یہاں سے وہ خلیج کے کنارے کنارے مالِس میں گیا جہاں روزانہ[222] جوار بھاٹا ہوتا رہتا ہے۔ اس خلیج کے ایک طرف ہموار زمین کا ایک ٹکڑا ہے۔۔۔ ایک جگہ سے چوڑا لیکن ایک اور جگہ سے بہت تنگ۔۔۔ جس کے گرد بلند و بالا پہاڑوں کا ایک ناقابل عبور سلسلہ ہے؛ ان پہاڑوں کو ترا کینی پہاڑیاں کہا جاتا ہے اور انہوں نے سارے مالس کو اپنے نرغے میں لے رکھا ہے۔ آپ آکیا کی جانب سے آئیں تو کھاڑی پر پہلا شہر انٹی سائرا آتا ہے جس کے قریب دریائے سپیر کیئس اینیافیوں کے ملک سے نیچے آتا اور سمندر میں گرتا ہے۔ اس دریا سے تقریباً 20 فرلانگ کے فاصلے پر ایک اور دریا دائرس[223] ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب ہیرا کلیس جل رہا تھا تو یہ اُس کی مدد کرنے کے لیے نمودار ہوا تھا۔ پھر 20 فرلانگ کے فاصلے پر ایک میلاس نامی دریا ہے جس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قریب پانچ فرلانگ علاقہ پر ٹراکس شہر کھڑا ہے۔

199۔ جس جگہ پر شہر تعمیر کیا گیا ہے' وہاں پہاڑیوں اور سمندر کے درمیان میدان کسی بھی دوسرے میدان سے زیادہ چوڑا ہے' کیونکہ یہ 22,000 پلیتھرا ۲۲۴ بنتا ہے۔ ٹراکس کے جنوب میں سلسلہ کوہ میں ایک چٹان ٹراکینیا کے علاقہ کو بند کرتی ہے; اور دریائے ایسوپس ۲۲۵ چٹان میں سے نکل کر کچھ دور تک پہاڑیوں کے دامن میں بہتا ہے۔

200۔ مزید جنوب میں ایک فینکس نامی دریا ہے جس میں پانی کی مقدار بہت زیادہ نہیں' یہ بھی انہی پہاڑوں میں سے بہتا اور ایسوپس میں گرتا ہے۔ یہاں تنگ ترین جگہ ہے; کیونکہ اِس حصے میں راستہ بس اتنا چوڑا راستہ ہے کہ اُس پر صرف ایک گاڑی چل سکتی ہے۔ دریائے فینکس سے تھرموپائلے تک کا فاصلہ پندرہ فرلانگ ہے; اور اِس درمیانی علاقہ میں انتھیلا نامی گاؤں واقع ہے جہاں سے دریائے ایسوپس --- سمندر میں گرنے سے قبل --- گزرتا ہے۔ انتھیلا کے آس پاس کا علاقہ کچھ چوڑا ہے اور یہاں ایمفی کٹایونی دیمیتر کا معبد اور اِس کے علاوہ ایمفی کٹایونی منتظمین ۲۲۶ کی مندیں اور خود ایمفی کٹایون ۲۲۷ کا ایک معبد بھی ہیں۔

201۔ بادشاہ ذرکسیز مالس کے ٹراکینیا نامی خطہ میں خیمہ زن ہوا' جبکہ دوسری طرف یونانیوں نے آبناؤں پر قبضہ کیا۔ یونانی ان آبناؤں کو بالعموم تھرموپائلے یعنی گرم دروازے کہتے ہیں; لیکن مقامی لوگ اور آس پاس کے علاقوں میں رہنے والے انہیں پائلے یعنی دروازے ہی کہتے ہیں۔ تو یہاں دونوں فوجوں نے قیام کیا; ایک فوج ٹراکس کے شمال میں واقع سارے علاقے کی مالک تھی اور دوسری سارے جنوبی علاقے کی۔

202۔ اس مقام پر ذرکسیز کی آمد کا انتظار کرنے والے یونانی مندرجہ ذیل تھے:---
سپارٹا سے 300 مسلح افراد آرکیڈیا سے پانچ پانچ سو ٹیجیائی اور ماتینیائی: آرکیڈیائی اور کومینس سے 120 اور کومینی ۲۲۸ اور دیگر شہروں سے ایک ہزار: کورنتھ سے 400 آدمی: فلیئس سے 200 اور مائی سینے سے 80 یہ تھی پیلوپونیسے والوں کی تعداد۔ بیوشیا سے آئے ہوئے 700 تھیسپی اور 400 تھیبی بھی موجود تھے۔

203۔ اِن دستوں کے علاوہ اوپس کے لوکریوں اور فوکایوں نے بھی اپنے ہم وطنوں کی صدا پر لبیک کہا; اول الذکر نے اپنی ساری فوج جبکہ موخرالذکر نے ایک ہزار آدمی بھیجے تھے۔ کیونکہ تھرموپائلے میں موجود یونانیوں کی جانب سے بھیجے گئے قاصدوں نے لوکریوں اور فوکایوں کے پاس جا کر مدد کی درخواست کی اور کہا ---"سمندر پر ایتھنیوں' اہل ایجینا اور باقی کے بحری بیڑے نے پوری طرح نظر رکھی ہوئی ہے۔ ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں: کیونکہ حملہ آور بھی آخر انسان ہے نہ کہ دیوتا; اور کوئی شخص ایسا تھا اور نہ ہو گا جو دنیا میں آنے کے بعد بدقسمتیوں کا شکار نہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہا ہو، اور وہ بد قسمتیاں اُس کی اپنی عظمت سے بڑی نہ ہوں۔ چنانچہ اس فانی حملہ آور کو بھی اپنے بام عروج سے نیچے گرنا ہو گا۔" لہٰذا الوکری اور فوکائی اپنی فوجوں کے ساتھ سٹراکس آ گئے تھے۔

204۔ مختلف اقوام کے اپنے اپنے رہنما تھے، لیکن ایک رہنما خصوصاً امتیاز کا حامل اور ساری فوج کا سالار تھا۔۔۔ وہ ایک لیسیڈیمونی لیونیداس تھا۔ یہ لیونیداس ابن اناکساندریدس ابن لیوابن یوری کراتیداس ابن اناکساندر ابن یوری کریٹس ابن ٹیلی کلیزابن آرکیلاس ابن اگیسی لاس ابن ڈوریسس ابن لابوتاس ابن ایکسٹراٹس ابن ایجس ابن یوری سٹھنزابن ارستودیمس ابن ارستوماکس ابن کلیوڈیئس ابن ہائیلس ابن ہیراکلیس تھا۔ لیونیداس قطعی غیر متوقع طور پر سپارٹا کا بادشاہ بنا تھا۔

205۔ اپنے دو بڑے بھائی کلیو مینیس اور ڈوریئس ہونے کے باعث اُس نے کبھی تخت پر بیٹھنے کا سوچا تک نہیں تھا۔ تاہم، جب کلیو مینیس بیٹا چھوڑے بغیر مر گیا اور ڈوریئس بھی سسلی[۲۲۹] میں ہلاک ہو گیا تو تاج لیونیدارس کے سر پہ آ سجا۔ وہ اناکساندریدس کے سب سے چھوٹے بیٹے کلیومبروٹس سے بڑا تھا، نیز اُس کی شادی کلیو مینیس کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ وہ اب اپنے قانون کی منظوری کے مطابق 300 آدمیوں[۲۳۰] کو لے کر تھرموپائلے آیا جنہیں اُس نے خود منتخب کیا تھا اور وہ سب افراد زندہ بیٹوں کے باپ تھے۔ راستے میں وہ تھیبس سے بھی فوجی لیتا آیا تھا جن کا تعداد میں پیچھے بتا چکا ہوں اور جو لیونتیادیس ابن یوری ماکس کی زیر قیادت تھے۔ اُس کے صرف اور صرف تھیبس سے فوجی لینے کی وجہ یہ تھی کہ اہل تھیبس میڈیوں کی جانب زبردست میلان رکھنے کے لیے مشتبہ تھے۔ چنانچہ لیونیداس نے انہیں اپنے ساتھ جنگ پر چلنے کو کہا تاکہ یہ دیکھ سکے کہ وہ انکار کرتے ہیں یا نہیں۔ تاہم انہوں نے بادل نخواستہ اپنے آدمی بھیج دیئے۔

206۔ لیونیداس کی ہمراہ فوج کو اہل سپارٹا نے مرکزی جتھے سے آگے بھیجا تاکہ حلیف انہیں دیکھ کر لڑنے کا حوصلہ کریں اور وہ میڈیوں کی طرف نہ جا سکیں کیونکہ قرین قیاس تھا کہ وہ سپارٹا کو اپنے پیچھے دیکھ کر ایسا کر سکتے ہیں۔ کارنیائی تیوہار[۲۳۱] منانے کے بعد اُن کا ارادہ تھا کہ ایک گیریژن کو سپارٹا میں ہی چھوڑ کر پوری قوت کے ساتھ فوج میں شامل ہونے جائیں۔ باقی کے حلیفوں نے بھی یہی کرنے کا ارادہ کیا تھا، کیونکہ اولیمپیائی تیوہار بھی عین اسی وقت پر آ گیا۔[۲۳۲] اُن میں سے کسی کو بھی تھرموپائلے میں ہونے والے مقابلے کا فیصلہ فوراً ہونے کی اُمید نہ تھی، جس پر وہ محض ایک ابتدائی دستہ بھیجنے پر ہی قانع ہو گئے۔ یہ تھے حلیفوں کے ارادے۔

207۔ تھرموپائلے کے مقام پر موجود یونانی افواج فارسی لشکر کو درے کے مدخل کے قریب آتے دیکھ کر خوفزدہ ہو گئیں اور پسپائی پر غور کرنے کے لیے ایک مجلس منعقد ہوئی۔ پیلوپونیسیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی بالعموم خواہش تھی کہ فوج واپس پیلوپونیسے میں چلی جائے اور وہاں خاکنائے (استھمس) کی حفاظت کرے۔ لیکن لیونیداس نے اس منصوبے پر فوکایوں اور لوکریوں کی خفگی کو دیکھ کر رائے دی کہ وہ جہاں موجود ہیں انہیں وہیں رہنا چاہیے جبکہ مختلف شہروں سے مدد مانگنے کے لیے سفیر روانہ کریں کیونکہ میڈیوں کے لشکر کا سامنا کرنے کے لیے اُن کی تعداد بہت کم تھی۔

208۔ ابھی یہ بحث جاری تھی کہ ذرکسیز نے ایک جاسوس کو یونانیوں کو دیکھنے اور پتہ چلانے کے لیے بھیجا کہ وہ کتنی تعداد میں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ تھیسالی سے باہر نکلنے سے پہلے اُس نے سنا تھا کہ اس جگہ پر چند ایک آدمی جمع تھے اور اُن کی قیادت ہیراکلیس کی نسل کے لیونیداس کے ماتحت بعض لیسیڈیمونی کر رہے تھے۔ گھڑسوار پڑاؤ تک گئے اور اُسے ڈھونڈا مگر وہ ساری فوج میں کہیں نظر نہ آیا: کیونکہ جو لوگ دیوار (جسے دوبارہ تعمیر کیا گیا تھا اور جو کڑے پہرے میں تھی) کی اگلی طرف تھے انہیں دیکھنا ممکن نہ تھا: لیکن جاسوس نے باہر والوں کو ہی دیکھا جو فصیل کے سامنے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ اتفاقاً اِس موقع پر بیرونی گارڈ میں لیسیڈیمونی تھے اور جاسوس نے انہیں دیکھ لیا۔۔۔ اُن میں بعض جمناسٹک کی مشقیں جبکہ کچھ اپنے لمبے بالوں میں کنگھا کر رہے تھے۔ اس پر جاسوس بہت حیران ہوا، لیکن اُس نے اُن کی تعداد گنی اور ہر چیز کو بالکل ٹھیک طور پر نوٹ کر لینے کے بعد چپکے سے گھوڑے پہ واپس چلا گیا۔ کسی نے اُس کا پیچھا نہ کیا اور نہ ہی اُسے کوئی توجہ دی۔ سو وہ واپس آیا اور ذرکسیز کو اپنا آنکھوں دیکھا حال کہہ سنایا۔

209۔ ذرکسیز کے پاس اس سچائی کی تصدیق کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا کہ اہل سپارٹا کر گذرنے یا مردانہ وار جان ہارنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔۔۔ لیکن اُن کا اِس قسم کے مشغلوں میں مصروف ہونا اُسے ایک مذاق لگا، اور اُس نے دیمارا تس ابن ارستون کو بلوایا جو ابھی تک لشکر میں ہی موجود تھا۔ دیمارا تس کے آنے پر ذرکسیز نے اُسے اپنی سُنی ہوئی ساری بات بتائی اور اُس کی رائے مانگی کیونکہ وہ اہل سپارٹا کے اس قسم کے رویہ کا مطلب سمجھنے کے لیے بے قرار تھا۔ تب دیمارا تس نے کہا۔۔۔

"اے بادشاہ! میں نے ان لوگوں کے بارے میں آپ کو کافی پہلے [۲۴۳] ہی بتا دیا تھا جبکہ ابھی ہم نے یونان پر چڑھائی کا آغاز ہی کیا تھا: تاہم آپ میری بات سُن کر صرف ہنس دیئے تھے۔ میں نے تمام موقعوں پر آپ سے سچ بات کہنے کی پوری کوشش کی ہے: اور اب اِسے ایک مرتبہ اور سُن لیں۔ یہ لوگ ہمارے ساتھ درے پر لڑنے آئے ہیں: اور اب اسی کی تیاری کر رہے ہیں۔ یہ اُن کا دستور ہے کہ جب انہوں نے اپنی زندگیاں داؤ پر لگائی ہوں تو اپنے سروں کو بڑی احتیاط سے سجاتے ہیں۔ [۲۴۴] تاہم، یقین رکھیں کہ اگر آپ یہاں موجود آدمیوں اور پیچھے سپارٹا میں ٹھہرے ہوئے لیسیڈیمونیوں کو شکست دے سکیں تو ساری دنیا میں کوئی بھی قوم ایسی نہ رہے گی جو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنے دفاع میں ہاتھ اُٹھانے کی ہمت کر سکے۔ اب آپ کا مقابلہ یونان میں پہلی بادشاہت' پہلے شہر اور بہادر ترین آدمیوں کے ساتھ ہے۔"

ذرکسیز نے دیماراتس کی بات پر یقین نہ کرتے ہوئے مزید پوچھا "ایک اس قدر چھوٹی سی فوج کے لیے میرے جیسے لشکر کا مقابلہ کرنا کیسے ممکن ہے؟"

دیماراتس نے جواب دیا' "اے بادشاہ! اگر معاملات میرے کہنے کے برعکس ہوں تو میرے ساتھ جھوٹوں والا سلوک کرنا۔"

210۔ لیکن ذرکسیز کچھ زیادہ قائل نہ ہوا۔ وہ اِس اُمید میں پورے چار دن تک انتظار کرتا رہا کہ یونانی بھاگ جائیں گے۔ تاہم' جب اُس نے انہیں پانچویں دن بھی وہیں دیکھا تو اُن کی ثابت قدمی کو محض بے پروائی اور عاقبت نااندیشی خیال کر کے غصے میں آ گیا' اور میڈیوں میں سِشیاؤں (Cissians) کو اِن احکامات کے ساتھ اُن کے خلاف بھیجا کہ انہیں زندہ لا کر پیش کریں۔ تب میڈی آگے بڑھے اور یونانیوں پر ٹوٹ پڑے' لیکن اُن کی بہت بڑی تعداد کھیت رہی: تاہم مقتولین کی جگہ دوسروں نے سنبھال لی اور انہوں نے شکست تو نہ کھائی مگر خوفناک نقصانات اُٹھائے۔ اِس طرح سب پر اور بالخصوص بادشاہ پر واضح ہو گیا کہ اُس کے پاس مقابلہ کرنے والے تو بہت سے لیکن جنگجو معدودے چند تھے۔ تاہم' میدان سارا دن گرم رہا۔

211۔ تب میڈی اِس سبق آموز سلوک کے بعد میدان جنگ سے واپس آ گئے: اور اُن کی جگہ ہائیدارنس کی زیر قیادت فارسیوں کے ایک جتھے نے لے لی جنہیں بادشاہ اپنے "لافانی"[۵۳۵] کہتا تھا: خیال کیا گیا کہ وہ جلد ہی کام پورا کر لیں گے۔ لیکن جب وہ یونانیوں کے ساتھ جنگ آزما ہوئے تو اُن کو بھی میڈیائی دستے کی نسبت کچھ زیادہ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔۔۔ نتائج بالکل پہلے جیسے رہے۔۔۔ دونوں افواج ایک تنگ جگہ پر برسرپیکار تھیں اور بربریوں کے نیزے یونانیوں کے نیزوں سے چھوٹے تھے اور انہیں اپنی زیادہ تعداد کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ لیسیڈیمونی ایک قابل ذکر انداز میں لڑے اور انہوں نے خود کو لڑنے میں اپنے دشمنوں سے زیادہ ماہر ثابت کیا۔ وہ اکثر اپنی پشت پھیر کر یوں ظاہر کرتے کہ جیسے فرار ہونے والے ہوں' جس پر بربری چیختے چلاتے ہوئے تیزی سے اُن کی جانب بڑھتے اور تب سپارٹائی گھوم کر اپنا پیچھا کرنے والوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے۔ اِس طریقہ سے انہوں نے بہت سے دشمنوں کو مار ڈالا۔ اِن لڑائیوں میں کچھ سپارٹائی بھی قتل ہوئے' لیکن معدودے چند۔ فارسیوں کو معلوم ہو گیا کہ درہ حاصل کرنے کی اُن کی تمام کوششیں بیکار رہیں' اور کسی بھی انداز میں حملہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ چنانچہ آخر کار وہ اپنے لشکر میں آ گئے۔

212۔ بتایا جاتا ہے کہ اِن لڑائیوں کو دور بیٹھ کر دیکھتا ہوا ذرکسیز تین مرتبہ اپنی فوج پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غصے کے عالم میں اپنی نشست سے اُچھلا۔

اگلے دن پھر مقابلہ ہوا، لیکن اب بھی بربریوں کو بہتر نتائج حاصل نہ ہو سکے۔ یونانیوں کی تعداد اتنی کم تھی کہ بربریوں نے توقع کی کہ اب وہ زخموں کے باعث مزید مزاحمت کرنے سے معذور ہوں گے; سو وہ ایک مرتبہ پھر حملہ آور ہوئے۔ لیکن یونانیوں نے اپنے شہروں کے مطابق خود کو دستوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور وہ باری باری لڑنے آتے تھے--- ماسوائے فوکایوں کے جنہیں راستے کی حفاظت کے لیے پہاڑ پر تعینات کیا گیا تھا۔ سو جب فارسیوں نے اُس روز بھی کوئی بہتر نتائج حاصل نہ کیے تو اپنے پڑاؤ میں واپس آ گئے۔

213۔ اب بادشاہ بہت پریشان تھا اور اُسے سمجھ نہ آتا تھا کہ اِس مشکل سے کیسے نمٹے۔ مالس کا ایک آدمی ایفی آلتیس ابن یوری دیمس اُس کے پاس آیا۔ ایفی آلتیس بادشاہ سے کوئی اعلیٰ انعام پانے کی اُمید میں اُسے راستے کے متعلق بتانے آیا تھا جو تھرموپائلے کے پہاڑ سے ہو کر گذرتا تھا; اس اخفاء کے ذریعہ اُس نے وہاں بربریوں کے منتظر یونانیوں کی تباہی کا سامان کیا۔ بعد ازاں یہ ایفی آلتیس لیسیڈیمونیوں کے خوف سے تھیسالی بھاگ گیا اور اپنی جلاوطنی کے دوران' پائلے کے مقام پر امفی کتایون کے ایک اجلاس میں پائلاگورے نے اُس کے سر کی قیمت مقرر کی۔ جب کچھ عرصہ بعد وہ وطن واپس آیا اور انیٹی کائرا میں گیا جہاں ٹراکس کے ایک باشندے اتھناد یس نے اُسے قتل کر دیا۔ اتھناد یس نے اُسے غداری کی بجائے ایک اور وجہ سے قتل کیا تھا جس کا ذکر میں اپنی تاریخ کے آخری حصہ میں کروں گا: تاہم لیسیڈیمونی اب بھی اُس کا احترام کرتے ہیں۔ تو یوں کافی عرصہ بعد ایفی آلتیس کا خاتمہ ہوا۔

214۔ اِس سے علاوہ ایک اور کہانی بھی بیان کی جاتی ہے جس پر مجھے قطعی یقین نہیں--- یعنی یہ کہ کارستس کے رہائشی اونیتاس ابن فاناغورث اور انیٹی کائرا کے ایک آدمی کوریڈالس نے اِس بارے میں بادشاہ سے بات کی تھی اور وہی فارسیوں کو پہاڑ کے پار لے کر گئے۔ آپ اِس حقیقت کو سامنے رکھ کر دونوں کہانیوں میں سے سچ کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یونانیوں کے ڈپٹیوں پائلاگورے--- جن کے پاس سچائی کا تعین کرنے کے بہترین ذرائع موجود ہوں گے--- نے اونیتاس اور کوریڈالس کی بجائے صرف ٹراکس کے ایفی آلتیس کے سر کی قیمت مقرر کی; نیز اِس وجہ سے ایفی آلتیس کا فرار ہونا بھی سچائی کی ایک بنیاد ہے۔ میں مانتا ہوں کہ اونیتاس اگرچہ ایک مالیائی نہیں تھا، لیکن اگر اُس نے ملک کے اُس حصے میں کافی وقت گزارہ تھا تو وہ راستے سے واقف ہوتا; لیکن چونکہ ایفی آلتیس ہی فارسیوں کو اُس طرف لے کر گیا تھا للہٰذا میں اُس کا نام ہی ریکارڈ کروں گا۔

215۔ اِس موقع پر زرکسیز بے انتہاء خوش تھا; اور اُس نے ایفی آلتیس کی مہم جوئی کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہایت پسند کرتے ہوئے فوراً اُس کی قیادت میں ہائیدارنس اور فارسیوں[۲۳۶] کا سفارتی وفد روانہ کیا۔ افواج تقریباً روشنیاں جلنے کے وقت پڑاؤ سے روانہ ہوئیں۔ جو راستہ انہوں نے اختیار کیا اُسے سب سے پہلے اِن علاقوں کے مالیاؤں نے دریافت کیا تھا جو کچھ ہی عرصہ بعد تھیسالیوں کو یہاں سے لے کر فوکایوں پر حملہ کرنے گئے تھے' اِس موقع پر فوکایوں نے راستے میں ایک دیوار[۲۳۷] کھڑی کرکے خود کو خطرے سے محفوظ کرلیا تھا۔ تب کے بعد ہمیشہ مالیائی اس راستے کا بُرے کاموں کے لیے استعمال کرتے رہے تھے۔

216۔ یہ راستہ مندرجہ ذیل انداز میں آگے بڑھتا ہے:۔۔۔ایسوپس جس مقام پر پہاڑیوں میں ایک درز میں سے نکلتا ہے[۲۳۸] وہاں سے شروع ہو کر یہ سلسلہ کوہ انوپیا (جس پر ایک انوپیا درہ بھی ہے) کے ساتھ ساتھ چلتا اور الپینس شہر پر ختم ہوتا ہے جو مالس سے آتے وقت پہلا لوکری شہر ہے۔ درہ اپنے اس انتہائی مقام پر باقی تمام مقامات سے زیادہ تنگ ہے۔

217۔ فارسیوں نے یہ راستہ اختیار کیا اور ایسوپس کو پار کرکے ساری رات چلتے رہے۔۔۔ اوٹا (Oeta) کے پہاڑ اُن کے دائیں ہاتھ جبکہ ٹراکس کے پہاڑ بائیں ہاتھ تھے۔ دن چڑھنے پر انہوں نے خود کو چوٹی کے قریب دیکھا۔ جیساکہ میں نے پیچھے کہا ہے[۲۳۹] پہاڑی پر ایک ہزار مسلح فوکایوں کا پہرہ تھا جنہیں درے کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اُن کے اپنے ملک کی حفاظت کے لیے وہاں تعینات کیا گیا تھا۔ انہیں پہاڑی درے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی جبکہ دیگر یونانی نیچے والے راستے کی حفاظت کر رہے تھے کیونکہ انہوں نے اپنی مرضی سے یہ کام اپنے ذمہ لیا تھا اور لیونیداس کو چوکی برقرار رکھنے کا ذمہ دار بنایا تھا۔

218۔ فارسیوں کی چڑھائی کے بارے میں فوکایوں کو حسب ذیل انداز میں علم ہوا:۔۔۔ اُن کی چڑھائی کے سارے عرصہ کے دوران یونانی بالکل بے خبر رہے کیونکہ سارا پہاڑ صنوبر کے جنگلوں سے ڈھکا ہوا تھا; لیکن ہوا بالکل ساکت تھی اور فارسیوں کے پیروں تلے آنے والے پتوں نے سرسراہٹ پیدا کی جس پر فوکائی اچھل کر کھڑے ہوئے اور اپنے اپنے ہتھیار اُٹھانے کے لیے دوڑے۔ لمحہ بھر میں بربری نظر آگئے اور آدمیوں کو ہتھیار سنبھالتے دیکھ کر بہت حیران ہوئے; کیونکہ انہیں دشمن کی جانب سے مخالفت کی کوئی توقع نہ تھی۔ اِس منظر کو دیکھ کر ہائیدارنس ٹھٹھکا اور اِس خوف سے کہ کہیں فوکائی لیسیڈیمونی نہ ہوں' ایفی آلتیس سے پوچھا کہ ان فوجوں کا تعلق کس ملک سے تھا۔ ایفی آلتیس نے اُسے سچ سچ بتادیا' جس پر اُس نے فارسیوں کو جنگ کے لیے صف آراء کیا۔ فوکائی اپنے اوپر تیروں کی بوچھاڑ ہونے پر اور خود کو فارسی حملے کا مرکزی معروض خیال کرتے ہوئے بھاگ کر فوراً پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے اور وہاں موت سے ملاقات کی پوری تیاری کرلی; لیکن ایفی آلتیس اور ہائیدارنس کے ساتھ فارسیوں نے فوکایوں کی خاطر تاخیر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنا مناسب نہ سمجھا اور آگے گذر کر ہر ممکن رفتار کے ساتھ پہاڑ سے نیچے اُترے۔
219۔ تھرموپائلے میں موجود یونانیوں کو تباہی کی پہلی خبرداری موصول ہوئی جو اُس صبح کو اُن پر نازل ہونا تھی۔ یہ انتباہ ایک مرتاض میگس تیاس [۲۴۰] نے کیا جس نے قربانی کے جانوروں میں اُن کی قسمت کا لکھا پڑھ لیا تھا۔ اِس کے بعد بھگوڑے آئے اور اپنے ساتھ یہ خبر لائے کہ فارسی پہاڑیوں کے گرد پیشقدمی کر رہے تھے؛ جب یہ لوگ پہنچے تو ابھی رات ہی تھی۔ سب سے آخر میں پہاڑیوں کی چوٹیوں پر تعینات جاسوس بھی یو پھٹے بالکل یہی خبر لے کر بھاگتے ہوئے نیچے آئے۔ تب یونانیوں نے آئندہ حکمت عملی طے کرنے کے لیے باہم مشورہ کیا اور اِس موقع پر آراء میں اختلاف پیدا ہو گیا: بعض اپنی چوکیاں چھوڑنے کے شدید مخالف تھے، جبکہ دیگر اس کے برعکس اصرار کر رہے تھے۔ سو جب اجلاس ختم ہوا تو کچھ دستے علیحدہ ہو کر واپس مختلف ریاستوں میں اپنے گھروں کو چل دیئے؛ تاہم باقیوں نے وہیں رہنے اور آخری دم تک لیونیداس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔
220۔ کہا جاتا ہے کہ لیونیداس نے جانے والے دستوں کو خود روانہ کیا تھا، کیونکہ اُسے اُن کی حفاظت کی فکر تھی۔ لیکن اُس نے یہ بات غیر مناسب سمجھی کہ وہ خود یا اُس کے سپارٹائی اپنے ذمہ لگائی گئی چوکی کو چھوڑ دیں۔ میں بذات خود یہ سوچنے پر مائل ہوں کہ لیونیداس نے ہی یہ حکم دیا، کیونکہ اُس نے اپنے حلیفوں کو خوفزدہ اور پیش آمدہ خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے متذبذب پایا تھا۔ چنانچہ اُس نے انہیں واپس جانے کا حکم دیا، لیکن کہا کہ وہ خود باعزت طور پر پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا؛ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ وہیں ٹھہرا رہا تو رفعت و شہرت اُس کی منتظر ہے اور ایسی صورت میں سپارٹا اپنی خوشحالی سے محروم نہ ہو گا کیونکہ جنگ کے عین آغاز پر جب اہل سپارٹا نے اس بارے میں استخارہ کروایا تو انہیں کاہنہ کی جانب سے جواب موصول ہوا تھا کہ "یا تو سپارٹا بربریوں کے ہاتھوں شکست کھا جائے گا، یا اُس کے بادشاہوں میں سے ایک کو مرنا ہو گا۔" پیشگوئی بحر مسدس میں یوں تھی:۔۔۔

اے وسیع لیسیڈیمون کی گلیوں میں رہنے والے آدمیو!
یا تو تمہارا پر جلال شہر پرسیئس کے بچوں کے ہاتھوں تباہ ہو گا،
یا اس کے بدلے میں سارے لاکونی ملک میں تمہیں عظیم
ہیراکلیس کی اولاد میں سے ایک کے نقصان پر سوگ منانا پڑے گا۔
وہ سانڈوں یا شیروں کی ہمت کا مقابلہ نہیں کر سکتا،
چاہے وہ جتنی بھی کوشش کر لیں؛ وہ جو و جیسا طاقتور ہے، اُس کے پاس کوئی بھی نہ ٹھہرے گا،

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب تک کہ وہ تمہارے بادشاہ یا تمہارے پر جلال شہر کو شکار نہ کر لے۔
میرے خیال میں اِس جواب کی یاد گیری اور اہل سپارٹا کے لیے تمام شان و شوکت محفوظ کرنے کی خواہش میں ہی لیونیداس نے اپنے حلیفوں کو بھیج دیا تھا۔ یہ اس سے زیادہ قرین قیاس تھا کہ وہ اس کے ساتھ لڑتے اور اس قدر ہنگامہ کر کے واپس جاتے۔

221۔ مجھے یہ اِس نظریہ کی حمایت میں کوئی چھوٹی دلیل نہیں لگتی کہ فوج کے ہمراہ آئے ہوئے اکارنانی غیب دان میگس تیاس --- جسے میلامپس [۲۴۱] کی نسل سے بتایا جاتا تھا اور جس نے قربانی کے جانوروں کا مشاہدہ کر کے یونانیوں کو لاحق خطرے سے خبردار کیا تھا--- کو بھی واپس جانے کا حکم ملا اور وہ یقینی طور پر تباہی سے بچنے کے لیے واپس چلا گیا۔ تاہم میگس تیاس نے واپسی کا حکم ملنے کے باوجود جانے سے انکار کیا اور فوج کے ساتھ ہی ٹھہرا رہا؛ لیکن وہاں اُس کا اکلوتا بیٹا موجود تھا جسے اس نے بھجوا دیا۔

222۔ سو جب لیونیداس نے اپنے حلیفوں کو واپس جانے کا حکم دیا تو انہوں نے فوراً تعمیل کی اور چلے گئے۔ اہل سپارٹا کے ساتھ صرف اہل تھیسپیا اور اہل تھیبس رہ گئے؛ اور ان میں سے موخرالذکر کو لیونیداس نے اُن کی مرضی کے برخلاف یرغمالیوں کے طور پر رکھا۔ اس کے برعکس اہل تھیسپیا اپنی مرضی سے ٹھہرے، واپس جانے سے انکار کیا اور اعلان کیا کہ وہ لیونیداس اور اُس کے ساتھیوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ سو انہوں نے اہل سپارٹا کا ساتھ دیا اور اُن کے ساتھ ہی مرے۔ اُن کا قائد ڈیموفیلس ابن ڈیاڈومس تھا۔

223۔ سورج چڑھنے پر زرکسیز نے نذریں چڑھائیں اور پھر اُس وقت کا انتظار کیا جب فورم بھر جایا کرتا تھا؛ اور تب پیشقدمی شروع کی۔ ایفی آلتیس نے اُسے یہی ہدایت دی تھی، کیونکہ پہاڑ سے اُترائی تیز رفتار تھی اور راستہ مختصر، بہ نسبت پہاڑیوں کے گرد گھوم کر جانے والے راستے اور چڑھائی سے۔ سو زرکسیز کے ماتحت بربری نزدیک تر ہونے لگے؛ اور لیونیداس کے ماتحت یونانی مرجانے کا فیصلہ کر کے گذشتہ دن سے زیادہ آگے آئے، حتیٰ کہ وہ درے کے زیادہ کھلے حصے میں پہنچ گئے۔ یہاں سے انہوں نے دیوار کی اندرونی طرف قیام کیا اور یہاں سے اُس جگہ پر لڑنے گئے تھے جہاں درہ تنگ ترین تھا۔ اب انہوں نے گھاٹی سے پرے جنگ شروع کی اور بربریوں کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ اُن کے پیچھے دستوں کے سالار کوڑوں سے مسلح ہو کر اپنے آدمیوں کو آگے بڑھنے پر مجبور کر رہے تھے۔ بہت سے نیچے سمندر میں گر کر مر گئے، اُن سے بھی زیادہ تعداد میں فوجی اپنے ہی لشکر کے پیروں تلے آ کر مر گئے۔ کسی نے مرتے ہوؤں پر توجہ نہ کی۔ کیونکہ اپنے تحفظ سے بے پروا یونانیوں کو معلوم تھا کہ اگر پہاڑ کو پار کر لیا گیا تو اُن کی موت ہاتھ بھر کے فاصلے پر رہ جائے گی، لہٰذا انہوں نے بربریوں کے خلاف نہایت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غضبناک جوش و جذبے کا مظاہرہ کیا۔

224۔ اِس وقت تک زیادہ تر کے نیزے ٹوٹ گئے تھے اور وہ اپنی تلواریں لے کر فارسیوں کی صفوں میں گھس گئے' اور جب وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے تو لیونیداس جرات مندانہ انداز میں لڑتا ہوا مارا گیا' اور اُس کے ساتھ ہی متعدد دیگر مشہور سپارٹائی بھی' جن کے ناموں کو یاد کرنے میں میں نے بہت احتیاط کی۔ دوسری طرف فارسیوں کے بھی بہت سے سرکردہ آدمی مارے گئے جن میں داریوش کے دو بیٹے ابیروکومیس اور ہاپُراتھس بھی شامل تھے: یہ دونوں ارتانیس کی بیٹی فراتاگیونے کے بطن سے تھے۔ ارتانیس داریوش کا بھائی اور ہستاسپس ابن ارسامیس کا بیٹا تھا؛ اور جب اُس نے بادشاہ کو اپنی بیٹی کا رشتہ دیا تو اُسے بھی اپنی نسل کا وارث بنالیا کیونکہ فراتاگیونے اُس کی اکلوتی بیٹی تھی۔

225۔ چنانچہ زرکسیز کے دو بھائی لڑتے ہوئے مارے گئے اور اب لیونیداس کی لاش کے لیے فارسیوں اور لیسیڈیمونیوں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا۔۔۔ یونانیوں نے اِس جدوجہد میں دشمن کو چار مرتبہ کھدیڑا اور انجام کار نہایت بہادری کا مظاہرہ کرکے لاش لانے میں کامیاب ہوگئے۔ ابھی یہ مقابلہ بمشکل ختم ہوا تھا کہ فارسی ایفی آلتیس کے ہمراہ آن پہنچے: اور یونانیوں نے اُن کے قریب آنے کی خبر ملنے پر اپنی لڑائی کا انداز تبدیل کیا۔ انہوں نے درے کے تنگ ترین حصے کی جانب پسپائی اختیار کرکے اور حتیٰ کہ آڑی دیوار سے بھی پیچھے جاتے ہوئے ایک چھوٹی پہاڑی پر مورچہ سنبھالا' جہاں وہ سب' ماسوائے اہلِ تھیسس کے' قریب قریب ہوکر ایک جماعت کی صورت میں کھڑے ہوگئے۔ یہ چھوٹی پہاڑی یا ٹیلہ آبناؤں کے مدخل پر ہے جہاں اب لیونیداس [۲۴۲] کے اعزاز میں نصب کیا گیا پتھر کا شیر کھڑا ہے۔ یہاں اُنہوں نے آخری دم تک اپنا دفاع کیا۔۔۔ تلوار والوں نے تلواروں کے ساتھ اور باقیوں نے ہاتھوں اور دانتوں سے: یہاں تک کہ کچھ بربریوں نے دیوار کو توڑ کر اُن پر سامنے سے حملہ کیا اور کچھ نے اوپر سے چکر لگا کر انہیں گھیرے میں لے لیا اور ہتھیاروں کی بارش کرکے بچے کھچے یونانیوں کو مار ڈالا۔۔

226۔ یوں لیسیڈیمونیوں اور تھیسپیوں کے سارے دستے نے جرات و بہادری کا مظاہرہ کیا: لیکن اس کے باوجود کہا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے خود کو باقی سب سے ممتاز کرلیا تھا۔۔۔ یعنی سپارٹائی دیانی سیز۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے یونانیوں کو اُس کا ایک خطاب ریکارڈ پر موجود ہے۔ ایک ٹرا کینی نے اُسے بتایا' "بربریوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ جب وہ اپنے تیر چلاتے ہیں تو آسمان تاریک پڑجاتا ہے۔" دیانی سیز نے اِس بات سے ذرہ بھی خوفزدہ ہوئے بغیر اور میڈیوں کی گنتی کی پروانہ کرتے ہوئے جواب دیا' "ہمارا ٹرا کینی دوست ہمارے پاس ایک زبردست خبر لایا ہے۔ اگر میڈی آسمان کو تاریک کردیتے ہیں تو ہم سائے میں لڑیں گے۔" بتایا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاتا ہے کہ اُس سے منسوب کردہ اِسی قسم کے اور اقوال بھی ریکارڈ میں موجود ہیں۔

227۔ اُس کے بعد دو لیسیڈیمونی بھائیوں نے دلیری دکھا کر خود کو مشہور کیا: اُن کے نام ایلفیئس اور مارو تھے اور وہ اوبیفانٹس کے بیٹے تھے۔ ایک اور تھیسپیائی بھی تھا جس نے اپنے تمام ہم وطنوں سے زیادہ شہرت کمائی: وہ دتھیرامبس ابن ہرماتیداس تھا۔

228۔ مقتولین جہاں گرے تھے وہیں دفن کیے گئے: اور اُن کے اعزاز میں' نیز اُن کے اعزاز میں بھی جو حلیفوں کی (لیونیداس کے حکم پر) واپسی سے پہلے مرے تھے 'ایک تحریر کندہ کی گئی' جو یوں تھی:۔۔۔

یہاں پیلوپس سے چار ہزار آدمی آئے اور [۲۴۳]
تین سو جتھوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔

یہ سب کے اعزاز میں تھا۔ ایک اور تحریر صرف سپارٹا والوں کے لیے تھی:۔۔۔

او مسافر' لیسیڈیمون جا کر انہیں بتاؤ
کہ ہم یہاں اُن کے حکم کی تعمیل میں لڑ مرے ہیں۔ [۲۴۴]

یہ لیسیڈیمونیوں کے لیے تھا۔ غیب دان کے لیے مندرجہ ذیل تھا:۔۔۔

عظیم میجس تیاس کا مقبرہ آپ یہاں دیکھ سکتے ہیں'
جسے میڈیوں نے قتل کیا ہے۔
دانا غیب دان اپنی موت کو پہلے سے جانتا تھا'
مگر اُس نے اپنے سپارٹائی آقاؤں سے منہ موڑنا قابل حقارت جانا۔

یہ کندہ تحریریں اور ستونوں کو ایمفی کٹایوں نے نصب کروایا۔۔۔ ماسوائے میجس تیاس والی تحریر کے جسے سیمونیدیس ابن لیوپریپس [۲۴۵] نے اپنی حلفیہ دوستی کی بناء پر اُس کے لیے کندہ کروایا تھا۔

229۔ کہا جاتا ہے کہ ارستودیمس اور یوریتس کے تین سو میں سے دو آدمیوں کو آنکھوں کی ایک بیماری لگ جانے پر لیونیداس نے انہیں پڑاؤ سے نکل جانے کا حکم دیا تھا۔ اِن دو آدمیوں نے زندہ سپارٹا واپس جانے کا سوچا ہو گا: یا اگر وہ واپس جانا نہ چاہتے تو دونوں میدان جنگ میں آ کر اپنے ہم وطنوں کے ساتھ مر سکتے تھے۔ لیکن اِس وقت دونوں راہیں کھلی تھیں اور انہوں نے متضاد راہیں اختیار کیں۔ یوریتس نے جونہی سنا کہ فارسی پہاڑ کا چکر کاٹ آئے تھے' تو اُس نے فوراً اپنی زرہ منگوائی اور اُسے پہن کر اپنے غلام [۲۴۶] کو حکم دیا کہ اُسے اُس جگہ پر لے جائے جہاں اُس کے دوست لڑ رہے تھے۔ غلام نے ایسا ہی کیا اور پھر پلٹ کر بھاگ گیا: لیکن یوریتس میدان کارزار میں کودا اور جان ہار گیا۔ دوسری طرف ارستودیمس کم ہمت تھا اور وہ الپینی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی رہا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ صرف ارستودیمس بیمار ہوا اور واپس گیا تھا' یا اگر دونوں ہی اکٹھے واپس آ گئے تھے تو اہل سپارٹا مطمئن اور خطرے سے آزاد ہو گئے ہوں گے؛ لیکن جب دو آدمیوں کے پاس ایک ہی بہانہ تھا' اور ایک نے زندگی کو سینے سے لگا لیا جبکہ دوسرا اُسے ہار گیا' تو ایسی صورت میں وہ اول الذکر سے سخت برہم ہوئے ہوں گے۔

230۔ ارستودیمس کے فرار کے بارے میں کچھ دیگر لوگوں کا بیان ہے کہ فوج نے اُسے اور ایک اور شخص کو پیغام دے کر روانہ کیا تھا؛ اور وہ بروقت واپس آ سکتا تھا لیکن جان بوجھ کر اِدھر اُدھر گھومتا رہا؛ یوں وہ بچ گیا' جبکہ اُس کا ساتھی بروقت واپس آیا اور جنگ میں مارا گیا۔

231۔ جب ارستودیمس لیسیڈیمون واپس آیا تو لعنت و ملامت اُس کی منتظر تھیں؛ اُسے اتنا بے عزت کیا گیا کہ کوئی سپارٹائی اُسے اپنی آگ روشن کرنے کے لیے شعلہ بھی نہ دیتا اور نہ ہی اُس سے ایک لفظ تک بولتا؛ سب اُسے "ڈرپوک" کہتے تھے۔ تاہم' اُس نے بعد ازاں پلیٹیا کی جنگ[۲۴۳] میں اپنی ندامت کا داغ دھو دیا۔

232۔ بتایا جاتا ہے اِن تین سو میں سے ایک اور آدمی پانتی تیس بھی بچ گیا تھا جسے لیونیداس نے سفیر بنا کر تھیسالی روانہ کیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اُس نے واپس سپارٹا آ کر خود کو اس قدر بے توقیر پایا کہ گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کر لی۔

233۔ لیونتیادیس کے ماتحت تھیبی یونانیوں کے ساتھ ہی رہے اور صرف اُتنی دیر تک بربریوں کے خلاف لڑے جب تک انہیں مجبور کیا گیا۔ جونہی انہوں نے فارسیوں کو فتح مند ہوتے ہوئے اور لیونیداس کے ماتحت یونانیوں کو پوری رفتار کے ساتھ چھوٹی پہاڑی کی جانب بھاگتے دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو چھوڑ دیا اور ہاتھ اُٹھا کر بربریوں کی جانب چلے' اور اُن سے کہا۔۔۔ جو سچ بھی ہے۔۔۔ "ہم میڈیوں کے خیر خواہ ہیں اور بادشاہ کو سب سے پہلے ہم نے مٹی اور پانی (جزیہ) دیا تھا؛ ہمیں جبراً تھرموپائلے لایا گیا؛ اس لیے ہم بادشاہ کی فوج کے مقتولین کے ذمہ دار نہیں ہیں۔" اہل تھیسالی نے اِن الفاظ کی صداقت کی تصدیق کر دی اور تھیبیوں کی جان بخشی ہو گئی۔ تاہم' اُن کی خوش قسمتی نقصان سے قطعی مبرا نہ تھی؛ کیونکہ شروع میں جب وہ بربریوں کے پاس ہاتھ اُٹھا کر گئے تو بربریوں نے انہیں قتل کر دیا؛ اور باقی کی زیادہ بڑی تعداد کے جسموں پر زرکسیز کے حکم سے شاہی نشان ثبت کیا گیا۔۔۔ یہ سلوک سب سے پہلے اُن کے قائد لیونتیادیس کے ساتھ ہوا۔ اِس آدمی کے بیٹے یوری ماکس کو بعد میں اہل پلیٹیا نے اُس وقت مار ڈالا تھا جب وہ 400 تھیبیوں کے ہمراہ آ کر شہر پر قابض ہو گیا تھا۔

234۔ یہ تھا تھرموپائلے کے مقام پر یونانیوں کے لڑنے کا بیان۔ لڑائی ختم ہونے پر زرکسیز نے دیماراتس کو بلوایا اور پوچھا:۔۔۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"دیمارالتس تم ایک قابل قدر آدمی ہو: تمہاری سچ گوئی اِس کا ثبوت ہے- سب کچھ ویسا ہی ہوا جیسا کہ تم نے پیشگوئی کی تھی- تو اب مجھے بتاؤ کہ کتنے لیسیڈیمونی باقی رہ گئے ہیں اور اُن میں سے کتنے اِن جیسے بہادر سُورما ہیں؟ یا وہ سب کے سب ایسے ہیں؟"

دیمارالتس نے جواب دیا' "اے بادشاہ' لیسیڈیمونیوں کی کل تعداد تو بہت زیادہ ہے: اور وہ متعدد شہروں میں رہتے ہیں- لیکن میں آپ کو وہ بتاتا ہوں جسے آپ واقعی جاننے کے خواہش مند ہیں- لیسیڈیمونیوں میں سپارٹا نامی ایک شہر ہے جہاں تقریباً آٹھ ہزار جوان آدمی آباد ہیں- وہ سب کے سب اِن کے ہم پلہ ہیں جن کے ساتھ ہم یہاں لڑے ہیں- دیگر لیسیڈیمونی' بہادر آدمی تو ہیں لیکن اِن جیسے جنگجو نہیں-"

زرکسیز پھر بولا' "دیمارالتس' اب مجھے بتاؤ کہ ہم کم از کم تکلیف اُٹھا کر ان آدمیوں کو کیسے مغلوب کر سکتے ہیں- تم اُن کی تمام تدبیروں سے بخوبی واقف ہو گے' کیونکہ کبھی تم اُن کے بادشاہ تھے-"

235- تب دیمارالتس نے جواب دیا--- "اے بادشاہ' چونکہ آپ میری رائے جاننے کے اِس قدر مشتاق ہیں' اس لیے مناسب یہی ہے کہ میں آپ کو اپنی طرف سے بہترین مشورہ دوں- اپنے بحری بیڑے سے تین سو جہازوں کو الگ کر کے لاکونیا کے ساحلوں پر حملہ کرنے کے لیے بھیج دیں- اُن علاقوں میں ایک سِتھیرا نامی جزیرہ ہے جس کے بارے میں ہمارے عقلمند ترین آدمی [۲۴۸] چیلون نے کہا تھا کہ اگر یہ سمندر کی تہہ میں ڈوب جاتا تو سپارٹا کو بہت فائدہ ہوتا--- کیونکہ اُسے توقع تھی کہ یہ ایک ایسے ہی منصوبے کا موقع فراہم کرے گا جس کی تجویز میں دے رہا ہوں- میرے کہنے کے مطلب یہ نہیں کہ وہ یونان پر حملے کا پیشگی علم رکھتا تھا' بلکہ در حقیقت اُسے تمام جنگی تیاریوں کا خدشہ تھا- چنانچہ آپ اپنے جہازوں کو اِس جزیرے کی طرف بھیج کر اہل سپارٹا کو دہشت زدہ کر دیں- اگر ایک دفعہ انہیں اپنے دروازوں کے قریب لڑنا پڑ گیا تو اُن کا بری جنگ میں مصروف یونانیوں کو مدد دینے کا خوف نہیں رہے گا- اِس طریقہ سے سارا یونان مطیع ہو جائے گا اور سپارٹا تنہاء رہ جانے پر بے وقعت ہو جائے گا- لیکن اگر آپ یہ مشورہ ماننے کو تیار نہیں تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کیا صورتحال پیش آئے گی- پیلوپونیسے میں آنے پر آپ ایک زمین کی تپلی سی گردن دیکھیں گے جہاں آپ کے خلاف متحد پیلوپونیسیائی جمع ہوں گے: اور وہاں آپ کو اپنی دیکھی ہوئی تمام جنگوں سے زیادہ خونریز جنگ لڑنا ہوگی- تاہم' اگر آپ میرے مشورے کے مطابق عمل کریں تو پیلوپونیسے کے شہر جنگ کیے بغیر آپ کے مطیع ہو جائیں گے-"

236- موقع پر موجود اکیمینیز نے اپنی رائے دی--- وہ زرکسیز کا بھائی تھا' اور بحری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیڑے کا سالار ہونے کی حیثیت سے اُسے خوف تھا کہ کہیں زرکسیز دیماراتس کی تجویز پر عمل کرنے کا فیصلہ نہ کرلے۔۔۔ لہٰذا اُس نے کہا۔۔۔

"اے بادشاہ' میرے خیال میں آپ ایک ایسے آدمی کی بات غور سے سُن رہے ہیں جو آپ کی خوش بختی سے حسد کرتا ہے اور آپ کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔ یہ درحقیقت یونانی لوگوں کا مشترکہ مزاج ہے۔۔۔ وہ خوش بختی سے جلتے اور اپنے سے زیادہ بڑی طاقت سے نفرت کرتے ہیں۔ اگر ان صورت حالات میں' جبکہ ہم طوفان میں اپنے 400 جہازوں کا نقصان کر چکے ہیں' [۲۴۹] مزید تین سو جہازوں کو پیلوپونیسے کے گرد بحرپیائی کے لیے بھیج دیا گیا تو دشمن ہمارا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ لیکن ہم اپنے سارے بیڑے کو اکٹھا ہی رکھیں تو حملہ کرنے کی جرات کرنا اُن کے لیے خطرناک ہوگا کیونکہ وہ ہمارے ہم پلہ نہیں ہوں گے۔ اِس کے علاوہ' ہماری بری اور بحری افواج ایک ساتھ آگے بڑھیں تو وہ ایک دوسری کی مدد کر سکتی ہیں؛ لیکن اگر وہ جدا ہو گئیں تو نہ بحری بیڑہ بری فوج کی مدد کر سکے گا اور نہ بری فوج بیڑے کی۔ اپنے معاملات پر اچھی طرح غور کر کے احکامات جاری کریں اور دشمن کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے کی زحمت میں نہ پڑیں۔۔۔ کہ وہ کہاں لڑیں گے' یا وہ کیا کریں گے' یا اُن کی تعداد کتنی ہے! یقیناً وہ ہمارے بغیر ہی اپنے معاملات نمٹا سکتے ہیں' جیسا کہ ہم اُن کے بغیر اپنے۔ اگر لیسیڈیمونی فارسیوں کے خلاف جنگ کرنے باہر آئے تو اُن کا انجام وہی ہوگا جو یہاں ہوا ہے۔"

237۔ زرکسیز نے جواب دیا۔۔۔ "اکیمینیز' تمہارے مشورے نے مجھے خوش کیا ہے اور میں تمہارے کہنے کے مطابق ہی عمل کروں گا۔ لیکن دیماراتس نے وہی مشورہ دیا جو اُس کے خیال میں بہترین تھا۔۔۔ بس اُس کی رائے اتنی اچھی نہیں جتنی کہ تمہاری ہے۔ میں ہرگز یہ یقین نہیں کروں گا کہ اُس نے میری بھلائی نہیں چاہی' کیونکہ یہ بات اُس کے سابق مشوروں سے ثابت شدہ ہے اور صورتحالات سے بھی۔ ایک شہری یقینی طور پر اپنے سے زیادہ خوش قسمت ساتھی شہری پر رشک کرتا ہے' اور اکثر دل ہی دل میں اُس سے نفرت بھی کرنے لگتا ہے: اگر اِس قسم کے آدمی سے مشورہ مانگا جائے تو وہ اپنے بہترین خیالات ظاہر نہیں کرے گا' بشرطیکہ وہ نہایت ایماندار نہ ہو؛ اور نہایت ایماندار لوگ شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔ لیکن کسی غیر ملک کا دوست اپنے غیر ملکی سچے دوست کی خوش قسمتی پر شاداں و نازاں ہوتا ہے اور ضرورت پڑنے پر بہترین مشورہ دیتا ہے۔ چنانچہ میں سب آدمیوں کو انتباہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد دیماراتس کے متعلق بدگوئی سے احتراز کریں کیونکہ وہ میرا سچا دوست ہے۔"

238۔ یہ کہہ کر زرکسیز مقتولین کے درمیان سے گزرا؛ اور لیونیداس کی لاش ڈھونڈ کر۔۔۔ جس کے متعلق اسے معلوم تھا کہ وہ لیسیڈیمونی بادشاہ اور سپہ سالار ہے۔۔۔ سر کاٹنے اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دھڑ کو ایک صلیب پر باندھنے کا حکم دیا۔ اِس سے مجھ پر نہایت واضح انداز میں ثابت ہو جاتا ہے کہ --- جو اور بھی متعدد حوالوں سے ظاہر ہے --- بادشاہ زرکسیز لیونید اس کے ساتھ (جب وہ ابھی زندہ تھا) اپنے کسی بھی دوسرے فانی کی نسبت کہیں زیادہ ناراض تھا۔ ورنہ وہ اُس کی لاش کے ساتھ ایسا شرمناک سلوک نہ کرتا۔ کیونکہ اہل فارس لڑائی میں شجاعت کا مظاہرہ کرنے والوں کے ساتھ کسی بھی دوسری قوم سے زیادہ باعزت سلوک کیا کرتے ہیں۔ تاہم' بادشاہ کے حکم پر عمل کیا گیا۔

239۔ اب میں اپنی تاریخ کے اصل موضوع کی طرف آتا ہوں جو اِس وقت ادھورا چھوڑا رکھا ہے۔ لیسیڈیمونی اولین یونانی تھے جنہوں نے اپنے ملک کے خلاف بادشاہ کا منصوبہ سنا: اور اِسی موقع پر انہوں نے ڈیلفی کے دارالاستخارہ سے رجوع کیا: انہیں ملنے والے جواب کے متعلق میں نے کچھ صفحات پیشتر[۲۵۰] بات کی ہے۔ اُن پر یہ انکشاف ایک عجیب انداز میں ہوا۔ دیمارالتس ابن ارستون میڈیوں کے پاس پناہ لینے کے بعد میرے خیال میں --- جس کا امکان موجود ہے --- لیسیڈیمونیوں کا خیر خواہ نہیں رہا تھا۔ چنانچہ یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ جس چیز کا میں ذکر کرنے والا ہوں وہ اُس نے نیک نیتی کے تحت کی یا فتح کے غرور میں۔ ہوا یوں کہ جب زرکسیز نے یونان پر چڑھائی کا فیصلہ کیا تو دیمارالتس سوسا میں ہی موجود تھا: اور یوں اُس کے منصوبے سے آگاہ ہو کر اُس نے سپارٹا کو اِس خبر سے آگاہ کرنے کا عزم کیا۔ چونکہ اِس مقصد کی تکمیل کا اور کوئی طریقہ نہ تھا اور پکڑ لیے جانے کا خطرہ عظیم تھا' اس لیے دیمارالتس نے مندرجہ ذیل ترکیب سوچی۔ اُس نے دو لوحیں لیں اور اُن پر سے موم صاف کر کے لکڑی پر بادشاہ کے ارادوں کا حال لکھ دیا: پھر اُس نے تحریر کے اوپر دوبارہ موم پھیلایا اور اُنہیں سپارٹا بھیج دیا۔ اِس طرح سڑکوں پر تعینات گارڈز نے انہیں خالی لوحیں سمجھ کر لوح بردار کو کوئی تکلیف نہ دی۔ جب لوحیں لیسیڈیمون پہنچیں تو میرے خیال میں کوئی بھی شخص راز نہ جان پایا' حتیٰ کہ کلیومینیس کی بیٹی اور لیونید اس کی بیوی گورگو نے اِس کا پتہ چلایا اور دوسروں کو آگاہ کیا۔ گورگو نے کہا' "اگر آپ لوح کے اوپر سے موم کھرچ دیں تو یقیناً لکڑی پر کچھ لکھا ہوا ملے گا۔" لیسیڈیمونیوں نے اُس کے مشورے پر عمل کیا اور تحریر کو پڑھنے[۲۵۱] کے بعد دیگر یونانیوں کے پاس بھی بھیجا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حواشی
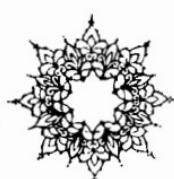
۱۔ دیکھیے پانچویں کتاب، جُز 100 تا 120۔
۲۔ یعنی 487 قبل مسیح۔
۳۔ غالباً مصر کی بغاوت یونانیوں کی کارگذاری کا نتیجہ تھی۔
۴۔ پہلی کتاب (جُز 208) میں 'میساگیتے کے خلاف سائرس کی مہم کے حوالے سے اس دستور کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔
۵۔ یہ غالباً واحد "حق" تھا جس پر زرکسیز کے دعویٰ کا دارومدار تھا۔ زرکسیز سائرس کا خون تھا، جبکہ ارتابازنیس نہیں۔
۶۔ دیکھیے چھٹی کتاب، جُز 70۔
۷۔ اگرچہ داریوش کی متعدد بیویاں تھیں (دیکھیے تیسری کتاب، جُز 88) مگر غالباً اس کی ملکہ صرف ایک یعنی ایٹوسا تھی۔ حرم میں یہی اصول ہوتا ہے، اور یقیناً فارسی دربار میں بھی یہی رواج تھا۔
۸۔ یعنی 486 قبل مسیح میں۔
۹۔ اور فیئس میوزئس کا نام عموماً اکٹھا آتا ہے۔ دونوں ہی کے متعلق بمشکل کچھ معلوم ہے۔ یقینی طور پر شاید یہی کہا جا سکتا ہے کہ قدیم سمجھی جانے والی نظمیں 520 ق م میں بھی اُس کے نام سے منسوب تھیں (Campbell کی "یونانی ادب میں مذہب" ص 54۔245)۔
۱۰۔ ہرمیونے کا لاسس ایک اعلیٰ شہرت یافتہ شاعر تھا۔ اُسے پنداِر کا معلم بتایا جاتا ہے۔
۱۱۔ یعنی 485 قبل مسیح۔
۱۲۔ ان تقاریر کی تاریخی اہمیت تیسری کتاب میں سازشیوں کی تقاریر سے بمشکل ہی کچھ زیادہ ہے۔ تاہم، انہیں جنگ پر منتج ہونے والے حالات کے بارے میں یونانی کے ساتھ ساتھ فارسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خیالات کی تجسیم بھی سمجھنا چاہیے۔ بادشاہی کے لیے مشرقی احترام زرکسیز کو تمام الزام سے بری کرتا ہے۔

۱۳ دیکھیے پانچویں کتاب، جُز 100 تا 102۔

۱۴ یورپی یونانیوں کے لیے اصطلاح "ایونیائی" کا یہ استعمال اتفاقی نہیں، بلکہ مشرقی انداز ہائے تقریر میں مخصوص ہے اور یہ ہیروڈوٹس کو چھوٹی چھوٹی تفصیلات کے بارے میں مشتاق ظاہر کرتا ہے۔ یہاں "دو" ایونیاؤں کا ذکر ہے جن میں سے ایک واضح طور پر ایشیائی اور دوسرا یورپی یونانی ہے۔

۱۵ بدیہی طور پر ماردونیئس کی مراد یورپ کے سیتھیوں سے ہے جنہیں اُس نے داریوش کی مہم کے باعث اطاعت شعار پیش کیا۔

۱۶ دیکھیے چوتھی کتاب، جُز 83۔

۱۷ دیکھیے چوتھی کتاب، جُز 133، اور 136 تا 139۔

۱۸ داریوش نے بیہتسون کی چٹانوں پر اپنا جو شجرۂ نسب کھدوایا تھا وہ زرکسیز اور اکیامینیز کے درمیان کی پشتوں کی تعداد کا قطعی تعین اور یہاں مذکور تفصیل کو "ثابت" کرتا ہے، کہ سائرس اور کیمبائسس کے نام داریوش والی لڑی سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ زرکسیز نے انھیں اپنی ماں ایٹوسا بنت سائرس کے حوالے سے آباء واجداد کی فہرست میں شامل کر لیا۔

۱۹ یہاں زرکسیز ارتابانس کی تقریر کے ابتدائی حصے اور اُس میں بیان کیے گئے خطرات کی جانب اشارہ کر رہا ہے (جُز 10، ذیلی جز 3-1)۔

۲۰ ہیروڈوٹس اپنی تاریخ کے آغاز میں ہمیں بتاتا ہے کہ اہلِ فارس ایشیاء اور اِس کی تمام اقوام کو ہمیشہ اپنی سمجھتے تھے۔

۲۱ آنکھیں نکالنا تمام ادوار میں ایک عام مشرقی سزا رہی ہے۔ تحریر شدہ تاریخ میں قدیم ترین مثال زیدیکیاہ کی ہے جس کو نبوکدرضر نے سزا دی تھی (یرمیاہ، باب 39، آیت 7) لیکن 2500 سال قبل مسیح کے "ضابطہ حمورابی" میں بھی سزا کی یہ سنگین صورت نظر آتی ہے۔ گروٹے کو اس تمام بیانیہ میں "مذہبی تخیل" کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آتا--- یونانیوں اور فارسیوں دونوں میں سنگین گناہ کو مجسم کرنے والی اسطورہ، کہ صرف اور صرف الوہی مداخلت ہی زرکسیز کی مہم کے ساتھ مربوط عظیم ماورائی واقعات کو عمل میں لا سکتی تھی۔ بشپ تھرل۔ال کا شبہ درست نظر آتا ہے جو اس نے یہاں بتائی گئی کہانیوں کی اصلی بنیادوں کے متعلق کیا ہے۔ زرکسیز کا کمزور ذہن کسی فرضی بھوت کے تسلط میں آ گیا ہو گا؛ اور ارتابانس کا مضبوط ذہن دھمکیوں سے رام ہو گیا ہو گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۲۲؎ دیکھیے پہلی کتاب' جز 108 ۔ مشرقی اقوام میں خوابوں پر یقین کرنے اور پروہتوں سے اُن کی تعبیر پوچھنے کے عام دستور کے لیے دیکھیں کتاب پیدائش باب 41' آیت 8; اور دانی ایل باب 2 آیت 2' باب 4 آیت 6 ۔

۲۳؎ میراتھن اور سلامس کی جنگوں کے درمیانی عرصہ کی زمانی ترتیب کی وضاحت کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے گئے ہیں ۔ تمام بیانات اس وقفے کو دس برس بتاتے ہیں ۔ ہیروڈوٹس کے بتائے ہوئے سال بمشکل ہی اس وقفے میں آتے ہیں ۔

۲۴؎ دیکھیے پہلی کتاب' جز 103 – 106; جز 1' 12 ۔

۲۵؎ "ایونیائی سمندر" سے ہیروڈوٹس کی مراد ایڈریاٹک ہے (دیکھیے چوتھی کتاب' جز 127 اور نویں کتاب' جز 92) ۔

۲۶؎ دیکھیے چھٹی کتاب' جز 44 ۔

۲۷؎ سانے خاکنائے کے جنوبی ساحل پر' زرکسیز کی نہر کے دہانے کے قریب واقع تھا ۔

۲۸؎ اس کی تقریباً ساری لمبائی کے ساتھ ساتھ قدیم کھدائی کے واضح آثار دریافت کیے گئے ہیں ۔ بس اُس جگہ آثار نہیں ملے جہاں نہر سمندر سے ملتی ہے ۔ نہر ایک سمندر سے دوسرے سمندر تک دو تا آٹھ فٹ گہرے اور 60 تا 90 فٹ چوڑے جوہڑوں کی ایک لائن تشکیل دیتی ہے ۔

۲۹؎ قدیمیوں کے ہلکے جہاز اس طریقہ سے بڑی آسانی کے ساتھ زمین سے پرے پہنچائے جاتے تھے ۔

۳۰؎ بالکل درست جائے وقوع کا تعین تو نہیں کیا جاسکا' لیکن یہ غالباً سٹیفن کی Serrhean راس زمین تھی ۔

۳۱؎ دیکھیے جز 59 ۔

۳۲؎ دیکھیے جز 113 ۔

۳۳؎ یہ جدید دینیر (*Deenair*) ہے --- عرض بلد 38 ڈگری 3 فٹ' طول بلد 30 ڈگری 20 فٹ ۔ وافر قدیم آثار کا حامل یہ شہر میاندر دریا کے جنوبی یا مرکزی دھارے کے قریب واقع ہے ۔

۳۴؎ طلائی انگور شجر چنار سے زیادہ مشہور تھا ۔ گچھوں کے دانے نہایت قیمتی پتھروں سے بنائے گئے تھے ۔ یہ شاہی خوابگاہ کے اوپر لٹکے رہتے ۔

۳۵؎ سٹاٹر بالعموم یونانیوں کو معلوم واحد طلائی سکہ ہے ۔ انہوں نے اسے ایشیاء والوں سے لیا ۔ سٹاٹر کی قیمت ایک پاؤنڈ تین شلنگ کے مساوی ہے ۔ فارسی ڈارک سٹاٹر سے کافی ملتا جلتا ایک طلائی سکہ تھا اور اس کی قیمت بھی کچھ زیادہ مختلف نہ تھی ۔

۳۶؎ لائیکس (چورو ک سُو) یعنی میاندر کی ایک ذیلی ندی کے کنارے پر ایک شہر' یہ ایشیائی ردمن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صوبے کے اُس علاقے میں واقع ہے جسے یونانیوں نے فریجیا کہا۔ (دیکھیے "ایشیائے کوچک کا جغرافیہ" ازرامسے 'ص 7-36)

۳۷ لگتا ہے کہ یہ گرم چشمے سرائی کیوئی کے نزدیک واقع تھے۔

۳۸ جھاؤ (Tamarisk) آج بھی یہاں کثرت سے اُگتا ہے۔

۳۹ اس علاقے کے شجر چنار بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔

۴۰ دیکھیے جُز 83۔

۴۱ اس گریز کی وجہ آگے جُز 133 میں دی گئی ہے۔

۴۲ میڈائنٹس کیرونسے کے کم اہم شہروں میں سے ایک تھا۔

۴۳ دیکھیے نویں کتاب 'جُز 116 تا 120

۴۴ ڈین بلیکیلے نے بس یہی کہا ہے کہ "پانی میں مکمل طور پر گھرا ہوا اور تین بحری میل کی رفتار سے بہتا ہوا ایلس پونٹ کشتی رانی کرنے والے شخص کو بالکل دریا ہی لگتا ہے۔"

۴۵ جب ان پشتوں کی دیکھ بھال چھوڑ دی گئی تو نہر کی یہ دونوں حدود جلد ہی ریت بھرنے کی وجہ سے غائب ہو گئیں۔

۴۶ اس کا موازنہ اسی جیسی ایک اور اوبازس کی کہانی سے کریں (چوتھی کتاب 'جُز 4) یہ کہانیاں اہم ہیں کیونکہ یہ مشرقی اقوام سے لی جانے والی ذاتی خدمت کی سختی اور شدت کی نشاندہی کرتی ہیں۔

۴۷ سارے بیانئے سے واضح ہے (آگے جُز 60 تا 86' 210; نویں کتاب' جُز 31) کہ یونانی فوج کی طرح فارسی فوج میں بھی مختلف اقوام کے افراد الگ اور جداگانہ دستے تشکیل دیئے ہوئے تھے۔

۴۸ فارسی حکمران مقدونیائی فتح کے دور تک بھی رتھوں پر سوار ہو کر جنگ لڑا کرتے تھے۔

۴۹ یعنی نوک اوپر کی طرف کرکے۔

۵۰ یہ غالباً وہی لافانی تھے جن کے متعلق آگے جُز 83 میں بات کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ پیدل خدمت گزاری کرتے تھے۔

۵۱ تھیبیے کے میدان کا یہ نام اس کے شمالی حصہ میں 'کوہ ایڈا کے دامن میں واقع اس نام کے ایک قدیم شہر سے منسوب تھا۔

۵۲ اِنتاندرس کی جائے وقوع کے لیے دیکھیں پانچویں کتاب جُز 26۔

۵۳ اصل کوہ ایڈا ضرور دائیں طرف رہ گیا ہوگا۔

۵۴ اگرچہ ہیروڈوٹس کا سکامانڈر (جدید *Mendere*) 200 تا 300 فٹ چوڑی گذرگاہ رکھتا ہے'

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تاہم گرم موسم میں یہ سکڑ کر زیادہ سے زیادہ تین فٹ گہرا نالہ رہ جاتا ہے۔

۵۵ "پریام کا پیرگام" سے نئے ایلیئم کا بالا حصار مراد لینی چاہیے۔

۵۶ ساحل پر یا اُس کے نزدیک یہ مقامات بہت کم اہمیت کے حامل ہیں۔

۵۷ دیکھیے پانچویں کتاب، جُز 122۔

۵۸ ابائیدوس کی باقیات داردانیلیس کے بالائی قلعے سے کچھ شمال کی طرف ہیں۔ (داردانیلیس شاعری میں ہیرو اور لیانڈر کی محبتوں کی وجہ سے مشہور ہے۔)

۵۹ یقیناً یہ بات درست نہیں: لیکن یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ اہل فارس ایتھنیوں کے سوا یورپ کے تمام ایونیاؤں سے لاعلم ہوں گے۔

۶۰ دیکھیے آٹھویں کتاب، جُز 22 جہاں تھیمسٹو کلیز بھی بالکل یہی دلیل استعمال کرتا ہے۔

۶۱ ساری کندہ تحریروں میں اہورمزد کو "دیوتاؤں کا سردار" کہا گیا ہے۔ (Menzies) کی "تاریخ مذہب" میں فارسی مذہب کے موضوع پر باب ملاحظہ کریں۔

۶۲ فارسی acinaces ایک چھوٹی تلوار تھی۔ یہ خمیدہ نہیں بلکہ سیدھی تھی۔

۶۳ موجودہ کیپ (راس) گریمیا۔

۶۴ اس کا موجودہ نام بھی اینوس ہے (40 ڈگری 45 فٹ شمال اور 26 ڈگری 4 فٹ مشرق)۔

۶۵ ہیروڈوٹس کی مراد دریائے ہربس (ماریتسا) کے بائیں کنارے پر ایک وسیع جھیل یا دلدل سے معلوم ہوتی ہے۔ یہ اس علاقے کی قابل ذکر چیزوں میں سے ایک ہے۔

۶۶ سیریئم بلاشبہ کیپ ماکری ہے یہ ساماسیا کے مشرق میں واقع ہے۔

۶۷ قدیم تھریسی قبائل میں سیکونی سب سے زیادہ مشہور تھے۔ ہومر نے ٹروجن کی جنگ کے وقت انہیں اسی خطہ میں آباد بتایا (اوڈیسے ix،59 – 39)

۶۸ دیکھیے آگے جُز 150۔

۶۹ پہلی کتاب کے جُز 135 سے موازنہ کریں جہاں فارسیوں کے عام میڈیائی لباس کو اختیار کرنے کا ذکر ہے۔ اس بیان سے لگتا ہے کہ انہوں نے اُن کے عسکری آلات بھی اپنا لیے تھے۔

۷۰ زرکسیز کے بحری بیڑے میں سائپری شہزادوں نے بھی یہی پہن رکھا تھا (دیکھیے آگے جُز 90) اور بابلیوں کے عام لباس کا یہ ایک حصہ تھا (دیکھیے پہلی کتاب، جُز 195) جبکہ یونانی اور رومی دونوں کو نسائیت کی علامت سمجھتے تھے۔ عموماً اسے ایک قسم کی پگڑی خیال کیا جاتا ہے۔

۷۱ یہ بیان مجسموں میں نظر آنے والے لباس سے بالکل تو نہیں لیکن کافی حد تک مماثلت رکھتا ہے۔ یہ فرق حیران کن نہیں، کیونکہ انتہائی بعد کا مجسمہ بھی زرکسیز کے عہد سے کم از کم دو صدیاں پہلے کا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۷۱ "سیریائی" اور "اشوری" درحقیقت دو مختلف لفظ ہیں۔ سیریائی محض "Tyrian" کی ہی ایک بدلی ہوئی صورت ہے۔

۷۲ ہیروڈوٹس لفظ "کالدی" کو یہاں نسلی مفہوم میں استعمال کرتا ہوا لگتا ہے۔ یہاں اُس کی مراد پہلی کتاب (جُز 181 تا 183) کے پروہت طبقے سے نہیں بلکہ بابل کے باشندوں سے ہے۔

۷۳ ہیلانیکس کے مطابق لفظ "امیرجیائی" ایک جغرافیائی نام تھا کیونکہ اُس میدان کا نام امیرجیئم تھا جہاں یہ سیتھی آباد تھے۔

۷۵ تمام فارسی کندہ کردہ تحریروں میں لفظ "سکا" استعمال کیا گیا ہے۔

۷۶ لہراتا ہوا لباس یا پٹی کوٹ زیرہ کہلاتا تھا؛ یہ اُن کے موجودہ لباس سے کافی مشابہہ ہے۔

۷۷ اس قسم کی کمانیں یونانیوں اور نہ ہی مشرقی اقوام میں عام تھیں۔

۷۸ استعمال کیا گیا پتھر عقیق تھا۔

۷۹ ایتھوپیاؤں والے سردار کے ماتحت جن عربوں کی یہاں بات کی گئی ہے وہ غالباً افریقہ کے تھے، اور دریائے نیل کی وادی اور رایرِ یتھریئن سمندر کی درمیانی پٹی میں رہتے تھے۔

۸۰ مقدونیائی زبان میں لفظ بریگی کا مماثل فریجی ہے۔

۸۱ یورپ کے تھریسی بھی بالکل یہی لباس پہنتے ہیں۔

۸۲ دیکھیے پہلی کتاب، جُز 28۔

۸۳ موازنہ کریں پیچھے جُز 20 سے۔

۸۴ یہاں ہیروڈوٹس کے متن میں نقص ہے؛ اس قوم کا نام کھو گیا ہے۔

۸۵ دیکھیے آگے جُز 91۔

۸۶ یعنی Cornel-wood کی کمانیں۔ دیکھیے آگے، جُز 92۔

۸۷ ژینوفون کے دور میں یہ تینوں اقوام فارس سے آزاد ہو گئی تھیں۔

۸۸ سب بیانات متفق ہیں کہ فارسیوں میں سجاوٹ کے لیے خالص سونے کا استعمال عام تھا۔

۸۹ قدیم وقتوں میں کئی ایک اقوام کے ہاں کمند کا استعمال عام تھا۔ اشوربنی پال کے محل سے ملنے والے اشوری مجسموں میں یہ نظر آتا ہے۔

۹۰ دیکھیے چوتھی کتاب، جُز 170 اور 189۔

۹۱ ناقہ کی رفتار گھوڑے کے برابر لکھنا ایک غلطی ہے؛ ناقہ کی رفتار نو میل فی گھنٹہ سے بمشکل ہی زیادہ ہوتی ہے۔ اونٹ گھوڑا گاڑی جبکہ ناقہ کاٹھی والے گھوڑے کی برابری کرتی ہے۔ دونوں کا ایک ایک کوہان ہوتا ہے، جبکہ باکتری اونٹ کے دو۔ مصری مجسموں میں اونٹ نظر نہیں آتا۔ صرف ایک مثال کافی بعد کے دور کی ہے۔ لیکن اِس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مصر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں اونٹ موجود نہیں تھا' کیونکہ یہ حضرت ابراہیم کے دور میں وہاں پایا جاتا تھا۔

۹۲ دیکھیے پہلی کتاب' جز 80۔

۹۳ اِن سینہ بندوں کی تفصیل کے لیے دیکھیے دوسری کتاب' جز 182۔

۹۴ یہ ہلکی سِپر کی خاصیت تھی۔ یہ لکڑی کے ایک چوکھٹے پر مشتمل تھی جس کے اوپر خام کھال یا چمڑے کو کسا جاتا تھا۔

۹۵ فلسطین کا نام بلاشبہ عبرانی فلستیا(Philistia) کی یونانی صورت ہے۔

۹۶ ستھنس سائیکلیڈز میں سے ایک تھا۔

۹۷ سِلیشیائی بلاشبہ فینیقیوں سے قریبی رشتہ رکھنے والی ایک نسل تھے۔

۹۸ دیکھیے پہلی کتاب' جز 173۔

۹۹ دیکھیے پہلی کتاب' جز 171۔ اِس جز سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ ہیروڈوٹس نے اپنی کتاب کو مخصوص الگ الگ حصوں میں تقسیم کیا؛ اگرچہ ہمیں یہ حق حاصل نہیں کہ اُن حصوں کو ہی قطعی تسلیم کریں جن میں یہ کتاب ہم تک پہنچی ہے۔

۱۰۰ دیکھیے پہلی کتاب' جز 145 اور پانچویں کتاب' جز 68۔ ایونیائی ہجرت کی اندازاً تاریخ 1050 ق۔م تھی۔ لگتا ہے کہ دانوس' ژیوتھس اور اِیون خالصتاً اسطوریاتی شخصیات تھے۔

۱۰۱ یعنی اُن میں ایتھنز سے آبادکار آئے۔

۱۰۲ ہیروڈوٹس نے اِس لفظ میں ہیلی پونٹ کے دونوں طرف---پروپونٹس اور بوسفورس---کے یونانی شہروں کے باشندوں کو شامل کیا ہے۔

۱۰۳ اکیمینیز یا اکیامینیس مصر کا صوبیدار تھا(دیکھیے پیچھے جز 7)۔

۱۰۴ Cercuri غیر معمولی لمبائی کی حامل ہلکی کشتیاں تھیں۔

۱۰۵ سیروم غالباً حیرام کا ہی مماثل نام ہے۔

۱۰۶ لگتا ہے کہ مربال کار تھیجی مہاربال تھا۔

۱۰۷ دیکھیے پانچویں کتاب' جز 104۔

۱۰۸ ہستیاس ترمیرا کا بادشاہ تھا(دیکھیے پانچویں کتاب' جز 37)۔

۱۰۹ ارتمیسیا کا خصوصی طور پر ذکر کرنا حق بجانب ہے کیونکہ وہ مورخ کے وطن ہالی کارناسس کی ملکہ تھی۔

۱۱۰ ٹروزین پیلوپونیسے کے مشرقی ساحل پر واقع تھا۔

۱۱۱ ایپی ڈورس بھی ٹروزین کے ساتھ ہی لیکن ذرا اوپر اور ساحل سمندر کے قریب واقع تھا۔

۱۱۲ یہاں بدیہی طور پر "دوگنے حصے" کی جانب اشارہ ہے جس کا ضیافتوں میں بادشاہ حقدار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوتا ہے۔

۱۱۳ آگے دیکھیے جز 186 جہاں فارسی لشکر کی کل گنتی 50 لاکھ آدمیوں سے زیادہ بتائی گئی ہے۔

۱۱۴ دیکھیے چھٹی کتاب، جز 70۔

۱۱۵ دیکھیے پانچویں کتاب، جز 2 تا 18؛ چھٹی کتاب، جز 44، 45۔

۱۱۶ دیکھیے پیچھے جز 59۔

۱۱۷ اصل پائیریا پیلیا کمون اور پینیئس کے درمیان کا علاقہ تھا۔

۱۱۸ دیکھیے پانچویں کتاب، جز 16۔

۱۱۹ دیکھیے پیچھے جز 107۔

۱۲۰ لگتا ہے کہ سفید گھوڑوں کو بالخصوص مقدس سمجھا جاتا تھا (دیکھیے پیچھے جز 40)۔

۱۲۱ بعد میں یہ ایفی پولس بن گیا۔

۱۲۲ بسالٹے ایک بہادر اور طاقتور لوگ تھے۔

۱۲۳ سیلیائی میدان کا ذکر کسی اور مصنف نے نہیں کیا۔ اس سے وہ تقریباً ایک میل چوڑا ہموار خطہ مراد لینا چاہیے جو بولبے (بیسی کیا) جھیل میں گرنے والے دریا کے دھانے کے نزدیک واقع ہے۔

۱۲۴ موجودہ ستاوروس۔

۱۲۵ موازنہ کریں تیسری کتاب، جز 84۔

۱۲۶ دیکھیے پیچھے جز 21۔

۱۲۷ یعنی تقریباً 8 فٹ 2 انچ۔

۱۲۸ ہماری کرنسی میں تقریباً ایک لاکھ پونڈ۔

۱۲۹ دیکھیے پیچھے جز 32۔

۱۳۰ دیکھیے پیچھے جز 82۔

۱۳۱ اہل ستھونیا غالباً قدیم تھریسی لوگ تھے۔

۱۳۲ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کچھ جہازوں نے مزید جہاز اور آدمی اکٹھے کرنے کے لیے خلیج کا چکر کاٹا۔ بیڑے کے جہازوں کا مرکزی گروہ خلیج کے دہانے سے ہی آگے گزر گیا۔

۱۳۳ اس بیان سے واضح طور پر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جدید کیپ پالیوری ہے۔

۱۳۴ پوٹیڈیا کی جائے وقوع کے متعلق تھیوسی ڈائیڈز نے کافی وضاحت کی ہے (i، 55 تا 65)

۱۳۵ پالینے پوٹیڈیا سے کیپ کیناسٹریئم تک محیط جزیرہ نما کا نام تھا۔

۱۳۶ اب اس کا نام کیلیماریا (Kalamaria) ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۳۷ پیلا فلپ کے دور میں مقدونیا کا دارالحکومت بنا تھا۔ یہ ساحل سمندر پر نہیں تھا--- جیسا کہ ہمیں ہیروڈوٹس کے اس اقتباس میں نظر آتا ہے--- بلکہ یہ سمندر سے 20 میل اوپر ایک جھیل کے کناروں پر واقع تھا۔

۱۳۸ بری فوج کے زیادہ تر حصے نے اپالونیا میں سے ہوتی ہوئی براہ راست راہ اپنائی ہوگی جو سینٹ پال نے بھی اختیار کی تھی (اعمال' باب 17' آیت 1)؛ جبکہ زرکسیز اپنے قریبی خدمتگاروں کے ہمراہ نہر دیکھنے اکانتھس گیا اور پھر ایک کوہستانی راستے کے ذریعے--- جو اپالونیا سے آگے گزر کر مرکزی شاہراہ سے آملتا ہے--- مرکزی فوج سے دوبارہ آن ملا۔

۱۳۹ ایکی ڈورس بلاشبہ گالیکو ہے جو کوہ کاراداغ (سرسینے) سے نکلتا اور تقریباً جنوب کی سمت میں بہتا ہوا خود بھی خلیج سالونیکی میں آگرتا ہے۔

۱۴۰ بوناسس کو جدید آروک خیال کیا گیا ہے؛ لیکن سر جی سی لیوس کے مطابق یہ جنگلی سانڈ کی ایک نسبتی قسم ہے لیکن آروک سے مشابہہ نہیں۔

۱۴۱ دیکھئے دوسری کتاب' جُز 10۔

۱۴۲ اِس علاقے کے رہنے والے ارسطو نے بھی بالکل ہیروڈوٹس والا بیان دیا؛ پلائنی اکبر بھی اُس کی پیروی کرتا ہے۔

۱۴۳ صاف موسم میں اولمپس اور اوسا تھرما (سالونیکی) سے واضح نظارے دیتے ہیں' اگرچہ موخرالذکر 70 میل سے زائد دور ہے۔

۱۴۴ ٹمپے کے درے کا یہ بیان (دیکھئے آگے جُز 173) مختصر ہونے کے باوجود حیرت انگیز حد تک درست ہے۔

۱۴۵ گونس جدید دریلی کے نزدیک درۂ ٹمپے کی مغربی انتہاء پر واقع تھا۔

۱۴۶ دیکھئے پیچھے جُز 100۔

۱۴۷ کوہِ پیلیئم (جدید *Plessidi*) اوسا کے جنوب مشرق میں تقریباً 40 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ بایں ہمہ دونوں پہاڑوں کے دامن ملے ہوئے ہیں' جیسا کہ ہیروڈوٹس نے بتایا۔ پیلیئم کی بلندی 5,300 فٹ ناپی گئی ہے۔ اس کی چوٹی پر گھنے درخت ہیں۔

۱۴۸ یہاں اولمپس کا نام سارے سلسلہ پر لاگو کیا گیا ہے۔

۱۴۹ یونان کی ریڑھ کی ہڈی یعنی کوہ پنڈس تقریباً شمال اور جنوب کی سمت میں چلتا ہے۔

۱۵۰ اوتھرس موجودہ کوہ لیراکو ہے۔ یہ اوسا کے جنوب اور پیلیون کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ اِس کی بلندی 5,670 فٹ ناپی گئی ہے۔

۱۵۱ ایک چھوٹے شہر بوئیئے کے نام سے منسوب جھیل بوئیبس کی مشرقی حد پر جدید کارلا جھیل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ یہ پانی کا ایک ذخیرہ ہے جس کے پاس سمندر میں جانے کی کوئی راہ نہیں۔

۱۵۲ جدید سائنس تھیسالی کے متعلق بیان کے ساتھ بمشکل ہی کوئی تنازعہ کھڑا کرے گی، کیونکہ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ ہیروڈوٹس ایک طبعی جغرافیہ دان کی نظر اور ماہر ارضیات کا تخیل رکھتا تھا۔

۱۵۳ معاملہ یہ نہیں تھا۔

۱۵۴ ڈولوپی پنڈس پہاڑ کے نیچے کوہستانی خطہ میں آباد تھے۔

۱۵۵ اینیا نیوں نے سپر کیئس کی بالائی وادی پر قبضہ کر رکھا تھا۔

۱۵۶ میگنیشیائی، آکیائی اور مالیائی تھیسالی اور کولرس کے درمیان ساحلی خطے کے باشندے تھے۔

۱۵۷ دیکھئے چھٹی کتاب، جز 48۔

۱۵۸ بیرا تھرم یا "سزا کا گڑھا" بمقام ایتھنز کنوئیں جیسا ایک گہرا سوراخ تھا جس میں مجرموں کو پھینکا جاتا تھا۔

۱۵۹ یہ ہائیدارنس وہی شخص لگتا ہے جس کا ذکر چھٹی کتاب، جز 133 میں کیا گیا ہے۔

۱۶۰ اڈیمانتس کے حوالے سے دیکھیں آٹھویں کتاب، جز 59، 61، 94۔

۱۶۱ یہ واقعہ فارسی قاصدوں کے قتل کے تقریباً 60 برس بعد 430 ق-م میں ہوا۔

۱۶۲ یعنی اشوری۔

۱۶۳ "سیکروپس (Cecrops) کی حد" کا مطلب اٹیکا کی سرحدیں ہے۔

۱۶۴ اشخاص کو اُن کے باپ کے نام سے بلانے کا رواج یونان میں عام تھا۔ بعد ازاں عرب میں بھی یہی رواج نظر آتا ہے۔

۱۶۵ لگتا ہے کہ اس منصوبہ پر سنجیدگی سے غور کیا گیا تھا۔

۱۶۶ لاریئم یا لاریون کیپ کولونا (سُونیئم) سے اوپر کوہسانی علاقے کا نام تھا۔ یہاں موجود بکثرت چاندی کی کانوں پر نامعلوم زمانوں سے کام ہوتا آرہا ہے۔

۱۶۷ اگر اِس وقت شہریوں کی تعداد، پیچھے لگائے گئے اندازے کے مطابق (دیکھئے پانچویں کتاب، جُز 97)۔ 30 ہزار ہو تو اُن کے پاس کم از کم 50 ٹیلنٹ رقم موجود ہوگی، یا بہ الفاظ دیگر 12,000 پونڈ سے زائد۔

۱۶۸ دیکھئے پانچویں کتاب، جُز 81، 89؛ چھٹی کتاب، جُز 87 تا 93۔ لگتا ہے کہ اجلاس خاکنائے میں ہوا تھا۔ (دیکھئے آگے جُز 172)۔

۱۶۹ جدید کی طرح قدیم وقتوں میں بھی بحر اسود کے کنارے واقع غلہ اُگانے والے ممالک تجارتی اقوام کو اُن کی خوراک کا بنیادی حصہ مہیا کرتے تھے۔

۱۷۰ یہاں ہمیں جنگ اور قتل و غارت میں اہل آرگوس کے نقصان کا اندازہ ہوتا ہے جس کا بیان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیچھے دیا گیا ہے (چھٹی کتاب، جُز 78 تا 80)۔ قرین قیاس طور پر اگر شہریوں کی تعداد سپارٹا کے شہریوں (تقریباً 10 ہزار) سے زیادہ نہ تھی تو یقیناً نقصان بہت بڑا ہوا۔

۱۷۱ آرگوس بالادستی کے لیے اپنے دعوؤں کو کبھی نہ بھولا اور نہ ہی اِس کی امید ترک کی۔ اِس لیے وہ بڑی لڑائیوں سے الگ تھلگ رہا۔۔۔

۱۷۲ تیلوس کا قدیم نام اب بھی برقرار ہے، لیکن عموماً اسے ہسکوپی کہتے ہیں۔ یہ ٹرائیوپی راس زمین (کیپ کریو کے نزدیک، دیکھیے پہلی کتاب جُز 174) کے جنوب میں تقریباً 20 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

۱۷۳ سسلی کے بیشتر شہروں کی طرح گیلا کا نام اُس دریا سے ماخوذ ہے جس کے کنارے پر یہ تعمیر کیا گیا تھا۔

۱۷۴ کلیانڈر پہلا مطلق العنان تھا۔

۱۷۵ اینی سیدمس تھیرون کا باپ تھا جو کچھ عرصہ بعد اگیری گینٹم کا فرمانروا بنا۔

۱۷۶ کالی پولس ایک لیکسوسی آبادی تھا اور لیکسوس سے زیادہ دور نہ تھا۔

۱۷۷ تھیوسی ڈائیڈز (3 ،vi) کے مطابق سسلی میں اولین یونانی آبادی لیکسوس 735 ق-م کے لگ بھگ قائم ہوئی۔

۱۷۸ دیکھیے چھٹی کتاب، جُز 23۔

۱۷۹ سسلی میں کالسیدیوں کی آمد کے چھ برس بعد لیکسوس کے لوگوں نے لیونٹنی کی بنیاد رکھی۔

۱۸۰ کاماریناکی بنیاد سیراکیوس کے لوگوں نے 599 ق-م میں رکھی۔

۱۸۱ یُوبیاغالباً کبھی بھی اِس نقصان کے بعد بحال نہ ہو سکا۔

۱۸۲ اِس جنگ کی کوئی تفصیلات معلوم نہیں۔

۱۸۳ دیکھیے چھٹی کتاب، جُز 23

۱۸۴ اگیری گینٹم کی بنیاد 582 ق م میں گیلا کے لوگوں نے رکھی تھی۔

۱۸۵ یہ کار تھیج کی ملی جلی پیشہ ور فوجوں کی پہلی مثال ہے جس کے ذریعہ اُس نے عموماً فتوحات کیں۔

۱۸۶ یعنی Suffes — یونانی لکھاریوں نے ہمیشہ Suffetes کو بادشاہوں کے طور پر لکھا ہے۔

۱۸۷ دیکھیے چھٹی کتاب، جُز 23۔

۱۸۸ شاعری میں نستور کے مسکن کے طور پر اور تاریخ میں اہل سپارٹا کو ہونے والی پہلی اہم شکست کی منظر گاہ کے طور پر مشہور پائیلوس پیلوپونیسے کے مغربی کنارے پر جدید نوارینو کے نزدیک واقع تھا۔

۱۸۹ تینارم موجودہ ماتاپین نامی راس زمین کا قدیم نام تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۹۰ دیکھیے پیچھے جز 6۔ موازنہ کریں جز 140۔

۱۹۱ دیکھیے پیچھے جز 128 یہاں غالباً وہ درہ مراد ہے جو پیترا شہر کے قریب اولمپیائی سلسلہ کوہ کو پار کرتا ہے۔

۱۹۲ لگتا ہے کہ ہیروڈوٹس نے پائیریا کے بالائی حصہ کو بالائی مقدونیا کہا ہے۔

۱۹۳ یوبیا کا شمالی خطہ ہستیاؤتس کہلاتا تھا۔

۱۹۴ ایجیئن کا شمالی حصہ جو میگنیشیا سے تھریس کیرونیسے تک جاتا ہے۔

۱۹۵ ٹراکس مالیاؤں کے مرکزی شہروں میں سے ایک تھا (دیکھیے آگے جز 198 اور 199) بعد میں جب لیسیڈیمونی یہاں آباد ہوئے تو اسے ہیراکلیا کہا جانے لگا۔

۱۹۶ دیکھیے آگے' جز 216۔

۱۹۷ سارے ضلع کو ہیراکلیس کے مصیبتیں جھیلنے کی وجہ سے مقدس خیال کیا جاتا تھا۔

۱۹۸ دیکھیے آگے' جز 208' 223 اور 225۔

۱۹۹ تھرموپائلے اور رار تمیسیئم۔

۲۰۰ دیکھیے پیچھے' جز 99۔

۲۰۱ یونانیوں کے ہاں آگ کے اشارے استعمال کرنا بہت عام تھا۔ ایسکائیلس بتاتا ہے کہ وہ اسے ٹروجن جنگ کے وقت بھی جانتے تھے۔ [ایسکائیلس کی "آگامیمنن" کے ابتدائیہ سے موازنہ کریں۔]

۲۰۲ سکائروس کو آج بھی سکائرو کہا جاتا ہے۔ یہ یوبیا کے مشرقی ساحل سے پرے تقریباً 23 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

۲۰۳ فاصلے کا اندازہ تقریباً 900 سٹیڈز یا 103 میل لگایا گیا ہے۔

۲۰۴ لگتا ہے کہ یونانی سہ طبقہ جہاز کا عملہ ہمیشہ 200 ہی ہوتا تھا (دیکھیے آٹھویں کتاب' جز 17)

۲۰۵ دیکھیے پیچھے' جز 96۔

۲۰۶ دیکھیے پیچھے' جز 97۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان تین ہزار جہازوں میں پانچ طبقہ جہازوں کے علاوہ دیگر چھوٹی موٹی کشتیاں بھی شامل ہیں۔

۲۰۷ دیکھیے پیچھے جز 60۔

۲۰۸ دیکھیے پیچھے جز 87۔

۲۰۹ یہ اعداد و شمار غالباً مکمل طور پر من گھڑت ہیں۔ جدید مورخین (مثلاً Bury) نے اندازہ لگایا ہے کہ بری فوج 3,00,000 افراد اور بحری بیڑہ 800 سہ طبقہ جہازوں پر مشتمل تھا۔

۲۱۰ ایک میڈمنس تقریباً 12 گیلن کے برابر تھا۔ میڈیمنی میڈمنس کی جمع ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۲۱۱ ایڈریاٹک میں شمال مشرقی ہوا کو اب بھی بورا (Bora) کہا جاتا ہے۔
۲۱۲ دیکھئے جُز 182۔
۲۱۳ موجودہ خلیج وولو (Volo)۔
۲۱۴ دیکھئے پہلی کتاب، جُز 149۔
۲۱۵ دیکھئے تیسری کتاب، جُز 31۔
۲۱۶ لگتا ہے کہ پیفوس سائپرس میں قدیم ترین فنیقی آبادیوں میں سے ایک تھا۔
۲۱۷ تھیسالیائی گھوڑوں کی عمدگی ضرب المثل تھی۔
۲۱۸ دیکھئے پیچھے جُز 129۔
۲۱۹ دیکھئے پیچھے جُز 173۔ یہ آلس آکیا میں تھا۔
۲۲۰ زیئس لافس تیئس کا مشہور ترین معبد بیوشیا میں تھا۔
۲۲۱ آگے کہانی یوں ہے کہ ایونے اتھامس کی پہلی بیوی نیفیلے سے پیدا ہونے والے بچوں کو مارنے کی خواہش میں بیجوں کو خشک کر کے کال پیدا کیا؛ اور جب اتھامس نے اس بارے میں استخارہ کروایا تو قاصدوں کو یہ پیغام پہنچانے پر مائل کیا کہ فریکس کو زیئس کے حضور لازماً قربان کیا جائے۔ اتھامس اپنے بیٹے کو قربان کرنے پر تیار ہو گیا لیکن نیفیلے نے فریکس کو قربان گاہ سے چھینا اور اُسے ایک سنہری پشم والے دُنبے پر بٹھا دیا دُنبہ اُسے لے کر اُڑتا ہوا کولکس گیا جہاں فریکس نے اُسے زیئس کے حضور قربان کر دیا۔ اُس نے دُنبے کی پشم کولکس کے بادشاہ ایتس کو دے دی۔
۲۲۲ مدیترانہ (ابیض المتوسط Mediterranean) میں یہ مدوجزر چند فٹ سے زیادہ اور کچھ مقامات پر زیادہ از زیادہ 12 یا 13 انچ تک ہوتے تھے۔ مالیائی خلیج کے اردگرد ساحل کی ہمواری کے باعث جوار اور بھاٹا کسی بھی جگہ سے زیادہ واضح نظر آتا ہے۔
۲۲۳ کرنل Leake نے اِس دریا کی شناخت تسلی بخش طور پر کی ہے اور میلاس کی بھی۔
۲۲۴ یہ پیائش یقیناً غیر درست ہے۔ 22000 پلیتھیر ا 420 میل بنتے ہیں، جبکہ یہ میدان آج بھی زیادہ سے زیادہ سات میل چوڑا ہے۔
۲۲۵ ایسوپس بلاشبہ کاروونار یا (Karvunaria) ہے۔
۲۲۶ ہرامفی کتایونی ریاستوں کی مذہبی انجمن تھی، اور رکن ریاستوں کی ایک مشترکہ عبادت گاہ ہوا کرتی تھی۔
۲۲۷ امفی کتایون (Amphictyon) کافی واضح طور پر ایک یونانی انداز میں اختراع کردہ نام لگتا ہے جو امفی کتایونی سے اخذ کیا گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۲۲۸ اسی نام کا ایک بیوشیائی شہر بھی ہے (دیکھئے آٹھویں کتاب' جُز 34)
۲۲۹ دیکھئے پانچویں کتاب' جُز 46۔
۲۳۰ لگتا ہے کہ لیونیدا اس کو اپنے ذمہ لی ہوئی خدمت میں درپیش خطرات کا بخوبی علم تھا۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھ نوجوانوں کے عام باڈی گارڈ کی بجائے بڑی عمر کے منتخب شدہ باڈی گارڈ لے کر گیا۔ نیز اُس نے صرف اُن آدمیوں کو منتخب کیا جن کی نرینہ اولاد موجود تھی تاکہ کوئی بھی خاندان مکمل طور پر نیست و نابود نہ ہو جائے۔
۲۳۱ کارنیائی تیوہار سپارٹائی مہینے کارنیئس اور ایتھی مہینے Metageitnion میں تھا جو ہمارے ماہ اگست کے قریب بنتا ہے۔ یہ تیوہار اپالو کارنیئس کے اعزاز میں منعقد ہوتا تھا۔
۲۳۲ دیکھئے آٹھویں کتاب' جُز 26 اولمپیائی تیوہار گرمیوں کے طویل ترین دن کے بعد پہلی پورنماشی کو منایا جاتا تھا' چنانچہ یہ سپارٹائی کارنیا سے پہلے آتا تھا... یعنی جون کے اواخر یا جولائی میں۔
۲۳۳ دیکھئے پیچھے' جُز 101 تا 104۔
۲۳۴ اہل سپارٹا میں لمبے بال رکھنے کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ (دیکھئے پہلی کتاب' جُز 82)
۲۳۵ دیکھئے پیچھے جُز 83۔
۲۳۶ یعنی 10,000 لافانیوں کو۔
۲۳۷ دیکھئے پیچھے جُز 176۔
۲۳۸ دیکھئے پیچھے جُز 199۔
۲۳۹ دیکھئے پیچھے جُز 212۔
۲۴۰ دیکھئے آگے جُز 221 اور 228۔
۲۴۱ میلامپس ٹروجن جنگ سے ایک پشت پہلے موجود تھا۔
۲۴۲ معلوم ہوتا ہے کہ یہ یادگار تیبر ئیس (Tiberius) کے دور تک موجود تھی۔ تیبر ئیس کلاڈ ئیس 42 ق-م تا 37 عیسوی زندہ رہا اور اُس نے 14 تا 37 عیسوی روم پر بادشاہت کی۔
۲۴۳ لگتا ہے کہ ہیروڈوٹس نے اس تحریر کو غلط طور پر لیا۔ اُس نے اِسے تھرموپائلے میں قتل ہونے والے یونانیوں پر ایک کتبہ قبر خیال کیا۔ لہٰذا اُس نے مقتولین کی تعداد 4,000 بتائی (دیکھئے آٹھویں کتاب' جُز 25)۔ لیکن الفاظ سے واضح طور پر پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کندہ تحریر صرف پیلوپونیسیوں کے اعزاز میں ہی نصب کی گئی تھی' اور اِس میں تمام لڑنے والوں کا ذکر ہے' نہ کہ محض مرنے والوں کا۔
۲۴۴ مشہور شاعر سسرو نے اِس تحریر کا ترجمہ *Tusculans* میں کیا تھا۔
۲۴۵ سیمونیدیس اُس دور کا ملک الشعراء تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۲۴۶؎ "اپنے غلام" (His Helot) سے ہمیں خصوصی ملازم مراد لینی چاہیے جس کا کام سپارٹائی جنگجو کی مسلسل خدمت میں لگے رہنا تھا۔

۲۴۷؎ دیکھئے نویں کتاب، جُز 71۔

۲۴۸؎ چیلون (Chilon) سات عقلمند آدمیوں میں شامل تھا۔ اُسے "خود آشنا" اور "ہر لحاظ سے متوازن" کے خطابات دیئے گئے تھے۔

۲۴۹؎ دیکھئے پیچھے جُز 190۔

۲۵۰؎ دیکھئے پیچھے جُز 220۔

۲۵۱؎ یہاں ہمارے سامنے سپارٹائیوں کے ہاں انداز تحریر کی متعدد مثالوں میں سے ایک موجود ہے۔

ایڈیٹر کا اضافی نوٹ:

1۔ زرکسیز کا کردار:

عظیم سپاہی سائرس یا سمجھ دار ریاست کار داریوش کے برعکس زرکسیز فارسی کردار کے کمزور پہلو کا مثالی نمونہ ہے۔ اُس نے سلامس کے علاوہ ہر کہیں جنگ جیتنے کے لئے صرف تعداد پر انحصار کیا اور یہ بھول گیا کہ جنگیں (جیسا کہ ہیروڈوٹس نے اشارہ دیا) ہاتھوں کے ساتھ ساتھ ذہن سے بھی لڑی جاتی ہیں۔ ایک حکمران کی حیثیت میں وہ مرضی کا مالک اور بے اصول تھا؛ جبکہ ایک انسان کی حیثیت میں شیخی باز، زن صفت اور ظالم۔

2۔ سلامس کی جنگ (آٹھویں کتاب):

ہیروڈوٹس کی تاریخ میں اِس فیصلہ کن جنگ کی کہانی کافی واضح ہے؛ لیکن خوش قسمتی سے ہمارے پاس ایک عینی شاہد کا بیان بھی موجود ہے --- ایسکائی لس کی *Persae* میں (II.355–434) اِس خوبصورت جنگی منظر کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے --- ایسکائی لس کے پلیز کے پروفیسر لیوس کیمپ بیل کے ترجمہ (آکسفورڈ یونیورسٹی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پریس) کو دیکھیں – شاید قارئین کو بائرن کی یہ سطور یاد آئیں
(Don Juan' کینٹوiii):–

"A King sate on the rocky brow

That looks O'er Sea-born Salamis:

And Ships, by thousands, lay below,

And men in nations,——all were his!

He counted them at break of day--

And, when the Sun set, where were they?"

آٹھویں کتاب کے جُز90 سے موازنہ کریں –

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آٹھویں کتاب

یُورینیا
(علم نجوم کی دیوی)

1۔ سمندری خدمت میں مشغول یونانی مندرجہ ذیل تھے۔ ایتھنیوں نے 127 جہاز بحری بیڑے میں مہیا کیے جن پر سوار آدمیوں کا ایک حصہ اہل پلیٹیا پر مشتمل تھا جو اِن معاملات میں غیر ماہر ہونے کے باوجود فعالیت اور بلند ہمتی کا مظاہرہ کر رہے تھے؛ کورنتھیوں نے 40 جہاز مہیا کیے' میگاریوں نے 20; کالسیدیوں نے بھی 20 (جو انہیں ایتھنیوں نے دیئے تھے)[1]؛ ایجینوں نے 18; سِکایونیوں نے 12; لیسیڈیمونیوں نے 10; ایپی ڈوریوں نے 8; اریٹریوں نے 7; ٹروئزینیوں نے 5; سٹائریوں نے 2 اہل کیوس (Ceans)[2] نے دو سہ طبقہ اور دو پانچ طبقہ جہاز فراہم کیے۔ سب سے آخر میں اوپس کے لوکری 7 پانچ طبقہ جہاز لے کر مدد کو آئے۔

2۔ یہ تھیں وہ اقوام جنھوں نے اِس وقت ارتمیسیم میں موجود بیڑے کو جہاز فراہم کیے تھے; اور میں نے ہر ایک کی جانب سے لائے ہوئے جہازوں کی تعداد بھی دے دی ہے۔ یوں پانچ طبقہ جہازوں کو شمار کیے بغیر جہازوں کی مجموعی تعداد 271 بنتی تھی; اور ان سب کا مرکزی کپتان یوری بیادیس ابن یوری کلیدیس تھا۔ اُس کا تعلق سپارٹا سے تھا کیونکہ حلیفوں نے کہا تھا کہ "اگر کسی لیسیڈیمونی نے کپتانی نہ سنبھالی تو ہم بحری بیڑے کو توڑ دیں گے کیونکہ ہم ایتھنیوں کے ماتحت ہرگز نہ لڑیں گے۔"

3۔ اتحاد کی درخواست کرنے کے لیے سفارت سسلی بھیجنے[3] کے وقت سے بھی پہلے بحری قیادت ایتھنیوں کو سونپنے کی بات ہوئی تھی; لیکن اتحادیوں کو یہ بات پسند نہ آنے پر ایتھنیوں نے مزید اصرار نہ کیا; کیونکہ اُن کے دل میں یونان کی آزادی سے زیادہ کوئی بات نہ تھی اور وہ جانتے تھے کہ اگر وہ قیادت کے لیے آپس میں جھگڑے تو یونان تباہی سے دوچار ہو جائے گا۔[4]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُن کا یہ خیال درست تھا: کیونکہ اندرونی پھوٹ متحد لوگوں کے مل کر جنگ کرنے کی نسبت اتنی ہی بری چیز ہے جتنی کہ بذات خود جنگ امن سے۔ چنانچہ ایتھنیوں نے زور دیئے جانے پر اپنے دعووں پر زیادہ اصرار نہ کیا بلکہ انہیں واپس لے لیا کیونکہ انہیں دیگر یونانیوں کی جانب سے مدد کی اشد ضرورت تھی۔ اور انہوں نے اپنا ارادہ بعد میں ظاہر کیا: کیونکہ جب اہل فارس کو یونان سے باہر نکالا گیا تھا اور اب وہ یونانیوں کی جانب سے خطرات کا شکار تھے تو انہوں نے پوسانیاس کی بدتمیزی سے فائدہ اٹھا کر لیسیڈیمونیوں کو اُن کی قیادت سے محروم کرنا چاہا۔ تاہم' یہ بعد کا واقع ہے۔

4۔ فی الوقت یونانیوں نے ار تمیسیئم پہنچنے پر جب وہاں الیفی تے (Aphetae) کے قریب لنگر انداز جہازوں کی تعداد دیکھی اور ہر طرف وافر فوجوں کا مشاہدہ کیا تو مایوس اور خوفزدہ ہو کر واپس ار تمیسیئم کی جانب اپنے ملک کے اندرونی علاقوں میں جانے کی باتیں کرنے لگے۔ سو جب یوبیاؤں نے زیر بحث باتیں سنیں تو وہ یوری بیادیس کے پاس گئے اور چند دن کی مہلت مانگی تاکہ اپنے بچوں اور غلاموں کو ایک محفوظ جگہ پر منتقل کر دیں۔ لیکن اُس کے نہ ماننے پر وہ ایتھنی سالار تھیمسٹو کلیز کے پاس گئے۔ اِس وعدے پر 30 ٹیلنٹ[۵] رشوت دی کہ بحری بیڑا یُوبیا کے دفاع میں ہی جنگ لڑے گا۔

5۔ تھیمسٹو کلیز مندرجہ ذیل انداز میں بحری بیڑے کو روکنے میں کامیاب ہو گیا۔ اُس نے خود کو ادا کیے گئے 30 ٹیلنٹ میں سے پانچ ٹیلنٹ --- جیسے اپنی طرف سے --- یوری بیادیس کو دیئے اور اس طرح بحری سربراہ کی مرضی حاصل کر کے بذات خود کورنتھی رہنما ایڈی مانتس ابن اوکائٹس سے بات کی: ایڈی مانتس اب محض حجت باز تھا اور کسی بھی وقت دیگر کپتانوں کا انتظار کیے بغیر ار تمیسیئم سے نکل کر واپس جا سکتا تھا۔ تھیمسٹو کلیز نے اِس شخص کو مخاطب کر کے حلفیہ طور پر کہا' --- "تم ہمیں چھوڑ رہے ہو؟ ہرگز نہیں! میں تمہیں اُس سے زیادہ ادائیگی کروں گا جتنی کہ میڈی تمہیں اپنے دوستوں کو چھوڑنے کے عوض کریں گے" --- اور اُس نے فوراً 300 ٹیلنٹ چاندی ایڈی مانتس کے جہاز پر بطور تحفہ بھجوا دی۔ سو یہ دونوں کپتان دولت کے ذریعہ خرید لیے گئے اور تھیمسٹو کلیز کے ہم خیال بن گئے جو اِس طرح یُوبیاؤں کی خواہش کو عملی صورت دینے کے قابل ہو گیا۔ اُس نے اِس موقع پر اپنا فائدہ بھی حاصل کیا: کیونکہ اُس نے باقی کی رقم اپنے پاس رکھ لی اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ تحائف وصول کرنے والے سالاروں نے سوچا کہ یہ رقوم ایتھنز نے اِسی مقصد کے لیے بھیجی تھیں۔

6۔ چنانچہ صورتحال یہ بنی کہ یونانیوں کو یوبیا میں ہی ٹھہر کر دشمن سے جنگ کرنا تھا۔ اب جنگ کا انداز یہ تھا۔ بربری دوپہر کے وقت الیفی تے پہنچ گئے اور تب دیکھا --- جیسا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہلے بھی سُن رکھا تھا۔۔۔ کہ یونانی جہازوں کا ایک کم تعداد بیڑہ ار ٹمیسیئم میں لنگر انداز ہے۔ وہ فوری طور پر لڑائی شروع کرنے کو بیقرار ہوئے کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ کہیں یونانی بھاگ نہ جائیں؛ وہ انہیں بھاگنے سے پہلے دبوچ لینا چاہتے تھے۔ تاہم انہیں یہ بات عقلمندانہ نہ لگی کہ یونانی سٹیشن کی جانب سیدھے چلتے جائیں، مبادا دشمن انہیں آتے دیکھ لے اور فوراً بھاگ کھڑا ہو؛ ایسی صورت میں بھگوڑوں کو پکڑنے سے پہلے ہی رات ہو جاتی اور وہ آسانی سے بچ نکلتے؛ جبکہ فارسی چاہتے تھے کہ ایک دشمن بھی اُن کی گرفت سے نکل نہ سکے۔

7۔ چنانچہ انہوں نے ایک منصوبہ سوچا جو یوں تھا:۔۔۔ انہوں نے اپنے دو سو جہازوں کو باقیوں سے الگ کیا اور۔۔۔ دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے۔۔۔ انہیں سکاتھوس جزیرے کے اوپر سے روانہ کیا تاکہ وہ کیفیرس [6] اور گیریسٹس [7] کے ذریعہ یُوبیا کا چکر کاٹ کر یوریپس پہنچیں۔ انہوں نے اِس ترکیب کے ذریعہ یونانیوں کو ہر طرف سے گھیرے میں لینے کا سوچا؛ کیونکہ علیحدہ کیے گئے جہاز اُس راہ کو بند کر دیتے جہاں سے دشمن پیچھے ہٹ سکتا تھا جبکہ دیگر جہاز سامنے سے حملہ کرتے۔ چنانچہ اِس منصوبے کے تحت انہوں نے دو سو جہاز علیحدہ کیے جبکہ خود انتظار کرنے لگے؛۔۔۔ کیونکہ انہیں اُسی روز یا اُتنی دیر تک یونانیوں پر حملہ نہیں کرنا تھا جب تک کہ انہیں اپنے دو سو جہازوں کے مقررہ جگہ پر پہنچنے کا اشارہ نہ مل جاتا۔ دریں اثناء انہوں نے دیگر جہازوں کو افی تے میں اکٹھا کر لیا۔

8۔ فارسیوں کے ساتھ سکایونے کا رہنے والا ایک آدمی سکائی لیس موجود تھا جو اپنے عہد کا ماہر ترین غواص (غوطہ خور) تھا۔ کوہ پیلیون کے قریب جہازوں کی تباہی کے موقعہ پر اُس نے فارسیوں کے لیے اُن کی کھوئی ہوئی بہت سی چیزیں بازیاب کرائی تھیں؛ اور ساتھ ہی اُس نے اپنے لیے بھی کافی سارا خزانہ جمع کیا تھا۔ وہ کچھ عرصہ سے یونانیوں کے ساتھ جا ملنے کی خواہش کر رہا تھا؛ لیکن ابھی تک کوئی اچھا موقع نہ ملا تھا اور اب فارسی اپنے جہازوں کو مجتمع کر رہے تھے۔ میں یہ بتانے سے قاصر ہوں کہ وہ کس طریقہ سے یونانیوں کے پاس پہنچا تھا: اگر عام طور پر سنائی جانے والی کہانی درست ہو تو یہ میرے لیے بڑی حیرت انگیز بات ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اُس نے افی تے کے مقام پر سمندر میں غوطہ لگایا اور سطح پر آئے بغیر ار ٹمیسیئم جا نکلا۔۔۔ یعنی اُس نے تقریباً 80 فرلانگ [8] کا فاصلہ زیر آب ہی طے کیا۔ اِس آدمی کے متعلق بتائی جانے والی بہت سی باتیں نری جھوٹ ہیں؛ لیکن کچھ کہانیاں سچی لگتی ہیں۔ میری اپنی رائے یہ ہے کہ اِس موقع پر وہ کشتی میں بیٹھ کر ار ٹمیسیئم گیا۔

تاہم، ہو سکتا ہے کہ سکائی لیس نے ار ٹمیسیئم پہنچتے ہی یونانی کپتانوں کو طوفان سے ہونے والے نقصان کی پوری تفصیل بتائی اور یہ بھی بتا دیا کہ 200 جہازوں کو یُوبیا کا چکر کاٹنے کے لیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھیجا گیا ہے۔

9۔ سو یہ خبریں موصول ہونے پر یونانیوں نے مجلس مشاورت بلائی اور کافی بحث مباحثہ کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ فی الحال وہ جہاں ہیں وہیں رہیں، لیکن آدھی رات کے بعد سمندر میں نکلیں اور جزیرے کے اوپر سے ہو کر آتے ہوئے جہازوں کا مقابلہ کریں؛ لیکن جب انہوں نے جانا کہ کسی نے اُن کی بات میں دخل نہیں دیا تو ایک نیا منصوبہ تشکیل دیا جس کے تحت انہیں شام ڈھلے تک انتظار کرنا اور پھر بربریوں کے مرکزی دھڑے کی جانب بڑھنا تھا تاکہ اُن کے انداز جنگ اور جہازوں کی چالبازی کی مہارت کو آزما سکیں۔

10۔ فارسی سالاروں اور عملے نے جب یونانیوں کو چند جہاز لے کر اس قدر بیباکی سے اپنی جانب آتے دیکھا تو انہیں خبطی خیال کرنے لگے[9] اور اِس توقع کے ساتھ اُن کا مقابلہ کرنے گئے کہ بڑی آسانی سے اُن کے جہازوں پر قبضہ پالیں گے۔ فارسی جہازوں کے مقابلہ میں یونانی جہاز اس قدر کم تھے کہ انہوں نے دشمن کو چاروں جانب سے گھیرے میں لینے کا عزم کیا۔ فارسی بیڑے میں شامل کچھ ایونیاؤں نے جب اپنے ہم وطنوں کو نرغے دیکھا تو بہت غمزدہ ہوئے؛ کیونکہ انہیں یقین ہو چلا تھا کہ اُن میں سے ایک بھی بچ نہ سکے گا۔۔۔ یونانیوں کی طاقت کے متعلق اُن کی رائے بہت ناقص تھی۔ دوسری طرف یونان پر حملہ کرنے میں خوش افراد بے قراری میں دشمن پر دوسرے سے پہلے حملہ کرنے کے متمنی تھے تاکہ سب سے پہلے اتھنی جہاز پر قبضہ کر کے بادشاہ سے انعام جیت سکیں۔ کیونکہ دونوں لشکروں میں اتھنیوں کا ذکر سب سے زیادہ ہو رہا تھا۔

11۔ اشارہ ملنے پر یونانی اپنے جہازوں کے دُنبالوں کو ایک نیم دائرے کی شکل میں لائے اور اگلے حصوں کو ہر طرف سے بربریوں کے 30 جہاز پکڑ لیے، اور ساتھ ہی Chersis کے بیٹے اور شاہ سلامس[10] کے بھائی فِلاؤن کو قیدی بنا لیا۔۔۔ یہ بیڑے میں خاصا مشہور آدمی تھا۔ دشمن کے اولین جہاز پر قبضہ کرنے والا شخص ایک اتھنی لائیکومیدیس ابن ایسکریاس تھا جسے بعد میں اعزاز شجاعت دیا گیا۔ تاہم، رات ہونے تک فتح مشکوک ہی تھی۔۔۔ اندھیرے کے باعث لڑائی رک گئی۔ یونانی واپس ارتمیسیم چلے گئے؛ اور بربری الفی تے واپس آئے، وہ غیر متوقع نتیجے پر ششدر رہ گئے۔ اِس لڑائی میں بادشاہ کی طرف سے لڑنے والا صرف ایک یونانی اپنے ہم وطنوں کے ساتھ جا ملا۔ یہ لیمنوس کا اینٹی ڈورس تھا جسے اتھنیوں نے انعام کے طور پر سلامس میں زمین کا ایک ٹکڑا دیا۔

12۔ ابھی رات پوری طرح نہ چھائی تھی کہ موسلادھار بارش۔۔۔ یہ موسم گرما کا وسط تھا۔۔۔ ہونے لگی اور گرج چمک کے ساتھ ساری رات جاری رہی؛ مقتولوں کی لاشیں اور تباہ شدہ جہازوں کا ملبہ بہہ کر الفی تے کی سمت میں گیا اور وہاں جہازوں کے سامنے والے حصوں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قریب تیرنے لگا جس کے باعث چپو چلانے میں مشکل پیدا ہوئی۔ طوفان کی خبر سُن کر بربری بہت پریشان ہوئے اور اپنی موت کی اُمید کرنے لگے کیونکہ وہ بہت سی مصیبتوں کے درمیان گھر گئے تھے۔ وہ کوہ پیلیون والے طوفان اور جہازوں کی تباہی سے تو نکل آئے تھے لیکن سمندری جنگ سے حیرت زدہ تھے جس نے اُن کی ساری طاقت کو زائل کر دیا تھا' اور ابھی لڑائی ختم نہ ہوئی تھی کہ زبردست بارش اور گرج چمک کا سامنا کرنا پڑ گیا۔

13۔ تاہم' اگر الیفی تے میں موجود بربریوں نے ایک بے سکون رات گزاری تو یُوبیا کا چکر لگانے کے لیے روانہ کردہ بربریوں کی مصیبتیں اور بھی زیادہ سنگین تھیں: انہیں بیچ سمندر میں طوفان نے آلیا اور بڑی آفت سے دوچار کیا۔ وہ یُوبیا کے Hollows[12] کے قریب بحرپیمائی کر رہے تھے کہ ہوا چلنے اور بارش برسنے لگی: تیز ہوا کے سامنے بے بس ہو کر وہ انجانے انداز میں بہتے ہوئے بالآخر چٹانوں سے ٹکرا گئے۔۔۔ آسمان نے ایسا اس لیے کیا کہ فارسی بحری بیڑا یونانی بیڑے سے بہت زیادہ بڑا نہ رہے بلکہ تقریباً اُس کے برابر ہو جائے۔ چنانچہ یہ سکواڈرن مکمل طور پر کھو گیا۔

14۔ الیفی تے میں موجود بربری دن چڑھتا دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اس قدر آفات کے بعد خاموشی سے کچھ سکون کا لطف لینے لگے۔ دریں اثناء یونانیوں کے پاس ایٹیکا[13] سے 53 جہازوں کی ایک کمک پہنچ گئی۔ ان جہازوں کی آمد کی خبر کے ساتھ ہی یہ خبر بھی آئی کہ یُوبیا کے راستے بھیجے گئے جہاز طوفان میں مکمل طور پر تباہ ہو گئے ہیں۔ یونانی ملاحوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔ چنانچہ انہوں نے دوبارہ گزشتہ دن والی ساعت آنے کا انتظار کیا اور ایک مرتبہ پھر سمندر میں نکل کر دشمن پر حملہ کیا۔ اِس مرتبہ اُن کا آمنا سامنا کچھ سلیشیائی جہازوں سے ہوا جنہیں انہوں نے ڈبو دیا: رات ہونے پر وہ ارٹمیسیئم میں واپس آ گئے۔

15۔ اب تیسرا دن آ گیا اور بربریوں کے کپتان شرمندہ ہوئے کہ جہازوں کی اتنی کم تعداد نے اُن کے بیڑے کو خوفزدہ کر رکھا تھا' اور انہوں نے زرکسیز کے غصے کے ڈر سے دوسروں کا انتظار کیے بغیر جنگ شروع کرنے کے لیے لنگر اُٹھائے اور تقریباً دوپہر کے وقت یونانیوں کے خلاف روانہ ہوئے۔ وہ زبردست نعرہ بازی کر رہے تھے۔ اب ہوا یوں کہ یہ لڑائیاں تھرموپلے کی لڑائیوں والے دنوں میں ہی ہوئیں: ایک معاملے میں لڑائی کا مقصد راستے پر قبضہ قائم رکھنا تھا تو دوسرے میں یُوریپس کا دفاع کرنا۔ چنانچہ یونانی ایک دوسرے پر زور دے رہے تھے کہ بربریوں کو یونان کے اندر نہ گھسنے دیں' جبکہ بربری اپنے ساتھیوں سے چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ یونانی بیڑے کو تباہ کر کے آبی گزرگاہ کے مالک بن جائیں۔

16۔ اور اب زرکسیز کا بیڑا حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا جبکہ دوسری جانب یونانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ار ٹمیسیئم میں بے حرکت کھڑے تھے۔ چنانچہ فارسیوں نے یونانیوں کو ساری اطراف سے گھیرنے کی نیت سے اپنے جہازوں کو پھیلایا تاکہ وہ فرار نہ ہو سکیں۔ یہ دیکھ کر یونانی اپنے حملہ آوروں سے ٹکرانے کے لیے روانہ ہوئے؛ اور جنگ شروع ہو گئی۔ دونوں بیڑوں میں سے کسی کو بھی برتری حاصل نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ کیونکہ ذرکسیز کی فوج نے اپنی زیادہ تعداد کے باعث خود کو نقصان پہنچایا، اُن کے جہاز بے ترتیب ہو گئے اور کبھی کبھی تو آپس میں ٹکرا بھی گئے؛ تاہم وہ ڈٹے رہے اور شدت کے ساتھ لڑے کیونکہ عملے نے اس قدر کم تعداد بیڑے سے ڈر کر بھاگنا حقیقی بے عزتی خیال کیا۔ چنانچہ یونانیوں کو جہازوں اور آدمیوں دونوں حوالوں سے نقصان اٹھانا پڑا؛ لیکن بربریوں کا نقصان کہیں زیادہ تھا۔ سو بیڑے اوپر مذکور لڑائی کے بعد علیحدہ ہو گئے۔

17۔ ذرکسیز کی طرف سے مصری باقی سب پر بازی لے گئے؛ کیونکہ انہوں نے دیگر متعدد زبردست کام کرنے کے علاوہ یونانیوں کے پانچ جہاز بمعہ عملہ بھی قابو کر لیے۔ یونانیوں کی جانب سے اعزاز شجاعت ایتھنیوں کو حاصل ہوا؛ اور اُن میں کلینیاس ابن آلسی بیادیس ممتاز ترین تھا جس نے اپنے مہیا کردہ جہاز[14] پر دو سو آدمیوں[15] کے ساتھ خدمات سرانجام دیں۔

18۔ دونوں بیڑے علیحدہ ہو کر خوشی خوشی اور تیزی سے اپنی قیام گاہوں کی جانب چلے۔ درحقیقت لڑائی ختم ہونے پر یونانی تمام مقتولین کی لاشوں اور شکستہ جہازوں کے ملبوں کے مالک بن گئے؛ لیکن اُن پر، بالخصوص ایتھنیوں پر۔۔۔ جن کے نصف جہازوں کو نقصان پہنچا تھا۔۔۔ اتنا شدید حملہ ہوا تھا کہ انہوں نے اپنے مرکز قیام سے ہٹ کر اپنے ملک کے اندرونی حصوں کی جانب آنے کا فیصلہ کیا۔

19۔ تھیمسٹو کلیز کا خیال تھا کہ اگر کسی طرح ایونیائی اور کیریائی جہازوں کو بربری بیڑے سے الگ کر لیا جائے تو یونانی باقیوں کو بہ آسانی شکست دے سکتے ہیں، چنانچہ اس نے کپتانوں کا اجلاس بلایا۔ وہ ساحل سمندر پر مشورہ کرنے بیٹھے جہاں یوبیائی اب اپنے ریوڑ اور گلے جمع کر رہے تھے، اور یہاں تھیمسٹو کلیز نے انہیں بتایا کہ ایک منصوبہ ایسا ہے جس کے ذریعہ بادشاہ کے مفید ترین حلیفوں کو الگ کیا جا سکتا تھا۔ اس وقت منصوبے کی متعلق مزید کوئی تفصیل نہ بتائی گی۔ دریں اثنا اس نے خود کو درپیش حالات کو دیکھتے ہوئے مشورہ دیا کہ جتنے یوبیائی مویشیوں کو ذبح کر سکتے ہیں کر دیں۔۔۔ کیونکہ، اس نے کہا، بہتر ہو گا کہ دشمن کی بجائے وہ خود ان سے لطف اندوز ہوں۔۔۔ اور اپنے آدمیوں کو معمول کے مطابق الاؤ روشن کرنے کا حکم دیں۔ پیچھے ہٹنے کے بارے میں اس نے کہا کہ وہ مناسب موقعہ پر نظر رکھنے کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے، اور ایسا انتظام کرے گا کہ وہ نقصان اٹھائے بغیر واپس یونان چلے جائیں۔ ان باتوں نے کپتانوں کا دل خوش کر دیا۔ سو انہوں نے الاؤ جلائے اور مویشیوں کو ذبح کرنے لگے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

20۔ اس وقت تک یوبیاؤں نے باسس کی کہانت کو بہت کم اہمیت دی تھی کہ جیسے اس کی کوئی وقعت ہی نہ ہو' اور نہ اپنی چیزوں کو جزیرے سے ہٹایا تھا اور نہ ہی انہیں مضبوط ٹھکانوں میں منتقل کیا تھا: اگر انہیں ممکنہ جنگ ہونے کا یقین ہوتا تو وہ بالضرور ایسا کرتے۔ اس لاپروائی کے باعث انہوں نے خود کو نہایت خطرناک صورتحال سے دوچار کر دیا۔ جس کہانت کی میں بات کر رہا ہوں' وہ یہ تھی:۔۔۔

جب ایک اجنبی تمہاری ایال پر بابلس کا جُوا ڈالے'[۱۶]

تو تم اپنی بکریوں کو یوبیا سے باہر لے جانا

مصیبت سر پہ پہنچ جانے تک یوبیاؤں نے اس کہانت کو کوئی اہمیت نہ دی تھی' اس لئے اب ان پر بدترین آفت نازل ہوا چاہتی تھی۔

21۔ جب یونانی متذکرہ بالا کارروائی میں مصروف تھے[۱۷] تو ٹراکس پر تعینات کردہ جاسوس ار تمیسیئم پہنچا۔ کیونکہ یونانیوں نے دو جاسوسوں کو مقرر کیا تھا:۔۔۔ اینٹی کائرا کے رہائشی پولیاس کو ار تمیسیئم میں ٹھہرا گیا تھا اور اس کو ایک ہر دم تیار چپوؤں والی کشتی دی گئی تھی تاکہ وہ سمندر میں لڑائی ہوتے دیکھ کر فوراً تھرموپائلے والے یونانیوں کو جا کر اطلاع دے: اسی طرح ایک ایتھنی آبرولیکس ابن لائسی کلیز ایک سہ طبقہ جہاز کے ساتھ لیونید اس کے قریب مقرر تھا تاکہ وہ زمینی فوج کو تباہ ہوتا دیکھے تو فوراً یہ خبر ار تمیسیئم پہنچائے۔ اب یہی آبرولیکس لیونید اس اور اس کے ساتھیوں کے انجام سے متعلق خبر لے کر آیا۔ یہ سنتے ہی یونانیوں نے پیچھے ہٹنے میں بالکل تاخیر نہ کی' بلکہ جس ترتیب میں کھڑے تھے اس میں واپس پلٹے۔۔۔ یعنی کورنتھی سب سے آگے اور ایتھنی سب سے آخر میں۔

22۔ اب تھیمسٹو کلیز نے ایتھنی جہازوں میں سے تیز ترین بحر پیا چنے اور ساحل پر مختلف مقامات پہ جا کر پتھروں پر تحریریں کھدوائیں جنہیں اگلے روز ایونیاؤں نے ار تمیسیئم پہنچنے پر پڑھا۔ تحریریں یوں تھیں:۔۔۔ "اے اہل ایونیا' تم نے اپنے ہی باپوں کے خلاف جنگ کر کے اور یونان کو غلام بنانے میں مدد دے کر غلط کیا ہے۔ چنانچہ ہم درخواست کرتے ہیں کہ اگر ممکن ہو تو ہمارے ساتھ مل جاؤ: اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو ہماری التجا ہے کہ مقابلے سے الگ ہو جاؤ اور کیریاؤں کو بھی یہی کرنے پر زور دو۔ اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی ممکن نہیں اور تمہیں جبراً ایسا کرنے سے روکا جاتا ہے تو کم از کم پیچھے رہ کر ہی لڑو اور یاد رکھو کہ تم ہماری اولاد ہو' اور تمہاری وجہ سے ہی ہم نے بربریوں کی اولین خفگی مول لی تھی۔"[۱۸] میرے خیال میں تھیمسٹو کلیز کو اس کارروائی سے دو نتائج کی امید تھی۔۔۔ یا تو زرکسیز کو ان کا پتہ نہ چلے اور ایسی صورت میں ایونیائی یونانیوں کی ساتھ مل سکتے تھے: یا اگر زرکسیز کو ان سے آگاہی ہو جائے تو وہ ایونیاؤں پر

Courtesy-www.pdfbooksfree.pk

بھروسہ کھو دے اور انہیں سمندری لڑائیوں میں حصہ لینے کی اجازت نہ دے۔

23۔ تحریریں کندہ ہونے کے کچھ ہی دیر بعد ہستیا نای آدمی ایک تجارتی جہاز میں الفی تے گیا اور فارسیوں کو بتایا کہ یونانی ارٹمیسیئم سے فرار ہو گئے تھے۔ فارسیوں نے خبر پہ یقین نہ کرتے ہوئے اس آدمی کو گرفتار کر لیا اور چند تیز ترین جہازوں کو صورتحال معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے واپس آکر خبر کی تصدیق کی؛ تب سورج طلوع ہونے پر سارا بیڑہ یکجا ہو کر ارٹمیسیئم کی جانب بڑھا اور دوپہر تک وہیں ٹھہرا؛ اس کے بعد وہ ہستیا[19] کی طرف روانہ ہوا۔ یہ شہر فور اان کے قبضہ میں آگیا؛ اور کچھ ہی دیر بعد انہوں نے ساحل پر ہیلوپیا[20] ضلع ---جو ہستیائی علاقے کا حصہ تھا--- میں مختلف دیہاتوں کو لوٹا۔

24۔ ابھی وہ ہیں قیام پذیر تھے کہ ایک قاصد زرکسیز کا پیغام لے کر آیا' جسے اس نے تھرموپائلے کے مقام پر مرنے والوں کے جسموں کے ساتھ مندرجہ ذیل سلوک کرنے کے بعد بھیجا تھا۔ اس نے فارسیوں کی جانب سے لڑتے ہوئے مارے جانے والے 20 ہزار افراد میں سے ایک ہزار کو میدان جنگ میں ہی چھوڑا جبکہ باقیوں کو کھائیوں میں دفنا دیا؛ اور ان پر اچھی طرح مٹی ڈال دی تاکہ جہازران انہیں دیکھ نہ سکیں۔ قاصد نے ہستیا پہنچنے پر ساری فوج کو ایک جگہ جمع کیا اور یوں مخاطب ہوا:

"ساتھیو' بادشاہ زرکسیز سب کو اجازت دیتا ہے کہ جو بھی چاہے اپنی چوکیوں کو چھوڑ کر آئے اور دیکھے کہ وہ اپنی فوجوں کو شکست دینے کا سوچنے والے بے وقوف لوگوں کے ساتھ کیسے لڑا ہے۔"

25۔ ابھی یہ الفاظ ادا کئے ہی گئے تھے کہ بہت سے لوگوں نے نظارہ دیکھنے کی خواہش کی اور اتنی بڑی کشتی ڈھونڈنا ناممکن ہو گیا کہ جس میں وہ سب سما سکیں۔ جن لوگوں نے آبنائے پار کی انہوں نے مُردوں کے ڈھیروں کے درمیان سے گزر کر یہ منظر دیکھا۔ مقتولین میں بہت سے غلام بھی شامل تھے[21] لیکن سب نے یہی سمجھا کہ لاشیں لیسیڈیمونیوں یا اہل تھیسپیا کی تھیں۔ تاہم' فارسی مقتولین کو چھپانے کے لئے زرکسیز کے دھوکے میں کوئی نہ آیا۔ یہ درحقیقت ایک مضحکہ خیز حکمت عملی تھی--- ایک طرف ایک ہزار آدمی میدان میں بکھرے پڑے تھے اور دوسری طرف چار ہزار آدمی ایک ہی جگہ پر پاس پاس پڑے تھے۔ یہ دن نظارہ کرنے میں ہی خرچ ہو گیا۔ اگلے دن سمندری فوج کے آدمی اپنے جہازوں پہ سوار ہو کر واپس ہستیا گئے' جبکہ زرکسیز اور اس کی فوج اپنی راہ پر روانہ ہوئی۔

26۔ آرکیڈیا سے کچھ بھگوڑے آکر فارسیوں کے ساتھ مل گئے--- وہ غریب آدمی بے روزگار تھے اور انہیں ملازمت کی ضرورت تھی۔ فارسی انہیں اپنے بادشاہ کی خدمت میں لائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور ان کے ایک نمائندہ آدمی سے پوچھا' "یونانی کن کارروائیوں میں مصروف ہیں؟" آرکیڈیوں نے جواب دیا--- "وہ اولمپک کھیلیں منعقد کر رہے ہیں' اتھلیٹک سپورٹس اور رتھ دوڑیں دیکھ رہے ہیں۔" آدمی نے کہا "اور وہ کس انعام کی خاطر آپس میں مقابلہ کرتے ہیں؟" دیگر نے جواب دیا" زیتون کی ایک ڈالی جو جیتنے والے شخص کو دی جاتی ہے۔" یہ سن کر ارتابانس [۲۲] کے بیٹے تریتانتے ثمیز نے ایک زبردست تقریر کی' لیکن اس کی وجہ سے اسے بادشا زرکسیز نے بزدلی کا الزام دیا۔ وہ انعام میں دولت کی بجائے محض زیتون کی ایک ڈالی ہونے کا سن کر سب کے سامنے یہ کہنے سے رک نہ سکا: "او خدا! مار دونیئس' یہ کس قسم کے لوگ ہیں جن کے خلاف لڑنے کے لئے تم ہمیں لے کر آئے ہو؟--- ایسے لوگ جو ایک دوسرے کے ساتھ دولت کی بجائے اعزاز کی خاطر مقابلہ بازی کرتے ہیں!"

27۔ اس سے کچھ دیر پہلے' اور تھرموپائلے کی شکست کے فوراً بعد تھیسالیوں نے فوکس کی جانب ایک قاصد بھیجا۔ تھیسالیوں اور فوکایوں کے تعلقات ہمیشہ سے کشیدہ چلے آ رہے تھے' بالخصوص ان کی آخری شکست کے بعد۔ کیونکہ یونان پر بادشاہ کے حملے سے چند سال پیشتر اہل تھیسالی اپنے اتحادیوں کے ساتھ فوکس میں داخل ہوئے تھے' لیکن انہیں فوکایوں کے ہاتھوں زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ فوکایوں کے ساتھ غیب دان کے طور پر ایلس کا ٹیلیئس موجود تھا۔ انہیں کوہ پارناسس میں روک لیا گیا جس پر ان کے ایلیائی اتحادی نے مندرجہ ذیل ترکیب سوچی۔ اس نے ان کے چھ سو بہادر ترین آدمی لئے اور ان کے جسموں اور بازوؤں کو چونے سے سفید کر دیا؛ تب انہیں حکم دیا کہ وہ راستے میں ملنے والے ہر ایسے شخص کو قتل کر دیں جو خود ان جیسا سفید نہ ہو۔ پھر اس نے تھیسالیوں پر رات کے وقت حملہ کر دیا۔ تھیسالیائی پہرے داروں نے جونہی انہیں دیکھا تو اسے ایک بدشگونی سمجھ کر شدید خوف کا شکار ہو گئے۔ پہرے داروں سے یہ خوف فوج کو منتقل ہوا اور وہ ایسی بھگدڑ کا شکار ہوئی کہ فوکایوں نے ان میں سے چار ہزار کو مار ڈالا اور ان کی لاشوں اور ڈھالوں کے مالک بن گے۔ آدھی ڈھالیں نذر کے طور پر ایبے [۲۳] کے معبد کو بھیجی گئیں اور آدھی ڈیلفی میں رکھی گئیں؛ جبکہ مال غنیمت کا عشر دیو قامت بت بنانے پر خرچ کیا گیا جو ڈیلفی کی عبادت گاہ کے سامنے تین پایا نشست کے ارد گرد کھڑے ہیں' اور اسی طرح کے بت ایبے میں بھی ہیں۔

28۔ تھیسالیائی پیادوں کے اس قتل کے بعد فوکایوں نے ان کی گھوڑ سوار فوج پر حملہ کیا۔ یہ نقصان وہ کبھی پورا نہیں کر سکے تھے۔ ہیامپولس [۲۴] نامی شہر کے قریب ایک درہ ہے جہاں فوکایوں نے ایک چوڑی خندق کھود کر اسے شراب کے بیکار اور خالی مرتبانوں سے بھر دیا اور اوپر مٹی ڈال دی تاکہ زمین دیکھنے میں ایک سی نظر آئے--- اور تھیسالیوں کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیسالی فوکایوں کو ایک ہی ہلے میں نیست و نابود کرنے کا سوچ کر تیزی سے آگے بڑھے اور مرتبانوں سے بھری خندق میں گرنے کے باعث اپنے گھوڑوں کی ٹانگیں تڑوا بیٹھے۔

29۔ چنانچہ تھیسالیوں کے پاس اُس وقت فوکایوں کے ساتھ جھگڑے کی دوہری وجہ موجود تھی جب انہوں نے اوپر مذکور قاصد کو بھیجا۔ قاصد نے جا کر پیغام دیا:---

"اے اہلِ فوکس، جان لو کہ تم ہمارا مقابلہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ماضی میں جب ہم نے یونانیوں کی حمایت کرنا چاہی تو ہمیں ہمیشہ تم پر برتری حاصل تھی؛ اور اب بربریوں پر ہمارا اثر و رسوخ اتنا زیادہ ہے کہ اگر ہم چاہیں تو تمہیں تمہارے علاقے سے محروم کر دیں، بلکہ بدترین بات یہ کہ تمہیں بطور غلام بیچ دیں۔ تاہم، اگرچہ ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں، لیکن ہم اپنی زیادتیوں اور دست درازیوں کو بھول جانا چاہتے ہیں۔ تم پچاس ٹیلنٹ [۲۵] چاندی کی ادائیگی کر دو تو ہم تمہارے ملک کو درپیش خطرات دور کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

30۔ یہ تھا تھیسالیوں کا بھیجا ہوا پیغام۔ ان علاقوں میں صرف اور صرف فوکائی ایسے لوگ تھے جنہوں نے میڈیوں کے مقصد کو نہیں اپنایا تھا؛ اور میری رائے ہے کہ اس کا محرک تھیسالیوں سے نفرت کے سوا اور کوئی نہ تھا؛ کیونکہ اگر اہلِ تھیسالی یونانیوں کی حمایت کا اعلان کر دیتے تو مجھے پورا یقین ہے کہ اہلِ فوکس میڈیوں کے ساتھ مل جاتے۔ چنانچہ پیغام ملنے پر فوکایوں نے جواب دیا کہ، "ہم اور تم اگر چاہیں تو میڈیوں کے مقصد کو اپنانے میں پوری طرح آزاد ہیں، ہم کوئی ادائیگی نہیں کریں گے، لیکن کبھی اپنی مرضی سے یونان کے غدار بھی نہیں بنیں گے۔"

31۔ یہ جواب سن کر اہلِ تھیسالی فوکایوں کے خلاف بہت غصے میں آئے اور انہوں نے خود کو بربری فوج کے رہنماؤں کے طور پر پیش کر دیا، اور انہیں براستہ ٹراکینیا ڈورس لے کر گئے۔

اِس جگہ پر ڈوری علاقے کی ایک پتلی سی-- زیادہ از زیادہ 30 فرلانگ چوڑی--- پٹی موجود ہے جو مالِس کو فوکس سے جدا کرتی ہے؛ قدیم دور میں یہ پٹی ڈرائیوپس کہلاتی تھی؛ اور جس زمین کا یہ ایک حصہ ہے، وہ پیلوپونیسے [۲۶] میں ڈوریوں کی مادرِ وطن ہے۔ بربریوں نے اِس علاقے میں لوٹ مار نہ مچائی کیونکہ باشندے اُن کی حمایت کرنے پر تیار ہو گئے تھے؛ علاوہ ازیں تھیسالیوں نے انہیں بخش دینے کی خواہش ظاہر کی تھی۔

32۔ ڈورس سے وہ فوکس میں گئے؛ لیکن یہاں آباد لوگوں نے اُن کی طاقت کے سامنے سر نہ جھکایا: کیونکہ اُن میں سے کچھ نے پارناسس کی بلند جگہوں پر پناہ لے لی تھی--- پارناسس کی ایک تِتھوریا نامی چوٹی (جو بالکل الگ تھلگ اور نیون شہر سے قریب ہے) بہت سے آدمیوں کو پناہ دینے کے لیے کافی موزوں ہے، اور اب فوکایوں کی ایک بہت بڑی تعداد اپنی قابلِ منتقلی اشیاء کے ساتھ وہاں چلی گئی؛ جبکہ اکثریت اوزولیائی لوکریوں [۲۷] کے ملک کی جانب بھاگ گئی جو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Crissaean میدان سے اوپر واقع ہے۔ تاہم' فوکس کی زمین کو مکمل طور پر لوٹا گیا کیونکہ اہل تھیسالی فارسی فوج کو اُس میں سے لے کر گزرے تھے؛ اور وہ جہاں بھی گئے وہاں آگ اور تلوار سے تباہی مچائی' سپاہیوں نے شہروں کو معبدوں سمیت جلا کر راکھ کر دیا۔

33۔ فوج وادی سیفی سس [28] میں سے گذری؛ اور یہاں انہوں نے طول و عرض میں تباہی مچائی اور ڈریمس' کیرادا' اریوکس' ٹیتھرونیئم' ایمفی کایا' نیون' پیڈیاس' ترتیتیس' ایلاتیا' ہیامپولس' پیراپوٹامی اور اپیے نامی شہروں کو جلا ڈالا۔ موخر الذکر شہر میں اپالو کا ایک معبد تھے جسے کثیر التعداد بیش قیمت اشیاء اور بھینٹوں سے مزین کیا گیا تھا۔ دور حاضر کی طرح اُن دنوں بھی وہاں ایک دار الاستخارہ موجود تھا۔ فارسیوں نے اِس معبد کو لوٹا اور جلایا؛ اور یہاں انہوں نے کچھ فوکایوں کو پہاڑیوں [29] میں جانے سے پہلے ہی پکڑ لیا اور اُن کی کچھ عورتوں کو بد سلوکی کر کے مار ڈالا۔

34۔ پیراپوٹامی سے گزرنے کے بعد بربری پانوپیں کی جانب بڑھے؛ اور اب فوج دو جتھوں میں بٹ گئی؛ زیادہ نفری اور طاقت کا حامل جتھا خود زرکسیز کی قیادت میں ایتھنز کی جانب روانہ ہوا' اور اورکومینیوں [30] کے ملک سے ہو کر بیوشیا میں داخل ہوا۔ سب کے سب بیوشیاؤں نے میڈیوں کے مقصد کو اپنا لیا؛ اور اُن کے شہر مقدونیائی فوجی دستوں کے قبضہ میں تھے جنہیں زرکسیز نے وہاں بھیجا تھا تاکہ بیوشیاؤں کا میڈیوں کے حمایتی ہونے کا یقین کیا جا سکے۔

35۔ راہنماؤں کے ہمراہ دوسرے دستے نے کوہ پارناسس کو دائیں ہاتھ رکھ کر ڈیلفی کے معبد کی جانب کوچ کیا۔ انہوں نے بھی اپنی راہ میں آنے والے فوکائی علاقوں کو لوٹا' پانوپیوں کے شہر' اور ڈولیوں اور راویلیدے کے شہروں کو بھی نذر آتش کیا۔ اِس جتھے کو مرکزی فوج سے علیحدہ کر کے اِس سمت میں بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ ڈیلفی کے معبد کو لوٹا جائے اور وہاں پڑے ہوئے خزانوں کو بادشاہ زرکسیز کے پاس لایا جائے۔ کیونکہ (میری اطلاعات کے مطابق) زرکسیز کو اپنے گھر میں رکھے خزانوں سے زیادہ ڈیلفی کی قابل ذکر قیمتی اشیاء کی تفصیل کا پتہ تھا: اُس کے آس پاس موجود کچھ لوگ متواتر اُسے خزانوں --- بالخصوص کروسس ابن الیاتمیں [31] کے بھیجے ہوئے تحائف --- کے بارے میں بتاتے رہے تھے۔

36۔ اب جب اہل ڈیلفی نے پیش آمدہ خطرے کے متعلق سنا تو بہت ہراساں ہوئے۔ خوف کے عالم میں انہوں نے مقدس خزائن کے بارے میں استخارہ کروایا اور پوچھا کہ کیا وہ انہیں زمین میں دفن کر دیں یا کسی اور ملک میں لے کر چلے جائیں۔ جواب میں دیوتا نے انہیں حکم دیا کہ خزائن کو وہیں پڑا رہنے دیں۔ اس نے کہا' "میں کسی مدد کے بغیر اپنی حفاظت کرنے کے قابل ہوں۔" یہ جواب سُن کر اہل ڈیلفی اپنے بچاؤ کے متعلق فکر کرنے لگے۔ سب سے پہلے تو انہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے اپنی عورتوں اور بچوں کو خلیج کے اُس پار آکیا میں بھیج دیا؛ اس کے بعد اُن میں سے متعدد اُوپر پارناسس [۳۲] کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اور اپنی چیزوں کو کورائسی غار [۳۳] میں حفاظت کے لیے رکھ دیا؛ جبکہ کچھ بھاگ کر لوکرس [۳۴] میں امفیسا چلے گئے۔ اس طرح ساٹھ آدمیوں اور پیغمبر کے سوا سب ڈیلفیوں نے شہر کو خالی کر دیا تھا۔

37۔ جب بربری حملہ آور نزدیک آئے اور اُس جگہ [۳۵] سے دکھائی دینے لگے تو پیغمبر ایکیراتس نے معبد کے سامنے مقدس زرہ کا ایک حصہ زمین پر پڑے دیکھا جسے چھونا کسی فانی ہستی کے لیے جائز نہیں تھا؛ یہ حصہ عبادت گاہ کے اندر لٹکا ہوتا تھا۔ تب اُس نے جاکر پیچھے ٹھہرے ہوئے ڈیلفیوں کو اس شگون سے آگاہ کیا۔ دریں اثناء دشمن تیزی سے چلتے ہوئے ایتھنا پرونایا کی عبادت گاہ تک پہنچ گئے؛ اس موقعہ پر اور بھی زیادہ زبردست شگون دکھائی دیئے۔ واقعی یہ بہت بڑا معجزہ تھا کہ جنگی گھوڑے کی زین خود بخود معبد سے باہر آ گئی؛ تاہم' اس کے بعد مزید حیرت ناک شگون ہوئے۔ بربری ابھی ایتھنا پرونایا کی عبادت گاہ تک ہی پہنچے تھے کہ اچانک اُن کے سروں پر زبردست بجلی کڑکی اور کوہ پارناسس سے دو چٹانیں ٹوٹ کر زوردار آواز کے ساتھ نیچے لڑھکیں اور بہت سوں کو اپنے بوجھ تلے کچل دیا--- جبکہ ایتھنا کے معبد سے نعرۂ جنگ و فتح بلند ہوا۔

38۔ اِن سب چیزوں نے مل کر بربریوں کو خوفزدہ کر دیا اور وہ فوراً پلٹ کر بھاگ کھڑے ہوئے-- اہل ڈیلفی یہ دیکھ کر اپنی پناہ گاہوں سے نیچے اُترے اور زبردست قتال کیا؛ بچ جانے والے بھاگ کر سیدھے بیوشیا چلے گئے۔ اِن آدمیوں نے واپس آکر' جیسا کہ میں نے ذکر کیا--- بتایا کہ انہوں نے اوپر مذکورہ معجزوں کے علاوہ مافوق الفطرت منظر بھی دیکھے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انسان سے زیادہ بڑی قامت کے دو مسلح جنگجو اُن کے پیچھے بھاگے اور انہیں قابو کر کے قتل کر ڈالا۔

39۔ اہل ڈیلفی کے مطابق یہ آدمی اُس جگہ سے تعلق رکھنے والے دو سُورما فایلاکس اور آٹو نُوس تھے' اور معبد کے نزدیک ان دونوں کا ایک ایک مقدس احاطہ ہے--- اول الذکر کا پرونایا کے معبد سے اوپر کو جانے والی سڑک کے کنارے اور موخر الذکر کا کاستالی چشمے [۳۶] کے قریب' ہیامپیا نامی چوٹی کے دامن میں-- پارناسس سے گرنے والی چٹانیں میرے زمانے میں بھی وہاں دیکھی جا سکتی ہیں؛ وہ بربریوں کے لشکر کو کچلنے کے بعد پرونایا کے مقدس احاطے میں رُک گئی تھیں اور اب بھی وہیں پڑی ہیں۔ یوں یہ دستہ معبد سے واپس جانے پر مجبور ہوا۔

40۔ دریں اثناء' یونانی بیڑہ--- جو ار ٹمیسیم سے پیچھے ہٹ آیا تھا--- ایتھنیوں کی درخواست پر سلامس کی جانب بڑھا اور وہاں لنگر انداز ہوا۔ ایتھنیوں نے اُن سے یہ پوزیشن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لینے کے التجا کی تھی تاکہ وہ اپنی عورتوں اور بچوں کو ایٹیکا سے باہر نکال لیں اور آئندہ کے لیے کوئی بہترین راہ پر بھی اچھی طرح غور و خوض کر لیں۔ اپنی سابقہ توقعات کی ناکامی سے مایوس ہو کر وہ جاری صورتحال پر ایک مجلس بلانے والے تھے۔ کیونکہ انہوں نے پیلوپونیسیوں کو پوری قوت کے ساتھ بیوشیا میں دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے صف آراء دیکھا تھا؛ لیکن اپنی کوئی توقع پوری ہوتی نظر نہ آئی: انہیں اُن علاقوں کے یونانیوں سے پتہ چلا کہ اپنے تحفظ کے لیے فکرمند لوگ اِستھمس کے آرپار ایک دیوار بنا رہے تھے اور پیلوپونیسے کا دفاع کرنے جبکہ باقی یونان کو اپنے رحم و کرم پر چھوڑ دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اِن خبروں کی وجہ سے ہی انہوں نے درخواست کی کہ مشترکہ بیڑے کو سلامس میں لنگر انداز کیا جائے۔

41۔ سوسارا بیڑا اِس جزیرے سے پرے لنگر انداز ہوا جبکہ ایتھنیوں نے اپنے ساحل کے ساتھ ساتھ جہاز کھڑے کیے۔ اُن کے پہنچتے ساتھ ہی منادی کی گئی[7] کہ ہر ایتھنی اپنے بچوں اور گھریلو اشیاء کو بچانے کی حتیٰ المقدور کوشش کرے؛ جس پر کچھ نے اپنے خاندانوں کو ایجینا اور کچھ نے سلامس بھیج دیا؛ لیکن زیادہ تر نے ٹروئزن[8] کی طرف بھیجا۔ اِس انخلاء میں ہر ممکن تیزی دکھائی گئی--- اِس عجلت کی جزوی وجہ کہانت[9] میں کی گئی نصیحت پر عملدرآمد تھی لیکن زیادہ بڑی وجہ ایک اور تھی۔ ایتھنی کہتے ہیں کہ اُن کے ایکروپولس میں ایک بہت بڑا ناگ ہے جو معبد میں رہتا اور ساری جگہ کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ اِس کے علاوہ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ ہر ماہ ناگ کے لیے کھانا باہر رکھ آتے ہیں جو شہد کی روٹی پر مشتمل ہوتا ہے۔ پہلے شہد کی روٹی ساری کی ساری کھائی جاتی تھی؛ لیکن اب یہ جوں کی توں پڑی رہی۔ سو کاہنہ نے لوگوں کو بتایا کہ کیا واقع ہوا تھا؛ جس پر وہ اپنی مرضی سے ایتھنز چھوڑ گئے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ دیوی قلعے سے جا چکی تھی۔ سب کے رخصت ہوتے ہی ایتھنی جہازوں پہ سوار ہو کر باقی بیڑے میں آ گئے۔

42۔ اور اب باقیماندہ یونانی سمندری فوج ارٹیمیسیئم والا واقعہ سُن کر سلامس آ گئی؛ ٹروئزن سے اِس جزیرے کے مقام پر شامل ہوئی--- قبل ازیں احکامات جاری کیے گئے تھے کہ جہاز ٹروئزنیوں کی گودی پوگن میں پر جمع ہوں۔ جمع کیے گئے جہازوں کی تعداد اُن سے بہت زیادہ تھی جو ارٹیمیسیئم میں لڑے تھے؛ اور انہیں زیادہ شہروں نے فراہم کیا تھا۔ امیرالبحر پہلا والا ہی تھا: یعنی یُوری بیادیس ابن یُوری کلیدیس جو سپارٹائی تو تھا لیکن شاہی خاندان میں سے نہیں: تاہم، سب سے زیادہ جہاز اور بہترین جہاز راں ایتھنز نے ہی فراہم کیے۔

43۔ اب یونانی بحری بیڑا حسب ذیل اقوام پر مشتمل تھا۔ پیلوپونیسے سے--- لیسیڈیمونی 16 جہازوں؛ کورنتھی (اتنے ہی جہازوں کے ساتھ جتنے ارٹیمیسیئم میں فراہم کیے تھے)؛ سکایونی 15؛ ایپی ڈوری 10؛ ٹروئزنی 5؛ اور ہرمیونی تین جہازوں کے ساتھ۔ ہرمیونے والوں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوا یہ سب ڈوری اور مقدونیائی [۴۰] تھے اور اریٹنیئس، پرندس اور ڈرایوپس سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ ہرمیونی اُنہی ڈرایوپیوں کی نسل سے تھے جسے ہیراکلیس (ہرکولیس) اور مالیاؤں نے موجودہ ڈورس نامی سرزمین سے باہر نکالا تھا۔ یہ تھی پیلوپونیسیائی اقوام کی تفصیل۔

44۔ پیلوپونیسے سے پرے یونان کے براعظم سے ایتھنی 180 جہازوں کے ساتھ آئے جو کسی بھی دوسری قوم کے فراہم کردہ جہازوں سے زیادہ تھے: ان جہازوں کا عملہ بھی صرف ایتھنیوں پر مشتمل تھا: کیونکہ اہل پلیٹیا نے مندرجہ ذیل وجہ کی بناء پر سلامس میں ایتھنی جہازوں پر خدمت سرانجام نہ دی تھی۔ جب یونانی ارٹمیسیئم سے کالکس پہنچے تو اہل پلیٹیا بیوشیا کے سامنے والے ساحل پر اُترے اور اپنا گھریلو سامان منتقل کرنے میں مصروف ہو گئے، اور اِسی وجہ سے پیچھے رہ گئے۔ موجودہ یونان کہلانے والا خطہ جب پیلاجیوں کے قبضہ میں تھا تو ایتھنی بھی پیلاجی تھے اور کرانائی Cranaans کہلاتے تھے: لیکن وہ اپنے بادشاہ سیکروپس کے دور میں سیکروپیدے کہلانے لگے: جب اریک تھیئس نے حاکمیت حاصل کی تو اُن کا نام بدل کر ایتھنی ہو گیا: پھر جب ایون ابن ژوتھس اُن کا جرنیل بنا تو وہ اُس کی نسبت سے ایونیائی کہلانے لگے۔

45۔ میگاریوں کے جہازوں کی تعداد اُتنی ہی تھی جتنی کہ ارٹمیسیئم میں تھی: امبراکیوئی سات جہازوں کے ساتھ آئے: ڈوریائی اور کورنتھی نسل کے لیوکیدی تین جہاز لائے۔

46۔ جزیرہ باسیوں میں سے اہل ایجینا نے 30 جہاز مہیا کیے۔۔۔ زیادہ تر جہاز مسلح تھے لیکن وہ کچھ ایک کو پیچھے اپنے ساحلوں کی حفاظت کے لیے چھوڑ آئے تھے: اور انہوں نے اپنے صرف تیس بہترین جہازرانوں کے ساتھ سلامس کی جنگ میں حصہ لیا۔ اہل ایجینا وڈوریا ایپی ڈورس [۴۱] سے ہیں: اُن کا جزیرے کا نام پہلے اونونے ہوا کرتا تھا۔ اس کے بعد بالترتیب کالسیدی تھے: انہوں نے 20 جہاز مہیا کیے جن کے ساتھ ارٹمیسیئم میں بھی خدمات سرانجام دی تھیں۔ اسی طرح اریٹریا والوں نے اپنے سات جہاز دیئے۔ یہ نسلیں ایونیائی ہیں۔ کیوس (Ceos) نے پہلے جتنے ہی جہاز دیئے [۴۲]۔۔۔ اہل کیوس ایٹیکا سے آئے ہوئے ایونیائی ہیں۔ ینکسوس نے چار جہاز فراہم کیے: دیگر جزیروں کے دستوں کی طرح یہ دستہ بھی شہریوں نے میڈیوں کے ساتھ ملنے کے لیے بھیجا تھا: لیکن انہوں نے خود کو دیئے ہوئے احکامات کی پروانہ کی اور ایک اچھی ساکھ کے حامل شہری دیماکریتس کی تحریک پر یونانیوں کے ساتھ مل گئے۔۔۔ اُس وقت دیماکریتس ایک سہ طبقہ جہاز کا کپتان تھا۔ اہل نیکسوس ایتھنی نسل کے ایونیائی ہیں۔ سٹائریوں کے جہاز پہلے جتنے ہی تھے سائتھیوں نے ایک جہاز اور ایک پانچ طبقہ جہاز دیا۔۔۔ یہ دونوں اقوام ڈرایوپی ہیں: سیرپلس، سِفنس اور میلوس [۴۳] والوں نے بھی شمولیت اختیار کی: وہ واحد ایسے جزیرہ باسی تھی جنہوں نے بربریوں کو خراج دینا منظور نہ کیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

47۔ یہ سب اقوام دریائے ایکرنون (Achernon) کے اندر کی طرف اور تھیسپوڑشیوں کے زیرِ آباد ملک میں رہتی ہیں: کیونکہ وہ لوگ امبروکیوٹوں اور لیوکیدیوں کی سرحد پر ہیں اور بیڑے میں جہاز مہیا کرنے والی سب اقوام سے زیادہ دور ہیں۔ ان ممالک سے آگے صرف ایک قوم ایسی تھی جس نے یونانیوں کو خطرے کے وقت مدد فراہم کی تھی۔ یہ کروٹونا[۴۴] کے لوگ تھے جنہوں نے فائیلس کی زیرِ قیادت ایک جہاز بھیجا' یہ آدمی پاتھی کھیلوں میں تین مرتبہ انعام جیت چکا تھا۔ اہلِ کروٹونا نسل کے اعتبار سے آکیائی ہیں۔

48۔ زیادہ تر اتحادی سہ طبقہ جہازوں کے ساتھ آئے: لیکن اہلِ سیریپس' سِفنس اور میلوس کے پاس پانچ طبقہ جہاز تھے۔ لیسیڈیمون سے نسلی تعلق رکھنے والے اہلِ میلوس نے دو جہاز دیئے جبکہ سیریپس اور سِفنس والوں نے (جو ایتھنی شاخ کے ایونیائی ہیں) ایک ایک۔ پانچ طبقہ جہازوں کو گنے بغیر جہازوں کی کل تعداد 378 تھی۔[۴۵]

49۔ جب اِن مختلف اقوام کے امیر سلامس میں اکٹھے ہوئے تو ایک مجلس برائے جنگ بلائی گئی: اور یوری بیادیس نے تجویز دی کہ جو بھی چاہتا ہے اِس موضوع پر اپنا مشورہ دے کہ اُس کے خیال میں یونانیوں کی مقبوضہ جگہوں میں سے کون سی ایک بحری لڑائی کے لیے موزوں ترین ہے۔ اُس نے کہا کہ اب ایٹیکا کا خیال دل سے نکال دینا چاہیے: لیکن باقی جگہوں کے بارے میں مشورہ مانگا۔ زیادہ تر شرکاء نے تجویز دی کہ بیڑے کو اِستھمس لے جا کر پیلوپونیسے کے دفاع میں جنگ لڑی جائے: اور انہوں اِس کی وجہ یہ بتائی کہ اگر انہیں سلامس میں بحری جنگ میں شکست ہوئی تو ایک ایسے جزیرے میں بند ہو کر رہ جائیں گے جہاں کہیں سے کوئی مدد نہ حاصل ہو سکے گی: لیکن اِستھمس کے قریب شکست کھانے پر وہ بھاگ کر اپنے گھروں کو آ سکتے تھے۔

50۔ پیلوپونیسیوں کے امیر جب یہ مشورہ دے رہے تھے تو کیمپ میں ایک ایتھنی بھی موجود تھا جو خبر لایا کہ بربری ایٹیکا میں داخل ہو کر ہر چیز کو لوٹ اور جلا رہے تھے۔ کیونکہ زرکسیز کے ماتحت دستہ ابھی ابھی بیوشیا سے گذر کر ایتھنز پہنچا تھا--- وہ تھیسپے اور پلیٹیا بھی جلا آئے تھے (اِن دونوں شہروں کے باشندے بھاگ کر پیلوپونیسے چلے آئے تھے)--- اور اب ایتھنیوں کی تمام مقبوضات اُجڑ پڑی تھیں۔ تھیسپے اور پلیٹیا کو فارسیوں نے اِس لیے جلایا تھا کیونکہ انہیں اہلِ تھیبس سے معلوم ہوا تھا کہ اِن دونوں نے بادشاہ کے ساتھ ملنے سے انکار کیا تھا۔

51۔ ہیلس کو پار کرنے اور یونان پر یلغار شروع کرنے کے بعد چار ماہ کا عرصہ بیت چکا تھا: ایک ماہ فوج کے پل پار کرنے اور ہیلس پونٹ کے خطہ میں تاخیر کرنے میں: جبکہ تین ماہ وہاں سے ایٹیکا تک (کالیادیس کی سرکردگی میں) آنے میں صرف ہوئے۔ انہوں نے شہر کو خالی پایا: صرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معبد میں [۶] ہی چند ایک افراد موجود تھے --- خزانوں کے نگران [۷] یا مفلس آدمی۔ ان افراد نے قلعے [۸] کو لکڑی کے تختوں کے ساتھ فصیل بند کر کے دشمن کے خلاف مورچہ سنبھالا۔ کچھ کو تو اُن کی غربت نے انہیں سلامس میں پناہ ڈھونڈنے سے روکا؛ لیکن ایک وجہ اور بھی تھی جس نے انہیں وہیں رہنے پر مجبور کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے کاہنہ کی ہدایت کا اصل مفہوم سمجھ لیا تھا جس نے وعدہ کیا تھا کہ "لکڑی کی دیوار [۹]" ہرگز مفتوح نہیں ہوگی --- انہوں نے سوچا کہ لکڑی کی دیوار کا مطلب جہاز نہیں بلکہ اُن کی جائے پناہ تھا۔

52۔ فارسیوں نے قلعے کی سامنے والی پہاڑی پر --- جسے ایتھنی [۵۰] اریس کی پہاڑی کہتے ہیں --- پڑاؤ ڈالا اور جگہ کو محاصرے میں لینے لگے' انہوں نے یونانیوں پر تیروں سے حملہ کیا جن کے ساتھ جلتے ہوئے سن کے ٹکڑے بندھے تھے' یہ تیر مزاحمتی باڑ پر مارے گئے؛ اب قلعے کے اندر موجود لوگوں نے خود کو ایک کٹھن مصیبت میں گھرا ہوا پایا؛ کیونکہ لکڑی کی فصیل نے تو انہیں دھوکہ دیا تھا؛ تاہم' پھر بھی انہوں نے مدافعت جاری رکھی۔ پسی سٹرائیدے کا اُن کے پاس آنا اور ہتھیار پھینکنے کی پیشکش کرنا بے سُود رہا --- انہوں نے ہر قسم کے سمجھوتے سے صاف انکار کر دیا' اور دیگر دفاعی حربوں کے علاوہ انہوں نے دروازوں کے اوپر چڑھتے ہوئے بربریوں پر بڑے بڑے پتھر بھی لڑھکائے: زرکسیز کافی دیر تک بہت بدحواس رہا اور انہیں زیر کرنے کی کوئی تدبیر نہ کر سکا۔

53۔ تاہم' آخر کار متعدد مشکلات میں گھر کر بربریوں نے ایک راستے کا سُراغ لگا لیا کیونکہ کہانت حقیقی معنوں میں سچی تھی اور ایٹیکا کا سارا برِاعظم فارسیوں کے تسلط میں آنا مقدور ہو چکا تھا۔ قلعے کے بالکل سامنے لیکن دروازوں اور عام چڑھائی کے پیچھے --- جہاں کوئی بھی نگرانی نہیں کر رہا تھا اور کسی نے بھی یہ ممکن نہ سمجھا ہو گا کہ کوئی آدمی وہاں چڑھ سکتا ہے --- سے چند ایک سپاہی ایگلارس بنت سیکروپس [۵۱] کی عبادت گاہ سے اوپر چڑھ آئے حالانکہ ڈھلوان بہت تیکھی تھی۔ جونہی ایتھینوں نے انہیں چوٹی پر دیکھا تو کچھ ایک نے سر کے بل دیوار سے سیدھا نیچے کود کر جان دے دی: جبکہ دیگر نے معبد کے اندرونی حصے میں پناہ لی۔ فارسی دروازوں کی جانب لپکے اور انہیں کھول دیا؛ اس کے بعد پناہ گزینوں کو قتل کیا۔ جب تمام قتل ہو گئے تو انہوں نے معبد کو لُوٹا اور قلعے کے ہر گوشے کو آگ لگا دی۔ [۵۲]

54۔ زرکسیز نے یوں ایتھنز کا مکمل طور پر مالک بن جانے کے بعد ایک سوار کو ارتابانس کے نام پیغام دے کر سُوسا بھیجا اور اُسے اپنی اب تک کی کامیابی سے مطلع کیا۔ اگلے دن اُس نے اپنے ساتھ یونان آئے ہوئے تمام ایتھنی جلاوطنوں کو اکٹھا کر کے حکم دیا کہ وہ قلعے کے اندر جائیں اور وہاں اپنے دستور کے مطابق قربانی دیں۔ مجھے معلوم نہیں اُس نے یہ حکم آیا کسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خواب کے نتیجے میں دیا تھا یا پھر وہ معبد کو نذر آتش کرنے پر پچھتایا تھا۔ بہر کیف جلاوطنوں نے اُس کے حکم کی تعمیل میں کوئی تامل نہ کیا۔

55۔ اب میں وضاحت کروں گا کہ میں نے اِس صورتحال کا ذکر کیوں کیا ہے: یہاں اریک تھیئس ' المشہور ابن الارض کا ایک معبد اِس قلعے میں موجود ہے جس میں ایک زیتون کا درخت اور ایک سمندر ہے۔ [۵۳] اے تھنیوں کے ہاں ایک کہانی ہے کہ جب ملک کے بارے میں [۵۴] جھگڑا کھڑا ہوا تو انہیں پوسیڈون اور اے تھنا نے وہاں رکھا تھا۔ اب یہ زیتون کا درخت بھی باقی کے معبد کے ساتھ جل کر خاک ہو گیا۔ لیکن جب بادشاہ کی جانب سے قربانی دینے کا حکم ملنے پر اے تھنی معبد کے اندر گئے تو انہیں پرانے تنے میں تقریباً ایک کیوبٹ طویل تازہ شاخ نکلی ہوئی نظر آئی۔ کم از کم ان لوگوں کا تو یہی کہنا ہے۔

56۔ دریں اثناء جونہی یونانیوں نے اے تھنی قلعے پر ٹوٹنے والی آفت کی خبر سُنی تو اُن میں اِس قدر سراسیمگی پھیلی کہ کچھ کپتانوں نے مجلس مشاورت میں رائے شماری کا بھی انتظار نہ کیا' بلکہ بہ عجلت اپنے جہازوں پر سوار ہو کر بحرپیائی شروع کر دی کہ جیسے وہ فوراً فرار ہو جائیں گے۔ مجلس والے جہاز پر ہی ٹھہرنے والے باقی کپتانوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ بحری بیڑہ اِستھمس میں ہی جنگ لڑے گا۔ مجلس ختم ہونے پر سب کپتان اپنے اپنے جہاز پر چلے گئے۔

57۔ تھیمسٹو کلیز جب اپنے جہاز میں داخل ہوا تو اس کی ملاقات ایک اے تھنی منیسی فیلس سے ہوئی جس نے پوچھا کہ مجلس نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ جب اُسے پتہ چلا بحری بیڑا اِستھمس جا رہا ہے اور وہیں پیلوپونیسے کے ایماء پر جنگ لڑے گا تو منیسی فیلس نے کہا۔۔۔

"اگر یہ لوگ سلامس سے چلے گئے تو تمہیں کسی کی مادر وطن کی خاطر جنگ لڑنا ہی نہیں پڑے گی؛ کیونکہ وہ اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے؛ اور یوری بیادیس اور نہ ہی کوئی اور انہیں روکنے کے قابل ہو گا' اور فوج منتشر ہو کر رہ جائے گی۔ نتیجتاً یونان بُری مشاورت کے باعث تباہ و برباد ہو جائے گا۔ لیکن اب تم جلدی کرو؛ اگر کسی طرح ممکن ہے تو اِن فیصلوں کو معطل کرنے کی کوشش کرو۔۔۔ کاش تم یوری بیادیس کو اپنا ذہن بدلنے پر آمادہ کر لو اور یہیں رہو۔"

58۔ تھیمسٹو کلیز اِس رائے سے بہت خوش ہوا؛ اور ایک لفظ کا بھی جواب دیئے بغیر سیدھا یوری بیادیس کے جہاز پر گیا۔ وہاں پہنچ کر اُس نے کہا کہ وہ پبلک سروس کے حوالے سے ایک معاملے پر یوری بیادس سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ سو یوری بیادیس نے اُسے اوپر آنے اور دل کی بات کہنے کی اجازت دے دی۔ تب تھیمسٹو کلیز نے اُس کے ساتھ بیٹھ کر وہ دلائل پیش کیے جو منیسی فیلس سے سُن کر آیا تھا' اور اُن کے علاوہ کچھ دیگر دلائل کا اضافہ بھی کیا؛ آخر کار اُس نے یُوری بیادیس کو قائل کر لیا کہ وہ اپنے جہاز سے نکلے اور کپتانوں کا اجلاس دوبارہ بلائے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

59۔ جونہی وہ اکٹھے ہوئے یوری بیادیس نے انہیں بُلوانے کا مقصد سامنے رکھا۔ تھیمسٹو کلیز نے بے قراری کے عالم میں اُن کی بہت مخالفت کی؛ جس پر کورنتھی کپتان اڈی مانتس ابن اوکائٹس نے کہا۔۔۔ "تھیمسٹو کلیز' کھیلوں کے مقابلے میں جو دوسرے سے پہل کریں انہیں سزا دی جاتی ہے۔" تھیمسٹو کلیز نے جواب دیا' "تم نے درست کہا' لیکن جو بہت تاخیر کر دیں انہیں انعام نہیں ملتا۔"

60۔ چنانچہ اُس نے اِس موقع پر کورنتھی کو نرم جواب دیا؛ اور اب اُس نے یوری بیادیس کے سامنے وہ دلائل نہ پیش کیے' جو پہلے بھی کر چکا تھا؛ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اپنے اتحادیوں کو الزام دے کہ وہ سلامس سے جاتے ہی فرار ہو جائیں گے؛ اتحادیوں کی موجودگی میں اُن پر اس قسم کا الزام عائد کرنا درست نہ ہوتا؛ لیکن اُس نے استدلال کا ایک بالکل نیا انداز اپنایا اور یوری بیادیس سے یوں مخاطب ہوا:۔۔۔

"او یُوری بیادیس' یونان کو بچانا تمہارے اختیار میں ہے۔۔۔ بشرطیکہ تم میری بات پر کان دھرو اور یہیں سلامس میں دشمن سے جنگ کر دو' نہ کہ اِستھمس میں۔ میری درخواست ہے کہ تم ان دونوں راہوں پر اچھی طرح غور کر لو۔ اِستھمس میں ہمیں ایک کھلے سمندر میں لڑنا ہو گا جو ہمارے لیے بہت نقصان دہ ہے؛ نیز سلامس' میگارا اور ایجینا بہر صورت ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں گے' چاہے باقی سب صورتحال ٹھیک رہے۔ فارسیوں کی بری اور بحری فوج ایک ساتھ آگے بڑھے گی؛ اور آپ کی پسپائی کے باعث وہ پیلوپونیسے کی طرف آ جائیں گے اور یوں سارا یونان تباہ برباد ہو جائے گا۔ دوسری طرف اگر آپ میرا مشورہ مانیں تو آپ کو یہ فائدے حاصل ہوں گے: اول' چونکہ ہم بہت سے جہازوں کے مقابلہ میں چند جہازوں کے ساتھ دشمن سے ایک تنگ سمندر میں لڑیں گے' اس لیے اگر جنگ معمول کے انداز میں ہی ہوئی تو ہمیں زبردست فتح حاصل ہو گی؛ کیونکہ تنگ جگہ پر لڑنا ہمارے لیے سازگار ہے۔۔۔ اور کھلے سمندر میں لڑنا اُن کے لیے۔ نیز اس صورت میں سلامس محفوظ ہو جائے گا جہاں ہم نے اپنے بیویوں اور بچوں کو رکھا۔ جس مقام پر آپ نے اپنا زیادہ تر سٹور رکھا ہوا ہے وہ ہر طریقہ سے محفوظ ہے۔ کیونکہ ہم سلامس میں جنگ لڑتے ہوئے پیلوپونیسے کا اتنا ہی دفاع کر سکیں گے جتنا کہ اِستھمس میں لڑتے ہوئے۔ فارسیوں کو اُس خطے کی جانب لے جانا یقیناً غیر دانشمندانہ ہو گا۔ کیونکہ اگر میرے اندازے درست ثابت ہوئے اور ہم نے انہیں سمندر میں شکست دے دی تو آپ کے اِستھمس کو بھی بربریوں سے آزاد کرا لیں گے؛ اور وہ ایٹیکا سے آگے نہیں آ سکیں گے' بلکہ وہیں سے منتشر ہو کر واپس بھاگ جائیں گے۔ نیز یوں ہم میگارا' ایجینا اور سلامس کو بھی بچا لیں گے جہاں ایک کہانت کے مطابق' ہمیں دشمنوں پر غلبہ پانا ہے۔ [۵۵] جب آدمی دلائل کے ساتھ مشورہ کریں تو مدلل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کامیابی حاصل ہوتی ہیں: لیکن جب وہ اپنے مشورے میں منطق کو مسترد کر دیں تو خدا انسانی تخیلات کی آوارہ گردی پر عمل نہیں کرتا۔"

61۔ جب تھیمسٹو کلیز یہ کہہ چکا تو اڈی مانتس کورنتھی نے دوبارہ اُس پر حملہ کیا اور اُسے خاموش رہنے کا حکم دیا' کیونکہ وہ ایک بے وطن آدمی تھا: ساتھ ہی اُس نے یوری بیادیس سے کہا کہ ایک ایسے آدمی کے سوال کو خاطر میں نہ لائے جس کا کوئی ملک نہیں تھا' اور زور دیا کہ تھیمسٹو کلیز یہ بتائے کہ وہ کس ریاست کا نمائندہ تھا اور اُس کے بعد باقیوں کی آواز میں اپنی آواز ملائے۔ اُس نے یہ الزام اس لیے لگایا کیونکہ ایتھنز کا شہر فتح ہو چکا تھا اور اب وہاں بربریوں کا راج تھا۔ تب تھیمسٹو کلیز اڈی مانتس اور بالعموم کورنتھیوں کے خلاف متعدد کڑوی باتیں کہہ گیا: اور اُس نے اپنے اہل وطن ہونے کے ثبوت کے طور پر بیڑے کے امیروں کو یاد دلایا کہ اُس کا شہر اور علاقہ بھی اُن کے شہروں اور علاقوں جتنا اچھا تھا: کیونکہ اُس کے آدمی اگر یلغار کر دیتے تو کوئی یونانی ریاست ایسی نہ تھی جو انہیں روک سکتی۔[۵۶]

62۔ اِس اعلان کے بعد وہ یُوری بیادیس کی جانب مُڑا اور اُسے پہلے سے بھی زیادہ گرمجوشی اور اشتیاق کے ساتھ مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔۔ "اگر تم یہیں ٹھہرو اور بہادر آدمی جیسا رویہ اپناؤ تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یونان کو نیست و نابود کر دو گے۔ کیونکہ جنگ کا فیصلہ ہمارے جہازوں پر منحصر ہے۔ تم میری بات مان لو' ورنہ ہم اپنے خاندانوں کو جہازوں پر سوار کریں گے اور سیدھے اٹلی میں سائرس چلے جائیں جو قدیم زمانے سے ہمارا ہے اور کہانتوں کے مطابق ایک روز ہم نے اُسے آباد کرنا ہے۔ ہم جیسے اتحادیوں کو کھونے کے بعد تمہیں میری باتیں یاد آئیں گی۔"

63۔ تھیمسٹو کلیز کی یہ بات سُن کر یوری بیادیس نے اپنا فیصلہ بدل دیا: مجھے یقین ہے کہ اُسے یہ خوف تھا کہ اگر وہ اپنے بیڑے کو اِستھمس لے گیا تو ایتھنی اپنے جہاز لے کر چلے جائیں گے اور ایتھنیوں کے بغیر اُن کے باقی ماندہ جہاز دشمن کے بحری بیڑے کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ اُس نے سلامس میں ہی رہنے اور جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔

64۔ اور اب مختلف امیروں کو یُوری بیادیس کا فیصلہ معلوم ہوا تو وہ مخالفت کے باوجود فوراً جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ صبح ہوئی اور سورج ابھی طلوع ہی ہوا تھا کہ ساحل اور سمندر دونوں میں زلزلے کا جھٹکا محسوس کیا گیا' جس پر یونانیوں نے دیوتاؤں سے دعا مانگنے اور ساتھ ہی Aeacids سے مدد مانگنے کا فیصلہ کیا۔ اور انہوں نے فوراً اس فیصلے کے مطابق عمل کیا۔ تمام دیوتاؤں سے التجائیں کی گئیں: تیلامون اور اجاز سے سلامس پر رحمت کی اپیل کی گئی' جبکہ خود ایاکس اور دیگر ایاکیوں کو لانے کے لیے ایک جہاز ایجینا بھیجا گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

65۔ مندرجہ ذیل کہانی ایک ایتھنی دیکائیس ابن تھیوسیدیس نے سنائی جو اُس وقت جلاوطن تھا' اور اُسے میڈیوں میں اچھی شہرت حاصل ہو چکی تھی۔ اُس نے بتایا کہ ایتھنیوں کی عدم موجودگی میں ذرکسیز کی فوج نے جب ایٹیکا کو تاراج کر لیا تو وہ اتفاقاً لیسیڈیمونی دیماراتس کے ساتھ تھریاسی میدان میں تھا' اور اُس وقت اُس نے گرد کا ایک بادل ایلیوسس سے آتے ہوئے دیکھا۔۔۔ اتنا بڑا غبار کہ جو 30 ہزار آدمیوں پر مشتمل ایک لشکر ہی پیدا کر سکتا ہے۔ جب میں اور میرا دوست سوچ رہے تھے کہ یہ گرد اُڑانے والے آدمی کون ہو سکتے ہیں' کہ اُس کے کانوں تک ایک آواز پہنچی' اور اُس نے سوچا کہ یہ ڈیوانی سس کا صوفیانہ بھجن تھا۔ ؁۵۷ دیماراتس ایلیوسس کی رسوم نابلد تھا' لہٰذا اُس نے دیکائیس سے ان آوازوں کا مطلب پوچھا' دیکائیس نے جواب دیا۔۔۔ "او دیماراتس! بلاشبہ بادشاہ کی فوج پر کوئی زبردست مصیبت نازل ہونے والی ہے۔ کیونکہ ایٹیکا تو اجڑ چکا ہے جبکہ ہمیں سنائی دینے والی آواز غیر دنیاوی ہے اور اب وہ ایتھنیوں اور اُن کے اتحادیوں کی مدد کرنے کے لیے ایلیوسس سے روانہ ہو رہی ہے۔ اگر یہ پیلوپونیسے پر نازل ہوئی تو خود بادشاہ اور اُس کی زمینی فوج کو خطرہ لاحق ہو گا۔۔۔ اگر یہ سلامس میں بحری جہازوں کی جانب گئی تو بادشاہ کا بحری بیڑا شکست کا سامنا کرے گا۔ ایتھنی ہر سال ماں اور بیٹی ؁۵۸ کا یہ تیوہار مناتے ہیں اور جو بھی خواہشمند ہوں۔۔۔ چاہے وہ ایتھنی ہوں یا دیگر یونانی۔۔۔ انہیں ابتداء کروائی جاتی ہے۔ تمہیں سنائی دینے والی آواز ڈیوانی سسی نغمہ ہے جو تیوہار کے موقع پر گایا جاتا ہے۔" دوسرے نے کہا' "اب خاموش ہو جاؤ' اور دیکھو! اِس بارے میں کسی سے بات نہ کرنا۔ کیونکہ اگر بادشاہ کو تمہارے الفاظ کی بھنک بھی پڑ گئی تو یقیناً تم اپنے سر کے بوجھ سے آزاد ہو جاؤ گے۔ تب میں اور نہ ہی کوئی اور انسان تمہیں بچا سکے گا۔ چنانچہ خاموش ہی رہو۔ دیوتا خود ہی بادشاہ کی فوج کو دیکھ لیں گے۔" دیماراتس کے اِس مشورہ کے بعد انہوں نے گرد و غبار کی جانب نظر کی جس میں سے آواز آ رہی تھی: وہ غبار بادل بن کر ہوا میں بلند ہوا اور سلامس کی جانب روانہ ہو گیا۔ تب انہیں معلوم ہو گیا کہ ذرکسیز کا بحری بیڑا تباہ ہو گیا۔ یہ تھی دیکائیس ابن تھیوسیدیس کی بتائی ہوئی کہانی: اور اُس نے دیماراتس اور دیگر عینی شاہدوں کو اِس کی سچائی کی تصدیق کرنے کو کہا۔

66۔ ذرکسیز کے بحری بیڑے سے تعلق رکھنے والے آدمی تھرموپائلے ؁۵۹ میں سپارٹائی مقتولین کو دیکھنے کے بعد ٹراکس سے نہرپار کر کے ہستیا آئے' وہاں تین دن تک انتظار کیا اور پھر نیچے یوریپس ؁۶۰ میں جہاز رانی کر کے مزید تین دن میں فالیرم پہنچے۔ میری رائے میں فارسی بحری اور بری افواج نے جب ایٹیکا پر حملہ کیا تو اُن کی تعداد سیپیاس اور تھرموپائلے میں پہنچنے کے وقت جتنی ہی تھی۔ کیونکہ طوفان اور تھرموپائلے کی لڑائی اور پھر ارٹمیسئم والی بحری جنگوں میں فارسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نقصان کے بعد تاحال بادشاہ کے ساتھ شامل مختلف اقوام... مثلاً مالیائی' ڈوری' لوکری اور بیوشیائی---اپنی پوری فوج کے ہمراہ حاضرِ خدمت تھیں' ماسوائے موخرالذکر یعنی اہل بیوشیا کے؛ اہل تھیسپیا یا پلیٹیا کو اُن میں شمار نہیں کیا گیا تھا؛ اور ان کے ساتھ کیرستی' آندری' ٹینیائی اور جزائر کے دیگر لوگ تھے جو (پیچھے مذکور پانچ ریاستوں کے سوا[61]) سب کے سب بادشاہ کی جانب سے لڑے تھے۔ کیونکہ فارسی جوں جوں یونان میں آگے بڑھتے گئے اُن کے ساتھ متواتر نئی اقوام شامل ہوتی رہیں۔

67۔ ان تمام مختلف ریاستوں' ماسوائے فیروس' سے نئے دستے وصول کر کے فارسی ایتھنز پہنچے۔ جہاں تک پاریوں کا معاملہ ہے تو وہ سِتھنس میں ٹھہر کر انتظار کرتے رہے کہ جنگ کیا صورت اختیار کرتی ہے۔ باقی کی بحری افواج محفوظ طور پر فالیرم آ گئیں؛ جہاں زرکسیز نے اُن کا معائنہ کیا کیونکہ اُسے جہاز پر جانے اور بیڑے کو دیکھنے کی خواہش ہوئی تھی۔ سو وہ آیا اور ایک نشست اعزاز پر بیٹھ گیا؛ اقوام کے بادشاہوں اور جہازوں کے کپتانوں کو حاضر ہونے کا پیغام بھجوایا گیا اور وہ آتے ساتھ ہی بادشاہ کے تفویض کردہ رتبے کے مطابق اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ پہلی نشست پر سیڈون کا بادشاہ بیٹھا' اگلی پر الصور کا بادشاہ[62] اور پھر باقی اپنی ترتیب سے۔ جب یکے بعد دیگرے سب نے اپنی جگہیں سنبھال لیں اور ترتیب وار بیٹھ گئے تو زرکسیز نے انہیں آزمانے کے لیے ماردونیئس کو بھیجا اور ہر ایک سے سوال پوچھا کہ سمندری لڑائی میں خطرہ ہو گا یا نہیں۔

68۔ ماردونیئس نے سب سے پہلے سیڈون کے بادشاہ اور پھر دیگر کے پاس جا کر یہ سوال پوچھا؛ سب نے ایک ہی جواب دیتے ہوئے یونانیوں سے مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا--- ماسوائے ارتمیسیا کے جس نے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا:---

(i) "ماردونیئس! بادشاہ سے کہہ دو کہ میں نے یہ الفاظ کہے ہیں: میں یوبیا میں لڑنے والوں سے کم بہادر نہیں' نہ ہی وہاں میرے کارنامے کمتر تھے؛ چنانچہ' میرے آقا! آپ کو یہ بتانا میرا حق ہے کہ میں آپ کے لیے کیا چیز مفید ترین سمجھتی ہوں۔ تو میرا مشورہ یہ ہے اپنے جہازوں کو جانے دیں اور جنگ کا خطرہ مول نہ لیں؛ کیونکہ یہ لوگ جہازرانی میں آپ کے لوگوں سے اُتنے ہی برتر ہیں جتنے کہ مرد عورتوں سے۔ آپ کو سمندر میں خطرات مول لینے کی کیا ضرورت پڑی ہے؟ کیا آپ اِس وقت ایتھنز کے مالک نہیں ہیں جس کی خاطر آپ نے مہم جوئی کی تھی؟[63] کیا یونان آپ کے مطیع نہیں ہے؟ اب ایک ذی نفس بھی آپ کی راہ میں حائل نہیں۔ مدافعت کرنے والے کے ساتھ قرار واقعی سلوک کیا جا چکا ہے۔

(ii) "اب میں آپ کو بتاتی ہوں کہ میری توقعات کے مطابق آپ کے دشمنوں کو کیا معاملات درپیش ہوں گے۔ اگر آپ ان کے ساتھ سمندر میں لڑنے کی جلد بازی نہ کریں بلکہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنے بیڑے کو زمین کے قریب ہی رکھیں تو چاہے جوں کے توں رہیں یا پیلوپونیسے کی جانب کوچ کریں--- آپ کو بہ آسانی وہ سب کچھ حاصل ہو جائے گا جس کی خاطر آپ یہاں آئے ہیں۔ یونانی زیادہ لمبے عرصے تک آپ کے خلاف جمے نہیں رہ سکتے: آپ جلد ہی انہیں علیحدہ علیحدہ کرکے اُن کے گھروں کو بھیج دیں گے۔ میں نے سنا ہے کہ جس جزیرے پر وہ موجود ہیں' وہاں خوراک کا کوئی ذخیرہ نہیں: اگر آپ کی بری فوج پیلوپونیسے کی جانب کوچ شروع کردے تو یہ بھی قرین قیاس نہیں کہ وہ چُپ چاپ وہیں بیٹھے رہیں گے---کم از کم پیلوپونیسیائی تو ہرگز پر سکون نہ رہیں گے۔ یقینی طور پر وہ ایتھنیوں کی جانب سے جنگ لڑکر خود کو اتنی بڑی مصیبت میں نہیں ڈالیں گے۔

(iii) "دوسری طرف' اگر آپ جنگ کرنے کو بے قرار ہیں تو مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ کی بحری فوج کی شکست بری فوج کو بھی نقصان نہ پہنچادے۔ اے بادشاہ! آپ کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے: اچھے مالکوں کے نوکر عموماً برے ہوتے ہیں اور بُرے مالکوں کے اچھے۔ چونکہ آپ بہترین آدمی ہیں' اس لیے آپ کے نوکر ضرور بے کار قسم کے ہوں گے۔ آپ کے ماتحت اتحادیوں میں شمار کیے جانے والے یہ مصری' سائپری' سلیشیائی اور پمفیلیائی آپ کے لیے بہت کم فائدہ بخش ہیں!"

69۔ جب ارتمیسیا نے یہ باتیں کہیں تو اُس کے خیرخواہ بہت پریشان ہوئے اور سوچنے لگے کہ وہ بادشاہ کے ہاتھوں ضرور نقصان اُٹھائے گی کیونکہ اُس نے جنگ کے خطرے میں پڑنے سے باز رہنے پر زور دیا تھا: دوسری طرف اُسے ناپسند کرنے والوں اور حاسدوں کو اُس کے جواب سے خوشی ہوئی اور وہ اُمید کرنے لگے کہ اب اُس کی زندگی ختم ہو جائے گی۔ لیکن زرکسیز کو جب مختلف حاضرین کے جواب بتائے گئے تو وہ ارتمیسیا کے جواب سے بے انتہا خوش ہوا: اور چونکہ وہ پہلے بھی اُس کی بہت عزت کرتا تھا' مگر اب اُسے اور زیادہ سراہنے لگا۔ بایں ہمہ' اُس نے احکامات جاری کیے کہ اکثریت کی رائے پر عمل کیا جائے: کیونکہ اُس کا خیال تھا کہ بحری بیڑے نے یوبیا میں بڑی اچھی کارکردگی دکھائی تھی' کیونکہ وہ خود وہاں موجود نہ تھا--- جبکہ اس مرتبہ اُس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ مقابلہ اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔

70۔ اب سمندر میں نکلنے کا حکم دیا گیا: جہاز سلامس کی جانب روانہ ہوئے اور دشمن کی جانب سے کسی رکاوٹ کے بغیر ہدایت کے مطابق اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ تاہم' دن اتنا زیادہ گذر چکا تھا کہ وہ جنگ شروع نہیں کر سکتے تھے: سو انہوں نے اگلے دن لڑنے کا فیصلہ کیا۔ دریں اثناء یونانی شدید پریشانی اور تشویش کا شکار تھے: بالخصوص پیلوپونیشیا والوں کو وسوسوں نے گھیرا ہوا تھا (جنہیں سلامس میں ہی رہ کر ایتھنی علاقے کی خاطر لڑنے پر اعتراض تھا) کہ اگر انہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شکست ہو گئی تو وہ ایک جزیرے میں محصور ہو کر رہ جائیں گے، جبکہ اُن کا اپنا ملک غیر محفوظ پڑا رہے گا۔

71۔ اُسی رات بربریوں کی بری فوج نے پیلوپونیسے کی جانب کوچ کیا، تاہم وہاں دشمن کو خشکی کے راستے داخل ہونے سے روکنے کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے گئے تھے۔ جونہی لیونیداس اور اُس کے ساتھیوں کو تھرموپائلے میں ہلاکت کی خبر پیلوپونیسے پہنچی تو باشندے مختلف شہروں سے جوق در جوق باہر نکلے اور اِستھمس میں خیمہ زن ہو گئے۔ اُن کی قیادت لیونیداس کا بھائی کلیومبروٹس ابن اناکساندریدس کر رہا تھا۔ یہاں اُن کی سب سے پہلی توجہ سکیرونی راستے [64] کو بند کرنا تھا؛ جس کے بعد اجلاس میں اِستھمس کے آرپار ایک دیوار تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ [65] چونکہ جمع ہونے والوں کی تعداد کئی لاکھ تھی اور کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے بذاتِ خود کام میں حصہ نہ لیا ہو، لہٰذا یہ جلد ہی مکمل ہو گئی۔ دیوار کی تعمیر میں پتھر، لکڑی، ریت سے بھری ہوئی ٹوکریاں استعمال کی گئیں؛ اور مدد کرنے والوں نے ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا؛ کیونکہ انہوں نے دن رات مسلسل کام کیا۔

72۔ اُن کی مدد کے لیے اپنی پوری تعداد کے ساتھ اِستھمس آنے والی اقوام مندرجہ ذیل تھیں: لیسیڈیمونی، آرکیڈیوں کے تمام قبائل، فلیاسی، ٹروئزنی اور ہرمیونی۔ اِن سب نے مدد فراہم کی کیونکہ وہ یونان کو درپیش خطرے کے باعث شدید تشویش کا شکار تھے۔ لیکن پیلوپونیسے کے دیگر رہاشیوں نے اِس معاملے میں کوئی حصہ نہ لیا؛ اگرچہ اولمپک اور کارنیائی تیوہار اب ختم ہو چکے تھے۔ [66]

73۔ پیلوپونیسے میں سات اقوام رہتی ہیں۔ اُن میں سے دو قدیم نسل کی ہیں اور آج بھی اپنے سابق علاقوں میں رہتی ہیں ۔۔۔ یعنی آرکیڈی [67] اور سائنوری [68] تیسری قوم آرکیائی نے پیلوپونیسے کو کبھی نہیں چھوڑا، لیکن اُنہیں اُن کے مخصوص ملک سے بے دخل کیا گیا اور اب وہ دوسروں سے تعلق رکھنے والے ایک ضلع میں رہتے ہیں۔ [69] باقی کی چار اقوام پناہ گزین ہیں ۔۔۔ یعنی ڈوریائی، ایتولیائی، ڈرایوپی اور لیمنوسی۔ ڈوریوں کا تعلق متعدد نہایت مشہور شہروں ہے؛ [70] ایتولیوں کا صرف ایک شہر الیس سے؛ ڈرایوپیوں کا ہرمیونے اور لاکونیا میں کارڈا مائلے کے بالمقابل واقع آسینے سے؛ [71] لیمنوسیوں کا پیروریوں [72] کے تمام شہروں سے۔ لگتا ہے کہ صرف قدیمی باشندے سائنوری ہی ایونیائی ہیں؛ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ بھی آرگوسیوں کی حکومت کے دور میں ڈوری بن گئے۔ ان ساتوں اقوام کے تمام شہر ۔۔۔ ماسوائے مذکورہ بالا کے ۔۔۔ جنگ سے الگ تھلگ رہے؛ اور اگر آزادانہ طور پر بات کی جائے تو انہوں نے الگ رہ کر ایک طرح سے میڈیوں کی طرف داری کی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

74۔ سوا تھمس میں یونانیوں نے بلا تکان محنت کی، جیسے وہ کسی عظیم مصیبت سے دوچار ہوں; کیونکہ انہوں نے کبھی یہ تصور نہیں کیا تھا کہ بحری بیڑا کوئی بڑی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ دوسری طرح سلامس میں موجود یونانیوں نے باقیوں کا حال سُنا تو بہت مشوش ہوئے; لیکن اپنے سے زیادہ پیلوپونیشیوں کے لیے خوفزدہ تھے۔ پہلے تو انہوں نے دبی آوازوں میں باہم گفتگو کی; ہر آدمی چوری چُھپے اپنے ساتھی سے باتیں کرتا اور یُوری بیادیس کی حماقت پر حیرت کا اظہار کرتا رہا; لیکن اب دبے ہوئے جذبات آشکار ہوئے اور ایک اور اجلاس منعقد کیا گیا; جس میں پرانے ماتحتوں نے بڑی اشتعال انگیز باتیں کہیں، ایک دھڑے کا کہنا تھا کہ پیلوپونیسے جا کر لڑائی لڑنا بہترین تھا، بجائے اِس کے کہ سلامس میں رہا اور ایک ایسی زمین کے لیے لڑا جائے جو پہلے ہی دشمن فتح کر چکا تھا; جبکہ اہل ایتھنز، ایجینا اور میگارا پر مشتمل دوسرا دھڑا وہیں رہ کر (جہاں وہ تھے) جنگ لڑنے پر مصر تھا۔

75۔ جب تھیمسٹوکلیز نے دیکھا کہ پیلوپونیشیائی اُس کے خلاف ووٹ دیں گے تو وہ چپکے سے مجلس سے باہر چلا گیا اور ایک خاص آدمی کو ہدایات دے کر تجارتی جہاز پر میڈیوں کے بحری بیڑے کی طرف بھیجا۔ اُس آدمی کا نام سِکنس تھا; وہ تھیمسٹوکلیز کے گھریلو خادموں میں سے ایک تھا اور اُس کے بیٹوں کو پڑھایا کرتا تھا; [۳۲] بعد میں جب اہل تھیسپیا افراد کو شہریت دے رہے تھے تو تھیمسٹوکلیز نے اُسے تھیسپیائی اور امیر آدمی بنا دیا۔ سکنس جہاز میں میڈیوں کے پاس گیا اور اُن کے امیروں کو ان الفاظ میں پیغام دیا:---

"ایتھنی امیر نے دیگر یونانیوں کو خبر کیے بغیر مجھے چوری چھپے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ وہ بادشاہ کا خیر خواہ ہے اور اپنے ہموطنوں کی بجائے تمہاری کامیابی کا خواہشمند ہے; لہٰذا اُس نے مجھے تمہیں یہ بات بتانے کا حکم دیا ہے کہ اب یونانی خوف گرفتہ ہیں اور فوراً فرار ہونے پر غور کر رہے ہیں۔ اس لیے تم اگر انہیں فرار ہونے سے روکنا چاہتے ہو تو اب بہترین موقع ہے۔ وہ باہم متفق نہیں رہے، اس لیے اب وہ کوئی مدافعت نہیں کریں گے۔" قاصد اپنا مدعا بیان کرنے کے بعد واپس چلا آیا۔

76۔ تب کپتانوں کو قاصد کی بات پر یقین آ گیا اور وہ پستالیا کے جزیرے پر--- جو سلامس اور براعظم کے درمیان واقع ہے--- فارسی فوج کا ایک کافی بڑا دستہ اُتارنے لگے; اِس کے بعد تقریباً آدھی رات کے وقت انہوں نے مغربی بازو کو سلامس کی جانب بڑھا کر یونانیوں کو گھیرے میں لے لیا۔ ساتھ ہی کیوس اور اور سائنوسُورا میں ٹھہرائی ہوئی فوج آگے بڑھی اور میونیشیا تک ساری آبنائے کو اپنے جہازوں سے بھر دیا۔ یہ پیش قدمی یونانیوں کو بھاگنے سے روکنے اور انہیں سلامس میں رکھنے کی غرض سے کی گئی تھی; فارسیوں نے سوچا تھا کہ وہ یہاں ارٹمیسئم میں لڑی گئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنگوں کا انتقام لیں گے۔ فارسی دستوں کو پستالیا [۴] جزیرے پر اُتار اگیا تھا کیونکہ جنگ شروع ہوتے ہی آدمیوں اور جہازوں کے ملبے کا بہہ کر وہیں آنا متوقع تھا؛ چونکہ جزیرہ پیش آمدہ جنگ کی عین راہ میں تھا۔۔۔ اور یوں وہ اپنے آدمیوں کو بچانے اور دشمن کے آدمیوں کو مارنے کے قابل ہو جاتے۔ یہ تمام حرکات خاموشی سے کی گئیں تاکہ یونانیوں کو اُن کی خبر نہ ہو؛ اور وہ ساری رات اِسی کارروائی میں مصروف رہے جس کے باعث آدمیوں کو سونے کا وقت نہ ملا۔

77۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ پیشگوئیوں میں کوئی صداقت نہیں' اور نہ ہی واضح انداز میں کی گئی پیشگوئیوں پر کوئی اعتراض کر سکتا ہوں۔ بالخصوص ذیل کی پیشگوئی میرے شکوک کو رفع کرتی ہے:۔۔۔

> جب وہ اپنے جہازوں کے ساتھ ارتمس کے مقدس کنار آب پر پُل باندھیں گے
> طلائی تیغے کے ساتھ لیس ہو کر' اور اِس طرح سائنوسُورا [۵] کی جانب جہاز رانی کریں گے'
> خوبصورت ایتھنز [۶] کی شکست کی بیوقوفانہ اُمید اُن کے دلوں میں سمائی ہوگی۔۔۔
> تب دیوتائی فیصلہ مغرور اُمید کو بجھا ڈالے گا'
> تمام چیزوں کو شکست دینے کا سوچنے والا بے توقیری کی پُرغیض اولاد ہے۔
> پیتل پیتل کے ساتھ مل جائیگا' اور اراریس (دیوتائے جنگ) سمندر کی لہروں کو
> خون سے سُرخ کر دے گا۔ تب۔۔۔ تب یونانی آزادی کا دن
> واضح فتح میں سے نمودار ہو گا' اور کرونوس کا بیٹا سب دیکھ رہا ہو گا۔

جب میں اِس پیشگوئی پر غور کرتا اور دیکھتا ہوں کہ باِسس [۷] نے کس قدر واضح طور پر بات کی ہے تو نہ میں خود پیش گوئیوں کے خلاف کچھ کہنے کی جرات کرتا ہوں اور نہ ہی دوسرے کی تنقید کو منظور کرتا ہوں۔

78۔ دریں اثناء' سلامس میں موجود کپتانوں کے درمیان لفظی تضاد شدت اختیار کرتا گیا۔ ابھی تک انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ وہ نرغے میں لیے جا چکے ہیں' بلکہ وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ بربری ابھی تک انہی جگہوں پر ہیں جہاں وہ پچھلے روز نظر آئے تھے۔

79۔ اُن کی بحث و تکرار کے دوران ارستیدیس ابن لائسی ماکس ایجینا سے سلامس آیا۔ وہ ایک ایتھنی تھا جس کا عام لوگوں نے حقہ پانی بند کر دیا تھا؛ [۸] تاہم' اس کردار کے متعلق سُنی ہوئی باتوں کی بناء پر مجھے یقین ہے کہ پورے ایتھنز میں کوئی اُس جیسا قابل یا ایماندار نہ تھا۔ اب وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اجلاس میں آیا اور باہر ہی کھڑے ہو کر تھیمسٹو کلیز کو بلایا۔ تھیمسٹو کلیز اُس کا دوست نہیں بلکہ کٹر دشمن تھا۔ تاہم، سر پہ منڈلاتے ہوئے عظیم خطرات کے دباؤ میں آکر ارستیدیس باہمی تنازعہ کو بھول گیا اور تھیمسٹو کلیز کو باہر آنے کو کہا کیونکہ وہ اُس سے بات چیت کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے اپنی آمد سے قبل بحری بیڑے کو اِستھمس لے جانے کے متعلق پیلو پونیشیوں کی بے تابی کا ذکر سُنا تھا۔ چنانچہ جونہی تھیمسٹو کلیز باہر آیا، ارستیدیس نے اُس سے کہا:۔

"ہماری دیرینہ رقابت کو خاص طور پر موجودہ موسم میں ایک جدوجہد بن جانا چاہیے۔۔۔کہ ہم میں سے کون اپنے ملک کے لیے زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ میں تم سے یہ کہنا چاہوں گا کہ جہاں تک پیلو پونیشیوں کے جگہ سے جانے کا تعلق ہے تو کہنے اور کرنے میں بہت فرق ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے جو دیکھا ہے، اب تمہیں بتاتا ہوں: کورنتھی اور خودیوری بیادیس اب چاہے کچھ بھی کر لیں لیکن پیچھے نہیں ہٹ سکتے؛ کیونکہ دشمن نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا ہے۔۔اندر جا کر اُنہیں یہ بتا دو۔"

80۔ تھیمسٹو کلیز نے جواب دیا: "مشورہ زبردست ہے، اور تم خبر بھی اچھی لائے ہو۔ جس چیز کا میں شدت سے متمنی تھا، وہ تم نے اپنی آنکھوں سے حقیقت میں دیکھ لی ہے۔ تمہیں جان لینا چاہیے کہ بربریوں نے میرے کہنے پر ہی یہ سب کچھ کیا ہے؛ چونکہ ہمارے آدمی اپنی مرضی سے یہاں نہیں لڑیں گے، اس لیے ضروری تھا کہ انہیں چار و ناچار لڑنے پر مجبور کیا جائے۔ لیکن اندر آکر انہیں اپنی لائی ہوئی یہ اچھی خبر خود سناؤ۔ کیونکہ اگر یہ میں نے اُنہیں سنائی تو وہ اسے ایک افسانہ سمجھیں گے اور اِس بات پر یقین نہیں کریں گے کہ بربریوں نے ہمیں نرغے میں لے لیا ہے۔ اِس لیے خود اُن کے پاس جاؤ اور صورتحال سے آگاہ کرو۔ اگر وہ تمہاری بات پر یقین کر لیں تو یہ بہترین بات ہوگی؛ بصورت دیگر کوئی نقصان بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ اب اگر تمہارے کہنے کے مطابق ہم ہر طرف سے گھر چکے ہیں تو اُن کا بھاگنا ناممکن ہوگا۔"

81۔ تب ارستیدیس اجلاس میں آیا اور کپتانوں سے بولا: "میں ایجینا سے تمہیں یہ بتانے آیا ہوں، اور بڑی مشکل سے محاصرہ کرنے والے جہازوں سے بچ کر آیا ہوں۔۔۔کہ زرکسیز کے جہازوں نے یونانی بیڑے کو مکمل طور پر گھیر لیا ہے۔" پھر انہیں مشورہ دیا کہ وہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے فوری طور پر تیار ہو جائیں۔ اتنا کہہ کر وہ باہر آگیا۔ اب ایک اور مقابلہ آرائی شروع ہوئی؛ کیونکہ زیادہ تر کپتانوں کو اِس خبر پر یقین نہ آیا تھا۔

82۔ لیکن ابھی وہ شکوک گرفتہ ہی تھے کہ ٹینوس کا ایک جہاز پانیشیئس ابن سوسی مینیز کی زیرِ قیادت فارسیوں کو چھوڑ کر یونانیوں سے آملا اور اپنے ساتھ ساری اندرونی خبریں بھی لایا۔ اِسی وجہ سے اہلِ ٹینوس کا نام ڈیلفی میں رکھے تین پایہ تخت پر اُن لوگوں کے درمیان لکھا گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنھوں نے بربریوں کو شکست دی۔ انہیں چھوڑ کر سلامس آجانے والے جہاز' اور قبل ازیں ار تمیسیم آنے والے ایک لمینوس کے جہاز کو ملا کر' یونانی بیڑے میں شامل جہازوں کی کل تعداد 380 ہو گئی؛[79] وگرنہ یہ دو کم ہی رہتی۔

83- اب یونانیوں نے اہل ٹینوس کی بتائی ہوئی خبر پر مزید شک کیے بغیر آئندہ جنگ کی تیاری کی۔ دن چڑھنے پر تمام مسلح آدمی[80] اکٹھے ہوئے اور اُن کو تقریریں کی گئیں؛ سب سے اچھی تقریر تھیمسٹو کلیز کی تھی جس نے اپنی ساری تقریر کے دوران انسانی فطرت اور سرشت میں شامل اعلیٰ چیزوں کو گھٹیا چیزوں سے ممتاز کیا اور انہیں حکم دیا کہ ہمیشہ اعلیٰ چیز کا انتخاب کریں۔ یوں اُس نے اپنے خطاب کو سمیٹتے ہوئے انہیں فوراً اپنے اپنے جہازوں پر جانے کو کہا؛ حکم کی تعمیل ہوئی؛ اتنی دیر میں ایا سیدے[81] کی جانب ایجینا روانہ کیا ہوا سہ طبقہ جہاز واپس آ گیا جس کے بعد یونانی اپنے ساری بیڑے کے ساتھ سمندر میں نکلے۔

84- بیڑے نے ابھی ساحل کو چھوڑا ہی تھا کہ جب بربریوں نے اُن پر حملہ کر دیا۔ یونانی فوراً پیچھے ہٹنے لگے' یہاں تک کہ کنارے سے جُھو گئے؛ تب پالینے[82] کا امینیاس' ایتھنی امیروں میں سے ایک' تیزی سے اگلی قطار میں آیا اور دشمن کے ایک جہاز پر دھاوا بولا۔ دونوں جہاز اُلجھ گئے اور علیحدہ نہ ہو سکے؛ یہ دیکھ کر باقی کا بیڑا امینیاس کی مدد کو آیا اور بربریوں کے ساتھ جنگ کرنے لگا۔ جنگ شروع ہونے کے انداز کے بارے میں یہ ایتھنیوں کا بیان ہے؛ لیکن اہل ایجینا کہتے ہیں کہ ایا سیدے کے پاس ایجینا بھیجے گئے جہاز نے جنگ کی ابتداء کی۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یونانیوں کو عورت کی شکل و صورت میں ایک ہیولیٰ نظر آیا اور اُس نے انہیں جنگ شروع کرنے کو کہا؛ اُس کی آواز بیڑے کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک سُنی گئی؛ تاہم' آواز نے پہلے انہیں یہ کہہ کر ملامت کی۔۔۔ "او عجیب آدمیو' تم کب تک پیچھے ہٹتے رہو گے؟"

85- ایلیوسس کی طرف مغربی انتہائی حد پر صف آراء ایتھنیوں کے سامنے فینیقی تھے؛ پریاس کی طرف مشرق میں تعینات لیسیڈیمونیوں کے بالمقابل ایونیائی تھے۔ لیسیڈیمونیوں میں سے صرف چند ایک نے ہی تھیمسٹو کلیز کی ہدایت پر عمل کر کے پیچھے ہٹتے ہوئے جنگ کی؛ اکثریت نے اِس کے برعکس کیا۔ میں یہاں کئی ایک ایسے سہ طبقہ جہازوں کے امیروں کا ذکر کر سکتا ہوں جنھوں نے یونانیوں سے جہاز چھینے؛ لیکن میں صرف تھیومیسٹور ابن اینڈرو دامس اور فیلاکس ابن ہستیاس کا ذکر کروں گا جو دونوں ہی ساموسی تھے۔ میں نے انہیں یہ فوقیت اس لیے دی کیونکہ اِس خدمت کے عوض تھیومیسٹور کو فارسیوں نے ساموس کا فرمانروا بنایا' اور فیلاکس کا شمار بادشاہ کے مہربانوں میں کیا گیا اور اُسے بہت بڑی جاگیر انعاماً دی گئی۔

86- اِس جنگ میں مشغول فارسی جہازوں کی ایک کہیں بڑی تعداد ایتھنیوں یا اہل ایجینا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے بیکار کر دی۔ کیونکہ یونانی منظم انداز میں اور قطار بنا کر لڑے جبکہ بربری گڑبڑائے ہوئے تھے اور اُن کے پاس اپنی کسی کارروائی کا کوئی بھی منصوبہ نہ تھا' لہٰذا جنگ کی صورت بمشکل ہی اِس سے علاوہ کچھ اور ہو سکتی تھی۔ تاہم' فارسی یہاں اُس سے کہیں زیادہ بہادری سے لڑے جتنی کہ انہوں نے یوبیا میں دکھائی تھی؛ وہ حقیقتاً خود پر برتری لے گئے؛ ہر ایک نے زرکسیز کے خوف سے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کیونکہ ہر کوئی سمجھ رہا تھا کہ بادشاہ کی نظر اُسی پر ہے۔ [۸۳]

87۔ میں قطعی طور پر یہ بتانے سے قاصر ہوں کہ مختلف یونانی یا بربری اقوام نے جنگ و جدل میں کیا کردار ادا کیا۔ تاہم' میں یہ جانتا ہوں کہ ارتمیسیا نے خود کو اِس طریقے سے ممتاز کیا کہ وہ بادشاہ کی نظر میں پہلے سے بھی زیادہ محترم ہو گئی۔ بادشاہ کے سارے بیڑے میں ابتری پھیلنے اور اُس کے جہاز کے پیچھے ایک ایتھنی سہ طبقہ جہاز لگ جانے کے بعد ارتمیسیا کے پاس فرار کی کوئی راہ نہ رہی' کیونکہ اُس کے سامنے کئی ایک دوستانہ جہاز تھے اور وہ تمام فارسیوں کی نسبت دشمن کے زیادہ قریب تھی؛ چنانچہ اُس نے ایک ایسا اقدام کیا جو اُس کے لیے تحفظ بخش ثابت ہوا۔ ایتھنی تعاقب کنندہ کے دباؤ میں آ کر وہ سیدھی اپنی ہی پارٹی کے ایک کالینڈی جہاز کی جانب گئی جس پر خود کالینڈی بادشاہ داماسیتھمس سوار تھا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ آیا ارتمیسیا اور اِس آدمی کا ہیلس پونٹ میں قیام کے دوران کوئی جھگڑا ہوا تھا یا نہیں۔۔۔ نہ ہی میں یہ فیصلہ کر سکتا ہوں کہ وہ سوچے سمجھے مقصد کے تحت اُس کے جہاز پر حملہ آور ہوئی تھی' یا آیا کالینڈی جہاز محض اتفاقاً اُس کے راستہ میں آ گیا تھا۔۔۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ ارتمیسیا نے ہی اُس کا جہاز ڈبویا اور یوں اُسے ایک دوہرا فائدہ حاصل کرنے کی خوش قسمتی نصیب ہوئی۔ کیونکہ ایتھنی سہ طبقہ جہاز کے امیر نے اُسے دشمن کے بیڑے کا ایک جہاز تباہ کرتے ہوئے دیکھ کر خیال کیا کہ اُس (ارتمیسیا) کا جہاز یونانی تھا' یا پھر وہ فارسیوں کو چھوڑ کر بھاگ آئی تھی اور یونانیوں کی طرف سے لڑ رہی تھی؛ چنانچہ اُس نے تعاقب چھوڑ دیا اور دوسروں کی جانب حملہ آور ہوا۔

88۔ یوں ایک طرف اُس نے اپنی زندگی بچائی اور جنگ سے صاف بچ نکلی؛ جبکہ دوسری طرف اُس نے بادشاہ کو نقصان پہنچاتے ہوئے بھی خود کو پہلے سے کہیں زیادہ اعلیٰ رتبہ دلایا۔ کہا جاتا ہے کہ زرکسیز نے جنگ کا جائزہ لیتے ہوئے جہاز کی تباہی دیکھی تھی' جس پر قریب ہی کھڑے کسی شخص نے اُس سے کہا تھا۔۔۔ "آقا' آپ نے دیکھا کہ ارتمیسیا کتنے اچھے انداز سے لڑتی ہے اور اُس نے کیسے دشمن کا ایک جہاز غرق کر دیا ہے؟" تب زرکسیز نے پوچھا کہ کیا یہ واقعی ارتمیسیا کی کارروائی تھی؛ اور انہوں نے جواب دیا "یقیناً! کیونکہ ہم اُس کا علامتی نشان پہچانتے ہیں؛" جبکہ سب نے یقین دلایا کہ غرقاب جہاز حزب مخالف سے تعلق رکھتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ سب باتیں ملکہ کے لیے سازگار رہیں۔۔۔ وہ خوش قسمت تھی کہ کالینڈی جہاز پر سوار آدمیوں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے کوئی ایک بھی اُس کے خلاف گواہی دینے کو زندہ نہ بچا۔ وہ کہتے ہیں کہ ذرکسیز نے اِس تاثر کے جواب میں کہا تھا۔۔۔ "میرے آدمیوں نے عورتوں جیسا اور میری عورتوں نے مردوں جیسا رویہ اختیار کیا ہے!"

89۔ بیڑے کے سرکردہ امیروں میں سے ایک اریابگنیز مقابلے کے دوران کھیت رہا: وہ داریوش کا بیٹا اور ذرکسیز کا بھائی تھا۔ اریابگنیز کے ساتھ ہی اعلیٰ شہرت کے حامل آدمیوں، فارسیوں، میڈیوں اور اُن کے اتحادیوں کی ایک بہت بڑی تعداد کا بھی خاتمہ ہوا۔ یونانیوں میں سے چند ایک ہی مرے: کیونکہ وہ تیرنا جانتے تھے، لہٰذا جو دشمن کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچ گئے تھے وہ ڈوبتے ہوئے جہازوں سے سمندر میں کودے اور تیر کر سلامس جا پہنچے۔ لیکن بربریوں والی طرف کے مرنے والے آدمیوں میں سے زیادہ تر سمندر میں ہی ڈوبے کیونکہ وہ تیرنا نہیں جانتے تھے۔ عظیم تباہی اُس وقت ہوئی جب سب سے پہلے لڑائی شروع کرنے والے جہاز بھاگنے لگے: کیونکہ عقب میں تعینات جہازوں نے بادشاہ کی نگاہوں کے سامنے اپنی شجاعت کا مظاہرہ کرنے کی بے قراری میں زبردستی آگے آنے کی ہر ممکن کوشش کی اور یوں اپنے ہی پیچھے ہٹتے ہوئے جہازوں سے اُلجھ گئے۔

90۔ اِس گڑبڑ کے عالم میں مندرجہ ذیل واقعہ پیش آیا: اِس طرح ڈوبنے والے جہازوں سے متعلقہ بعض افراد بادشاہ کے حضور پیش ہوئے اور ایونیاؤں کو اپنے نقصان کا ملزم ٹھہرایا، اُنہیں غدار قرار دیا۔ لیکن اِس شکایت کا انجام یہ ہوا کہ ایونیائی کپتان اپنے سر پہ منڈلاتی ہوئی موت سے بچ گئے، جبکہ الزام لگانے والے فینیقیوں کو موت کی سزا دی گئی۔ کیونکہ ہوا یہ تھا۔۔۔ جیسا کہ وہ بتاتے ہیں۔۔۔ کہ ایک ساموتھریسی جہاز نے ایک ایتھنی کو ٹکر مار کر ڈبو دیا، لیکن فوراً ایک ایجینیائی جہاز نے اُس پر حملہ کر کے اُسے ناکارہ بنا دیا۔ اب ساموتھریسی نیزہ پھینکنے کے ماہر تھے اور انہوں نے اتنے اچھے نشانے لگائے کہ اپنے اوپر حملہ آور جہاز کے عرشے کا صفایا کر دیا، پھر وہ اُس پر گئے اور اُسے اپنے قابو میں لے لیا۔ یوں ایونیائی بچ گئے۔ یہ حرکت دیکھ کر ذرکسیز فینیقیوں پر بہت غضبناک ہوا۔۔۔ وہ نہایت پریشانی کے عالم میں کسی ایک کی بھی غلطی ڈھونڈنے کو تیار تھا۔۔۔ اور اُن کے سر کاٹنے کا حکم دیا، تاکہ (اُس کے بقول) وہ اپنے غلط رویے کا الزام زیادہ بہادر آدمیوں کو نہ دے سکیں۔ اِس سارے وقت کے دوران ذرکسیز ایگالیوس نامی پہاڑ، سلامس کے بالمقابل، پر بیٹھا رہا: اور جب بھی وہ اپنے کسی کپتان کو کوئی کارنامہ کرتے دیکھتا تو اُس کے متعلق دریافت کرتا اور منشی [۸۴] اُس آدمی کا نام ولدیت اور شہر درج کر لیتے۔ اریارمنیز۔۔۔ ایونیاؤں کا ایک فارسی دوست [۸۵]۔۔۔ بھی اِس موقع پر موجود تھا، اور فینیقیوں کو سزا دلانے میں اُس کا بھی عمل دخل تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

91۔ جب بربری بھاگنا شروع ہوئے اور انہوں نے فرار ہو کر فالیرم جانے کی کوشش کی تو نہریں اُن کے منتظر ایجیناؤں نے قابلِ ذکر صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ ساری درہم برہم جدوجہد کے دوران ایتھنیوں نے مزاحمت کرنے یا ساحل کی جانب بھاگنے والے جہازوں کو تباہ کرنے پر توجہ دی، جبکہ ایجینا والوں نے آبنائے کے راستے بھاگتے ہوؤں سے نمٹنے کی ذمہ داری سنبھالی۔ چنانچہ ایتھنیوں کے ہاتھ سے بچ جانے والے فارسی جہاز فوراً ایجینیائی جہازوں کے ہتھے چڑھ جاتے۔

92۔ اتفاقاً یوں ہوا کہ دشمن کے تعاقب میں تیزی سے جاتے ہوئے تھیمسٹو کلیز کے جہاز اور پولی کریٹس ابن کریئس ایجینیائی [86] کے جہاز (جو ایک سیڈونی سہ طبقہ جہاز کو ڈبو کر آیا تھا) کا آمنا سامنا ہو گیا۔ سیڈونی جہاز وہی تھا جو ایجینیائی محافظ جہاز نے سکاتھس کے قریب پکڑا تھا، [87] اور جس پر پائتھیاس ابن اِشینوس سوار تھا۔۔۔ میری مراد اُس پائتھیاس سے ہے جو زخموں سے چور ہو کر گر پڑا تھا اور جسے سیڈونیوں نے اپنے جہاز پہ سوار کر رکھا تھا۔ بعدازاں یہ آدمی بحفاظت ایجینا واپس بھیج دیا گیا؛ کیونکہ جب سیڈونی جہاز اپنے فارسی عملے کے ساتھ یونانیوں کے ہاتھ لگا تو وہ جہاز پر ہی موجود تھا۔ پولی کریٹس نے ایتھنی سہ طبقہ جہاز کو دیکھتے ساتھ ہی جان لیا کہ یہ کس کا جہاز تھا (کیونکہ اُس نے بحریہ کا علامتی نشان دیکھ لیا تھا)؛ اُس نے طنزیہ انداز میں چلا کر تھیمسٹو کلیز سے پوچھا کہ کیا اہلِ ایجینا نے خود کو میڈیوں کے نایاب دوست نہیں ظاہر کیا تھا۔ تھیمسٹو کلیز پر یہ طنز کرتے ہوئے وہ سیدھا سیڈونی جہاز کی طرف گیا۔ جنگ سے فرار ہو کر فالیرم کی طرف جانے والے بربری جہازوں نے زمینی فوج کے زیرِ سایہ پناہ حاصل کی۔

93۔ سمندری جنگ میں عظیم ترین رفعت حاصل کرنے والے یونانی ایجینیائی تھے، اور اُن کے بعد ایتھنی۔ ممتاز ترین افراد ایجینا کا پولی کریٹس، دو ایتھنی۔۔۔ اناگیرس [88] کا یومینیز اور پالینے کا امینیاس تھے؛ موخرالذکر نے ارتمیسیا کا گھیراؤ کیا تھا۔ اگر اُسے پتہ ہوتا ہے کہ اُس جہاز پر ارتمیسیا سوار ہے تو وہ یقیناً اُسے قابو کر لینے تک تعاقب نہ چھوڑتا، یا پھر خود قابو آ جاتا۔ کیونکہ ایتھنی کپتانوں کو ملکہ کے حوالے سے خصوصی احکامات ملے تھے؛ نیز ایسے شخص کے لیے دس ہزار درم [89] کا انعام مقرر کیا گیا تھا جو اُسے قیدی بنا کر لاتا؛ کیونکہ ایتھنز کے خلاف ایک عورت کے مسلح ہو کر نکلنے پر شدید بے عزتی محسوس کی جا رہی تھی۔ تاہم، جیسا کہ میں نے پیچھے کہا ہے، وہ بچ نکلی؛ اِسی طرح کچھ دیگر بھی جن کے جہاز لڑائی میں سلامت بچ گئے تھے۔ اور اب یہ تمام فالیرم کی بندرگاہ پر جمع تھے۔

94۔ ایتھنی کہتے ہیں کہ جب دونوں بیڑے مشغولِ جنگ ہوئے تو کورنتھی امیر اڈی مانتس اِس قدر خوف گرفتہ ہوا کہ اُس نے اپنے بادبان کھولے اور بھاگنے کو تھا کہ کورنتھی لوگوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے اپنے رہنما کو فرار ہوتے دیکھ کر اُسی کی تقلید کی۔ وہ بھاگ کر سلامس کے ساحل کے اُس حصے میں پہنچے جہاں ایتھنا سکیراس کا معبد ایستادہ تھا' تو انہیں ایک عجیب و غریب قسم کا بارک جہاز ملا: یہ کبھی پتہ نہ چل سکا کہ اِسے کس نے اُن کے پاس بھیجا تھا: اور اِس کے نمودار ہونے تک وہ جنگ کی صورتحال سے قطعی لاعلم رہے۔ انہیں اِس معاملے کی مافوق الفطرت نوعیت کا اندازہ اِس طرح ہوا کہ جب بارک میں سوار آدمی اُن کے جہازوں کے قریب آئے تو انہیں مخاطب کر کے بولے۔۔۔ "ایڈی مانتس' تم نے اپنے یہ جہاز نکال کر اور فرار ہو کر غداری کی ہے' جبکہ جن یونانیوں کو تم چھوڑ آئے ہو وہ اپنے دشمنوں کو مکمل طور پر شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔" تاہم 'ایڈی مانتس کو اُن کی بات پر یقین نہ آیا: جس پر انہوں نے اُسے بتایا' "تم ہمیں یرغمال بنا کر ساتھ لے جاؤ اور اگر یونانیوں کو فتح مند ہوتے نہ پاؤ تو ہماری گردنیں مار دینا۔" تب ایڈی مانتس نے انہیں اپنے ساتھ لیا: اور وہ بیڑے میں دوبارہ شامل ہو گئے جبکہ فتح حاصل ہو چکی تھی۔ یہ ہے وہ کہانی جو ایتھنی کورنتھ والوں کے بارے میں بتاتے ہیں: تاہم 'کورنتھی اِسے درست نہیں مانتے۔ [۹۰] اِس کے برعکس اُن کا کہنا ہے کہ وہ لڑائی میں نمایاں کردار ادا کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ اور باقی کا یونان اُن کے حق میں گواہی دیتا ہے۔

95۔ ابتری کے عین دوران ارستیدیس ابن لائسی ماکس۔۔۔ ایک ایتھنی جس کے بارے میں 'میں نے پیچھے ایک عظیم ترین قابلیت کے حامل شخص کے طور پر بات کی ہے۔۔۔ نے حسب ذیل خدمت سرانجام دی۔ اُس نے کئی ایک ایتھنی مسلح دستوں کو لیا' جو پہلے سلامس کے ساحل کے ساتھ ساتھ ٹھہرائے گئے تھے' اور اُن کے ساتھ پستالیا جزیرے پہ اُتر کر وہاں موجود تمام فارسیوں کو مار ڈالا۔

96۔ سمندری لڑائی کے ختم ہوتے ہی [۹۱] یونانی آس پاس ملنے والے تمام ملبے کو سلامس میں لائے اور خود کو تازہ مقابلے کے لیے تیار کیا کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ بادشاہ اپنے بچے کھچے جہازوں کے ساتھ دوبارہ جنگ چھیڑے گا۔ مغربی ہوا بہت سے تباہ شدہ جہازوں کو بہا کر ایٹیکا کے ساحل پر لے گئی اور انہیں کولیاس نامی ساحلی پٹی پر لا پھینکا۔ یوں نہ صرف اِس جنگ کے بارے میں باسس اور میوسیئس [۹۲] کی پیشگوئیاں مکمل طور پر پوری ہوئیں بلکہ جہازوں کا ملبہ مذکورہ جگہ پر جانے کے باعث لائسی سٹراٹس نامی ایتھنی غیب دان کی کئی برس پہلے کی ہوئی پیش بینی بھی سچ نکلی۔ یونانی اِس پیش بینی کو مکمل طور پر بھلا چکے تھے' جو یوں تھی:۔

تب کولیاس کی عورتیں چپوئوں کو دیکھ
کر ششدر رہ جائیں گی۔

بادشاہ کے روانہ ہوتے ہی یہ واقعہ لازماً ہونا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

97۔ زرکسیز اپنے نقصان کی وسعت دیکھ کر خوفزدہ ہونے لگا کہ کہیں ایونیائی یونانیوں کے ساتھ سازباز نہ کرلیں' یا پھر یونانی اُن کے مشورہ کے بغیر ہی سیدھے ہیلس پونٹ جاکر پُلوں کو نہ توڑ دیں؛ اِس صورت میں وہ یورپ میں ہی محبوس ہو کر رہ جاتا اور اُس کی موت کا خدشہ بھی پیدا ہو جاتا۔ چنانچہ اُس نے فرار ہونے کا سوچا؛ لیکن چونکہ وہ اپنے مطمحِ نظر کو یونانیوں کے ساتھ ساتھ اپنے لوگوں سے بھی مخفی رکھنا چاہتا تھا' چنانچہ اُس نے ایک مورچے کو نہر کے راستے سلامس لے جانے کا کام شروع کیا' اور ساتھ ہی متعدد فنیقی تجارتی جہازوں کو آپس میں باندھنے لگا تاکہ وہ ایک پُل اور دیوار دونوں کا کام دیں۔ اُس نے کئی جنگی تیاریاں بھی کیں' کہ جیسے وہ ایک مرتبہ پھر سمندر میں یونانیوں کے ساتھ طاقت آزمانا چاہتا ہے۔ اب یہ چیزیں دیکھ کر سب پوری طرح قائل ہو گئے کہ بادشاہ وہیں ٹھہرنا اور زوردار جنگ کرنا چاہتا تھا۔ تاہم' ماردونیئس ہرگز دھوکے میں نہ آیا؛ کیونکہ طویل شناسائی نے اُسے بادشاہ کی سوچیں اور ارادے سمجھنے کے قابل بنا دیا تھا۔ دریں اثناء زرکسیز نے فارس کو اپنی بدقسمتی سے مطلع کرنے کے لیے ایک قاصد بھی بھیجا۔

98۔ کوئی بھی فانی انسان اِن فارسی قاصدوں سے زیادہ تیز سفر نہیں کرتا۔ یہ طریقہ مکمل طور پر فارسی ایجاد ہے؛ جس کی تفصیل یہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ساری سڑک کے ساتھ ساتھ گھوڑ سوار تعینات ہوتے ہیں۔۔۔ سفر کے مجموعی دنوں کے لیے ایک گھوڑا سوار فی یوم۔ یہ گھوڑ سوار برفباری' بارش' گرمی یا رات کی تاریکی میں بھی ہر ممکن تیز رفتاری کے ساتھ اپنا مقررہ فاصلہ طے کرتے ہیں۔ پہلا ہرکارہ پیغام کو دوسرے ہرکارے کے حوالے کرتا ہے' اور دوسرا ہرکارہ تیسرے کے؛ یوں یہ پیغام ایک سے دوسرے ہاتھ میں اُسی طرح پہنچتا ہے جس طرح ہفے ستوس (وُلکن) میں یونانیوں کی مشعل دوڑ میں مشعل۔ فارسی ہرکارے کی چوکی کو "انگارم"[۹۳] کہتے ہیں۔

99۔ زرکسیز کے ایتھنز کا مالک بن جانے کے متعلق جب پہلا پیغام سُوسا پہنچا تھا تو وہاں موجود فارسی اس قدر مسرور ہوئے کہ انہوں نے فوراً گلیوں کو حنا کی ڈالیوں سے سجایا' لوبان جلائے اور خوشی کا جشن منانے لگے۔ اِسی طرح دوسرا پیغام آنے پر اُن کی مایوسی اس قدر زیادہ تھی کہ سب نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے' آہ و فریاد اور ماتم زاری کی۔ انہوں نے ماردونیئس کو اس بربادی کا الزام دیا؛ اور اِس موقع پر انہیں اپنے تباہ شدہ جہازوں کے دکھ سے زیادہ بادشاہ کے تحفظ کی فکر تھی۔ لہٰذا اُن کی تکلیف تب ہی کہیں آکر ختم ہوئی جب زرکسیز نے خود آکر اُن کے خوف دور کر دیئے۔

100۔ اب ماردونیئس نے دیکھا کہ زرکسیز نے اپنے بیڑے کی شکست کا غم دل پر لیا ہے' اور اُس کو شک گذرا کہ وہ ایتھنز سے بھاگنے کا منصوبہ بنا رہا ہے' تو وہ خود بھی اِس امکان پر غور کرنے لگا کہ بادشاہ اُسے جنگ پر اصرار کرنے کی سزا دے سکتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ اُس نے مزید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مہم جوئی کرنا اپنے لیے بہترین بات خیال کیا--- یا تو یونان کا فاتح بن جائے--- جس کی اُسے قوی اُمید تھی--- یا پھر یہ عظیم کامیابی حاصل کرنے کی کوشش میں شاندار موت مر جائے۔ سو یہ باتیں سوچتے ہوئے اُس نے ایک روز بادشاہ سے کہا---

"بادشاہ' آپ دکھ نہ کریں' اور نہ ہی اِس حالیہ شکست کو دل پر لیں۔ ہماری ساری اُمیدیں محض چند تختوں پر ہی نہیں بلکہ ہمارے بہادر گھوڑسواروں پر بھی منحصر ہیں۔ جن لوگوں کو آپ اپنے فاتح سمجھ بیٹھے ہیں' اِن میں سے ایک بھی ساحل پر اُتر کر ہماری بری فوج کے ساتھ مقابلہ کرنے کی کوشش نہیں کرے گا؛ نہ ہی براعظم پر موجود یونانی ہماری فوجوں کے ساتھ لڑیں گے؛ ایسا کرنے والوں نے سزا پائی ہے۔ اگر آپ کی خوشی ہو تو ہم فوراً پیلوپونیسے پر حملہ کردیں؛ اگر آپ کچھ دیر اور انتظار کرلیں تو یہ بھی ہمارے اختیار میں ہے۔ بس دل چھوٹا نہ کریں کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ یونانی اِس اور سابقہ نقصان رسانیوں کے انتقام سے بچ سکیں؛ نہ ہی وہ آپ کے غلام بننے سے بچ سکتے ہیں۔ اس لیے آپ میرے کہنے کے مطابق عمل کریں۔ تاہم' اگر آپ ذہن میں فیصلہ کرچکے ہیں اور اپنی فوج کو لے کر واپس جانا ہی چاہتے ہیں تو اِس صورت میں میرا ایک مشورہ سن لیں۔ اے بادشاہ' فارسیوں کو یونانیوں کے لیے مذاق نہ بنائیں۔ اگر آپ کے ارادے ناکام ہوئے ہیں تو اِس میں فارسیوں کی کوئی خطا نہیں؛ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ کے فارسیوں نے کبھی بھی بزدلی کا مظاہرہ کیا۔ اگر فنیقی اور مصری' سائپری اور سلیشیائی غلط رویہ اپناتے تو کیا بنتا؟--- اُن کے خراب رویہ کا تعلق صرف ہم سے نہیں۔ چونکہ آپ کے فارسی بے دوش ہیں' لٰہذا میری بات مانیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو گھر چلے جائیں اور اپنی فوج کا بڑا حصہ بھی اپنے ساتھ لے جائیں؛ لیکن پہلے مجھے 3,00,000 جنگجو منتخب کرنے اور یونان کو آپ کے ماتحت لانے کی اجازت دیں۔"

101۔ یہ الفاظ سن کر زرکسیز کو خوشی اور فرحت محسوس ہوئی--- جیسے کسی شخص کو پریشانی سے نجات مل جائے۔ چنانچہ اُس نے ماردونیئس کو جواب میں کہا' "میں تمہارے مشورے پہ غور کروں گا' اور پھر اپنے خیال میں قابل ترجیح راہ عمل سے آگاہ کردوں گا۔" تب زرکسیز نے سرکردہ فارسیوں سے بات چیت کی؛ اور چونکہ سابق موقع پر ارتمیسیا ہی وہ واحد شخص تھی جس نے بہترین تجویز دی تھی' اس لیے اب اُسے مشاورت کے لیے بلوایا۔ ارتمیسیا کے آتے ہی اُس نے تمام مشیروں اور محافظوں کو برخاست کیا اور ارتمیسیا سے کہا:---

"ماردونیئس چاہتا ہے کہ میں یہیں رُکوں اور پیلوپونیسے پر حملہ کروں۔ اُس کے مطابق میرے فارسی اور دیگر زمینی افواج ہم پر نازل ہونے والی آفتوں کے قصوروار نہیں؛ اور وہ یہ بات ثابت کردیں گے۔ چنانچہ اُس نے میرے سامنے تجویز رکھی ہے کہ یا میں یہیں ٹھہروں اور اُس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے کہنے کے مطابق عمل کروں' یا پھر اُسے اپنی افواج میں سے 3,00,000 جنگجو منتخب کرنے دوں--- جن کی مدد سے وہ یونان کو میرا مطیع کردے--- جبکہ خود باقی ماندہ افواج کو لے کر اپنے ملک چلا جاؤں۔ تم نے قبل ازیں مجھے سمندری جنگ نہ کرنے کا عقلمندانہ مشورہ دیا تھا' لہٰذا اب مجھے اِس معاملے میں بھی مشورہ دو اور بتاؤ کہ کونسی راہ اختیار کرنا میرے مفاد میں ہوگا۔"

102۔ ارتمیسیا نے اُس کی بات کا حسب ذیل جواب دیا:---

"اے بادشاہ! مشورہ مانگنے والے شخص کو بہترین ممکنہ جواب دینا ایک نہایت مشکل بات ہوئی ہے۔ بایں ہمہ' موجودہ صورتحالات میں مجھے لگتا ہے کہ آپ کا گھر لوٹ جانا ہی بہتر ہوگا۔ جہاں تک ماردونیئس کا تعلق ہے' اگر وہ یہیں رہنے اور اپنے کہنے کے مطابق عمل کرنے کو ترجیح دیتا ہے تو اُسے مطلوبہ چیزوں کے ساتھ چھوڑ جائیں۔ اگر وہ اپنے منصوبے میں کامیاب رہا اور وعدے کے مطابق اُس نے یونانیوں کو مطیع بنا دیا تو فتح آپ ہی کی ہوگی؛ کیونکہ یہ کام آپ کے غلاموں نے سرانجام دیا ہوگا۔ اگر ماردونیئس ہار گیا تو کوئی بات نہیں---انہیں ایک بیکار سی فتح حاصل ہوگی--- آپ کے غلاموں میں سے ایک کے خلاف فتح! یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ اپنی مہم کا مقصد حاصل کرکے گھر جا رہے ہیں؛ [۹۴] کیونکہ آپ نے ایتھنز کو نذرِ آتش کر دیا ہے!"

103۔ زرکسیز ارتمیسیا کا مشورہ سُن کر بہت خوش ہوا؛ کیونکہ اُس نے محض اُس کی اپنی سوچوں کو ہی زبان دے دی تھی۔ میرا اپنا خیال ہے کہ اگر اُس کے سارے مشیر مرد اور عورتیں مل کر بھی اُسے رُکنے پر زور دیتے تو وہ تب بھی نہ ٹھہرتا کیونکہ وہ عظیم خطرہ محسوس کر رہا تھا۔ چنانچہ اُس نے ارتمیسیا کو بہت سراہا اور اپنے کچھ بچے اُس کے حوالے کرتے ہوئے حکم دیا کہ وہ اِنہیں ایفی سس پہنچا دے؛ کیونکہ وہ اپنے کچھ فطری بیٹوں کو بھی مہم پر ساتھ لایا تھا۔

104۔ اِس موقع پر زرکسیز نے اپنے ایک نمایاں خواجہ سرا [۹۵] ہرموتیمس کو بھی بیٹوں کا خیال رکھنے کا حکم دے کر ساتھ روانہ کیا۔ ہرموتیمس پیڈاسی تھا۔ پیڈاسی ہالی کارناسس سے اوپر کے خطہ میں رہتے ہیں؛ اور اُن کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اُن کے علاقہ میں مندرجہ ذیل واقعہ پیش آتا ہے؛ جس ایک مخصوص عرصہ میں اُن کے کسی بھی پڑوسی پر کوئی مصیبت نازل ہونے والی اُن کے شہر میں اِتھنا کی کاہنہ کی ڈاڑھی اُگ آتی ہے۔ یہ پہلے بھی دو مواقع پر ہوچکا ہے۔

105۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے' اوپر مذکور ہرموتیمس پیڈاسی تھا؛ اُس نے ہمیں معلوم تمام آدمیوں سے زیادہ ظالمانہ انتقام ایک شخص سے لیا جس نے اُسے نقصان پہنچایا تھا۔ اُسے جنگی قیدی بنا لیا گیا تھا' اور جب پکڑنے والوں نے اُسے بیچ دیا تو کیاس کا ایک باشندہ پانیونیئس اُسے خرید لایا؛ پانیونیئس بدمعاشی کی زندگی گزارتا تھا۔ وہ جب بھی کبھی غیر معمولی دلکشی کے لڑکے حاصل کرتا تو اُنہیں خواجہ سرا بنا کر ساردیس یا ایفی سس لے جاتا اور بھاری قیمت پر فروخت کر آتا۔ بربری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خواجہ سراؤں کی دوسرے لوگوں سے زیادہ قدر کرتے ہیں' کیونکہ وہ انہیں زیادہ قابل بھروسہ سمجھتے ہیں۔ تو یہ پانیونیئس کا دھندا تھا: اُس نے بہت سے غلاموں کے ساتھ یہی سلوک کیا تھا جن میں اوپر مذکور ہرموتیمس بھی شامل تھا۔ تاہم' وہ بھی خوش قسمتی میں اپنے حصہ سے محروم نہ رہا: کیونکہ کچھ ہی عرصہ بعد اُسے چند دیگر تحائف کے ساتھ بادشاہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اُسے ذرکسیز کی نظروں میں باقی تمام خواجہ سراؤں سے زیادہ وقعت حاصل کرنے میں دیر نہ لگی۔

106۔ جب بادشاہ فارسی فوج کے ساتھ ایتھنز جا رہا تھا' اور کچھ دیر سار دیس میں ٹھہرا تو ہرموتیمس کسی کام سے مائشیا گیا: وہاں ایک ار تارنیئس نامی خطہ (جس کا تعلق کیاس سے ہے[96]) میں اتفاقاً اُس کی مڈبھیڑ پانیونیئس سے ہو گئی۔ وہ فوراً اُسے پہچان کر کافی دیر تک اُس سے دوستانہ گفتگو کرتا رہا اور متعدد ایسی مہربانیوں کا ذکر کیا جو اُسے پانیونیئس کی بدولت حاصل ہوئیں تھیں: اُس نے پانیونیئس سے کہا کہ اگر وہ اپنے اہل خانہ کو سار دیس لائے اور وہیں رہنے لگے تو وہ اُسے اِن مہربانیوں کا صلہ دے گا۔ پانیونیئس خوشی سے پھولے نہ سمایا اور اُس کی پیشکش فوری طور پر قبول کر کے اپنی بیوی اور بچوں کو لے آیا۔ یوں جب پانیونیئس اور اُس کے گھر والے ہرموتیمس کے قابو میں آ گئے تو وہ اُن سے مخاطب ہوا:۔۔۔

"دنیا کے کسی بھی شخص کی نسبت زیادہ بُرے کاموں سے روزی کمانے والے آدمی! میں نے یا میرے کسی رشتہ دار نے تیرے یا تیرے کسی قریبی آدمی کے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ تو نے مجھے اِس حالت سے دوچار کر دیا؟ آہ! یقیناً تو یہی سمجھتا ہے کہ دیوتاؤں نے تیرے جرائم پر کوئی توجہ نہیں دی۔ لیکن انہوں نے انصاف کرتے ہوئے تجھ ظالم کو میرے قابو میں کر دیا ہے: اور اب تو اُس انتقام پر اعتراض نہیں کر سکتا جو میں تجھ سے لینے والا ہوں۔"

اِس لعنت و ملامت کے بعد ہرموتیمس نے پانیونیئس کے چاروں بیٹوں کو لانے کا حکم دیا اور باپ کو مجبور کیا کہ وہ انہیں اپنے ہاتھ سے خواجہ سرا بنائے: اور پھر بیٹوں کو باپ کے ساتھ اِسی سلوک پر مجبور کیا گیا۔ یوں ہرموتیمس نے پانیونیئس سے اپنا انتقام لیا۔

107۔ ذرکسیز نے ارتمیسیا کو اپنے بیٹوں کو بحفاظت افیسس[97] پہنچانے کا حکم دینے کے بعد ماردونیئس کو بلوایا اور اُسے کہا کہ فوج میں سے اپنی مرضی کے آدمی چن لے اور کامیابی کی صورت میں اپنا وعدہ نبھانا یاد رکھے۔ اِس دن کے دوران اُس نے مزید کچھ نہ کیا: لیکن رات اُترتے ہی اُس نے احکامات جاری کیے اور بحری امیر فالیرم سے نکل کر پوری رفتار کے ساتھ ہیلس پونٹ کی جانب روانہ ہوئے تاکہ بادشاہ کی آمد سے پہلے پُلوں کو اپنی نگرانی میں لے سکیں۔ راستے میں جب وہ زوسٹر کے قریب سے گذرے' جہاں زمین کی کچھ پتلی پتلی راسیں سمندر میں آگے تک آئی ہوئی ہیں[98] تو انہوں نے چٹانوں کو جہاز خیال کیا اور خوف کے عالم میں بھاگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھڑے ہوئے۔ تاہم، کچھ دیر بعد اپنی غلطی کا پتہ لگنے پر دوبارہ اپنی راہ پکڑی۔

108۔ اگلے روز یونانیوں نے بربریوں کی زمینی فوج کو پہلے والی ہی جگہ پر خیمہ زن دیکھ کر خیال کیا کہ اُن کے جہاز ابھی تک فالیرم میں ہی کھڑے ہوں گے؛ اور اُن کی جانب سے ایک اور حملے کی توقع کر کے انہوں نے اپنے دفاع کی تیاریاں کیں۔ تاہم جلد ہی جہازوں کے روانہ ہونے کی خبر آگئی؛ جس پر فیصلہ کیا گیا کہ فوراً اُن کے تعاقب میں روانہ ہوا جائے۔ وہ اینڈووس تک گئے لیکن فارسی بیڑے کا کوئی نام و نشان نہ پا کر وہیں ٹھہر کر جنگی مجلس مشاورت کی۔ اِس مجلس میں تھیمسٹو کلیز نے مشورہ دیا کہ یونانیوں کو مزید تعاقب جاری رکھتے ہوئے جزائر کے ساتھ ساتھ چلنا اور جلد از جلد ہیلس پونٹ پہنچ کر پُلوں کو توڑ دینا چاہیے۔ تاہم یوری بیادیس نے مخالفانہ رائے دی۔ اُس نے کہا، "اگر یونانیوں نے پُل توڑ دیئے تو یہ یونان کے لیے ممکنہ بدترین بات ہو گی۔ فارسی اپنا واپس بھاگنے کا راستہ بند ہوتے دیکھ کر یورپ میں ہی رہنے پر مجبور ہوں گے، اور پھر یونانیوں کو یقیناً کبھی پُرامن انداز میں نہیں رہنے دیں گے۔ اگر فارسی بادشاہ ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا تو اُس کا سب کچھ ختم ہو جائے گا اور اُس کے پاس واپس ایشیاء جانے کا کوئی موقع نہیں رہے گا۔۔۔ بلکہ اُس کی فوج غذائی قلت کے باعث ختم ہو جائے گی؛ جبکہ اگر اُس نے فعالیت دکھائی تو وقت آنے پر سارا یورپ اُس کا ماتحت ہو جائے گا؛ کیونکہ مختلف شہر اور قبائل آہستہ آہستہ اُس کے مطیع ہوتے جائیں گے یا ہر کوئی شرائط طے کر کے اطاعت کر لے گا؛ ایسی صورت میں اُس کے فوجیوں کو اپنے لیے مناسب مقدار میں خوراک مل جائے گی کیونکہ ہر سال کی یونانی فصل اُنہی کی ہو گی۔ اِس وقت فارسی بادشاہ سمندری جنگ میں شکست کھانے کے بعد یورپ میں مزید نہیں رکنا چاہتا۔ یونانیوں کو چاہیے کہ اُسے جانے دیں؛ اور جب وہ ہمارے درمیان سے واپس چلا جائے اور اپنے ملک کو لوٹ جائے تو تب یونانیوں کے لیے موقع آئے گا کہ وہ اُس پر قبضہ کے لیے لڑیں۔"

پیلو پونیشیاؤں کے دیگر امیروں نے بھی اِسی رائے کی حمایت کی۔

109۔ تب تھیمسٹو کلیز نے اکثریت کو اپنے برخلاف پایا اور انہیں ہیلس پونٹ تک تعاقب جاری رکھنے پر مائل نہ کر سکا تو اُس نے ایتھنیوں سے رجوع کیا جو دشمن کو بھاگنے سے روکنے کے سب سے زیادہ شوقین تھے اور جو باقی یونانیوں کی نارضامندی کی صورت میں خود ہی ہیلس پونٹ تک جانے اور پُلوں کو توڑنے کی تمنا رکھتے تھے۔ تھیمسٹو کلیز نے اُن سے کہا:۔۔۔

"میں نے بذاتِ خود ایسے مواقع دیکھے ہیں، اور بہت سوں کے متعلق دوسروں سے بھی سنا ہے کہ جب کسی دشمن سے شکست کھا کر حواس باختگی کے عالم میں بھاگنے والے لوگوں نے دوبارہ جنگ چھیڑی تو اپنے سابق نقصانات کا بدلہ لے لیا۔ اب ہمارے پاس ایک اچھا موقع ہے کہ خود کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور سارے یونان کو اِس وسیع لشکر کے دوبارہ حملے سے بچالیں؛ اس لیے آؤ اب آرام سے بیٹھ جائیں اور فرار ہوتے ہوئے دشمنوں کا تعاقب نہ کریں۔ لیکن یقیناً ہم نے یہ خود اپنی طاقت کے ذریعہ نہیں کیا۔ یہ دیوتاؤں اور ہیروؤں کی کارگذاری ہے جو ایک انسان کے بیک وقت یورپ اور ایشیاء کے بادشاہ بننے سے جلتے تھے۔۔۔[99] اور آدمی بھی ایسا جو ناپاک اور مغرور ہے۔۔۔ ایسا آدمی مقدس اور ناپاک چیزوں کو ایک سا احترام دیتا ہے؛ جس نے دیوتاؤں کی شبیہوں کو توڑا اور جلایا ہے؛ جس نے سمندر کو تازیانے مارے اور اُس میں بیڑیاں ڈال دیں۔ [100] فی الحال ہمارے ساتھ سب اچھا ہے۔۔۔ اس لیے آؤ اب یونان چلیں اور وہاں اپنی اور اپنے اہل خانہ کی فکر کریں۔ بربری بھاگ چکا ہے۔۔۔ ہم نے اُسے بھگا دیا ہے۔۔۔ اب ہر ایک اپنے اپنے گھر کی مرمت کرے اور محنت کے ساتھ کھیت بوئے۔ موسم بہار میں ہم جہاز لے کر ہیلس پونٹ اور ایونیا کی جانب بحرپیمائی کریں گے!"

110۔ تاہم، فی الحال اُس نے اپنا ارادہ عیاں نہ کیا؛ اور اےتھنی اُس کی باتوں میں آ گئے۔ کیونکہ اب وہ اُس کی ہدایت پر عمل کرنے کو تیار تھے؛ جبکہ انہوں نے اُسے ہمیشہ ایک دانا آدمی کے طور پر عزت دی تھی، اور کچھ ہی عرصہ پہلے اُس نے خود کو دانا اور صائب الرائے ثابت بھی کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ اُس کے ہم خیال بن گئے؛ جس پر اُس نے کوئی وقت ضائع کیے بغیر ایک ہلکے جہاز پر قاصدوں کو بادشاہ کی جانب روانہ کیا۔ اس مقصد کے لیے ایسے آدمیوں کا منتخب کیا جن پہ وہ رازداری کا بھروسہ کر سکتا تھا، چاہے اُن پر کسی بھی قسم کا تشدد کیوں نہ کیا جائے۔ اُن میں سے ایک گھریلو خادم سکینس بھی تھا، وہی سکینس جس سے وہ پہلے بھی کام لے چکا تھا۔ [101] یہ آدمی جب ایٹیکا پہنچے تو سکینس کے سوا باقی سب کشتی میں ہی ٹھہرے؛ جبکہ وہ بادشاہ کے پاس گیا اور اُس سے کہا:۔۔۔

"مجھے اےتھنیوں کے رہنما، تمام حلیفوں میں سے دانا ترین شخص تھیمسٹوکلیز نے یہ پیغام پہنچانے کے لیے تمہارے پاس بھیجا ہے: تمہاری خدمت کے لیے بے قرار اےتھنی تھیمسٹوکلیز نے یونانیوں کو روک لیا ہے جو جہازوں کا تعاقب کرنے اور ہیلس پونٹ میں پُلوں کو توڑنے کے خواہشمند تھے۔ اس لیے اب تم بے فکر ہو کر گھر چلے جاؤ۔"

قاصد اپنا کام کر کے جہاز میں سوار ہوئے اور بیڑے میں واپس آ گئے۔

111۔ بربریوں کا مزید تعاقب نہ کرنے اور نہ ہی ہیلس پونٹ جا کر پلوں کو توڑنے کا فیصلہ کرنے کے بعد یونانیوں نے اینڈروس کو محاصرہ میں لے لیا تاکہ شہر پر قبضہ کر سکیں۔ تھیمسٹوکلیز نے اہل اینڈورس سے خراج کا مطالبہ کیا تھا جو انہوں نے مسترد کر دیا: وہ ایسا کرنے والے جزیرہ باسیوں میں سے اولین تھے۔ اس نے کہا کہ "رقم لازماً ادا کرنا پڑے گی کیونکہ اےتھنی اُس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ دو طاقتور دیوتا --- ترغیب اور احتیاج --- لائے تھے" جس پر انہوں نے جواب دیا کہ "ایتھنز پر اس قدر عظیم دیوتاؤں کی رحمت کے باعث وہ ضرور ایک عظیم اور شاندار شہر ہو گا' لیکن ہم نہایت غریب' زمین کے محتاج اور نامہربان دیوتاؤں یعنی غربت اور لاچاری کی لعنت کا بھی شکار ہیں جو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتے ہیں اور جزیرے سے باہر کبھی نہیں جاتے ۔ یہ اہل اینڈروس کے دیوتا ہیں' چنانچہ ہم رقم ادا نہیں کریں گے ۔ کیونکہ ایتھنز کی طاقت ہماری غربت سے زیادہ زوردار نہیں ہو سکتی ۔" اِس جواب اور مطلوبہ رقم ادا کرنے سے انکار کے نتیجہ میں یونانیوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا ۔

112 ۔ دریں اثناء تھیمسٹوکلیز' جس نے فائدے کی کوشش کبھی ترک نہیں کی تھی [۱۰۲] نے دیگر جزائر والوں کی طرف بھی پیغام بھیج کر مختلف رقوم مانگیں اور اس کام کے لیے وہی قاصد اور پیغام کے الفاظ استعمال کیے جو اینڈروس والوں کی جانب بھیجے تھے ۔ اُس نے کہا' "اگر تم نے مجھے مطلوبہ رقم نہ بھجوائی تو میں یونانی بیڑے کو تمہارے خلاف لے آؤں گا اور تمہارے شہروں پر قبضہ کر لینے تک محاصرہ جاری رکھوں گا ۔" ان ذرائع سے اُس نے Carystians [۱۰۳] اور پاریوں سے کافی بڑی رقوم حاصل کیں کیونکہ انہوں نے اینڈروس کے محصور ہونے اور تمام کپتانوں میں تھیمسٹوکلیز کی شہرت و عزت کے متعلق سُن لیا تھا ۔ لہٰذا انہوں نے خوفزدہ ہو کر ادائیگی کر دی ۔ میں قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ کسی اور جزیرے کے باشندوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا یا نہیں; لیکن میرے خیال میں اوپر مذکور کے علاوہ چند ایک اور نے بھی ادائیگی کی تھی ۔ تاہم Carystians نے اگرچہ مطالبہ پورا کر دیا لیکن مزید رعایت نہ کی; لیکن پاریوں کے تحفے نے تھیمسٹوکلیز کا دل نرم کر دیا تھا اس لیے وہاں فوج نہ بھیجی گئی ۔ تو اِس طریقہ سے تھیمسٹوکلیز نے اینڈروس میں اپنے قیام کے دوران اہل جزیرہ سے رقم حاصل کی اور دیگر کپتانوں کو خبر نہ ہوئی ۔

113 ۔ بادشاہ زرکسیز اور اُس کی فوج نے بحری جنگ کے بعد چند ایک دن ہی انتظار کیا اور پھر سڑک کے راستے بیوشیا میں پسپا ہو گئی; وہ اسی سڑک سے آئے تھے ۔ ماردونیئس کی خواہش تھی کہ وہ کچھ راستے بادشاہ کا اسکورٹ بنے; اور چونکہ سال کا یہ حصہ جنگ جاری رکھنے کے لیے موزوں نہیں تھا' اس لیے اُس نے بہتر خیال کیا کہ سردیاں تھیسالی میں گزاری جائیں اور پھر پیلوپونیسے پر ہلہ بولنے سے قبل بہار کا انتظار کیا جائے ۔ فوج تھیسالی میں پہنچ جانے کے بعد ماردونیئس نے اپنے ساتھ رکھنے کے لیے فوجیوں کو منتخب کیا; سب سے پہلے اُس نے "لافانی" [۱۰۴] کہلانے والے افراد کا پورا دستہ لیا' ماسوائے ان کے رہنما ہائیدارنس کے جس نے بادشاہ سے الگ ہونے سے انکار کر دیا تھا ۔ پھر اُس نے زرہ میں ملبوس فارسی اور ایک ہزار اعلیٰ گھوڑ سوار [۱۰۵] چنے; اسی طرح میڈی' سیکائی (Sacans) باکتری اور ہندوستانی سوار و پیادے برابر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تعداد میں۔ یہ اقوام اُس نے پوری کی پوری منتخب کیں؛ باقی کے حلیفوں میں سے چند ایک آدمی ہی لیے جو ظاہری شکل و صورت میں قابل ذکر تھے یا جنھوں نے (اُس کی معلومات کے مطابق) کوئی بہادرانہ کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ فارسیوں نے اُسے سب سے زیادہ مسلح آدمی فراہم کیے۔ اُن کے بعد میڈی تھے جن کی تعداد تو فارسیوں کے برابر ہی تھی لیکن شجاعت و دلیری میں سبقت رکھتے تھے۔ گھوڑسواروں سمیت ساری فوج تین لاکھ آدمیوں پر مشتمل تھی۔

114۔ جب ماردونیئس اپنے آدمیوں کا انتخاب کر رہا تھا اور زرکسیز ہنوز تھیسالی میں ہی تھا، کہ لیسیڈیمونیوں کو ڈیلفی کے دارالاستخارہ سے ایک پیغام موصول ہوا جس میں انہیں زرکسیز سے لیونیدا اس کی موت کا زرِ تلافی مانگنے اور وہ جو بھی دے قبول کر لینے کی ہدایت دی گئی تھی۔ سو اہل سپارٹا نے ایک قاصد کو ہر ممکن رفتار کے ساتھ تھیسالی روانہ کیا؛ قاصد کے وہاں پہنچنے پر ساری فارسی فوج ابھی وہیں موجود تھی۔ اِس آدمی نے بادشاہ کے سامنے پیش ہونے پر اُس سے یوں کہا:

"اے میڈیوں کے بادشاہ، سپارٹا کے لیسیڈیمونی اور ہیراکلیدی تم سے، خونریزی کی زرِ تلافی کا مطالبہ کرتے ہیں کیونکہ تم نے ان کے بادشاہ کو قتل کیا جو یونان کی خاطر لڑتے ہوئے مارا گیا تھا۔"

زرکسیز نے قہقہہ لگایا اور کافی دیر تک ایک لفظ بھی نہ بولا۔ آخر کار اُس نے اپنے ساتھ کھڑے ماردونیئس کی جانب اشارہ کیا اور کہا:--- "یہاں ماردونیئس اُنہیں وہ تاوان دے گا جس کے وہ مستحق ہیں۔" اور قاصد جواب لے کر فوراً اپنی راہ چل دیا۔

115۔ اِس کے بعد زرکسیز نے ماردونیئس کو تھیسالی میں ہی چھوڑا اور خود پوری رفتار کے ساتھ ہیلس پونٹ کی جانب روانہ ہوگیا۔ وہ 45 دن میں پُل والی جگہ پر پہنچا۔ اُس کے فوجیوں نے سفر کے دوران آنے والے ہر ملک کے باشندوں سے جتنا بھی غلہ مل سکا چھین لیا؛ غلہ نہ ملنے کی صورت میں انہوں نے کھیتوں میں اُگی ہوئی گھاس جمع کی، کاشتہ یا جنگلی درختوں کی چھال اور پتے اُتار لیے اور اپنی خوراک کا انتظام کیا۔ وہ بھوک سے اِس قدر مجبور تھے کہ سب کچھ چٹ کرتے گئے۔ کوچ کے دوران ہی پیچش اور طاعون نے بھی فوج پر حملہ کیا اور اُس کی تعداد کافی گھٹا دی۔ بہت سے مر گئے؛ دوسرے کمزوری کے باعث گر گئے اور راستے میں واقع مختلف شہروں میں ہی پڑے رہ گئے، زرکسیز نے مقامی باشندوں کو سختی سے حکم دیا کہ وہ اِن بیمار فوجیوں کی صحت اور خوراک کا خیال رکھیں۔ کچھ فوجی تھیسالی میں رہے، کچھ پیونیا کے دیمیتر (Siris) میں جبکہ کچھ دیگر مقدون میں۔ یہاں [۱۰۶] زرکسیز نے، یونان میں مارچ کرتے ہوئے جو وہ کی مقدس گاڑی اور گھوڑے چھوڑے تھے۔ واپسی پر وہ انہیں حاصل نہ کر سکا کیونکہ اہل پیونیا نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ تھریسیوں کے حوالے کر دیئے تھے؛ اور جب زرکسیز نے اُن کی واپسی کا مطالبہ کیا تو انہوں نے کہا کہ سٹرائمون کے دہانوں کے آس پاس آباد تھریسی قبائل انہیں چراگاہ میں سے چُرا کر لے گئے تھے۔

116۔ یہاں بھی ایک تھریسی سردار بسالتیوں اور کریسٹونیا کے بادشاہ نے ایک مافوق الفطرت کا کام کیا۔ اُس نے رضامندانہ طور پر زرکسیز کا غلام بننے سے انکار کر دیا تھا اور اُس کے آگے آگے بھاگ کر رہوڈوپے [107] کی چوٹیوں میں چلا گیا تھا اور ساتھ ہی اُس نے اپنے بیٹوں کو یونان کے خلاف مہم جوئی میں شامل ہونے سے منع کر دیا تھا۔ لیکن انہوں نے یا تو اُس کے حکم کی کوئی پروانہ کی یا پھر جنگ دیکھنے کی زبردست خواہش کے تحت زرکسیز کی فوج میں شمولیت اختیار کر لی۔ اِس وقت وہ سب اپنے گھر لوٹ آئے تھے--- اُن آدمیوں کی تعداد چھ تھی--- اور بخیر و عافیت تھے۔ لیکن اُن کے باپ نے انہیں پکڑ لیا اور نافرمانی کی سزا کے طور پر اُن کی آنکھیں نکلوا دیں۔ یہ تھا اِن آدمیوں کے ساتھ ہونے والا سلوک۔

117۔ فارسی تھریس کے راستہ ہو کر پلوں والے مقام پر پہنچے' پھر اپنے جہازوں پر سوار ہو کر تیزی سے ہیلس پونٹ کو پار کر کے ابائیدوس گئے۔ پُل آبنائے کے اوپر تنے ہوئے نہ ملے کیونکہ ایک طوفان نے انہیں توڑ ڈالا تھا۔ فوجیں ابائیدوس میں ہی رُک گئیں اور یہاں سارے سفر کی نسبت انہوں نے کہیں زیادہ خوراک حاصل کر کے بے حد و حساب کھائی۔ بے ترتیب انداز میں کھانے نیز پانی کی تبدیلی کے باعث' اب تک زندہ بچے ہوئے فوجیوں میں سے بہت سے ہلاک ہو گئے۔ باقی ماندہ فوجی زرکسیز کے ہمراہ بحفاظت سار دیس آئے۔ [108]

118۔ بادشاہ کی واپسی کے بارے میں ایک اور بیان بھی ملتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زرکسیز ایتھنز سے واپس آتے ہوئے جب راستے سٹرائمون پر ایون (Eion) پہنچا تو اُس نے زمینی راستہ ترک کیا اور ہائیدارنس کو فوجیں ہیلس پونٹ لے کر جانے کا حکم دے کر خود ایک فینیقی جہاز پر سوار ہوا اور بذریعہ سمندر ایشیاء گیا۔ سفر کے دوران جہاز سٹرائمون کے دہانے سے آنے والی ایک طاقتور ہوا کی لپیٹ میں آ کر سمندر میں کافی دور نکل گیا۔ چونکہ طوفان بڑھتا رہا اور جہاز زرکسیز کے ہمراہ آئے ہوئے فارسیوں--- جو اب عرشے پر کھڑے تھے--- کے باعث زیادہ بوجھ اُٹھائے ہوئے تھا' اس لیے زرکسیز خوف گرفتہ ہو گیا اور اُس نے اونچی آواز میں پتوار چلانے والے سے پوچھا کہ کیا خطرے سے نکلنے کی کوئی راہ موجود ہے۔ پتوار گیر نے جواب دیا'' آقا' اس کے سوا اور کوئی راہ نہیں کہ ہم اتنے زیادہ مسافروں سے نجات پا لیں۔ '' وہ کہتے ہیں کہ یہ سُن کر زرکسیز نے فارسیوں سے یوں خطاب کیا: ''اے اہلِ فارس' اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تم بادشاہ کے لیے اپنی محبت کا مظاہرہ کر سکتے ہو۔ جیسا کہ نظر آ رہا ہے' میری حفاظت صرف تم پر منحصر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔" بادشاہ کی یہ بات سُن کر فارسیوں نے فوراً اطاعت دکھائی اور سمندر میں کود گئے۔ یوں جہاز کا بوجھ کم ہو گیا اور زرکسیز بحفاظت ایشیاء پہنچ گیا۔ اُس نے ساحل پر اُترتے ساتھ ہی پتوار گیر کو بُلوایا اور اُسے سونے کا تاج دیا کیونکہ اُس نے بادشاہ کی زندگی کو تحفظ دیا تھا--- لیکن چونکہ وہ متعدد فارسیوں کی موت کا باعث بنا تھا' اس لیے اُس کی گردن مارنے کا بھی حکم دیا۔

119۔ زرکسیز کی واپسی کے بارے میں دو بیانات میں سے دوسرا بیان مجھے قابل یقین نہیں لگتا' کیونکہ اگر پتوار گیر نے زرکسیز کو اِس قسم کی بات کہی تھی تو میرا خیال ہے کہ دس ہزار میں سے ایک بھی آدمی ایسا موجود نہیں جسے شک ہو گا کہ بادشاہ نے یہ راہ اختیار کی ہو تی:--- وہ فارسیوں بلکہ اعلیٰ رتبے کے حامل فارسیوں کو جہاز کے عرشے پر لاتا اور اُتنی ہی تعداد میں فنیقی ملاحوں کو سمندر میں پھینک دیتا۔ لیکن درست بات یہ ہے کہ بادشاہ' جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں' باقی کی فوج والے راستے سے ہی ایشیاء واپس آیا۔

120۔ میں اِس کا ایک ٹھوس ثبوت دوں گا۔ یہ بات یقینی ہے کہ زرکسیز یونان سے واپس آتے ہوئے ابدیرا سے ہو کر گذرا جہاں اُس نے مقامی باشندوں سے دوستی کا ایک معاہدہ کیا اور انہیں ایک چھوٹی طلائی تلوار' سونے کی کشیدہ کاری والی کلاہ تحفہ کے طور پر دی۔ اہل ابدیرا کہتے ہیں--- لیکن مجھے کہانی کے اِس حصے پر کوئی یقین نہیں--- کہ ایتھنز سے چلنے کے بعد اُن کے شہر میں پہنچنے تک بادشاہ نے ایک مرتبہ بھی اپنی پیٹی ڈھیلی نہیں کی تھی کیونکہ تب سے پہلے اُس نے خود کو محفوظ محسوس نہیں کیا تھا۔ اب ابدیرا ایون اور سٹرائمون کی نسبت ہیلس پونٹ کے زیادہ قریب ہے۔ اُن کی کہانی کے مطابق بادشاہ ابدیرا میں ہی جہاز پر سوار ہوا۔

121۔ دریں اثناء یونانی اینڈروس پر اپنا قبضہ نہ ہونے پر کیرسٹس گئے اور وہاں زمینیں اُجاڑنے کے بعد سلامس لوٹ آئے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے کسی بھی اور معاملے میں ہاتھ ڈالنے سے قبل دیوتاؤں کو نذر چڑھانے کی غرض سے اولین پھلوں کا انتخاب کیا۔ یہ مختلف قسم کے تحائف پر مشتمل تھے: اُن میں فنیقی جہاز شامل تھے' جن میں سے ایک اِستھمس سے منسوب کیا گیا اور آج بھی وہیں ہے؛ ایک اور سونیئم کے نام نذر ہوا اور تیسرا خود سلامس کے نام۔ یہ کام کر کے انہوں نے مال غنیمت تقسیم کیا اور اولین پھل ڈیلفی بھجوا دیئے۔ اِس ڈیلفی بھیجی گئی بھینٹ سے ایک 12 کیوبٹ اونچا بُت بنایا گیا جس کے ایک ہاتھ میں ایک بحری جہاز کی چونچ ہے اور یہ اُسی جہاں پر ایستادہ ہے جہاں مقدونیائی الیگزینڈر کا طلائی مجسمہ ہے۔

122۔ اولین پھل ڈیلفی بھجوانے کے بعد یونانیوں نے اپنی کل جمعیت کی جانب سے دیوتا سے پوچھا کہ کیا اُسے اُس کا پورا اطمینان بخش حصہ مل گیا ہے۔ دیوتا نے جواب دیا کہ اہل ایجینا کے سوا تمام یونانیوں نے واجب ادائیگی کر دی تھی؛ وہ اُن پر اب بھی اعزاز شجاعت کا دعویٰ رکھتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا جو انہوں نے سلامس میں حاصل کیا تھا۔ [109] سوا اہل ایجینا کو جب اِس بات کا علم ہوا تو انہوں نے تین طلائی ستارے نذر کیے جو اب بھی کروسس [110] کے بھینٹ کے پیالے کے نزدیک کونے میں ایک کانسی کے ستون کے اوپر رکھے ہیں۔

123۔ مال غنیمت بانٹنے کے بعد یونانی اِستھمس گئے جہاں اُس شخص کو اعزاز شجاعت دینا تھا جس نے جنگ کے دوران تمام یونانیوں سے بڑھ کر صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تھا۔ سب سردار پہنچ گئے تو وہ پوسیڈون کی قربان گاہ پر اکٹھے ہوئے؛ یہاں اُن لوگوں کے قرعے نکالے گئے جنھوں نے پہلے اور دوسرے حقدار کے لیے ووٹ ڈالنا تھے۔ تب ہر آدمی نے سب سے پہلے خود کو ووٹ دیا کیونکہ ہر کوئی خود کو ہی قابل ترین سمجھتا تھا؛ لیکن دوسرے ووٹ زیادہ تر تھمسٹو کلیز کو ملے۔ اِس طرح تھمسٹو کلیز نے دوسرے انعام کے لیے اپنی حمایت میں وسیع اکثریت حاصل کر لی۔

124۔ تاہم باہمی حسد نے سرداروں کو ایک فیصلے پر نہ پہنچنے دیا اور وہ کوئی انعام دیئے بغیر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ بایں ہمہ، تھمسٹو کلیز کو یونان میں دانا ترین آدمی سمجھا جانے لگا؛ اور سارے ملک میں اُس کا ڈنکا بجنے لگا۔ چونکہ سلامس میں لڑنے والے سرداروں نے اُسے انعام کا حقدار ہونے کے باوجود محروم رکھا تھا، اس لیے وہ اعزاز پانے کی اُمید میں بلا تاخیر لیسیڈیمون گیا۔ لیسیڈیمونیوں نے اُس کا پُرتپاک استقبال کیا اور اُسے زبردست عزت دی۔ تاہم انہوں نے اعزاز شجاعت--- جو زیتون کا ایک تاج تھا--- یوری بیادیس کو دیا؛ لیکن تھمسٹو کلیز کو بھی دانائی اور ذہانت کے انعام کے طور پر زیتون کا ایک تاج پہنایا گیا۔ اسی طرح اُسے سپارٹا کا خوبصورت ترین رتھ دیا گیا؛ اور بکثرت ستائش وصول کر کے روانہ ہونے پر تین سو چنندہ سپارٹائی--- نائٹس--- اُسے ٹیجیا تک سرحدوں پر چھوڑنے گئے۔ پہلے یا بعد میں کبھی سننے میں نہیں آیا کہ سپارٹائی کبھی کسی آدمی کو اپنے شہر سے باہر چھوڑنے گئے ہوں۔

125۔ تھمسٹو کلیز کی ایتھنز واپسی پر افیڈنے [111] کا ٹیمودمس--- جو اُس کا دشمن لیکن ایک بے نام آدمی تھا--- حسد سے اس قدر دیوانہ ہو گیا کہ اُسے سپارٹا کا سفر کرنے پر سرعام برا بھلا کہنے لگا۔ اُس نے کہا، "تم نے اہل لیسیڈیمون سے اپنی صلاحیتوں کی بناء پر نہیں بلکہ اپنے ملک ایتھنز کی شہرت کے باعث انعام حاصل کیا ہے۔" تھمسٹو کلیز نے ٹیمودمس کو بار بار یہ بات کہتے دیکھ کر جواب دیا---

"دوستو، معاملہ کچھ یوں ہے۔ اگر میں بیلی نائٹ [112] میں ہوتا تو مجھے اہل سپارٹا کبھی یہ اعزاز نہ دیتے--- اور نہ ہی تم، اگر تم ایتھنی ہوتے!"

126۔ ارتابازس ابن فارناسس [113] (جسے فارسیوں نے ہمیشہ بہت عزت و احترام سے نوازا تھا لیکن جو پلیٹیا والے معاملہ کے بعد اُن کے لیے اور بھی زیادہ محترم ہو گیا تھا) مار دونیئس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ساٹھ ہزار منتخب دستوں کے ہمراہ بادشاہ کے ساتھ آبنائے تک گیا۔ جب بادشاہ ایشیاء میں محفوظ ہوگیا تو ارتابازس واپس روانہ ہوا؛ پالینے کے قریب پہنچ کر جب اُسے پتہ چلا کہ ماردونیئس تھیسالی میں سردیاں گذارنے گیا ہے اور کیمپ میں شامل ہونے کی کوئی جلدی نہیں ہے تو اُس نے ابھی ابھی بغاوت کرنے والے پوٹیڈیوں (Potidaeans) کو مطیع کرنا اپنا فرض سمجھا۔ کیونکہ جونہی بادشاہ اُن کے علاقے سے پرے گیا اور فارسی بیڑہ سلامس سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوا تو پوٹیڈیوں نے اُن کے خلاف کھلی بغاوت کر دی؛ جزیرہ نما کے باقی تمام باشندوں نے بھی یہی کیا۔

127۔ چنانچہ ارتابازس نے پوٹیڈیا کا محاصرہ کر لیا؛ اور اولنتھیوں کی جانب سے بھی بغاوت کی تیاریوں کا شک ہونے پر اُن کے شہر کو بھی محاصرہ میں لے لیا۔ اُس وقت اولنتھس پر Bottiaens کا قبضہ تھا جنہیں مقدونیوں نے تھرمائی خلیج کے آس پاس کے علاقوں سے بے دخل کیا تھا۔ ارتابازس نے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد تمام باشندوں کو پڑوس میں ایک دلدلی زمین پہ لے جا کر قتل کر دیا۔ پھر یہ جگہ کالسیدی کہلانے والے لوگوں کو سونپ دی اور کریٹوبیولس آف تورونے کو اُن کا پہلا حاکم تعینات کیا۔

128۔ اِس شہر پر تسلط جمانے کے بعد ارتابازس نے پوٹیڈیا کا محاصرہ اور بھی سخت کر دیا؛ اور وہ بڑے جوش و خروش کے ساتھ کارروائیاں کر رہا تھا کہ سکایونیوں کے کپتان ٹیموکسینس نے اس کے ساتھ ساز باز کرنے کی کوشش کی۔ میں یہ بتانے سے قاصر ہوں کہ اُن کی بات چیت شروع کیسے ہوئی تھی، کیونکہ ہمارے پاس اُس بارے میں کوئی بیان نہیں پہنچا؛ لیکن انجام کار جو کچھ ہوا وہ یوں ہے۔ جب بھی ٹیموکسینس ارتابازس کو یا ارتابازس ٹیموکسینس کو خط بھیجنا چاہتا تو یہ خط کاغذ پہ لکھا اور ایک تیر کے گرد لپیٹ دیا جاتا؛ پھر کاغذ پر پَر لگائے جاتے؛ اور یوں تیر کو تیار کر کے کسی متفقہ مقام پر پھینکا جاتا۔ لیکن پوٹیڈیا کے ساتھ ٹیموکسینس کی غداری کا انکشاف کچھ ہی دیر بعد ہوگیا۔ ہوا یوں کہ ایک موقع پر ارتابازس نے مقررہ جگہ کی جانب تیر چلایا لیکن نشانہ چوک گیا اور تیر ایک پوٹیڈیائی کے کندھے پر جا لگا۔ زخمی آدمی کے گرد ہجوم لگ گیا، جیسا کہ جنگ میں عموماً ہوتا ہے؛ تیر کھینچنے پر جب کاغذ کو پڑھا گیا تو راز فاش ہوگیا۔ لوگ کاغذ لے کر سیدھا کپتانوں کے پاس گئے جو جزیرہ نما کے مختلف شہروں سے وہاں آئے ہوئے تھے۔ کپتانوں نے خط پڑھا اور غدار کا پتہ چل جانے کے باوجود سکایونے شہر کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھ کر فیصلہ کیا کہ وہ ٹیموکسینس کے خلاف غداری کا الزام عائد نہیں کریں گے؛ کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ تب کے بعد اہل سکایون کا نام غدار پڑ جائے۔

129۔ ارتابازس نے تین ماہ تک محاصرہ جاری رکھا؛ تب یوں ہوا کہ غیر معمولی مدوجذر میں پانی بہت آگے تک آگیا اور کافی عرصہ تک وہیں رہا۔ سو جب بربریوں نے دیکھا کہ جو پہلے کبھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سمندر رہوا کرتا تھا اب وہ دلدل سے زیادہ نہیں تو انہوں نے اسے پار کر کے پالینے میں جانے کا فیصلہ کیا۔ اور اب فوجیں اپنا 40 فیصد راستہ طے کر چکی تھیں' اور پالینے پہنچنے کے لیے ابھی ساٹھ فیصد راستہ طے کرنا باقی تھا کہ جب پانی بہت آگے تک آگیا۔ مقامی لوگوں کے مطابق پانی پہلے بھی اکثر چڑھتا رہتا تھا لیکن اتنا اوپر کبھی نہیں چڑھا تھا۔ تیراکی نہ جاننے والے فوراً جان ہار بیٹھے: باقیوں کو اہل پوٹیڈیا نے مار ڈالا جو کشتیوں میں بیٹھ کر اُن پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اہل پوٹیڈیا کا کہنا ہے کہ سمندر میں اس قدر سیلاب آنے اور فارسیوں کے ڈوب مرنے کی وجہ یہ تھی کہ متوفیوں نے پوسیڈون کے معبد اور بت۔۔۔ جو اُن کے علاقے میں ہیں۔۔۔ کی بے حرمتی کی تھی اور مجھے اُن کی یہ بات بجا لگتی ہے۔۔۔ بعد ازاں ارتابازس باقی ماندہ فوج کو لے کر تھیسالی میں ماردونیئس سے جا ملا۔ یہ تھا اُن فارسیوں کا حال جو بادشاہ زرکسیز کے ہمراہ آبنائے تک گئے تھے۔

130۔ جہاں تک زرکسیز کے بحری بیڑے کے اُس حصے کا تعلق ہے جو جنگ میں سلامت بچ گیا تھا تو جب وہ سلامس سے بھاگ کر ایشیاء کے ساحل پر پہنچے اور بادشاہ کو فوج سمیت کیرونیسے سے آبنائے کے پار ابائیدوس پہنچایا تو انہوں نے سردیاں کائمے[۱۱۴] میں ہی گذاریں۔ سردیاں آنے پر ساموس میں جہازوں کا جمگھٹ تھا جہاں درحقیقت اُن میں سے کچھ سارے موسم سرما کے دوران مقیم رہے۔ جہاز پر خدمات سرانجام دینے والے زیادہ تر مسلح آدمی فارسی یا پھر میڈیائی تھے: اور بیڑے کی قیادت ماردونتیس ابن بیگیاس اور ارتاینتس ابن ارتاکیئس کے پاس تھی: جبکہ ایک تیسرا امیرار تاینتس کا بھتیجا[۱۱۵] اتھامیترلیس بھی تھا جس کے چچا نے اُسے یہ عہدہ دیا۔ تاہم' ساموس سے آگے مغرب میں جانے کی انہوں نے کوشش نہ کی: کیونکہ انہیں وہاں اپنی خوفناک شکست یاد تھی اور کوئی بھی انہیں یونان سے زیادہ قریب ہونے پر مجبور کرنے کو موجود نہ تھا۔ چنانچہ وہ ساموس میں ہی رہے اور ایونیا کی نگرانی بھی کرتے رہے تاکہ اُسے بغاوت کرنے سے باز رکھ سکیں۔ ایونیاؤں کے فراہم کردہ جہازوں سمیت جہازوں کی کل تعداد تین سو تھی۔ اُن کے ذہن میں خیال نہ آیا کہ یونانی ایونیا کے خلاف پیش قدمی کریں گے۔ اس کے برعکس انہوں نے فرض کر لیا کہ وہ اپنے ملک کے دفاع پر ہی قانع رہیں گے' بالخصوص اِس وجہ سے کہ انہوں (یونانیوں) نے سلامس سے فرار ہونے والے فارسی بیڑے کا تعاقب بھی نہیں کیا تھا۔ تاہم' انہوں نے بذات خود سمندر میں کوئی کامیابی حاصل کرنے کی امید چھوڑ دی' البتہ انہیں یقین تھا کہ ماردونیئس خشکی پر فتح حاصل کر لے گا۔ سو وہ ساموس میں ہی رہ کر دشمن کو ہراساں کرنے کی کوئی تدبیر سوچتے رہے' اور ساتھ ہی بے قراری کے ساتھ ماردونیئس کے حالات کی خبر آنے کا انتظار کرتے رہے۔

131۔ بہار کی آمد اور ماردونیئس کی تھیسالی میں موجودگی کی اطلاع نے یونانیوں کو خواب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غفلت سے جگایا۔ اُن کی زمینی فوج ابھی اکٹھی نہیں ہوئی تھی; لیکن 110 جہازوں پر مشتمل بحری بیڑہ لیوتی چائیڈز[116] کی قیادت میں ایجینا گیا۔ لیوتی چائیڈز امیرالبحر اور سالار دونوں تھا; وہ ابن مینا ریس ابن ایجی سیلوس ابن ہپوکریٹیڈیس ابن لیوتی چائیڈز ابن اناکسیلاس ابن ارشیدامس ابن اناکساندریدس ابن تھیوپومپس ابن نِکاندر ابن کیریلس ابن یونومس ابن پولی ڈیکٹس ابن پریتانِس ابن یوریفون ابن پروکلیز ابن ارستودمس ابن ارستوماکس ابن کلیودےئس ابن ہائیلس ابن ہیراکلیس تھا۔ وہ شاہی گھرانے کی چھوٹی شاخ[117] سے تعلق رکھتا تھا۔ اوپر مذکور فہرست میں پہلے دو کے علاوہ باقی سب اسلاف سپارٹا کے بادشاہ رہ چکے تھے۔ ایتھنی جہازوں کی قیادت ژاں تی پس ابن اری فرون[118] کر رہا تھا۔

132۔ سارا بیڑہ ایجینا میں جمع ہو جانے پر ایونیا کے سفیر یونانی جائے قیام میں آئے: وہ ابھی ابھی سپارٹا سے ہو کر آئے تھے جہاں انہوں نے لیسیڈیمونیوں سے اپنے وطن کو آزاد کرانے کی درخواست کی تھی۔ ہیروڈوٹس ابن باسیلیدیس بھی سفیروں میں سے ایک تھا۔ اُن کی اصل تعداد سات تھی; اور ساتوں نے مل کر کیاس کے فرمانروا کو مار ڈالنے کی سازش کی تھی; تاہم سازش میں شامل ایک آدمی نے غداری کی اور سارے منصوبے کا انکشاف ہو گیا; تب ہیروڈوٹس اور باقی پانچ کیاس سے سیدھے سپارٹا اور پھر وہاں سے ایجینا گئے تاکہ یونانیوں سے ایونیا کے آنے کی درخواست کر سکیں۔ تاہم، وہ انہیں ڈیلوس سے آگے آنے پر مائل نہ کر سکے۔ اُس سے آگے کا تمام علاقہ یونانیوں کو پُرخطر لگتا تھا; وہ راستوں سے قطعی ناواقف تھے اور اُن کے خیال میں وہاں فارسی فوجیں موجود تھیں; تاہم ساموس انہیں ہیراکلیس کے ستونوں[119] تک نظر آتا تھا۔ چنانچہ معاملہ یوں ہوا کہ بربری خوف کے مارے مغرب کی طرف ساموس سے آگے جانے کی ہمت نہ کر سکے اور اہل کیاس کی درخواستیں یونانیوں کو مشرق کی طرف ڈیلوس سے آگے لانے میں ناکام رہیں۔ درمیانی خطہ خوف کی حفاظت میں تھا۔

133۔ یونانی بیڑہ اب ڈیلوس کی جانب آ رہا تھا; لیکن ماردونیئس ہنوز تھیسالی میں ہی سردیوں والے ڈیرے پر تھا۔ جب وہ روانہ ہونے والا تھا تو اُس نے مائیس نامی ایک یوروپی النسل آدمی کو حکم دیا کہ وہ مختلف دارالاستخارہ میں جا کر سوال پوچھے۔ میں یہ بتانے سے قاصر ہوں کہ اُس نے مائیس کو کیا پوچھنے کی ہدایت دی تھی، کیونکہ اس معاملے کے حوالے سے میرے پاس کوئی روایت موجود نہیں; لیکن میرے اپنے خیال میں اُس نے درپیش معاملے کے بارے میں ہی دریافت کروایا تھا۔

134۔ یہ بات یقینی ہے کہ وہ لیبادیا[120] گیا اور رقم دے کر ایک مقامی آدمی کو ٹروفونیئس[121] جانے پر راغب کیا; اسی طرح وہ فوکایوں کے ایبے شہر میں گیا اور وہاں بھی دیوتا سے سوال کیے:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جبکہ تھیس میں--- جہاں وہ سب سے پہلے گیا تھا--- اُس نے اپالو اسمینیئس تک رسائی حاصل کی جسے جانوروں کی قربانیاں پیش کرنے کے ذریعہ پیش بینی کی جاتی ہے؛ یہ رسم اولپیا میں بھی رائج ہے- ٹروفونیئس نے یہاں ایک آدمی--- جو تھیس کا نہیں بلکہ کسی غیر ملک کا تھا--- کو امفی آروس [۱۲۲] کے معبد میں رات گذارنے پر بھی رضامند کرلیا- تھیس کا کوئی بھی آدمی مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر یہاں کہانت وصول نہیں کرسکتا؛ امفی آروس نے ایک کہانت کے ذریعہ اہل تھیس کو دو راہیں پیش کی تھیں کہ وہ اُسے اپنا پیغمبر یا پھر جنگ میں مددگار بنالیں؛ اُس نے اِن میں سے ایک راہ اپنانے کی ہدایت کی؛ سو اُنہوں نے اُسے اپنا مددگار بنانا منتخب کیا- اِس وجہ سے کسی تھیس کے باشندے کا معبد میں سونا جائز نہیں-

135- اِس موقع پر وقوع پذیر ہونے والی ایک بات' جس کے متعلق اہل تھیس بتاتے ہیں' میرے لیے نہایت حیرت انگیز ہے- وہ کہتے ہیں کہ مائیس تمام دارالاستخارہ سے ہونے کے بعد آخر کار اپالو پٹوؤس کے مقدس احاطے میں آیا- جگہ کا اپنا نام پٹوؤ ہے؛ یہ تھیبوں کے ملک میں جھیل کوپیس کے اُوپر اُٹھے ہوئے پہاڑ کے پہلو پر واقع ہے اور ایکر-فیا نامی شہر سے بہت قریب ہے- مائیس یہاں آکر معبد میں گیا اور اُس کے پیچھے تھیس کے تین شہری تھے--- جنہیں ریاست نے دیوتا کی جانب سے دیا جانے والا جواب لانے کے لیے تعینات کیا تھا- مائیس ابھی اندر داخل ہوا ہی تھا کہ دیوتا نے پیشگوئی کی' لیکن غیر ملکی زبان میں؛ اُس کے تھیسی ساتھی یونانی کے بجائے کوئی اور زبان سُن کر حیران رہ گئے اور انہیں سمجھ نہ آیا کہ کیا کریں- تاہم' مائیس نے اُن کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لوح چھینی اور کاہن کے بولے ہوئے الفاظ اُس پر لکھ لیے- اُس نے بتایا کہ جواب کیریائی زبان میں تھا- اِس کے بعد مائیس واپس تھیسالی آگیا-

136- استخاروں کے جواب پڑھنے کے بعد ماردونیئس نے ایک ایلچی ایتھنز بھیجا- یہ ایک مقدونیائی الیگزینڈر ابن امیتاس تھا جسے منتخب کرنے کی دو وجوہ تھیں- الیگزینڈر کا تعلق خاندانی بندھنوں کے ذریعہ فارسیوں سے تھا؛ کیونکہ امیتاس کی بیٹی اور الیگزینڈر کی بہن گائیجا ایک فارسی شخص بُوبارس کی بیوی تھی اور اُس نے ایک بیٹے کو جنم دیا تھا--- یعنی ایشیاء کے امیتاس کو؛ اُس کا نام اپنے نانے کے نام پر رکھا گیا تھا؛ بادشاہ نے فریجیا [۱۲۳] کے ایک بہت بڑے شہر ایلابانڈا کی آمدنی اُسے تفویض کررکھی تھی- یہ سب کچھ الیگزینڈر اور خود ماردونیئس کو بھی معلوم تھا- چنانچہ ماردونیئس نے اُسے بھیجتے وقت سوچا کہ وہ ایتھنیوں کو فارسیوں کے ساتھ ملانے میں ممکنہ طور پر کامیاب ہوجائے گا- اُس نے سُنا تھا کہ وہ کثیرالتعداد اور جنگجو لوگ ہیں' اور اُسے معلوم تھا کہ سمندر میں فارسیوں پر نازل ہونے والی تباہیوں میں زیادہ تر اُنہی کا ہاتھ تھا؛ چنانچہ اُسے اُمید تھی کہ اگر اُن کے ساتھ گٹھ جوڑ ہوگیا تو بڑی آسانی سے سمندر پر اجارہ داری حاصل ہوجائے گی؛

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جبکہ اُسے پورا یقین تھا کہ اُس کی زمینی فوج پہلے ہی یونانیوں سے برتر ثابت ہو چکی تھی۔ سو اِس اتحاد کے ذریعہ اُس نے یونانیوں کو مغلوب کرنے کا سوچا۔ شاید کہانتوں نے بھی اُسے ایتھنیوں سے دوستی کرنے کا کہا تھا: للٰہذا ممکن ہے کہ اُس نے دیوتا کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ہی ایلچی کو ایتھنز بھیجا ہو۔

137۔ الیگزینڈر پرڈیکاس سے ساتویں پشت میں تھا جس نے مندرجہ ذیل انداز میں مقدونیوں پر حاکمیت حاصل کی۔ تیمی نس کے تین بیٹے آرگوس سے بھاگ کر اِلیریا والوں کے پاس چلے گئے: اُن کے نام گونیس، ایروپس اور پرڈیکاس تھے۔ اِلیریا سے وہ بالائی مقدونیا گئے جہاں لیبایا نامی ایک شہر میں پہنچے۔ وہاں انہوں نے مختلف ملازمتیں اختیار کر کے بادشاہ کی خدمت کی: ایک گھوڑوں کی دیکھ بھال کرتا: دوسرا گایوں کا خیال رکھتا: جبکہ سب سے چھوٹے پرڈیکاس نے چھوٹے جانوروں کا ذمہ لیا۔ اُن قدیم دنوں میں غربت عام لوگوں تک ہی محدود نہیں تھی، بلکہ خود بادشاہ بھی غریب تھے، للٰہذا بادشاہ کی بیوی ہی کھانا پکایا کرتی تھی۔ وہ جب بھی روٹی تیار کرتی تو ہمیشہ دیکھتی کہ پرڈیکاس کی روٹی پھول کر دوگنی ہو جاتی تھی۔ سو ملکہ نے بار بار یہی ہونے پر اپنے شوہر کو اِس کے بارے میں بتایا۔ بادشاہ نے اسے ایک معجزہ خیال کیا اور تینوں لڑکوں کو بلوا کر اپنی سلطنت کی حدود سے باہر چلے جانے کو کہا۔ انہوں نے جواب دیا کہ "ہمیں اپنی اُجرتیں وصول کرنے کا حق حاصل ہے۔ اگر تم وہ ادا کر دو تو ہم فوراً جانے پر تیار ہیں۔" اب واقع یوں ہو کہ چمنی کے ذریعہ دھوپ کمرے میں آ رہی تھی جہاں وہ موجود تھے: بادشاہ اُن کے منہ سے اُجرتوں کی بات سُن کر بے قابو ہو گیا اور بولا، "یہ ہیں وہ اجرتیں جن کے تم مستحق ہو: انہیں لے لو۔۔۔ میں یہ تمہیں دیتا ہوں!" اور یہ کہتے ہوئے دھوپ کی جانب اشارہ کیا۔ دونوں بڑے بھائی گونیس اور ایروپس جواب پر ہکا بکا رہ گئے اور کوئی حرکت نہ کی: لیکن پرڈیکاس، جس کے ہاتھ میں ایک چاقو تھا، نے کمرے کے فرش پر چاقو سے دھوپ کے اردگرد نشان لگایا، اور کہا، "اے بادشاہ! ہم تمہاری ادائیگی کو قبول کرتے ہیں۔" پھر اُس نے سورج کی روشنی کو تین مرتبہ اپنی چھاتی میں وصول کیا اور اپنے بھائیوں کے ہمراہ وہاں سے چلا گیا۔

138۔ اُن کے چلے جانے پر بادشاہ کے قریب بیٹھے ہوئے افراد میں سے ایک نے بادشاہ کو بتایا کہ کہ پرڈیکاس نے کیا کیا تھا اور اشارہ کیا کہ ادا کی گئی اُجرت وصول کرنے میں اُس کا ضرور کوئی مطلب ہو گا۔ تب بادشاہ نے غصے میں آ کر گھوڑ سواروں کو نوجوانوں کو مارنے کے لیے بھیجا۔ مقدونیا میں ایک دریا ہے جسے ان اہل آرگوس کے اخلاف اپنے نجات دہندہ کے طور پر قربانی پیش کرتے ہیں۔ تیمی نس کے بیٹے جب بحفاظت دریا پار کر چکے تو دریا اس قدر اوپر اُٹھ آیا کہ گھوڑ سواروں نے مزید تعاقب کرنا ممکن نہ پایا۔ سو تینوں بھائی بچ کر مقدونیا کے ایک اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

علاقے میں چلے گئے اور "میڈاس ابن گورڈیئس کے باغات" نامی جگہ کے قریب رہائش اختیار کی۔ اِن باغات میں اس قدر دلکش گلاب خود بخود اُگتے ہیں کہ کوئی اور اُن کے پاس نہیں جا سکتا' اور ہر پھول کی کم از کم ساٹھ پتیاں ہوتی ہیں۔ مقدونیوں کے مطابق سِلینس کو یہیں قیدی بنایا گیا تھا۔ [۱۲۴] باغات سے اوپر ایک برمیئس نامی پہاڑ ہے جو اس قدر ٹھنڈا ہے کہ کوئی اُس کی چوٹی پر نہیں جا سکتا۔ تینوں بھائیوں نے یہاں رہائش اختیار کی; [۱۲۵] اور یہیں سے سارے مقدونیا کو تھوڑا تھوڑا کرکے فتح کیا۔

139۔ اوپر مذکور پرڈیکاس سے الیگزینڈر تک کا سلسلہ نسب یوں ہے:۔۔۔ الیگزینڈر ابن امیستاس ابن الیستاس ابن ایروپس ابن فِلپ ابن ارگیئس ابن پرڈیکاس۔

140۔(i) جب الیگزینڈر ماردونیئس کا سفیر بن کر ایتھنز پہنچا تو اُس نے یوں کہا:۔۔۔

"اے اہل ایتھنز ماردونیئس نے تم سے مندرجہ ذیل باتیں کہیں ہیں۔۔۔ بادشاہ نے مجھے ایک پیغام بھیجا ہے کہ 'میں اپنے خلاف ایتھنیوں کی تمام زیادتیوں کو درگزر کرتا ہوں۔ ماردونیئس اب تم اُن کے بارے میں اقدامات کرو۔ اُنہیں اُن کا علاقہ واپس کردو' اور انہیں خود فیصلہ کرنے دو کہ وہ کس کی طرف داری کرنا چاہتے ہیں' اور انہیں آزاد لوگوں کی حیثیت سے زندگی گزارنے دو۔ اِسی طرح اُن کے وہ تمام معبد بھی دوبارہ تعمیر کرو جو میں نے جلائے ہیں۔ اگر ان شرائط پر وہ تمہارے ساتھ اتحاد کرنے پر تیار ہو جائیں تو ٹھیک ہے' یہ ہیں وہ احکامات جو مجھے بادشاہ کی جانب سے ملے ہیں اور اگر تمہاری جانب سے کوئی رکاوٹ نہ ہو تو میں ان کی تعمیل ضرور کروں گا۔ اور اب میں تم سے کہتا ہوں کہ تم نے بادشاہ کے خلاف جنگ لڑنے کی حماقت کیوں کی جس کا مقابلہ کرنا تمہارے لیے ممکن نہیں؟ تم نے زرکسیز کے لشکر کی کثیر تعداد اور شجاعت دیکھ لی ہے; تم یہ بھی جانتے ہو کہ تمہارے وطن میں میرے پاس کتنی بڑی طاقت ہے; تو کیا تمہارا خیال ہے تم اِس فوج کو شکست دے لوگے۔۔۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا' اور ایسا ہونے کا امکان نہ ہونے کے برابر ہے۔۔۔ تب اگر کچھ ہوا تو محض ایک اور بھی بڑی فوج کے ساتھ مقابلہ ہی ہوگا۔ چونکہ تم بادشاہ کے ساتھ ٹکر نہیں لے سکتے' اس لیے اپنے ملک کو کھونے کی تیاری نہ کرو اور نہ ہی اپنی زندگیوں کے لیے مستقل خطرے کا انتظام کرو۔ اِس کی بجائے امن قائم کرلو: اور یہ کام تم اپنے وقار کو داغدار کیے بغیر کر سکتے ہو' کیونکہ بادشاہ تمہیں اِس کی دعوت دے رہا ہے۔ بدستور آزاد رہو اور کسی دھوکے یا فریب کے بغیر ہمارے ساتھ اتحاد کرلو۔

140۔(ii) "اے اہل اِیتھنز' ماردونیئس نے مجھے تم تک یہی الفاظ پہنچانے کا حکم دیا تھا۔ میں تمہاری قوم کے لیے اپنے نیک خیالات کا ذکر نہیں کروں گا' کیونکہ تم اِن سے اچھی طرح آگاہ ہو۔ [۱۲۶] لیکن میں اپنی طرف سے درخواستوں کا اضافہ کروں گا' اور میری التجا ہے کہ ماردونیئس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی باتوں پر غور کرو: کیونکہ مجھے صاف طور پر نظر آ رہا ہے کہ تمہارا زرکسیز سے متواتر برسرِپیکار رہنا ناممکن ہے۔ اگر مجھے ایسا ممکن لگتا تو میں یہ پیغام لے کر یہاں نہ آتا۔ لیکن بادشاہ کی طاقت انسان کی طاقت سے ماوراء ہے اور اُس کی پہنچ دُور دُور تک ہے۔ اب اگر تم نے فوری طور پر امن قائم نہ کیا۔۔۔ جبکہ تمہیں اتنی دلکش شرائط پیش کی گئی ہیں۔۔۔ تو میں یہ سوچ کر کانپ جاتا ہوں کہ تمہیں کیا کچھ سہنا پڑے گا۔ تمام حلیفوں کی نسبت تم کہیں زیادہ براہِ راست طور پر خطرے کا شکار ہو، تمہاری سرزمین ہمیشہ متحارب طاقتوں کا مرکزی میدانِ جنگ بنے گی اور نتیجتاً تمہیں تنہا ہی متواتر مصیبتیں اُٹھانا پڑیں گی۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ ماردونیئس کی بات پر غور کرو! یقیناً یہ کوئی چھوٹا معاملہ نہیں کہ ایک عظیم بادشاہ نے باقی تمام یونانیوں میں سے صرف تمہیں ہی منتخب کیا ہے اور تمہاری زیادتیوں کو بخش کر تمہیں اپنا دوست اور حلیف بنانا چاہتا ہے۔"

141۔ جب لیسیڈیمونیوں کو خبر ملی کہ الیگزینڈر ایتھنیوں اور بربریوں کے مابین اتحاد کا پیغام لے کر ایتھنز گیا ہے، اور ساتھ ہی انہیں یہ پیشگوئیاں یاد آئیں کہ ڈوری نسل کو ایک روز میڈی اور ایتھنی پیلوپونیسے سے بے دخل کر دیں گے، تو وہ زبردست خوف کا شکار ہوئے کہ کہیں ایتھنی فارس کے ساتھ اتحاد کرنے پر رضامندی نہ ظاہر کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے کوئی وقت ضائع کیے بغیر اپنے ایلچی ایتھنز بھیجے: اور اتفاق ایسا ہوا کہ اِن ایلچیوں کو الیگزینڈر کے ساتھ ہی سنا گیا: ایتھنیوں نے انتظار اور تاخیر کی تھی کیونکہ انہیں یقین تھا کہ لیسیڈیمونیوں کو اُن کے پاس ایک فارسی سفیر کے آنے کی خبر مل جائے گی اور وہ اِس خبر کے ملتے ہی اپنے ایلچی بھیجیں گے۔ انہوں نے معاملات کو اِس طرح منظم کیا کہ لیسیڈیمونی اس موقع پر انہیں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے سُن سکیں۔

142۔ جونہی الیگزینڈر نے اپنی بات ختم کی، سپارٹا سے آئے ہوئے سفیروں نے کہنا شروع کیا:۔۔۔

"ہمیں لیسیڈیمونیوں نے یہاں تمہارے پاس یہ درخواست کرنے کو بھیجا ہے کہ تم یونان کے ساتھ ایک نئی حرکت نہیں کرو گے اور نہ ہی بربریوں کی پیش کردہ شرائط کو قبول کرو گے۔ کسی بھی یونانی کی جانب سے ایسا کرنا غیر منصفانہ اور باعثِ تذلیل بھی ہو گا۔ لیکن تمہارے لیے یہ فعل باقیوں سے کہیں زیادہ غیر منصفانہ اور باعثِ تذلیل ہو گا، جس کی مختلف وجوہ ہیں۔ تمہاری وجہ سے ہی ہمارے درمیان میں جنگ کے شعلے پہلی مرتبہ بھڑکے تھے۔۔۔ ہماری خواہشات کو ہرگز سامنے نہ رکھا گیا: مقابلے کا آغاز تمہاری توسیع پسندانہ کوششوں سے ہوا۔۔۔ اب یونان کا مقدر اِسی پر منحصر ہے۔ علاوہ ازیں یہ یقیناً ایک ناقابلِ برداشت بات ہو گی کہ ایتھنی، جو ہمیشہ سے بہت سارے عوام کے نجات دہندہ رہے ہیں، اب باقی سارے یونانیوں کو غلام بنانے کا وسیلہ بن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جائیں۔ تاہم، ہمیں تم پر نازل ہونے والی بھاری آفات کا احساس ہے--- اِن دو برسوں میں تمہاری فصل کا ضیاء اور گھروں کی بربادی جہاں تم طویل عرصہ سے مقیم تھے۔ چنانچہ ہم لیسیڈیمونیوں اور اتحادیوں کی جانب سے پیشکش کرتے ہیں کہ جنگ جاری رہنے تک تمہاری عورتوں اور خاندانوں کے غیر جنگجو افراد کی زندگی کے وسائل ہم مہیا کریں گے۔ تم مقدونیائی الیگزینڈر کے دیئے ہوئے لالچ میں نہ پڑو جس نے ماردونیئس کے سخت الفاظ کو نرم بنا کر پیش کیا ہے۔ اُس نے وہی کیا جو اُسے کرنا چاہیے تھا--- خود بھی ایک مطلق العنان ہوتے ہوئے اُس نے ایک مطلق العنان کے مقصد کو آگے بڑھانے میں مدد دی ہے۔ ۱۲۷ لیکن اے اہلِ ایتھنز! اگر تم میں تھوڑی سی بھی سمجھ داری ہے تو ایسا نہ کرو؛ کیونکہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ بربریوں کے پاس ایمان داری ہے اور نہ صداقت۔"

143۔ ایلچیوں کی گفتگو کے بعد ایتھنیوں نے الیگزینڈر کو یوں جواب دیا:---

"تمہاری طرح ہم بھی اچھے طریقے سے جانتے ہیں کہ فارسیوں کی طاقت ہمارے مقابلہ میں کئی گنا بڑی ہے: ہم اِس مصیبت میں نہیں پڑنا چاہتے تھے۔ بایں ہمہ، ہم آزادی کے اس قدر متوالے ہیں کہ ہر قسم کی ممکنہ مزاحمت کریں گے۔ ہمیں بربری کے ساتھ شرائط طے کرنے پر مائل نہ کرو--- تم کبھی بھی، کبھی بھی ہماری رضامندی حاصل نہیں کر سکو گے۔ تم فوراً واپس جا کر ماردونیئس سے کہو کہ ہم نے یہ جواب دیا ہے:--- 'جب تک سورج اپنے مقررہ راستے پر قائم ہے، ہم زرکسیز کے ساتھ ہرگز اتحاد نہیں کریں گے۔ بلکہ ہم اُن دیوتاؤں اور ہیروؤں کی مدد پر بھروسہ کر کے بلا تکان اُس کے خلاف لڑیں گے--- وہی دیوتا جن کو اُس نے بہت کم تعظیم دی، جس کے گھروں اور بتوں کو اُس نے جلا کر راکھ کر دیا۔' اور آئندہ تم کبھی اِس قسم کا پیغام لے کر ہمارے پاس نہ آنا؛ اور نہ ہی یہ سوچنا کہ تم ہمیں اس قدر ناپاک اعمال پر مائل کر کے ہماری کوئی خدمت کر سکتے ہو۔ تم ہماری قوم کے مہمان اور دوست ہو--- ہم یہ نہیں چاہتے کہ تمہیں ہمارے ہاتھوں سے کوئی نقصان پہنچے۔"

144۔ یہ تھا الیگزینڈر کو ایتھنیوں کا جواب۔ سپارٹائی ایلچیوں سے انہوں نے کہا،---

"بلاشبہ یہ فطری بات ہے کہ لیسیڈیمونیوں کو خوفزدہ ہونا چاہیے کہ ہم کہیں بربریوں کے ساتھ گٹھ جوڑ نہ کر لیں؛ لیکن جو لوگ ہمارے مزاج اور جذبے کو اچھی طرح جانتے ہیں اُن کا خوفزدہ ہونا بے بنیاد ہے۔ اِس زمین میں موجود سارا سونا--- دلکش اور زرخیز ترین زمینیں--- اور نہ ہی کوئی اور چیز ہمیں میڈیوں کے ساتھ ملنے اور اپنے ہم وطنوں کو غلام بنانے کا لالچ دے سکتی ہے۔ اگر ہم کسی طرح خود کو ایسا کام کرنے پر تیار کر بھی لیتے تو متعدد ایسی طاقتور تحریکیں موجود ہیں جو اب اِسے ناممکن بنا دیتیں۔ اولین اور سب سے بڑی وجہ تو ہمارے معبدوں اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیوتاؤں کے بتوں کی تباہی اور انہیں جلایا جاتا ہے، جس کے پیش نظر ہم غارت گر کے ساتھ نہیں مل سکتے بلکہ ہر ممکن حد تک اُس سے اِن نقصانات کے ازالہ کا مطالبہ کریں گے۔ نیز یونانیوں کے ساتھ ہمارا مشترکہ بھائی چارہ بھی ہے: ہماری مشترکہ زبان، قربان گاہیں اور قربانیاں جو ہم سب مل کر ادا کرتے ہیں، ہمارا مشترکہ کردار... اگر ایتھنی اِن سب چیزوں سے بے وفائی کرتے تو واقعی یہ اچھا نہ ہوتا۔ اس لیے اب جان لو، اگر پہلے سے نہیں جانتے، کہ جب تک ایک ایتھنی بھی زندہ ہے، ہم کبھی زرکسیز کے ساتھ اتحاد نہیں کریں گے۔ تاہم، ہم شکرگزار ہیں کہ تم نے ہمارے ایماء پر پیشگی احتیاط برتی اور اس بے سروسامانی کی حالت میں ہمارے خاندانوں کی کفالت کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن ہم یہ سب انتظام خود ہی کر لیں گے اور تم پر بوجھ نہیں بنیں گے۔ یہ ہے ہمارا فیصلہ۔ تم اپنی فوجیں لے کر فوراً نکل پڑو۔ کیونکہ اگر ہمارا اندازہ ٹھیک ہے تو بربری ہمارا جواب پاتے ہی زیادہ انتظار کیے بغیر ہمارے ملک پر حملہ کر دے گا۔ اب ہمارے لیے موقع ہے کہ اُس کے ایٹیکا میں داخل ہونے سے پہلے ہی ہم بیوشیا میں جائیں اور اُس سے جنگ کریں۔"

جب ایتھنی یہ باتیں کہہ چکے تو سپارٹائی سفیر وہاں سے رخصت ہوئے اور اپنے ملک میں واپس آ گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حواشی

۱ یہ کالسیدی بلاشبہ ایتھنی آباد کار ہیں۔
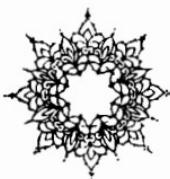
۲ سائیکلیدوں میں ایک سیوس یا کیوس (Ceos) موجودہ زیا (Tzia) ہے اور سُونیئم راس زمین سے تقریباً 12 میل دور واقع ہے۔

۳ دیکھیے ساتویں کتاب، جُز 53 اور آگے۔

۴ ایتھنز نے غرور کے ساتھ اپنا دعویٰ واپس لے لیا۔

۵ ہماری کرنسی میں 30 ٹیلنٹ 7,000 پونڈ سٹرلنگ کے برابر ہوں گے۔

۶ کیفیرس (یا کیفیریئس) یُوبیا کی جنوب مشرقی راس زمین کا نام تھا۔ اب اسے کیپوڈورو (Capo Doro) کہتے ہیں۔

۷ گیرسٹس یُوبیا کی انتہائے جنوب میں ایک شہر اور راس زمین تھا۔

۸ آبنائے سات میل کے قریب چوڑی ہے۔

۹ دیکھیے چھٹی کتاب، جُز 112۔

۱۰ دیکھیے پانچویں کتاب، جُز 104۔

۱۱ اِس فقرے اور پیچھے مذکور حقیقت (کہ تھرموپائلے اور ار تمیسئم کی لڑائیاں اولمپک کھیلوں کے ساتھ ہم وقوع تھیں، ساتویں کتاب، جُز 206) کی روشنی میں ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ یہ جنگیں جون کے آخر یا جولائی کے شروع میں ہوئی تھیں۔

۱۲ لگتا ہے کہ ملاحوں کی نظر میں "Hollows" ہمیشہ ہی باعث خوف رہے ہیں۔ اِس لفظ کا درست ترجمہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔

۱۳ یہ سارے کا سارا محفوظ ایتھنی بیڑا ہی ہو گا۔ تھیمسٹوکلیز کی حکمت عملی نے اُن کی بحری فوج کو بڑھا کر دو سو جہاز کر دیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۴؎ یہ ایک سہ طبقہ جہاز کا عام عملہ تھے۔

۱۵؎ جہاز اور اُس کے آلات عموماً ریاست فراہم کرتی تھی' اور مرمت و دیکھ بھال کا کام کپتان کے ذمہ ہوتا تھا۔ کپتان اکثر اپنے خرچ پر جہازوں کو مسلح کیا کرتے تھے۔

۱۶؎ یعنی پیپرس کے رسوں سے باندھا ہوا جوا (یا پل)۔

۱۷؎ دیکھیے پیچھے جُز 19۔

۱۸؎ عظیم بغاوت میں ایتھنز کی جانب سے ایونیاؤں کو دی گئی مدد کی جانب اشارہ ہے۔

۱۹؎ شمالی یوبیا کا اہم ترین شہر۔

۲۰؎ قدیم پیلاجی قبائل میں سے ایک ہیلوپائی تھے؛ لگتا ہے کہ وہ یوبیا کے اصل باشندے تھے جس کا قدیم زمانے میں نام ہیلوپیا تھا۔

۲۱؎ ہیروڈوٹس نے ان غلاموں یا خادموں کا ذکر کہیں بھی واضح طور پر نہیں کیا۔ اگر اُن کا اور اہل سپارٹا کا باہمی تناسب 1:7 تھا تو وہ ضرور 2100 کی تعداد میں ہوں گے۔

۲۲؎ دیکھیے ساتویں کتاب' جُز 82۔

۲۳؎ اس معبد کی عظیم شخصیت' دیکھیے پہلی کتاب' جُز 46۔

۲۴؎ ہیامپولس ایپے کے بہت نزدیک واقع ہے۔

۲۵؎ جدید کرنسی میں 12,000 پاؤنڈ سٹرلنگ سے زیادہ رقم۔

۲۶؎ دیکھیے پہلی کتاب' جُز 56۔

۲۷؎ اوزولیائی لوکری کورنتھی خلیج کے کناروں پر آباد تھے۔

۲۸؎ سیفی سس پارناسس کے دامن سے نکلتا ہے۔

۲۹؎ تاہم' فارسی حقیقی روایت شکن معنوں میں مرکزی یونانی آبادیوں کو ہر ممکن حد تک تاراج کرنے کا تہیہ کیے ہوئے تھے۔

۳۰؎ اورکومینس تھیبس کے بعد بیوشیائی شہروں میں مشہور ترین تھا۔

۳۱؎ دیکھیے پہلی کتاب' جُز 50' 51۔

۳۲؎ غالباً ڈیلفی کے فوراً بعد بلند ہونے والی دو چوٹیاں مراد ہیں۔

۳۳؎ کورائسی یا کوریسی (Corycian) غار پان دیوتا اور جل پریوں (Nymphs) کے لیے مقدس تھا۔

۳۴؎ جہاں دیگر فوکائی پہلے ہی پناہ گزیں ہو چکے تھے (دیکھیے پیچھے' جُز 32)۔

۳۵؎ ڈیلفی ایک تھیٹر کی صورت میں ایک سنگلاخ پہاڑی کے پہلو پر تھا جس پر زینے بنے ہوئے تھے۔ اپالو کا معبد قوس کے تقریباً مرکز میں تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۳۶ کاستالی (Castalian) چشمے کو واضح طور پر موجودہ *Aio Janni* چشمے کے ساتھ شناخت کیا جا سکتا ہے۔ یہ پارناسس کی ڈھلانوں کے پاؤں میں واقع ہے۔ قدیم دور کے مشہور ترین مقام ڈیلفی اور آس پاس کی جگہوں کے تفصیلی بیان کے لیے جارج فریزر کی "پوسانیاس" (جلد 5 ص 248 اور آگے) کا یادگاری ایڈیشن ملاحظہ کریں۔

۳۷ اِس قسم کے اعلان کے بغیر جب کوئی ایتھنی خطرے کے وقت اپنا ملک چھوڑ تا تو اُسے سزائے موت کا مستحق خیال کیا جاتا۔

۳۸ اہلِ ٹروئزن نے بڑی محبت کے ساتھ اُن کا خیر مقدم کیا اور انہیں دو اوبول (3.25 درم) فی یوم فی کس کے حساب سے گزارہ الاؤنس دیا۔

۳۹ دیکھیے ساتویں کتاب، جُز 141۔

۴۰ دیکھیے پہلی کتاب، جُز 56۔

۴۱ دیکھیے پانچویں کتاب، جُز 83۔

۴۲ دو سہ طبقہ جہاز اور دو پانچ طبقہ (دیکھیے جُز 1)۔ کیوس کا قدیم تلفظ سیوس تھا۔

۴۳ سیرِیپس، سِفنس اور میلوس (موجودہ دور کے سیرفو، سِفانتو اور میلو) کیوس اور رِتھنس کے ساتھ مل کر مغربی سائیکلیڈز تشکیل دیتے ہیں جو اب خاص طور پر فارسی بیڑے کی پیشقدمی سے خوفزدہ تھے۔ ایشیاء سے اُن کی دوری نے انہیں اطاعت سے انکار کرنے کی ترغیب دی تھی؛ اپنے خطرے نے اب انہیں مسلح ہونے پر مائل کیا۔

۴۴ دیکھیے تیسری کتاب، جُز 126۔

۴۵ جنگ میں مشغول ہونے والے یونانی جہازوں کی اصل تعداد مختلف طور پر بتائی جاتی ہے۔ جنگجوؤں میں سے ایک ایسکائی لس نے اِسے 300 یا 310 بتایا اور تھیوسیڈائیڈز نے 400۔

۴۶ ایکروپولس میں ایتھنا پولیاس کا معبد۔

۴۷ ایتھنا کے مقدس خزائن کے نگران تعداد میں 10 تھے۔

۴۸ ایتھنی قلعہ، یا ایکروپولس

۴۹ دیکھیے ساتویں کتاب، جُز 141۔

۵۰ اریس (یا مارس) کی پہاڑی--- ایریوپاگس کی مشہور عدالت کا مقام جسے سینٹ پال کی تبلیغ نے اور بھی مشہور کیا (اعمال xvii، 22) یہ ایتھنی مقامی جغرافیہ کی ایک نمایاں چیز ہے جس کی شناخت میں غلطی نہیں ہو سکتی۔

۵۱ کہتے تھے کہ ایگلارس بنت سیکروپس نے ایکروپولس کی ڈھلانوں سے چھلانگ لگا دی تھی۔

۵۲ اگرچہ عمارات دوبارہ تعمیر کی گئی ہیں لیکن تباہی کے نقوش اب بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھیے "New chapters in greek history" باب viii، از گارڈنر۔

۵۳ پوسانیاس ہمیں بتاتا ہے کہ "یہ سمندر" کھارے پانی کا ایک کنواں تھا۔

۵۴ کسی بھی مصنف کی نسبت اپالوڈورس نے یہ اسطورہ کہیں زیادہ مکمل طور پر دی ہے۔ وہ کہتا ہے: "دیوتاؤں نے اپنے لیے ایسے شہر منتخب کرنے کا سوچا جہاں انہیں خصوصی طور پر پوجا جائے۔ پوسیڈون سب سے پہلے ایٹیکا پہنچا جہاں اُس نے اپنا ترشول مارا اور ایکروپولس کے عین درمیان میں ایک سمندر جاری کر دیا جو آج بھی موجود ہے اور اریک تھیئس کا سمندر کہلاتا ہے۔ اس کے بعد ایتھنا آئی اور سیکروپس کو اِس بات کا گواہ رہنے کا کہا کہ اُس نے زمین پر قبضہ کیا اور زیتون کا درخت لگایا ہے جو اب بھی پانڈروسس کے معبد میں اُگا ہوا ہے۔ تب ملک کے بارے میں تنازعہ کھڑا ہو گیا: سوزیئس نے فریقین میں فیصلہ کرانے کے لیے منصفین کو مقرر کیا جو سیکروپس اور کراناس نہیں تھے (جیسا کہ کچھ کہتے ہیں) اور نہ ہی اریک تھیئس تھا: بلکہ وہ بارہ دیوتا تھے۔ انہوں نے سیکروپس کی گواہی پر زمین ایتھنا کو دینے کا فیصلہ کیا: اور یوں دیوی کی نسبت سے ایتھنز کا نام پڑا۔"

۵۵ دیکھیے ساتویں کتاب، جز 141۔

۵۶ دو سو جہازوں کا مطلب کم از کم 40,000 آدمی ہے --- غالباً (ماسوائے سپارٹا) اور کوئی بھی یونانی ریاست میدان جنگ میں اِس سے بڑی فوج نہیں لا سکتی تھی۔

۵۷ ڈایونی سس کا صوفیانہ بھجن بڑی ایلیوسینیا کا ہی ایک حصہ تھا جس کی اہم تفصیلات سمتھ کی Dictionary of antiquities میں جمع کی گئی ہیں۔

۵۸ دیمیتر اور پروسیرپائن۔

۵۹ دیکھیے پیچھے جز 25۔

۶۰ معین انداز میں بات کی جائے تو یوریپس نام کا اطلاق صرف یُوبیا اور براعظم کے درمیان ایک نہایت تنگ آبنائے پر ہوتا ہے۔

۶۱ لیکسوس، اِستھمس، سفنس، سیرپس اور میلوس (دیکھیے پیچھے جز 46)

۶۲ موازنہ کریں ساتویں کتاب، جز 98۔

۶۳ دیکھیے ساتویں کتاب جز 8(ii)

۶۴ سکیرونی راستہ (Scironian way) اِستھمس کے شمال کنارے کے ساتھ میگارا سے کورنتھ جاتا ہے۔

۶۵ اِستھمس کا تنگ ترین مقام تقریباً چار میل چوڑا ہے اور دیوار والی جگہ پر پانچ میل۔

۶۶ دیکھیے ساتویں کتاب جز 206۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۶۷ قدیم دور میں یہ روایت متفقہ تھی کہ آرکیڈی پیلوپونیسے کے قدیمی باشندے تھے۔

۶۸ سائنوریا یا سائنوسوریا ساحل پر سپارٹا اور آرگوس کے درمیان سرحدی علاقہ تھا۔

۶۹ دیکھئے ساتویں کتاب، جُز 94؛ موازنہ کریں پہلی کتاب، جُز 145۔

۷۰ سپارٹا، آرگوس، مائی سینے، ٹروئزن، ایپی ڈورس، کورنتھ اور سکایون۔

۷۱ کارڈاما ئلے کورونیائی خلیج کے بالکل سامنے تھا۔ یہ ایک پرانی آکیائی بستی تھا اور اسے اتنی کافی اہمیت حاصل تھی کہ ہومر نے اِس کا تذکرہ کیا (ایلیڈ، ix، 150)۔

۷۲ دیکھئے چوتھی کتاب، جُز 148۔

۷۳ کہا جاتا ہے کہ تھیمسٹوکلیز پانچ بیٹوں کا باپ تھا۔

۷۴ پیتالیا ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ اب اسے لپسوکوٹالی کہتے ہیں۔ یہ پریاس اور سلامس کی انتہائی مشرقی حد کے درمیان واقع ہے۔

۷۵ اِس نام کی میراتھنی راس آب۔

۷۶ "شاندار" یا "پھل دار" اتیقنز قریب ترین ترجمہ ہوگا۔

۷۷ دیکھئے پیچھے جُز 20۔

۷۸ کافی طویل جدوجہد کے بعد عوام الناس نے تھیمسٹوکلیز کے اثر و رسوخ کے باعث تین سال قبل (483 ق-م) ارستیدس کا حقہ پانی بند کیا تھا۔ اس قطع تعلقی کے حوالے سے سنائی جانے والی کہانیاں مشہور ہیں اور پلوٹارک کے ہاں ملتی ہیں۔

۷۹ دیکھئے پیچھے جُز 11۔ یہاں کی گئی تخمینہ کاری جُز 48 میں بتائے گئے "کُل" سے مطابقت رکھتی ہے۔

۸۰ الفی باتے، یا ایک سہ طبقہ جہاز کے عملے کا مسلح حصہ جو موجودہ دور کے بحری جہازوں پر بھی ہوتا ہے۔ یونانی تاریخ کے مختلف ادوار میں اِس کی تعداد مختلف تھی، جبکہ زیادہ از زیادہ تعداد 40 ملتی ہے۔

۸۱ دیکھئے پیچھے جُز 64۔

۸۲ پالینے ایتھنی مضافاتی شہروں میں سے مشہور ترین تھا۔

۸۳ دیکھئے پیچھے جُز 69 اور آگے جُز 90۔ جیسا کہ ہم مؤخر الذکر جُز میں دیکھتے ہیں، زرکسیز کے غصے کی وجہ سے نہایت سنگین نتائج برآمد ہوئے۔

۸۴ دیکھئے ساتویں کتاب، جُز 100۔

۸۵ وہ غالباً شاہی گھرانے کا ایک رُکن تھا۔

۸۶ کرٹیس کا ذکر ایجینا میں ایک سرکردہ آدمی کے طور پر کیا گیا ہے (دیکھئے چھٹی کتاب، جُز 73)۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۸۷ دیکھئے ساتویں کتاب' جُز 181۔

۸۸ اناگیرس پریاس اور سُونیئم کے درمیان بحری انتظامی حلقوں میں سے ایک تھا۔

۸۹ دس ہزار درم یا درہم موجودہ کرنسی میں 400 پونڈ کے برابر ہوں گے۔

۹۰ اِس کہانی کے جھوٹ ہونے کے بارے میں کوئی شبہ نہیں۔

۹۱ عینی شاہد اور لڑائی میں حصہ لینے والے کی حیثیت سے جنگ سلامس کے متعلق ایسکائیلس کی بتائی ہوئی تفصیل اُس زمانے کے ریکارڈز میں لازماً اولین مقام رکھتی ہے۔ لگتا ہے کہ ہیروڈوٹس کو اِس کا علم نہ تھا' تاہم اُس کے بیان کے تمام بنیادی عناصر ایسکائیلس سے مطابقت رکھتے ہیں۔

۹۲ ان شاعروں کے حوالہ سے دیکھیں ساتویں کتاب' جُز 6؛ اور آٹھویں کتاب' جُز 20۔

۹۳ غالباً ہیروڈوٹس کے عہد میں فارسی سلطنت کے محکمہ ڈاک کے لیے تیز رفتار اونٹ استعمال کیے جاتے تھے۔ (دیکھئے متی v' 41 اور آستر viii' 10)

۹۴ دیکھئے پیچھے' جُز 68' (i)

۹۵ معتبر فارسی تاریخ میں یہاں ہمارے پاس خواجہ سراؤں کے اثر و رسوخ کی اولین مثال موجود ہے' جو بعد میں ایک بہت بڑی مصیبت بن گئے۔

۹۶ دیکھئے پہلی کتاب' جُز 160؛ چھٹی کتاب' جُز 28' 29۔

۹۷ دیکھئے پیچھے جُز 103۔

۹۸ کیپ زوسٹر بلاشبہ موجودہ کیپ لمبارڈا ہے۔

۹۹ دیکھئے ساتویں کتاب' جُز 10 (v)

۱۰۰ دیکھئے ایضاً' جُز 35۔

۱۰۱ دیکھئے پیچھے جُز 75۔

۱۰۲ دیکھئے پیچھے جُز 4۔

۱۰۳ دیکھئے چھٹی کتاب' جُز 99۔

۱۰۴ دیکھئے ساتویں کتاب' جُز 83' 211' 215۔

۱۰۵ بادشاہ سے خصوصی طور پر قریب دستے (دیکھئے ساتویں کتاب' جُز 40)

۱۰۶ یعنی دیمیتر میں' نہ کہ مقدونیا میں۔

۱۰۷ لگتا ہے کہ موجودہ Despot Dagh نامی سلسلہ ہی رہودوپے خاص تھا۔

۱۰۸ زرکسیز ساری سردیوں اور اگلے سال کے کافی حصے تک ساردیس میں ہی ٹھہرا رہا (دیکھئے نویں کتاب' جُز 107)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۱۰۹ دیکھئے پیچھے جُز 93۔

۱۱۰ دیکھئے پہلی کتاب' جُز 51۔ کرو سس کا نقرئی پیالہ مراد ہے جو عبادت گاہ کے پیش دالان کے کونے میں رکھا ہے۔

۱۱۱ الفی ڈنے یا الفی ڈنا ایک دیویوں میں سے قدیم ترین تھی۔

۱۱۲ سارونی خلیج (Saronic Gulf) کے دہانے پر ایک جزیرہ۔

۱۱۳ ارتابازس نے قبل ازیں پارتھیوں اور کوراسمیوں کی قیادت کی تھی (ساتویں کتاب' جز 66)۔ پلیٹیا میں اُس کا پُرغرور رویہ دکھایا گیا ہے۔ (نویں کتاب' جُز 66)۔

۱۱۴ دیکھئے پہلی کتاب' جُز 149۔

۱۱۵ دیکھئے نویں کتاب' جُز 102۔

۱۱۶ دیکھئے چھٹی کتاب' جُز 71۔

۱۱۷ دیکھئے چھٹی کتاب' جُز 52۔

۱۱۸ دیکھئے چھٹی کتاب' جُز 131۔ ژاں تی پس کے تھیمسٹو کلیز کی جگہ پر بیڑے کی قیادت سنبھالنے کا مطلب یہ نہیں کہ موخرالذکر اب جنگ حکمت عملی طے کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

۱۱۹ یہ لفظی مبالغہ آرائی ہے۔ جزائر کے راستہ یورپ سے ایشیاء میں جانے کا راستہ اس دور کے یونانیوں کو ضرور معلوم ہو گا۔ حتیٰ کہ اہل سپارٹا بھی اِس سے واقف تھے۔

۱۲۰ شمالی یونان کے خوشحال ترین شہروں میں سے ایک۔

۱۲۱ ٹروفونیئس کا غار شہر سے تھوڑے ہی فاصلے پر واقع تھا۔

۱۲۲ خیال تھا کہ دیوتا کے حضور بھینٹ کردہ دُنبے کی پشم اِس معبد میں بچھا کر سونے والوں کو عارفانہ خواب آتے تھے۔

۱۲۳ پیچھے' ساتویں کتاب' جُز 195 میں کہا گیا ہے کہ ایلابانڈا کا تعلق کیریا سے تھا۔

۱۲۴ کہانی کے مطابق مِیڈاس نے ایک روز شکار کے دوران سِلینس کو پکڑ لیا اور اُسے متعدد سوالوں کے جواب دینے پر مجبور کیا۔

۱۲۵ کوہ برمیئس بلاشبہ وہ سلسلہ کوہ ہے جو مغرب کی طرف سے مقدونیائی ساحلی میدان کی حد بندی کرتا ہے۔

۱۲۶ دیکھئے ساتویں کتاب' جُز 173۔

۱۲۷ الیگزینڈر لفظ کے صحیح مفہوم میں مطلق العنان نہیں تھا۔ وہ بھی زرکسیز یا لیونیڈ اس کی طرح ایک بادشاہ تھا۔

==========

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایڈیٹر کا اضافی نوٹ:

عظیم تاریخی ڈرامہ اب اپنے اختتام کے قریب آ رہا ہے ۔ مشرق اور مغرب' بربریت اور ہیلینیائیت کی مخالفانہ طاقتیں سلامس میں دوبدو ہوئیں اور انہوں نے ایک نہایت فیصلہ کن بحری جنگ لڑی؛ ہیلینیا کو ابھی زمین کے راستے اپنے مقدر کا فیصلہ کرنا باقی ہے؛ میکالے (Mycale) کے مقام پر یونانیوں کی حیثیت اب محض اپنا دفاع کرنے والوں جیسی نہیں؛ وہ دشمن کے خلاف جارحیت کا ایک نظام شروع کرنے کو ہیں ۔ یہ منصوبہ 150 برس بعد الیگزینڈر (سکندر) کی عظیم فتوحات میں اپنی انتہاء کو پہنچا ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نویں کتاب

کیلیوپے
(رزمیہ شاعری کی دیوی)

1۔ جب الیگزینڈر ایتھنیوں کا جواب لے کر واپس آیا اور ماردونیئس کو بتایا تو وہ فوراً تھیسالی[1] سے روانہ ہوا اور اپنی فوج کو پوری رفتار کے ساتھ ایتھنز کی جانب لے چلا، اور راستہ میں آنے والی متعدد اقوام کو اضافی فوجی مہیا کرنے پر مجبور کیا۔ تھیسالی کے سرکردہ آدمیوں نے اب تک کی جنگ میں اپنی کردار پر نادم ہونے کے بجائے فارسیوں کو حملہ کرنے کے لیے اور بھی زیادہ جوش دلایا۔ بالخصوص لاریسا کے تھوریکس نے واشگاف طور پر ماردونیئس کا حوصلہ بڑھایا۔ اِس تھوریکس نے ایشیاء کی جانب فرار ہوتے وقت زرکسیز کا ساتھ دیا تھا۔

2۔ جب فوج بیوشیا پہنچی تو اہل تھیبس نے ماردونیئس کو یہاں ٹھہرنے پر راغب کرنا چاہا، اور اُسے بتایا کہ "آپ کو کہیں بھی اپنے خیمے لگانے کے لیے باسہولت جگہ نہیں ملے گی: اس لیے ہمارا مشورہ ہے کہ مزید آگے نہ جائیں بلکہ یہیں قیام کریں اور پھر ایک وار بھی کیے بغیر سارے یونان کو مطیع بنانے کے اقدامات کریں۔ ابھی تک باہم متحد یونانی اگر یونہی اکٹھے رہے تو ساری دنیا کے لیے بھی اُن پر ہتھیاروں کے زور سے غلبہ پانا ناممکن ہو جائے گا۔ لیکن اگر آپ ہمارے مشورے پر عمل کریں تو آپ اُن کے تمام مشیروں کی ہدایات بہ آسانی حاصل کر لیں گے۔ مختلف ریاستوں میں بااثر ترین آدمیوں کو تحائف بھجوائیں۔ اس طرح آپ اُن کے درمیان پھوٹ ڈلوا دیں گے۔ انجام کار آپ جیسی بڑی فوج کے لیے اپنے تمام مخالفین کو زیر کرنا کوئی بڑی بات نہیں رہے گی۔"

3۔ یہ تھا اہل تھیبس کا مشورہ: لیکن ماردونیئس نے اِس پر عمل نہ کیا۔ اُس کے دل پر ایتھنز کو دوسری مرتبہ فتح کرنے کی زبردست خواہش چھائی ہوئی تھی، جس کی کچھ وجہ تو اُس کی خلقی ہٹ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دھری تھی' اور کچھ وجہ یہ کہ وہ ساحلوں پر آگ کے اشاروں کے ذریعہ سارڈیس میں بادشاہ کو یہ اطلاع دینا چاہتا تھا کہ اُس نے ایتھنز پر قبضہ کر لیا ہے۔ تاہم ایٹیکا پہنچ کر اُس نے ایتھنیوں کو وہاں نہ پایا--- ان میں سے کچھ ایک مرتبہ پھر اپنے جہازوں اور زیادہ تر سلامس میں پسپا ہو گئے تھے--- اور اُس نے محض ایک ترک کردہ شہر پر ہی قبضہ کیا۔ ماردونیئس بادشاہ زرکسیز کے اِس شہر پر قبضے کے دس ماہ بعد دوسری مرتبہ یہاں آیا تھا۔

4۔ ماردونیئس نے ایتھنز میں آ کر ایلچی کو سلامس بھیجا (جو ایک میوری چائیڈز نامی ہیلس پونٹی یونانی تھا) تاکہ انہیں عین وہی شرائط دوبارہ پیش کی جائیں جو پہلے الیگزینڈر نے کی تھیں۔ اگرچہ وہ اُن کے غیر دوستانہ احساسات سے واقف تھا' لیکن دوسری مرتبہ پیغام بھجوانے کی وجہ یہ تھی: اسے اُمید تھی کہ وہ ایٹیکا کی ساری زمین کو مفتوح اور اُس کے قبضے میں دیکھنے پر اپنی ہٹ دھرمی چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ اُس نے میوری چائیڈز کو سلامس بھیجا۔

5۔ جب میوری چائیڈز مجلس کے سامنے پیش ہوا اور اپنا پیغام سنایا تو ایک مشیر لائسیداس نے رائے دیتے ہوئے کہا کہ--- "بہترین راہ یہی ہوگی کہ میوری چائیڈز کی پیش کردہ تجویزوں کو قبول کر کے عوامی اسمبلی کے سامنے رکھا جائے۔" اُس نے یہ تجویز شاید اس لیے دی کہ ماردونیئس نے اُسے رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا تھا' یا پھر اِس لیے اُسے یہ راہ واقعی بہترین لگی تھی۔ تاہم' اجلاس کے اندر اور باہر کھڑے ہوئے ایتھنی یہ سُن کر بہت غصہ میں آئے اور انہوں نے لائسیداس کا گھیراؤ کر کے اُسے سنگسار کر دیا۔ جہاں تک ہیلس پونٹی یونانی میوری چائیڈز کا تعلق ہے تو انہوں نے اُسے کوئی نقصان پہنچائے بغیر واپس جانے دیا۔ اب جزیرے میں لائسیداس کے متعلق چہ میگوئیاں ہونے لگیں اور ایتھنی عورتوں کے معاملے کا علم ہوا۔ تب ہر عورت نے اپنی سہیلی کو جوش دلایا اور وہ ایک دوسری کو اس کام میں حصہ لینے کے لیے لائیں: وہ سب کی سب مل کر اپنی مرضی سے لائسیداس کے گھر گئیں اور اُس کے بیوی بچوں کو سنگسار کر دیا۔

6۔ جن حالات کے تحت ایتھنیوں نے سلامس میں پناہ لی وہ حسب ذیل تھے۔ جب تک ایک پیلوپونیشیائی فوج کے مدد کو آنے کی امید رہی وہ ایٹیکا میں ہی مقیم رہے؛ لیکن جب ظاہر ہوا کہ اتحادی سست رو ہیں جبکہ حملہ آور بیوشیا میں داخل ہو چکا ہے تو وہ جزیرے سے اپنی چیزیں اور مال مویشی لے کر آبنائے کے اُس پار سلامس چلے گئے۔ ساتھ ہی انہوں نے قاصد کو لیسیڈیمون بھیجا تاکہ وہ لیسیڈیمونیوں کو برا بھلا کہے کہ انہوں نے بربری کو ایٹیکا میں پیش قدمی کی اجازت دی اور ابھی تک اُن کے پاس نہیں پہنچے۔ انہوں نے لیسیڈیمونیوں کو وہ پیشکش بھی یاد دلائیں جو فارسیوں نے انہیں اپنے ساتھ ملانے کے لیے کی تھیں۔[1] اور انہیں خبردار کیا کہ اگر سپارٹا کی جانب سے کوئی مدد نہ آئی تو ایتھنی اپنے تحفظ کی کوئی تدبیر کریں گے۔

Courtesy-www.pdfbooksfree.pk

7۔ سچ یہ ہے کہ اُس وقت لیسیڈیمونی رخصت پر تھے: کیونکہ یہ ہائیاستھیا[3] کے جشن کا وقت تھا اور انہیں دیوتا کی عبادت کرنے سے زیادہ اور کسی چیز کا خیال نہ تھا۔ وہ اِستھمس کے آرپار اپنی دیوار تعمیر کرنے میں بھی مصروف تھے جو اتنی بن چکی تھی اب اُس پر مورچے رکھنے کا کام شروع ہوا تھا۔

جب ایتھنیوں کے ایلچی میگارا اور پلیٹیا کے سفیر کی معیت میں لیسیڈیمون پہنچے تو انہوں نے ایفورس کے سامنے آ کر یوں کہا:---

"ایتھنیوں نے ہمیں یہ کہنے کے لیے بھیجا ہے--- میڈیوں کے بادشاہ نے ہمارا ملک واپس کرنے کی پیشکش کی ہے اور وہ برابری کی بنیادوں پر ہمارے ساتھ ایک اتحاد کرنا چاہتا ہے۔ وہ ہمیں ہمارے ملک کے علاوہ ایک اور ملک بھی دینے کو تیار ہے اور اُس نے ہمیں اپنی پسند کی زمین چُننے کی اجازت دی ہے۔ لیکن چونکہ ہم ہیلینیائی زیئس کی تعظیم کرتے اور یونان سے بے وفائی کرنا شرمناک سمجھتے ہیں' اس لیے ہم نے اِن شرائط پر غور کرنے کی بجائے انہیں مسترد کر دیا ہے: اس کے باوجود کہ دیگر یونانیوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی اور بے رُخی برتی ہے' اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ فارس کے ساتھ جنگ کرنے کی بجائے امن کی شرائط طے کرنا ہمارے لیے کہیں زیادہ فائدہ مند ہے۔ پھر بھی ہم اپنی مرضی سے کوئی امن کی شرائط طے نہیں کریں گے۔ لہٰذا ہم نے یونانیوں کے ساتھ برتاؤ میں کوئی بری اور گھٹیا حرکت نہیں کی: جبکہ اِس کے برعکس تم خوفزدہ تھے کہ کہیں ہم دشمن کے ساتھ شرائط نہ طے کر لیں[4] اور اب تم نے ہمارے مزاج اور ارادوں کا پتہ چلنے پر ہم سے منہ پھیر لیا ہے--- جبکہ تم لوگ خود اِستھمس پر دیوار بنا کر اپنی ریاست کو وسیع کرنے میں لگے ہو۔ تم نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ باہر نکل کر بیوشیا میں فارسی کا مقابلہ کرو گے: لیکن وقت آنے پر تم مکر گئے ہو اور چپ چاپ بیٹھ کر بربری کو ایٹیکا میں پیشقدمی کرتے دیکھ رہے ہو۔ تاہم' اِس وقت ایتھنیوں کو تم پر غصہ ہے: اور وہ بجا طور پر ناراض ہیں--- کیونکہ تم نے وہ نہیں کیا جو کرنا چاہیے تھا۔ تاہم اب وہ تم سے درخواست کرتے ہیں کہ جلد از جلد اپنی فوج روانہ کرو تاکہ ہم اب بھی ماردونیئس کے ساتھ ایٹیکا میں نمٹ سکیں۔ اب جبکہ بیوشیا ہمارے ہاتھ سے نکل چکا ہے تو جنگ کرنے کے لیے ہمارے ملک میں بہترین جگہ تھریا (Thria) کا میدان ہو گی۔"

8۔ ایفورس نے یہ تقریر سُن کر اپنا جواب دینے کے لیے اگلے دن تک انتظار کیا: اور پھر اُس سے اگلے دن تک۔ وہ دس دن تک مسلسل سفیروں کو یونہی ٹالتے رہے۔ دریں اثناء پیلوپونیشیائی بڑے جوش و خروش کے ساتھ دیوار کی تعمیر کا کام کر رہے تھے جو اختتام کے قریب پہنچ چکا تھا۔ الیگزینڈر کی آمد کے موقع پر لیسیڈیمونیوں کی جانب سے اس قدر پُرجوش رویے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اظہار اور اب اس بارے میں قطعی بے احتیاطی برتنے کی اس سے علاوہ میں کوئی وجہ نہیں بتا سکتا کہ قبل ازیں اِستھمس کے آرپار دیوار زیرِ تعمیر تھی اور وہ فارسیوں کے خوف سے اِس پر کام کر رہے تھے' جبکہ اب دیوار تعمیر ہو چکی تھی اور انہوں نے تصور کیا تھا کہ اب انہیں ایتھنیوں کی مزید ضرورت نہیں رہی۔

9۔ آخر کار سفیروں نے جواب حاصل کیا اور فوج حسب ذیل حالات میں سپارٹا سے روانہ ہوئی۔ سفیروں کو جواب دینے کے لئے آخری مرتبہ دن مقرر کیا گیا تھا کہ اُس سے ایک دن پہلے چیلیئس نامی ایک ٹیجیا کا باشندے نے' جسے سپارٹا میں کسی بھی دوسرے غیر ملکی سے زیادہ اثر و رسوخ حاصل تھا' ایفورس سے ایتھینوں کی کہی ہوئی باتیں سننے پر اِن سے کہا۔۔۔ "اے ایفورس' تو یہ ہے صورتحال! اگر ایتھنی ہمارے ساتھ نہیں ہیں بلکہ بربریوں کے ساتھ مل گئے ہیں' تو چاہے اِستھمس پر ہماری بنائی ہوئی دیوار کتنی ہی مضبوط ہو لیکن اس میں اتنا بڑا دروازہ ضرور بن جائے گا کہ فارسی پیلوپونیسے میں داخل ہو سکے گا۔[5] اُن کی درخواست مان لیں' اِس سے قبل کہ وہ کوئی نیا فیصلہ کرلیں اور سارا یونان تباہ ہو جائے۔"

10۔ ایفورس نے اِس مشورے پر غور کے بعد' تینوں شہروں کے سفیروں سے ایک لفظ بھی کہے بغیر' فیصلہ کیا کہ پانچ ہزار سپارٹائیوں کا ایک دستہ اِستھمس بھیجا جائے: اور انہوں نے دستے کو اُسی رات بھیج دیا۔ ہر سپارٹائی کے ساتھ سات گھریلو غلام تھے اور اُن کا قائد پوسانیاس ابن کلیومبروٹس کو بنایا گیا۔ مرکزی قیادت پر پلیسٹرا کس ابن لیونید اس کا حق تھا: لیکن وہ ابھی بچہ تھا' اس لیے اُس کے کزن نے یہ عہدہ سنبھالا کیونکہ پوسانیاس کا باپ کلیومبروٹس ابن اناکساندریدس اب حیات نہیں تھا: وہ دیوار کی تعمیر میں مصروف دستوں کو اِستھمس سے واپس لانے کے کچھ ہی دن بعد مر گیا تھا۔ ایک پیشگوئی نے اُسے اپنی فوج کو وطن واپس لانے پر مائل کیا: کیونکہ جب وہ یہ جاننے کے لیے قربانی پیش کر رہا تھا کہ کیا اُسے فارس کے خلاف خروج کرنا چاہیے یا نہیں' تو دوپہر کا وقت ہونے کے باوجود سورج اچانک تاریک پڑ گیا تھا۔ پوسانیاس نے اپنے ہی خاندان کے ایک رکن یوریاناکس ابن ڈوریئس کو فوج کے شریک سربراہ کے طور پر اپنے ساتھ لیا۔

11۔ چنانچہ فوج پوسانیاس کے ہمراہ سپارٹا سے روانہ ہوئی: جبکہ مقررہ دن آنے پر سفیر ایفورس کے سامنے پیش ہوئے اور اپنے اپنے ملک واپس جانے کی اجازت مانگی: انہیں سپارٹائی فوج کی روانگی کا کچھ علم نہ تھا۔ لہٰذا انہوں نے ایفورس سے مندرجہ ذیل باتیں کہیں: "اہلِ لیسیڈیمون' چونکہ تم اپنے گھروں سے ذرا بھی باہر نہیں سرکے' بلکہ ہائیاِستھس کا تیوہار منانے اور مزہ اُڑانے میں مصروف ہو' اور تمہیں اپنے ایتھنی اتحادیوں کی کوئی پروا نہیں' اس لیے وہ تمہارے نامناسب رویہ کے باعث بے یارومددگار ہیں اور جب بھی ممکن ہوا وہ فارسیوں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ شرائط طے کرلیں گے۔ ایک مرتبہ شرائط پر سمجھوتہ ہو گیا تو یہ بات واضح ہے کہ ہم بادشاہ کے اتحادی بن جائیں گے اور بربریوں نے جس طرف بھی جانے کا فیصلہ کیا ہم اُن کے ساتھ ہی جائیں گے۔ تب تمہیں سمجھ آئے گی کہ اِس کے نتائج ہمارے لیے کیا ہوں گے۔" جب ایلچی یہ بات کہہ چکے تو ایفورس نے حلفیہ طور پر قرار دیا کہ ... "اِس وقت ہماری فوج غیرملکیوں کے خلاف پیشقدمی کرتے ہوئے ضرور اور تیسیئم پہنچ چکی ہوگی۔" (سپارٹائی "بربریوں" کے لیے "غیرملکیوں" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔) صورتحال سے لاعلم سفیروں نے اُن سے اِس بات کا مطلب پوچھا؛ حقیقت کا انکشاف ہونے پر وہ بہت حیران ہوئے اور سپارٹائی فوج سے آگے نکلنے کے لیے پوری رفتار کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ چنیدہ اور پوری طرح مسلح پانچ ہزار لیسیڈیمونیوں کا ایک دستہ بھی سفیروں کے ہمراہ سپارٹا سے نکلا۔

12۔ سو اِن فوجوں نے تیز تیز اِستھمس کی جانب کوچ کیا۔ دریں اثناء اہل آرگوس نے ... جنہوں نے ماردونیئس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اہل سپارٹا کو اپنی سرحدیں پار کرنے سے روکیں گے ... پوسانیاس کے اپنی فوج کے ہمراہ سپارٹا سے روانہ ہونے کی خبر سنتے ہی تیز ترین قاصد کو ایٹیکا کی جانب روانہ کیا۔ اُس نے ایتھنز پہنچنے پر حسب ذیل پیغام دیا: "ماردونیئس' اہل آرگوس نے مجھے یہ بتانے کے لیے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ لیسیڈیمونی جوان اپنے شہر سے نکل پڑے ہیں اور اہل آرگوس اتنے کمزور ہیں کہ اُنہیں روک نہیں سکتے۔ اس لیے تم اِس موقع پر اچھی طرح سوچ سمجھ لو۔" وہ کوئی مزید لفظ کہے بغیر واپس چل دیا۔

13۔ جب ماردونیئس کو علم ہوا کہ سپارٹائی کوچ کر رہے ہیں تو اُس نے ایٹیکا میں ہی رہنے کی کوئی پروانہ کی۔ ابھی تک وہ ایتھنیوں کا ردِعمل دیکھنے کے انتظار میں خاموش بیٹھا ہوا تھا اور اُس نے علاقے کو لوٹا تھا اور نہ ہی اسے ذرہ بھی نقصان پہنچایا تھا؛ کیونکہ اب تک اُسے امید تھی کہ اہل ایتھنز شرائط قبول کرلیں گے۔ تاہم' اب اُس نے اپنی پیش کشوں کو اکارت جاتے دیکھ کر ایٹیکا سے پیچھے ہٹنے کا فیصلہ کیا' اس سے پہلے کہ پوسانیاس اپنی فوج کو لے کر اِستھمس پہنچے: تاہم' پہلے اُس نے ایتھنز کو آگ لگا کر باقی ماندہ دیواروں اور معبدوں کو زمین کے برابر کر دینے کا سوچا۔ پیچھے ہٹنے کی وجہ یہ تھی کہ ایٹیکا ایسا علاقہ نہیں تھا' جہاں گھوڑے کام میں آسکتے؛ نیز یہ کہ اگر اُسے جنگ میں شکست ہوتی تو گھاٹیوں[6] کے سوا فرار کی کوئی راہ نہ باقی رہتی جہاں مٹھی بھر فوج اُس کی ساری فوج کو روک سکتی تھی۔ سو اُس نے واپس تھیس میں پسپا ہونے اور یونانیوں کے ساتھ ایک دوستانہ شہر کے قریب اور گھوڑسواروں کے لیے موزوں زمین پر لڑنے کا فیصلہ کیا۔

14۔ ایٹیکا کو چھوڑنے اور کوچ شروع کر چکنے کے بعد اُسے خبر ملی کہ پوسانیاس کی فوج سے علیحدہ ایک ہزار لیسیڈیمونیوں کا مقدم دستہ میگارڈ میں پہنچ گیا ہے۔ اُسے خواہش ہوئی کہ اگر ممکن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو تو پہلے اس دستے کا خاتمہ کر دے۔ مار دونیئس نے غور کیا کہ وہ انہیں تباہی کے شکنجے میں کیسے جکڑ سکتا ہے۔ اُس نے اپنے مارچ کا رخ بدل کر فوراً میگارا کی جانب کیا' جبکہ گھوڑ سوار دستے نے آگے آگے جا کر میگارڈ میں لوٹ مار مچائی۔ (ڈوبتے سورج کی جانب یورپ میں وہ بعید ترین مقام تھا جہاں فارسی فوج کبھی بھی جا سکی۔)

15۔ اِس کے بعد مار دونیئس کو ایک اور پیغام موصول ہوا' جس سے پتہ چلا کہ یونانیوں کی فوجیں اِستھمس میں جمع تھیں; اِس خبر کے باعث اُس نے پیچھے ہٹنے اور ڈیسیلیا کے راستے ایٹیکا چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ بیوتارکس[7] ایسوپوں[8] کے کچھ پڑوسیوں نے بلوایا تھا; اور یہ لوگ فوج کے راہنماؤں کی حیثیت سے پہلے اُسے سفیڈ الے اور پھر تناگرا[9] لے کر گئے جہاں مار دونیئس نے رات کو آرام کیا; اگلی صبح کو اُس نے اپنے کوچ کو سکولس کی جانب موڑا اور اہل تھیبس کے علاقہ میں پہنچ گیا۔ اگرچہ اہل تھیبس نے میڈیوں کے مقصد کو اپنایا تھا' مگر مار دونیئس نے اِن علاقوں کے تمام درخت کاٹ ڈالے; اِس اقدام کی وجہ اہل تھیبس سے دشمنی نہیں بلکہ اپنی نہایت اشد ضرورت تھی; کیونکہ وہ اپنی فوج کو حملے سے محفوظ کرنے کے لیے ایک حفاظتی دیوار بنانا چاہتا تھا' اسی طرح وہ ایک جائے پناہ کا بھی خواہشمند تھا جہاں اُس کی فوج شکست کھانے کی صورت میں بھاگ کر آ سکے۔ اِس وقت مار دونیئس کی فوج ایسوپس میں تھی اور اریتھرے سے لے کر اہل پلیٹیا کے علاقے تک محیط تھی۔ تاہم' دیوار اتنی دور تک نہیں بلکہ تقریباً دس مربع فرلانگ جگہ پر بنائی گئی۔

ابھی بربری اِس کام میں مشغول تھے کہ تھیبس کے ایک شہری اتا گینس ابن فرائی نون نے ایک ضیافت کا اہتمام کیا اور مار دونیئس کے علاوہ پچاس اعلیٰ ترین فارسیوں کو دعوت دی۔ یہ تقریب تھیبس میں ہوئی اور تمام مدعوئین آئے۔

16۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا اُس کی تفصیل مجھے اور کومینس[10] کے درجہ اول کے شہری تھیرسانڈر نے بتائی۔ اُس نے بتایا کہ وہ خود بھی دعوت میں شریک تھا اور فارسیوں کے علاوہ 50 اہل تھیبس[11] کو بھی بلایا گیا تھا; دونوں قوموں کے لیے الگ الگ انتظام نہ تھا' بلکہ ہر نشست پر ایک فارسی اور ایک تھیبی بیٹھا تھا۔ دعوت کے اختتام پر جب پینے پلانے کا آغاز ہوا تو تھیرسانڈر کے ساتھ شریک فارسی نے یونانی زبان میں اُس سے پوچھا کہ وہ کس شہر کا رہنے والا ہے۔ اس نے بتایا کہ اُس کا تعلق اورکومینس سے تھا; جس پر فارسی بولا:۔۔۔

"چونکہ تم نے ایک میز پہ بیٹھ کر میرے ساتھ کھانا کھایا ہے اور ایک ہی جام سے شراب پی ہے' اس لیے تمہیں اپنے ایک یقین کا گواہ بناؤں گا۔۔۔ تاکہ تم بروقت خبردار ہو جاؤ اور اپنی حفاظت کا بندوبست کرنے کے قابل ہو سکو۔ تم یہاں اِن فارسیوں کو دعوت اُڑاتے دیکھ رہے ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور وہ فوج بھی جسے ہم پیچھے دریا کے کنارے چھوڑ آئے ہیں؟ کچھ دیر بعد اِن سب میں سے چند ایک ہی تمہیں زندہ سلامت نظر آئیں گے۔!"

یہ کہتے ہوئے فارسی کی آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب جاری ہوگیا: جس پر حیرت زدہ تھیرساندر نے جواب دیا۔۔۔ "یقیناً تمہیں ماردونیئس سے یہ سب کچھ کہنا چاہیے اور دیگر سرکردہ فارسیوں سے بھی۔" لیکن دوسرے نے کہا۔۔۔ "پیارے دوست' خدا کے لکھے ہوئے کو بدلنا انسان کے لیے ممکن نہیں۔ کوئی بھی انتباہ کو درست نہیں سمجھتا۔۔ ہم میں سے متعدد فارسی خود کو لاحق خطرے سے آگاہ ہیں' لیکن ہم مجبوراً اپنے رہنما کا حکم ماننے کا پابند ہیں۔ بہت کچھ معلوم ہونے کے باوجود بے اختیار ہونا یقیناً سنگین ترین انسانی برائیوں میں سے ایک ہے۔" میں نے یہ سب باتیں اور کومینی تھیرساندر سے خود سنی ہیں: اُس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اُس کو پلیٹیا میں جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی مختلف اشخاص کے انجام کی نشاندہی کر دی تھی۔

17۔ قبل ازیں جب ماردونیئس نے بیوشیا میں پڑاؤ ڈالا تھا تو اُن علاقوں میں میڈیوں کے لیے دوستانہ جذبات رکھنے والے تمام یونانیوں نے اپنے اپنے دستے بھیجے جو ایتھنز پر حملہ میں اُس کے ہمراہ تھے۔ صرف فوکایوں نے حملہ میں حصہ نہ لیا: کیونکہ انہوں نے اپنی مرضی کے خلاف میڈیوں کے مقصد کو اپنایا تھا اور انہیں ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ [۱۱] تاہم' تھیس میں فارسی فوج کی آمد کے چند ہی روز بعد اُن کے ایک ہزار مسلح فوجی آ گئے جن کی قیادت ممتاز ترین شہری ہرموسائیدیس کر رہا تھا۔ ابھی یہ دستہ تھیس پہنچا ہی تھا کہ کچھ گھوڑسوار ماردونیئس کی جانب سے یہ پیغام لے کر آئے کہ وہ باقی کی فوج سے پرے میدان میں ٹھہریں۔ فوکایوں نے ایسا ہی کیا' اور پھر سارے فارسی گھوڑسوار دستے اُن کے نزدیک آ گئے: تب میڈیوں کے ساتھ خیمہ زن ساری یونانی فوج میں یہ افواہ پھیل گئی کہ ماردونیئس فوکایوں کو ہلاک کرنے والا ہے۔ خود فوکایوں کے درمیان بھی یہی یقین پایا جاتا تھا: اور اُن کے رہنما ہرموسائیدیس نے انہیں حسب ذیل الفاظ میں حوصلہ دلایا۔۔۔ "فوکایو' یہ بات صاف ظاہر کہ اِن آدمیوں نے پہلے سے ہی ہماری زندگیاں لینے کا عزم کر رکھا ہے۔ جس کی وجہ میرے خیال میں تھیسالیوں کی الزام تراشیاں ہیں۔ اب وقت ہے کہ تم سب خود کو بہادر آدمی ثابت کرو۔ شرمناک انداز میں قتل ہونے کی بجائے لڑتے اور اپنی زندگیوں کا دفاع کرتے ہوئے مرنا زیادہ بہتر ہے۔ انہیں یہ باور کروا دو کہ وہ بربری ہیں' اور جن لوگوں کے خلاف انہوں نے سازش کی ہے وہ یونانی ہیں!"

18۔ فارسی گھوڑسوار فوکایوں کو گھیرے میں لینے کے بعد آگے بڑھے کہ جیسے وہ کھینچے ہوئے تیروں میں موت لیے ہوئے آ رہے ہوں: کچھ ایک نے تو تیر چلا بھی دیئے۔ لیکن فوکائی ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے لگ کر کھڑے رہے اور ہر ممکن حد تک اپنی صفیں برقرار رکھیں:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ دیکھ کر گھوڑ سوار ایک دم واپس مڑے اور بھاگ گئے۔ میں پورے وثوق کے ساتھ یہ بتانے سے قاصر ہوں کہ آیا وہ تھیسالیوں کی درخواست پر فوکایوں کو مارنے آئے تھے لیکن انہیں اپنے دفاع کے لیے تیار دیکھ کر ماردینئیس کے حکم پر واپس چلے گئے' یا پھر ماردونیئس محض فوکایوں کو آزمانا اور دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ واقعی باہمت ہیں یا نہیں۔ معاملہ چاہے کچھ بھی رہا ہو' جب گھوڑ سوار پیچھے ہٹے تو ماردونیئس نے فوکایوں کے پاس ایک پیغام بھیجا کہ۔۔۔ "اے اہل فوکایا' خوف نہ کرو۔۔۔ تم نے خود کو جری اور شجاع ثابت کر دیا ہے۔۔۔ جیسا کہ میں نے تمہارے بارے میں سُنا تھا۔ چنانچہ 'اب تم آنے والی جنگ میں سب سے آگے لڑو گے۔" یوں فوکایوں کا معاملہ ختم ہوا۔

19۔ لیسیڈیمونی جب اِستھمس پہنچے تو وہاں اپنے خیمہ گاڑے؛ نیک مقصد کو گلے لگانے والے دیگر پیلوپونیشیائی بھی اُن کے کوچ کی خبر سن کر یا دیکھ کر سوچنے لگے تھے کہ جب سپارٹائی جنگ کرنے جا رہے ہیں تو اُن کا پیچھے رہنا درست نہیں ہو گا۔ سو پیلوپونیشیائی ایک دستے کی صورت میں اِستھمس سے باہر نکلے (جبکہ قربانی کے جانوروں نے روانگی کے لیے نیک شگون ظاہر کیے تھے) اور ایلیوسس تک گئے۔ یہاں اُنہوں نے دوبارہ قربانیاں کیں اور شگونوں کو اب بھی ہمت افزاء پا کر مزید پیشقدمی کی۔ ایلیوسس میں وہ اُن ایتھنیوں کے ساتھ مل گئے جو سمندر پار کر کے سلامس سے آئے تھے اور اب مرکزی فوج کے ساتھ تھے۔ اریتھرے [۳۱] بمقام بیوشیا پہنچ کر انہیں پتہ چلا کہ بربری ایسوپس کے کنارے پر خیمہ زن تھے۔ تب انہوں نے آئندہ حکمت عملی پر غور کرنے کے بعد اپنی فوجوں کو دشمن کے بالمقابل کوہِ ستھیرون کی ڈھلانوں پر تعینات کیا۔

20۔ جب ماردونیئس نے دیکھا کہ یونانی نیچے میدان میں نہیں آ رہے تو اُس نے اپنی ساری گھوڑ سوار فوج کو ماسس ٹیئس (Masistius) یا یونانیوں کے مطابق ماکس ٹیئس کی قیادت میں اُن پر حملہ کرنے بھیجا۔ ماسس ٹیئس فارسیوں میں کافی شہرت کا حامل تھا اور ایک زبردست زین پوش والے گھوڑے پر سوار تھا۔ چنانچہ گھوڑ سوار یونانیوں کے خلاف بڑھے اور ٹکڑیوں کی صورت میں حملے کر کے انہیں زبردست نقصان پہنچایا اور انہیں عورتیں کہہ کر ذلیل کیا۔

21۔ اتفاق سے میگاری ایسی جگہ پر تعینات تھے جو حملہ کی براہ راست زد میں تھی اور جہاں زمین گھوڑ سوار فوج کے لیے نہایت سازگار تھی۔ خود کو حملوں کے شدید دباؤ میں دیکھ کر انہوں نے یونانی قائدین کے پاس پیغام بھیجا کہ "یہ میگاریوں کی جانب سے پیغام ہے۔۔۔ ہم مسلح بھائی اپنی سابقہ چوکی پر فارسی گھوڑ سواروں کی مدافعت جاری نہیں رکھ سکتے۔ ہمیں امداد کی ضرورت ہے۔ ابھی تک ہم نے شدید دباؤ کے باوجود اُن کا جرات و بہادری سے مقابلہ کیا ہے۔ تاہم 'اگر تم نے ہماری جگہ پر دوسروں کو نہ بھیجا تو ہم خبردار کیے دیتے ہیں کہ ہم اِس چوکی سے چلے جائیں گے۔" پوسانیاس نے یہ پیغام سُن کر اپنے دستوں سے پوچھا کہ کیا کوئی اس چوکی پر اپنی مرضی سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جانے اور میگاریوں کو ریلیف دینے کو تیار ہے۔ کسی نے بھی آمادگی ظاہر نہ کی‘ جس پر اےتھنیوں نے خود کو پیش کیا: اور 300 چنندہ آدمیوں کے دستے نے اولمپیوڈورس ابن لامپو کی زیر قیادت یہ فریضہ سرانجام دینے کا بیڑہ اٹھایا۔

22۔ اپنے ہمراہ تیراندازوں کا ایک دستہ لے کر اِن آدمیوں نے میگاریوں والی جگہ سنبھال لی جسے اریتھرے میں جمع تمام یونانیوں میں سے کسی نے بھی لینے سے انکار کر دیا تھا۔ کچھ دیر کی جدوجہد کے بعد نتیجہ اِس طور سے برآمد ہوا۔ بربریوں نے ٹکڑیوں کی صورت میں حملے جاری رکھے‘ اِس دوران ماسس ٹیئس کے سب سے آگے آتے ہوئے گھوڑے کے پہلو میں تیر لگا۔ گھوڑے نے تکلیف کے باعث اپنے سوار کو نیچے گرا دیا۔ اےتھنی فوراً زمین پر گرے ہوئے ماسس ٹیئس کی جانب بھاگے‘ اُس کے گھوڑے کو قابو کیا اور اُسے مدافعت کرنے پر مار ڈالا۔ تاہم‘ پہلے وہ اُس کی جان لینے کے قابل نہ ہو سکے: کیونکہ :اس کی زرہ رکاوٹ تھی۔ اُس نے سنہری کیلوں ﷺ سے لیس ایک چار آئینہ (Breast plate) پہن رکھی تھی جس کے اوپر ایک سرخ رنگ کا جُبہ تھا۔ لہٰذا تمام وار چار آئینہ پر پڑنے کی وجہ سے بے اثر رہے۔ آخر کار انہوں نے وجہ کو سمجھ کر اُس کی آنکھوں پر وار کیا اور اُسے مار ڈالا۔ کوئی اور گھوڑ سوار یہ ساری کارروائی نہ دیکھ پایا تھا: نہ انہوں نے اپنے قائد کو گھوڑے سے گرتے دیکھا اور نہ ہی قتل ہوتے: کیونکہ وہ اِس وقت گرا تھا جب وہ نئے سرے سے حملہ کرنے کے لیے پیچھے ہٹ رہے تھے۔ تاہم‘ جب انہوں نے ماسس ٹیئس کو اپنے درمیان نہ پایا تو صورتحال کو فوراً بھانپ لیا: تب انہوں نے اُس کی لاش کو بازیاب کرنے کے لیے سب سواروں کا اکٹھا کیا۔

23۔ سو اےتھنیوں نے انہیں ٹکڑیوں کی بجائے ایک ہی دستے کی صورت میں اکٹھے آتے دیکھا تو دیگر دستوں کو بھی فوراً اپنی مدد کو بلا لیا۔ تاہم‘ جب باقی پیدل فوج اُن کی مدد کے لیے بڑھ رہی تھی تو ماسس ٹیئس کی لاش حاصل کرنے کے لیے خوفناک مقابلہ شروع ہوا۔ تین سو اےتھنیوں نے ہر ممکن حد تک زبردست مقابلہ کیا مگر انجام کار پسپا ہونے اور دشمن کی لاش کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے: لیکن دیگر دستوں کے پہنچنے پر فارسی گھوڑ سوار مزید جمے نہ رہ سکے بلکہ انہیں اپنے رہنما کی لاش کو چھوڑ کر واپس بھاگنا پڑا اور اِس کوشش میں اُن کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔ رہنما سے محروم ہونے پر انہوں نے ماردونیئس کے پاس واپس جانا ہی بہترین خیال کیا۔

24۔ جب گھوڑ سوار فوج پڑاؤ میں واپس پہنچی تو ماردونیئس اور ساری فارسی فوج نے زبردست گریہ وزاری کی۔ انہوں نے اپنے سروں کو مونڈ دیا‘ اپنے گھوڑوں اور لدو جانوروں کی ایالیں کاٹ دیں‘ جبکہ خود اس قدر بلند آواز میں روتے چلاتے رہے کہ سارا ایشیا چیخ و پکار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے گونج اُٹھا[15] کیونکہ انہوں نے ایسے آدمی کو کھویا تھا جو زرکسیز اور تمام فارسیوں کی نظر میں ماردونیئس کے بعد سب سے زیادہ تعظیم یافتہ تھا۔ چنانچہ بربریوں نے اپنے انداز میں متوفی ماسس ٹیئس کو خراج تحسین پیش کیا۔

25۔ دوسری طرف یونانی اِس واقعہ سے زیادہ باہمت ہو گئے۔ یہ دیکھ کر اُن کا حوصلہ بڑھا کہ وہ نہ صرف فارسی گھوڑ سوار فوج کے سامنے جم کر کھڑے رہے تھے بلکہ انہیں مار بھی بھگایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ماسس ٹیئس کی لاش ایک چھکڑے پہ رکھ کر اپنی فوج میں پھرائی۔ لاش نظارے کے قابل تھی' کیونکہ اس کا قدبت اور خوبصورتی قابل ذکر تھی; اور انہوں نے فوجیوں کو اپنی جگہوں پر ہی رکھنے کی غرض سے لاش کو پھرایا۔ اِس کے بعد یونانیوں نے اونچی جگہ کو چھوڑنے اور پلیٹیا سے نزدیک تر ہونے کا فیصلہ کیا' کیونکہ وہاں کی زمین اریتھرے کے گردونواح کی نسبت پڑاؤ کے لیے زیادہ موزوں لگتی تھی' بالخصوص پانی کی سہولت کے باعث۔ چنانچہ انہوں نے اِس جگہ اور خاص طور پر چشمے کے قریب گارگافیا نامی جگہ پر جانے کو بہترین خیال کیا۔ سو انہوں نے اپنے ہتھیار اُٹھائے اور سِتھیرون کی ڈھلانوں کے ساتھ ساتھ' ہائسیے سے گزر کر اہل پلیٹیا کے علاقہ میں آئے اور یہاں گارگافیا چشمے اور ہیرو اینڈروکریٹس کے مقدس احاطے کے قریب قوم در قوم پڑاؤ ڈالا۔۔۔ یونانی فوج کا کچھ حصہ کم اونچی پہاڑیوں میں اور کچھ ہموار میدان میں تھا۔

26۔ یہاں اقوام کی صف آرائی کرنے میں ایتھنیوں اور اہل ٹیجیا کے درمیان الفاظ کی زبردست جنگ ہوئی کیونکہ یہ دونوں ہی ایک بازو اپنے نام کیے جانے کے مدعی تھے۔ دونوں نے اپنے کیے ہوئے قدیم و جدید کارنامے گنوائے۔ پہلے ٹیجیاؤں نے دعویٰ کیا:۔۔۔

"پیلوپونیشیا کی تمام قدیم و جدید مشترکہ مہمات میں یہ چوکی ہمیشہ ہمارا حق تصور کی گئی ہے۔ کیونکہ جب ہیراکلیدے نے یوری سِتھینز کی موت کے بعد پیلوپونیسے میں بزور واپس آنے کی کوشش کی تو[16] اِس دستور پر عمل کیا گیا۔ تبھی سے یہ ہمارا حق بن گیا اور ہم نے اسے اِس طرح حاصل کیا:۔۔۔ اُس وقت پیلوپونیسے میں آباد آکیاؤں اور ایونیاؤں کے ساتھ جب ہم نے اِستھمس کی جانب کوچ کیا اور حملہ آوروں کے خلاف خیمہ زن ہوئے تو ہائیلس نے اعلان میں قرار دیا کہ۔۔۔ ایک عمومی جنگ میں دو افواج کو الجھانے کی ضرورت نہیں; اِس کے بجائے پیلوپونیشیائی دستوں میں آپ جسے بہادر ترین سمجھتے ہیں اُسے منتخب کر لیں; منتخب کی گئی فوج متفقہ شرائط پر میرے ہمراہ لڑے گی۔" پیلوپونیشیائی اِس بات پر خوش ہوئے اور مندرجہ ذیل حوالے سے حلف اُٹھائے گئے:۔۔۔ اگر ہائیلس نے پیلوپونیشیائی چیمپئن کو تسخیر کر لیا تو ہیراکلیدے اپنی وراثت واپس حاصل کر لیں گے۔ جبکہ اگر وہ مفتوح ہو گیا تو ہیراکلیدے اپنی فوج کو پیچھے لے جائیں گے اور آئندہ ایک سو سال تک اپنی واپسی کی کوئی کوشش نہ کریں گے۔ اب ایروپس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹے اور فیگیئس کے پوتے ایکیمس---جو ہمارا رہنما اور بادشاہ تھا---نے خود کو پیش کیا اور سب ہتھیار بند بھائیوں کے سامنے اُسے چیمپئن کے طور پر ترجیح دی گئی' وہ ہائیلس کے ساتھ دوبدو لڑا اور اُسے موقع پر ہی مار ڈالا۔ اِس کارنامے پر اُس کے دور کے پیلوپونیشیاؤں نے ہمیں متعدد مراعات دیں جو ہمیں تب سے حاصل ہیں؛ دیگر کے علاوہ ہم نے یہ حق بھی حاصل کیا کہ جب بھی کوئی مشترکہ مہم ہماری سرحدوں سے آگے گئی تو ایک بازو کی سرکردہ چوکی ہمارے پاس ہوگی۔ اس لیے اے لیسیڈیمونیو' ہم تمہارے ساتھ مقابلہ بازی کا دعویٰ نہیں کرتے؛ اپنی خوشی سے تم جو بازو چاہے چُن لو؛ ہم تمہیں ترجیح دیتے ہیں؛ لیکن دوسرا بازو پہلے کی طرح اب بھی ہمارا استحقاق ہے۔ نیز' ہمارے بیان کردہ کارنامے سے قطع نظر مرکزی چوکی پر ہمارا دعویٰ پھر بھی ایتھنیوں کے دعوے سے بہتر ہے: اہلِ سپارٹا! ہم نے تمہارے خلاف کئی شاندار لڑائیاں لڑی ہیں۔ لہٰذا اِس جگہ پر ہمارا حق اُن سے زیادہ ہے؛ کیونکہ اُن کے کوئی کارنامے ہمارے کارناموں کے ہم پلہ نہیں' چاہے ماضی میں دیکھ لو یا حال پر نظر دوڑالو۔"

27۔ ایتھنیوں نے انہیں حسب ذیل جواب دیا:---"ہم اِس بات سے لاعلم نہیں کہ ہماری افواج یہاں تقریر بازی کی بجائے بربریوں سے لڑنے کے لیے جمع ہوئی تھیں۔ تاہم اہل ٹیجیا نے اپنی خوشی سے یہاں ہم دو قوموں کے کارناموں پر بحث چھیڑی ہے' اس لیے ہمارے پاس اِس کے سوا اور کوئی راہ نہیں کہ تمہارے سامنے وہ بنیادیں پیش کریں جن پر انحصار کرکے ہم اپنے ورثے کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ بتائیں کہ ہم اپنی غیر متغیر شجاعت کی وجہ سے کیوں آرکیڈیوں پر برتری کے مستحق ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ جن ہیراکلیدے کے رہنما کو اِستھمس میں مارنے کی انہوں نے شیخی بگھاری ہے اور جنہیں دیگر یونانیوں نے مائی سینے کے لوگوں کی غلامی سے بچانے کے لیے اپنے پاس پناہ نہیں دی تھی' انہیں ہم نے اپنے پاس رکھا تھا اور ہم نے یوری ستھیئز کے غرور کا سر نیچا کیا اور اُن پر فتح حاصل کرنے میں مدد دی جو اُس وقت پیلوپونیسے کے مالک تھے۔ پھر جب اہل آرگوس نے پولی نیسز کے ساتھ مل کر تھیس کے خلاف فوج کشی کی' قتل ہوئے اور انہیں دفن کرنے کی اجازت نہ دی گئی تو یہ ہمیں تھے جو کیڈمیوں کے خلاف نکلے' لاشیں بازیاب کیں اور انہیں اپنے علاقہ میں ایلیوسس کے مقام پر دفنایا۔ ہمارا ایک اور اعلیٰ کارنامہ امیزونیوں کے خلاف تھا جب وہ تھرموڈون سے آئے تھے اور اپنے لشکر ایٹیکا میں داخل کردیئے تھے؛ جنگ ٹروجن میں بھی ہم یونانیوں سے پیچھے نہ رہے۔ لیکن اِن قدیم معاملات پر بحث کرنے سے کیا حاصل؟ ہوسکتا ہے کہ قدیم دور کی کوئی بہادر قوم اب بزدل ہوگئی ہو اور تب کی کوئی بزدل قوم اب بہادر بن گئی ہو۔ ہماری قدیم کامیابیوں کا ذکر جہت ہوچکا ہے۔ اگر ہم نے صرف میراتھن میں ہی کارنامے کیے تھے---اگر واقعی ہماری کامیابیاں کسی بھی دوسری یونانی قوم جیسی اعلیٰ ہیں---

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اگر ہم نے اُن کے علاوہ کوئی اور کارنامہ نہ بھی کیا ہو تو تب بھی ہم اِس مراعات کے کسی بھی دوسرے سے زیادہ حقدار ہیں۔ ہم وہاں تن تنہاء کھڑے رہے اور اکیلے فارسیوں سے لڑے؛ اس قدر خطرناک مہم میں ہاتھ ڈال لینے کے باوجود ہم دشمن پر غالب آئے اور اُس روز 46 اقوام کو فتح کیا! کیا صرف یہ ایک کامیابی ہی ہمیں ہماری مطلوبہ چوکی دلانے کے لیے کافی نہیں؟ پھر بھی اے اہل لیسیڈیمونیا، اِس قسم کے موقع پر چوکی لیے آپس میں جھگڑنا مناسب نہیں، اس لیے ہم تمہارے حکم کے مطابق عمل کرنے، کوئی بھی صف لینے اور تمہارے کہنے کے مطابق کسی بھی قوم کا سامنا کرنے کو تیار ہیں۔ تم ہمیں جہاں بھی تعینات کرو گے، ہم بہادری اور مردانگی دکھانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ صرف اپنی مرضی بتادو، ہم فوراً اطاعت کریں گے۔"[17]

28۔ یہ تھا ایتھنیوں کا جواب؛ اور تمام لیسیڈیمونی فوجی یک آواز ہو کر چلائے کہ ایتھنی بائیں بازو کے آرکیڈیوں سے زیادہ حقدار ہیں۔ اس طرح اہل ٹیجیا مغلوب ہوئے اور چوکی ایتھنیوں کو تفویض ہو گئی۔ یہ معاملہ طے پانے پر یونانی فوج --- جس میں ساتھ ساتھ ہر روز نئے فوجی شامل ہوتے گئے تھے --- حسب ذیل انداز میں صف آراء ہوئی: --- دس ہزار لیسیڈیمونی فوجی دائیں بازو پر تعینات تھے جن میں سے پانچ ہزار سپارٹائی تھے؛ اور اِن پانچ ہزار کے ساتھ 35 ہزار خدام کا دستہ تھا جو ہلکے انداز میں مسلح تھے --- ہر ایک سپارٹائی کے لیے سات ملازم۔[18] اہل سپارٹا نے اپنے سے بعد والی جگہ اہل ٹیجیا کو اُن کی ہمت اور شہرت کی وجہ سے دی۔ وہ سب پوری طرح مسلح تھے اور اُن کی تعداد 1500 آدمی تھی۔ اِس کے بعد پانچ ہزار طاقتور کورنتھی تھے؛ اور پوسانیاس نے اُن کی درخواست[19] پر 300 افراد کے ایک جتھے کو اُن کے ساتھ تعینات کیا تھا جو پالینے میں پوٹیڈیا سے آئے تھے۔ پھر بالترتیب اور کومینس کے 600 آرکیڈی؛ تین ہزار سکایونی؛ 800 ایپی ڈوری؛ 1000 ٹروئزنی؛ 200 لیپریٹس؛ 400 مائی سینی اور تیرنتھی؛[20] 1000 فلیاسی؛ 3000 ہرمونیائی؛ 600 اریٹری اور سٹائری، 400 کالسیدی[21] اور 500 Ambracorts تعینات تھے۔ اِن کے بعد 800 لیوکیڈی اور ایناکٹوری؛[22] 200 سیفالینیا کے پالیائی؛ 500 ایجینیائی؛ 3,000 میگاری اور 600 اہل پلیٹیا تھے۔ سب سے آخر میں لیکن انتہائی حد کی جانب سے پہلے 8,000 ایتھنی بائیں بازو کے مالک تھے اور اُن کی قیادت ارستیدیس ابن لائسی ماکس کر رہا تھا۔

29۔ ہر سپارٹائی کے ساتھ حاضر سات سات خدمتگاروں کے سوا یہ سب بھاری بھرکم انداز میں مسلح فوجی تھے؛ اور ان کی کل تعداد 38,700 آدمی تھی۔ سپارٹائیوں کے ساتھ ہلکے طور پر مسلح 35,000 آدمی تھے؛ جبکہ 34,500 لیسیڈیمونیوں اور باقی کے یونانیوں کے ساتھ تھے۔ یوں ہلکے طور پر مسلح آدمیوں کی کل تعداد 69,500 تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

30- چنانچہ پلیٹیا میں جمع ہونے والی یونانی فوج میں مجموعی طور پر 108,200 آدمی شامل تھے۔ اگر اہل تھیسپیا کو بھی گنا جائے تو ایک لاکھ دس ہزار پوری ہو جائے۔ [۲۳] لیکن وہ اسلحہ کے بغیر تھے۔ اِس ترتیب کے ساتھ یونانی فوجوں نے ایسوپس میں اپنی پوزیشن سنبھالی۔

31- ماردونیئس کے ماتحت بربریوں نے جب ماسس ٹیئس کا سوگ منانا ختم کیا اور انہیں یونانیوں کے پلیٹیا کے علاقے میں پہنچنے کا علم ہوا تو وہ بھی دریائے ایسوپس کی جانب بڑھے۔ ماردونیئس نے انہیں یونانیوں کے خلاف مندرجہ ذیل انداز میں صف آراء کیا:--- لیسیڈیمونیوں کے سامنے اپنے فارسیوں کو تعینات کیا؛ اور چونکہ فارسیوں کی تعداد کہیں زیادہ تھی، لہٰذا اُن کی کافی ساری قطاریں بنائی گئیں اور اُن کے سامنے والا حصہ ٹیجیا والوں کے سامنے تک پھیلایا؛ یہاں اُس نے لیسیڈیمونیوں کا سامنا کرنے کے لیے اپنے بہترین آدمی چُنے۔ جبکہ اہل ٹیجیا کے سامنے ایسے آدمیوں کو صف آراء کیا جن پر وہ زیادہ بھروسہ نہیں کر سکتا تھا۔ یہ کام اہل تھیبس کی تجویز اور مشورے پر ہوا۔ فارسیوں کے بعد بالترتیب کورنتھی، پوٹیڈیائی اور کومینی اور سکایونی؛ پھر ایپی ڈوریوں، ٹروئزنیوں، لیپریئنس، تیرنتھیوں، مائی سینیوں اور فلیاسیوں کے سامنے باکتری تھے؛ اُن کے بعد ہندوستانی فوجی ہرمیونیوں، اریٹریوں، سٹائیریوں اور کالسیدیوں کے بالمقابل تھے؛ پھر امبیر اکوئٹس، ایناکٹوریوں، لیوکیڈیوں، پالیاؤں اور ایجینیاؤں کے سامنے سیکائی؛ اور سب سے آخر میں اُس نے ایتھنیوں، پلیٹیاؤں اور میگاریوں کے خلاف بیوشیاؤں، لوکریوں، مالیاؤں اور تھیسالیوں کے علاوہ ایک ہزار فوکایوں [۲۴] کو بھی تعینات کیا۔ فوکایوں کی ساری قوم میڈیوں کے ساتھ شامل نہیں ہوئی تھی۔ اس کے برعکس کچھ ایک ٹولیوں کی صورت میں پارناسس کے قریب جمع ہو گئے تھے اور وہاں سے کوچ کیا، جس پر ماردونیئس اور اُس کے ہمنوا یونانی پریشان ہو گئے اور یونانی مقصد کے لیے یہ بات فائدہ مند ثابت ہوئی۔ ماردونیئس نے اوپر مذکور کے علاوہ ایتھنیوں کے خلاف مقدونیوں اور تھیسالیوں کے آس پاس آباد قبائل کو بھی صف آراء کیا۔

32- میں نے یہاں ماردونیئس کی صفوں میں شامل بڑی بڑی قوموں کے نام ہی دیئے ہیں، یعنی اُن کے جو سب سے زیادہ مشہور اور قابل ذکر تھیں۔ تاہم، اِن میں دیگر مختلف لوگ [۲۵] بھی ملے جلے ہوئے تھے، جیسے فریجیائی، تھریسی، مائشی، پیونیائی، وغیرہ؛ نیز ایتھوپیائی اور مصری--- دونوں ہرموتیبیائی اور کالاسیری [۲۶] نسلوں کے--- جن کا ہتھیار تلوار ہے اور جو اُس ملک میں واحد جنگجو لوگ ہیں۔ اِن افراد نے قبل ازیں زرکسیز کے جہازوں پر خدمات سرانجام دی تھیں، لیکن ماردونیئس نے فالیرم سے نکلنے سے قبل انہیں نیچے اُتروالیا؛ زرکسیز کے ہمراہ ایتھنز آنے والی زمینی فوج میں کوئی مصری نہیں تھا۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں [۲۷] بربریوں کی تعداد تین لاکھ تھی؛ ماردونیئس کے اتحادی یونانیوں کی تعداد معلوم نہیں کیونکہ انہیں گِنا نہیں گیا تھا؛

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرااندازہ ہے کہ وہ 50 ہزار کے قریب تھے۔ اِس طرح صف آراء کیے گئے دستے تمام پیدل فوجی تھے۔ گھوڑسواروں نے اپنی صفیں خود ہی ترتیب دیں۔

33۔ ماردونیئس نے قوموں کی صف آرائی اور درجہ بندی کا کام ختم کیا تو اگلے دن دونوں افواج نے قربانیاں پیش کیں۔ یونانی قربانی تیسامینس ابن اینٹی اوکس نے ادا کی جو غیب بین کے طور پر فوج کے ہمراہ تھا: وہ ایلیوسس کا رہنے والا تھا اور لامیدے کی کلائٹیڈ شاخ سے تعلق رکھتا تھا' لیکن لیسیڈیمونیوں نے اُسے اپنے شہریوں میں شامل کر لیا تھا۔ وہ اِس طریقہ سے اُن میں داخل ہوا:۔۔۔ تیسامینس اپنی بے اولادی کے متعلق دیوتا سے پوچھنے ڈیلفی گیا تھا' جب کاہنہ نے اُسے بتایا کہ وہ پانچ نہایت پُر جلال لڑائیاں جیتے گا۔ [۲۸] تیسامینس نے کہانت کا مطلب غلط سمجھا اور خیال کرنے لگا کہ وہ کھیلوں کے مقابلے جیتے گا۔ لہٰذا وہ جمناسٹکس کی تیاری کرنے میں لگ گیا۔ اُس نے خود کو پنٹا تھلم [۲۹] کے لیے تیار کیا اور اولمپیا کے مقام پر مقابلوں میں شرکت کی' مگر جیتتے جیتتے رہ گیا: کیونکہ وہ تمام چیزوں میں کامیاب ہو گیا تھا' ماسوائے کشتی کے جس میں آندریا کے ہیرونیمس نے اُسے ہرا دیا۔ اب لیسیڈیمونیوں کو سمجھ آئی کہ کہانت میں جن مقابلوں کا ذکر کیا گیا تھا وہ کھیلوں کے مقابلے نہیں بلکہ جنگیں تھیں۔ چنانچہ انہوں نے تیسامینس کو مائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ اُن کے لیے خدمات سرانجام دے اور جنگوں میں اُن کے ہیراکلیدی بادشاہوں کا ساتھ دے۔ تاہم' جب اُس نے دیکھا کہ وہ اُس کی دوستی کی بڑی قدر کرتے ہیں تو فوراً اپنی قیمت بڑھا دی اور انہیں بتایا' "اگر تم مجھے اپنے شہریوں میں شامل کر لو اور اُن جیسے ہی حقوق دو تو میں تمہاری خواہش کے مطابق عمل کرنے کو تیار ہوں' میں اِس کے سوا اور کسی شرط پر راضی نہیں ہو سکتا۔" یہ سُن کر سپارٹائیوں نے پہلے اِسے بہت بری بات خیال کیا اور مدد کی درخواست کرنا بند کر دی۔ تاہم' بعدازاں' جب فارسی جنگ کا خوفناک خطرہ اُن کے سروں پر منڈلانے لگا تو اُسے بلوا کر شرائط منظور کر لیں۔ لیکن تیسامینس نے اُن کے رویہ میں اِس قدر تبدیلی دیکھ کر قرار دیا: "اب میں صرف اپنے سابق مطالبات منوانے پر ہی قانع نہیں ہوں: تمہیں میرے بھائی ہیگیاس [۳۰] کو بھی میری طرح' یکساں حقوق کے ساتھ سپارٹائی بنانا ہو گا۔"

34۔ اِس عمل میں اُس نے میلامپس کی قائم کردہ ایک سابق مثال پر ہی عمل کیا۔۔۔ کم از کم اُس صورت میں جب بادشاہت کا موازنہ شہریت سے کیا جائے۔ کیونکہ جب آرگوس کی عورتیں پاگل ہو گئیں اور اہل آرگوس نے میلامپس کو ادائیگی کر کے پائیلوس سے لانا چاہا (تاکہ وہ عورتوں کی بیماری کا علاج کر سکے) تو اُس نے آدھی سلطنت بطور انعام مانگی تھی: لیکن اہل آرگوس کو یہ بات بہت ناگوار لگی اور اپنی راہ چل دیئے۔ تاہم' بعد میں جب اُن کی اور بھی بہت سی عورتیں پاگل ہو گئیں تو اُس کی شرائط پر رضامندی ظاہر کرنے کا سوچا: چنانچہ وہ دوبارہ اُس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاس آئے اور اُس کا مطالبہ مان لینے کے متعلق بتایا۔ تب میلا مپس نے اُن کے رویہ میں تبدیلی دیکھ کر اپنا مطالبہ بڑھا دیا اور اُن سے کہا: "میں تبھی تمہارے کہنے کے مطابق عمل کروں گا جب تم میرے بھائی بیاس کو بھی ایک تہائی سلطنت دے دو گے۔" سو مشکل میں پھنسے ہوئے اہل آرگوس یہ بات مان گئے۔

35۔ اِسی طرح ضرورت کے ہاتھوں مجبور سپارٹائیوں نے تیسامینس کی ہر بات مان لی: چنانچہ اِس طریقہ سے ایلیوسس کا تیسامینس سپارٹائی شہری بنا اور بعد ازاں غیب بین کی حیثیت میں اُس نے سپارٹائیوں کو پانچ شاندار مقابلے جیتنے میں مدد دی۔ وہ اور اُس کا بھائی واحد آدمی تھے جنہیں سپارٹائیوں نے کبھی بھی شہریت دی۔ [۱۳۵] پانچ لڑائیاں مندرجہ ذیل تھیں:--- پہلی پلیٹیا میں، دوسری ٹیجیا کے قریب ٹیجیاؤں اور آرگوسیوں کے خلاف، تیسری ڈپیئس میں تمام آرکیڈیوں (ماسوائے مانیتینا کے) کے خلاف؛ چوتھی اِستھمس میں میسینیوں کے خلاف، اور پانچویں تناگرا میں ایتھنیوں اور آرگوسیوں کے خلاف۔ یہاں لڑی جانے والی جنگ پانچوں میں سے آخری تھی۔

36۔ اب سپارٹائی تیسامینس کو اپنے ساتھ پلیٹیائی علاقہ میں لائے تھے جہاں اُس نے یونانیوں کے لیے فال گیر کے طور پر کام کیا۔ اُس نے قربانیوں کی فال سازگار پائی، بشرطیکہ یونانی اپنا دفاع کریں لیکن اِس صورت میں نہیں کہ وہ جنگ شروع کریں یا دریائے ایسوپس کو پار کریں۔

37۔ جنگ چھیڑنے کے لیے بے قرار ماردونیئس کو بھی فال گیروں نے ایسا کرنے سے منع کیا: لیکن اگر وہ اپنا دفاع کرنے پر ہی قانع رہتا تو اِس ہدایت کو درست پاتا۔ اُس نے بھی یونانی رسوم کا استعمال کیا: کیونکہ اُس کا فال گیر ایلیوسس کا رہنے والا ہجی۔سٹرائس Telliads میں سے نہایت شہرت یافتہ تھا۔ سپارٹائیوں نے ایک مرتبہ اِس آدمی کو قیدی بنایا تھا کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ وہ انہیں شدید نقصانات پہنچانے کا باعث بنا ہے، لہٰذا اُسے مارنے کے ارادے سے قید کر دیا گیا۔ تب ہجی۔سٹرائس نے خود کو ایک سنگین صورتحال میں پایا، کیونکہ نہ صرف اُس کی زندگی خطرے میں تھی بلکہ اُسے معلوم تھا کہ مرنے سے پہلے کئی قسم کی اذیتیں بھی سہنا پڑیں گی--- میں کہتا ہوں کہ ہجی۔سٹرائس نے ایک ایسا کام کیا جسے بیان کرنا لفظوں کے بس کی بات نہیں۔ اُس کا ایک پاؤں لکڑی سے بنے لیکن لوہے سے بندھے ہوئے شکنجے میں رکھا گیا: اِس حالت میں اُس نے باہر سے لوہے کا کوئی ہتھیار حاصل کر لیا جس کے ساتھ ایک بے نظیر حوصلہ مندی والا کام کیا۔ اُس نے حساب لگایا کہ وہ پاؤں کا کتنا حصہ سوراخ سے باہر نکال سکتا ہے اور باقی کا اگلا حصہ اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا: پھر وہ پہرہ لگا ہونے کے باعث اپنی جیل کی دیوار کو توڑ کر باہر نکلا اور ٹیجیا کی طرف بھاگ گیا۔ وہ رات کے دوران سفر کرتا اور دن کے وقت جنگلوں میں چھپ جاتا۔ اس طرح وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی تلاش میں ہر طرف دوڑتے بھاگتے لیسیڈیمونیوں سے بچ نکلا اور تیسری رات ٹیجیا پہنچا۔ سو سپارٹائی اس آدمی کی قوت برداشت پر اُس وقت بہت حیران ہوئے جب اُس کے پاؤں کا کٹا ہوا حصہ زمین پہ پڑا دیکھا' مگر اپنی تمام تلاش کے باوجود اُسے کہیں نہ پا سکے۔ یوں ہیجی سسٹراٹس نے لیسیڈیمونیوں سے بچ کر ٹیجیا میں پناہ لی; کیونکہ اُس دور میں اہل ٹیجیا لیسیڈیمونیوں کے دوست نہ تھے۔ زخم اچھا ہو جانے پر اُس نے ایک لکڑی کا پاؤں لگایا اور سپارٹا کا کھلا دشمن بن گیا۔ تاہم' انجام کار اُن کی دشمنی نے اُسے تکلیف سے دوچار کیا; کیونکہ جب وہ زیکا نتھس میں اپنے عہدے کے فرائض سرانجام دے رہا تھا تو سپارٹائیوں نے اُسے قید کیا اور فوراً موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ لیکن یہ واقعات پلیٹیا کی جنگ سے کچھ عرصہ بعد ہوئے۔ فی الحال وہ ایسوپس کے کنارے خاصے بڑے معاوضے پر ماردونیئس کے لیے خدمات سرانجام دے رہا تھا; اور اُس نے قربانی پورے دل کے ساتھ ادا کی۔۔۔ کچھ تو لیسیڈیمونیوں کی نفرت میں اور کچھ مال و دولت کی خاطر۔

38۔ سو جب قربانی کے جانوروں کی فال نے فارسیوں اور نہ ہی اُن کے یونانی اتحادیوں کو جنگ شروع کرنے کی اجازت دی۔۔۔ اِن یونانیوں کے پاس ایک اپنا فال گیر ہپوماکس تھا۔۔۔ اور جب مخالف پڑاؤ میں مسلسل فوجی آتے رہے اور یونانی فریق کی طاقت بڑھتی چلی گئی تو ایک تھیبی تیماگینیداس ابن ہرپس نے ماردونیئس کو سِتھیرون کے دروں پر نظر رکھنے کا مشورہ دیا اور اُسے بتایا کہ ہر روز آدمی جوق در جوق آ رہے ہیں' نیز یقین دلایا کہ وہ بہت سوں کو وہاں پہنچنے سے روک سکتا ہے۔

39۔ دونوں فوجوں کو ایک دوسری کے سامنے پڑاؤ ڈالے آٹھواں دن تھا جب تیماگینیداس نے یہ مشورہ دیا۔ ماردونیئس کو یہ اچھا لگا اور اُس نے شام ہوتے ہی اپنے گھوڑ سواروں کو کوہ سِتھیرون کے درے پر بھیج دیا جو پلیٹیا میں نکلتا ہے۔۔۔ بیوشیائی اسے "تین سر" لیکن اتھنی "بلوط کے سر" کہتے ہیں۔ [۳۲] گھوڑ سوار دستے کو بھیجنا بے فائدہ نہ رہا۔ وہ پانچ سو لدو جانوروں کو ساتھ لائے جو ابھی میدان میں داخل ہی ہوئے تھے اور اُن پر پیلوپونیسس سے یونانی فوجیوں کے لیے رسد بھیجی گئی تھی۔ جانوروں کو متعدد آدمی ہنکار رہے تھے۔ اِس شکار کو اپنے اختیار میں دیکھ کر فارسی آگے بڑھے اور اُن سب کو مار ڈالا۔ نہ کوئی آدمی زندہ چھوڑا اور نہ جانور; یہ کام کر چکنے کے بعد انہوں نے باقی چیزیں اُٹھائیں اور ماردونیئس کے پاس لے گئے۔

40۔ اِس کے بعد انہوں نے دو دن مزید انتظار کیا' کوئی بھی فوج لڑائی شروع نہیں کرنا چاہتی تھی۔ درحقیقت بربری ایسوپس تک آگے بڑھ آئے تھے اور یونانیوں کو دریا عبور کرنے کی تحریص دلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن کسی بھی فریق نے دریا پار نہ کیا۔ ماردونیئس کی گھوڑ سوار فوج یونانیوں کو متواتر پریشان اور ناراض کر رہی تھی; کیونکہ میڈیوں کے پُرجوش حمایتی اہل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیسس نے بے قراری کے ساتھ لڑائی کو مزید ہوا دی اور اکثر اتنا آگے تک چلے گئے کہ یونانی صفوں سے جا ملے' اور تب میڈیوں اور فارسیوں نے اُن کی جگہ سنبھال کر شجاعت کی کئی مثالیں قائم کیں۔

41۔ دس روز تک اِس سے زیادہ کچھ بھی نہ ہوا تھا؛ یونانیوں کی تعداد پہلے کے مقابلے میں اب کہیں زیادہ ہو گئی تھی اور ماردونیئس مزید تاخیر سے مضطرب ہو رہا تھا۔ لہٰذا گیارہویں دن ماردونیئس ابن گوبریاس اور ارتابازس ابن فارناسس [۳۳]۔۔۔ جسے زرکسیز کسی بھی دوسرے فارسی سے زیادہ اہمیت دیتا تھا۔۔۔ کے درمیان بات چیت ہوئی۔ اِس صلاح و مشورہ میں مندرجہ ذیل آراء دی گئیں:۔۔۔ ارتابازس کے خیال میں اُن کے لیے بہترین یہ تھا کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اپنے مورچوں سے پیچھے ہٹیں اور ساری فوج کو تھیسس کے فصیل بند شہر میں لے جائیں جہاں اُن کے پاس اپنے لیے غلے کا وافر ذخیرہ اور لدو جانوروں کے لیے بھی کافی چارہ تھا۔ اُس نے کہا کہ انہیں وہاں خاموشی سے بیٹھے رہنا ہو گا اور اِس انداز میں جنگ ختم ہو جائے گی:۔۔۔ کیمپ میں ڈھلا ہوا سونا کافی مقدار میں تھا اور ان ڈھلا سونا بھی؛ مزید برآں اُن کے پاس کثیر چاندی اور جام بھی تھے۔ اِن سب کو یونانیوں اور بالخصوص مختلف شہروں کے رہنماؤں میں تقسیم کر دیا جائے۔ تب یونانی ایک اور جنگ کا خطرہ مول لیے بغیر اپنی آزادی سے محروم ہونے میں دیر نہیں لگائیں گے۔ یوں ارتابازس کی رائے اہل تھیسس کی رائے سے مل گئی؛ [۳۴] کیونکہ وہ بھی کچھ دیگر سے زیادہ بصیرت رکھتا تھا۔ دوسری طرف ماردونیئس نے زیادہ غضب ناکی اور ہٹ دھرمی دکھائی اور کسی کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اُس نے کہا "ہماری فوج یونانیوں کی فوج سے کہیں بہتر ہے۔ فوراً جنگ چھیڑ دینی چاہیے' بجائے اِس کے کہ اپنے خلاف مزید فوج جمع ہونے کا انتظار کیا جائے۔ جہاں تک ہیجی سسٹراٹس اور اُس کی فالوں کا تعلق ہے تو اُن پر توجہ نہیں دینی چاہیے' انہیں سازگار ہونے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے بلکہ قدیم فارسی روایت کے مطابق فوراً جنگ شروع کرنی چاہیے۔"

42۔ جب ماردونیئس نے اِن الفاظ میں اپنے جذبات کا اظہار کیا تو کسی کو انکار کی جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ اُس کی رائے غالب رہی کیونکہ فوج کی قیادت بادشاہ نے ارتابازس کو نہیں بلکہ اُسے سونپی تھی۔ اب ماردونیئس نے دستوں کے سالاروں اور اپنے زیرِ خدمت یونانیوں کے رہنماؤں کو بُلا کر اُن سے سوال کیا:۔۔۔ "کیا تم کسی ایسی پیشگوئی کے بارے میں جانتے ہو جس میں کہا گیا ہو کہ فارسی یونان میں تباہ ہو جائیں گے؟" سب خاموش تھے؛ کچھ اِس وجہ سے کہ انہیں اِس قسم کی پیشگوئیوں کا علم نہ تھا' لیکن کچھ دیگر جانتے بوجھتے ہوئے بھی خاموش رہے کیونکہ اُن کے خیال میں کچھ بولنا غیر محفوظ تھا۔ سو جب کسی نے جواب نہ دیا تو ماردونیئس نے کہا "چونکہ تم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایسی کسی کہانت کے بارے میں نہیں جانتے یا اسے بتانے کی جرات نہیں کر رہے' اس لیے میں تمہیں خود اِس کے متعلق بتاؤں گا۔ ایک کہانت میں کہا گیا ہے کہ فارسی یونان میں آئیں گے' ڈیلفی میں معبد کو لوٹیں گے اور ایسا کر لینے کے بعد سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ اب ہم اِس پیشگوئی سے آگاہ ہیں اس لیے نہ تو معبد پر چڑھائی کریں گے اور نہ وہاں لوٹ مار مچائیں گے: چنانچہ اِس خلاف ورزی کی وجہ سے ہلاک نہیں ہوں گے۔ اب تم سب فارسیوں کے خیر خواہ خوش ہو جاؤ اور اِس بارے میں کوئی وسوسہ دل میں نہ لاؤ کہ ہم یونانیوں پر غلبہ پا سکتے ہیں یا نہیں۔" یہ کہہ کر اُس نے انہیں اگلی صبح جنگ کی تیاری کرنے کا حکم دیا۔

43۔ ماردونیئس نے جس کہانت کے متعلق فارسیوں کو بتایا' مجھے یقین ہے کہ وہ اُن کی بجائے اِلیریاؤں اور انکلیائی لشکر کے لیے تھی۔ تاہم' اس جنگ کے متعلق باسس کے بولے ہوئے کچھ فقرے یوں تھے:۔۔۔

تھرموڈون کے بہاؤ کے قریب اور ایسوپس کے گھاس سے ڈھکے کناروں پر
دیکھو جہاں اہل یونان جمع ہیں اور غیر ملکیوں کے جنگی نعروں پر کان دھرو۔۔۔
وہاں قسمت کے مارے بہت سے مردہ پڑے ہوں گے'
بہت سے کمان بردار میڈی' جب آفت کا دن آئے گا۔

یہ فقرے اور ان جیسے ہی کچھ دیگر' جو میوسئس نے لکھے' فارسیوں کے بارے میں ہی تھے۔ دریائے تھرموڈون تانگرا اور گلیساس[۵۳] کے درمیان سے بہتا ہے۔

44۔ جب ماردونیئس پیشگوئیوں کے متعلق سوال کر کے اوپر مذکور احکام جاری کر چکا تو رات ڈھل گئی' اور دونوں جانب چوکیدار نگرانی کرنے لگے۔ رات اب کافی گہری ہو چلی تھی اور آدمی گہری نیند میں محو لگتے تھے۔ پڑاؤ میں خاموشی چھاتے ہی مقدونیوں کا بادشاہ اور رہنما الیگزینڈر ابن امیںتاس گھوڑے پہ سوار ہو کر اتھمنی چوکی پر گیا اور سالاروں سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ کچھ ایک محافظ اپنے رہنماؤں کی جانب بھاگے اور انہیں جا کر بتایا" میڈیوں کے پڑاؤ سے ایک گھوڑ سوار آیا ہے جس نے اور کچھ نہیں کہا مگر سپہ سالاروں کے نام لے کر اُن سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔"

45۔ یہ سن کر وہ تیزی سے بیرونی چوکی کی طرف گئے جہاں الیگزینڈر کو پایا۔ اُس نے یوں خطاب کیا:۔۔۔

"اے اہلِ ایتھنز' میں جو کچھ کہنے جا رہا ہوں تمہارے اعتماد پر کہہ رہا ہوں: اور میری درخواست ہے کہ اِسے پوسانیاس کے سوا سب سے راز رکھیں ورنہ میں تباہ ہو جاؤں گا۔ اگر یونان کی بہبود کا خیال میرے دل میں نہ ہوتا تو میں تم سے بات کرنے یہاں نہ آتا: لیکن میں بلحاظ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نسل خود بھی یونانی ہوں،[61] اور یونان کو اپنی آزادی کا غلامی سے تبادلہ کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ جان لو کہ ماردونیئس اور اُس کی فوج کو سازگار شگون حاصل نہیں ہو سکے؛ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ کافی پہلے ہی تمہارے ساتھ لڑائی شروع کر چکے ہوتے۔ تاہم، اب انہوں نے قربانی کے جانوروں پر توجہ نہ دینے اور دن چڑھتے ہی جنگ چھیڑ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ میرے خیال میں ماردونیئس کو خدشہ لاحق ہے کہ تاخیر کرنے سے تمہاری نفری میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس کا وار وصول کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ تاہم، اگر وہ اب بھی جنگ سے گریز کرے تو تم یہیں کے یہیں موجود رہنا؛ کیونکہ اُس کے پاس چند ایک دن کی رسد ہی باقی ہے۔[62] اگر تم اِس جنگ میں بالادستی حاصل کرو تو میری آزادی کے لیے کچھ کرنا مت بھولنا؛ اس خطرے کو ذہن میں رکھنا جو میں یونانی بہبود کے لیے مُول لے رہا ہوں تاکہ تمہیں ماردونیئس کے ارادوں سے خبردار کروں اور بربریوں کے اچانک حملے سے بچاؤں۔ میں مقدون کا الیگزینڈر ہوں۔"

الیگزینڈر یہ کہتے ساتھ ہی گھوڑے پہ سوار ہوا اور اپنے پڑاؤ میں خود کو تفویض کردہ مقام پر واپس آ گیا۔

46۔ دریں اثناء اٰتھنی سپہ سالار میمنہ کی جانب بڑھے اور پوسانیاس کو الیگزینڈر کی دی ہوئی تمام معلومات سے آگاہ کیا۔ پوسانیاس فارسیوں کے ارادوں کے بارے میں سنتے ہی خوفزدہ ہو گیا اور سپہ سالاروں کو مخاطب کر کے بولا،...

"چونکہ کل صبح ہوتے ہی جنگ شروع ہونے والی ہے اس لیے بہتر یہ ہو تاکہ تم اٰتھنی فارسیوں سے دُوبدو ہوتے اور ہم سپارٹائی اہل بیوشیا اور دیگر یونانیوں سے؛ کیونکہ تم میڈیوں سے ایک مرتبہ پہلے بھی میراتھن میں لڑ چکے ہو اور اُن کے انداز جنگ سے واقف ہو، لیکن ہمیں ایسا کوئی تجربہ نہیں۔ بلکہ یہاں ایک بھی ایسا سپارٹائی موجود نہیں جو کبھی میڈیوں کے خلاف لڑا ہو، ہمیں بیوشیاؤں اور تھیسالیوں کا ضرور تجربہ ہے۔ لہٰذا اپنے ہتھیار اُٹھاؤ اور میمنہ میں ہماری جگہ پر آ جاؤ اور ہم میسرہ پر تمہاری جگہ سنبھال لیتے ہیں۔"

اِس پر اٰتھنیوں نے جواب دیا... "کافی عرصہ قبل جب ہم نے فارسیوں کو تمہارے سامنے صف آراء دیکھا تو ہم نے بھی تمہیں عین یہی تجویز دینے کا سوچا تھا جو تم نے دی ہے۔ تاہم، ہمیں خوف تھا کہ کہیں ہماری یہ بات تمہیں ناخوش نہ کر دے۔ لیکن اب چونکہ تم نے خود ہی اِن چیزوں کے متعلق بات کر دی ہے، لہٰذا ہم تمہارے کہنے پر عمل کرنے کو بخوشی تیار ہیں۔"

47۔ دونوں اِس امر پر متفق ہو گئے اور دن چڑھتے ہی سپارٹائیوں اور اٰتھنیوں نے اپنی جگہیں تبدیل کر لیں۔ لیکن بیوشیاؤں نے یہ حرکت تاڑ لی اور ماردونیئس کو اِس سے آگاہ کیا؛ اُس نے بھی فوراً اپنی افواج میں ادلا بدلی کی اور فارسیوں کو لیسیڈیمونیوں کے سامنے لے آیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یوسانیاس نے جب اپنی حکمت عملی کو ناکام ہوتے دیکھا تو اپنے سپارٹائیوں کو واپس میمنہ مے لے گیا؛ اور یہ دیکھ کر ماردونیئس نے دوبارہ اپنے فارسیوں کو میسرہ پر لگادیا۔

48۔ جب دستوں نے دوبارہ اپنی سابقہ چوکیاں سنبھال لیں تو ماردونیئس نے ایک قاصد سپارٹائیوں کے پاس بھیجا جس نے آکر کہا:۔۔۔

"اے اہل لیسیڈیمونیا، اِن علاقوں کے لوگ کہتے ہیں کہ تم تمام نسل انسانی میں بہادر ترین ہو اور تمہیں سراہا جاتا ہے کیونکہ تم کبھی جنگ میں پیٹھ نہیں دکھاتے بلکہ مرنے یا مارنے تک اپنی جگہ پر ڈٹے رہتے ہو۔ ۳۸ لیکن اِن سب باتوں میں کوئی صداقت نہیں؛ کیونکہ اب ہم نے تمہیں ایک سے دوسری جگہ پر بھاگتے دوڑتے دیکھ لیا ہے، تاکہ ہمارے ساتھ اتھنی زور آزمائی کریں اور تم خود ہمارے غلاموں سے لڑو۔ یقیناً یہ بہادر مردوں والا رویہ نہیں۔ ہم نے تمہارے بارے میں بڑا دھوکہ کھایا؛ کیونکہ ہم نے خود کو ملنے والی معلومات پر یقین کر لیا اور توقع کر رہے تھے کہ تم ہمیں دعوت مبارزت دو گے۔ ہم یہ دعوت قبول کرنے کو تیار تھے؛ لیکن تم نے ایسی کوئی پیشکش نہیں کی؛ بلکہ لگتا ہے کہ تم ہم سے کترا رہے ہو۔ تمہیں بہادر ترین سمجھا جاتا ہے تو کیوں نہ تم یونانیوں اور ہم بربریوں کی جانب سے ایک جنگ لڑیں جس میں دونوں کی نفری برابر ہو؟ پھر اگر اِس طریقہ سے لڑنا دیگر کو بہتر لگے تو بعد میں وہ بھی ایسا ہی کریں۔۔۔ لیکن اگر نہیں، اگر وہ اِس بات پر راضی نہیں کہ ہم اُن کی ایماء پر لڑیں تو آؤ ہم یہ کر لیتے ہیں۔۔۔ اور جو بھی فریق جیت جائے اُس کی ساری فوج بھی فاتح قرار پائے۔"

49۔ قاصد نے یہاں تک کہہ کر کچھ توقف کیا، لیکن کسی جانب سے جواب نہ آنے پر واپس چلا اور ماردونیئس کو بتایا کہ کیا واقع ہوا تھا۔ اِس پر ماردونیئس بہت خوش ہوا اور اِس بے معنی فتح پر اِترانے لگا؛ اور فوراً اپنے گھوڑسوار دستے کو یونانی صف پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ تب گھوڑا سوار نزدیک آئے اور اپنے نیزوں اور تیروں سے۔۔۔ کیونکہ وہ گھوڑسوار ہونے کے باوجود کمان استعمال کرتے تھے۔۔۔ ۳۹ یونانی فوجیوں میں بہت ابتری پھیلائی کیونکہ انہیں قریب آکر مقابلہ کرنے کی مہلت نہ مل سکی تھی۔ یونانی فوج کے ذخیرۂ آب، گارگافیا چشمے ۴۰ کو انہوں نے خراب کر دیا۔ اِس چشمے کے نزدیک صرف ایک لیسیڈیمونیوں کا ہی دستہ تعینات تھا؛ دیگر یونانی اِس سے زیادہ یا کم دور تھے؛ تاہم اُن کے اور ایسوپس کے درمیان فاصلہ زیادہ نہ تھا۔ پھر بھی فارسی گھوڑسواروں نے اپنے تیروں کی مدد سے انہیں پانی تک پہنچنے کی اجازت نہ دی، سو اِن یونانیوں اور لیسیڈیمونیوں نے دریا سے پانی حاصل نہ کر سکنے کے باعث چشمے کی جانب رجوع کیا۔

50۔ جب چشمہ خشک ہو گیا اور یونانی امیروں نے دیکھا کہ اب فوج کے پاس پانی حاصل کرنے کی کوئی جگہ نہیں رہی، نیز یہ کہ گھوڑسوار بہت پریشان کر رہے ہیں تو انہوں نے اِن دیگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُمور پر بات چیت کی غرض سے میمنہ میں پوسانیاس کے ہیڈ کوارٹرز میں اجلاس بلایا۔ کیونکہ اوپر مذکور سنگین مسائل کے علاوہ دیگر حالات نے اُن کی پریشانی میں اضافہ کیا تھا۔ اُن کا اپنے ساتھ لایا ہوا تمام سامان رسد ختم ہو گیا تھا؛ اور مزید رسد لانے کے لیے پیلوپونیسے بھیجے گئے ملازمین کو فارسی گھوڑ سواروں نے واپس آنے سے روک دیا تھا اور اب انہوں نے راہ بند کر دی تھی۔

51۔ چنانچہ امیروں نے اجلاس میں اتفاق کیا کہ اگر اُس روز فارسیوں نے جنگ نہ کی تو یونانی جزیرے پر چلے جائیں گے جو دریائے ایسوپس اور گارگافیا چشمے سے دس فرلانگ کے فاصلے پر پلیٹیا کے عین سامنے واقع ایک خطہ زمین ہے۔ یہ خطہ براعظم میں ایک قسم کا جزیرہ تھا؛ کیونکہ وہاں ایک دریا ہے جو اپنے مقام آغاز کے قریب دو حصوں میں تقسیم ہو کر کوہ سِتھیرون سے نیچے میدان میں بہتا ہے اور اِس کے دونوں حصوں کے درمیان تین فرلانگ کا فاصلہ ہے اور وہ کچھ آگے چل کر باہم مل جاتے ہیں۔ دریا کا نام اوئروئے (Oeroe) ہے اور مقامی لوگ اِسے ایسوپس کی بیٹی کہتے ہیں۔ یونانیوں نے اِسی جگہ پر جانے کا فیصلہ کیا؛ اور اسے منتخب کرنے کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ وہاں پانی کی کوئی قلت نہ ہوتی؛ دوسرے وہاں گھوڑ سوار فوج انہیں ہراساں نہیں کر سکتی تھی۔ انہوں نے رات کے دوسرے پہر کوچ شروع کرنے کا سوچا کہ کہیں فارسی انہیں روانہ ہوتے دیکھ نہ لیں اور تعاقب کر کے گھوڑ سوار فوج کے ذریعہ انہیں ہراساں کرنے لگیں۔ اِسی طرح یہ طے پایا کہ اوئروئے میں گھری ہوئی زمین پر پہنچ جانے کے بعد وہ اُسی رات اپنی آدھی فوج کو سلسلہ کوہ کی جانب بھیج دیں تاکہ رسد لے کر آنے ولوں کو چھڑوا سکیں۔

52۔ یہ فیصلے کر کے وہ سارا دن گھوڑ سوار دشمن فوج کے زبردست حملوں کا نشانہ بنتے رہے۔ آخر کار دن ڈھلے حملے بند ہوئے اور رات اُترنے لگی تو فوج کے پسپائی شروع کرنے کا وقت آپہنچا؛ زیادہ تر نے اپنے خیمے اُکھاڑے اور پیچھے کی جانب کوچ کیا۔ تاہم، اُن کے ذہن میں متفقہ مقام پر جانے کی بات نہ تھی؛ بلکہ سراسیمگی کے عالم میں کوچ شروع کرتے ہی وہ سیدھے پلیٹیا کی طرف بھاگ گئے؛ اور شہر سے باہر، گارگافیا سے تقریباً 20 فرلانگ کے فاصلہ پر ہیرا کے معبد میں پوزیشن سنبھالی؛ اور وہاں مقدس عمارت کے سامنے اپنے خیمے گاڑے۔

53۔ جونہی پوسانیاس نے فوج کا ایک حصہ حرکت میں دیکھا تو اُس نے لیسیڈیمونیوں کو اپنے خیمے اُٹھانے اور اُن کے پیچھے جانے کو کہا جو سب سے پہلے روانہ ہوئے تھے، کیونکہ وہ سمجھا تھا کہ پہلا دستہ متفقہ جگہ کی جانب گیا تھا۔ ایک کے سوا تمام امیر اُس کے احکامات کی تعمیل کرنے پر تیار تھے؛ تاہم ایمومفریتس ابن پولیادس نے جانے سے انکار کر دیا اور کہا ''میں اجنبیوں [۱۲۸] سے بھاگوں کا نہیں، یا اپنی مرضی سے سپارٹا کو بے توقیر نہیں کروں گا۔'' ہوا یوں تھا کہ وہ امیروں کے سابقہ اجلاس [۱۲۹] سے غیر حاضر تھا، لہٰذا موجودہ کارروائی نے اُسے حیران کر دیا۔ پوسانیاس اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یُوریاناکس [43] نے ایمو مفر۔تس کی غیر حاضری کو ایک خوفناک چیز خیال کیا تھا، لیکن اب اُس کی سرکشی کو اور بھی زیادہ خوفناک سمجھا اور اُس کی زیرِ قیادت Pitanates کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا۔ چنانچہ اِس وجہ سے انہوں نے لیسیڈیمونی فوج کو اُس کی جگہ پر ہی رکھا اور ایمو مفر۔تس کو قائل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی کہ وہ غلط کر رہا تھا۔

54۔ سپارٹائی ایمو مفر۔تس کا ارادہ بدلنے کی اِن کوششوں میں مصروف تھے، جبکہ ا۔تھنیوں نے مندرجہ ذیل کارروائی کی۔ انہیں معلوم تھا کہ سپارٹائی کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں۔ [44] لہٰذا وہ پسپائی شروع ہونے تک اپنی جگہ پر ہی رہے اور پھر ایک گھوڑسوار کو یہ معلوم کرنے کے بھیجا کہ آیا سپارٹائیوں کا مطلب واقعی پیچھے ہٹنے سے تھا یا آیا اُن کا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا۔ گھوڑسوار نے پوسانیاس سے یہ بھی پوچھنا تھا کہ وہ ا۔تھنیوں کے بارے میں کیا چاہتا ہے۔

55۔ قاصد نے لیسیڈیمونیوں کو پہلے والے انداز میں ہی صف آراء پایا جبکہ اُن کے رہنما آپس میں لڑ رہے تھے۔ پوسانیاس اور یوریاناکس بدستور ایمو مفر۔تس پر زور دے رہے تھے کہ وہ وہاں ٹھہر کر اپنے آدمیوں کی زندگیاں خطرے میں نہ ڈالے، مگر انہیں کوئی کامیابی نہ ہوئی؛ حتیٰ کہ جب ا۔تھنی قاصد وہاں پہنچا تو جھگڑا شدت اختیار کر چکا تھا۔ اِس موقع پر ایمو مفر۔تس نے ایک بڑا سا پتھر اپنے ہاتھوں سے اُٹھایا اور اسے پوسانیاس کے پیروں میں رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ "اِس کنکر کے ساتھ میں اپنا ووٹ اجنبیوں سے بھاگنے کے خلاف دیتا ہوں۔" ("غیر ملکیوں" سے اُس کی مراد بربری تھے۔) [45] جواب میں پوسانیاس نے اُسے ایک بیوقوف اور پاگل آدمی کہا اور ا۔تھنی قاصد کی جانب مڑا۔ اُس نے قاصد کے پوچھے ہوئے سوالات سُن کر اُسے اپنے ہموطنوں کو یہ بتانے کا حکم دیا کہ وہ کیسے پھنسا ہوا تھا اور انہیں قریب آنے اور سپارٹائیوں کی حرکات کے مطابق پیچھے ہٹنے یا نہ ہٹنے کو کہا۔

56۔ سو قاصد واپس ا۔تھنیوں کے پاس گیا؛ اور سپارٹائی باہم جھگڑتے رہے، حتیٰ کہ پو پھٹنے لگی۔ تب پوسانیاس نے پسپائی کا اشارہ دیا۔۔۔ اُسے اُمید تھی کہ ایمو مفر۔تس باقی کے لیسیڈیمونیوں کو حرکت کرتے دیکھ کر پیچھے ہی رہ جانے کا خواہشمند نہ ہوگا، اور آئندہ واقعات نے یہ توقعات درست ثابت کیں۔ اشارہ ملتے ساتھ ہی ساری فوج نے، ماسوائے Pitanates کوچ شروع اور سلسلہ کوہ کے ساتھ ساتھ پیچھے ہٹی؛ اُن کے ہمراہ ٹیجیائی تھے۔ اسی طرح ا۔تھنی خوش انتظامی کے ساتھ روانہ ہوئے لیکن انہوں نے لیسیڈیمونیوں سے مختلف راہ پکڑی۔ کیونکہ موخر الذکر نے دشمن کی گھوڑسوار فوج کے خوف سے پہاڑی زمین اور کوہ ستھیرون کے کناروں والا راستہ اختیار کیا جبکہ اول الذکر نے زیریں علاقے کو پکڑا اور میدان سے گذرے۔

57۔ جہاں تک ایمو مفر۔تس کا تعلق ہے تو پہلے اُسے یقین نہ آیا کہ پوسانیاس واقعی اُسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیچھے چھوڑ جانے کی جرات کرے گا؛ چنانچہ وہ اپنے آدمیوں کو وہیں کا وہیں رکھنے کے ارادے پر ڈٹا رہا۔ تاہم، جب پوسانیاس اور اُس کی فوج کچھ دور چلی گئی تو ایمو مفریتس نے بھی خود کو تنہا پا کر اپنے دستے کو ہتھیار سنبھالنے اور مرکزی فوج کے پیچھے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ فوج تقریباً دس فرلانگ کے فاصلے پر اُن کا انتظار کر رہی تھی اور دریائے مولوئیس کے کنارے آرگیوپیئس نامی مقام پر رکی ہوئی تھی جہاں ایلیوسیائی ڈیمیتر سے منسوب ایک معبد تھا۔ وہ یہاں اِس لیے رُکے تھے کہ اگر ایمو مفریتس اور اس کا دستہ اپنی جگہ سے نہ ہلے تو وہ واپس جا کر انہیں مدد دے سکیں۔ تاہم، ایمو مفریتس اپنے آدمیوں سمیت مرکزی فوج سے آن ملا؛ ساتھ ہی بربریوں کی ساری گھوڑ سوار فوج وہاں پہنچ کر گھیرا تنگ کرنے لگی۔ گھوڑ سواروں کو جب پتہ لگا کہ یونانی اپنی جگہوں کو چھوڑ کر جا چکے ہیں تو انہوں نے یونانی کیمپ کا رخ کیا۔ تب وہ رُکے بغیر آگے بڑھے اور دشمن تک پہنچ کر اُسے گھیر لیا۔

58۔ ماردونیئس نے جب سُنا کہ یونانی رات کی آڑ میں روانہ ہو گئے تھے، اور اُن کی سابق قیام گاہ خالی دیکھی تو لاریسا کے تھوریکس [۴۶] اور اس کے بھائیوں یوری پائیلس اور تھریسیڈیلئس کو بُلوا کر کہا۔۔۔

"اے ایلیواس کے بیٹو! اِس جگہ کو خالی دیکھ کر اب تم کیا کہتے ہو؟ تم لیسیڈیمونیوں کے پڑوسی ہو، تم نے مجھے یہ کیوں کہا تھا کہ وہ جنگ سے ہرگز نہیں بھاگتے، بلکہ باقی تمام انسانوں سے زیادہ بہادر ہیں۔ تاہم، تم نے خود انہیں اپنی صفیں بدلتے دیکھا [۴۷] اور اب سب دیکھ رہے ہیں کہ وہ رات کے دوران فرار ہو گئے ہیں۔ درحقیقت جب اُن کی باری میں دنیا کے واقعی بہادر ترین جنگجوؤں سے لڑنا آیا تو انہوں نے کافی واضح طور پر دکھا دیا کہ وہ کتنے باوقعت ہیں۔ تاہم، میں تمہیں فارسیوں سے لاعلم ہونے کی بناء پر معاف کرتا ہوں؛ لیکن میں ارتابازس پر کہیں زیادہ حیران ہوں کہ وہ لیسیڈیمونیوں سے ڈر گیا اور ہمیں اس قدر غلط مشورہ دیا کہ ہم پسپائی اختیار کر کے تھیبس چلے جائیں اور وہاں یونانیوں کو اپنا محاصرہ کرنے کی اجازت دیں۔ [۴۸] میں بادشاہ کو اِس مشورے سے ضرور آگاہ کروں گا۔ ہمیں انہیں بچ نکلنے کی مہلت نہیں دینی چاہیے بلکہ اُن تمام زیادتیوں کا بدلہ لینا چاہیے جو انہوں نے فارسیوں کے ساتھ کی ہیں۔"

59۔ یہ کہہ کر اُس نے دریائے ایسوپس پار کیا اور فارسیوں کو سیدھا یونانیوں کے نقش قدم پر لے چلا؛ اُسے یقین تھا کہ وہ واقعی فرار ہو رہے تھے۔ وہ ایتھنیوں کو نہ دیکھ سکا؛ کیونکہ وہ میدانی راستہ اختیار کرنے کے باعث اُس کی نظر سے اوجھل ہو چکے تھے؛ چنانچہ وہ اپنی فوج کو صرف لیسیڈیمونیوں اور ٹیجیاؤں کے خلاف ہی لے کر گیا۔ جب بربریوں کے دیگر دستوں کے امیروں نے فارسیوں کو اس قدر عجلت میں یونانیوں کا پیچھا کرتے دیکھا تو انہوں نے بھی فوراً تقلید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی اور بڑی بد نظمی اور بے ترتیبی کے ساتھ جلدی جلدی اُن کے پیچھے لپکے۔ وہ بھگوڑوں کو نگل لینے کے خیال سے نعرے لگاتے اور بھاگتے جا رہے تھے۔

60۔ دریں اثناء پوسانیاس نے بربری گھوڑ سواروں کے پہلے حملے کے وقت ایک گھوڑ سوار کو یہ پیغام دے کر ایتھنیوں کے پاس بھیجا تھا:۔۔۔

"اے اہلِ ایتھنز! اب جبکہ یونان کی آزادی یا غلامی کا فیصلہ کرنے کے لیے عظیم جدوجہد کا وقت آ چکا ہے تو ہم دونوں لیسیڈیمونیوں اور ایتھنیوں کو دیگر تمام حلیفوں نے چھوڑ دیا ہے جو گذشتہ رات کے دوران ہمیں چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔۔ اِس کے باوجود ہمیں معلوم ہے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔۔۔ ہمیں اپنی حفاظت اور ایک دوسرے کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ اگر گھوڑ سوار پہلے تم پر حملہ کرتے تو ہم خود وفادار ٹیجیاؤں کے ساتھ تمہاری مدد کرنے کو پابند تھے۔ تاہم، ساری فوج ہم پر حملہ آور ہوئی ہے، اس لیے اب تم ہماری مدد کو آؤ کیونکہ دشمن نے ہمیں بُری طرح دبا رکھا ہے۔ اگر تم خود بھی مشکل میں گھرے ہونے کے باعث نہیں آ سکتے تو کم از کم اپنے تیراندازوں کو ہی بھیج دو؛ یقیناً ہم تہہ دل سے تمہارے شکرگذار ہوں گے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اِس ساری جنگ کے دوران تمہارا جوش و جذبہ بے مثال تھا۔۔۔ چنانچہ ہمیں تمہاری جانب سے مدد ملنے پر کوئی شک نہیں۔"

61۔ یہ پیغام ملتے ہی ایتھنی سپارٹائیوں کی مدد کے لیے جانے اور اُن کی مقدور بھر اعانت کرنے کو بے قرار ہوئے؛ لیکن جب وہ کوچ کر رہے تھے تو بادشاہ کے حامی یونانی اُن پر حملہ آور ہوئے اور انہیں اپنے حملوں سے اس قدر پریشان کیا کہ وہ خواہش کے مطابق سپارٹائیوں کو مدد نہ دے سکے۔ اسی کی مطابقت میں لیسیڈیمونی اور ٹیجیائی۔۔۔ جنہیں کوئی بھی چیز بھاگنے پر مائل نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ فارسیوں کے مقابلہ میں تنہا رہ گئے۔ ہلکے طور پر مسلح آدمیوں سمیت اول الذکر کی تعداد 50,000 تھی، جبکہ ٹیجیائی 3,000 تھے۔ اب چونکہ وہ ماردونیئس اور اُس کی زیرِ قیادت فوج سے برسرِپیکار ہونے والے تھے، لہٰذا انہوں نے قربانی پیش کرنے کی تیاری کی۔ تاہم، کچھ دیر تک شگون سازگار نہ نظر آئے؛ اور تاخیر کے دوران سپارٹائی فوج کے متعدد آدمی مرگئے اور ان سے بھی بڑی تعداد میں زخمی ہوئے۔ کیونکہ فارسیوں نے بید کی ڈھالوں [۴۹] سے ایک حفاظتی دیوار بنالی اور اُس کے پیچھے سے تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی کہ سپارٹائی ہراساں ہو گئے۔ شگون بدستور ناسازگار رہے؛ آخرکار پوسانیاس نے اپنی نگاہیں پلیٹیا والوں کے ہیریئم کی جانب اُٹھائیں اور دیوی سے مدد طلب کرتے ہوئے درخواست کی کہ وہ یونانیوں کی اُمیدیں مایوس نہ کرے۔

62۔ ابھی وہ دعا کر رہا تھا کہ ٹیجیائی دوسروں سے آگے نکل کر دشمن کے خلاف بڑھے؛ اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیسیڈیمونیوں نے بھی انجام کار طویل تاخیر کے بعد حملہ کرنے کے لیے پیشقدمی کی۔ دوسری طرف فارسیوں نے تیربازی بند کی اور اُن سے نمٹنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ پہلے مقابلہ بید کی ڈھالوں پر ہوا۔ یہ ٹوٹ جانے کے بعد دمیتر کے معبد کے قریب ایک خوفناک لڑائی ہوئی جو کافی دیر تک چلتی رہی اور دست بدست جدوجہد پر ختم ہوئی۔ بربریوں نے کئی مرتبہ یونانی نیزوں کو پکڑ کر توڑ ڈالا؛ کیونکہ فارسی بہادری اور جنگجوئی جذبہ میں یونانیوں سے ذرہ بھی کمتر نہ تھے؛ لیکن وہ پیٹیوں [۵۰] کے بغیر، غیر تربیت یافتہ اور ہتھیاروں کی مہارت میں دشمن سے کہیں ہیچ تھے۔ انہوں نے کبھی اکیلے اکیلے، کبھی دس دس کی ٹولیوں اور کبھی کم و بیش دستوں کی صورت میں سپارٹائی صفوں پر ہلہ بولا اور ہلاک ہوئے۔

63۔ اُس مقام پر لڑائی یونانیوں کے خلاف رہی جہاں سفید گھوڑے پہ سوار ماردونیئس ایک ہزار چنندہ فارسیوں [۵۱] کے ساتھ بذات خود لڑائی میں مصروف تھا۔ ماردونیئس کے جیتے جی اِس دستے نے تمام حملہ کی مدافعت کی اور اپنا دفاع کرتے ہوئے سپارٹائیوں کی خاصی بڑی تعداد کو بھی ہلاک کیا۔ لیکن ماردونیئس کے مرنے اور اُس کے ہمراہ فوجیوں (جو فوج کی مرکزی قوت تھے) کے خاتمہ کے بعد بقیہ فوج نے لیسیڈیمونیوں کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور راہ فرار اختیار کی۔ اُن کے ہلکے کپڑوں اور پیٹیوں کی ضرورت نے انہیں زبردست نقصان پہنچایا: کیونکہ انہیں بھاری طور پر مسلح آدمیوں کے خلاف لڑنا پڑا، جبکہ وہ خود اس قسم کے دفاع سے محروم تھے۔

64۔ تب کہانت میں کی گئی خبرداری پوری ہوئی اور ماردونیئس نے لیونیداس کے قتل کے لیے اہل سپارٹا کو قصاص ادا کیا۔۔۔ تب پوسانیاس ابن کلیومبروٹس ابن اناکساندریدس (میں مزید اجداد کے نام نہیں گنواؤں گا کیونکہ وہ لیونیداس والے ہی ہیں) نے بھی ایک ایسی پر جلال فتح حاصل کی جو ہماری معلومات کے مطابق اپنی شان و شوکت میں بے نظیر ہے۔ ماردونیئس کو سپارٹا کے ایک مشہور آدمی ایمنیتاس نے قتل کیا۔۔۔ وہی ایمنیتاس جس نے بعد ازاں میسینیائی جنگ میں محض تین سو آدمیوں کے ہمراہ ٹنی کلیرس کے نزدیک پوری میسینیائی فوج کا مقابلہ کیا اور اپنے تمام ماتحتوں سمیت ہلاک ہوا۔

65۔ فارسی فرار ہوتے ساتھ ہی کوئی نظم و ترتیب قائم رکھے بغیر بھاگے اور تھیبی علاقہ [۵۲] میں اپنی بنائی ہوئی لکڑی کی فصیل کے اندر اپنے کیمپ میں پناہ گزین ہوئے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اگرچہ جنگ دمیتر کے مقدس کنج سے بہت قریب لڑی گئی مگر ایک فارسی بھی مقدس زمین پر ہلاک ہوتا نظر نہیں آیا، حتیٰ کہ کوئی فارسی وہاں قدم تک نہیں رکھ سکا، جبکہ مقدس احاطے کے اردگرد غیر مقدس زمین پر فارسیوں کی بڑی تعداد ہلاک ہوئی۔ میرے خیال میں۔۔۔ اگر دیوتاؤں سے متعلقہ معاملات میں خیال آرائی کرنا جائز ہے تو۔۔۔ خود دیوی نے انہیں باہر رکھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیونکہ انہوں نے ایلیوسس میں اُس کا گھر نذرِ آتش کیا تھا۔ تو یہ تھا اِس جنگ کا معاملہ۔

66۔ ارتابازس ابن فارناسس نے مارڈونیئس کو پیچھے چھوڑ جانے کو نامنظور کیا تھا اور مارڈونیئس کو جنگ کا خطرہ مول لینے سے روکنے کی زبردست کوشش کی تھی جو بیکار گئی۔ [۵۳] تاہم' جب جانا کہ مارڈونیئس جنگ کرنے پر مصر ہے تو اُس نے مندرجہ ذیل کارروائی کی۔ اُس کے ماتحت تقریباً 40 ہزار آدمیوں پر مشتمل ایک کثیرالتعداد دستہ تھا' اور اسے اچھی طرح اندازہ تھا کہ جنگ کا ممکنہ انجام کیا ہو گا۔ چنانچہ جنگ شروع ہوتے ہی وہ اپنے فوجیوں کو بالترتیب صف بندی کے ساتھ آگے لے گیا اور ان سب کو ایک ہی رفتار کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ یہ احکامات جاری کر کے اُس نے یوں ظاہر کیا کہ جیسے انہیں جنگ کے لیے لے جا رہا ہو۔ لیکن جب اُس نے فارسیوں کو بھاگتے دیکھا تو اپنے فوجیوں کو واپس موڑا اور پیچھے کی جانب چل دیا۔ اُس نے لکڑ کوٹ یا تھیبس کی دیواروں کے پیچھے بھی پناہ نہ لی' بلکہ تیزی سے فوکس کی جانب روانہ ہوا تاکہ جلد از جلد ہیلس پونٹ کو روانہ ہو سکے۔ اِن فارسیوں نے یہی راہ اختیار کی تھی۔

67۔ جہاں تک بادشاہ کے حامی یونانیوں کا تعلق ہے تو اُن میں سے بیشتر نے جان بوجھ کر بزدلی دکھائی' جبکہ دوسری طرف اہل بیوشیا نے اہل ایتھنز کے ساتھ طویل جدوجہد کی۔ میڈیوں کے ساتھ منسلک اہل تھیبس نے بالخصوص جوش و خروش دکھایا؛ انہوں نے بزدلی دکھانے کی بجائے اس قدر غضبناک لڑائی لڑی کہ اُن کے تین سو بہترین اور بہادر ترین آدمی اِس دوران ایتھنیوں کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔ لیکن انجام کار اُن کے پیر اُکھڑے اور وہ بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔۔۔ تاہم اُن کا رُخ دیگر بزدل فارسیوں والا نہیں بلکہ شہر تھیبس کی طرف تھا۔

68۔ مجھ پر یہ کافی واضح ہے کہ باقی ماندہ بربری فارسی دستوں پر کس حد تک منحصر تھے' کیونکہ وہ محض فارسیوں کو بھاگتے دیکھ کر دشمن پر ایک ہی وار کیے بغیر خود بھی فوراً بھاگ کھڑے ہوئے۔ یوں ساری فوج فرار ہوئی' ماسوائے فارسی اور بیوشیائی گھوڑ سواروں کے۔ انہوں نے دشمن کی جانب آگے تک جا کر اور یونانیوں اور اپنے بھگوڑوں کے درمیان حائل ہو کر بھگوڑے فوجیوں کو بہت فائدہ پہنچایا۔

69۔ تاہم فاتح فوجی بادشاہ کی بچی کھچی فوج کا تعاقب اور قتل کرتے رہے۔ جب تک جنگ جاری تھی تو ہیریئم [۵۴] کے قریب تعینات یونانیوں کو خبر ملی کہ جنگ شروع ہو گئی تھی اور پوسانیاس فتح حاصل کر رہا تھا۔ چنانچہ وہ یہ خبر سُن کر بے ترتیبی کے ساتھ آگے بڑھے' کورنتھیوں نے کوہ سیتھیرون کے کنارے کنارے بالائی راستہ اختیار کیا جو سیدھا ڈیمیتر کے معبد میں جاتا تھا؛ جبکہ میگاریوں اور فلیاسیوں نے میدان میں سے ہموار راستہ اپنایا۔ موخرالذکر تقریباً دشمن تک پہنچ گئے تھے جب تھیبسی گھوڑ سواروں نے انہیں دیکھ لیا اور ایسوپوڈورس ابن تیماندر کے زیر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قیادت ایک سکوارڈن اُن کے خلاف بھیجا۔ ایسو یوڈورس نے شدید حملہ کرکے اُن میں سے 600 کو ہلاک کر ڈالا اور باقیوں کا پیچھا کرکے انہیں سٹھیرون میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ سو یہ افراد غیر آبرومندانہ انداز میں مارے گئے۔

70۔ بھاگ کر لکڑ کوٹ جانے والے فارسی اور اُن کے ہمراہ ہجوم اِس قابل تھا کہ لیسیڈیمونیوں کے پہنچنے سے پہلے پہلے میناروں پر چڑھ سکے۔ چنانچہ انہوں نے پوزیشنیں سنبھال کر دفاع مضبوط بنانے کی ہر ممکن کوششیں شروع کیں؛ اور لیسیڈیمونیوں کے وہاں پہنچنے پر فصیل پر شدید لڑائی ہوئی۔ جب تک ایتھنی دور تھے بربری حملہ آوروں کو خود سے دور رکھنے کے قابل رہے اور لڑائی میں بھی اُن کا پلہ بھاری رہا کیونکہ لیسیڈیمونی فصیل بند مقامات پر حملہ کرنے میں مہارت نہیں رکھتے تھے؛ ۵۵ لیکن ایتھنیوں کے آنے پر ایک زیادہ شدید ہلہ بولا گیا اور کافی دیر تک دیوار پر غضبناک حملہ ہوتا رہا۔ انجام کار ایتھنیوں کی شجاعت اور استقامت غالب آئی۔۔۔ وہ دیوار کے اُوپر پہنچے اور اِس میں شگاف کرکے یونانیوں کو اندر داخل ہونے کے قابل بنایا۔ سب سے پہلے ٹیجیائی داخل ہوئے اور انہوں نے ہی ماردونیئس کے خیمہ کو لُوٹا؛ جہاں انہیں دیگر اموالِ غنیمت کے علاوہ ٹھوس پیتل کی بنی ہوئی قابل دید ناند (کھرلی) بھی ملی جس میں اُس کے گھوڑے چارہ کھاتے تھے۔ اہل ٹیجیا نے یہ ناند ایلیا ایلیا کے معبد کو دی، جبکہ باقی کا مال غنیمت یونانیوں کے مشترکہ مال میں لایا گیا۔ دیوار ٹوٹتے ہی بربری اپنا نظم و ترتیب برقرار نہ رکھ سکے، نہ ہی اُن میں کوئی ایسا موجود تھا جس نے مزید مدافعت کرنے کا سوچا ہو۔۔۔ سچی بات تو یہ ہے کہ وہ خوف کے ساتھ آدھے مر چکے تھے۔ وہ اس قدر بزدلی کے ساتھ یونانیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے کہ فوج میں شامل 3,00,000 آدمیوں میں سے۔۔۔ ارتابازس کے ہمراہ فرار ہونے والے 40,000 کو چھوڑ کر۔۔۔ زیادہ از زیادہ 3,000 ہی جنگ میں زندہ سلامت بچ سکے۔ اِس لڑائی میں 91 سپارٹائی، 16 ٹیجیائی اور 52 ایتھنی ہلاک ہوئے۔

71۔ بربریوں کی جانب سے عظیم ترین ہمت پیادوں میں فارسیوں نے اور گھوڑسواروں میں سیکائے نے دکھائی جبکہ انفرادی طور پر خود ماردونیئس نمایاں رہا۔ یونانیوں کی طرف سے ایتھنی اور ٹیجیائی خوب لڑے؛ لیکن لیسڈیمونیوں کی دکھائی ہوئی بہادری اِن دونوں سے برتر تھی۔ اِس کا میرے پاس صرف ایک ثبوت ہے۔۔۔ اور وہ یہ کہ لیسیڈیمونی بہترین فوجیوں کے ساتھ لڑے اور انہیں شکست دی۔ میری رائے کے مطابق اُس روز بہادر ترین آدمی ارستودیمس تھا۔۔۔ وہی ارستودیمس جو تھرموپائیلے میں مرنے والے تین سو میں سے زندہ بچنے والا واحد آدمی تھا اور جس نے اِس وجہ سے تعریف و تحقیر دونوں سہی تھیں۔ ۵۶ اُس کے بعد پوسیڈونیئس، فِلوکایون اور سپارٹائی ایمومفریتس تھے۔ تاہم، جب "دلیری میں سب سے ممتاز"

کا سوال اُٹھا تو سپار ٹائیوں کے درمیان بحث ہوئی اور یہ فیصلہ کیا گیا۔۔۔ "کہ ارستودیمس نے اپنے سر تھوپے گئے الزام کے حوالے سے موت کا خطرہ مول لیا اور چنانچہ صف میں سے آگے نکل کر دیوانوں جیسا رویہ اپنایا اور واقعی نمایاں کارنامے کیے؛ لیکن مرنے کی خواہش نہ کرنے والے پوسیڈونیئس نے بھی کچھ کم بہادری نہیں دکھائی تھی۔" تاہم 'انھوں نے یہ باتیں رشک کے تحت کہیں۔ اِس جنگ میں مرنے والے اوپر مذکور سب افراد نے' ماسوائے ارستودیمس' عوامی عزت افزائی حاصل کی: صرف ارستودیمس بے توقیر ہوا کیونکہ اُس نے اوپر مذکور وجہ کے باعث موت سے فرار حاصل کیا تھا۔

72۔ تو یہ تھے پلیٹیا میں لڑنے والے ممتاز ترین آدمی۔ جہاں تک سپار ٹائیوں بلکہ سارے یونانی کیمپ میں دلکش ترین آدمی کِلی کریٹس کا تعلق ہے تو وہ جنگ میں ہلاک نہیں ہوا تھا: کیونکہ ابھی جب پوسانیاس قربانی کے جانوروں سے فال لے رہا تھا اور کِلی کریٹس قطار میں اپنی موزوں جگہ پہ بیٹھا ہوا تھا اُس کے پہلو میں ایک تیر آ کے لگا۔ جب اُس کے ساتھی لڑنے کو آگے بڑھے تو اُسے لبِ مرگ حالت میں صفوں سے الگ کر دیا گیا' جیسا کہ اُس نے پلیٹیا کے ارمنیستس سے بات کرتے ہوئے کہا۔۔۔ "مجھے اپنے ملک کی خاطر مرنے کا نہیں بلکہ یہ دکھ ہے کہ میں دشمن کے خلاف ہتھیار نہیں اُٹھا سکا اور نہ ہی کوئی قابلِ قدر کام کر سکا ہوں۔ مجھے کچھ کرنے کی بڑی آرزو تھی۔"

73۔ خود کو سب سے زیادہ ممتاز کرنے والا ایتھنی سوفینس ابن لیوتی چائیڈز بتایا جاتا ہے جو ڈیسیلیائی (Decleian) ضلعے کا تھا۔ اِس ضلع کے آدمیوں نے ایک مرتبہ ایک کارنامہ کیا تھا۔ قدیم وقتوں میں جب تینڈاریدے نے ہیلن کو بازیاب کرنے کے لیے [57] ایک طاقتور فوج کے ساتھ ایٹیکا پر حملہ کیا اور اُسے ڈھونڈنے میں ناکام ہونے پر ضلعوں کو ویران کیا۔۔۔ وہ کہتے ہیں کہ اِس موقع پر ڈیسیلیائی (اور کچھ کے مطابق خود ڈیسیلس) تھیسیئس کی سخت گیری سے ناخوش ہوا اور سارے علاقے پر مصیبت آنے کے خوف سے اُس نے دشمن کو سب کچھ بتا دیا' بلکہ خود انہیں ایفی دنے کی راہ دکھائی جسے ایک مقامی آدمی تیتاکس نے غداری کر کے اُن کے ہاتھوں میں دے دیا۔ اس خدمت کے صلے میں سپارٹا نے ہمیشہ ڈیسیلیوں کو تمام واجبات سے آزاد رکھا اور اپنے تہواروں میں انہیں اعزازی نشستوں پر بٹھاتے۔ اِن واقعات کے کئی سال بعد پیلوپونیشیاؤں اور ایتھنیوں کے درمیان جنگ میں بھی لیسیڈیمونیوں نے باقی سارے ایٹیکا کو تو تاراج کیا مگر ڈیسیلیوں کی زمینوں کو بخش دیا۔

74۔ ایتھنی سوفینس اسی ضلعے کا تھا جس نے جنگ میں امتیازی کردار ادا کیا۔ اُس کے بارے میں دو کہانیاں بیان کی جاتی ہیں: ایک کے مطابق اُس نے ایک لوہے کا لنگر پہنا اور اُسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک پیتل کی زنجیر کے ذریعہ اپنی چار آئینہ سے بندھی ہوئی بیلٹ کے ساتھ کسا: جب دشمن نزدیک آیا تو اُس نے لنگر کو پھینک دیا تاکہ دشمن کا حملہ ہونے پر وہ اپنی جگہ چھوڑ کر بھاگ نہ سکے; تاہم دشمن کے فرار ہونے پر اُس نے اپنا لنگر اُٹھایا اور تعاقب میں شامل ہو گیا۔ پہلی کہانی سے متضاد دوسری کہانی یہ ہے کہ سوفینس نے اپنی چار آئینہ کے ساتھ لوہے کا ایک لنگر باندھنے کی بجائے اپنی ڈھال پر لنگر کا ایک آرائشی نمونہ لگا رکھا تھا، [۵۸] جسے وہ مسلسل گولائی میں گھمار ہا تھا۔

75۔ اِسی سوفینس نے ایک اور شاندار کارنامہ بھی کیا۔ جب اےتھنی ایجینا کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو اُس نے فاتح پنٹا تھلم، آرگوس کے یوری بتیس کا چیلنج قبول کیا اور اُسے قتل کر دیا۔ [۵۹] بعد ازاں سوفینس کا انجام یہ ہوا: وہ ڈیٹم [۶۰] کے نزدیک ایڈونیوں کے ساتھ ایک جنگ میں اےتھنی فوج کا رہنما تھا اور لیگرس ابن گلاکن بھی امیری میں اُس کا شریک تھا۔ سوفینس غیر معمولی شجاعت کا مظاہرہ کرنے کے بعد سونے کی کانوں کے قریب قتل ہوا۔

76۔ پلیٹیا میں جونہی یونانیوں نے بربریوں کو شکست دی تو دشمنوں کی جانب سے ایک عورت اُن کے پاس آئی۔ وہ ایک فارسی فارانداتس ابن تے آپس کی داشتاؤں میں سے ایک تھی۔ عورت نے جب سُنا کہ تمام فارسی قتل ہو گئے ہیں اور یونانیوں نے فتح حاصل کر لی ہے تو اُس نے فوراً خود کو اور اپنی نوکرانیوں کو متعدد طلائی زیوارت سے آراستہ کیا اور اپنے پاس موجود بے باک ترین لباس میں ڈولی سے اُتر کر لیسیڈیمونیوں کے پاس آئی کیونکہ قتل و غارت گری اختتام پذیر ہو چکی تھی۔ جب اُس نے دیکھا کہ تمام احکامات پوسانیاس جاری کر رہا ہے --- جس کے نام اور ملک سے وہ اچھی طرح واقف تھی --- تو وہ جان گئی کہ یہ کون ہو سکتا تھا: عورت نے فوراً اُس کے گھٹنے پکڑ لیے اور بولی ---

"اے سپارٹا کے بادشاہ! اپنی پناہ گزین کو قیدیوں والی غلامی سے بچائیں۔ میں نے آپ کو پہلے ہی ایک نیک کام کرتے دیکھا ہے --- ان بدبخت آدمیوں کا قتل جنہیں دیوتاؤں یا فرشتوں کا کوئی لحاظ و پاس نہیں۔ میں پیدائشی طور پر ہیجی توریداس ابن اناغورث کی بیٹی اور کوس (Cos) کی رہنے والی ہوں۔ فارسی نے مجھے زبردستی کوس سے اغواء کیا اور میری مرضی کے خلاف مجھے اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔"

پوسانیاس نے جواب دیا "خاتون، خوف نہ کرو: ایک پناہ گزین کے طور پر تم محفوظ ہو --- نیز یہ کہ اگر تم نے سچ بولا ہے اور ہیجی توریداس واقعی تمہارا باپ ہے تو تب بھی تمہیں کوئی خطرہ نہیں، کیونکہ وہ اُن علاقوں میں میرا قریب ترین دوست ہے۔"

یہ کہہ کہ پوسانیاس نے عورت کو کچھ قریب موجود ایفورس کے حوالے کیا اور بعد میں اس کی خواہش کے مطابق اُسے ایجینا بھیج دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

77۔ تقریباً عورت کی آمد کے وقت ماتینیائی میدان میں پہنچے اور دیکھا کہ سارا کھیل ختم ہو چکا تھا اور اب جنگ میں حصہ لینے کا وقت گزر گیا تھا۔ وہ بہت مایوس ہوئے اور اِس سستی پر خود کو ایک جرمانے کی ادائیگی کا مستحق قرار دیا؛ پھر جب انہیں پتہ چلا کہ میڈی فوج کا ایک حصہ ار تاباز س کی زیرِ قیادت فرار ہوا ہے تو وہ اُن کے پیچھے تھیسالی تک جانے کو بے قرار ہوئے۔ تاہم، لیسیڈیمونیوں نے تعاقب کی مشکلات برداشت نہ کیں؛ سو وہ اپنے ملک میں واپس چلے گئے اور اپنی فوج کے رہنماؤں کو وطن بدر کر دیا۔ ماتینیاؤں کے کچھ ہی دیر بعد ایلیائی بھی آن پہنچے اور افسوس ظاہر کیا؛ پھر وہ اپنے گھروں کو چلے گئے اور رہنماؤں کو دیس نکالا دے دیا۔ اِن اقوام کے بارے میں اتنا ہی ذکر کافی ہے۔

78۔ پلیٹیا کے مقام پر ایجینیاؤں میں ایک لامپن نامی شخص تھا؛ وہ پائتھیاس کا بیٹا تھا اور اُسے اپنے ہموطنوں میں ممتاز حیثیت حاصل تھی۔ یہ لامپن تقریباً اِسی موقع پر پوسانیاس کے پاس گیا اور اُسے ایک نہایت گھناؤنا کام کرنے کا مشورہ دیا۔ اُس نے بڑے جوش سے کہا: "ابن کلیومبروٹس! تم نے جو کچھ کیا ہے وہ نہایت عظیم اور شاندار ہے۔ آسمان کی مہربانی سے تم نے یونان کو بچا لیا ہے اور ہمیں معلوم تمام یونانیوں سے زیادہ شہرت و عزت حاصل کر لی ہے۔ لہٰذا اب اپنا کام اس طرح مکمل کرو کہ تمہاری اپنی شہرت میں اضافہ ہو اور آج کے بعد بربری بھی یونانیوں پر حملہ کرتے ہوئے خوف کھائیں۔ تھرموپائلے میں جب لیونیداس کا قتل ہوا تھا تو زر کسیز اور ماردونیئس نے اُس کا سر قلم کرنے اور اُسے صلیب دینے کا حکم دیا تھا۔ [61] اب تم بھی اگر ماردونیئس والا کام کرو تو تمہیں سپارٹا اور اسی طرح یونان بھر میں رفعت حاصل ہو گی۔ کیونکہ اُسے صلیب پہ لٹکا کر تم لیونیداس کا بدلہ لے لو گے جو تمہارا چچا تھا۔"

79۔ لامپن نے یہ بات پوسانیاس کو خوش کرنے کے خیال سے کہی تھی؛ لیکن پوسانیاس نے اُسے جواب دیا--- "میرے ایجینیائی دوست، تمہاری دور اندیشی اور دوستانہ جذبے کے لیے میں شکرگزار ہوں: لیکن تمہارا مشورہ اچھا نہیں ہے۔ پہلے تم نے میری اور میرے کارناموں کی تعریف کر کے مجھے آسمان تک اٹھایا اور پھر مُردے کے ساتھ بدسلوکی کرنے کا مشورہ دے کر مجھے زمین پہ لا پھینکا۔ اِس قسم کے کام بربریوں کو ہی زیب دیتے ہیں نہ کہ یونانیوں کو: حتیٰ کہ ہم بربریوں کے اِن کاموں کو بھی نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس قسم کی شرائط پر میں ایجینیاؤں کو خوش کرنے کی خواہش نہیں کر سکتا--- میرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ میں راستباز کاموں کے ساتھ ساتھ راستباز اقوال کے ذریعہ بھی اپنے ہموطنوں کی قبولیت حاصل کر لوں۔ میں کہتا ہوں کہ لیونیداس کا بدلہ لیا جا چکا ہے۔ یقیناً یہاں ہونے والی تمام ہلاکتیں نہ صرف لیونیداس بلکہ تمام مقتولینِ تھرموپائلے کا انتقام لینے کے لیے کافی ہیں۔ آئندہ کوئی ایسی بات کہنے یا ایسا مشورہ دینے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے پاس مت آنا؛ اور میری قوت برداشت کا شکریہ ادا کرو کہ تم ابھی سزا سے بچ گئے ہو۔"
لامپن یہ جواب سن کر اپنی راہ چل دیا۔

80۔ اِس کے بعد پوسانیاس نے منادی کروائی کہ کوئی بھی مال غنیمت کو ہاتھ نہ لگائے' بلکہ گھریلو ملازم اِسے جمع کر کے ایک جگہ پر لائیں گے۔ چنانچہ گھریلو ملازم سارے کیمپ میں پھیل گئے جہاں متعدد خیمے سونے اور چاندی کے فرنیچر سے سجے ہوئے ملے جن میں طلائی پیالے' جام اور دیگر پینے کے برتن بھی تھے۔ گاڑیوں پر رکھے تھیلوں میں سونے اور چاندی کی کیتلیاں تھیں؛ اور مقتولین کی لاشوں سے سونے کی آرائش والی زنجیریں اور تلواریں ملیں--- کڑھائی والے ملبوسات اِس سے علاوہ ہیں جن کا کسی نے کوئی ذکر نہیں کیا۔ گھریلو ملازمین نے کئی بیش بہاء اشیاء چوری بھی کر لیں اور بعد میں ایجیناوالوں کے ہاتھ فروخت کر دیں؛ تاہم' وہ ایسی چیزوں کی بھی کافی بڑی مقدار لائے جن کو چھپانا ممکن نہ تھا۔ اور یہ اہل ایجینا کی عظیم امارت کا آغاز تھا جنہوں نے گھریلو ملازمین سے سونے کی چیزیں پیتل کے بھاؤ خریدیں۔ [۶۲]

81۔ جب سارا مال غنیمت ایک جگہ اکٹھا ہو گیا تو اِس کا عشر ڈیلفیائی دیوتا کے لیے الگ کر دیا گیا۔ اور اِس سے طلائی تپائی بنائی گئی جو تین سروں والے کانسی کے ناگ کے ساتھ قربان گاہ کے بالکل قریب رکھی ہے۔ [۶۳] اولمپیا اور اِستھمس کے دیوتاؤں کے لیے بھی حصے الگ کیے گئے جن سے دس کیوبٹ بلند کانسی کا زیئس اور سات کیوبٹ بلند پوسیڈون کا کانسی مجسمہ بنایا گیا۔ اِس کے بعد باقیماندہ مال غنیمت فوجیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس طرح فارسیوں کی داشتائیں' سونا' چاندی' لدو جانور اور دیگر تمام قیمتی اشیاء بانٹی گئیں۔ اِس بارے میں مجھے کسی کی تحریر میں ذکر نہیں ملا کہ زیادہ نمایاں کارنامے کرنے والوں کو کیا خصوصی تحائف پیش کیے گئے؛ [۶۴] لیکن میرے خیال میں وہ دیگر کو دیئے گئے تحائف کی نسبت قیمتی ہوں گے۔ جہاں تک پوسانیاس کا تعلق ہے تو اُس کے لیے الگ کردہ حصہ ہر قسم کی چیزوں کے دس دس نمونوں پر مشتمل تھا--- عورتیں' گھوڑے' ٹیلنٹ' اونٹ یا دیگر اشیاء۔

82۔ کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر مندرجہ ذیل حالات پیش آئے زرکسیز یونان سے بھاگتے وقت اپنا جنگی خیمہ ماردونیئس کو دے گیا؛ [۶۵] چنانچہ جب پوسانیاس نے سونے اور چاندی کی چیزوں اور مختلف رنگوں کے پارچوں سے سجا یہ خیمہ دیکھا تو نانبائیوں اور خانساموں کو حکم دیا کہ اُس کے لیے ایک بالکل ویسی ضیافت کا اہتمام کریں جیسے ماردونیئس کے لیے کیا کرتے تھے۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی؛ اور پوسانیاس سونے اور چاندی سے سجی نشستوں' مرصع شدہ میزوں اور شاندار دعوت کے انتظامات کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور خوشگوار موڈ میں اپنے ماتحتوں کو ایک سپارٹائی عشائیہ کی تیاری کا کہا۔ جب دونوں کھانے چنے گئے اور اُن کے درمیان فرق واضح ہو گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

توپوسانیاس ہنسا اور یونانی جرنیلوں کو بُلوایا۔ اُن کے آنے پر اُس نے کھانوں کی جانب اشارہ کر کے کہا:

"اے یونانیو' میں نے تمہیں اِس میڈیائی سپہ سالار کی حماقت دکھانے کے لیے بلایا ہے جس نے اس قدر دولت کا مالک ہوتے ہوئے بھی ہماری تھوڑی بہت دولت لوٹنے کی خاطر یہاں آنے کی ضرورت محسوس کی۔"

83۔ بعد ازاں کئی برس کے دوران پلیٹیا والے میدان جنگ میں چھپائے ہوئے سونے' چاندی اور دیگر قیمتی اشیاء کے خزانے ڈھونڈا کرتے تھے۔ حال ہی میں اُنھوں نے مندرجہ ذیل دریافت کی ہے: مُردوں کی گوشت سے محروم ہڈیوں کو ایک جگہ پر اکٹھا کرنے پر اہل پلیٹیا نے پوری ایک ہڈی پر مشتمل کھوپڑی دیکھی؛ اِسی طرح ایک بالائی اور زیریں جبڑا بھی جس میں آگے اور پیچھے والے تمام دانت باہم ملے ہوئے تھے؛ علاوہ ازیں ایک آدمی کا ڈھانچا تھا جو لمبائی میں پانچ کیوبٹ سے کم نہ تھا۔

84۔ جنگ کے اگلے دن ماردونیئس کی لاش غائب ہو گئی: لیکن یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ اُسے کس نے چرایا۔ میں نے مختلف اقوام کے متعدد لوگوں سے سُنا ہے کہ انھوں نے اُسے دفن کر دیا تھا؛ اور مجھے علم ہے کہ بہت سے افراد نے اِس کام کے انعام کے طور پر ارتونتس ابن ماردونیئس سے بڑی بڑی رقوم وصول کیں: لیکن میں یہ دریافت نہیں کر سکا کہ درحقیقت ان میں سے کس نے لاش دفنائی تھی۔ دیگر کے علاوہ ایک ایفسیائی ڈیونی سوفینس کے بارے میں بھی افواہ ہے کہ یہ کام اُس نے کیا۔

85۔ یونانی پلیٹیا کے میدان جنگ میں مال غنیمت بانٹنے کے بعد اپنے مقتولین کو دفنانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ لیسیڈیمونیوں نے تین قبریں بنائیں؛ ایک میں انھوں نے اپنے جوانوں کو دفن کیا جن میں پوسیڈونیئس ایمومفریتس' فیلوکایون اور کالیکریٹیس شامل تھے:--- دوسری میں باقی کے سپارٹائیوں کو؛ اور تیسری میں گھریلو غلاموں کو۔ اہل ٹیجیا نے اپنے تمام مُردوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا؛ ایتھنیوں' میگاریوں اور فلیاسیوں نے بھی اہل ٹیجیا والا انداز اختیار کیا۔ جہاں تک پلیٹیا میں دکھائی دینے والے مقبروں کا تعلق ہے تو میرے خیال میں وہ یونانیوں نے تعمیر کیے تھے جن کے فوجیوں نے جنگ میں کوئی حصہ نہ لیا تھا اور جنھوں نے شرمسار ہو کر میدان جنگ میں خالی قبریں بنا دیں تاکہ آئندہ نسلوں کے سامنے سرخرو ہو سکیں۔ دیگر کے علاوہ وہاں اہل ایجینا کی بھی ایک قبر ہے جو اُن کے نام سے منسوب ہے: لیکن میری معلومات کے مطابق وہ دس برس بعد ایک پلیٹیائی کلیادیس ابن آٹوڈیکس نے اہل ایجینا (جن کا وہ نمائندہ تھا) کی درخواست پر بنائی۔

86۔ یونانیوں نے پلیٹیا میں اپنے مقتولین کو دفن کر لینے کے بعد ایک مجلس منعقد کی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس میں فیصلہ کیا کہ تھیبس پر لشکر کشی کر کے تقاضہ کیا جائے کہ میڈیوں کے ساتھ جنگ میں شامل ہونے والوں کو اُن کے سپرد کر دیں۔ اس موقع پر اُن کے دو مرکزی رہنماؤں کا خصوصی طور پر نام لیا گیا... یعنی تیما گینیداس اور اتا گینس۔ [٦٦] یہ فیصلہ بھی ہوا کہ اگر اہل تھیبس انہیں حوالے کرنے سے انکار کریں تو اُن کے شہر کا محاصرہ کر لیا جائے اور ہتھیار ڈال دینے تک نہ اُٹھایا جائے۔ اِس عزم کے بعد فوج نے تھیبس کی جانب کوچ کیا اور اپنا مطالبہ مسترد ہونے پر محاصرہ شروع کیا' آس پاس کے علاقے کو برباد کیا اور دیوار کے مختلف حصوں پر حملے کیے۔

87۔ جب 20 دن گذر گئے اور یونانیوں کا غصہ فرو نہ ہوا تو تیما گینیداس نے اپنے ہموطنوں سے یوں کہا:...

"اے اہل تھیبس! چونکہ یونانیوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ تھیبس کو یا ہمیں حاصل کر لینے تک محاصرہ نہیں اُٹھائیں گے' اس لیے ہم نہیں چاہتے کہ ہماری وجہ سے بیوشیا کی سرزمین تکلیف اُٹھائے۔ اگر اصل میں وہ رقم چاہتے ہیں اور ہمارا مطالبہ محض ایک بہانہ ہے تو ریاست کے خزانے میں سے انہیں ادائیگی کر دو; کیونکہ صرف ہم نے نہیں بلکہ ریاست نے بھی میڈیوں کا ساتھ دیا تھا۔ تاہم' اگر انہوں نے صرف ہمیں حاصل کرنے کی خاطر محاصرہ کر رکھا ہے تو ہم اُن کے پاس جانے اور آزمائش کا سامنا کرنے کو تیار ہیں۔"

اہل تھیبس نے اِس پیشکش کو بہت درست اور مناسب خیال کیا اور فوراً ایک قاصد کو پوسانیاس کی جانب بھیج کر اُسے بتایا کہ وہ آدمیوں کو حوالے کرنے پر تیار ہیں۔

88۔ اِن شرائط پر معاہدہ طے پاتے ہی اتا گینس شہر سے بھاگ گیا; تاہم' اُس کی جگہ پر اُس کے بیٹے حوالے کیے گئے; لیکن پوسانیاس نے انہیں ملزم قرار دینے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اس جرم میں بچوں کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ اہل تھیبس کا خیال تھا کہ جن دیگر افراد کو پوسانیاس کے حوالے کیا گیا ہے اُن پر مقدمہ چلے گا اور ایسی صورت میں وہ رشوت بازی کے ذریعہ بچ جائیں گے; لیکن پوسانیاس نے اِس خوف سے فوراً ساری متحدہ فوج کو برخاست کیا اور اِن سب آدمیوں کو اپنے ساتھ کورنتھ لے جا کر قتل کر ڈالا۔ یہ تھے پلیٹیا اور تھیبس میں ہونے والے واقعات۔

89۔ پلیٹیا سے بھاگنے والے ارتابازس ابن فارناسس نے جلد ہی اپنی کافی سارا سفر طے کر لیا۔ جب وہ تھیسالی پہنچا تو وہاں کے باشندوں نے بڑی آؤ بھگت کی اور باقی کی فوج کے متعلق پوچھا کیونکہ وہ ابھی تک پلیٹیا والے واقعات سے قطعی بے خبر تھے: فارسیوں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر انہوں نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا تو اُن سب کی جان کو سنگین خطرہ لاحق ہو گا... کیونکہ ان حقائق کا پتہ چلنے پر سب اُن پر حملہ کر دیتے۔ لہٰذا ارتابازس نے اِس خطرے کے پیش نظر سب کچھ جس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرح پہلے فوکایوں سے چھپایا تھا اُسی طرح اب اہل تھیسالی سے بھی چھپایا' اور انہیں حسب ذیل انداز میں مخاطب کر کے کہا:۔۔۔

"اے اہل تھیسالی! میں خود جلدی جلدی تھریس جا رہا ہوں: میں خوش ہوں کہ مجھے ہر ممکن حد تک بڑی فوج دے کر ایک خصوصی مقصد کے تحت بھیجا گیا ہے۔ ماردونیئس اور اُس کا لشکر بھی پیچھے پیچھے آ رہے ہیں اور جلد ہی یہاں نظر آئیں گے۔ جب وہ آئے تو اُس کا بھی ایسا ہی استقبال کرنا جیسا میرا کیا ہے اور ہر قسم کی مہربانی دکھانا۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا کرنے کے بعد تم کبھی نہیں پچھتاؤ گے۔"

یہ کہہ کر وہ روانہ ہوا اور اپنی فوج کو ہر ممکن تیزی کے ساتھ تھیسالی اور مقدون میں سے گزار کر بذریعہ خشکی سیدھا تھریس گیا۔ وہ خود بائز نطیئم پہنچنے میں کامیاب ہو گیا: لیکن اُس کی فوج کا ایک بڑا حصہ راستے میں ہی مارا گیا۔۔۔ بہت سوں کو تھریسیوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور دیگر بھوک اور شدید محنت کے باعث مر گئے۔ ارتابازس بائز نطیئم سے روانہ ہوا اور آبنائے کو پار کر کے ایشیاء میں واپس آیا۔

90۔ پلیٹیا کی جنگ کے دن ہی ایونیا میں مائیکالے کے مقام پر فارسیوں کو ایک اور شکست ہوئی۔ ابھی یونانی بیڑہ لیسیڈیمونی لیوتی چائیڈز کی زیر قیادت ڈیلوس میں ہی کھڑا تھا کہ ساموس سے تین آدمیوں کا ایک سفارتی وفد آیا۔۔۔ لامپن ابن تھریسی کلیز' اتھنا غورث ابن ارکیستراتیداس اور ہیجی سسٹراٹس ابن ارستاغورث۔ اہل ساموس نے انہیں خفیہ طور پر بھیجا تھا تاکہ فارسیوں اور اُن کے اپنے فرمانروا تھیومیستور ابن اینڈرو دامس کو خبر نہ ہو سکے جسے فارسیوں نے ساموس کا حاکم تعینات کیا تھا۔ [67] جب سفیر یونانی کپتانوں کے سامنے آئے تو ہیجی سسٹراٹس نے بات شروع کی اور مختلف دلائل کے ساتھ زور دیتے ہوئے کہا کہ "اہل ایونیا فارسیوں کے خلاف بغاوت کرنے کے لیے صرف آپ کی آمد کے منتظر ہیں: اور فارسی کبھی آپ کے سامنے ٹھہر نہیں سکیں گے' اور اگر انہوں نے مقابلہ کیا بھی تو اس صورت میں آپ کے ہاتھ بہت سا مال غنیمت لگے گا۔" ساتھ ہی اُس نے اپنی مشترکہ عبادت کے دیوتاؤں سے التجا کی کہ ایک یونانی نسل کو غلامی سے بچائیں اور بربریوں کو واپس دھکیل دیں۔ اُس نے کہا: "یہ بہت آسانی سے کیا جا سکتا ہے کیونکہ فارسی لوگ غیر ماہر جہاز راں ہیں اور آپ سے اُن کا کوئی مقابلہ نہیں۔ اگر آپ کو اِس بارے میں کوئی شبہ ہے کہ کہیں اہل ساموس دھوکہ بازی سے تو کام نہیں لے رہے' تو ہم یرغمال بن کر آپ کے ہمراہ جہازوں پر ایشیاء جانے کو تیار ہیں۔"

91۔ جب ساموسی اجنبی متواتر ساجت کرتا رہا تو لیوتی چائیڈز نے جیسے خدا کے کہنے پر اُس سے پوچھا۔۔۔ "او ساموس کے اجنبی! مجھے اپنا نام بتاؤ؟" اُس نے جواب دیا' "ہیجی سسٹراٹس"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

[فوجی رہنما]'اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ مزید کہتا'لیوتی چائیڈز نے قطع کلامی کرتے ہوئے کہا۔۔
"اے ساموسی'میں تمہارے نام کا نیک شگون قبول کرتا ہوں۔" بس واپس جانے سے پہلے قسم کھاؤ کہ اہل ساموس واقعی ہمارے پرجوش دوست اور اتحادی ہوں گے۔"

92۔ اپنی بات ختم کرتے ہی وہ تیاری کرنے لگا۔ اہل ساموس نے اُسی جگہ پر وفاداری کا حلف لیا؛ اور اُن کے اور یونانیوں کے مابین اتحاد کے حلفوں کا تبادلہ کیا گیا۔ یہ کام ہو جانے پر دو سفیر واپس روانہ ہوئے؛ ہیجی سسٹراٹس کو لیوتی چائیڈز نے اپنے ساتھ ہی بیڑے میں رکھ لیا کیونکہ وہ اُس کے نام کو نیک شگون سمجھتا تھا۔ یونانی اُس روز وہیں رہے اور اگلے دن قربانیاں کر کے سازگار شگون حاصل کیے۔ اُن کا غیب دان ڈیفونس ابن اِیوٹینیئس (Evenius) تھا۔ وہ اپالونیا کا رہنے والا تھا۔ میری مراد اُس اپالونیا سے ہے جو ایونیائی خلیج پر واقع ہے۔

93۔ اس شخص کے باپ اِیوٹینیئس کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ اپالونیوں کے پاس سورج کے لیے مقدس بھیڑوں کا ایک ریوڑ تھا۔ یہ بھیڑیں دن کے وقت دریا کے کناروں پر گھاس چرتیں (جو کوہ لاکمون سے نکل کر اُن کے علاقہ سے گزرتا اور اوریکس کی بندرگاہ پر سمندر میں گرتا ہے)[۶۸]؛ جبکہ رات کے وقت امیر ترین اور افضل ترین شہری اُن کی حفاظت کرتے۔ انہیں اِس عہدے کے لیے منتخب کیا جاتا اور ہر منتخب شخص ایک سال تک بھیڑوں کی نگرانی کرتا۔ اب اپالونیائی بھیڑوں کے حوالے سے موصول ہونے والی ایک کہانت کے پیش نظر انہیں بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ انہیں رات کے وقت شہر سے بہت دور ایک غار میں رکھا جاتا۔ واقعہ یوں ہوا کہ نگرانی کے لیے منتخب شدہ اِیوٹینیئس کو ایک رات نیند آ گئی؛ اِس دوران غار میں بھیڑیئے داخل ہو گئے جس نے تقریباً ساٹھ بھیڑوں کو مار ڈالا۔ ایوٹینیئس کو بیدار ہونے پر جب معاملات کا علم ہوا تو وہ چپ رہا اور کسی سے اِس کا ذکر نہ کیا؛ کیونکہ اُس نے سوچا تھا کہ نئی بھیڑیں خرید کر اِن میں شامل کر دے گا۔ لیکن اپالونیوں کو صورتحال کی خبر ہو گئی اور ایوٹینیئس کے خلاف مقدمہ چلا کر اُسے آنکھیں نکالنے کی سزا سنائی کیونکہ وہ نگرانی کے دوران سویا تھا۔ ایوٹینیئس کے اندھا ہو جانے پر بھیڑوں نے کوئی بچہ نہ دیا اور زمین نے معمول کی فصل دینا بند کر دی۔ تب اپالونیوں نے قاصدوں کو ڈوڈونا اور ڈیلفی بھیج کر کاہنوں سے پوچھا کہ ان مصیبتوں کا کیا سبب ہے۔ انہیں یہ جواب موصول ہوا۔۔۔ "یہ مصیبتیں مقدس بھیڑوں کے محافظ ایوٹینیئس کی جانب سے ہیں جسے اپالونیوں نے بیجا طور پر بینائی سے محروم کر دیا تھا۔ دیوتاؤں نے بھیڑیئے خود بھیجے تھے؛ وہ تب تک ایوٹینیئس کا انتقام لیتے رہیں گے جب تک کہ اپالونیائی اسے اُس کی خواہش کے مطابق کفارہ نہ ادا کر دیں۔ جب کفارہ ادا ہو جائے گا تو وہ اُسے ایک تحفہ بھی دیں گے جو اُس کو بہت سے لوگوں کی نظر میں باعث رحمت بنا دے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

94- اپالونیوں نے محض اپنے چند شہریوں کو ایو-لینیئس سے معاملات طے کرنے بھیجا؛ اور اِن آدمیوں نے مسئلہ مندرجہ ذیل طریقے سے نمٹایا۔ انہوں نے اِیو-لینیئس کو ایک بنچ پر بیٹھا پایا اور اُس کے پہلو میں جا کر بیٹھ گئے۔ پھر بات شروع کی: پہلے انہوں نے بالکل الگ نوعیت کے معاملات پر بات کی، لیکن آخر میں اُس کی بدقسمتی کا ذکر کرتے ہوئے دلجوئی کی پیشکش کی۔ اِس طرح اُسے دھوکہ دینے کے بعد سوال کیا--- "اگر اپالونیائی تمہارے ساتھ کی گئی زیادتی کا کفارہ ادا کرنے کو تیار ہوں تو تم کیا مانگو گے؟" کہانت سے بے خبر ایو-لینیئس نے جواب دیا--- "اگر مجھے فلاں اور فلاں آدمی کی زمینیں---" یہاں اُس نے اپالونیا میں بہترین کھیتوں کے مالک دو آدمیوں کے نام لیے--- "دے دی جائیں، اور اسی طرح فلاں شخص کا گھر بھی"--- یہاں اُس نے شہر کے خوبصورت ترین گھر کے مالک کا نام لیا--- "تو اِن چیزوں کا مالک بننے کے بعد میں مطمئن ہو جاؤں گا اور میرا غصہ ٹھنڈا پڑ جائے گا۔" اِیو-لینیئس کی یہ بات سنتے ہی اُس کے قریب بیٹھے آدمیوں نے جواب دیا--- "اِیو-لینیئس کہانتوں کے حکم کے مطابق اپالونیائی تمہیں تمہاری خواہش کردہ چیزیں بطور کفارہ دینے کو تیار ہیں۔" تب اِیو-لینیئس کو سارا معاملہ سمجھ میں آیا اور وہ اُن کی دھوکہ دہی پر بہت غضبناک ہوا۔ اپالونیوں نے زمینیں اُن کے مالکوں سے لے کر ایو-لینیئس کو دے دیں۔ یہ ہو جانے کے بعد پیشگوئی کے اثر سے وہ یونان کا مشہور ترین آدمی بن گیا۔

95- توڈیفونس ابن اِیو-لینیئس غیب دان کے طور پر یونانی فوج کے ساتھ تھا۔ تاہم، میرے تک پہنچنے والی روایت کے مطابق وہ درحقیقت اِیو-لینیئس کا بیٹا نہیں تھا، بلکہ اُس نے صرف اُس کا نام اپنے نام کے ساتھ جوڑا اور پھر یونان میں گھوم پھر کر رقم کے عوض خدمات سرانجام دینے لگا۔

96- قربانی کے جانوروں سے سازگار شگون حاصل ہوتے ہی یونانی سمندر میں اُترے اور ڈیلوس سے ساموس آئے۔ ساموس کے ساحل پر کالامی نامی مقام کے سامنے پہنچ کر انہوں نے ہیرا کے معبد کے پاس[69] لنگر ڈالا اور فارسیوں کے ساتھ سمندر میں لڑنے کی تیاری کی۔ تاہم، فارسیوں نے یونانیوں کے آنے کی خبر سنتے ہی فینیقی جہازوں کو برخاست کیا اور باقی جہازوں کے ہمراہ براعظم سے پرے چلے گئے۔ مجلس مشاورت میں جنگ نہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا کیونکہ فارسی بیڑے کو دشمن کے بیڑے کے سامنے بے وقعت سمجھا گیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی بری فوج کا تحفظ حاصل کرنے بھاگے جو اب مائیکالے[70] میں تھی اور اِس میں وہ فوجی شامل تھے جنہیں زرکسیز ایونیا کی حفاظت کے لیے پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ اِس 60 ہزار آدمیوں پر مشتمل فوج کی قیادت ایک غیر معمولی دلکشی اور قد و جثے کا مالک فارسی تگرانیس کر رہا تھا۔ چنانچہ کپتانوں نے اِن فوجیوں کے سایہ عاطفت میں جانے، اپنے جہازوں کو ساحل پر کھینچنے اور اُن کے اردگرد ایک فصیل بنانے کا فیصلہ کیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تاکہ بحری بیڑہ اور وہ خود بھی محفوظ ہو جائیں۔

97۔ چنانچہ بحری امیر سمندر سے باہر آئے اور یومینائیڈز کے معبد سے گذر کر جیسن اور سکولوپوئس پہنچے جو مائیکالے کے علاقہ میں ہیں۔ یہاں ایلیوسیائی دمیتر کا ایک معبد ہے جو نیلیئس ابن کوڈرس کے ہمراہ ایشیاء آنے والے [41] فلستس ابن پائیکلیز نے ملیتس کی بنیاد رکھتے وقت تعمیر کیا تھا۔ اِس مقام پر انہوں نے اپنے بحری جہاز ساحل پر کھینچے اور اُن کے گرد پتھروں اور قریب ہی اُگے ہوئے ہر قسم کے پھلوں کے درختوں کو کاٹ کر ایک فصیل بنائی۔ نیز زمین میں مضبوطی سے نوکیلی کھونٹیاں گاڑ کر پناہ گاہ کو محفوظ کیا۔ یہاں انہوں نے ایک جنگ جیتنے یا محاصرہ جھیلنے کی تیاریاں کیں۔ اُن کے ذہن میں دونوں ہی خیالات موجود تھے۔

98۔ یونانیوں نے جب بربریوں کے براعظم کی جانب بھاگنے کا ادراک کر لیا تو وہ اِس فرار پر شدید مایوس ہوئے: پہلے تو وہ فیصلہ نہ کر سکے کہ اب کیا کریں--- آیا واپس چلے جائیں یا ہیلس پونٹ کی جانب بڑھیں۔ تاہم' انجام کار انہوں نے اِن دونوں خیالات کو رد کر کے براعظم کی طرف جہاز رانی کرنے کا فیصلہ کیا۔ سو انہوں نے کشتیوں کے پلوں کی تیاری کے ذریعہ بحری لڑائی لڑنے کے لیے خود کو تیار کیا۔ لہٰذا جب وہ فارسیوں کے پڑاؤ والی جگہ پر آئے تو کسی کو اپنے ساتھ مقابلہ کا حوصلہ مند نہ پایا' بلکہ تمام جہازوں کو ساحل پر ایک دیوار کے اندر اور ایک طاقتور زمینی فوج کو صف آراء دیکھا؛ چنانچہ لیوتی چائیڈز زمین سے قریب تر کنارے کے ساتھ ساتھ جہاز رانی کرتے ہوئے ایک قاصد کی آواز کے ذریعہ ایونیاؤں سے یوں مخاطب ہوا:---

"اے اہل ایونیا--- جو میری آواز سُن رہے ہو--- کیا تم میری بات پر کان دھرو گے؛ کیونکہ فارسی میرا ایک لفظ بھی نہیں سمجھ سکتے۔ جب ہم اُن کے ساتھ جنگ کریں تو ہمارا مخصوص لفظ ھیبے (Hebe) یاد رکھنا۔ اگر کوئی میری بات نہیں سُن پایا تو اُسے دوسرے بتا دیں۔"

لیوتی چائیڈز کا منصوبہ وہی تھا جو تھمسٹوکلیز نے ارٹمیسیئم میں آزمایا تھا۔ [42] یا تو بربریوں کو اُس کی کہی ہوئی بات کا علم نہ ہوتا اور ایونیائی اُن کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہو جائے؛ یا اگر بربریوں کو اِن الفاظ کے بارے میں بتا دیا جاتا تو وہ اپنے یونانی فوجیوں سے بد ظن ہو جاتے۔

99۔ لیوتی چائیڈز یہ خطاب کر چکا تو یونانی اپنے جہازوں کو خشکی پر لائے؛ اُن سے نیچے اُتر کر جنگ کے لیے صفیں درست کر لیں۔ جب فارسیوں نے انہیں صف آراء ہوتے دیکھا اور یونانیوں کو کی گئی پیشکش کے بارے میں سوچا تو پہلا کام یہ کیا کہ اہل ساموس کو غیر مسلح کر دیا کیونکہ اُن پر دشمن سے ساز باز کر لینے کا شبہ تھا۔ ہوا یوں کہ کچھ عرصہ قبل ایٹیکا میں زرکسیز کی فوجوں کے قیدی بنائے ہوئے کچھ ایتھنیوں کو بربری بحری جہازوں کے ذریعہ ایشیاء لایا گیا تھا؛ اور اہل ساموس نے ان سب آدمیوں کا فدیہ ادا کر کے واپس ایتھنز بھیج دیا اور ساتھ زادِ راہ بھی مہیا کیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیگر وجوہ کے علاوہ اِس وجہ سے بھی اہل ساموس مشتبہ ہوئے کیونکہ انہوں نے بادشاہ کے پانچ سو دشمن فدیہ دے کر چھڑا لیے تھے۔ فارسیوں نے انہیں غیر مسلح کرنے کے بعد ملیشیاؤں کو مائیکالے کی چوٹیوں تک جانے والے راستوں کی نگرانی کرنے بھیجا' کیونکہ اُن کے مطابق ملیشیائی اُس خطے سے بخوبی واقف تھے: تاہم' اِس کارروائی کا اصل مقصد انہیں کیمپ سے ہٹانا تھا۔ اِس طرح فارسیوں نے اُن ایونیاؤں سے خود کو محفوظ کیا جن کے متعلق اُن کا خیال تھا کہ وہ موقع ملنے پر بغاوت کر دیں گے۔ تب انہوں نے کندھے سے کندھا اور ڈھال سے ڈھال ملائی اور دشمن کے سامنے ایک حفاظتی دیوار بن گئے۔ ۳۷

100۔ اب یونانیوں نے اپنی تیاریاں مکمل کر کے بربریوں کی جانب بڑھنا شروع کیا۔ تب سارے لشکر میں ایک سے دوسرے کونے تک ایک افواہ پھیل گئی۔۔۔ کہ یونانیوں نے بیوشیا میں ماردونیئس کی فوج کو میدان جنگ میں شکست دیدی تھی۔ ساتھ ہی ساحل پر ایک قاصد کی چھڑی پڑی دیکھی۔ مجھے لگتا ہے کہ انسان کے بہت سے کاموں میں دیوتا بھی حصہ لیتے ہیں۔ ورنہ جب مائیکالے اور پلیٹیا کی جنگیں ایک ہی دن لڑی جانے والی تھیں تو اِس قسم کی خبر یہاں موجود یونانیوں تک کیسے پہنچ سکتی تھی! تاہم' بربریوں کی جانب بڑھتی ہوئی یونانی فوج کے حوصلے پہلے سے کہیں بلند ہو گئے۔

101۔ یہ بھی ایک عجیب اتفاق تھا کہ دونوں جنگیں ایلیوسیائی ڈیمیتر کے ایک مقدس احاطے کے قریب لڑی گئیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے' پلیٹیا کی جنگ ڈیمیتر کے معبدوں میں سے ایک کے بہت قریب ہوئی; اور اب مائیکالے کی شدید جنگ ایک اور معبد کے سائے میں ہو رہی تھی۔ یہ خبر تھی بھی درست کہ پوسانیاس کی زیر قیادت یونانیوں نے فتح حاصل کر لی تھی; کیونکہ پلیٹیا کی لڑائی دن چڑھے ہوئی' جبکہ مائیکالے میں شام کے وقت۔ دونوں جنگوں کا ایک ہی ماہ اور ایک ہی دن لڑا جانا اُس وقت واضح ہو گیا جب کچھ ہی عرصہ بعد اِس حوالے سے جانچ پڑتال کی گئی۔ خبر پہنچنے سے قبل یونانی خوفزدہ تھے۔۔۔ اپنی خاطر نہیں بلکہ اپنے ہموطنوں اور خود یونان کے لیے۔۔۔ کہ کہیں یونان ماردونیئس کے ساتھ کشمکش میں ہار نہ جائے۔ لیکن یہ خبر سُن کر اُن کا خوف غائب ہو گیا اور انہوں نے زیادہ جوش و رفتار سے ہاتھ چلائے۔ سو یونانی اور بربری ایک ہی جیسے جوش و جذبے کے ساتھ آگے بڑھے; کیونکہ ہیلس پونٹ اور جزائر فاتح کو انعام کے طور پر ملنا تھے۔

102۔ ایتھنی اور اُن کے ساتھ صف آراء فوج۔۔۔ جو کل تعداد کا نصف تھی۔ کنارے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھی جہاں ملک ہموار اور نیچا تھا; لیکن لیسیڈیمونیوں اور اُن کے ہمراہ فوجیوں کے لیے راستہ پہاڑی اور اونچا نیچا تھا۔ چنانچہ جب لیسیڈیمونی اوپر سے ہو کر آ رہے تھے تو ایتھنی دشمن سے قریب پہنچ چکے تھے۔ جب تک فارسیوں کے ڈھال بردار جمے رہے انہوں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زبردست دفاع کیا اور جنگ میں مار نہ کھائی; لیکن جب ایتھنیوں اور اُن کے اتحادیوں نے فتح کو اپنا بنانے کی خواہش میں ایک دوسرے کو بڑھاوا دیتے ہوئے شدید جوش کے ساتھ حملہ کیا تو تب صورتحال بدل گئی۔ کیونکہ وہ ایک جتھے کی صورت میں ڈھالوں کی قطار کو توڑ کر فارسیوں پر ٹوٹ پڑے; اگرچہ فارسیوں نے ثابت قدمی دکھائی اور کافی دیر تک جمے رہے' تاہم' آخر کار اپنی خندقوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ خود ایتھنی اور اُن کے ساتھی کورنتھی' سکایونی اور ٹروئزنی اپنے بھگوڑے دشمنوں کے تعاقب میں اس قدر قریب پہنچ گئے کہ ان کے ساتھ ہی قلعے کے اندر داخل ہوئے۔ قلعے پر حملہ ہوتے ہی بربریوں نے مزید مدافعت نہ کی' بلکہ فارسیوں کے سوا باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ وہ اب بھی چند ایک آدمیوں کی ٹولیوں میں یونانیوں کے خلاف برسرپیکار تھے۔ دو فارسی سالار بھاگ گئے جبکہ دو میدان جنگ میں مرے: ارتاینتس اور اِتھامِتریس' جو بحری بیڑے کے رہنما تھے' [۴] بچ نکلے; ماردونتس اور زمینی فوج کا سپہ سالار تِگرانیس لڑتے ہوئے اپنی زندگیاں ہارے۔

103۔ جب لیسیڈیمونی اور اُن کے فوجی کیمپ میں پہنچ کر شریک جنگ ہوئے تو فارسی اب بھی لڑ رہے تھے۔ اِس جدوجہد میں مرنے والے یونانیوں کی تعداد کوئی چھوٹی نہ تھی; بالخصوص سکایونیوں کے بہت سے مرے جن میں اُن کا سالار پیریلاس بھی شامل تھا۔

میڈیوں کی جانب سے شریک ساموسی غیر مسلح کیے جانے کے بعد بھی کیمپ میں موجود رہے۔ انہیں جنگ کی ابتداء دیکھ کر ہی فتح مشکوک لگ رہی تھی' للذا انہوں نے یونانیوں کو مدد دینے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اِسی طرح دیگر ایونیاؤں نے اُن کی مثال دیکھ کر فارسیوں پر حملہ کر دیا۔

104۔ جہاں تک مِلیشیاؤں کا تعلق ہے--- تو انہیں فارسیوں کے خلاف بغاوت سے باز رکھنے اور پہاڑی دروں کی حفاظت کی غرض سے بھیجا گیا تھا; انہوں نے خود کو دیئے گئے احکامات کی تعمیل کی بجائے ہر حوالے سے سرکشی کی۔ کیونکہ وہ فارسیوں کو غلط راستوں سے گذار کر دشمن کے سامنے لے آئے; اور آخر کار اُن پر ہاتھ اٹھائے اور خود کو اُن کا شدید ترین دشمن ثابت کیا۔ چنانچہ' اِس روز ایونیا نے فارسیوں کے خلاف دوسری مرتبہ علم بغاوت بلند کیا۔

105۔ اِس جنگ میں سب سے نمایاں شجاعت دکھانے والے یونانی ایتھنز کے تھے; اور ایتھنیوں کے درمیان طرۂ امتیاز برمولائکس نے حاصل کیا جو پانکرتیئم میں جیتا تھا۔ [۵] یہ برمولائکس بعد ازاں ایتھنیوں اور کیرستیوں کے مابین جنگ میں مارا گیا۔ اُس کی جائے قتل کیرستی علاقے میں سیرنس کے قریب تھی اور وہ گیریستس کے پڑوس میں دفن ہوا۔ ایتھنیوں کے بعد کورنتھیوں' ٹرئزنیوں اور سکایونیوں نے داد شجاعت دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

106۔ یونانیوں نے جب بربریوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو قتل کر لیا تو اُن کے جہازوں کو حفاظتی دیوار سمیت آگ لگا دی۔ تاہم‘ ایسا کرنے سے پہلے تمام قیمتی مال غنیمت نکال کر ساحل پہ رکھ دیا۔ پھر وہ ساموس گئے اور وہاں ایونیاؤں کے متعلق مشورہ کر کے انہیں ایشیاء سے باہر نکالنے کا سوچا۔ اُن کا خیال تھا کہ ایونیا بربریوں کے لیے خالی کر دیں؛ اور انہیں شبہ تھا کہ وہ اِس کے باشندوں کو یونان میں اپنی املاک کے کس حصے میں آباد کریں گے۔ کیونکہ یہ بات انہیں ناممکن لگتی تھی کہ وہ ہمیشہ ایونیا کی حفاظت کرتے رہیں؛ بصورت دیگر ایونیاؤں کے فارسیوں کے انتقام سے بچ جانے کی کوئی امید نہ تھی۔ لہٰذا پیلوپونیشیائی رہنماؤں نے تجویز دی کہ میڈیوں کی حمایت میں لڑنے والے یونانیوں کے ساحلی شہر اُن سے لے کر ایونیاؤں کو دے دیئے جائیں۔ دوسری جانب ایتھنی اِس انخلاء کے قطعی مخالف تھے اور انہوں نے پیلوپونیشیاؤں کی اپنے آبادکاروں کے متعلق مشاورتوں کو ناپسند کیا۔ خود بھی تبدیلی کے مخالف پیلوپونیشیاؤں نے ایتھنیوں کی بات مان لی۔ اب ساموس‘ کیوس‘ لسبوس اور دیگر جزیرے والوں کو --- جنھوں نے اِس موقع پر یونانیوں کی مدد کی تھی --- بھی حلیفوں کے اتحاد میں شامل کیا گیا؛ اور انہوں نے حلف اٹھا کر وفادار رہنے اور مشترکہ مقصد کو ترک نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ تب یونانی ہیلس پونٹ کی جانب روانہ ہوئے تاکہ پُلوں کو توڑ سکیں جو اُن کے خیال میں ابھی تک آبنائے کے اوپر قائم تھے۔

107۔ جنگ سے بچ نکلنے والے چند ایک فارسیوں نے مائیکالے کی بلندیوں میں پناہ لی اور وہاں سے ساردیس واپس چلے گئے۔ اِس مارچ کے دوران ماستیز ابن داریوش --- جو حالیہ شکست میں موجود تھا --- نے سپہ سالار ارتیانتس سے باتیں کرتے ہوئے اُسے لعنت و ملامت کی۔ اُس نے ارتیانتس کو دیگر باتوں کے علاوہ "عورت سے بھی بدتر" کہا کیونکہ وہ مردوں کی طرح قیادت نہیں کر سکا تھا۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ وہ شاہی گھرانے کو اس قدر سنگین نقصان پہنچانے پر ہر سزا کا مستحق ہے۔ فارسیوں میں کسی مرد کو "عورت سے بھی بدتر" کہنے سے بڑی بے عزتی اور کوئی نہیں۔ [6] سو جب ارتیانتس کچھ دیر تک متواتر ملامت سُنتا رہا تو آخرکار مشتعل ہو گیا اور خنجر نکال کر اُسے مار ڈالنے کو لپکا۔ لیکن ژیناغورث ابن پراکسیلاس نامی ایک ہالی کارناسی‘ جو ارتیانتس کے پیچھے کھڑا تھا‘ نے فوراً آگے بڑھ کر اُسے کمر سے پکڑ لیا اور فضاء میں اوپر اٹھا کر زمین پہ دے مارا؛ اِس دوران ماستیز کے محافظوں کو اُس کی مدد کے لیے آنے کا موقع مل گیا۔ اِس طرح ژیناغورث کو نہ صرف ماستیز بلکہ ززکسیز کی بھی قربت نصیب ہوئی جس کے بھائی کو اُس نے مرنے سے بچایا تھا؛ انعام کے طور پر بادشاہ نے اُسے سِلیشا کی ساری زمین کا حاکم بنا دیا۔ [7] راستے میں اِس کے سوا اور کوئی واقعہ پیش نہ آیا؛ اور سب آدمی بحفاظت ساردیس پہنچ گئے۔ یہاں انہوں نے بادشاہ سے ملاقات کی جو ایتھنز میں سمندری جنگ ہارنے اور بھاگ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایشیاء واپس آنے کے بعد سے وہیں تھا۔

108۔ اِس جگہ پر قیام کے دوران زرکسیز ماسِتیز کی بیوی کی محبت میں گرفتار ہوگیا جو شہر میں ہی ٹھہری ہوئی تھی۔ چنانچہ اُس نے اُسے پیغامات بھیجے مگر مائل نہ کرسکا۔ وہ اپنے بھائی ماسِتیز کے احترام میں زبردستی کرنے کی جرات نہیں کرسکتا تھا۔ خاتون یہ بات اچھی طرح جانتی تھی اور اسی لیے بے باکی کے ساتھ مدافعت کررہی تھی۔ چنانچہ زرکسیز نے کوئی اور راہ نہ ملنے پر اپنے بیٹے داریوش اور اِس خاتون اور ماسِتیز کی ایک بیٹی کے درمیان شادی کا رشتہ قائم کرنے کی تدبیر نکالی۔۔۔ اُس کا خیال تھا کہ اگر یہ بندھن بندھ جائے تو وہ اپنے مقاصد بہتر طور پر حاصل کرسکتا ہے۔ لہٰذا اُس نے یہ شادی کروادی اور رسمی تقریبات مکمل ہونے پر سُوسا چلا گیا۔ یہاں آکر جب اُس نے محل میں اپنے بیٹے کی دلہن کا استقبال کیا تو اُس کا ذہن بدل گیا اور بھابی کی بجائے بہو کو دل میں بسالیا۔ بہو ارتیانتا نے جلد ہی محبت کا جواب محبت سے دیا۔

109۔ کچھ عرصہ بعد یہ راز مندرجہ ذیل انداز میں افشاء ہوگیا۔ زرکسیز کی بیوی امیسترس نے مختلف خوبصورت رنگوں کی ایک لمبی عباء اپنے ہاتھوں سے بُن کر شوہر کو تحفتاً پیش کی۔ زرکسیز بہت خوش ہوا اور اُسے فوراً پہن کر ارتیانتا سے ملنے گیا؛ وہ بھی اُس روز بادشاہ کے لیے بڑی خوشی کا باعث بنی۔ چنانچہ اُس نے ارتیانتا سے کوئی خواہش کرنے کو کہا اور وعدہ کیا کہ وہ ہر خواہش کو پورا کرے گا۔ تب قسمت کی ماری ارتیانتا نے اُس سے کہا۔۔۔ "کیا تم واقعی وہ چیز دوگے جو میں مانگوں گی؟" بادشاہ نے وعدہ کیا اور قسم کھائی۔ سو ارتیانتا نے بیباک انداز میں عباء مانگ لی۔ زرکسیز نے یہ تحفہ نہ دینے کی ہر ممکن کوشش کی' کیونکہ اُسے پہلے سے مشکک امیسترس کا خوف تھا۔ لہٰذا اُس نے ارتیانتا کو عباء کی بجائے اپنے شہروں' سونے کے ڈھیروں اور ایک فوج کی قیادت دینے کی پیشکش کی۔ موخرالذکر ایک مخصوص فارسی تحفہ ہے۔ لیکن جب وہ کسی بھی طرح نہ مانی تو آخرکار اُسے عباء دے دی۔ ارتیانتا بہت خوش ہوئی اور وہ عباء کو اکثر بڑے غرور کے ساتھ پہنا کرتی تھی۔ اس طرح امیسترس کے کانوں تک خبر پہنچی کہ عباء اُسے دی گئی تھی۔

110۔ امیسترس کو جب سارے معاملے کا علم ہوا تو وہ ارتیانتا پر ذرا بھی خفا نہ ہوئی؛ لیکن وہ اُس کی ماں یعنی ماسِتیز کی بیوی کو ساری گڑبڑ کی وجہ خیال کرنے لگی اور اُسے قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ تاہم' اُس نے بادشاہ کی سالگرہ کے موقع پر دی جانے والی شاندار ضیافت تک انتظار کیا[۸]۔۔۔ فارسی زبان میں اِس ضیافت کو "Tykta" کہتے ہیں جس کا مطلب "کامل" ہے۔ پورے سال میں صرف یہی ایک دن ایسا ہوتا ہے جب بادشاہ اپنے سر کو صابن سے دھوتا اور فارسیوں میں تحائف تقسیم کرتا ہے۔ امیسترس نے اِس دن کا انتظار کیا اور تب زرکسیز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے درخواست کی کہ وہ اُسے آج کے تحفہ کے طور پر ماسِتیز کی بیوی دے دے۔ لیکن وہ نہ مانا؛ کیونکہ اُس کی نظر میں اپنی بھابی اور بے دوش عورت کو ایک اور عورت کے اختیار میں دے دینا نہایت غلط تھا۔۔۔ نیز وہ یہ بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ امیسترس نے یہ درخواست کس نیت سے کی تھی۔

111۔ تاہم، اُس کے اصرار سے زچ ہو کر اور جشن کے قانون کا پابند ہونے کے باعث۔۔۔ جس کے مطابق بادشاہ اُس روز کسی کی خواہش کو رد نہیں کر سکتا۔۔۔ وہ بادل نخواستہ مان گیا اور خاتون کو امیسترس کے ہاتھوں میں دے دیا۔ [9] بادشاہ نے ایسا کرنے کے بعد امیسترس سے کہا کہ وہ اُس کے ساتھ جو سلوک چاہے کر سکتی ہے، اور پھر اپنے بھائی کو بلوا کر کہا۔۔۔

"ماسِتیز تم میرے بھائی اور میرے باپ داریوش کے بیٹے ہو؛ مزید یہ کہ تم ایک اچھے انسان بھی ہو۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ تم اپنی موجودہ بیوی کو چھوڑ دو اور اُس کے ساتھ زندگی نہ گذارو۔ دیکھو، اس کی بجائے میں تمہیں اپنی بیٹی کا رشتہ دیتا ہوں؛ اُس کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ لیکن پہلے اپنی موجودہ بیوی سے علیحدگی اختیار کر لو۔۔۔ تمہارا اُس کے ساتھ رہنا مجھے پسند نہیں۔"

ماسِتیز یہ بات سُن کر بہت حیران ہوا اور جواب دیا۔۔۔

"میرے آقا اور مالک، یہ آپ نے کیسی عجیب بات کہی ہے! آپ مجھے ایسی بیوی کو چھوڑنے کا کہہ رہے ہیں جس نے مجھے تین لڑکوں اور علاوہ ازیں لڑکیوں کا باپ بھی بنایا۔ ہے جن میں سے ایک آپ کی بہو ہے۔۔۔ آپ یہ جانتے ہوئے مجھے اس سے علیحدگی اختیار کرنے اور اپنی بیٹی سے شادی کرنے کا کہہ رہے ہیں کہ وہ میرے لیے خوشی کا باعث ہے! اے بادشاہ، درحقیقت میں خود کو شہزادی سے شادی کے قابل سمجھے جانے کی قدر کرتا ہوں؛ لیکن آپ کی کہی ہوئی بات پر عمل کرنے کو ہرگز تیار نہیں۔ میری درخواست ہے کہ مجھے یہ بات ماننے پر مجبور نہ کریں۔ بلاشبہ آپ کی بیٹی کو میرے جیسا ہی قابل قدر کوئی اور شوہر مل جائے گا۔ مجھے اپنی بیوی کے ساتھ ہی زندگی گزارنے دیں۔"

ماسِتیز کا یہ جواب سُن کر زرکسیز غضب میں بولا۔۔۔ "ماسِتیز میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم اِن الفاظ کے ذریعہ کیا حاصل کرو گے۔ نہ میں تمہیں اپنی بیٹی کا رشتہ دوں گا اور نہ ہی اب تم اپنی بیوی کے ساتھ رہو گے۔ اِس طرح آنے والے وقت میں تمہیں پتہ چلے گا کہ پیشکش قبول کر لینی چاہیے۔" ماسِتیز نے صرف یہی کہا۔۔۔ "مالک، ابھی آپ نے میری جان نہیں لی۔"

112۔ ابھی زرکسیز اور اُس کے بھائی کے مابین یہ سب کچھ واقع ہو رہا تھا کہ امیسترس نے شاہی حفاظتی دستے کے نیزہ برداروں کو بھیجا اور ماسِتیز کی بیوی کا خوفناک انداز میں مثلہ کروا دیا۔ اُس کی چھاتیاں، ناک، کان اور ہونٹ کاٹ کر کتوں کے آگے ڈال دیئے گئے؛ زبان گدی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے کھینچ لی گئی اور یوں اُسے بدہیئت بنا کر واپس گھر بھیج دیا گیا۔

113۔ اِن کارروائیوں سے قطعی لاعلم، مگر کوئی آفت نازل ہونے سے خوفزدہ ماسِستیز تیزی سے اپنے گھر کی جانب دوڑا۔ وہاں اپنی بیوی کو اس قدر بُری حالت میں پا کر اُس نے اپنے بیٹوں سے مشورہ کیا اور کچھ دیگر افراد کو بھی ہمراہ لے کر باکتریا کی جانب روانہ ہو گیا تاکہ وہاں بغاوت کو مشتعل کر کے زرکسیز کو زبردست نقصان پہنچا سکے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ ایک مرتبہ باکتریوں اور سیکایوں (سیتھیوں) تک پہنچ جاتا تو یہ سب کچھ انجام پا جاتا؛ کیونکہ اِن علاقوں کے لوگ اُسے بہت چاہتے تھے اور وہ باکتریا کا صوبہ دار بھی تھا۔ لیکن زرکسیز نے اُس کے اِرادوں کی خبر پا کر ایک مسلح فوج تعاقب میں بھیجی اور اُسے اپنے بیٹوں اور محافظوں سمیت راستے میں ہی قتل کر دیا۔ یہ تھا بادشاہ زرکسیز کی محبت اور اُس کے بھائی کی موت کا قصہ۔

114۔ دریں اثناء مایکالے سے ہیلس پونٹ کی جانب روانہ ہونے والے یونانی مخالف ہواؤں کے باعث لیکٹم [80] میں ہی لنگر ڈالنے پر مجبور ہو گئے؛ یہاں سے وہ بعدازاں ابائیدوس چلے گئے اور وہاں پہنچ کر جانا کہ پُل۔۔۔ جن کو گرانے کی غرض سے وہ ہیلس پونٹ آئے تھے۔۔۔ پہلے ہی ٹوٹ کر تباہ ہو چکے تھے۔ تب لیوتی چائیڈز اور اُس کی زیرِ قیادت پیلوپونیشیائی واپس یونان جانے کو بے قرار ہوئے؛ لیکن ژان تی پس کی سرکردگی میں ایتھنیوں نے وہیں رہنے اور کیرونیسے پر جرات آزمائی کرنے کا فیصلہ کیا۔ سو جب پیلوپونیشیائی اپنے گھروں کو چل دیئے تو ایتھنیوں نے کیرونیسے جانے کے لیے ابائیدوس پار کیا اور سیستوس کو محاصرہ میں لے لیا۔

115۔ چونکہ سیستوس سارے خطہ میں مضبوط ترین قلعہ تھا، اس لیے یونانیوں کی آمد کی خبر پھیلتے ساتھ ہی آس پاس کے شہروں سے ایک کثیر التعداد ہجوم وہاں دوڑا آیا۔ اِن میں کارڈیا شہر کا ایک فارسی اُوبازس بھی موجود تھا۔ شہر کی حفاظت دیسی ایولیائی باشندے کر رہے تھے، لیکن اُن کے درمیان کچھ فارسی اور اُن کے اتحادیوں کی ایک کافی بڑی تعداد تھی۔

116۔ سارا ضلع بادشاہ کے ایک صوبیدار ارتا یکتس کا ماتحت تھا؛ جو ایک فارسی لیکن بدکار اور ظالم شخص تھا۔ جب زرکسیز ایتھنز کے خلاف پیش قدمی کر رہا تھا تو اُس نے نہایت چالاکی سے کام لیتے ہوئے پروتیسی لاس ابن اِفی کلس [81] کی زیرِ ملکیت تمام خزانوں پر قبضہ کر لیا جو کیرونیسے میں ایلیئس کے مقام پر تھے۔ کیونکہ یہاں پروتیسی لاس کا ایک مقبرہ ہے جس کے اردگرد مقدس احاطہ ہے؛ یہاں بہت سی دولت، سونے اور چاندی کے برتن، پیتل کی اشیاء، ملبوسات اور دیگر بھینٹیں پڑی تھیں۔ ارتا یکتس نے یہ سب کچھ ہتھیانے کی خاطر بادشاہ کی منظوری حاصل کرنے کے لیے اُسے یوں عیارانہ طور پر خطاب کیا۔۔۔

"مالک، اِس خطہ میں ایک یونانی کا گھر ہے جس نے آپؑ کے علاقہ پر حملہ کرنے پر موزوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سزا پائی اور مر گیا۔ میری درخواست ہے کہ اُس کا گھر مجھے دے دیں تاکہ آج کے بعد لوگ آپ کے ملک کے خلاف ہتھیار اُٹھاتے ہوئے خوف کھائیں۔"

اِن الفاظ کے ذریعہ اُس نے زرکسیز کو بہ آسانی مائل کر لیا: کیونکہ بادشاہ کے ذہن میں اُس کے ارادوں کے متعلق کوئی شبہ موجود نہ تھا۔ اور وہ ایک لحاظ سے یہ کہہ سکتا تھا کہ پروتیسی لاس نے اُس کے خلاف ہتھیار اُٹھائے تھے کیونکہ فارسی سارے ایشیاء کو اپنا سمجھتے تھے اور بادشاہ وقت اِس کا مالک ہوتا تھا۔ سو جب زرکسیز نے یہ درخواست منظور کر لی تو وہ ایلیئس میں پڑے تمام خزانے سیستوس لے آیا اور مقدس زمین کو کھیتوں اور چراگاہوں میں تبدیل کر دیا: مزید یہ کہ وہ جب بھی ایلیئس جاتا، تو عبادت گاہ کو بھی مختلف طریقوں سے ناپاک کرتا۔ ایتھنیوں نے اب اسی ارتایکتس کا محاصرہ کیا۔۔۔ اور موخرالذکر دفاع کے لیے تیار نہ تھا، کیونکہ یونانی بالکل اچانک آئے تھے اور ارتایکتس کو اِس کی کوئی توقع نہ تھی۔

117۔ جب محاصرہ مسلسل جاری رہا اور ایتھنی آپس میں بڑبڑانے لگے کہ وہ اتنے لمبے عرصہ سے جہازوں پر سوار ہیں: اور یہ دیکھ کر کہ وہ شہر پر قبضہ کرنے کے قابل نہیں ہو رہے۔۔۔ تو اپنے امیروں سے وطن واپس چلنے کی درخواست کی۔ لیکن امیروں نے انکار کر دیا اور محاصرہ اتنی دیر تک جاری رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا جب تک کہ شہری ہتھیار نہ ڈال دیں یا ایتھنی لوگ انہیں واپس جانے کا حکم نہ دے دیں۔ چنانچہ سپاہی اپنی مصیبتیں صبر و تحمل کے ساتھ جھیلتے رہے۔

118۔ دریں اثناء محصورین بھی دیوار سے جا لگے تھے، اور حتیٰ کہ اپنے بستروں کے چمڑے کے تسمے اُبال کر کھانے کو مجبور ہو گئے۔ آخرکار، جب یہ آخری سہارا بھی ختم ہو گیا تو ارتایکتس اور اُوبازس مقامی فارسیوں کے ہمراہ رات کی تاریکی میں شہر کی عقبی دیوار سے نیچے اُترے جہاں محاصر فوجی سب سے کم تعداد میں تھے۔ دن چڑھتے ہی انہوں نے اور کیرونیسے والوں نے یونانیوں کو دیواروں کے اوپر سے اشارے کر کے صورتحال سے آگاہ کیا اور ساتھ ہی اپنے شہر کے دروازے کھول دیئے۔ کچھ یونانی تو شہر میں داخل ہوئے جبکہ زیادہ تر دشمن کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔

119۔ اُوبازس بھاگ کر تھریس گیا: لیکن وہاں اپسنتھی تھریسیوں نے اُسے پکڑا اور اپنے رواج کے مطابق ایک ملکی دیوتا پلیستورس کی نذر کر دیا۔ انہوں نے اُس کے ساتھیوں کو بھی مار ڈالا، لیکن ذرا مختلف انداز میں۔ جہاں تک ارتایکتس اور اُس کے ہمراہ شہر سے آنے والے فوجیوں کا تعلق تھا تو انہیں یونانیوں نے ایگوس پوٹامی [۸۲] سے کچھ ہی دور جا لیا اور مقابلے کے بعد انہیں مار دیا یا پھر قیدی بنا لیا۔ یونانیوں نے قیدیوں کو بیڑیاں پہنائیں اور اپنے ساتھ سیستوس لائے۔ اِن میں ارتایکتس اور اُس کا بیٹا بھی شامل تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

120۔ کیرونیسیوں کے مطابق قیدیوں کے محافظ یونانیوں میں سے ایک پر مندرجہ ذیل شگون ظاہر ہوا۔ وہ آگ میں کچھ نمک لگی مچھلیاں بھون رہا تھا کہ وہ اچانک اُچھلنے اور تڑپنے لگیں، جیسے انہیں ابھی ابھی پکڑا گیا ہو۔ دیگر محافظ بھی یہ معجزہ دیکھنے آئے اور بہت حیران ہوئے۔ تاہم، ارتایکتس نے یہ فال دیکھ کر آدمی کو اپنے پاس بلایا اور کہا۔۔۔

"او ایتھنی اجنبی، اس معجزے کی وجہ سے ڈرو نہیں۔ یہ تمہارے نہیں بلکہ میرے حوالے سے ظاہر ہوا ہے۔ ایلیئس کے پروتیسی لاس نے مجھے اِس کے ذریعہ دکھایا ہے کہ اگرچہ وہ مرچکا ہے اور نمک میں لپیٹ کر دفنایا جاچکا ہے، مگر پھر بھی دیوتاؤں نے اُسے اپنے ضرر رساں کو سبق سکھانے کی طاقت دی ہے۔ اس لیے اب میں اُس کا قرض چکاؤں گا۔ میں اُس کے معبد سے لیے ہوئے خزانوں کے بدلے میں ایک سو ٹیلنٹ جرمانہ بھروں گا۔۔۔ جبکہ خود اپنے اور اپنے اِس بیٹے کے لیے ایتھنیوں کو اِس شرط پر دو سو ٹیلنٹ [۸۳] دوں گا کہ وہ ہماری جانیں بخش دیں۔"

یہ تھے ارتایکتس کے کیے ہوئے وعدے، لیکن یہ ژان تی پس کو مائل کرنے میں ناکام رہے۔ کیونکہ ایلیئس کے آدمیوں نے پروتیسی لاس کی موت کا انتقام لینے کے لیے اُسے مارنے کی درخواست کی، اور خود ژان تی پس کا بھی یہی ارادہ تھا۔ چنانچہ وہ ارتایکتس کو زمین کی اُس پٹی پر لے گئے جہاں زرکسیز نے پُل بنائے تھے [۸۴]۔۔۔ یا کچھ دیگر کے مطابق اُسے میدیتس شہر سے اوپر ٹیلے پر لے جایا گیا، اور ایک تختے پر گاڑ کر وہیں چھوڑ دیا گیا۔ ارتایکتس کے بیٹے کو انہوں نے باپ کی نگاہوں کے سامنے سنگسار کر ڈالا۔

121۔ یہ کارروائی کرکے وہ واپس یونان روانہ ہوئے اور دیگر خزانوں کے علاوہ زرکسیز کے تعمیر کردہ پُلوں کے رسے بھی اپنے معبدوں میں بھینٹ کرنے کے لیے ساتھ لے گئے۔ اُس برس کے واقعات بس یہی ہیں۔

122۔ یہ ارتایکتس کا دادا ارتمبارس ہی تھا جس نے فارسیوں کو ایک مشورہ دیا جو انہوں نے فوراً مان لیا اور سائرس پر زور دیا:۔۔۔ "چونکہ جوو (Jove) نے استیاجز کو معزول کرکے فارسیوں کو اور بالخصوص آپ کو حکومت دلادی ہے۔ اس لیے اے سائرس! اب آئیں اپنے موجودہ مسکن کو چھوڑ دیں۔۔۔ کیونکہ یہ زمین قلیل اور غیرہموار ہے۔۔۔ اور اپنے لیے کوئی اور بہتر ملک منتخب کریں۔ ہمارے اردگرد، دُور و نزدیک ایسے کئی ملک موجود ہیں؛ اگر ہم اُن میں سے ایک کو لے لیں تو لوگ ہماری تعریف پہلے سے زیادہ کریں گے۔ کیا اِس بات کی قدرت رکھنے والا شخص ایسا نہیں کرے گا؟ اور ہمیں اِس سے اچھا موقع اور کب ملے گا کہ جب ہم اتنی بہت سی اقوام کے آقا اور ایشیاء پر حکمران ہیں؟" تب اِس مشورے کو زیادہ پسند نہ کرنے والے سائرس نے انہیں بتایا۔۔۔ "اگر تم ایسا چاہتے ہو تو کرلو۔۔۔ لیکن اِس صورت میں بدستور حکمران ہی رہنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی توقع نہ کرو' بلکہ دوسروں کے محکوم بننے کے لیے تیار رہو--- نرم ممالک نرم خو آدمیوں کو جنم دیتے ہیں--- ایسا کوئی خطہ موجود نہیں جو بیک وقت نہایت مزیدار پھل اور جنگجوئی جذبے کے حامل آدمیوں کو بھی پیدا کرے۔" چنانچہ فارسی سائرس کو خود سے زیادہ عقلمند تسلیم کرکے بدلے ہوئے ذہن کے ساتھ چلے گئے; اور اِس کی بجائے انہوں نے کھردری زمین پہ ہی رہنے' اور میدانوں میں کاشتکاری کرنے اور دوسروں کے غلام بننے کی بجائے حکمرانی کرنے کی ہی راہ منتخب کی۔ ۸۵

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حواشی
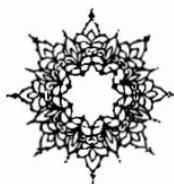
۱۔ ماردونیئس نے اپنی فوج کے ساتھ سردیاں تھیسالی اور مقدونیا میں گزاریں (دیکھیے آٹھویں کتاب، جُز 126)۔ زرکسیز کی وسیع فوج کی پیدا کردہ قلت کے بعد خوراک حاصل کرنے کی خاطر یونان کے امیر اور زرخیز ممالک میں واپس جانا ضروری ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُس کی فوج اس قدر بکھری ہوئی تھی۔

۲۔ دیکھیے آٹھویں کتاب--- جُز 140(i)

۳۔ یہ تہوار ہر سال گرمیوں کے وسط میں ہوتا ہے۔ اپالو کے ہاتھوں حادثاتی طور پر ہلاک ہونے والا ایک دلکش نوجوان ہائیا سنتھس پرستش کا مرکز تھا۔ اُس کا نام ایک پھول کی نسبت سے ہے جو موت کی علامت تھا؛ اور لگتا ہے کہ جشن بالاصل ایک سوگ منانے کی تقریب تھا--- گرمیوں کی تپش کے باعث بہار کے پھولوں کی تباہی پر نوحہ گری بذات خود موت پر ایک عمومی ماتم و فریاد کی صورت اختیار کر گئی۔

۴۔ دیکھیے آٹھویں کتاب، جُز 142۔

۵۔ یعنی ایتھنز کی بحری طاقت پیلوپونیسے کے سارے ساحل سمندر کو فارسیوں کے لیے کھلا چھوڑ دے گی۔

۶۔ صرف تین راستے ایٹیکا کو بیوشیا سے منسلک کرتے ہیں۔ جو راستہ اب ماردونیئس نے اختیار کیا وہ ایتھنز سے براستہ تناگریا جاتا تھا۔ یہ مقابلتاً "ایک آسان راستہ ہے۔

۷۔ بیوتارکس یا بیوشیاؤں کے چیف مجسٹریٹس۔

۸۔ ایسوپیائی وادی ایسوپس کی زرخیز وادی کے باشندے ہیں جو ایٹیکا کی سرحد کے فوراً بعد آتی ہے۔

۹۔ تناگرا ایسوپس دریا کے شمالی یا بائیں کنارے پر واقع تھا۔

۱۰؎ دیکھئے آٹھویں کتاب، جز 34۔

۱۱؎ یہاں اہل تھیس سے اہل بیوشیا مراد لینی چاہیے۔

۱۲؎ دیکھئے آٹھویں کتاب، جز 30 تا 33۔

۱۳؎ دیکھئے پیچھے جز 15۔

۱۴؎ دیکھئے ساتویں کتاب جز 6; اور آٹھویں کتاب، جز 113۔

۱۵؎ اس قسم کی گریہ وزاری مشرقی مزاج کا خاصہ ہے۔

۱۶؎ ڈوریوں کی ہجرت سے پہلے سارے پیلوپونیسے پر، چھوٹی موٹی استثناؤں کے ساتھ، تین نسلوں کا قبضہ تھا۔۔۔ آرکیڈی، آکیائی اور ایونیائی۔ ایونیائی کورنتھی خلیج کے ساتھ ساتھ والے علاقے پر قابض تھے جو بعد کے ادوار میں آکیابن گیا (پہلی کتاب، جز 145)؛ آرکیڈیوں کے پاس مضبوط مرکزی حیثیت تھی جہاں وہ ہمیشہ سے آباد رہے؛ آکیائی باقی ماندہ علاقوں کے مالک تھے۔

۱۷؎ جاری کتاب کے آخری صفحے پر نوٹ دیکھیں۔

۱۸؎ دیکھئے پیچھے جز 10۔

۱۹؎ کورنتھی قدرتی طور پر اپنے آبادکاروں کو اپنی براہ راست حفاظت میں رکھنے کے خواہشمند تھے۔

۲۰؎ ترنس کی جائے وقوع کے لیے دیکھیں چھٹی کتاب، جز 76۔

۲۱؎ تھریس کے نہیں بلکہ یوبیا کے کالسیدی۔

۲۲؎ ایناکٹوریم ایک کورنتھی یا شاید ایک مشترکہ کورنتھی اور کورسائری آبادی تھی جو Ambracian خلیج کے دہانے پر واقع تھی۔

۲۳؎ یعنی تھرموپائلے میں 700 کی ہلاکت کے بعد باقی ماندہ کل تعداد (ساتویں کتاب، جز 222 تا 225)۔

۲۴؎ یعنی وہ ایک ہزار فوکائی جن کا ذکر پیچھے کیا گیا ہے (دیکھئے پیچھے جز 17، 18)۔

۲۵؎ دیکھئے آٹھویں کتاب، جز 113 الخ۔

۲۶؎ دیکھئے دوسری کتاب، جز 164، 165، 166۔

۲۷؎ دیکھئے آٹھویں کتاب، جز 113 الخ۔

۲۸؎ کاہنہ کے پوچھے گئے سوال سے لاپروائی کرنے اور ایک قطعی مختلف موضوع پر جواب دینے کی عادت کے لیے پیچھے چوتھی کتاب، جز 151 اور 155; پانچویں کتاب، جز 63۔

۲۹؎ پشتا تعلم کی نوعیت کے لیے دیکھئے چھٹی کتاب، جز 92۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۴۰ اِس بھائی ہیگیاس کو تیسامینس کے پوتے ہیگیاس سے جدا سمجھا جائے۔

۴۱ یقیناً ہیروڈوٹس کی مراد صرف غیر ملکی ہوں گے: بصورت دیگر اُس کا بیان نہایت غیر درست ہو گا۔

۴۲ لگتا ہے کہ "بلوط کے سر" سلسلہ کوہ میں اُس ساری وادی کو کہا جاتا تھا جس میں سے اوپر مذکور دونوں راہیں گزرتی ہیں۔

۴۳ دیکھئے آٹھویں کتاب' جز 126 تا 129۔

۴۴ دیکھئے پیچھے جز 2۔

۴۵ گلیساس بیوتیا کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک تھا۔ اِس کا ذکر ہومر نے بھی کیا۔

۴۶ دیکھئے پانچویں کتاب' جز 137' 138۔

۴۷ یہ بات درست ہونا کافی خلاف امکان لگتا ہے۔

۴۸ دیکھئے ساتویں کتاب' جز 209۔

۴۹ دیکھئے ساتویں کتاب' جز 84 (موازنہ کریں ساتویں کتاب' جز 61) اِس رسم کا ذکر متعدد مصنفوں نے کیا ہے۔

۵۰ دیکھئے پیچھے جز 25۔

۵۱ دیکھئے پیچھے جز 11 اور آگے جز 55۔

۵۲ دیکھئے پیچھے جز 51۔

۵۳ یوریاناکس کو پیچھے سالاری میں شریک بتایا گیا ہے' دیکھئے جز 10۔

۵۴ دیکھئے پیچھے جز 6 اور 8۔

۵۵ دیکھئے پیچھے جز 11۔

۵۶ دیکھئے پیچھے جز 1۔

۵۷ دیکھئے پیچھے' جز 47۔

۵۸ دیکھئے پیچھے' جز 41۔

۵۹ لگتا ہے کہ فارسیوں نے بید کی ڈھالوں کا استعمال اشوریوں کی دیکھا دیکھی شروع کیا تھا۔

۶۰ فارسیوں کی بید کی ڈھالیں دست بدست لڑائی میں بے کار تھیں۔

۶۱ دیکھئے ساتویں کتاب' جز 40 اور آٹھویں کتاب' جز 113۔

۶۲ دیکھئے پیچھے جز 15۔

۶۳ دیکھئے پیچھے جز 41۔

۶۴ دیکھئے پیچھے جز 52۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۵۵ محاصرے کرنے کی نااہلی سپارٹا عسکری کردار کی نہایت نمایاں خصوصیات میں سے ایک ہے۔ اس معاملے میں ایتھنی مہارت سپارٹائی نااہلی سے متضاد ہے۔

۵۶ دیکھئے ساتویں کتاب، جز 229 تا 231۔

۵۷ پریتھوس اور تھیسیئس نے زیئس کی بیٹیوں کو بیاہنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ انہوں نے ہیلن کے حسن کے کاچرچا سن رکھا تھا حالانکہ وہ سات برس سے زیادہ عمر کی نہ تھی۔ چنانچہ وہ اُسے اغواء کرنے سپارٹا گئے۔ وہاں وہ انہیں ارتمس اور تھیا کے معبد میں رقص کرتے ملی۔ اُسے اغواء کرنے کے بعد انہوں نے قرعہ نکالا کہ وہ کس کی ہوگی اور تھیسیئس فاتح تھا۔ سو وہ ہیلن کو ایٹیکالایا اور اُسے اپنے دوست الفی ڈنس اور اپنی ماں اریتھا کے پاس الفی دنے میں چھپا دیا۔ تب تھیسیئس پریسفونے کو لینے کے لیے پریتھوس کے ہمراہ تھسپوریٹا گیا۔ دریں اثناء ہیلن کے بھائیوں نے کثیر لشکر کے ساتھ ایٹیکا پر حملہ کیا اور اپنی بہن کو ہر جگہ ڈھونڈا۔ آخر کار انہیں الفی دنے کے متعلق بتایا گیا اور انہوں نے وہاں حملہ کر کے ہیلن کو بازیاب کیا اور اریتھا کو قیدی بنالیا۔

۵۸ یونانیوں کے ہاں ڈھالوں پر آرائشی نمونے لگانے کا رواج بہت قدیم وقتوں سے تھا۔

۵۹ دیکھئے چھٹی کتاب، جز 92۔

۶۰ یہاں مذکور جنگ تقریباً 465 ق م میں اُس موقع پر لڑی گئی تھی جب ایتھنیوں نے امفی پولس کو آباد کرنے کی پہلی کوشش کی تھی۔

۶۱ دیکھئے ساتویں کتاب، جز 238۔

۶۲ سونے کی قدر و قیمت سے گھریلو ملازمین (Helots) کی لاعلمی کا موازنہ جنگ گرانسن کے بعد سوئس کی لاعلمی سے کیا جا سکتا ہے۔

۶۳ پوسانیاس نے اِس تپائی پر ایک تحریر کندہ کی جو اُس کے بلند ارادوں کا اولین اشارہ دیتی ہے:
"یونان کے قائد پوسانیاس نے میڈیوں کو شکست دی
اور اپالو کو یہ نذر کیا جو تمہاری نظروں کے سامنے ہے۔"

۶۴ یہ ہیروڈوٹس کی تاریخ میں اُن چند اقتباسات میں سے ایک ہے جس میں اُس نے تاریخ کی تدوین کے دوران مصنفین سے رجوع کرنے کا ذکر کیا۔ اُس نے زیادہ تر مواد ذاتی پوچھ گچھ اور مشاہدے سے حاصل کیا۔

۶۵ اِس خیمے پر قبضہ کرنے کی یادگیری کے لیے ایتھنز میں اِس کی شکل کی ایک عمارت بنائی گئی۔ یہ اوڈیئم تھی۔

۶۶ دیکھئے پیچھے باب 15 جز 38۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۶۷ اَس کی وجہ پیچھے آٹھویں کتاب کے جُز 85 میں دی گئی ہے۔
۶۸ یہاں ہیروڈوٹس کا علم جغرافیہ کچھ ناقص لگتا ہے۔
۶۹ دیکھیے تیسری کتاب، جُز 60۔ میرے خیال میں ہیروڈوٹس کا اشارہ ساموس شہر کے قریب ہیرا کے عظیم معبد کی طرف ہے۔
۷۰ دیکھیے پہلی کتاب، جُز 148۔ مائیکالے جدید کیپ سینٹ میری ہے--- ساموس کی جانب جانے والی راس زمین۔
۷۱ دیکھیے پہلی کتاب، جُز 147۔
۷۲ دیکھیے آٹھویں کتاب، جُز 22 الخ۔
۷۳ دیکھیے پیچھے جُز 61 اور 62۔
۷۴ دیکھیے آٹھویں کتاب، جُز 130۔
۷۵ پانکرتیئم نامی مقابلے میں کشتی اور باکسنگ شامل تھی۔
۷۶ دیکھیے آٹھویں کتاب، جُز 88 اور نویں کتاب، جُز 20۔
۷۷ غالباً یہ مبالغہ آرائی ہے جو اپنے ہموطن کی عزت افزائی کے لیے ایک فطری کوشش ہے۔
۷۸ سالگرہ ایک ضیافت کے ساتھ منانے کا رواج فارس میں ہمہ گیر تھا۔ حتیٰ کہ غریب ترین لوگ بھی یہ رسم منایا کرتے تھے۔
۷۹ چند ایک قاری ہی ایسے ہوں گے جو اِس منظر اور متی کی انجیل (6.xiv تا 9) اور مرقس کی انجیل (vi، 21 تا 26) کے منظر کے درمیان حیرت انگیز مشابہت کا ادراک نہ کر سکیں۔ مشرق میں بادشاہ بہت پرانے وقتوں سے ہی اپنی سالگرہ ضیافتیں دینے اور عنایات کرنے کے ذریعہ منایا کرتے تھے۔
۸۰ لیکٹم موجودہ کیپ بابا ہے۔ ہومر نے بھی اِس کا ذکر کیا۔
۸۱ پروتیسی لاس ابن اِفی کلس ٹروجن کے ہیروؤں میں سے ایک تھا۔ اُس نے فتھلوتِس کے تھیسالیوں کی قیادت کی؛ اور وہ اولین یونانی تھا جو سب سے پہلے ساحل پر اُترا (ایلیڈ، ii. 695 تا 702)۔
۸۲ پیلوپونیشیائی جنگ میں اتھنیوں کی حتمی شکست کے لیے مشہور۔
۸۳ دو سو ٹیلنٹ موجودہ کرنسی کے مطابق تقریباً 50,000 پاؤنڈ سٹرلنگ ہوں گے۔
۸۴ دیکھیے ساتویں کتاب، جُز 33۔
۸۵ ہیروڈوٹس کی تحریر اگرچہ مکمل نہیں لیکن یہاں اختتام پذیر ہوتی ہے۔ میرے خیال میں یہ معاملہ تاریخی اور فنی دونوں حوالوں سے ہے۔ تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو حملہ آور لشکر کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تباہ کرنے کے بعد اتھمنی بیڑے کی فاتحانہ واپسی کے ساتھ ہی ایکشن ختم ہو جاتا ہے۔ فنی اعتبار سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اختتامیہ کو دوبارہ ابتدائیہ کے ساتھ مربوط کر دیا گیا ہے۔ ساتھ ہی سارے بیانئے کو سمجھنے کی کنجی بھی ہمیں فراہم کر دی گئی ہے۔۔۔ سخت اور پہاڑی ممالک میں رہنے والے سخت مزاج لوگوں کے لیے فتح' اور زرخیز میدانوں کے باشندوں کے لیے شکست جو تمام جنگجوئی عادات کو چھوڑ کر تعیش اور کاہلی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واقعات کی زمانی ترتیب کا جدول

سن	یونان/یونانی دنیا	مشرق قریب
776ق-م	پہلی اولمپک کھیلیں	
750ق-م	یونانی حروف تہجی کی ایجاد	
744تا612ق-م		اشوری سلطنت
735تا700 ق-م	سسلی میں اولین یونانی بستیوں کا قیام	
730تا710ق-م	سپارٹا میسینیا کو فتح کرتا ہے	
700ق-م تک	ہومر کی ایلیڈ اور اوڈیسے	
اندازاً700ق-م	ہسیاڈ	
اندازاً680ق-م		گائجس نے لیڈیائی سلطنت کی بنا ڈالی (680تا645ق-م)
680تا640ق-م	فیروس کا آرکی لوکس	
670ق-م سے		اشوریہ کا زوال
664ق-م		پسامیٹی کس اول(650تا625: مصر میں Saite سلطنت کا آغاز
655تا585ق-م	کورنتھ میں استبدادیت: سپسیلس اور پریاندر	
650ق-م		فراتیس اور میڈیائی سلطنت کا عروج
اندازاً650ق-م	سکایون میں اور تھاغورث کی استبدادیت	

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سن	یونان/یونانی دنیا	مشرق قریب
632ق-م	ایتھنز میں سائیلون کی سازش	
630ق-م	اہل تھیرا سائی رینے‘ شمالی افریقہ کی بنیاد رکھتے ہیں	
621ق-م	ایتھنز میں ڈریکن کا ضابطۂ قانون	
620تا570ق-م	مائتیلینے میں پتاکو کی استبدادیت۔ الکیئس‘ سیفو۔	
612تا609ق-م		نینوا کا زوال: سلطنت اشور کی بابل اور فارس میں تقسیم
ساتویں صدی ق-م کا آخر	الکمان تیر تیئس	
600ق-م تک		مصر میں نوکریتس کی یونانی بنیاد; عظیم تر یونان کا مصر سے تعلق بنتا ہے
اندازاً600ق-م	سکایون کا فرمانروا کلستھینز	
597ق-م		نبوکدرضر (605تا562) بابل پر قبضہ کرتا ہے
593/594ق-م	ایتھنز کا آرکون سولون; سولونی ضابطۂ قانون	
592ق-م	الکماکونی الکماکون اولمپیا کی کھیلیں جیتتا ہے	
591ق-م		پسامیٹکس II کی مصر سے نیوبیا تک مہم
569تا525ق-م		مصر کا بادشاہ اماسس
561ق-م	ایتھنز میں پسی سٹراٹس کی پہلی فرمانروائی	
560تا546ق-م		لیڈیا کا بادشاہ کروسس
559ق-م		سائرس اعظم شاہ فارس بنتا ہے
550ق-م		فارس کا بادشاہ میڈیا کو فتح کرتا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سن	یونان/یونانی دنیا	مشرق قریب
546ق-م		سائرس لیڈیا کو فتح کرتا ہے؛ کچھ ہی عرصہ بعد ایشیائے کوچک کے یونانیوں کی طرف رخ کرتا ہے
546تا528ق-م	ایتھنز میں پسی سٹراٹس کا آخری عہد فرمانروائی	
539ق-م		سائرس بابل فتح کرتا ہے؛ جلاوطن یہودیوں کی واپسی
530ق-م		سائرس کی موت؛ کمبائسس کی تخت نشینی
527/ 528ق-م	ایتھنز میں ہپیاس کا مطلق العنان بننا	
525ق-م		مصری اماسس کی موت' مصر کی فارسی فتح
521ق-م		داریوش فارس کی بادشاہت پر قبضہ کرتا ہے
اندازاً 521تا491	سپارٹا کا بادشاہ کلیومینز۔ سپارٹائی طاقت کی توسیع	
510ق-م	ایتھنز میں پسی سٹراٹیڈے کی مطلق العنانی کا خاتمہ	
507ق-م	کلستھینز کی جمہوریت کا قیام	
چھٹی صدی ق-م کا آخر	کولوفون کا ژینوفون	
اندازاً 500	ملیتس کا ہیکاٹیئس' جغرافیہ دان	
499تا494	فارسیوں سے ایونیائی بغاوت	
498ق-م	ایونیائی باغی سارد لیس کو نذر آتش کرتے ہیں	
492ق-م	لیڈے کی جنگ' ملیتس کی بربادی	

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سن	یونان/یونانی دنیا	مشرق قریب
490تا479ق-م	فارسی جنگیں	
490ق-م	یونان کے خلاف زرکسیز کی مہم' جنگِ میراتھن	
486ق-م		داریوش کی موت' زرکسیز کی تخت نشینی
485ق-م	سیراکوسے کا فرمانروا گیلون	
484ق-م	ہیروڈوٹس کی پیدائش	
480ق-م	دوسری فارسی مہم (داریوش کی زیر قیادت) ارتمیسیئم' تھرموپائلے اور سلامس کی جنگیں	
479ق-م	پلیٹیا اور مائکالے کی جنگیں	
470کی دہائی	ایتھنز میں تدفین کے وقت خطبے کا آغاز	
472ق-م	ایسکائیلس کی Persae	
468ق-م	سوفوکلیز کی ٹریجیڈی کیلئے پہلی جیت	
467تا466ق-م	اہل یونان سیمون کی قیادت میں فارسیوں کو پمفیلیا میں شکست دیتے ہیں	
465ق-م		زرکسیز کی موت; ارتازرکسیز کی تخت نشینی (465-424ق-م)
464ق-م	سپارٹا میں زلزلہ اور میسینیائی بغاوت	
461ق-م	ایفی آلٹس ایتھنز میں انقلابی جمہوریہ قائم کرنے کیلئے اصلاحات کرتا ہے پہلی پیلوپونیشیائی جنگ سپارٹا اور ایتھنز کے مابین (461تا446ق-م)	
459ق-م	مصر کی جانب ایتھنی مہم	
458ق-م	ایسکائی لس کی "اورسٹیا"	

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سن	یونان/یونانی دنیا	مشرق قریب
456ق-م	ایسکائی لس کی موت	
457ق-م		مصر میں ایتھنی تباہی
450 سے 420 کی دہائی تک	ابتدائی سوفسطائی پروتاغورث	
ایضاً	ہیروڈوٹس سرگرم (420 کی دہائی میں وفات؟)	
450ق-م	ایتھنز اور سپارٹا کے درمیان پانچ سالہ جنگ بندی	
447ق-م	ایتھنز میں پارتھی نون کی تعمیر کا آغاز	
446ق-م	سپارٹا اور ایتھنز اور اتحادیوں کے مابین تیس سالہ امن	
443ق-م	پیریکلیز کے عہد کا آغاز	
441تا439ق-م	ساموس کی ایتھنز سے بغاوت	
441 ق-م	یوری پیڈیز کی پہلی کامیابی	
441؟ ق-م	سوفوکلیز کا "انٹی گونے"	
431ق-م	دوسری پیلوپونیشیائی جنگ کا آغاز (431تا404ق-م)' تھیوسی ڈائیڈز اپنی تاریک لکھنا شروع کرتا ہے (غالباً 390 کی دہائی میں اُس کی موت ہوئی)	

Courtesy www.pdfbooksfree.pk